

شرح ریاض الصالحین

امام مخی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمہ اللہ

۶۸۶-۶۳۱ھ

تالیف

جلد
اول



مترجم

ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

شرح

علامہ انوار التراب محمد ناصر الدین بن ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

[https://archive.org/details/](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

[@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زohaib حسن عطاری

شرح

ریاض الصالحین

جلد اول

تالیف

امام مخی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمہ اللہ
۶۸۶-۶۳۱ھ

ترجمہ

ابو حمزہ مفقہی ظفر جتائی چشتی

شائع

مولانا ناصر حسین قادری عطاری

یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



امام مکی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمہ اللہ



ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی



مولانا ناصر حسین قادری عطاری

شرح ریاض الصالحین

مارچ 2015ء

آصف صدیق پرنٹرز

1100/-

چوہدری غلام رسول - میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول

= / روپے

بار اول

پرنٹرز

تعداد

ناشر

قیمت



ملنے کے پتے

المسلم بکریو

۱۲- گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941
0323-8836776

ملت پبلی کیشنز

Ph: 051-2254111 فیصل مسجد اسلام آباد

E-mail: millat_publication@yahoo.com

دکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیوار دو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

شوروم

لوگن مارکیٹ - غزنی سٹریٹ
آرمو بازار - لاہور

فون 042-37124354 فکس 042-37352795

پروگریسو بکس

فہرست

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
47	تبوک کا چشمہ	21	کِتَابُ الْإِخْلَاصِ
47	رومی لشکر ڈر گیا		1۔ تمام اعمال اقوال ظاہری اور پوشیدہ میں نیت کو خالص کرنے کا بیان
48	رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کا ثواب	22	قبولیت کے چھ حروف کے نسبت سے اخلاص کے 6 فضائل
49	صدقہ کرنے والوں پر عرش کا سایہ	24	مخلص مؤمن کی مثال
50	کیا مالدار کے لئے صدقہ لینا جائز ہے؟	25	مخلص کون؟
50	غیر مستحق نے زکوٰۃ لے لی تو؟	31	کعبہ کی عظمت
52	عشرہ مبشرہ	34	قبلہ رُو تھوکنے والا پیش امام
52	وصیت میں نقصان پہنچانے والی چند صورتیں	34	کعبے کے کعبے کی بے ادبی کرنے والا کیونکر امام ہو سکتا ہے!
53	وصیت کے ذریعے نقصان پہنچانے کی ایک صورت	35	پہلی ہجرت
54	وصیت میں عدل کو پیش نظر رکھنا	36	ہجرت مدینہ
54	وصیت کرنے کی فضیلت	36	کفار کا نفرت
55	مسائل فقہیہ	38	ہجرت رسول کا واقعہ
56	بچوں کی جگہ	39	ہجرت مدینہ ایک اہم سنگ میل
57	گھر بیٹھنے والے غازی	40	ہجرت کے بعد قریش کی تباہی
57	اچھی صورتیں اور سیرت	40	مسلمان ایک دن شہنشاہ ہوں گے
58	دنیا میں کفار سے مشابہت	41	فتح مکہ کی پیشگوئی
59	حکایت	43	اچھی نیت پر ثواب
59	اخلاص کی حقیقت	44	غزوہ تبوک
60	اخلاص کی اہمیت اور فضائل	44	غزوہ تبوک کا سبب
62	مسلمان کا قتل	45	فوج کی تیاری
64	باجتماع نماز کی فضیلت	46	تبوک کو روانگی

91	گناہ سے توبہ	65	25 مرتبہ نماز ادا کی
104	غزوہ تبوک	66	بندے کا ارادہ
104	غزوہ تبوک کا سبب	67	گناہ کا ارادہ ترک کرنے پر نیکی ملنے کی صورت
106	سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟	70	وسیلہ
107	احکام فقہیہ	70	وسیلہ کے معنی
107	ندامت ہو تو ایسی ہو	70	وسیلہ کیا ہے؟
108	ابن آدم کی حرص	71	اعمال صالحہ کا وسیلہ
109	مال کی محبت	71	صالح بزرگ کی دعا کا وسیلہ
110	لاج کا علاج	73	ولادت سے قبل ٹوٹل
111	سیدنا وحشی کا قبول اسلام	73	امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا وسیلہ
112	3- صبر کا بیان	73	2- توبہ کے بیان میں
113	طہارت و صفائی کی اہمیت	75	توبہ کی شرائط
114	تصوف کا عظیم مدنی نسخہ	76	توبہ و استغفار
114	حقیقت صبر کا بیان	77	سب توبہ کرو
115	صبر جمیل کی تعریف	78	دعائے سید الاستغفار اور اس کی فضیلت
116	غنا کیا ہے؟	79	اللہ تعالیٰ کی محبت
117	صبر اور قناعت کی دولت	79	معافی مانگنا تو اللہ کو پسند ہے
119	صبر اور نماز سے مدد چاہو	79	استغفار کے معنی
119	جنتی عورت	80	سب خوبیاں اللہ عز و جل کے لئے
119	آزمائش میں صبر	81	دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے
120	جنت کیا ہے؟	83	موت کے وقت ایمان لانا نفع مند نہیں
121	عین موت کے وقت	84	حضرت سیدنا لقمان حکیم کی نصیحت
123	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	86	علم سیکھنا فرض ہے
124	جس کا ایک بچہ مر جائے اس کا ثواب	87	اپنی آواز پست کریں
125	تین بچوں کے انتقال پر صبر کرنے کا ثواب	88	محبت کی علامت
129	اصحاب الاخذ و د کے مظالم	88	موزوں پر مسح کرنے کے مسائل

147	بخار سے شفاء کا ایک اور نسخہ	129	سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر؟
147	یانبی کے پانچ خوف کی نسبت سے بخار کے شہد فی علاج	130	مصیبت پر صبر کرنے کا ثواب
148	پاکیزگی کا ذریعہ بخار	131	صبر کرنے کا طریقہ
149	قیامت میں مصیبت زدہ لوگوں کا اجر و ثواب	132	مصیبت کے وقت پڑھنے کی دعا
150	مہینہ منورہ میں مرنے کا ثواب	132	تعزیت کرنے کا ثواب
152	حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	132	تعزیت کا بیان
152	جلی ہوئی پیٹھ	135	صبر کرو
153	بھصاب پر صبر قرب الہی عز و جل کا ذریعہ ہے	135	نوحہ کرنے والیوں کے لیے وعید
154	سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت	135	نوحہ کیا ہے؟
155	صبر و سخاوت کی فضیلت	136	طاعون
155	غصے کے وقت صبر کرنے کی فضیلت	137	طاعون کا سبب
156	قیامت میں مصیبت زدہ لوگوں کا اجر و ثواب	137	طاعون کا حکم
161	بچے کی موت پر صبر کا اجر	137	طاعون میں مبتلاء ہو کر مرنے والے کا ثواب
162	غصہ کب بُرا؟ کب اچھا ہے؟	138	آنکھیں بہت بڑی نعمت ہے
163	غصے میں انسان کی حالتیں	139	ہر حال میں اللہ عز و جل کا شکر ادا کرتے
163	قوتِ غضب میں تفریط	140	بیماری اور صبر
164	قوتِ غضب میں افراط	141	بیماری کے فضائل
165	غصہ کا علاج	142	ظلم کرنے والے کے لئے دُعا ہدایت
166	غصے کے علاج کی چند صورتیں	142	ظلم پر صبر
167	غصہ پینے کا انعام	142	مسلمانوں پر مظالم
167	غلام آزاد کر دیا	144	سب سے زیادہ مصیبت زدہ
167	سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت	145	مصیبت کی حکمت
168	فضیلتِ حلم	145	سارا معاملہ بھلائی ہی بھلائی
169	نری کی فضیلت	146	بخار کی فضیلت
169	بنی اسرائیل کا ایک گنہگار	146	بخار کا ثواب
171	عفو و درگزر کی فضیلت کا بیان	147	بخار کا روحانی علاج

199	ہر چھوٹے بڑے گناہ کو ہرگز ہلکا نہ جانو	173	مشک کے میلے
199	تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو؟	174	نیکوں کے ذریعے مالدار
204	ایک عابد کی سخاوت اور یقین کامل	174	فضل کہاں ہیں؟
206	اپنے نفس کا محاسبہ	174	حکام کے ظلم پر صبر کرنا
207	فکر آخرت کرنے والا خوش نصیب	175	عفو و عافیت مانگنے کا ثواب
207	فکر آخرت کے فوائد	176	اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کا ثواب
208	ساتھ سال کی عبادت سے بہتر	176	جنت تلواروں کے سایہ کے
208	کچھ دار کون؟....	177	4- صدق کا بیان
208	ایمان کامل کی نشانی....	178	دل میں حق اور زبان پر سچ
209	پانچ لاکھ میں سے پانچ احادیث کا انتخاب	178	بچوں سے سچ بولنے
211	بیوی کے آداب	178	روئے زمین کا سب سے بڑا عالم
211	بہترین شوہر وہ ہے!	180	مشتبہ بالشی
212	6- تقویٰ کا بیان	181	نامہ مبارک اور قیصر
214	دین کی سمجھ	182	ہر قل کے پاس انبیاء کی تصاویر
215	علم کی فضیلت کے بارے میں اقوال صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم	184	شہادت ملنے کا آسان طریقہ
216	عورتوں کا فتنہ	184	برسوں حلق میں تیر چھار ہا
216	اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی نہ ہونے دے	186	سورج پلٹ آیا
216	نہایت عبادت گزار شخص	187	سورج ٹھہر گیا
217	آگ پر صبر	188	کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی
218	حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالطلب رضی اللہ عنہ کی پاکدامنی	188	5- مراقبہ کا بیان
219	خواہشات کے تقاضے	194	گناہ کے فوراً بعد نیکی کرنے کا ثواب
220	مسائل فقہیہ	195	اچھے اخلاق
221	قسم کھانا	196	اللہ عزوجل کا حق
221	امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم	197	تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی
222	اللہ عزوجل کا خوف	197	گناہ کبیرہ اور صغیرہ میں فرق
223	خوف خدا کا مطلب	198	گناہ صغیرہ کب کفر ہوتا ہے؟

258	مشکلات پر ثابت قدمی	224	مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں
259	آنکھیں جو انہمراں حق گوئی و بیباکی	225	7- یقین اور توکل کا بیان
261	اپنے عمل سے اللہ عزوجل پر احسان بکھانے والا	227	بدفالی لینا
261	اطاعتِ الہی عزوجل پر ہمیشگی	229	حمد باری تعالیٰ
262	9- اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات میں غور و فکر کرنا....	230	توکل کے متعلق اسلاف کے اقوال
263	10- نیکیوں کی طرف جلدی کرنا.....	230	توکل کے درجات
264	ایمان کی اہمیت اور مؤمن کی فضیلت	231	وہ زندہ ہے
265	نیک اعمال میں جلدی کرلو	232	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توکل
265	دل پر سیاہ نکتہ	233	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلانِ توحید
266	صدقہ کے فضائل	234	اللہ عزوجل پر توکل فرض عین ہے
267	محبوب ترین مال	234	صبح و بلیغ کلام کرنے والا متوکل اٹھ دھا
268	بھلائی کے کاموں میں سبقت	238	غزوہ عطفان
268	جہاد میں شہید ہونے کا ثواب	239	غزوہ ذات الرقاع
270	شوق شہادت	240	اللہ پر توکل کیوں؟
271	اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت	241	کامل توکل ہو تو جنگل میں بھی رزق مل جاتا ہے
272	ہم بھی مسکین ہیں	243	باؤ خوسونے کا ثواب
273	ابود جانہ کی خوش نصیبی	243	جب تم بستر پر لیٹنے لگو
274	لکڑی کی تلوار	244	بستر پر آکر پڑھے جانے والے وظائف کا ثواب
275	حجاج بن یوسف ثقفی عالم	246	اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے
276	موت کے ذکر کی فضیلت	247	غاری ثور
280	فاتح خیبر کون ہوگا؟	249	گھر سے نکلو تو یہ خیال کرو جیسے دنیا سے جا رہے ہو
280	جنگ خیبر کا سبب	250	راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنا
281	مسلمان خیبر چلے	250	گھر سے نکلتے وقت پڑھی جانے والی دعائیں
281	11- مجاہدہ کے بیان میں	252	فرض عین، فرض کفایہ، محمود اور مذموم علوم کا بیان
283	نفل عبادت نہ کرنے والے سے نفرت کرنا کیسا؟	253	راہِ علم کی مشقتوں میں صبر پر انعام
284	بروز قیامت فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی	256	8- استقامت کا بیان

318	ایک سال تک رونے سے محروم رہے	288	دنیا آخرت کی کھیتی ہے
320	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	288	صحت اور فرصت کا فریب
321	جنگل میں کفن	289	سرور کائنات کی عبادات
321	12- آخری عمر میں نیکیاں زیادہ کرنے کا بیان	290	رضا پر راضی
323	فرشتے کی صدائیں	292	آخری عشرہ
325	علم کی فضیلت	292	زوجہ کو جگانا
326	علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت	292	جہنم سے آزادی
328	فتح مکہ	294	سب سے افضل آدمی
329	مکہ پر حملہ	294	ہربھلائی کی اصل
329	تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکہ میں داخلہ	295	راضی برضائے الہی رہنے والا عابد
330	مکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیام گاہ	297	ماں کا حکم نفس پر گراں
330	انصار کو فراق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دور	297	محاسبہ کرنے والا خوش نصیب ہے
331	ملائکہ کے بڑے بڑے لشکر	297	ہماری سائیں امانت ہیں
332	سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال.....	299	اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا
333	13- بھلائی کے راستوں کی کثرت کا بیان	299	دنیا کی مٹھاس
333	بھلائی کے راستوں کی کثرت کا بیان	302	نماز میں طویل قیام کرنے کا ثواب
334	ایک عابد کی سخاوت اور یقین کامل	302	قیام کے مسائل
336	محبوب سے ملاقات کا وقت قریب آ گیا	303	بندے کا مال
338	ہر نیک عمل صدقہ ہے	304	فرشتوں کی صدائیں
338	چاشت کی نماز پابندی سے ادا کرنے کا ثواب	308	چڑیا اور چیونٹی کی مثال
339	نماز چاشت کی فضیلت	309	کثرت سے سجدے
339	تکلیف دہ چیز ہٹا دینا صدقہ	310	قابل رشک شخص
340	مسجد کی صفائی	311	عقل مند شہزادہ
342	نفل صدقہ کے فضائل پر احادیث طیبہ	316	خدا نے قسم پوری فرمادی
342	صدقہ کرنے والوں پر عرش کا سایہ	317	ریا کاری کسے کہتے ہیں؟
343	ایک لقمہ صدقہ کرنے کی برکت	318	نبیت کے تین ظروف کی نسبت سے 3 شرعی احکام

369	بیماری نعمت ہے	344	اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر
370	ہر بھلائی صدقہ ہے	344	روغنئے کھڑے کر دینے والی حکایت
372	دشمن میں بھتی	347	نیکی کی دعوت دینے والے خوش نصیب
373	ثواب جاریہ	347	نجر اور عشاء کی نماز کی اہمیت
374	جنت میں مہمان خانہ	348	اندھیری رات میں مسجد کو جانے کا ثواب
374	چاندی کا لباس	348	مسجد سے محبت
375	مسجد کو آباد کرنے کا ثواب	350	دل خوش کرنے کی فضیلت
378	قرض دینے کا ثواب	350	تحفہ دینے والے کے آداب
378	مجھے قرض دے دو	350	تحفہ لینے والے کے آداب
380	آگ سے بچنے کا بہترین طریقہ	351	حیاء ایمان کی شاخ
381	عجیب خواب	351	راستے سے تکلیف دہ چیز
381	ایک لقمہ صدقہ کرنے کی برکت	353	پانی صدقہ کرو
382	کھانا کھا کر کیا پڑھے	353	کنواں کھدوانا
383	پانی پینے کی سنتیں اور آداب	355	راستے کا کاٹنا ہٹانے سے بخشش کرا دی
383	ساری سلطنت کی قیمت ایک گلاس پانی	356	مسلمانوں کے حقوق
384	دو دن میں ایک بار کھانے کی پسند کا اظہار	357	نماز جمعہ کی فضیلت
384	دن میں ایک بار کھانا	357	وضاحت
385	ہر مسلمان مبلغ ہے	358	نماز جمعہ چھوڑ دینا
385	ہر ایک اپنے اپنے منصب کے مطابق نیکی کی دعوت دے	358	خطبہ کی شرائط
385	14- عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا	359	خطبہ کی سنتیں
387	جب تھک جاؤ....	362	کامل وضو
387	جنت میں بیٹگی	363	چمکدار نشان
389	ہر مہینے میں تین دن کے روزے	365	حقوق العباد سے ڈرنا
390	نقلی روزوں کا بیان	366	جہاد اکبر
391	اسلام اور سادہ روی زندگی	366	نماز کے لئے مسجد کی طرف چلنے کا ثواب
392	دل اندھے ہو جائیں گے	368	نماز فجر و عصر کی اہمیت

415	اعمال کا مقصد	394	نبوت کے اجزاء
416	رات اپنا درد بھول گیا	395	جسمانی اعضاء کی گفتگو
416	ایک عجیب درد	395	رحمتوں کی برسات
417	مقلسی و تنگدستی دور کرنے کا درد	396	ذوق عبادت
418	محبت الہی عزوجل کے حصول کا طریقہ	396	سیدنا ابویزید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا ذوق عبادت
419	کہاں ہیں وہ لوگ؟	398	حیثیت عبادت کے باوجود غلبہ نیند
420	چاشت کے فضائل	398	اپنے درد سے محروم رہ جانے والے کا ثواب
421	16- سنت اور اس کے آداب کا بیان.....	399	نماز کو مختصر رکھے
425	فضول سوالات سے بچو	400	حقوق العباد نہ ادا کرنا
426	وعظ و نصیحت کے بے شمار فوائد ہیں	401	راستوں میں بیٹھنے کے حقوق
428	(1) واجبہ	401	استاد کا حق
428	(2) مستحبہ	406	روزے کی اقسام
428	(3) مباحہ	406	انبیاء علیہم السلام کا روزہ
428	(4) مکروہہ	407	میدان جہاد سے فرار ہونا
428	(5) محرمہ	408	خوف خدا عزوجل
429	رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، سعادت کی علامت	409	آخرت میں کامیابی
430	سوشہیدوں کا ثواب	409	جنت کے باغات
431	سیدھے ہاتھ سے کھائیں پئیں	409	(آخرت میں امن.....)
431	شیطان کا طریقہ	409	اللہ تعالیٰ کی تائید و مدد
431	سیدھے ہی ہاتھ سے لیں اور دیں	410	اللہ عزوجل کے پسندیدہ بندے
431	ہر کام میں الٹا ہاتھ کیوں؟	411	عبادت کے نو حصے
432	تیرا چہرہ بگڑ جائے	411	زیادہ بولنے والے کی غلطیاں بھی زیادہ
433	صف کو سیدھا نہ کرنا	411	منہ میں پتھر لئے رہتے
434	حضرت عمر فاروق اعظم کی صفوں پر توجہ	411	سب سے افضل عمل
436	آگ دشمن بھی ہے	411	15- اعمال کی نگہبانی
436	سونے، جاگنے کے 15 مدنی پھول	414	استقامت کے ساتھ عمل ضروری ہے

469	مسلمان خیر چلے	440	انست مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خصوصی کرم
470	اسلامی لشکر کا ہیڈ کوارٹر	440	امت کے غم خوار آقا
473	سامان جہاد کی تیاری	440	اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال
474	21- نیکی اور تقویٰ پر تعاون کا بیان	441	لقمہ گر کیا
474	عقل مند کون؟	442	آداب طعام (یعنی کھانے کے آداب) کا بیان
475	عرش کے سائے میں	445	مرتد لوگ
476	مسلمان بھائی کی حاجت روائی	446	خلافت صدیق اکبر کے سات مرتد قبائل
477	عمروں میں برکت کا سبب	447	کم عمر بھتیجا
478	رب تعالیٰ کا انعام عظیم	447	بچوں کو کھیلنے کا موقع بھی دیجئے
479	بسم اللہ شریف پڑھنے کی برکت	448	جنتی پتھر
479	روزانہ ایک قرآن پاک کا ایصالِ ثواب	449	17- اللہ کے حکم کی اطاعت کا بیان.....
480	امانت دار عامل زکوٰۃ اور خزانچی کا ثواب	451	اطاعت و فرمانبرداری کا انعام
481	22- خیر خواہی	452	حق گوئی اور سمجھداری
482	مسلمان کی خیر خواہی	453	18- بدعتوں سے روکنے کا بیان.....
485	تو لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرے	458	سیدنا عمر باض بن ساریہ کی حدیث
485	اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجتیں پوری کرنے کا ثواب	459	19- جس نے اچھا یا بُرا طریقہ جاری کیا
487	23- نیکی کے حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا بیان	461	بدعت
489	محاسب کے آداب کا بیان	462	سب سے پہلا قاتل و مقتول
489	حضور سیدنا غوث الاعظم کے والد محترم کا احتساب	464	20- نیکی کی رہنمائی کا بیان.....
489	جنگی دوست لقب کی وجہ	465	نیکی کی دعوت
491	اپنے مسلمان بھائی کو نصیحت کرنا	466	نیکی کی دعوت دینے والے خوش نصیب
493	لڑائی جھگڑا کرنا	466	لاکھوں نیکیاں اور لاکھوں گناہ
493	جھگڑا ترک کرنے کا ثواب	467	گناہ کی ترغیب دینے والی پرانفرادی کوشش
495	اجتماعی طور پر پیش آنے والے نقصانات	468	جنگ خیر
495	ان نقصانات سے بچنے کا طریقہ	468	غزوہ خیر کب ہوا؟
497	بادشاہوں کو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا	469	جنگ خیر کا سبب

538	ظالم کو مہلت ملتی ہے	499	ریاجوج و ماجوج
539	آوندھے منہ جہنم میں	499	سندہ کی کب ٹوٹے گی؟
539	آگ کی بیڑیاں	500	انتحالی جائیں گی
539	کنجوسی کا انجام	501	تے میں بیٹھنے کے آداب
541	ظالم سے مظلوم کا پورا پورا بدلہ	501	بچیں پیچی رکھنا
544	مسلمان کا قتل	501	تشیف وہ شے دور کرنا
546	کسی کی زمین ناحق لینا	502	مہم کے مسائل
548	عارضی عیش و عشرت	503	ین کا قطب اعظم
549	سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت	504	عرش کا سایہ ملے گا
549	دشمن صحابہ کا انجام	504	سونے کی انگوٹھی مرد کو حرام ہے
550	حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	505	سونے کی انگوٹھی پہننے والے پر انفرادی کوشش
550	ایک سال میں تمام قاتل ہلاک	505	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار
551	ولی کے گستاخ کا عبرتناک انجام	506	جرات مند مبلغ اور ظالم حکمران
552	جہنم میں پھینکا جائے گا	508	دل کی دعا بھی مقبول
552	مال حرام کے شرعی احکام	510	جرات مند حاجی
553	ہدیہ قبول کرنے سے اجتناب	512	بادشاہ کے بیٹے کی توبہ
553	حقوق کو ادا کرو یا محاف کرالو!	516	زبان تلک کر سینے پر آگئی
555	وہ کیسے سلا متی پاسکتا ہے؟	519	24- جو نیکی کا حکم کرے یا برائی سے روکے...
555	مسلمان مسلمان کا بھائی ہے	522	25- امانت کی ادائیگی کا حکم
556	مسلمان، مومن اور مہاجر کی تعریف	524	آگ کے دو پہاڑ
556	بدعہد، غدار، خائن اور دھوکے باز کی مذمت	524	پانی کے چند قطروں کا وبال
557	مالی مظالم سے توبہ	525	سب سے مشکل
562	جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر چھوڑتی ہے	529	شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
563	حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کا عامل	535	میراث
565	شیطان کی مکاری	536	26- ظلم کی حرمت کا حکم.....
565	شہداء کا مقام	536	ایک امیر نو جوان کی توبہ

598	حسد کے مراتب	566	قرض بہت ہی بڑا بوجھ ہے
598	جو وہ اپنے لیے پسند کرتا؟	567	مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا حق دار ہے؟
599	ظالم کو ظلم سے روکنے کی فضیلت	568	حقوق العباد سے ڈرنا
600	مظلوم کی مدد کرنے کی فضیلت	568	حقوق العباد نہ ادا کرنا
600	دریائے نیل کے نام ایک خط	571	قتل ناحق کی مذمت پر احادیث مبارکہ
603	سلام کا جواب دینے کی سنتیں اور آداب	573	نیک سیرت و اماناد
604	حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ کے فضائل	574	27- مسلمان کی حرمتوں کی تعظیم کا بیان.....
607	28- مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کا حکم...	575	اخوت و محبت کے حقوق
608	اللہ عز و جل کی صفات سے متصف	575	پہلا حق
608	اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرنے کا ثواب	578	امام شافعی کا سونا بھی مسلمانوں کے نفع کے لئے ہے
609	ایک آنکھ والا آدمی	580	مسلمان دوسرے مسلمان سے محبت کرنے والا ہوتا ہے
610	معرفت کی باتیں	581	بچوں سے محبت کیجئے
611	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مل مذکور لا تظہروا علیکم التیوہ	583	سیدنا صدیق اکبر کی اپنی بیٹی پر شفقت
614	سواری کے جانور پر بھی لعنت مت کرو	583	ایثار کرنے والی ماں
614	29- مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنا	583	زمین والوں پر رحم کرو
615	جنت کی وادیوں میں	585	نماز میں طویل قیام کرنے کا ثواب
616	عیب پوشی کے متعلق 3 فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	585	سجدے کثرت سے کرنا بھی افضل ہے
616	تکلیف دور کرنے کا ثواب	585	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز
617	تنگدست کو بہت دینے یا اس کے قرض میں کچھ کی کرنے کا ثواب	586	امت پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت
618	30- سفارش کا بیان	588	ادب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
619	مسلمان بھائی کی سفارش کرنے کی فضیلت	589	فجر ادا کرنے کا ثواب
621	اطاعت رسول	592	اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجتیں پوری کرنے کا ثواب
621	31- لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا بیان	595	تکبر کے کہتے ہیں
622	عدل کی تعریف	595	کسی کو حقارت سے مت دیکھو
623	انصاف کے ساتھ صلح کر دو	596	بیع بخش مکروہ ہے
625	لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا ثواب	597	حسد کی بیماری

636	ایک ہزار پیا سے اونٹ	626	تھوٹ سے متعلق مسائل
637	ظالم اور متکبر لوگ	627	حدیث سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
638	کافر کی نیکی	628	حدیث سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
640	روشن چہرہ	628	قرض بہت ہی بڑا بوجھ ہے
642	بوسیدہ کپڑوں والے	630	مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام
643	موتیوں کی کرسیاں	631	32۔ فقراء کمزور اور کم نام مسلمانوں کی فضیلت....
644	اغنیاء سے چالیس سال پہلے	634	فقراء اور ان کی مجالس کو حقیر نہ جانو
648	مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو	634	فقراء کے فضائل پر احادیث مبارکہ
648	محافظت حقوق کی فضیلت	635	اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے
648	مظلوم کی مدد کرنے کی فضیلت	636	جنت میں فقراء زیادہ ہوں گے



انتساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے محبوب و مقبول بندے رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق
 صادق سید الاولیاء مخدوم الامنیاء لخر سادات حضرت علی بن عثمان ہجویری غزنوی لاہوری
 کے نام نامی اسم گرامی کے نام جن کی پر نور نگاہوں سے لاکھوں گم گشتگان صراط مستقیم پر گامزن
 ہوئے اور براعظم ایشیاء میں ان کے فیضان کا صدیوں سے خاص و عام یوں اعتراف کرتے آ رہے
 ہیں

منج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
 ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را رہنما

فقط:

یکے از غلام غلامان فیض عالم
 علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری



دُعَاۃُ مُصْطَفٰی ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ اَرْحِمِ خُلَفَاۤیَ
قُلُوبَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مِنْ
خُلَفَاۤئِكَ قَالِ الَّذِیْنَ یَاۤتُوْنَ
مِنْۢ بَعْدِیْ رَوِّ اَحَادِیْثِیْ
وَ عَمَلُوْا لِیْ سَلَامًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احادیثِ مصطفیٰ کی اشاعت اور تعلیم دینے والوں کے لیے
اے اللہ میرے جانشینوں پر رحم فرما، ہم نے عرض کی
یا رسول اللہ آپ کے جانشین کون ہیں؟ آپ نے فرمایا
وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثیں بیان کریں
گے اور لوگوں کو میری حدیثوں کی تعلیم دیں گے۔

عرض ناشر

الحمد للہ کہ ادارہ پروگریسو بکس کے قیام سے لے کر اب تک ہم کارپردازان ادارہ ہمت وقت اور ہر آن اسی کوشش میں مصروف رہتے ہیں کہ اس ادارے سے مہیات اور ادبیات پر بہترین کتب اپنے کرم فرما حضرات کی خدمت میں پیش کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگا و رحمت اور قارئین کرام کے تعاون سے ہم آج تک اسی نصب العین کی تکمیل میں مشغول و مصروف رہے ہیں اور اب تک ہم نے اپنی جو مطبوعات آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں ان کی پسندیدگی اور قبولیت نے اس راہ میں ہمیں اور زیادہ سرگرم عمل بنادیا ہے اور اب تک دینی کتب کے اصل متون یا ان کے تراجم کو موجودہ نسل کی رہنمائی کے لیے پیش کرنا ہی ہمارا مقصود اور نصب العین بن گیا ہے۔ انشاء اللہ! ہم اس راہ میں اور زیادہ سرگرمی سے اپنے قدم اٹھائیں گے۔

آفتاب رسالت سے اقتباس شدہ ہدایت کا ذریعہ آیات قرآنی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر فکر آخرت کا یہ تقاضا ہے کہ انسان ایسے عقائد و خیالات اور اعمال کو اپنائے جن پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو بلکہ راضی ہو اور یہ ان بارگاہ رسالت کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔

اسی بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کا ادارہ پروگریسو بکس نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بہت سی نادر کتابیں شائع کی ہیں جیسے صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، مسند حمیدی، سنن ابوداؤد شریف، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، شرح مسند امام اعظم، شرح المعجم الصغیر للطبرانی، ریاض الصالحین (ترجمہ)، احیاء العلوم، تاریخ الخلفاء اور دیگر ادارہ خریدار حضرات کی ذمہ اند پوری کرنے میں مصروف عمل ہے۔

اسی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے کہ ہم نے حدیث شریف کی عظیم اور مستند کتاب ”ریاض الصالحین“ کی عام فہم اور سلیس شرح اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کی ہے۔

اس عظیم کتاب کے ترجمہ کی خدمت کو سرانجام دینے والے مترجم محقق معروف مذہبی اسکالر ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی زید مجدہ ہیں اور اس کی آسان اور سلیس شرح کرنے والے علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری ہیں۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ آگے جاری رہے گا۔

ہم نے اپنی مطبوعات کو حسن صوری سے آراستہ پیراستہ کرنے میں کبھی کوتاہی سے کام نہیں لیا ہے جس قدر بھی ممکن ہو سکا اور جماعتی حسن سے اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کیا ہے اور آپ نے ہماری اس کوشش کو سراہا ہے۔

اسی نصب العین کے تحت پیش نظر کتاب "شرح ریاض الصالحین" کو بھی بھرپور طریقے سے حسن معنوی کی طرح حسن ظاہری سے آراستہ کرنے میں بے اعتنائی نہیں برتی ہے۔

امید ہے کہ یہ گراں مایہ کتاب ہماری دیگر مطبوعات کی طرح آپ سے شرف قبول حاصل کرے گی۔

آخر میں گزارش ہے کہ جب آپ اس عظیم کتاب سے استفادہ کریں تو اپنے لیے دعا کرتے ہوئے ہمارے ادارہ کے تمام لوگوں کے لیے بھی ضرور دعا مانگیں۔

والسلام!

میاں غلام رسول

میاں شہباز رسول

میاں جواد رسول

میاں شہزاد رسول



ابتدائیہ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسلمان اپنے رب عزوجل کی رضا و خوشنودی اپنے رب عزوجل کی عبادت اور اس کے محبوب دانتائے غیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و تعلیمات پر عمل کے ذریعہ ہی حاصل کر سکتا ہے جو اپنے رب عزوجل کی رضا پانے میں کامیاب ہو گیا اور حقیقت وہی دنیا و آخر کی بھلائیاں و کامیابیاں پانے میں کامیاب ہو گیا۔

بلاشبہ ہمارے نبی کریم و رحیم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اقوال و افعال، سیرت و کردار، اخلاق و معاملات، طلب حق کے متلاشیوں کے لیے نور ہدایت ہیں۔

ہمارے اسلاف و بزرگان دین کی زندگی کے اصول و لمحات نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان و ارشادات کو پھیلانے میں صرف ہوئے اور اس طرح انہوں نے زندگی کے ان لمحات کو بیش قیمت بنا کر اپنے لیے سرمایہ آخرت بنالیا، یقیناً انہوں نے یہ عظیم دینی کام محض رضائے الہی پانے اور جذبہ اصلاح امت کی خاطر کیا، اسی لیے بارگاہ الہی میں ان کی یہ عظیم دینی خدمت ایسی مقبول ہوئی کہ قیامت تک کے لیے لوگوں کے دلوں میں ناکی عظمت و عقیدت نقش ہو گئی۔

ان ہی بزرگوں میں سے ایک عظیم بزرگ امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں جنہوں نے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اقوال و افعال کو اپنی گرانقدر و مایہ ناز تصنیف لطیف بنام ”ریاض الصالحین“ میں انتہائی عمدہ و احسن انداز میں جمع فرمایا ہے اور راجح کے سالکین کے لیے مشعل راہ کا انتظام فرمایا ہے۔

بزرگ موصوف کی اس عظیم دینی خدمت اور اس کے صلہ میں انہیں ملنے والی عزتیں، کرامتیں اور آخرت کے لیے جمع ہونے والے اجر و ثواب کے خزانے اس قدر قابل رشک ہیں کہ حقیر پر تقصیر کو ان رحمتوں اور برکتوں میں کچھ حصہ پانے کا جذبہ و شوق بیدار ہوا اور ذہن بنایا کہ اس مایہ ناز تصنیف کی شرح لکھی جائے مگر فوراً اپنے بے وقعتی و کم علمی کا احساس ہوا اور قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی مگر روز بروز یہ خیال جڑ پکڑتا گیا کہ اس مایہ ناز تصنیف کی شرح کے ذریعے مسلمانوں کو نہایت قیمتی علمی خزانے سے مالا مال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ رب عزوجل کی رحمت پر بھروسہ اور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کی نظر کرم کی اُمید رکھتے ہوئے قلم اٹھانے کی جرأت کی اور توجہ مرشد سے آسانیاں پیدا ہوتی چلی گئیں اور یوں نور اللہ عزوجل یہ شرح پایہ تکمیل کو پہنچی اور اس طرح حقیر پر تقصیر سے رب عزوجل نے اپنے محبوب کے مبارک اقوال و افعال، سہل انداز میں مسلمانوں تک پہنچانے کا کام لے لیا۔ اے کاش اوہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما لے درندہ دین کا کام تو وہ اپنے فاسق بندوں سے بھی لے لیتا ہے۔

اس تالیف میں کوشش کی گئی ہے کہ ہر حدیث کی وضاحت دیگر احادیث مبارکہ کے ذریعہ سہل اور عام فہم انداز میں کی جائے۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی رکھا گیا ہے کہ انداز اصطلاحی ہو اس کے علاوہ چند اور خصوصیات بھی اس شرح میں شامل ہیں:

◆ اکثر آیات قرآنیہ کی مختصر مگر مستند تفسیر بیان کی گئی ہے۔

◆ احادیث مبارکہ کی تشریح سہل اور عام فہم انداز میں کی گئی ہے۔

◆ امام نووی رحمۃ اللہ القوی شافعی مسلک سے تھے لہذا جہاں جہاں فقہی مسائل بیان کیے گئے وہاں شافعی موقف کے بجائے احناف کا موقف بیان کیا گیا ہے۔

◆ آیات مبارکہ و احادیث کریمہ اور دیگر عبارات و جزئیات کی تخریج کی گئی ہے۔

◆ جہاں جہاں بھی آیات مقدسہ بیان کی گئیں ان کا ترجمہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن کا ترجمہ قرآن کنز الایمان شریف سے لیا گیا ہے۔

◆ کئی مقامات پر حسب ضرورت مفید مواد شامل کیا گیا ہے۔

الحمد للہ احسانہ! اپنی خصوصیات کے سبب ریاض الصالحین کی یہ شرح نہ صرف طلباء بلکہ استاذ و علماء کے لیے بھی بے حد مفید ثابت ہوگی۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور اپنے پیاروں کے وسیلے سے فقیر کی اس کاوش کو قبول فرما کر آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری
فاضل جامعۃ المدینہ گلستان جوہر کراچی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
1- كِتَابُ الْإِخْلَاصِ

1- بَابُ الْإِخْلَاصِ وَاحْتِضَارِ النِّيَّةِ فِي
جَمِيعِ الْأَعْمَالِ وَالْأَقْوَالِ وَالْأَحْوَالِ
الْبَارِزَةِ وَالْخَفِيَّةِ

اخلاص کا بیان
تمام اعمال، اقوال ظاہری
اور پوشیدہ میں نیت کو
خالص کرنے کا بیان

شرح: سلف صالحین کی عادت مبارکہ میں اخلاص تھا۔ وہ ہر ایک عمل میں اخلاص کو مد نظر رکھتے تھے اور ریا کا شائبہ بھی ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی عمل بجز اخلاص مقبول نہیں۔ وہ لوگوں میں زاہد عابد بننے کے لئے کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ انہیں اس بات کی کچھ پروا نہ ہوتی تھی کہ لوگ انہیں اچھا سمجھیں گے یا برا۔ ان کا مقصد محض رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ ہوتا تھا۔ ساری دنیا ان کی نظروں میں ہیچ تھی وہ جانتے تھے کہ اخلاص کے ساتھ عمل قلیل بھی کافی ہوتا ہے، مگر اخلاص کے سوارات دن بھی عبادت کرتا رہے تو کسی کام کی نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن بھیجا تو فرمایا:

الْإِخْلَاصُ دِينُكَ يَكْفِيكَ الْعَمَلَ الْقَلِيلَ.

کہ اپنے دین میں اخلاص کر تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔

(المصدر: علی النعمان، کتاب الرقاق، الحدیث: ۶۸۲۲، ج ۵، ص ۴۳۵)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا أَمْرًا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ
مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا
الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝
اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں
برے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز
قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔

شرح: اساتذہ اپنے بچوں کا ذہن بنائیں کہ ہر جائز کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کریگا تو خدائے تعالیٰ اس کی (ریا کاری) لوگوں میں مشہور کر دے گا اور اس کو ذلیل و رسوا کریگا۔

(شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ... الخ، الحدیث: ۶۸۲۲، ج ۵، ص ۴۳۱)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا
دِمَآؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ۚ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا
لَكُمْ لِتَكْبِتُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝
اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے
خون ہاں ارے پر ہیز گاری اس تک باریاب ہوتی ہے
یونہی ان کو کے رے بس میں کرویا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو

اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی۔ اور اے محبوب خوشخبری سناؤ
نیکی والوں کو۔

قُلْ إِنْ تَخْشَوْا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَخْلَعَهُ
اللَّهُ ۖ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

تم فرمادو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو
اللہ کو سب معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے۔

شرح: سرکارِ وِلائے، بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اے لوگو! اللہ عزوجل
کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرو کیونکہ اللہ عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کئے جاتے
ہیں اور یہ مت کہا کرو کہ میں نے یہ کام اللہ عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کیا ہے۔

(سنن الدارقطنی، کتاب الطہارت، باب النیۃ، الحدیث: ۳۰، ج ۱، ص ۷۳)

جس طرح کپڑے سے میل پچیل صاف کرنے کے لئے اعلیٰ قسم کا صابن یا سرف استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح
ریا کاری کی گندگی سے اپنے دل کو صاف کرنے کے لئے اخلاص کا صابن درکار ہے۔ اخلاص ریا کاری کی ضد ہے۔ اس
عظیم دولت کو پانے کے لئے اس کے فضائل پر غور کیجئے:

قبولیت کے چھ حروف کے نسبت سے اخلاص کے 6 فضائل

(۱) قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۖ وَمَا لَهُ فِي
الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں
سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (پ ۲۵ الشوری: ۲۰)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: (جو آخرت کی کھیتی
چاہے) یعنی اللہ (عزوجل) کی رضا اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی چاہے، ریا کے لئے اعمال نہ
کرے (ہم اس کی کھیتی بڑھائیں) یعنی اسے زیادہ نیکیوں کی توفیق دیں گے، نیک کام آسان کر دیں گے، اعمال کا ثواب
بے حساب بخشیں گے۔ (اور جو دنیا کی کھیتی چاہے) کہ محض دنیا کمانے کے لئے نیکیاں کرے، عزت و جاہ کے لئے
عالم، حاجی بنے، غنیمت کے لئے غازی، (ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) کیونکہ
اس نے آخرت کے لئے عمل کئے ہی نہیں، معلوم ہوا کہ ریا کار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرعاً اس کا عمل درست ہے، ریا کی
نماز سے فرض ادا ہو جائے گا، مگر ثواب نہ ملے گا اس لئے فی الآخرة کی قید لگائی۔ (توزعرقان، ص ۷۷)

(2) نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اپنے دین میں مخلص ہو جاؤ، تھوڑا

عمل بھی تمہارے لئے کافی ہوگا۔ (المصدر، کتاب الرقاق، الحدیث ۷۹۱۲، ج ۵، ص ۲۳۵)

(3) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت دو عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان

عالیشان ہے: جو دنیا سے اس حال میں مرا کہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے لئے اپنے تمام اعمال میں مخلص تھا اور نماز، روزے کا

پابند تھا، اللہ عزَّ وَّجَلَّ اس سے راضی ہے۔

(المصدر، باب خطبہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حجة الوداع، رقم الحدیث ۳۳۳۰، ج ۳، ص ۶۵ ملقطاً)

(4) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: جب آخری زمانہ آئے گا تو میری امت تین گروہ میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ خالصاً اللہ عزَّ وَّجَلَّ

کی عبادت کریگا دوسرا گروہ دکھاوے کے لیے اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی عبادت کریگا اور تیسرا گروہ اس لیے عبادت کریگا کہ وہ

لوگوں کا مال ہڑپ کر جائے۔ جب اللہ عزَّ وَّجَلَّ بروز قیامت ان کو اٹھائے گا تو لوگوں کا مال کھا جانے والے سے

فرمائے گا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ عرض کریگا: تیری عزت اور

تیرے جلال کی قسم! لوگوں کو دکھانا۔ اللہ عزَّ وَّجَلَّ فرمائے گا: اس کی کوئی نیکی میری بارگاہ میں مقبول نہیں، اسے دوزخ

میں ڈال دو۔ پھر خالصاً اپنی عبادت کرنے والے سے فرمائے گا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت

سے تیرا کیا مقصود تھا؟ وہ عرض کریگا: تیری عزت و جلال کی قسم! میرے ارادے کو تو بہتر جانتا ہے، میں نے تیری رضا

چاہی۔ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا، اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔

(المعجم الاوسط، رقم، ۵۱۰۵، ج ۳، ص ۳۰)

(5) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی نیت آخرت کمانا ہو تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ اس کی غنا اس کے دل میں ڈال دے گا اور اس کی

متفرقات کو جمع کر دے گا اور اس کے پاس دنیا ذلیل ہو کر آئے گی اور جس کی نیت دنیا طلبی ہو تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ فقیری اس

کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس پر اس کے کام پر آگندہ کر دے گا اور اس کے پاس آئے گی اتنی جتنی اس کے

لیے لکھی گئی۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة، الحدیث ۵۳۲۰، ج ۲، ص ۲۶۷)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اخلاص واسے کو رب تعالیٰ

ولی استغناء بھی بخشتا ہے اور اس کی متفرق حاجتیں یکجا جمع بھی فرما دیتا ہے کہ گھر بیٹھے اس کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی رہتی

ہیں۔ ضرورتوں کے پاس وہ نہیں جاتا، ضروریات اس کے پاس آتی ہیں۔ جو اللہ عزَّ وَّجَلَّ کا ہو جاتا ہے اللہ عزَّ وَّجَلَّ اس کا

ہو جاتا ہے۔ جس جانور کو کیلے (کھونٹے) سے باندھ دیتے ہیں اس کی ہر ضرورت وہاں ہی پہنچ جاتی ہے۔

دنیا سے مراد دنیاوی نعمتیں بھی ہیں اور دنیا کے لوگ بھی یعنی دنیا اور دنیا دار اس کے پاس خادم بن کر حاضری دیتے ہیں جیسا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر دیکھا جا رہا ہے۔ شعر

وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے بھر اللہ اس سے پھر گیا

فقیری سے مراد ہے لوگوں کی محتاجی، ان کا حاجت مند رہنا ہے ان کے دروازوں پر دھکے کھانا انکی خوشامدی کرنا۔ یعنی اس کا دل پریشان رہے کبھی روٹی کے پیچھے دوڑے گا کبھی کپڑے کی فکر میں مارا مارا پھرے گا کبھی دیگر ضروریات کے لیے پریشان پھرے گا اللہ عز و جل کرنے کا وقت ہی نہ پائے گا یہ بھی تجربہ سے ثابت ہے۔ یعنی اس کی ایسی دوزدھوپ سے اس کی دنیا میں اضافہ نہ ہوگا کو اس کی پریشانیوں میں ہی اضافہ ہوگا دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۱)

(۶) محبوب رب العزت، محسن انسانیت عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب بھی اس کا عمل ظاہر ہو جائے گا اور جو ہوتا ہے ہو کر رہے گا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۱۱۲۳۰، ج ۴، ص ۵۷)

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ تم ریا کر کے اپنے ثواب کیوں برباد کرتے ہو تم اخلاص سے نیکیاں کرو اللہ تعالیٰ عماری نیکیاں خود بخود لوگوں کو بتا دے گا لوگوں کے دل تمہیں نیک ماننے لگیں گے۔ یہ نہایت ہی مجرب ہے بعض لوگ خفیہ پڑھتے ہیں لوگ خواہ مخواہ انہیں خواں کہنے لگتے ہیں، رن ہر نیکی کا نور چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے لوگ حضور غوث پاک خواجہ جمیری کو ولی کہتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ کہلوا رہا ہے یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۵)

مخلص مؤمن کی مثال

قرآن پاک میں مخلص مؤمن کی مثال ان الفاظ کے ساتھ دی گئی ہے:

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلَّ ۖ وَاللَّهُ يَبَيِّنُ لَكُمْ بِصِيْرَتِهِ

ترجمہ کنز الایمان: اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ (ریختلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دو نے میوے لایا پھر اگر زور کا مینہ

اسے نہ پہنچے تو اس کافی ہے اور اللہ اللہ رے کام دیکھ رہا ہے۔ (پ ۳، البقرة: ۲۶۵)

حضرت صدر الفاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزانہ العرفان میں اس کے تحت

لکھتے ہیں: کہ یہ مؤمن مخلص کے اعمال کی ایک مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ! ایسے ہی با اخلاص مؤمن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے اور وہ تمہاری نیت اور اخلاص کو جانتا ہے۔ (خزان العرقان)

مخلص کون؟

انسان مخلص کب ہوتا ہے؟ اس بارے میں اسلاف کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے چند اقوال ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت سیدنا مکی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ انسان کب مخلص ہوتا ہے؟ فرمایا: جب شیر خوار بچہ کی طرح اُس کی عادت ہو۔ شیر خوار بچہ کی کوئی تعریف کرے تو اُسے اچھی نہیں لگتی اور مذمت کرے تو اُسے بُری نہیں معلوم ہوتی۔ جس طرح وہ اپنی تعریف و مذمت سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان جب تعریف و مذمت کی پرواہ نہ کرے تو مخلص کہا جاسکتا ہے۔ (اخلاق الفاضلین مطبوعہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

(2) حضرت ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کس وقت سمجھے کہ وہ مخلصین میں سے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب وہ اعمالِ صالحہ میں پوری کوشش صرف کر دے اور اس کو پسند کرے کہ میں معزز نہ سمجھا جاؤں۔ (حبیب المعتبرین ص ۲۳)

(3) کسی امام سے پوچھا گیا: مخلص کون ہے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں اس طرح چھپائے جس طرح اپنے گناہ چھپاتا ہے۔

(4) ایک اور بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا گیا: اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: وہ یہ کہ تم لوگوں سے تعریف کی خواہش نہ کرو۔ (الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ الشریک المصغر۔۔۔۔۔ الخ، خاتمۃ فی الخدم، ج ۱، ص ۹۰)

امیر المؤمنین ابو حفص حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے تو جس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے ہے اور جس کی ہجرت دنیا پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی

(1) وَعَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلٍ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ رِيَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ زُرَّاحِ بْنِ عَبْدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ

إِلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهِ رَوَاهُ إِمَامَا الْمُخَدِّثِينَ أَبُو
عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
الْمُعِيزَةِ بْنِ بَرْدِزْبَةَ الْجُعْفِيُّ الْبُخَارِيُّ وَأَبُو الْحَسَنِ
مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَيْرِيُّ
الْقَيْسَابُورِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي صَوِيحِهِمَا الَّذِينَ
هُمَا أَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ.

طرف اس نے ہجرت کی۔ اس حدیث کی صحت پر اتفاق
ہے۔ اس کو محدثین کے دو اماموں یعنی امام ابو عبد اللہ محمد
بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ الجعفی البخاری
اور ابوالحسن مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری نیشاپوری نے
اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور یہ دونوں کتابیں تمام
تہنیف شدہ کتب احادیث میں سب سے زیادہ صحیح
کتابیں ہیں۔ (نوٹ: ابتدائے کتاب میں اس حدیث
کا اس لیے ذکر ہے تاکہ تصحیح نیت پر تنبیہ ہو۔)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب کیف کان بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ج ۱ ص ۲ رقم: ۱ صحیح
مسلم باب قوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات ج ۲ ص ۳۲۱ رقم: ۵۰۳ سنن نسائی باب النية في الوضوء ج ۱ ص ۱۱
رقم: ۵۰ سنن ابوداؤد باب فيما عني به الطلاق بالنيات ج ۱ ص ۱۱ رقم: ۲۲۰۳ سنن ابن ماجه باب النية ج ۲ ص ۳۱ رقم: ۲۲۰۴
مسند امام احمد بن حنبل مسند عمر بن الخطاب رضى الله عنه ج ۱ ص ۲۵ رقم الحديث: ۱۶۸)

شرح حدیث: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ
جلد ۵ صفحہ ۶۷۵ تا ۶۷۶ پر فرماتے ہیں: مالدار کے لیے صدقہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: صدقہ واجبہ مالدار کو لینا حرام اور دینا حرام، اور اس کے دئے ادا نہ ہوگا، اور ناقضہ مانگ کر مالدار کو لینا حرام
اور بے مانگے مناسب نہیں جبکہ دینے والا مالدار جان کر دے اور اگر وہ محتاج سمجھ کر دے تو لینا حرام، اور اگر سینے کے لیے
اپنے آپ کو محتاج ظاہر کیا تو دینا حرام، ہاں وہ صدقات ناقضہ کہ عام خلایق کے لیے ہوتے ہیں اور ان کے لینے میں کوئی
ذلت نہیں وہ غنی کو بھی جائز ہیں جیسے حوض کو پانی، سقایہ کا پانی، نیاز کی شیرینی، سرائے کا مکان، پل پر سے گزرے۔
حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نية المؤمن خير من عمله رواه البيهقي عن انس والطبراني في الكبير عن سهل بن سعد رضى
الله تعالى عنهما۔

مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ اسے بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، طبرانی نے کبیر
کبیر میں حضرت سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

(۱) کبیر مرویات بہل الساعدی، حدیث ۵۹۲۲ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۶ (۱۸۵)
اور بیشک جو عزم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو چلا اور
صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے

مگر، لم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے۔

(۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

(۲) خانہ خدا کی زیارت کروں گا۔

(۳) شعار اسلام ظاہر کرتا ہوں

(۴) داعی اللہ کی اجابت کرتا ہوں۔

(۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

(۶) مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دور کروں گا۔

(۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی بہ پر اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب

سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کر لے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

(۸) امر الہی خذوا زینتکم عند کل مسجد (اپنی زینت لوجب مسجد میں جاؤ۔ ت) اقبال کو جاتا ہوں۔

(القرآن ۷/۳۱)

(۹) جو وہاں علم والا ملے گا اُس سے مسائل پوچھوں گا دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(۱۰) جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا دین سکھاؤں گا۔

(۱۱) جو علم میں میرے برابر ہو گا اُس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(۱۲) علماء کی زیارت۔

(۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار۔

(۱۴) دوستوں سے ملاقات۔

(۱۵) مسلمانوں سے میل۔

(۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے اُن سے بکشادہ پیشانی مل کر صلہ رحم۔

(۱۷) اہل اسلام کو سلام۔

(۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(۱۹) اُن کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۲۰) نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(۲۱ و ۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا: بسم اللہ الحمد للہ والسلام

علی رسول اللہ۔

(۲۳ و ۲۴) دخول و خروج میں حضور و آل حضور و ازواج حضور پر درود بھیجوں گا۔ اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و علی ازواج سیدنا محمد۔

(۲۵) کل رکی مزاج پڑی کروں گا۔

(۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

(۲۷) جس مسلمانوں کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اُسے یرحمک اللہ کہوں گا۔

(۲۸ و ۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا۔

(۳۰) نمازیوں کے وضو کو پانی ڈوں گا۔

(۳۱ و ۳۲) خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان و اقامت کہوں گا اب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان و اقامت کا ثواب پاچکا

فقد وقع اجرہ علی اللہ (اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا۔) (القرآن ۴/۱۰۰)

(۳۳) جو راہ بھولا ہوگا راستہ بتاؤں گا۔

(۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا۔

(۳۵) جنازہ بلا تو نماز پڑھوں گا۔

(۳۶) موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

(۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا۔

(۳۸ و ۳۹) مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباع سنت کروں گا۔

(۴۰) راہ میں جو لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا الی غیر ذلک من نیات کثیرہ تو دیکھئے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنہ نماز کے لئے نہیں جا بلکہ چالیس ۴۰ حسنت کے لئے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس ۴۰ نیکیاں ہوگا۔ اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہئے کہ ان پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہر نیت پر جدا گانہ ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ کہ مجھے میت کے لئے دُعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اُس سے پہلے عمل صالح کی تقدیم چاہئے یہ ادب دعا بجالاتا ہوں

الی غیر ذلک مما یستخرجہ العارف النبیل واللہ الہادی الی سواء السبیل (ان کے علاوہ دوسری نیتیں جن کو عارف اور عمدہ رائے استخراج کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔ ت) بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر ان منافع و نیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اُسی قدر پائیں گے۔

فانما الاعمال بالنیات وانما لكل امرئ ما نوى۔

(اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ ت)

(مشکوۃ المصابیح خطبہ الکتاب مطبوعہ مجتہائی دہلی ص ۱۱)

یہ چالیس نیتیں ہیں جن میں چھبیس ۲۶ علماء نے ارشاد فرمائیں اور چودہ ۱۴ فقیر نے بڑھائیں جن کے ہندسوں پر خطوط کھینچے ہیں ۱۲ منہ (فتاویٰ رضویہ مج ۵ ص ۶۷۵-۶۷۶)

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اور علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو اپنے عمل سے ریا اور عبادت دونوں کا قصد کرتا ہے۔

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: اگر دنیا کی نیت غالب ہو تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اگر آخرت کی نیت غالب ہو تو اسے ثواب ملے گا اور اگر دونوں نیتیں برابر ہوں تب بھی ثواب نہیں ملے گا۔

جبکہ علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: گزشتہ احادیث مبارکہ کی وجہ سے اسے مطلقاً کوئی ثواب نہیں ملے گا، مثلاً جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں کسی کو میرا شریک ٹھہرایا میں اس سے بیزار ہوں اور وہ عمل اسی کے لئے ہے جسے اس نے شریک ٹھہرایا۔ جبکہ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے اس حدیث پاک میں یہ تاویل کی ہے کہ جب دونوں قصد برابر ہو جائیں یا ریا کا قصد رائج ہو تب یہ حکم ہوگا۔ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کا کلام اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ ریا اگرچہ حرام ہے مگر ثواب کی نیت کے غالب ہونے کی صورت میں وہ اصل ثواب کو نہیں روکتی، اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی شخص کی عبادت کا لوگوں پر ظاہر ہونا اس کی نشاط میں اضافہ اور قوت پیدا کرتا ہے اور اگر لوگوں پر اس کی عبادت ظاہر نہ ہوتی تب بھی وہ عبادت نہ چھوڑتا پھر اگرچہ اس کی نیت ریا ہی کی ہو تو ہمارا گمان ہے کہ اس کا اصل ثواب ضائع نہ ہوگا، ریا کی مقدار کے مطابق اسے سزا ملے گی جبکہ ثواب کی نیت جتنا ثواب اسے ملے گا۔ اس سے پہلے کا کلام ان کے قول کے منافی ہے: اگر وہ اپنے صدقہ اور نواز سے اجزا اور تعریف دونوں کا خواہاں ہو تو یہ وہ شرک ہے جو اخلاص کے مخالف ہے۔ ہم نے کتاب الاخلاص میں اس کا حکم ذکر کر دیا ہے اور ہم نے حضرت سیدنا سعید بن مسیب اور حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایات نقل کی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریا کار کے لئے بالکل کوئی ثواب نہیں، لہذا علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام ہی رائج ہے۔

الغرض! اگر عبادت کے ذریعے مباح ریا کا قصد کیا جائے تو اس کا ثواب سرے سے ہی ساقط نہ ہوگا کو اسے عبادت کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اگرچہ نیت کمزور ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ حرام ریا کا قصد کرے تو یہ ثواب سرے ہی سے ختم ہو جائے گا جیسا کہ گزشتہ بہت سی احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں، نیز اللہ عزوجل کا یہ فرمان عالیشان:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ

ترجمہ کنز الایمان: تو جو ایک ذرہ بھری کی کرے اسے دیکھے گا۔ (پ 30، الزلال: 7)

اس پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ حرام قصد کی وجہ سے عمل کی کوتاہی نے اجر کے ساقط ہونے کو واجب کر دیا، لہذا اس کے لئے خیر کا ایک ذرہ بھی نہ بچا اسی لئے آیت کریمہ اسے شامل نہیں۔

یاد رکھئے! بندہ جب اخلاص کے ساتھ عبادت شروع کرے پھر اس پر ریاکاری کے اسباب ظاہر ہوں، اگر یہ اسباب عمل پورا ہو جانے کے بعد ظاہر ہوں تو عمل میں کوئی اثر نہ ڈالیں گے کیونکہ وہ عمل اخلاص کے ساتھ پورا ہو چکا ہے، لہذا بعد میں طاری ہونے والی ریاکاری کے اسباب اس پر اس وقت تک اثر انداز نہ ہوں گے جب تک بندہ اپنے عمل کے اظہار اور اسے بیان کرنے میں تکلف سے کام نہ لے۔ اگر وہ ریاکاری کا قصد کرتے ہوئے تکلف کرے تو امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: یہ خوف میں ڈالنے والی بات ہے۔ جبکہ اخبار و آثار یعنی روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریاکاری عمل کو برباد کر دیتی ہے، پیچھے گزر چکا ہے کہ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے بعد میں طاری ہونے والے اسباب کو عمل کے ثواب کو باطل کرنے سے بعید قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ نہ قرین قیاس بات یہ ہے کہ جو عمل اس نے مکمل کر لیا اس پر اسے ثواب دیا جائے گا اور اللہ عزوجل کی اطاعت میں کی جانے والی ریاکاری پر اسے عقاب ہوگا اگرچہ یہ ریاکاری عمل مکمل کر لینے کے بعد کی جائے اور اگر عمل کے دوران ریاکاری پیدا ہو اور عمل محض ریاکاری کے لئے ہو تو یہ عمل کو برباد سفاک کر دیتی ہے اور اگر محض ریا کی نیت نہ ہو مگر قربت کی نیت پر ریا کا قصد غالب ہو اور قربت کی نیت مغلوب ہو تو اس صورت میں عبادت کے فاسد ہونے میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو تردد ہے، امام حارث محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے میں عبادت فاسد ہو جائے گی۔ جبکہ ہمارے نزدیک اس صورت میں سب سے کھٹا قول یہ ہے کہ اگر عمل میں ریا کا اثر ظاہر نہ ہو ن عمل خالص دینی نیت سے کیا گیا ہو لوگوں کے اس عمل پر اطلاع سے بندے کو خوشی حاصل ہوتی ہو تو اصل نیت کے باقی رہنے اور عمل کو مکمل کرنے کی نیت کے پائے جانے کی وجہ سے عمل فاسد نہ ہوگا۔ اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر لوگ موجود نہ ہوتے تو بندہ اپنی نماز توڑ ڈالتا تو ایسی نماز فاسد اور واجب الاعداء ہے، اگرچہ فرض نماز ہی کیوں نہ ہو۔

(الترغیہ عن افتتاف الکتاب مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۹۷۴ھ)

(2) وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَغْزُو جَيْشُ الْكُفَّةِ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءٍ مِنَ الْأَرْضِ يُخَسِّفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ. قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ يُخَسِّفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَشْوَأُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟! رَوَايَتُ هِيَ عَنْ حَضْرَتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک لشکر کعبہ معظمہ پر حملہ کرے گا تو جب میدانی زمین میں ہوں گے تو ان کے اگلے پچھلے سب کو دھنسا دیا جائے گا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ان کے اگلے پچھلوں کو کیسے دھنسا دیا جائے گا ان میں سوداگر بھی ہوں گے ورنہ بھی جو

قَالَ: يُخَسَّفُ بِأَوْلِيهِمْ وَأَخِيرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَابِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

اس لشکر سے نہیں فرمایا کہ دھنسیا تو سارے اگلے پچھلوں کو جائے گا پھر اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب ما ذکر فی الاسواق ج ۳ ص ۴۶۶ رقم: ۲۰۱۲ صحیح ابن حبان باب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر الخبر المدح من قول من تلى كونه الخسف في هذه الامة ج ۲ ص ۲۱۴ رقم: ۶۵۵ فوائد العراقيين للنقاش باب البعث على النيات ص ۳۰ رقم: ۵۵ مسند اصحاب بن راهويه باب ما يروى من ازواج النبي صلی اللہ علیہ وسلم ص ۶۰ رقم: ۱۸۴ جبکہ یہ ہی روایت کچھ تبدیلی متن کے ساتھ مندرج ذیل کتب میں بھی موجود ہے صحیح مسلم باب الخسف بالجیش الذی یومر البیعت ج ۲ ص ۲۱۸ رقم: ۴۲۱ مسند امام احمد حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا ج ۶ ص ۱۱۵ رقم: ۲۳۴۸۲)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا کہ ایک بڑا لشکر بربادی خانہ کعبہ کے لیے مکہ معظمہ پر حملہ کرے گا اور دھنسیا جائے گا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ واقعہ ہو چکا مہدی موعود شاہ سفیان شاہ مصر کے زمانہ میں مگر حق پہلی بات ہے۔

(ان میں سوداگر بھی ہوں گے) اسواق یا تو سوق کی جمع ہے بمعنی رعایا اور کام کاج والے یا سوق کی جمع ہے بمعنی بازار میں رہنے والے سوداگر۔ سوال کا منشاء یہ ہے کہ مجرم تو ان میں سے بعض ہیں مزا ملی سب کو کیونکہ اس لشکر میں تجارتی کاروبار کرنے والے سپاہیوں کے خدمتگار اور کھانا وغیرہ پکانے والے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو جبراً لائے گئے ان کی نیت حملے کی نہ تھی۔

(پھر اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے) یعنی چونکہ ان لوگوں نے بھی اس لشکر کی تعداد بڑھائی ان کی اس جرم پر امداد کی اور مجرموں کے ساتھ رہے اس لیے یہ بھی سزا کے مستحق ہو گئے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"۔ معلوم ہوا کہ بروں کی امداد کرنا بھی برا، ہاں پھر قیامت میں یہ فرق ہو جائے گا کہ ان میں سے مؤمن مؤمنوں کے زمرے میں انھیں گے اور کافر کافروں کے ساتھ۔ (مراۃ المناجیح ج ۴ ص ۳۲۹)

پاک ہے وہ ذات جس نے کعبہ مشرفہ کو امن اور عزت والا گھر بنایا اور اس میں رہنے والے انسانوں اور جانوروں کو امان دی اور آب زم زم کے ساتھ خاص کیا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کو فرض و واجب اور نوافل کی ادائیگی کے لئے قائم کیا اور سعی کے لئے صفا و مروہ کا انتخاب فرمایا۔

کعبہ کی عظمت

نبی مکرّم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ معظم ہے: جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا تو ارشاد فرمایا: میں تمہارے ساتھ ایک گھرا تار رہا ہوں، اس کے گرد اسی طرح طواف کیا جائے گا

جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کے گرد نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو اسے اٹھایا گیا، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کا حج تو کیا کرتے تھے مگر اس کی جگہ نہیں جانتے تھے، پھر اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر اسے ظاہر فرمایا تو انہوں نے اسے پانچ پہاڑوں کے بلوں سے تعمیر کیا: وہ پہاڑ (۱) جبل الحراء (۲) جبل ثمر (۳) جبل لبنان (۴) جبل الطیر اور (۵) جبل اخیر ہیں، لہذا تم سے جتنا ہو سکے اس سے نفع اٹھا لو۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الحج والعمرة۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۷۰۹، ج ۲، ص ۷۵)

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہند کے پہاڑ پر سو سال سجدے میں روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو سرندیب (سیلون، سری لنکا) کی وادی میں ہم لگے تو اللہ عزوجل نے اس وادی میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسوؤں سے دارچینی اور لونگ وغیرہ کی فصلیں اگائیں اور اس وادی میں مور پیدا کئے۔ پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اپنا سر انور اٹھائیے، اللہ عزوجل نے آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بخش دیا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سر اٹھایا۔ پھر خانہ کعبہ کے پاس آکر طواف کیا، انہی طواف کے سات چکر مکمل نہ کئے تھے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آنسوؤں میں بھیگ گئے۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الرقة والبرکاء، الحدیث: ۳۲۲، ج ۳، ص ۲۳۵)

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، تو رات شریف میں ہے کہ اللہ عزوجل بروز قیامت اپنے سات لاکھ مقرّب فرشتوں کو بھیجے گا، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کی ایک زنجیر ہوگی۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: جاؤ! اور بیت اللہ شریف کو ان زنجیروں میں باندھ کر محشر کی طرف لے آؤ۔ فرشتے جائیں گے، ان زنجیروں سے باندھ کر کھینچیں گے اور ایک فرشتہ پکارے گا: اے کعبۃ اللہ! چل۔ تو کعبہ مبارکہ کہے گا: میں نہیں چلوں گا جب تک میرا سوال پورا نہ ہو جائے۔

فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: تو سوال کر۔ تو کعبہ عرض کریگا: اے اللہ عزوجل! تو میرے پڑوس میں دفن مؤمنین کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ تو کعبہ شریف کو ایک آواز سنائی دے گی: میں نے تیری درخواست قبول فرما لی۔

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: پھر مکہ کے مردوں کو اٹھایا جائے گا جن کے چہرے سفید ہوں گے۔ وہ سب احرام کی حالت میں کعبہ کے گرد جمع ہو کر تلبیہ (یعنی لبیک) کہہ رہے ہوں گے۔ پھر فرشتے کہیں گے: اے کعبہ! اب چل۔ تو وہ کہے گا: میں نہیں چلوں گا یہاں تک کہ میری درخواست قبول ہو جائے۔ تو فضائے آسمانی سے ایک فرشتہ پکارے گا: تو مانگ، تجھے دیا جائے گا۔ تو کعبہ شریف کہے گا: اے اللہ عزوجل! تیرے گنہگار بندے جو اکٹھے ہو کر

دور دور سے غبار آلود ہو کر میرے پاس آئے۔ انہوں نے اپنے اہل و عیال اور احباب کو چھوڑا۔ انہوں نے فرمانبرداری اور زیارت کے شوق میں نکل کر تیرے حکم کے مطابق مناسب حج ادا کئے۔ تو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، ان کو قیامت کی گھبراہٹ سے امن میں رکھ اور انہیں میرے گرد جمع فرما دے۔

تو ایک فرشتہ ندا دے گا: ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے تیرے طواف کے بعد گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا اور ان پر اصرار کر کے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی ہوگی۔ تو کعبہ عرض کریگا: اے اللہ عز و جل! میں تجھ سے ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہونے کا سوال کرتا ہوں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے۔ تو اللہ عز و جل فرمائے گا: میں نے ان کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔ تو وہی فرشتہ ندا کریگا: جس نے کعبہ کی زیارت کی تھی وہ لوگوں سے الگ ہو جائے۔ اللہ عز و جل ان سب کو کعبہ کے گرد جمع کر دے گا۔ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور وہ جہنم سے بے خوف ہو کر طواف کرتے ہوئے تلبیہ کہیں گے۔ پھر فرشتہ پکارے گا: اے کعبہ! چل تو کعبہ شریف تلبیہ کہے گا: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، وَالْحَيُّ كُلُّهُ، بِيَدَيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ۔ پھر فرشتے اس کو بھیج کر مشرب تک لے جائیں گے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الحج، الباب الثانی، ج ۱، ص ۳۳۳، مختصر)

کعبہ کی توہین کرنے کا فردِ مرتد ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غمی بسطامی کے والد رحمہما اللہ تعالیٰ سے فرمایا: چلو اُس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنام ولایت مشہور کیا ہے۔ وہ شخص مَرَجعِ ناس و مشہور زہد تھا، (یعنی عقیدہ تمندوں کا اُس کے پاس نجوم رہتا تھا اور دنیا سے بے رغبتی میں اُس کی شہرت تھی) جب وہاں تشریف لے گئے اثفاقا اُس نے قبلہ کی طرف تھوکا، حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس آئے اور اس سے سلام علیک نہ کی اور فرمایا: یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر تو اُمین ہے نہیں، جس چیز کا اِذعا (یعنی دعویٰ کرنا) رکھتا ہے اُس پر کیا اُمین ہوگا۔ (البرسۃ النقیضہ ص 38۔ فتاویٰ رضویہ ج 21 ص 539)

اور دوسری روایت میں ہے، فرمایا: یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو اُمین ہے نہیں اسرارِ الہیہ (یعنی اللہ عز و جل کے رازوں) پر کیوں کرا مین ہوگا! (ایضاً ص 292، ایضاً ص 540)

تھوکتے وقت اگر خانہ کعبہ کی توہین مقصود ہو تو ایسا شخص کافر و مرتد ہو گیا لیکن یہ کسی مسلمان سے مُشَوَّر (مُ۔ ت۔ صو۔ وِر) نہیں (یعنی مسلمان کے بارے میں ایسا گمان نہیں کیا جاسکتا) اور اگر تحقیق کی تبت نہ ہو تو کافر نہ ہوگا مگر پھر بھی قبلہ ز تھوکنے سے بچنا چاہئے۔

حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم کسی شخص کو ایسی کرامت دیا گیا بھی دیکھو کہ ہوا پر

چارزانو بیٹھ سکتا ہے تب بھی اُس سے فریب (دھوکا) نہ کھانا جب تک کہ فرض و واجب، مکروہ و حرام اور محاذِ فطرتِ خدا و آدابِ شریعت میں اس کا حال نہ دیکھ لو۔ (ایضاً ص 38، ایضاً ص 540)

قبلہ رُو تھوکنے والا پیش امام

رسول کریم، رُءُوفٌ رَحِيمٌ عَلَیْهِ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تمہوکا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا یُصَلِّیْ لَکُمْ کہ یہ تمہاری جماعت نہ کرائے۔ اُس نے پھر جماعت کرانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اُس کو منع کیا اور اُس کو خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر حضور سراپا نور، فیضِ گنجور، شاہِ غفور، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ پیش ہوا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں (میں نے منع کیا ہے) اِنَّکَ اَذِیْتُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کہ تُو نے (قبلہ کی طرف تھوک کر) اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی۔ (سنن ابی داؤد، ج 1 ص 203 حدیث 481)

کعبے کے کعبے کی بے ادبی کرنے والا کیونکر امام ہو سکتا ہے!

حضرت فقیرِ اعظم، خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی مذکورہ بالا حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یہاں سے معلوم کر لینا چاہئے کہ دین میں ادب کی کس قدر ضرورت ہے۔ اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ شریف کی بے ادبی کرنے کے سبب منع فرمایا کہ یہ شخص نماز نہ پڑھائے۔ تو جو شخص سر سے پاؤں تک بے ادب ہو، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گستاخ ہو، ائمہ دین کی بے ادبی کرتا ہو، حضراتِ مشائخ پر طرح طرح سے تمسخر کرے۔ کیا ایسا شخص امام بننے کا شریعاً حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ (اخلاق الصالحین ص 13)

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ العثمان مذکورہ حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ امام صحابی تھے مگر اِنْفِاقاً ان سے یہ خطا ہو گئی پھر توبہ کر لی کیونکہ کوئی صحابی فاسق نہیں، جب اِنْفِاقاً خطا پر امت سے معزول کر دیا گیا تو جان بوجھ کر بے ادبی کرنے والا ضرور معزول کر دیا جائیگا۔ (مراۃ ج 1 ص 459)

(3) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَدِيَّةٌ. وَإِذَا اسْتَنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَمَعْنَاهُ: لَا هِجْرَةَ مِنْ مَكَّةَ لِأَنَّهَا صَارَتْ دَارَ إِسْلَامٍ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد اب ہجرت نہیں لیکن جہاد اور دیت باقی ہے پھر جب تم کو جہاد کی دعوت کی جائے تو فوراً جہاد کے لئے نکل پڑو۔ (متفق علیہ) (نوٹ: دورِ ہجرت کے بعد ابتدائی سالوں میں ہجرت مکہ لازم تھی اور فتح مکہ کے بعد اب ہجرت نہیں۔) فتح مکہ کے بعد اس کے متعلق فرمایا کہ

اب اس ہجرت کی ضرورت نہیں کیونکہ اب وہ دارالسلام بن چکا ہے۔

تخریج حدیث: (صیح بخاری باب لا ہجرة بعد الفتح ج ۱ ص ۴۵۱ رقم: ۲۰۴۴ صیح مسلم باب المباہیۃ بعد فتح مکہ علی الاسلام والجهاد والحدود ج ۲ ص ۱۲۱ رقم: ۲۷۳۸ سنن دارعی باب لا ہجرة بعد الفتح ج ۱ ص ۸۰۰ رقم: ۲۵۱۲ سنن ترمذی باب ما جاء فی الهجرة ج ۱ ص ۴۱۱ رقم: ۱۵۰۰ المعجم الکبیر احادیث عبد اللہ بن عباس ج ۱ ص ۳۳۰ رقم: ۱۰۸۴۲ شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔

یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کر جانا ضروری نہیں کیونکہ اب مکہ معظمہ میں مشرکین نہیں، اب وہاں مسلمانوں کو مذہبی آزادی ہے یہ مطلب نہیں کہ کسی جگہ سے کبھی ہجرت نہیں ہوگی۔ لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں۔ جن میں ارشاد ہے کہ ہجرت تا قیامت جاری ہے۔ خیال رہے کہ دارالکفر سے جہاں اسلامی آزادی بالکل نہ ہو، ہجرت کر جانا فرض ہے بشرطیکہ طاقت ہو اور جہالت کی جگہ سے علم کی جگہ گناہوں کی جگہ سے توبہ کی جگہ ہجرت کر جانا مستحب ہے۔ (مرقات)

یعنی اگر جہاد کبھی فرض ہو جائے اور اسلامی حکومت کی طرف سے اعلان عام ہو تو جہاد کے لیے لکھنا فرض ہے یہ حکم وجوبی ہے اور اس وقت کے لیے ہے کہ جب جہاد فرض عین ہو چکا ہو اس لیے صیغہ جمع ارشاد ہوا یعنی سب نکل جاؤ، رب فرماتا ہے: "اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجِهْدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"۔ خیال رہے کہ نیت سے مراد ہے از روئے جہاد کرنا یا ارادہ جہاد۔ (مراۃ المناجیح ج ۵ ص ۷۳)

پہلی ہجرت

کفار مکہ نے جب اپنے ظلم و ستم سے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ جا کر پناہ لینے کا حکم دیا۔

اعلان نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ ان مہاجرین کرام کے مقدس نام حسب ذیل ہیں۔

- (۲، ۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ (۳، ۳) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔ (۶، ۵) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی امیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔ (۸، ۷) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ حضرت لیلیٰ بنت ابی حشمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔ (۹) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱۰) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱۱) حضرت عبدالرحمن

بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱۲) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱۳) حضرت ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱۴) حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، الحجۃ الاولیٰ الی الحبشہ، ج ۱، ص ۵۰۳، ۵۰۶، ۵۰۷ ملخصاً)

کفار مکہ کو جب ان لوگوں کی ہجرت کا پتا چلا تو ان ظالموں نے ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے ان کا تعاقب کیا لیکن یہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ اس لئے کفار مکہ کام واپس لوٹے۔ یہ مہاجرین کا قافلہ حبشہ کی سرزمین میں اتر کر امن و امان کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد ناگہاں یہ خبر پھیل گئی کہ کفار مکہ مسلمان ہو گئے۔ یہ خبر سن کر چند لوگ حبشہ سے مکہ لوٹ آئے مگر یہاں آ کر پتا چلا کہ یہ خبر غلط تھی۔ چنانچہ بعض لوگ تو پھر حبشہ چلے گئے مگر کچھ لوگ مکہ میں روپوش ہو کر رہنے لگے لیکن کفار مکہ نے ان لوگوں کو ڈھونڈ نکالا اور ان لوگوں پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر لوگوں کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حبشہ سے واپس آنے والے اور ان کے ساتھ دوسرے مظلوم مسلمان کل ترسی (83) مرد اور اٹھارہ عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، الحجۃ الاولیٰ الی الحبشہ، ج ۱، ص ۵۰۳، ۵۰۶) (والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الحجۃ الثانیۃ الی الحبشہ... الخ، ج ۲، ص ۳۱) (در شرح الزرقانی علی المواہب، باب دخول الشعب... الخ، ج ۲، ص ۱۶)

ہجرت مدینہ

مدینہ منورہ میں جب اسلام اور مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عام اجازت دے دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ روانہ ہونے لگے۔ جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی مگر چھپ چھپ کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ کرام مدینہ منورہ چلے گئے۔ صرف وہی حضرات مکہ میں رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چونکہ ابھی تک خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ ہی میں مقیم رہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی آپ نے روک لیا تھا۔ لہذا یہ دونوں شمع نبوت کے پردانے بھی آپ ہی کے ساتھ مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

کفار کا نفرت

جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی نہ کر

دیں۔ چنانچہ اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ نے اپنے دارالندوہ (پنچائت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی۔ اور یہ کفار مکہ کا ایسا زبردست نمائندہ اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہوا ہو۔ خصوصیت کے ساتھ ابوسفیان، ابو جہل، عتبہ، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابو البختری، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، امیہ بن خلف وغیرہ وغیرہ تمام سرداران قریش اس مجلس میں موجود تھے۔ شیطان لعین بھی کبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آگیا۔ قریش کے سرداروں نے نام و نسب پوچھا تو بولا کہ میں شیخ مجد ہوں اس لئے اس کانفرنس میں آگیا ہوں کہ میں میں رہے معاملہ میں اپنی رائے بھی پیش کر دوں۔ یہ سن کر قریش کے سرداروں نے اس کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کر لیا اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہو گئی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ابو البختری نے یہ رائے دی کہ ان کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا پانی ان کو دے دیا کرو۔ شیخ مجدی (شیطان) نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم لوگوں نے ان کو کسی مکان میں قید کر دیا تو یقیناً ان کے جاں نثار اصحاب کو اس کی خبر لگ جائے گی اور وہ اپنی جان پر کھیل کر ان کو قید سے چھڑالیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے یہ مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکال دو تا کہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں۔ اس طرح ہم کو ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغ اسلام سے نجات مل جائے گی۔ یہ سن کر شیخ مجدی نے بگڑ کر کہا کہ: "ری اس رائے پر لعنت، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر و دل کشی ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم لوگ ان کو شہر بدر کر کے چھوڑ دو گے تو یہ پورے ملک عرب میں لوگوں کو قرآن سناسنا کر تمام قبائل عرب کو اپنا تابع فرمان بنالیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر کو لے کر تم پر ایسی ینار کر دیں گے کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہو جاؤ گے اور پھر بجز اس کے کہ تم ان کے غلام بن کر رہو کچھ بنائے نہ بنے گی اس لئے ان کو جلا وطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔"

ابو جہل بولا کہ صاحبو! میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی یہ سن کر سب کے کان کھڑے ہو گئے اور سب نے بڑے اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کہیے وہ کیا ہے؟ تو ابو جہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔ اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا۔ ظاہر ہے کہ خاندان بنو ہاشم اس خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ لہذا یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم لوگ مل جل کر آسانی کے ساتھ خون بہا کی رقم ادا کر دیں گے۔ ابو جہل کی یہ خونی تجویز سن کر شیخ مجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا کہ بے شک یہ تدبیر بالکل درست ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ تمام شرکاء کانفرنس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا اور مجلس شوریٰ برخاست ہو گئی اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لے کر اپنے اپنے گھر چلا گیا۔ خداوند قدوس نے قرآن

مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَإِذْ يَنْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذْ يُلْقُونَكَ آثِمًا خَائِفِينَ أَن يَشَاءَ اللَّهُ إِنْ يُفْلِتُوا مِنْكَ وَيُلْقُونَكَ آثِمًا خَائِفِينَ أَن يَشَاءَ اللَّهُ إِنْ يُفْلِتُوا مِنْكَ
النِّكِرِينَ (پہ. الانفال: ۲۰)

(اے محبوب یاد کیجیے) جس وقت کفار آپ کے بارے میں خفیہ تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں یہ لوگ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی پوشیدہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔
اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ اگلے صفحہ پر اس کا جلوہ دیکھیے کہ کس طرح اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور کفار کی ساری اسکیم کو کس طرح اس قادر قیوم نے نہیں فرمادیا۔

(المسیرۃ النبویہ لابن ہشام، ہجرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹۱-۱۹۳)

ہجرت رسول کا واقعہ

جب کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر کے کانفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہو گئے کہ اے محبوب! آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔

چنانچہ عین دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان یہاں آپ کی اہلیہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا اور کوئی نہیں ہے (اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادی ہو چکی تھی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت فرمادی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے شیطان چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا جہ چاٹھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے بآواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو! اللہ تعالیٰ نے جس کا روزانہ انتظار

کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آگیا۔ یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وجد و شادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ بکیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اٹھا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصاً)

خیال رہے کہ حضور انور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں رہنا بہتر تھا اور ہجرت کے بعد فتح مکہ سے پہلے مکہ معظمہ میں رہنا مسلمان کو منع ہو گیا ہجرت واجب ہو گئی اور فتح مکہ کے بعد وہاں رہنا تو جائز ہوا مگر مدینہ منورہ میں رہنا افضل قرار پایا کہ یہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب ہے اسی لیے زیادہ تر فضائل مدینہ پاک میں رہنے کے آئے ہیں۔

ہجرت مدینہ ایک اہم سنگ میل

ہجرت مدینہ، غزوات اور فدائیت کی تاریخ کا ایک اہم سنگ میل ہے۔ سرفردشی اور جانثاری کی نہ جانے کس قدر قیمتی داستانیں اس واقعہ سے مربوط ہیں۔ قسام ازل نے ہجرت مدینہ کو ان گنت شرف عطا فرمائے ہیں۔ یہ شرف بھی ازل سے اسی کی قسمت میں لکھا تھا کہ آئندہ لیل و نہار کی گردشوں کا شمار بھی اسی سے ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے ہجرت اور مکہ سے مسلمانوں کی انتقال آبادی اگرچہ ظاہری طور پر قریشی مکہ کی ایذا رسانیوں کے سبب سے تھی، مگر درحقیقت خالق کائنات نے اپنے پسندیدہ دین، دین اسلام کی عظمت و شوکت اور سیادت کا سکہ بٹھانے اور اس کی ضیاء پاش کرنوں سے سارے عالم کو منور کرنے کے لئے جو وقت متعین کیا تھا اس کا آغاز اسی ہجرت مدینہ سے ہوا۔ ہجرت مدینہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام اپنی دیگر خصوصیات کے علاوہ ایک مکمل سیاسی نظام بھی رکھتا ہے جو اسلامی ریاست و سلطنت کی بنیاد ہے، نیز اس کی تعلیمات دیگر مذاہب اور دنیا میں معروج نظاموں کی طرح محض تخیلاتی یا کاغذی و کتابی نہیں بلکہ ہر طرح سے قابل قبول، قابل عمل اور لائق نفاذ ہیں۔ ہجرت سے قبل مسلمان مکہ میں کمزور حالت میں تھے، انہیں نہ مذہبی آزادی حاصل تھی، نہ ان کے پاس سیاسی اقتدار موجود تھا اور نہ معاشی اعتبار سے ان کو بے فکری، اطمینان اور سکون حاصل تھا۔ ہر طرح کا اختیار اور مکمل اقتدار دشمنوں اور مخالفین کے پاس تھا۔ تمدن اور معاشرت کے لوازم سے بھی مکہ کے مسلمان محروم تھے۔ اس لئے یہاں رہ کر وہ اسلام کے سیاسی و معاشرتی نظام کی تشکیل کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اس کے برعکس مدینہ منورہ میں خالق کائنات نے ایسے اسباب مہیا کر دیئے تھے جو اس کام کے لئے ضروری اور مناسب تھے۔ مدینہ منورہ میں جو لوگ ابتداء میں مسلمان ہوئے، وہ ان قبائل سے تعلق رکھتے تھے جن کے پاس اس ریاست کی زمام کار پہلے ہی سے موجود تھی اور ان پر کسی دوسرے کا کوئی تسلط نہ تھا۔ اس لئے ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کو مکمل انداز میں یہ موقع ملا کہ وہ ایک نئے معاشرے کی تشکیل دیں جس کی بنیاد خالص اسلامی اصولوں پر استوار ہو اور جو زندگی کے تمام مراحل میں دور جاہلیت سے یکسر مختلف اور ہر لحاظ سے منفرد و ممتاز ہو۔ وہ معاشرہ اس عالم گیر دعوت کا نمائندہ ہو جس کی خاطر مسلمان گزشتہ 13 سال سے مخالفین اسلام اور دشمنان دین کی مختلف الجہت اور مختلف النوع سازشیں، مصیبتیں اور مشقتیں برداشت کرتے چلے

آ رہے تھے۔

ہجرت کے بعد قریش کی تباہی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بے سرو سامانی کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس کسمپرسی اور بے کسی کے عالم میں کچھ حبشہ، کچھ مدینہ چلے گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ آسکتا تھا کہ یہ بے سرو سامان اور غریب الدیار مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی ناقابلِ تسخیر عسکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا جس سے کافروں کی عظمت و شوکت کا چراغ گل ہو جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ لیکن خداوند علام الغیوب کا محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت سے ایک سال پہلے ہی قرآن پڑھ پڑھ کر اس خبر غیب کا اعلان کر رہا تھا کہ

هَآؤَ اِذَا لَا يَلْبِثُوْنَ خِلْقَكَ اِلَّا قَلِيْلًا (پہلی اسراءیل: ۷۱)

اگر وہ تم کو سرزمین مکہ سے گھبراچکے تاکہ تم کو اس سے نکال دیں تو وہ اہل مکہ تمہارے بعد بہت ہی کم مدت تک باقی رہیں گے۔ (بنی اسرائیل)

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور ایک ہی سال کے بعد غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سرداروں کا خاتمہ کر دیا اور کفار مکہ کی لشکری طاقت کی جڑ کٹ گئی اور ان کی شان و شوکت کا جنازہ نکل گیا۔

مسلمان ایک دن شہنشاہ ہوں گے

ہجرت کے بعد کفار قریش جوشِ انتقام میں آپ سے باہر ہو گئے اور بدر کی شکست کے بعد تو جذبہ انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا۔ تمام قبائل عرب کو ان لوگوں نے جوشِ دلا دلا کر مسلمانوں پر یلغار کر دینے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خونریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ جس میں مسلمانوں کو تنگ دستی، فاقہ مستی، قتل و خونریزی، قسم قسم کی حوصلہ شکن مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لیے سکون میسر نہیں تھا۔ مسلمان خوف و ہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر دقت گزارتے تھے اور رات رات بھر رحمتِ عالم کے کاشانہ نبوت کا پہرہ دیا کرتے تھے لیکن عین اس پریشانی اور بے سرو سامانی کے ماحول میں دونوں جہان کے سلطان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کا یہ اعلان نشر فرمایا کہ مسلمانوں کو خلافتِ ارض یعنی دین و دنیا کی شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا۔ چنانچہ غیب داں رسول نے اپنے دلکش اور شیریں لہجہ میں قرآن کی ان روح پرور اور ایمان افروز آیتوں کو علی الاعلان تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنََهُمُ الَّذِى ارْتَضٰ لَهُمْ وَلَيُمَدِّدَنَّ لَهُمْ مِنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اٰمَنًا ۝

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا خدا نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین کا خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان کے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو مستحکم کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ (سورہ نور)

مسلمان جن نامساعد حالات اور پریشان کن ماحول کی کشمکش میں مبتلا تھے ان حالات میں خلافتِ ارض اور دین و دنیا کی شہنشاہی کی یہ عظیم بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی بھلا کون تھا جو یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بے کس گروہ جس کو کفار مکہ نے طرح طرح کی اذیتیں دے کر کچل ڈالا تھا اور اس نے اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ کر چند نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لی تھی اور اس کو یہاں آ کر بھی سکون و اطمینان کی نیند نصیب نہیں ہوئی تھی بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس گروہ کو ایسی شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین پر خدا کے سوا ان کو کسی اور کا ڈرنہ ہوگا۔ بلکہ ساری دنیا ان کے چاہ و جلال سے ڈر کر لرزہ بر اندام رہے گی مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بشارت پوری ہوئی اور ان مسلمانوں نے شہنشاہ بن کر دنیا پر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام متمدن حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کے پرچم عظمت اسلام کی شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ کیا اب بھی کسی کو اس پیشین گوئی کی صداقت میں بال کے کروڑوں حصہ کے برابر بھی شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

فتح مکہ کی پیشگوئی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے اس طرح ہجرت فرمائی تھی کہ رات کی تاریکی میں اپنے یار غار کے ساتھ نکل کر غار ثور میں رونق افروز رہے۔ آپ کی جان کے دشمنوں نے آپ کی تلاش میں سرزمین مکہ کے چپے چپے کو چھان مارا اور آپ ان دشمنوں کی نگاہوں سے چھپتے اور بچتے ہوئے غیر معروف راستوں سے مدینہ منورہ پہنچے۔ ان حالات میں بھلا کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چھپ کر روتے ہوئے اپنے پیارے وطن مکہ کو خیر باد کہنے والا رسولِ برحق ایک دن فاتح مکہ بن کر فاتحانہ جاہ و جلال کے ساتھ شہر مکہ میں اپنی فتح مسبین کا پرچم لہرائے گا اور اس کے دشمنوں کی قہر فوج اس کے سامنے قیدی بن کر دست بستہ سر جھکائے لرزہ بر اندام کھڑی ہوگی۔ مگر نبی غیبِ واں نے قرآن کی زبان سے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا کہ

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ۝

اسْتَغْفِرُكَ ۝ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝ (پ ۳۰، النصر: ۱-۳)

جب اللہ کی مدد اور فتح (مکہ) آجائے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اُس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (سورہ نصر)

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی کہ ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور آپ فاتح مکہ ہونے کی حیثیت سے فوج کو
کے جاہ و جلال کے ساتھ مکہ حرمہ کے اندر داخل ہوئے اور کعبہ معظمہ میں داخل ہو کر آپ نے دو گانہ ادا فرمایا اور اہل عرب
فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حالانکہ اس سے قبل اکاذکالوگ اسلام قبول کرتے تھے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک کی والدہ حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل! میں
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ہوں سے ہجرت کر
لو (یعنی انیس چھوڑ دو) کیونکہ یہ سب سے افضل ہجرت ہے، فرائض کی پابندی کرتی رہو کیونکہ یہ سب سے افضل جہاد ہے اور
اللہ عزوجل کا کثرت سے ذکر کرتی رہو کیونکہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کوئی بندہ ذکر سے زیادہ صید و شے لے کر حاضر نہیں
ہو سکتا۔ (المجم، الکبیر، الحدیث: ۳۱۳، ج ۵، ص ۱۲۹، لائاتی العبد، لہذا تاتی اللہ)

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابی بلعین، رضی اللہ عنہما، سے عرض کی
یا رسول اللہ عزوجل! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کون سی ہجرت (یعنی ہجرت والے) افضل ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو گناہوں سے ہجرت کرتے ہیں۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والصلة، باب ذکر الاستجاب للرمہ۔۔۔۔۔ الحدیث: ۳۶۲، ج ۱، ص ۲۸۷)
حضرت سیدنا متقی بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فساد زمانہ کے وقت عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔

(مسلم، کتاب الفتن، باب فضل العبادۃ فی المہرج، رقم ۲۹۳۸، ص ۱۵۷۹)

حضرت ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک مدینہ منورہ میں کچھ
ایسے لوگ بھی ہیں کہ جتنا تم نے سفر کیا اور واویاں طے
کیں وہ تمہارے ساتھ (ثواب میں حصہ دار) تھے۔
ان کے مرض نے ان کو روکا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ
وہ ثواب میں حصہ دار ہیں۔ (مسلم) امام بخاری نے یہ
حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس
طرح بیان کی ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

(4) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَقَالَ: إِنَّ بِالْمَدِينَةِ
لِرَجَالًا مَا يَرْثُمُ مَسِيرًا، وَلَا قَطْعَتُمْ وَادِيًا، إِلَّا
كَأَنَّهُمْ مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ. وَفِي رِوَايَةٍ: إِلَّا
شَرَكُواكُمْ فِي الْأَجْرِ زَوَاةً مُسْلِمَةً. وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةٍ
تَبَوَّكُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ
أَقْوَامًا خَلَفْنَا بِالْمَدِينَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا،
إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.

والہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک سے لوٹ رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا ہمارے پیچھے مدینہ منورہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ہم جس گھائی یا ادی میں معروف سفر ہوں وہ ہمارے ساتھ شریک اجر ہیں ان کو ہمارے ساتھ آنے سے عذر نہ روکا ہے۔

تخریج حدیث: (صحيح مسلم: باب ثواب من حسبه عن الغزو مرض: ج ۱ ص ۳۹۱ رقم: ۵۳۱۰ مسند امام احمد بن حنبل: مسند الس بن مالك ج ۲ ص ۱۰۲ رقم الحديث: ۱۲۰۲۸ مصنف ابن ابی شبيبہ: باب ما حفظ ابو بكر لى غزوة تبوك ج ۱ ص ۵۲۹ رقم: ۳۸۱۹۵ جبکہ بخاری شریف اور مندرجہ ذیل کتب میں کچھ تبدیلی متن کے ساتھ موجود ہے صحيح البخاری باب من حسبه العذر من الغزو ج ۱ ص ۹۱ رقم: ۲۸۳۹ جامع الاصول لابن الدار المجردى الفصل الخامس فى اسباب تتعلق بالجهاد ج ۱ ص ۱۲۲ رقم: ۱۱۰۴)

شرح حدیث: اچھی نیت پر ثواب

شریعت میں مؤمن کی اچھی نیت کی اس قدر اہمیت ہے کہ اچھی نیت پر بلا عمل کے بھی ثواب مل جاتا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اچھی نیت کی وجہ سے اجر حاصل کر رہے تھے۔

مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَفْعَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ

ترجمہ: جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے لیکن اس پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکے تو اس کیلئے اتنا ہی ثواب لکھا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم جلد اول ص ۸۷، کتاب الایمان)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا نِيَّتَهُ جَعَلَ اللَّهُ فُتْرَةً بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَارَقَهَا أَزْغَبَ مَا يَكُونُ فِيهَا وَمَنْ تَكُنْ

الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ عَلَيْهِ ضِعْفَتَهُ وَفَارَقَهَا أَزْهَدَ مَا يَكُونُ فِيهَا

ترجمہ: جو شخص دنیا کی نیت کرے اللہ (عزوجل) اس کا فترہ اسکی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور جب اسے

دنیا کی رغبت زیادہ ہوتی ہے تب اسے دنیا سے جدا کرتا ہے اور جو شخص آخرت کی نیت کرے تو اللہ عزوجل

اسکے دل کو غنی کر دیتا ہے اسکا سامان اسکے لئے جمع فرما دیتا ہے اور جب اسے دنیا سے جدا فرماتا ہے تو وہ دنیا سے

بہت زیادہ بے رغبت ہوتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۳۶۶ حدیث ۱۱۶۹۰)

حضرت سیدتنا ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ حضور تاجدار مدینہ

راحت قلب سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک لشکر کا ذکر فرمایا جو جنگل میں دھنسا دیا جائے گا تو میں نے عرض کیا یا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان میں وہ لوگ بھی ہونگے جنہیں زبردستی لایا گیا ہے، اور وہ لوگ بھی ہونگے جو اجرت

پر لڑیں گے؟۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان سب کا حشر انکی بیٹیوں کے مطابق ہوگا۔

(المسند رک، ج ۴، ص ۴۳۱، کتاب النہی)

ایسے ہی حضرت سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں آقائے دو جہان رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا يُقَاتِلُ الْمُشْكِكُونَ عَلَى النَّبِيَّاتِ

ترجمہ: لڑنے والے اپنی اپنی بیٹیوں پر لڑتے ہیں۔ (میزان الاعتدال ج ۳، ص ۲۶۹، ترجمہ ۶۳۸۴)

روایت میں آتا ہے کہ جو شخص جس نیت پر زندگی گزارے گا قیامت کے دن اسی پر اٹھایا جائے گا، چنانچہ حضرت سیدنا جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی اکرم، نور مجسم، تاجدار عرب و عجم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں:

يُنْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ

ترجمہ: ہر بندے کو اسی (نیت) پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ دنیا سے گیا۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۸۷، کتاب الجہنہ)

غزوہ تبوک

تبوک مدینہ اور شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے چودہ منزل دور ہے۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ تبوک ایک قلعہ کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ تبوک ایک چشمہ کا نام ہے۔ ممکن ہے یہ سب باتیں موجود ہوں! یہ غزوہ سخت قحط کے دنوں میں ہوا۔ طویل سفر، ہوا گرم، سواری کم، کھانے پینے کی تکلیف، لشکر کی تعداد بہت زیادہ، اس لیے اس غزوہ میں مسلمانوں کو بڑی تنگی اور تنگ دستی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کو جیش العسرة (تنگ دستی کا لشکر) بھی کہتے ہیں اور چونکہ منافقوں کو اس غزوہ میں بڑی شرمندگی اور شرمساری اٹھانی پڑی تھی۔ اس وجہ سے اس کا ایک نام غزوہ فاحصہ (رسوا کرنے والا غزوہ) بھی ہے۔ اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس غزوہ کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ رجب ۹ھ جمعرات کے دن روانہ ہوئے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۲۳-۳۲۴ والواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، باب ثم غزوہ تبوک، ج ۴، ص ۶۵-۶۷ ملخصاً)

غزوہ تبوک کا سبب

عرب کا غسانی خاندان جو قیصر روم کے زیر اثر ملک شام پر حکومت کرتا تھا چونکہ وہ عیسائی تھا اس لیے قیصر روم نے اس کو اپنا آلہ کار بنا کر مدینہ پر فوج کشی کا عزم کر لیا۔ چنانچہ ملک شام کے جو سوداگر روغن زیتون بیچنے مدینہ آیا کرتے تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ قیصر روم کی حکومت نے ملک شام میں بہت بڑی فوج جمع کر دی ہے۔ اور اس فوج میں رومیوں کے علاوہ قبائل غم و جذام اور غسان کے تمام عرب بھی شامل ہیں۔ ان خبروں کا تمام عرب میں ہر طرف چہ چاٹھ اور رومیوں کی

اسلام دشمنی کوئی ذہکی چھپی چیز نہیں تھی اس لیے ان خبروں کو غلط سمجھ کر نظر انداز کر دینے کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فوج کی تیاری کا حکم دے دیا۔

لیکن جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ اس وقت حجاز مقدس میں شدید قحط تھا اور بے پناہ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی ان وجوہات سے لوگوں کو گھر سے نکلنا شاق گزر رہا تھا۔ مدینہ کے منافقین جن کے نفاق کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا وہ خود بھی فوج میں شامل ہونے سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود تیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔ مگر ان تمام مجاہدین کے لیے سوار یوں اور سامان جنگ کا انتظام کرنا ایک بڑا ہی کٹھن مرحلہ تھا کیونکہ لوگ قحط کی وجہ سے انتہائی مفلوک الحال اور پریشان تھے۔ اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی امداد طلب فرمائی۔ اس طرح اسلام میں کسی کار خیر کے لیے چندہ کرنے کی سنت قائم ہوئی۔

(المواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، باب ثم غزوة تبوک، ج ۳، ص ۶۸-۷۲)

فوج کی تیاری

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اب تک یہ طریقہ تھا کہ غزوات کے معاملہ میں بہت زیادہ رازداری کے ساتھ تیاری فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ عسا کر اسلامیہ کو عین وقت تک یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کہاں اور کس طرف جانا ہے؟ مگر جنگ تبوک کے موقع پر سب کچھ انتظام علانیہ طور پر کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ تبوک چلنا ہے اور قیصر روم کی فوجوں سے جہاد کرنا ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ تیاری کر لیں۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جیسا کہ لکھا جا چکا دل کھول کر چندہ دیا مگر پھر بھی پوری فوج کے لئے سوار یوں کا انتظام نہ ہو سکا۔ چنانچہ بہت سے جانباز مسلمان اسی بنا پر اس جہاد میں شریک نہ ہو سکے کہ ان کے پاس سفر کا سامان نہیں تھا یہ لوگ دربار رسالت میں سواری طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے مگر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے تو یہ لوگ اپنی بے سرو سامانی پر اس طرح بلبل کر روئے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی آہ و زاری اور بے قراری پر رحم آ گیا۔ چنانچہ قرآن مجید گواہ ہے کہ

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ

الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ O (پ ۱، التوبة: ۴۰)

اور نہ ان لوگوں پر کچھ حرج ہے کہ وہ جب (اے رسول) آپ کے پاس آئے کہ ہم کو سواری دیجئے اور آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں تو وہ واپس گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ افسوس ہمارے پاس خرچ نہیں ہے۔ (سورۃ التوبہ)

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب نهم، ج ۲، ص ۳۴ و المواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، باب ثم غزوة تبوک، ج ۳، ص ۷۲-۷۵)

تبوک کو روانگی

بہر حال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر ساتھ لے کر تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور مدینہ کا اطمینان و تسق چلانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی حسرت و افسوس کے ساتھ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر خود جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ

أَلَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مَعِيَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَنِي بَعْدِي

(بخاری ج ۲ ص ۶۳۳ فردا، تبوک)

کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں ہے۔

یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہ طور پر جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنی امت بنی اسرائیل کی دیکھ بھال کے لئے اپنا خلیفہ بنا کر گئے تھے اسی طرح میں تم کو اپنی امت سونپ کر جہاد کے لئے جا رہا ہوں۔

مدینہ سے چل کر مقام مدینۃ الوداع میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔ پھر فوج کا جائزہ لیا اور فوج کا مقدمہ، میمنہ، میسرہ وغیرہ مرتب فرمایا۔ پھر وہاں سے کوچ کیا۔ منافقین قسم قسم کے جھوٹے عذر اور بہانے بنا کر رہ گئے اور مخلص مسلمانوں میں سے بھی چند حضرات رہ گئے ان میں یہ حضرات تھے، کعب بن مالک، ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع، ابوخیثمہ، ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان میں سے ابوخیثمہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بعد میں جا کر شریک جہاد ہو گئے لیکن تین اول الذکر نہیں گئے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے رہ جانے کا سبب یہ ہوا کہ ان کا اونٹ بہت ہی کمزور اور تھکا ہوا تھا۔ انہوں نے اس کو چند دن چارہ کھلایا تا کہ وہ چمکا ہو جائے۔ جب روانہ ہوئے تو وہ پھر راستہ میں تھک گیا۔ مجبوراً وہ اپنا سامان اپنی پیٹھ پر لاد کر چل پڑے اور اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے۔

(المواہب اللدیہ و شرح الزرقانی، باب فم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۸۱-۸۲، ۸۳)

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے مگر وہ ایک دن شدید گرمی میں کہیں باہر سے آئے تو ان کی بیوی نے چھپر میں چھڑکاؤ کر رکھا تھا۔ تھوڑی دیر اس سایہ دار اور ٹھنڈی جگہ میں بیٹھے پھرنا کہاں ان کے دل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آ گیا۔ اپنی بیوی سے کہا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ میں تو اپنی چھپر میں ٹھنڈک اور سایہ میں آرام و چین سے بیٹھا رہوں اور خدا عزوجل کے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دھوپ کی تمازت اور شدید لو کے تھپڑوں میں سفر کرتے ہوئے جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں ایک دم ان پر ایسی ایمانی غیرت سوار ہو گئی کہ توشہ

کے لئے کھجور لے کر ایک اونٹ پر سوار ہو گئے اور تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ لشکر والوں نے دور سے ایک شتر سوار کو دیکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو خثمہ ہوں گے اس طرح یہ بھی لشکر اسلام میں پہنچ گئے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، باب ثم غزوة تبوک، ج ۴، ص ۸۲)

تبوک کا چشمہ

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک کے قریب میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے اور سورج بلند ہونے کے بعد پہنچو گے لیکن کوئی شخص وہاں پہنچے تو پانی کو ہاتھ نہ لگائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو جوتے کے تسمے کے برابر اس میں ایک پانی کی دھار بہہ رہی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے تھوڑا سا پانی منگا کر ہاتھ منہ دھویا اور اس پانی میں کلی فرمائی۔ پھر حکم دیا کہ اس پانی کو چشمہ میں انڈیل دو۔ لوگوں نے جب اس پانی کو چشمہ میں ڈالا تو چشمہ سے زوردار پانی کی موٹی دھار بہنے لگی اور تیس ہزار کا لشکر اور تمام جانور اس چشمہ کے پانی سے سیراب ہو گئے۔ (المواہب اللدیہ و شرح الزرقانی، باب ثم غزوة تبوک، ج ۴، ص ۹۰)

رومی لشکر ڈر گیا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبوک میں پہنچ کر لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا۔ مگر دور دور تک رومی لشکروں کا کوئی پتا نہیں چلا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب رومیوں کے جاسوسوں نے قیصر کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں آ رہے ہیں تو رومیوں کے دلوں پر اس قدر بیت چھا گئی کہ وہ جنگ سے ہمت ہار گئے اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکل سکے۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۲۹ مختصراً)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیس دن تبوک میں قیام فرمایا اور اطراف و جوانب میں افواج الہی کا جلال دکھا کر اور کفار کے دلوں پر اسلام کا رعب بٹھا کر مدینہ واپس تشریف لائے اور تبوک میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

حضرت ابو یزید معن بن یزید بن احنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ تینوں بیٹا باپ دادا صحابی ہیں فرماتے ہیں: میرے باپ نے صدقہ کی نیت سے کچھ دینار نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے پاس (مستحقین کے لیے) رکھے۔ حضرت معن کہتے ہیں میں مسجد میں آیا اور اس آدمی سے دینار لے کر اپنے والد کے پاس آیا انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں نے تیرا ارادہ بالکل نہیں

(5) وَعَنْ أَبِي يَزِيدَ مَعْنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَخْنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَهُوَ وَأَبُوهُ وَجَدَهُ صَحَابِيَّوْنَ، قَالَ: كَانَ أَبِي يَزِيدُ أَخْرَجَ كَنَابِرَ يَتَصَلَّى بِهَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبُيِّمْتُ فَأَخَذَهَا فَأَتَيْتُهَا بِهَا. فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا إِلَيْكَ أَرَدْتُ، فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَكَ مَا تَوَيْتَ يَا يَزِيدُ وَلَكَ مَا

اَخَذْتُ يَامَعْنُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

کیا پھر میں یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس پناہ میں لایا تو آپ نے ان کے والد سے فرمایا تیرے لیے تیری نیت کا ثواب ہے اور مجھ سے فرمایا: اے معن! تو نے جو دینار لیے ہیں وہ تیرے ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری باب اذا تصدق علی ابنه وهو لا يشعر ج ۱ ص ۱۰۴ رقم: ۱۳۲۲ سنن الکبیری للبیہقی باب الرجل یخرج صدقته الی من ظنہ من اهل السمان ج ۲ ص ۳۳ رقم: ۱۳۰۳۲ سنن الدارمی باب ما یحب فی مال سوی الزکوۃ ج ۱ ص ۱۰۴ رقم: ۱۱۹۱ مسند امام احمد بن حنبل حدیث معن بن یزید السلسی ج ۲ ص ۳۴۰ رقم: ۱۵۸۸۸ المعجم الکبیر من اسمہ معن بن یزید السلسی ج ۱ ص ۳۳۱ رقم: ۱۶۴۲۰)

شرح حدیث: رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

قَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّبِيلَ * ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ * وَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: تو رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو یہ ، ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انہی کا کام بنا۔ (پ 21، الروم: 38) اور فرماتا ہے:

وَلِئِنْ الْبَرَّاءُ مِنْ اٰمَنَ يٰۤاَشُوْا وَاَلْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَلْمَلٰٓئِكَةُ وَاَلْكِتٰبُ وَاَلنَّبِيُّ عَلٰى حُبِّهِ ذَوٰى الْقُرْبٰى وَاَلْيَتٰى وَاَلْمَسْكِيْنَ وَاَبْنِ السَّبِيْلِ * وَاَلْسَّائِلِيْنَ وَاَبْنِ الرَّقَابِ * وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتٰى الزَّكٰوةَ * وَاَلْمُؤْتُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا * وَاَلصَّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاسِ وَاَلصَّٰرِءِ وَاَلْحٰنِ الْبَاسِ * وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑا نے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت، یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔ (پ 2، البقرہ: 177) سورہ بقرہ میں ہے:

قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فِدْلُوْا الدِّيْنَ وَاَلْقَرَبِيْنَ وَاَلْيَتٰى السَّبِيْلِ * وَمَا تَفْعَلُوْا

مِنْ خَيْرِ قِيَالِ اللَّهِ بِهِ عَلَيْهِمْ ۝

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کر دے شک اللہ اسے جانتا ہے۔ (پ 2، البقرة: 215)

رسول انور، صاحب کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: مسکین پر صدقہ کرنے میں ایک ہی صدقہ ہے جبکہ رشتہ داروں پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی۔

(جامع الترمذی، ابواب الزکاة، باب ما جاء فی صدقہ علی ذی القرباء، الحدیث: ۶۵۸، ص ۱۷۱)

حضرت سیدنا ابوالاعمالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب دینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث ثرول سکینہ، فیض سنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، رشتہ دار پر کئے جانے والے صدقہ کا ثواب دو گنا کر دیا جاتا ہے۔

(المعجم الکبیر، رقم ۷۸۳۴، ج ۸، ص ۲۰۶)

حضرت سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی۔ (ابن خزیمہ، کتاب الزکاة، باب استحبات اباء، الم ۱۰۰، رقم ۲۳۸۵، ج ۳، ص ۷۷)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ دینار جو تو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے ان میں سب سے زیادہ اجر والا دینار وہ ہے جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل الصدقہ علی العیال، رقم ۹۹۵، ص ۳۹۹)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، ثور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کے میزان میں سب سے پہلے اس کے اپنے گھر والوں پر خرچ کئے گئے مال کو رکھا جائے گا۔ (المعجم الاوسط، رقم ۶۱۳۵، ج ۳، ص ۳۲۹)

صدقہ کرنے والوں پر عرش کا سایہ

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان النشین ہے: بندہ اپنے صدقے کے سائے میں ہو گا یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، حدیث عقبہ بن عامر الجعفی، الحدیث: ۱۷۳۳۵، ج ۶، ص ۱۲۹ منبوا)

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ خوش

خصال، پیکر حسن و جمال، دایع رنج و نلال، صاحبِ بجد و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: میں نے گزشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ (اس حدیث میں یہ بھی ہے) میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنے چہرے کو آگ کے شعلوں سے بپنے کی کوشش کر رہا تھا پس اس کا صدقہ آیا اور اس کے سر پر سایہ اور چہرے کے لئے ستر (یعنی رکاوٹ) بن گیا۔

(مجمع الزوائد، کتاب التعمیر، الحدیث ۱۱۷۳۶، ج ۷، ص ۷۱)

کیا مالدار کے لئے صدقہ لینا جائز ہے؟

صدقہ 2 قسم کا ہوتا ہے، صدقہ واجبہ اور نافلہ۔ صدقہ واجبہ مالدار کو لینا حرام اور اس کو دینا بھی حرام ہے اور اس کو دینے سے زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوگی۔ رہا صدقہ نافلہ تو اس کے لئے مالدار کو مانگ کر لینا حرام اور بغیر مانگے ملے تو مناسب نہیں جبکہ دینے والا مالدار جان کر دے اور اگر محتاج سمجھ کر دے تو لینا حرام اور اگر لینے کے لئے اپنے آپ کو محتاج ظاہر کیا تو دوسرا حرام۔ ہاں وہ صدقاتِ نافلہ کہ عام مخلوق کے لئے ہوتے ہیں اور ان کو لینے میں کوئی ذلت نہ ہو تو وہ غنی کو لینا بھی جائز ہے جیسے، سبیل کا پانی، نیاز کی شیرینی وغیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۶۱)

غیر مستحق نے زکوٰۃ لے لی تو؟

غیر مستحق نے زکوٰۃ لے لی، بعد میں پشیمانی ہوئی تو اگر دینے والے نے غور و فکر کے بعد زکوٰۃ دی تھی اور اسے اس کے مستحق نہ ہونے کا معلوم نہیں تھا تو زکوٰۃ بہر حال ادا ہوگئی لیکن اس کو لینا حرام تھا کیونکہ یہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا۔ غیر مستحق مال پر حاصل ہونے والی ملکیت ملکِ خبیث کہلاتی ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اتنا مال صدقہ کر دیا جائے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ ان دس افراد میں سے ایک ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی۔ (رضی اللہ عنہ) کہ حجۃ الوداع کے موقع پر شدید مرض کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! میری شدت مرض آپ پر عیاں ہے میں، لدا رہوں اور میری وارث صرف ایک بیٹی ہے تو میں کیا اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول

(6) وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مَالِكِ بْنِ أَهْنَبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كَلَّابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ الْقُرَشِيِّ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي. أَفَأَتَصَدَّقُ بِشُلُوبِي مَالِي، قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالشَّظَرُ يَا

رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: لَا، قُلْتُ: قَالَتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: اَلْتُلْتُ وَالتُّلْتُ كَثِيرًا أَوْ كَثِيرًا إِنَّكَ إِن تَذَرُ وَرَثَتِكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِزْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَهْتَلُ فِي فِي أَمْرَاتِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْلَفَ بَعْدَ أَضْغَائِي، قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَرَدَدْتَ بِهِ كَرَجَةً وَرَفْعَةً، وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخْلَفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ. اَللَّهُمَّ أَمِضْ لِأَضْغَائِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لَكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَزِي لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آدھا مال فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! ایک تہائی آپ نے فرمایا: ایک تہائی بہت ہے یا فرمایا بڑی مقدار ہے تیرے لیے اپنے ورثاء کو تو نگر چھوڑنا ان کو فقیر چھوڑنے سے سکھا ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتے پھر میں تم جو کچھ بھی اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو یہاں تک کہ وہ لقمہ جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو اس پر بھی تمہیں اجر ملے گا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا آپ نے فرمایا تم درجہ کے اعتبار سے ہرگز پیچھے نہ چھوڑے جاؤ گے اور (زمانہ کے اعتبار سے) اگر ان کے بعد تک زندہ رہو تو اس میں تمہارے لیے فری ہے ان کے بعد جو عمل بھی تم اللہ کی رضا کے لئے کرو گے اس سے تمہارے درجہ اور مرتبہ میں اضافہ ہوگا اور امید ہے کہ تمہیں پیچھے رہنے کا موقع ملے گا یہاں تک کہ ۰ ری وجہ نے کچھ لوگوں (یعنی مسلمانوں) کو فائدہ ہوگا اور کچھ اور لوگوں (یعنی کفار) کو نقصان ہوگا یا اللہ میرے صحابہ کے لئے ان کی ہجرت (کا ثواب) پورا فرما وہ ایڑیوں کے بل نہ پلٹیں (یعنی مکہ میں ان کی وفات نہ ہو) لیکن سعد بن خولہ پر افسوس ہے کہ ان کے مکہ میں فوت ہونے کے وجہ سے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا اظہار فرما رہے تھے (الاستیغاب)

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری باب رثی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہ ج ۱ ص ۲۸۰ رقم: ۱۲۹۵ صحیح مسلم باب الوصیۃ بالثلث ج ۲ ص ۲۸۹ رقم الحدیث: ۴۲۹۱ مسند ابی یعلیٰ مسند سعد بن ابی وقاص ج ۲ ص ۱۳۵ رقم: ۸۴۲)

مسند الشامیین للطبرانی: حدیث الزہری عن عامر بن سعد ج ۲ ص ۲۱۱ رقم: ۲۱۸۶ موطأ امام مالک باب الوصیۃ فی الشہادۃ
تتعدی: ج ۱ ص ۳۸۸ رقم: ۱۸۲۲

شرح حدیث: عشرہ مبشرہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس اصحاب وہ ہیں جن کے بہشتی (جنتی) ہونے کی دنیا میں خبر دے دی گئی ان کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔ ان میں چار تو خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں باقی حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ احادیث میں بعض اور صحابہ کرام کو بھی جنت کی بشارت دی گئی ہے چنانچہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں وارد ہے کہ وہ جنت کی بیبیوں کی سردار ہیں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں وارد ہے کہ وہ جوانان بہشت کے سردار ہیں اسی طرح اصحاب بدر اور اصحاب بیعتہ الرضوان کے حق میں بھی جنت کی بشارتیں ہیں۔

وصیت میں نقصان پہنچانے والی چند صورتیں

علامہ ابن عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: بیاور کھو! وصیت میں نقصان پہنچانے کی چند صورتیں ہیں: (۱) ثلث مال سے زائد کی وصیت کرنا (۲) اجنبی کے لئے تمام یا بعض مال کا اقرار کرنا (۳) ورثاء کو وراثت سے محروم کرنے کے لئے ایسے قرض کا اقرار کرنا جس کی کوئی حقیقت نہ ہو (۴) یہ اقرار کرنا کہ فلاں پر میرا جو قرض تھا وہ میں نے وصول کر لیا ہے (۵) ورثاء کو مال سے محروم کرنے کے لئے کوئی چیز نہایت کم قیمت میں بیچ دینا یا بھاری قیمت ادا کر کے کوئی چیز خریدنا اور (۶) ثلث مال کی وصیت اللہ عزوجل کی رضا کے لئے نہیں بلکہ ورثاء کو وراثت سے محروم کرنے کے لئے کرنا۔ یہ تمام صورتیں وصیت میں نقصان پہنچانے میں داخل ہیں۔

(۲) حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار والا تنہا، بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اگر کوئی شخص ۷۰ برس تک جنتیوں جسے اعمال کرتا رہے، پھر اپنی وصیت میں جانبداری سے کام لے تو اس کا خاتمہ برے عمل پر ہوگا اور وہ جہنم میں داخل ہوگا اور کوئی شخص ۷۰ سال تک جہنمیوں جسے اعمال کرتا رہے پھر اپنی وصیت میں عدل سے کام لے تو اس کا خاتمہ اچھے عمل پر ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (المسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۷۷۴۶، ج ۳، ص ۱۱۵)

(۳) شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ عزوجل کی فرض کردہ میراث کا فی اللہ عزوجل جنت سے اس کی میراث کاٹ دے گا۔

(کنز العمال، کتاب الفرائض، قسم الاقوال، الفصل الاول فی فضلہ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۷۷۴۶، ج ۱۱، ص ۵)

اس آیت مبارکہ کے بعد اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان: تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ اس پر دلالت کرتا ہے، اور فرمان باری

تعالیٰ وَمَنْ يَعِصِ اِلٰهَ وَرَسُوْلَهُ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق وراثت کے بارے میں ہے، نیز موت کے وقت اللہ عز وجل کے حکم کی مخالفت سخت خسارے پر دلالت کرتی ہے جو کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی مسلک اپنایا کیونکہ متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کا فرمان ہے کہ ہمیں نے علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لکھا ہوا مجموعہ دیکھا، انہوں نے تقریباً علامہ ابن عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہی مذکورہ کلام ذکر کیا اور علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسے ذکر کرنا بھی عجیب ہے کیونکہ علامہ ابن عادل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت کی ایک تہائی سے زائد جو صورتیں مطلق بیان کی ہیں وہ ہمارے مسلم قواعد کے مطابق نہیں کیونکہ وہ ہمارے نزدیک فقط مکروہ ہیں حرام نہیں چہ جائیکہ وہ کبیرہ ہوں، البتہ اگر ورثاء کو محروم کرنے کی نیت ہو تو اس کا حرام ہونا بالکل ظاہر ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی ظلم اور عداوت کی بناء پر تہائی مال سے زیادہ میں وصیت کرے تو ایسی صورت میں اس وصیت کو کبیرہ قرار دینا بعید نہیں کیونکہ اس میں ورثاء کو نقصان پہنچانا پایا جا رہا ہے خصوصاً ایسے وقت میں جب جھوٹا شخص بھی سچ بولتا ہے اور بدکار تو بہ کر لیتا ہے، لہذا اس کا یہ عمل اس کی قسادت قلبی، فساد عقل اور انتہائی جرأت پر واضح دلیل ہے، اسی لئے اس کا خاتمہ برے عمل پر ہوتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

وصیت کے ذریعے نقصان پہنچانے کی ایک صورت

وصیت کے ذریعے نقصان پہنچانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اپنے بچوں وغیرہ پر ایسے شخص کو پرورش کے لئے مقرر کرنے کی وصیت کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ یہ شخص ان کا مال کھالے گا یا صحیح طریقے سے تصرف نہ کرنے کی وجہ سے ان کے مال کو ضائع کر بیٹھے گا۔ میری بیان کردہ یہ باتیں ان دو احادیث مبارکہ سے لی گئی ہیں:

(4) پہلی حدیث مبارکہ کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح روایت کیا ہے: آدمی 70 برس تک جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے پھر اپنی وصیت میں خیانت کر بیٹھتا ہے تو اس کا خاتمہ برے عمل پر ہوتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی آدمی 70 برس تک جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے پھر اپنی وصیت میں انصاف سے کام لیتا ہے تو اس کا خاتمہ اچھے عمل پر ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الوصایا، باب الخیف فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۷۰۳، ص ۲۶۳۹)

(5) دوسری حدیث پاک کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے: جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے گا اللہ عز وجل بروز قیامت جنت سے اس کی میراث کاٹ دے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الوصایا، باب الخیف فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۷۰۳، ص ۲۶۳۹)

پہلی حدیث پاک کی تائید حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک بھی کرتی ہے جسے امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا ہے کہ،

(6) اخلاق کے پیکر نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد و عورت 70 برس تک اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کرتے ہیں، پھر جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وصیت میں نقصان پہنچاتے ہیں تو ان کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ پھر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ تَوَصَّوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ * وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُؤْرَثُ كَلَّةً أَوْ امْرَأَةً أَوْ أَخًا أَوْ أُخْتًا فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الشُّدُسُ * فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرًا مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ * غَيْرَ مُضَارٍّ * وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ * وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَلِيمٌ ۝ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ * وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا * وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

ترجمہ کنز الایمان: وصیت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والاحکم والا ہے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے مچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔ (پ 4، النساء: 12-13)

(جامع الترمذی، ابواب الوصایا، باب ما جاء فی الضر فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۱۱۷، ص ۱۸۶۳، سبعین بدیعین)

وصیت میں عدل کو پیش نظر رکھنا

وصیت میں عدل کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ دوسری شق کی تفصیل تو بیان ہو چکی ہے جبکہ پہلی شق اس حدیث پاک سے ثابت ہے کہ:

(7) سرکار ابد قرار، شافع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: کسی مسلمان کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں وصیت کی جاتی ہے تو اسے کوئی حق نہیں کہ وہ 2 یا 3 راہیں اس طرح گزارے کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب وصیۃ الرجل لکتابۃ عندہ، الحدیث: ۲۲۰۷، ص ۹۶۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب سے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث پاک سنی میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میرے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ رکھی ہو۔

(المرجع السابق، تحت الحدیث: ۲۲۰۷)

وصیت کرنے کی فضیلت

(8) سرکار مدینہ، راحت قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو وصیت کر کے مرادہ سنت پر مرا اور تقویٰ

وشہادت پر مرا اور مغفرت یافتہ ہو کر مرا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الوصایا، باب الوصیۃ، الحدیث: ۲۷۰۱، ص ۲۶۳)

(9) نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان معظّم ہے: محروم ہے وہ شخص جو وصیت سے محروم ہو۔

(الرجع السابق، الحدیث: ۲۷۰۰، ص ۲۶۳۹)

(10) رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: وصیت ترک کر دینا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب اور تباہی کا باعث ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۲۳، ج ۳، ص ۱۲۲)

اگر یہ حدیث مبارک درجہ صحت تک پہنچ جائے تو اس سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ وصیت ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور یہ حدیث پاک اس شخص پر محمول ہوگی جو جانتا ہے کہ وصیت نہ کرنا اس کے مال پر ظالموں کے قابض ہونے اور ورثاء سے چھین جانے کا سبب بنے گا۔

(11) نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی کا اپنی صحت اور زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت 100 درہم خرچ کرنے سے سکھا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی کراہیۃ الاضرار فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۸۶۶، ص ۱۲۳)

مسائل فقہیہ

وصیت کرنا جائز ہے قرآن کریم سے، حدیث شریف سے اور اجماع امت سے اس کی مشروعیت ثابت ہے۔ حدیث شریف میں وصیت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

(بدائع الصنائع، کتاب الوصایا، ج 6، ص 422 جوہر وغیرہ ج 2، بدائع ج 7، ص 330)
شریعت میں ایصاء یعنی وصیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا۔ (تمیین از عالمگیری ج 6، ص 90 الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... الخ، ج 8، ص 90)

وصیت کا رکن یہ ہے کہ یوں کہے میں نے فلاں کے لئے اتنے مال کی وصیت کی یا فلاں کی طرف میں نے یہ وصیت کی۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... الخ، ج 6، ص 90 محیط السرخسی از عالمگیری ج 6، ص 90)

وصیت میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ (1) موہبی یعنی وصیت کرنے والا (2) موہی الہ یعنی جس کے لئے وصیت کی جائے (3) موہی بہ یعنی جس چیز کی وصیت کی جائے (4) موہی لہ یعنی جس کو وصیت کی جائے۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... الخ، ج 6، ص 90) (کتابیہ، عنایہ و عالمگیری، کتابیہ از عالمگیری ج 6، ص 90 مطبوعہ کوئٹہ پاکستان، مصری چھاپہ)

مسئلہ: وصیت کرنا مستحب ہے جب کہ اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی نہ ہو، اگر اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی ہے جیسے اس پر کچھ نمازوں کا ادا کرنا باقی ہے یا اس پر حج فرض تھا ادا نہ کیا یا روزہ رکھنا تھا نہ رکھا تو ایسی صورت میں ان کے لئے وصیت کرنا واجب ہے۔ (تمیین از عالمگیری ج 6، ص 90 وقدوری، درمختار، ردالمحتار) (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی

تفسیر حاء... الخ، ج 6، ص 90)

مسئلہ: وصیت چار قسم کی ہے۔

(1) واجبہ جیسے زکوٰۃ کی وصیت اور کفارات واجبہ کی وصیت اور صدقہ، صیام و صلوٰۃ کی وصیت۔

(2) مباحہ، جیسے وصیت اغنیا کے لئے۔

(3) وصیت مکروہہ، جیسے اہل فسق و معصیت کے لئے وصیت جب یہ گمان غالب ہو کہ وہ مال وصیت گناہ میں صرف کریگا۔

(در مختار رد المحتار ج 5، ص 453)

(4) اس کے علاوہ کے لئے وصیت مستحب ہے۔ (الدر المختار رد المحتار، کتاب الوصایا، ج 10، ص 354)

مسئلہ: جس کے پاس مال تھوڑا ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ وصیت نہ کرے جب کہ اس کے وارث موجود ہوں

اور جس شخص کے پاس کثیر مال ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) سے زیادہ کی وصیت نہ

کرے۔ (رد المحتار ج 5، بذائع ج 7، خزائن المفتی ناز عالمگیری ج 6، ص 90) (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرہ، ص ۱۰۰، راجع،

ج 6، ص 90)

(7) وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَامِكُمْ، وَلَا إِلَى صُورِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا پھلتارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب تحریم ظلم المسلم فضله واحتقاره ودمه وعرضه ج ۲ ص ۸۱۱ رقم: ۶۰۰۴ کتاب التواضع والخمول لاہن ابی الدنیا ص ۶۱ رقم: ۶۰ مسند امام احمد بن حنبل مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۱۸۲ رقم: ۶۸۱۴ مسند اسحاق بن راہویہ باب ما یروی عنہ عطاء بن ابی مسلم عن ابی ہریرۃ ص ۲۵۹ رقم: ۴۷۹)

شرح حدیث: نیکیوں کی جگہ

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اور وہ دلوں کو اس لئے دیکھتا ہے کہ یہی نیکیوں کی جگہ ہے چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے:

جب بندہ اچھے عمل کرتا ہے تو فرشتے اسے (یعنی ان اعمال کو) مہر لگائے ہوئے صحیفوں میں لے کر اوپر جاتے ہیں اور اسکے عمل رب کائنات (عزوجل) کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔ اللہ (عزوجل) فرماتا ہے اس صحیفے کو پھینک دو کیونکہ اس میں جو عمل ہے اس میں میری رضا کی نیت نہیں کی گئی۔ پھر فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس شخص کیلئے فلاں فلاں بات لکھ دو، وہ عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! اس نے تو یہ کام نہیں کیا۔ اللہ (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے کہ اس نے اس کام کی نیت کی تھی۔

ایک اور مقام پر پیارے محبوب داناے غیوب منترۃ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

النَّاسُ أَرْبَعَةٌ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ (عزوجل) عِلْمًا وَ مَالًا فَهُوَ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فِي مَالِهِ فَيَقُولُ رَجُلٌ لَوْ
 آتَانِي اللَّهُ تَعَالَى مِثْلَ مَا آتَاهُ فَقَعِلْتُ كَمَا يَعْمَلُ فَهُمَا فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ وَ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ تَعَالَى مَالًا
 يُوْنِتُهُ عِلْمًا فَهُوَ يَتَخَبَّطُ بِجَهْلِهِ فِي مَالِهِ فَيَقُولُ رَجُلٌ لَوْ آتَانِي اللَّهُ مِثْلَ مَا آتَاهُ عَمِلْتُ كَمَا يَعْمَلُ
 فَهُمَا فِي الْوُثْرِ سَوَاءٌ

ترجمہ: لوگ چار قسم کے ہیں: ایک قسم ان لوگوں کی ہے جنہیں اللہ (عزوجل) نے علم اور مال عطا فرمایا تو وہ اپنے مال میں علم کے مطابق عمل کرتے ہیں دوسرا شخص کہتا ہے اگر اللہ (عزوجل) نے مجھے اسکی مثل دیا ہوتا تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا، پس ان دونوں کا اجر ایک جیسا ہے دوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ (عزوجل) نے مال دیا اور علم نہیں دیا وہ اپنی جہالت کی وجہ سے مال کو فضول کاموں میں خرچ کرتا ہے تو ایک اور شخص کہتا ہے کہ اگر اللہ (عزوجل) مجھے بھی مال دیتا تو میں بھی اس کی طرح خرچ کرتا تو یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

(سنن ابن ماجہ ص ۳۲۲، ابواب الزہد)

گھر بیٹھنے والے غازی

اسی طرح حضرت سیدنا انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث مبارکہ ہے کہ جب نبی اکرم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غزوہ تبوک کیلئے تشریف لے گئے تو فرمایا ہم جو بھی وادی طے کرتے ہیں یا کسی ایسی جگہ کو برباد کرتے ہیں جسکی وجہ سے کفار کو غصہ آئے یا ہم راہ خدا میں مال خرچ کرتے ہیں یا ہم بھوکے ہوتے ہیں تو مدینہ طیبہ میں بھی کچھ لوگ ہیں جو ان تمام باتوں میں ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ کیسے؟ جبکہ وہ تو ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ فرمایا، انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

(سنن کبریٰ للبیہقی جلد ۹، ص ۲۴، کتاب السیر)

اچھی صورتیں اور سیرت

حکیم الامت حضرت سیدنا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یعنی تمہاری اچھی صورتیں جب سیرت سے خالی ہوں ظاہر باطن سے خالی ہوں، مال خیرات و صدقات سے خالی ہوں تو رب تعالیٰ اسے نظر رحمت سے نہیں دیکھتا۔ اے مسلمانوں صورت بھی اچھی بناؤ سیرت بھی اچھی لہذا حدیث کا مطلب یہ نہیں اعمال، جیسے کرنا اور صورت بھگو ان داس کی ہی بناؤ، یا مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ فقط صورت نہیں دیکھتا سیرت بھی دیکھتا ہے اور اس حدیث میں دیکھنے سے مراد کرم و محبت سے دیکھنا ہے، مطلب وہ ہی ہے کہ تمہارے دلوں عملوں کو بھی دیکھتا ہے۔ خیال رہے کہ کوئی شریف آدمی گندے برتن میں اچھا کھانا نہیں کھاتا، رب تعالیٰ صورت بگاڑنے والوں کے اچھے اعمال سے بھی خوش نہیں ہوتا

من تشبه بقوم فهو منهم۔ (مرآة الناجح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۷، ص ۱۵۵، مطبوعہ مکتبۃ القرآن)

حکیم الامت حضرت سیدنا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت اسلامی زندگی میں مزید فرماتے ہیں: ہم مسلمانوں کے وہ عذر بھی پیش کر دیں جو کہ وہ بیان کرتے ہیں (نیک عمل نہ کرنے پر) اور جس سے اپنی مجبوریوں کا اظہار کرتے ہیں۔ خدا دل کو دیکھتا ہے۔ شکل کو نہیں دیکھتا، دل صاف چاہے حدیث میں ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ بَلْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے نہیں بلکہ تمہارے دل دیکھتا ہے۔) یہ عذر پڑھے لکھے مسلمان کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة۔۔۔۔۔ الخ، باب تحریم ظلم المسلم۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۵۶۳، ص ۱۳۸)

جواب: اچھا صاحب اگر ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں دل کا اعتبار ہے تو آپ میرے گھر کھانا کھاؤ یا شربت پیو اور میں نہایت عمدہ بادام کا شربت یا عمدہ بریانی کھلاؤں پلاؤں مگر گلاس یا رکابی میں اوپر کی طرف خوب اچھی گندگی پلیدی لگا دوں۔ آپ اس برتن میں کھا لو گے؟ ہرگز نہیں کیوں جناب! برتن کا کیا اعتبار؟ اس کے اندر کی چیز تو اچھی ہے جب تم بُرے برتن میں اچھی غذا نہیں کھاتے پیتے رب تعالیٰ تمہاری بُری صورتوں کیساتھ اچھے اعمال کیونکر قبول فرمائیگا۔ اگر قرآن شریف پڑھو تو لطف جب ہے کہ منہ میں قرآن شریف ہو۔ اور صورت پر اس کا عمل ہوا اگر تمہارے منہ قرآن ہے اور صورت قرآن شریف کے خلاف تو گویا اپنے عمل سے تم خود جھوٹے ہو۔ بادشاہ کے آنے کیلئے گھر اور گھر کا دروازہ دونوں صاف کرو کیونکہ بادشاہ دروازے سے آوے گا اور گھر میں بیٹھے گا اسی طرح قرآن شریف کیلئے دل اور صورت دونوں سنبھالو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ صورتوں کے ساتھ دل کو بھی دیکھتا ہے اگر اس کا وہ مطلب ہوتا جو تم سمجھتے ہو تو پھر سر پر چوٹی کان میں جینو اور پاؤں میں دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہونا چاہیے تھا، حالانکہ فقہا فرماتے ہیں کہ چوٹی رکھنا، زنا ر باندھنا کفر ہے۔

دنیا میں کفار سے مشابہت

نبی کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم سے تشبہ (یعنی مشابہت) کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ (ابوداؤد، کتاب اللباس، الحدیث ۴۰۳۱، ج ۶، ص ۲۶)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ العزت اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی جو شخص دنیا میں کفار، فسق و بدکار کے سے لباس پہنے، انکی سی شکل بنائے، کل قیامت میں ان کے ساتھ اٹھے گا اور جو متقی مسلمانوں کی سی شکل بنائے انکا لباس پہنے وہ کل قیامت میں انشاء اللہ (عزوجل) متقیوں کے زمرہ میں اٹھے گا خیال رہے کہ کسی کی سی صورت بنانا تشبہ ہے اور کسی کی سی سیرت اختیار کرنا تخلُّق ہے یہاں تشبہ فرمایا گیا ہے۔

حکایت

غرق فرعون کے دن سارے فرعونی ڈوب گئے مگر فرعون کیوں کا بہرہ و پیاچ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں عرض کی: مولیٰ یہ کیوں بچ گیا؟ فرمایا: اس نے تمہارا روپ بھرا ہوا تھا، ہم محبوب کی صورت والے کو بھی عذاب نہیں دیتے۔ (مرقات) مسلمان کو چاہیے کہ نماز و روزہ وغیرہ عبادات میں بھی اچھوں خصوصاً اچھوں سے اچھے یعنی محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی نقل کرنے کی نیت کرے۔ دل لگے یا نہ لگے شکل تو حضور کی سی بن جاتی ہے۔ ان شاء اللہ (عزوجل) اصل کی برکت سے خدا ہم نقالوں کو بھی بخش دے گا۔ (بزائۃ الناجح، ج ۶، ص ۱۰۹)

(8) وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، أَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی ایسے آدمی کی بابت سوال کیا گیا جو شجاعت کے اظہار کے لئے لڑے اور جو غیرت کے لئے لڑے یا ریاکاری کے لئے لڑے؟ ان میں سے کون اللہ کی راہ میں لڑ رہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے صرف اس لیے لڑائی کی کہ اللہ کا کلمہ ہی بلند ہو جائے تو وہ ہی اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔ (متفق علیہ)

مخرج حدیث: (صحیح بخاری باب من قاتل لعلی کلمۃ اللہ ہی العلیا ج ۲ ص ۱۱۹ رقم: ۲۸۱۰ مستدرک لدعا کم کتاب الجہاد ج ۱ ص ۱۱۸ رقم الحدیث: ۲۵۲۰ صحیح مسلم باب من قاتل لعلی کلمۃ اللہ ہی العلیا ج ۲ ص ۱۱۹ رقم: ۵۰۲۸ سنن سعید بن منصور باب ما جاء فی الریاء فی الجہاد ج ۲ ص ۲۱۸ رقم: ۲۵۲۲ صحیح ابن حبان باب فضل الجہاد ج ۲ ص ۲۹۲ رقم الحدیث: ۲۶۲۶)

شرح حدیث: اخلاص کی حقیقت

اخلاص اسے کہتے ہیں کہ تیرا ہر عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، نہ لوگوں کی تعریف و توصیف کی تجھے خواہش ہو اور نہ ہی مذمت و برائی کی پرواہ ہو۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو! کہ ریاکاری لوگوں کی (طرف سے اپنی) تعظیم و توقیر (کی خواہش رکھنے کی وجہ) سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تو تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طاقت و قدرت کے سامنے مسخر خیال کرے اور یہ گمان کر لے کہ انہیں جمادات کی طرح نفع، نقصان پہنچانے میں (سوائے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے) کوئی اختیار نہیں۔ اور جب تک ثواب نہیں کریگا، تجھے ریاکاری جیسی خطرناک اور بُری بیماری سے نجات نہیں مل سکتی۔

اخلاص کی اہمیت اور فضائل

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَمَا أَمْرُو إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ * حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ

ترجمہ کنزالایمان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نہ کسی اور پر عقیدہ لائے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔ (پ 30، سورہ 5: 3)

اور فرماتا ہے:

إِنْ تَخَفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُتَذَذُوا يَغْلِبْهُ اللَّهُ

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے۔ (پ 3، آل عمران: 29)

حضرت سیدنا سخاک بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید المہلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شریک سے پاک ہوں لہذا جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ میرے شریک کے لئے ہے۔ اے لوگو! اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف اخلاص کے ساتھ کئے جانے والے اعمال ہی کو قبول فرماتا ہے۔ (مجمع الزوائد کتاب الزہد، باب ما جاء فی الریاء، رقم ۱۷۶۵۳، ج ۱۰، ص ۳۷۹)

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، مخلصین کے لئے خوشخبری ہے کہ وہی ہدایت کے چراغ ہیں انہی کی وجہ سے آزمائش کی ہر تاریکی چھٹ جاتی ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب البعث و احوال یوم القیمہ، باب الترغیب فی الاخلاص، رقم ۵، ج ۱۰، ص ۲۳)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و تلال، صاحب بخود و نواں، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، تم سے پچھلی امتوں میں سے تین شخص سفر پر نکلے رات گزارنے کے لئے انہوں نے ایک غار میں پناہ لی، اچانک پہاڑ سے ایک چٹان گری اور اس نے غار کا دہانہ بند کر دیا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہیں اس چٹان سے صرف یہ بات نجات دلا سکتی ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرو۔

تو ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ عزوجل! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے نہ اپنے گھر والوں کو دودھ پلاتا اور نہ ہی اپنے مویشیوں کو سیراب کرتا تھا۔ ایک دن چارے کی تلاش میں مجھے بہت دیر ہو گئی اور میں ان کے سونے سے پہلے واپس نہ آ سکا تو میں نے ان کے لئے دودھ دوہا اور ان کو سوتے ہوئے پایا تو میں نے ان

سے پہلے اپنے گھر والوں کو دودھ پلانا اور مویشیوں کو سیراب کرنا پسند نہ کیا۔ چنانچہ میں برتن لے کر فجر روشن ہونے تک ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ ایک روایت میں ہے کہ میرے بچے میرے قدموں میں پھلتے رہے پھر جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے دودھ سے اپنا حصہ پیا، تو اے اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کی طلب میں کیا تھا تو ہم سے اس چٹان کی مصیبت کو دور فرما دے۔ تو وہ چٹان تھوڑی سرک گئی مگر نکلنے کا راستہ نہ بنا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے دوسرے شخص نے عرض کیا، اے اللہ عزوجل! میری ایک چچا زاد بہن تھی وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ پسند تھی۔ میں نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو وہ میرے قابو میں نہ آئی یہاں تک کہ ایک سال وہ تنگ دستی میں مبتلا ہوئی تو میرے پاس آئی تو میں نے اسے ایک سو بیس دینار تنہائی میں ملاقات کرنے کی شرط پر دیے تو وہ راضی ہو گئی۔ پھر جب میں نے اس پر قابو پالیا تو وہ کہنے لگی، میں تیرے لئے حلال نہیں، حرام کام سے باز آ جا۔ تو میں اس کے ساتھ زنا کرنے سے رک گیا۔ جب میں اس سے دور ہوا اس وقت بھی وہ سب لوگوں میں مجھے زیادہ پسند تھی اور میں نے جو سونا اسے دے دیا تھا اسی کے پاس رہنے دیا، اے اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ تو چٹان مزید سرک گئی مگر باہر نکلنے کا راستہ اب بھی نہیں بن سکا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیسرے شخص نے عرض کیا، اے اللہ عزوجل! میں نے کچھ لوگوں کو اجرت پر رکھا تھا اور ان سب کو ان کی اجرت ادا کر دی۔ مگر ایک شخص اپنی اجرت میرے پاس چھوڑ گیا تھا۔ میں نے اس کی اجرت تجارت میں لگا دی حتیٰ کہ اس کا مال کثیر ہو گیا۔ پھر وہ کچھ عرصہ بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری اجرت مجھے دے دو۔ تو میں نے اس سے کہا کہ تو یہ جو اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام دیکھ رہا ہے یہ سب تیری اجرت ہے۔ وہ کہنے لگا، اے اللہ عزوجل کے بندے! میرے ساتھ مذاق مت کر۔ تو میں نے کہا، میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا۔ تو وہ سارا مال ہانک کر لے گیا اور اس میں سے کچھ نہ چھوڑا، اے اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ تو چٹان بالکل ہٹ گئی اور وہ غار سے باہر نکل آئے۔

(مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب قصہ اصحاب الفار ثلاثہ، رقم ۴۳۷۲، ص ۶۵)

شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: مسلمانوں کا ایک گروہ جہاد کرتے ہوئے جب ایک بیابان علاقے میں پہنچے گا تو اس گروہ کے اگلے پچھلے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ان کے اگلوں، پچھلوں کو زمین میں کیسے دھنسا یا جائے گا حالانکہ ان کے ساتھ ان کے مویشی اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے؟ دافع رنج و نذل، صاحبِ بخود و نوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے اولین و آخرین کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر انہیں ان کی نیتوں پر

اٹھایا جائے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق، الحدیث: ۲۱۱۸، ص ۱۶۵)

محبوب رب العزت، محسن انسانیت عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: تعجب کی بات ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ قریش کے ایک شخص کی (ہلاکت کی) خاطر بیت اللہ شریف کا قصد کریں گے جس (یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیت اللہ شریف میں پناہ لے رکھی ہوگی لیکن جب وہ لوگ ایک بیابان میں پہنچیں گے تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ہم (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! راستے میں کبھی کچھ اور لوگ بھی تو قافلے کے ساتھ مل جاتے ہیں (تو کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گے؟) شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! ان میں مقاد مجبور بھی ہوں گے اور مسافر بھی، وہ سب یکبارگی ہلاک ہو جائیں گے اور پھر (قیامت کے دن) مختلف جگہوں سے ظاہر ہوں گے، اللہ عزوجل انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب النکاح بالہیثم، الحدیث: ۱۱۷۷، ص ۱۱۷۷)

(9) وَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ نُفَيْجِ بْنِ الْحَارِثِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا الْقَاتِلَ وَالْمَقْتُولَ فِي النَّارِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ، قَالَ: إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو بکرہ نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان تلواریں سونت کر آمنے سامنے ہوتے ہیں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! قاتل کا جہنمی ہونا تو واضح ہے لیکن مقتول کس طرح جہنمی ہے فرمایا وہ بھی اپنے مسلمان ساتھی کو قتل کرنے پر حریص تھا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری باب قول اللہ تعالیٰ "ومن احياها" ج ۲ ص ۶۱۹ رقم: ۱۸۵۵ صحیح مسلم باب اذا تواجه المسلمان بسيفيهما ج ۲ ص ۸۱۹ رقم: ۴۴۲ سنن الکبیری للبیہقی باب النهی عن القتال فی الفرقۃ ج ۲ ص ۱۰۰ رقم: ۱۰۰۰۲ سنن نسائی باب تحريم القتل ج ۲ ص ۲۱۵ رقم: ۲۵۸۵ معجم لابن عساکر ج ۲ ص ۲۱۸ رقم: ۱۰۰۵)

شرح حدیث: مسلمان کا قتل

مسلمان کا خون ناحق کرنا یہ بھی جہنم میں لے جانے والا گناہِ کبیرہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہو جانا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، پ ۵، التما: ۹۳)

قرآن مجید میں ہے کہ

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَبِدًا قَدْ قَتَلَ آدَمَ فِيهَا وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ ذَا أَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کیلئے تیار رکھا بڑا عذاب۔ (پ 5، النساء: 93)

دوسری آیت میں یہ ارشاد فرمایا کہ

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَنَكُمْ تَعْلُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔ (پ 8، الانعام: 151)

اب اس مضمون کے بارے میں چند حدیثیں بھی پڑھ لیجئے جو بہت رقت انگیز و عبرت خیز ہیں۔

حضرت ابوسعید و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مسلمان کا خون کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن سب کو منہ کے بل آوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب الدیات، باب الحکم فی الدمائی، الحدیث ۱۳۰۳، ج ۳، ص ۱۰۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) مقتول کی رگوں سے خون بہتا ہوگا اور وہ اپنے قاتل کے سر کا اگلا حصہ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے خدا عز و جل کے حضور حاضر ہوگا، اے میرے پروردگار! اس نے مجھ کو قتل کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ عرش تکبیر کر خدا عز و جل کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کریگا۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ النساء، الحدیث ۳۰۳۰، ج ۵، ص ۲۳)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گناہ کے بارے میں اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ لیکن جو شرک کی حالت میں مر گیا اور جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دیا اُن دونوں کو نہیں بخشے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب القصاص، الفصل الثانی، الحدیث: ۳۴۶۸، ج ۲، ص ۲۸۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب القصاص والملاحم، باب فی تعظیم قتل المؤمن، الحدیث: ۴۲۷۰، ج ۴، ص ۱۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک مسلمان کے قتل میں مدد کرے اگرچہ وہ ایک لفظ بول کر بھی مدد کرے تو وہ اس حال میں (قیامت کے دن) اللہ عز و جل کے دربار میں حاضر ہوگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا کہ یہ اللہ عز و جل کی رحمت سے مایوس ہو جانے والا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، باب تعظیم قتل (مسلم) ظلماء، الحدیث: ۲۶۲۰، ج ۳، ص ۲۶۲)

(10) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ وَبَيْتِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَذَلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ: لَمْ يَحْطْ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، يَقُولُونَ: اَللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَنْهَزُهُ هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَالْهَاءِ وَبِالزَّاي: أَيْ يُخْرِجُهُ وَيُنْهَضُهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر کی باجماعت نماز بازار اور گھر میں ادا کی جانے والی نماز سے بیس اور کچھ درجہ فوقیت رکھتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی اچھی طرح وضو کرے اور پھر مسجد میں صرف نماز کے ارادہ سے حاضر ہو اور اس کے اٹھنے کا سبب صرف نماز ہو اس کو مسجد میں داخل ہونے تک ہر قدم پر ایک درجہ بلندی نصیب ہوتی ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہے نماز میں ہی شمار ہوتا ہے اور تم میں جو نمازی بعد از نماز وہاں بیٹھا رہے کسی کو اذیت نہ دے۔ اے اللہ اس پر رحم فرما اے اللہ! اس کی بخشش فرما اس کی توبہ قبول فرما۔ اس وقت تک فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔ (متفق علیہ) حدیث مذکورہ کے الفاظ مسلم کے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان لفظ ”ینہزہ“ یا ”ہا اور زاء کے فتح کے ساتھ ہے اس کا معنی ہے نماز اس کو اس کے گھر سے اٹھائے۔

تخریج حدیث: (صحیح البخاری باب ما یکرہ من الخداع فی البیع ج ۱ ص ۹۹ رقم الحدیث: ۲۱۱۴ صحیح مسلم باب فضل الصلاۃ الجماعۃ وانتظار الصلاۃ ج ۱ ص ۴۹ رقم: ۱۵۲۸ السنن الکبریٰ للبیہقی باب ما جاء فی فضل المشی الی المسجد للصلاۃ ج ۱ ص ۱۱ رقم: ۱۰۱۵ مسند امام احمد بن حنبل مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۵۲ رقم: ۴۰۰۳ مصنف ابن ابی شیبہ باب من قل من النظر الصلاۃ فهو فی الصلاۃ ج ۱ ص ۲۰۲ رقم: ۴۰۰۳)

شرح حدیث: باجماعت نماز کی فضیلت

حضرت سیدنا عبید اللہ بن عمر قرظی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے ہمیشہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، مگر افسوس! ایک مرتبہ میری عشاء کی جماعت فوت ہو گئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ میرے ہاں ایک مہمان آیا، میں اس کی خاطر

مذازات (مہمان نوازی) میں لگا رہا۔ فراغت کے بعد جب مسجد پہنچا تو جماعت ہو چکی تھی۔ اب میں سوچنے لگا کہ ایسا کون سا عمل کیا جائے جس سے اس نقصان کی تلافی ہو۔ یکا یک مجھے اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان یاد آیا کہ باجماعت نماز، مفرد کی نماز پر اکیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔ اسی طرح پچیس اور ستائیس درجے فضیلت کی حدیث بھی مروی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحدیث ۶۳۵-۶۳۶، ص ۵۲، لم اجدہا حدی وشرین)

میں نے سوچا، اگر میں ستائیس مرتبہ نماز پڑھ لوں تو شاید جماعت فوت ہو جانے سے جو کمی ہوئی وہ پوری ہو جائے۔ چنانچہ، میں نے ستائیس مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر مجھے نیند نے آلیا۔ میں نے اپنے آپ کو چند گھڑ سواروں کے ساتھ دیکھا، ہم سب کہیں جا رہے تھے۔ اتنے میں ایک گھڑ سوار نے مجھ سے کہا: تم اپنے گھوڑے کو مشقت میں نہ ڈالو، بے شک تم ہم سے نہیں مل سکتے۔ میں نے کہا: میں آپ کے ساتھ کیوں نہیں مل سکتا؟ کہا: اس لئے کہ ہم نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی ہے۔ (عیون الحکایات مؤلف: امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب نولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: باجماعت نماز ادا کرنا، تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحدیث ۶۳۵، ج ۱، ص ۲۳۲)

عام روایات میں یہی ہے کہ نماز باجماعت بہ نسبت تنہا کے ۲۵ درجے زائد ہے۔ مگر بعض روایتوں میں ستائیس درجے بھی آیا ہے۔ نایک روایت میں ۳۶ درجے بھی وارد ہے۔ بعض میں ۵۰ بھی۔ علماء نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ سب میں عمدہ توجیہ یہ ہے کہ یہ نمازی اور وقت اور حالت کے اعتبار سے مختلف ہے۔

(نزعہ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۲، ص ۱۷۸)

25 مرتبہ نماز ادا کی

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد حضرت سیدنا محمد بن ساعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک سو تیس برس کی عمر پائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ دو سو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مسلسل 40 برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ کبھی تکبیر اُڑی فوت نہیں ہوئی۔ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا۔ اس دن ایک وقت کی جماعت چھوٹ گئی تو میں نے اس خیال سے کہ جماعت کی نماز کا ۲۵ گنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ اس نماز کو میں نے اکیسے ۲۵ مرتبہ پڑھا۔ پھر مجھے کچھ غنودگی آگئی۔ تو کسی نے خواب میں آکر کہا، ۲۵ نمازیں تو تم نے پڑھ لیں مگر فرشتوں کی مین کا کیا کرو گے؟ (تہذیب احمدیہ، حرف الیم، من اسمہ محمد، الرقم ۶۱۷۲، ج ۷، ص ۱۹۱)

حضرت ابو العباس عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب

(11) وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب العزت جل جلالہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیکیاں اور گناہ مقرر کر دیئے پھر ان کو واضح کر دیا تو جس نے نیکی کا ارادہ کیا پھر وہ کام نہ کیا تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کی اپنے پاس پوری نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر اس نے کار خیر کا ارادہ کیا اور پھر وہ کام کر لیا تو اس کو دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک حسب اس سے بھی بڑھ کر ثواب لکھ لیتا ہے اور اگر گناہ کا ارادہ کیا پھر نہ کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پاس پوری نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر اس کا شر کا ارادہ کیا اور پھر وہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاس صرف ایک گناہ لکھ لیتا ہے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری باب من هم بحسنة او بسینة ج ۲ ص ۶۱۱ رقم: ۶۸۹۱ صحیح مسلم باب اذا هم بحسنة كتبت ج ۱ ص ۸۲ رقم: ۲۵۵ مسند امام احمد بن حنبل مسند عبد اللہ بن عباس ج ۱ ص ۳۱۰ رقم: ۲۸۲۸ شعب الایمان فضل فیما یماز اللہ عن عبادہ ج ۱ ص ۲۹۹ رقم: ۲۲۲ جامع الاحادیث للسیوطی ان المشددة مع الهمزة ج ۲ ص ۱۰۹ رقم: ۱۱۳۵ شرح حدیث: منسرخ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی غیر خزان العرفان میں فرماتے ہیں: یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا اور یہ بھی حد و نہایت کے طریقہ پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھائے۔ ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے۔ اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب محض فضل ہے۔ یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور بدی کی اتنی ہی جزا، یہ عدل ہے۔

بندے کا ارادہ

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ ملائکہ بندہ کا ارادہ کس طرح لکھتے ہیں؟ یعنی وہ فرشتے جو نیکی بدی لکھنے پر مامور ہیں جب کسی بندہ نے نیکی یا بدی کا ارادہ کیا اور ابھی عمل نہیں کیا تو وہ ارادہ کو کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کستوری کی سی خوشبو نکلتی ہے اور وہ خوشبو سے معلوم کر لیتے ہیں کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا اور جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بدبو نکلتی ہے تو ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نے بدی کا ارادہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں یہاں ارادہ سے عزم مصمم مراد ہے۔

(تجلی المعتبرین، الباب الاول، ما بعد الذنب، ص 55، ملخصاً)

جو عزم مصمم نہ ہو وہ لکھا نہیں جاتا۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے اعمال صالحہ پہاڑوں کے برابر تھے پھر بھی وہ غراں نہیں تھے لیکن اب ارادہ حال ہے کہ عمل کچھ بھی نہیں اور اس پر غراں ہو۔ خدا کی قسم اہماری باتیں تو زاہدوں کی سی ہیں اور ہمارے کام منافقوں کے کام ہیں۔

(تہذیب المختارین، الباب الاول، ما بعد الذنب، ص 56)

گناہ کا ارادہ ترک کرنے پر نیکی ملنے کی صورت

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ عز و جل کی عطا سے کرنا کا تہین دلوں کی نیتیں بھی جان لیتے ہیں۔ اللہ عز و جل کا کتنا بڑا کرم ہے کہ نیکی کی صرف نیت کرنے پر ایک نیکی کا ثواب مل جاتا ہے اور اگر بندہ گناہ کینیت کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا حتیٰ کہ اگر گناہ کا ارادہ ترک کر دے تو اس پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ برائی کا ارادہ ترک کرنے والے کو نیکی اسی صورت میں ملتی ہے جبکہ خوف خدا کی وجہ سے ایسا کرے اگر کسی مجبوری کے تحت گناہ سے باز رہا تو اس کو نیکی نہیں ملی گی۔ (ماخوذ از تفہیم البخاری ج 9 ص 782)

صدر الشریعہ، ہدایہ الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکتبہ المدینہ کی مطبوعہ بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 258 پر فرماتے ہیں: معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں نعیم اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے، جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے، نہیں کرنا چاہیے۔ احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کر لیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔

(عالمگیری ج 5 ص 352)

جب فرشتوں کا یہ مقام ہے تو آقا کی کیا شان ہوگی!

جب کرنا کا تہین کو دل کی باتوں کا حال معلوم ہو جاتا ہے تو ان فرشتوں کی ساری کائنات کے والی سرکار عالی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی کے دل کی بات کیسے چھپی رہ سکتی ہے! میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

سر عرش پر ہے تری گز ردل فرش پر ہے تری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(حدائق بخشش شریف)

حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم سے پہلے کسی

امت کے تین آدمی سفر پر تھے رات آرام کے لئے غار

(12) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنِّ تَلَقَى ثَلَاثَةٌ

نَفَرٍ مِّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتَّىٰ أَوْاهُمُ الْمَبِيتُ إِلَىٰ غَارٍ

فَدَخَلُوهُ فَأَتَحَدَّثَ صَخْرَةً مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ
عَلَيْهِمُ الْغَارُ. فَقَالُوا: إِنَّهُ لَا يُنَجِّيكُمْ مِنْ هَذِهِ
الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللَّهَ تَعَالَى بِصَاحِ
أَعْمَالِكُمْ. قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اللَّهُمَّ كَانَتْ لِي أَهْوَانِ
شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَكُنْتُ لَا أَغِيثُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا
وَلَا مَالًا، فَتَنَّى فِي ظَلَمِ الشَّجَرِ يَوْمًا فَلَمِ أَرَخَ
عَلَيْهِمَا حَتَّى تَأْمَا، فَخَلَبْتُ لَهُمَا غُبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا
تَلَمَذْنِي، فَكَرِهْتُ أَنْ أَوْقِظَهُمَا وَأَنْ أَغِيثُ قَبْلَهُمَا
أَهْلًا أَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ
اسْتِيقَاطَهُمَا حَتَّى يَرِقَ الْفَجْرُ وَالصَّبِيَّةُ
يَتَضَاغُونَ عِنْدَ قَدَمِي، فَاسْتَيْقَظَا فَكَبَّرَا
غُبُوقَهُمَا. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ
وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ
فَأَنْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ
مِنْهُ. قَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةٌ عَمِي،
كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ - وَفِي رِوَايَةٍ: كُنْتُ أُحِبُّهَا
كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ - فَأَرَدْتُهَا عَلَى
نَفْسِهَا فَأَمْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى الْكَثَّ بِهَا سَنَةً مِنَ
السَّيْلِينِ فَجَاءَ ثَنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِئَةً دِينَارٍ
عَلَى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ، حَتَّى إِذَا
قَدَرْتُ عَلَيْهَا - وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ
رَجُلَيْنِ، قَالَتْ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفُضَّ الْحَائِمَ إِلَّا بِحَقِّهِ
، فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ
الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ
ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ.

میں داخل ہوئے پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر لی اور
غار کا منہ بند ہو گیا انھوں نے آپس میں کہا کہ ان کو اس
چٹان سے صرف اسی صورت میں نجات مل سکتی ہے کہ وہ
اپنے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں دعا کریں چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا یا اللہ
میرے والدین بہت بوڑھے تھے میں ان سے پہلے
اپنی اولاد اور خدام کسی کو دودھ نہ پلاتا تھا (میں بکریاں
چراتا تھا) ایک (دن ہتوں کے لئے) درختوں کی تلاش
میں بہت دور نکل گیا میں ان کے سونے کے بعد ہی شام
کو واپس پلٹا میں دودھ دھو کر ان کے پاس لایا اور وہ
سوئے ہوئے تھے مجھے ان کو جگانا گوار ہوا اور ان سے
پہلے اہل و عیال اور خدام کو دودھ دینا بھی گوارا نہ ہوا تو
میں دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لیے ان کے بیدار ہونے
کا منتظر رہا۔ یہاں تک کہ فجر ہو گئی حالانکہ بچے میرے
قدموں میں چیختے چلاتے رہے حتیٰ کہ فجر طلوع ہوئی اور وہ
بیدار ہوئے انھوں نے اپنا شام والا دودھ کا حصہ نوش کر
لیا یا اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے لئے کیا
تو اس چٹان والی مصیبت سے ہمیں نجات عطا فرما اس
دعا پر چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن اس سے نکلنا ممکن نہ
تھا دوسرے نے کہا: یا اللہ! میری چچا زاد بہن تھی وہ میری
بہت جہیتی تھی اور دوسری روایت میں ہے وہ مجھے اتنی
محبوب تھی جتنی محبوب کوئی عورت کسی مرد کے لئے ہو سکتی
ہے میں نے اس سے اپنے ارادہ کا اظہار کیا اس نے
میری مراد کو پورا نہ کیا تا آنکہ ایک قحط والا سال آیا وہ
میرے پاس اپنی احتیاج کو لے کر آئی تو میں نے اسے

فَانْفَرَجَتِ الصُّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ
الْخُرُوجَ مِنْهَا. وَقَالَ الثَّالِثُ: اَللّٰهُمَّ اسْتَأْجِرْتُ
أَجْرَاءَ وَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ
الَّذِي لَهُ وَكُفَّ عَنْهُ فَشَرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ
الْأَمْوَالُ فَجَاءَنِي بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اذْهَبْ إِلَى
أَجْرِي فَقُلْتُ: كُلُّ مَا كَرَى مِنْ أَجْرِكَ: مِنَ الْإِبِلِ
وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالزَّقِيقِ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا
تَسْتَهْزِئْ بِي! فَقُلْتُ: لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهُ كُلَّهُ
فَأَسْتَأْجِرُهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا. اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ
فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَأَفْرُجْ عَنَّا مَا كُنْ
فِيهِ. فَانْفَرَجَتِ الصُّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْسُحُونَ مُتَّفِقِينَ
عَلَيْهِ.

ایک سوئس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ مجھے اپنے آپ
پر قدرت دے اس نے تسلیم کیا جب میں اس پر قادر
ہو گیا ایک اور روایت میں ہے جب میں اس کے دونوں
پاؤں کے درمیان بیٹھا تو بولی اللہ سے ڈرو اور مہر کو ناحق
نہ توڑ میں شدت و محبت خواہش کے باوجود اس سے پھر
آیا اور دیا ہوا سونا اسی کے پاس چھوڑ دیا۔ اے اللہ!
اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا تو ہم کو اس
معصیت سے نجات عطا فرما تو چٹان اور ہٹ گئی لیکن وہ
اس سے (اب بھی) نکل نہ سکتے تھے تیسرے نے کہا:
اے اللہ! میں نے کچھ مزدور رکھے سب کو میں نے ان کی
طے شدہ مزدوری دے دی لیکن ایک مزدور اپنی اجرت
لیے بغیر چلا گیا میں نے اس کی مزدوری کا کاروبار کیا اس
سے بکثرت مال جمع ہو گئے وہ ایک مدت کے بعد آیا اور
کہنے لگا اے اللہ! کے بندے میری اجرت مجھے ادا کر
میں کہا جو کچھ اونٹ گائے بکریاں اور غلام نظر آ رہے
ہیں یہ سب تیری اجرت ہے اس نے کہا: اے اللہ! کے
بندے مجھ سے مذاق نہ کر میں نے اپنی سنجیدگی کا اظہار
کیا تو وہ سب کچھ ہانک کر لے گیا اور اس سے کچھ بھی باقی
نہ چھوڑا اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لئے
کیا تو ہم کو اس مشکل سے خلاصی عطا فرما پس فوراً چٹان
ہٹ گئی اور تینوں چٹان سے نکل کر چلنے لگے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری: باب من استأجرا أجورا فترك الاجور اجرة ج: ص ۹۰، رقم: ۲۲۴۲ صحیح مسلم: باب قصہ اصحاب الغار الثلاثة والتوسل بصالح الاعمال ج ۲ ص ۳۹، رقم: ۵۱۴۴ مسند احمد بن حنبل: مسند عبد اللہ بن عمر ج ۲ ص ۱۱۱ رقم الحدیث: ۵۱۴۳ مسند الشامیہ للطبرانی حدیث شعیب عن الزہری عن سالم ج ۲ ص ۲۱۸ رقم: ۲۱۴۹ مجمع الزوائد للہیثمی: باب منه فی البر ج ۸ ص ۲۶۰ رقم: ۲۳۱۱)

شرح حدیث: وسیلہ

عزیزان ملت قبل اس کے کہ یہ بتایا جائے کہ وسیلہ کی شریعت مطہرہ میں کیا حقیقت ہے ضروری خیال کرتا ہوں کہ لفظ وسیلہ کی تشریح کر دی جائے۔ وسیلہ مصدر ہے باب ضرب۔ ضرب سے تقرب حاصل کرنے کے معنی میں اور وسیلہ کے لغوی معنی مرتبہ۔ درجہ۔ سبب۔ تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہیں (ملاحظہ ہو مصباح اللغات۔ قاموس۔ لسان العرب)

وسیلہ کے معنی

وسیلہ کے شرعی معنی اطاعت الہی اعمال صالح سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پارہ ۴)۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرتے رہو اور اس کی راہ میں جہاد کیا کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے باتفاق یہی فرمایا ہے کہ حقیقت میں آدمی کا وسیلہ اس کے نیک اعمال ہیں۔ نیک عمل اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

وسیلہ کیا ہے؟

چنانچہ تفسیر جامع البیان میں

الْوَسِيلَةُ أَيْ الْقُرْبَةُ بِطَاعَتِهِ

یعنی وسیلہ سے مراد عبادت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی قربت تلاش کرنا ہے اور تفسیر جلالین میں ہے:

الْوَسِيلَةُ مَا يُقَرَّبُكُمْ إِلَيْهِ مِنْ طَاعَتِهِ

یعنی اس کے تقرب کا وسیلہ وہ اطاعت ہے جو اللہ کے نزدیک کرے۔

تفسیر خازن میں ہے:

الْوَسِيلَةُ يَعْني أُلْطَهُوا إِلَيْهِ الْقُرْبُ بِطَاعَتِهِ وَالْعَمَلِ بِمَا يُؤْتِي

یعنی وسیلہ سے مراد ہے کہ بذریعہ عبادت اور نیک کاموں کے اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو۔

امام الدنیا فی تفسیر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

وسیلہ اللہ تعالیٰ کی قربت کا نام ہے اس میں کسی مفسر کو اختلاف نہیں۔

اور تفسیر مدارک میں ہے:

الْوَسِيلَةُ هِيَ كُلُّ مَا يَتَوَكَّلُ بِهِ أَحَدٌ عَلَى اللَّهِ لِيَقْرَبَهُ مِنْ قَرَابَتِهِ

یعنی وسیلہ اس کام کو کہتے ہیں جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی وقت شفا دی کہ ابھی وہ وہاں سے ہٹے بھی نہیں تھے اور بخاری میں ہے سیدنا انس سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک دفعہ قحط پڑا۔ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے اسی حالت میں ایک دیہاتی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ موسیٰ ہلاک ہو گئے۔ لوگ بھوکے مر گئے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگئے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو اسی وقت بارش شروع ہو گئی اور آئندہ جمعہ تک ہوتی رہی پھر دوسرے جمعہ میں مکانوں کے گرنے کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی جس سے بارش رک گئی۔

زندہ غریب مہاجرین سے دعا کرانا:

ان روایتوں سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ زندہ نیک انسان سے دعا کرنا مسنون امر ہے اور نبی کریم ﷺ کے متعلق صحیح روایتوں میں آیا ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَفْتِي الْمُهَاجِرِينَ

یعنی نبی کریم ﷺ خود غریب مہاجرین سے فتوح اسلام کی دعا کروایا کرتے تھے۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يَطْلُبُ الْفَتْحَ وَالنُّصْرَةَ عَلَى الْكُفَّارِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى

یعنی آنحضرت ﷺ بھی غرباء کی دعا کو فتح اسلام کا وسیلہ ٹھہراتے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دعا کرانا:

نیز حدیث میں ہے کہ جب جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے کر فرمایا

لَا يَأْخُذُ مِنْ دُعَائِكَ

اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا سے فراموش نہ کرنا۔

اویس قرنی رحمہ اللہ سے دعا کرانا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا کہ تم اویس قرنی رحمہ اللہ سے دعا کرانا چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اویس قرنی رحمہ اللہ سے دعا کروائی۔ (ابن جریر)

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعْفَائِهَا يَدْعُوهُمْ

اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اس امت کے غریبوں کی دعا سے۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی سے دعا کروانا جائز ہے اور فاضل مفضل سے بھی دعا

کروا سکتا ہے۔

ولادت سے قبل تو شل

حضرت سیدنا ابو محمد کی اور حضرت سیدنا ابواللیث سمرقندی رحمہما اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں: جب حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا تو آپ علیہ السلام نے عرض کی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ بحق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری لغزش معاف فرما اور میری توبہ قبول فرما۔ تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے استفسار فرمایا: اے آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! تجھے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان کیسے حاصل ہوئی؟ عرض کی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے اپنا سر تیرے عرش کی جانب اٹھایا تو اس پر یہ لکھا ہوا پایا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ تو میں نے جان لیا کہ تیرے نزدیک اس ہستی سے بڑھ کر قدر و منزلت والا کوئی نہیں، پس میں نے تیری بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کیا۔ جب حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اپنے حبیب کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کی لغزش معاف فرمادی۔

(المصدرک، کتاب آیات رسول اللہ، باب استغفار آدم علیہ السلام، الحدیث ۴۲۸۶، ج ۳، ص ۵۱۷، بغیر)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب کسی مسئلہ کا حل میرے لئے مشکل ہو جاتا تھا تو میں بغداد جا کر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے پاس آکر اپنے اور خدا کے درمیان امام ممدوح کی مبارک قبر کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتا تھا تو میری مراد برآتی تھی اور مسئلہ حل ہو جایا کرتا تھا۔

(الخیرات الحسان، الفصل الخامس والثلاثون فی ما دہب ما تمہد فی ممانہ الخ ص ۲۳۰)

امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا وسیلہ

اپنے زمانے میں حنابلہ (یعنی فقہ حنبلی کے پیروکاروں) کے شیخ امام خلیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے جب بھی کوئی معاملہ درپیش ہوتا ہے، میں امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے مزار پر حاضر ہو کر آپ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری مشکل کو آسان کر کے میری مراد مجھے عطا فرمادیتا ہے۔

(تاریخ بغداد، باب ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصۃ بالعلماء والزمجہ، ج ۱، ص ۱۳۳)

توبہ کے بیان میں

2- بَابُ التَّوْبَةِ

علماء نے فرمایا: ہر گناہ سے توبہ واجب و ضروری ہے اگر گناہ کا کو صرف حقوق اللہ سے ہے حقوق العباد سے نہیں تو صحت توبہ کے لئے تین شرائط ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ، فَإِنْ كَانَتْ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى لَا تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ آدَمِي فَهِيَ ثَلَاثَةٌ شُرُوطُ:

أَخَذَهَا: أَنْ يُقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ

وَالثَّانِي: أَنْ يَنْدَمَ عَلَى لَغْوِهَا

وَالثَّالِثُ: أَنْ يَغْزِمَ أَنْ لَا يَعُودَ إِلَيْهَا أَبَدًا.

فَإِنْ فَعِدَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهُ.

وَأِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِأَدَمِي فَلَمْ يَرْوُطْهَا

أَرْبَعَةً: هَذِهِ الثَّلَاثَةُ. وَأَنْ يَكْزِمَ مَنْ حَقَّ صَاحِبُهَا.

فَإِنْ كَانَتْ مَالًا أَوْ نَعُودَ رَدِّهِ إِلَيْهِ. وَإِنْ كَانَتْ حَدًّا

قَذِبَ وَنَعُودَ مَكْتَنَهُ مِنْهُ أَوْ طَلَبَ عَفْوَهُ. وَإِنْ كَانَتْ

غَيْبَةً أَسْتَعْلَهُ مِنْهَا. وَيَجِبُ أَنْ يَتُوبَ مِنْ جَمِيعِ

الذُّنُوبِ. فَإِنْ تَابَ مِنْ بَعْضِهَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ عِنْدَ

أَهْلِ الْحَقِّ مِنْ ذَلِكَ الذَّنْبِ وَبَقِيَ عَلَيْهِ الْبَاقِي. وَقَدْ

تَطَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. وَاجْتِمَاعُ

الْأُمَّةِ عَلَى وَجُوبِ التَّوْبَةِ.

(1) گناہ سے ہٹ جائے۔

(2) اپنے کیے پر شرمندہ ہو۔

(3) گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ کرے اور کوئی

ایک شرط موجود نہ ہوگی تو توبہ درست نہ ہوگی۔

اور اگر گناہ کا کوئی حقوق العباد سے ہو تو چار شرائط

ہیں تین جو مذکورہ ہیں اور چوتھی شرط یہ ہے کہ حق والے

کے حق سے بری الذمہ ہو جائے تفصیل یہ کہ وہ حق مال

وغیرہ سے متعلق ہے تو وہ واپس کرے اور اگر تہمت گناہ

وغیرہ لگانے سے متعلق ہے تو اپنے آپ کو حد کے لئے

پیش کرے یا اس سے معافی مانگے اور اگر غیبت وغیرہ ہو

تو پھر بھی معافی مانگے۔ تمام گناہوں سے توبہ لازم ہے

لیکن اگر جزوی طور پر بعض گناہوں سے توبہ کرے تو

صحت توبہ میں اختلاف ہے اہل حق کے نزدیک اس قدر

تک درست ہے اور باقی پر توبہ لازم ہے وہ توبہ تک

بندے کے ذمہ میں رہیں گے وجوب توبہ پر کتاب

وسنت اور اجتماع امت کے دلائل بکثرت ہیں۔

اور اللہ کی طرف توبہ کر دے مسلمانوں سب کے

سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ

کرو۔

اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے

کو نصیحت ہو جائے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا آيَةً

الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) (النور: 31)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا

إِلَيْهِ) (مرد: 3).

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا

إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا) (التحریم: 8).

مفسر شہیر، خلیفہ الملی حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن اعراف میں

اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی توبہ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی

طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور دوسرے

اصحاب نے فرمایا تو یہ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔

یاد رکھئے کہ ٹھنڈی آہیں بھرنے .. یا .. اپنے گالوں پر چپت مارنے .. یا .. اپنے ناک اور کانوں کو ہاتھ لگانے .. یا .. اپنی زبان دانتوں تلے دبالینے .. یا .. سر ہلاتے ہوئے توبہ، توبہ، توبہ کی گردان کرنے کا نام توبہ نہیں ہے بلکہ سچی توبہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ کسی گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان کر اس پر نادم ہوتے ہوئے رب سے معافی طلب کرے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے، اس گناہ کے ازالہ کے لئے کوشش کرے، یعنی نماز قضا کی تھی تو اب ادا بھی کرے، چوری کی تھی یا رشوت لی تھی تو بعد توبہ وہ مال اصل مالک یا اس کے ورثاء کو واپس کرے یا معاف کروالے اور ان دونوں (یعنی اصل مالک یا ورثاء) کے نہ ملنے کی صورت میں اصل مالک کی طرف سے راہِ خدا میں صدقہ کر دے۔ علیٰ ہذا القیاس!

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، نصف اول، ص ۹۷)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن کئی توبہ کرنے والے ایسے ہوں گے جن کو گمان ہوگا کہ وہ توبہ کرنے والے ہیں، حالانکہ وہ توبہ کرنے والے نہیں ہیں۔ یعنی توبہ کا طریقہ اختیار نہیں کیا، ندامت نہیں ہوئی، گناہوں سے رک جانے کا عزم نہیں کیا، جن پر ظلم کیا ہے ان سے معاف نہیں کرایا اور نہ ان کو حق دیا بشرطیکہ ممکن تھا، البتہ جس نے کوشش کی اور ناکامی کی صورت میں اہل حقوق کے لیے استغفار کیا، تو امید ہے کہ اللہ عز و جل اہل حقوق کو راضی کر کے اسے چھڑالے گا۔

توبہ کی شرائط

شرح فقہ اکبر میں ہے: مشائخ عظام نے فرمایا کہ توبہ کے تین ارکان ہیں۔ (۱) ماضی پر ندامت۔ (۲) حال میں اس گناہ کو چھوڑ دینا۔ (۳) اور مستقبل میں اس کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ۔ یہ شرائط اس وقت ہوں گی کہ جب یہ توبہ ایسے گناہوں سے ہو کہ جو توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوں جیسے شراب پینا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی پر توبہ کی ہے جیسے نماز، روزے اور زکوٰۃ تو ان کی توبہ یہ ہے کہ اول ان میں کمی پر نادم و شرمندہ ہو پھر اس بات کا پکا ارادہ کرے کہ آئندہ انہیں فوت نہ کریگا اگرچہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے کے ساتھ ہو پھر تمام فوت شدہ کو قضا کرے۔

اور اگر توبہ ان گناہوں پر تھی کہ جن کا تعلق بندوں سے ہے، پس اگر وہ توبہ مظالم اموال سے تھی تو یہ توبہ ان چیزوں کے ساتھ ساتھ کہ جن کو ہم حقوق اللہ میں پہلے بیان کر چکے ہیں، مال کی ذمہ داری سے نکلنے اور مظلوم کو راضی کرنے پر موقوف ہوگی، اس صورت کے ساتھ کہ یا تو ان سے اس مال کو حلال کروالے (یعنی معاف کروالے) یا انہیں لوٹا دے، یا

(اگر وہ نہ ہوں تو) انہیں (دے کہ) جو ان کے قائم مقام ہوں جیسے وکیل یا وارث وغیرہ۔

(13) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم میں ہر دن اللہ تعالیٰ سے ستر سے زیادہ مرتبہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (الی لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم) الحديث صحيح البخاري، باب استغفار النبي صلى الله عليه وسلم في اليوم، ج ۱، ص ۱۰۰، رقم: ۶۲۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذكر في الاستغفار، ج ۱، ص ۵۹، رقم: ۲۳۶۲، سنن ابن ماجہ، باب الاستغفار، ج ۲، ص ۱۱۸، رقم الحديث: ۳۸۱۵، صحيح ابن حبان، باب الادعية، ج ۱، ص ۳۱۶، رقم: ۱۱۲۵، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۳۳۱، رقم: ۸۷۴۴.

شرح حدیث: توبہ واستغفار

توبہ واستغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے، اسی لیے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر عامل تھے یا یہ عمل ہم گناہگاروں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کر کے توبہ کرتے ہیں۔

زاہداں از گناہ توبہ کنند عارقال از عبادت استغفار (مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۵۳)

حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی نوجوان گناہوں کی وجہ سے روتا ہے اور اپنے مالک و محبوب حقیقی عز و جل کی بارگاہ میں خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے: یا اللہ عز و جل! میں نے برائی کی۔ تو اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے: میں نے پردہ پوشی کی۔ پھر عرض کرتا ہے: میں نادم ہوں۔ جواب ملتا ہے: میں جانتا ہوں۔ پھر عرض کرتا ہے: میں توبہ کرتا ہوں۔ جواب آتا ہے: میں قبول کرتا ہوں، اے نوجوان! جب تو توبہ کر کے توڑ ڈالے تو ہماری طرف رجوع کرنے سے حیاء کرنا، اور جب دوسری مرتبہ توبہ توڑ دے تو تیسری مرتبہ ہماری بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرمندگی تجھے نہ روکے، اور جب تیسری مرتبہ توڑ دے تو چوتھی مرتبہ بھی ہماری بارگاہ میں لوٹ آنا، (کیونکہ) میں ایسا جؤاد ہوں جو بخل نہیں کرتا، میں ایسا حمیم ہوں جو جلد بازی نہیں کرتا، میں ہی نافرمان کی پردہ پوشی کرتا اور تائبین کی توبہ قبول کرتا ہوں، میں خطائیں معاف کرتا، ندامت کرنے والوں پر سب سے زیادہ رحم کرتا ہوں کیونکہ میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ کون ہے جو ہمارے دروازے پر آیا اور ہم نے اسے خالی دایس لوٹا دیا؟ کون ہے جس نے ہماری جناب میں التجا کی اور ہم نے اسے دھتکار دیا؟ کون ہے جس نے ہم سے توبہ کی اور ہم نے قبول نہ کی؟ کون ہے جس نے ہم سے مانگا اور ہم نے عطا نہ کیا؟ کون ہے جس

نے گناہوں سے معافی چاہی اور ہم نے اُسے دھتکار دیا؟ کیونکہ میں سب سے بڑھ کر خطاؤں کو بخشنے والا، سب سے بڑھ کر عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والا، سب سے بڑھ کر مصیبت زدوں کی مدد کرنے والا، گریہ و زاری کرنے والے پر سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ غنیوں کی خبر رکھتا ہوں۔ اے میرے بندے! میرے در پہ کھڑا ہو جا میں تیرا نام اپنے دوستوں میں لکھ دوں گا، سحری میں میرے کلام سے لطف اندوز ہو میں تجھے اپنے طلب گاروں میں شامل کر دوں گا، میری بارگاہ میں حاضری سے لذت حاصل کر میں تجھے لذیذ (پاکیزہ) شراب پلاؤں گا، غیروں کو چھوڑ دے، فقر کو لازم پکڑ لے، سحری کے وقت عاجزی و انکساری کی زبان کے ساتھ مناجات کر۔

(الزواجر المأثومين في النواصيح والبرق الخائب خريز غنم رزق الله تعالى عليه أنشؤ في ٨١٠ هـ)

(14) وَعَنِ الْأَعْرَبِيِّ بْنِ يَسَارٍ الْمُرَزِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، تَوُوبُوا إِلَى اللَّهِ وَاسْتَغْفِرُوا، فَإِنَّ أَثْوَبَ فِي الْيَوْمِ مِثْقَلُ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت اعر بن یسار مرزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ و استغفار کرو پس بے شک میں ایک دن میں سو مرتبہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔

(4)

تخرج حديث: (صحيح مسلم: باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه: ج ٢ ص ٤١، رقم: ٤٠٣٢، سنن الكبيري للنسائي: باب كم يستغفر في اليوم ويتوب: ج ٦ ص ١١٦، رقم: ١٠٢٤٨، مسند امام احمد بن حنبل: حديث رجل من المهاجرين ج ٦ ص ٢٦١، رقم: ١٨٣٢٠، مصنف ابن ابي شيبة: باب ما ذكر في الاستغفار: ج ٦ ص ٥٤، رقم: ٢٦٧٢٨، شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة للالكافي: باب ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم في تقديم التوبة عن المعاصي: ج ١ ص ٥٢٦، رقم: ١٥٦٨) ٤

شرح حدیث: سب تو بہ کرو

اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کی طرف توبہ کرو سب کے سب۔ (پ 18، النور: 31)

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ توبہ کرنا تمام لوگوں پر واجب ہے یہ اس لئے کہ کوئی بھی انسان اعضاء یا خیالات کے گنہ گاروں سے خالی نہیں ہوتا اور اس کی کم از کم صورت اللہ عز و جل کی ذات سے غافل ہونا یا اس سے توجہ کا ہٹ جانا یا کم ہو جانا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین رحمہم اللہ البین کی یہ شان ہے کہ وہ اس سے بھی توبہ کرتے ہیں۔

ذل کو محبت الہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معذور کرنے کی جدوجہد ہر مسلمان کی اولین ترجیح ہونا چاہیے۔
محبت کے راستے پر چننے کی ابتدا توبہ سے ہوتی ہے۔ سابقہ گناہوں کا اعتراف کر کے گریہ و زاری اور ندامت و شرمندگی سے
اللہ سے معافی مانگنا اور گناہوں سے ہمیشہ کیلئے برات کرنا توبہ ہے۔ اللہ کے حضور عام مسلمان کا اعتراف گناہ کرنا توبہ کہلاتا

ہے، جبکہ اولیاء کرام اور انبیاء کرام کی توبہ اللہ سے اظہارِ محبت ہے۔ نظر آنے والے گناہوں کا علاج نظر آنے والے نیک اعمال سے کیا جاتا ہے۔ رات کی تاریکی میں مصلے سے دوستی لگا کر اللہ سے معافی مانگنا اور گریہ و زاری کرنا ہی برے اعمال سے چھٹکارے کی سبیل ہے۔

دعائے سید الاستغفار اور اس کی فضیلت

دعائے سید الاستغفار میں مشغول رہنا چاہیے اور وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَقْطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔
یعنی اے اللہ عز و جل! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک ہو سکا تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تیری عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میری مغفرت فرما، گناہوں کو بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔

اس کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص ان کلمات کو شام کے وقت پڑھے پھر اسی رات مرجائے تو جنت میں جائے گا اور صبح کو پڑھے پھر اسی دن مرجائے تو جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا اصبح، الحدیث ۶۳۲۳، ص ۵۳۲)

(15) وَعَنْ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

الأنصاري خادِمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدٍ كُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ مُتَفَقٍّ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ: اللَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ حِينَ يَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدٍ كُمْ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ. فَأَنْفَلَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَأَيْسَ مِنْهَا. فَأَتَى شَجَرَةً فَاصْطَبَعَ فِي ظِلِّهَا وَقَدْ آيَسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ. فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهُ. فَاَخَذَ بِخَطَامِهَا. ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَجِ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ! اَخْطَا

حضرت ابو حمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا جتنا بندہ جس نے جنگل میں اپنا اونٹ گم ہونے کے بعد پالیا۔ (متفق علیہ) اور مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ آدمی جس سے صحرا میں سواری کا جانور کھانے پینے کے سامان کے ساتھ گم ہو جائے وہ اس کی بازیابی سے مایوس ہو کر کسی درخت کے سایہ میں لیٹ جائے اسی دوران اچانک اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہو یہ اس کی مہار تھام لے پھر خوشی کے شدت جذبات میں کہہ اٹھے

من شدّة الفرج . اے اللہ! تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں خوشی کے

جوش میں غلط بیانی کر گیا (اور اسے پتہ بھی نہ چلا۔)

اللہ تعالیٰ کی محبت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے کہ وہ گناہ کے بعد اس سے معافی مانگیں تو وہ معاف کر دیتا ہے اور پھر ایسے لوگوں سے پیار بھی کرنے لگ جاتا ہے کہ انہوں نے گناہ ترک کر کے میری طرف رجوع کیا ہے۔ اب ذرا غور کریں کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے تو وہ کتنا خوش نصیب ہوگا کہ کائنات کی سب سے بڑی طاقت اس سے محبت کرتی ہے۔ لہذا جو انسان گناہوں میں لت پت ہوں ان کیلئے اللہ عزوجل کو خوش کرنے کا صرف توبہ کا راستہ ہے۔ جب گنہگار توبہ کریں گے تو اللہ عزوجل ان سے خوش ہوگا اور انہیں اپنی رحمتوں کے خزانوں سے دین و دنیا میں مالا مال کر دے گا۔

چنانچہ موقع کو غنیمت جان کر وقت نہیں کھونا چاہیے اور توبہ کر کے اللہ عزوجل کو راضی کر لینا چاہیے۔

معافی مانگنا تو اللہ کو پسند ہے

ایک روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں لے جائے اور ایسی قوم لائے جو گناہ کریں پھر معافی مانگیں تو اللہ انہیں بخشے۔ (مسلم)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

اس حدیث کا مقصد لوگوں کو گناہ پر دلیر کرنا نہیں بلکہ توبہ کی طرف مائل کرنا ہے یعنی اے انسانو! اگر تم بھی فرشتوں کی طرح سارے ہی معصوم بے گناہ ہوتے تو کوئی قوم ایسی پیدا کی جاتی جو غلطی و خطا سے گناہ کر لیا کرتی پھر توبہ کرتی اسے رب تعالیٰ معاف کرتا کیونکہ خلقت رب تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے اور جیسے رب کی صفت رزاق ہے ایسے ہی اس کی صفت غفار بھی ہے۔ رزاقیت کا ظہور رزق و مرزوق سے ہوتا ہے غفاریت کی جلوہ گری گناہ اور گنہگار سے ہوتی ہے۔ جو یہ حدیث دیکھ کر گناہ پر دلیر ہو اور پھر گناہ کرے تو کافر ہوا اور یہاں ذکر گناہ کا ہے نہ کہ کفر کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے گنہگار رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو بلکہ توبہ کر لے وہ غفور رحیم ہے تجھ سے گناہ کا صدور تقاضائے حکمت الہی ہے تم سے کوئی گناہ نہ ہو یہ ناممکن ہے۔ یہاں سے جانے سے مراد ہلاک کرنا نہیں ہے بلکہ انہیں آسمانوں پر پہنچا دینا، فرشتوں کے ساتھ رکھنا اور زمین پر دوسری قوم قابل گناہ کو بسا نامراد ہے۔ (برزاق المناجیح، ج ۳، ص ۵۵۲)

استغفار کے معنی

استغفار کے معنی ہیں گزشتہ گناہوں کی معافی مانگنا اور توبہ کی حقیقت ہے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر لینا یا زبان سے

گناہ نہ کرنے کا عہد استغفار ہے اور دل سے عہد توبہ۔ استغفار غفر سے بنا، بمعنی چھپانا یا چھلکا دپوست، چونکہ استغفار کی برکت سے گناہ ڈھک جاتے ہیں اس لیے اسے استغفار کہتے ہیں۔ توبہ کے معنی رجوع کرنا، اگر یہ حق تعالیٰ کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں ارادۂ عذاب سے رجوع فرمالینا اور اگر یہ بندے کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں گناہ سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، غیبت سے حضور کی طرف لوٹ جانا۔ توبہ صحیح یہ ہے کہ بندہ گزشتہ گناہوں پر توبہ کرے، آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے اور جس قدر ہو سکے اسی قدر گزشتہ گناہوں کا عوض اور بدلہ کر دے۔ نمازیں ہوں تو تہجد کرے، کسی کا قرض رہ گیا ہے تو ادا کر دے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ توبہ کا کمال یہ ہے کہ دل لذت گناہ و گناہ بھول جائے۔

حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کر لے اور دن کے وقت ہاتھ پھیلاتا ہے کہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کر لے یہ سلسلہ سورج کے مغرب سے نکلنے تک ہے۔ (مسلم)

(16) وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيئُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيئُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا رَوَاهُ مُتْسَلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب قبول التوبۃ من الذنوب ج ۲ ص ۹۱ رقم: ۱۶۵، سنن البیہقی الکبیر: باب قبول توبۃ السّاحر ج ۸ ص ۱۳۱ رقم: ۱۶۲۸۱، صحیح ابن حبان: باب ما جاء فی الصفات ج ۱ ص ۶۹ رقم: ۲۶۶، مسند امام احمد بن حنبل: حدیث ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۳۹۵ رقم: ۱۹۵۴، مسند عبد بن حمید: تنبیہ حدیث ابی موسیٰ ج ۱ ص ۱۹۷ رقم: ۵۶۲)

شرح حدیث: سب خوبیاں اللہ عزّ و جلّ کے لئے

سب خوبیاں اللہ عزّ و جلّ کے لئے ہیں جس نے تنہا مختلف اشیاء اور مخلوقات کو پیدا کیا۔ وہ جسم، تقسیم اور ہیئت و صورت سے منزہ ہے۔ شکل، مثل، جگہ اور جہت سے بہت بلند ہے۔ اعیان، الوان اور کیفیات سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ جہت اور مکان و زمان اور حرکت و سکون اور شکل و صورت وغیرہ مخلوقات کی تمام صفات و کیفیات سے پاک ہے۔

(شرح العقائد النسفیۃ، الدلیل علی کونہ تعالیٰ لیس جسم، ص ۳۸-۴۱) (المسارۃ بشرح المسایرة، الاصل السالغ انہ تعالیٰ لیس مخصا بمجہ، ص ۳۰-۳۱) قرآن پاک کی یہ آیت اور اس طرح کی دیگر آیات و احادیث سمجھنے کے لئے ہم علماء کے محتاج ہیں۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ

ترجمہ: کنز الایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔

مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیہ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس میں طالبان حق کی طلبہ مولیٰ کا بیان ہے، جنہوں نے عشق الہی پر اپنے حوائج کو قربان کر دیا۔ وہ اسی کے طلبکار ہیں، انہیں قرب و وصال کے مژدہ سے شاد کام فرمایا۔ شان نزول: ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نوید قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔ جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہے وہ اس کے دور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے قریب ہے۔ مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ دوست نزدیک تراز من بمن ست۔ ویں عجب ترکہ من از دے دورم۔

(17) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَخْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورج کے مغرب سے نکلنے سے پہلے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب استصحاب الاستغفار منه ج ۲ ص ۹۶ رقم: ۵۰۳۶، صحیح ابن حبان باب التوبة ج ۴ ص ۳۱۶ رقم الحدیث: ۶۶۹، مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۱۰۵ رقم: ۶۹۴، مسند الحارث باہالی معی تقبل التوبة ج ۱ ص ۲۴۵ رقم: ۱۰۶۵، تحائف الخيرة البهرة للوصیدی: کتاب علامات النبوة ج ۱ ص ۲۱۵ رقم: ۴۲۱۵)

شرح حدیث: دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے

حضرت سیدنا زبیر بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کے بارے میں سوال کرنے کے لئے گیا (پھر ایک حدیث مبارکہ ذکر کی، اس کے بعد فرماتے ہیں)، میں نے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں یہ حدیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی طرف کے ایک دروازے کا ذکر فرمایا: جس کی چوڑائی کی مسافت ۴۰ یا ۵۰ سال ہے۔ (اس حدیث مبارکہ کے ایک روای سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں وہ دروازہ ملک شام کی طرف ہے۔) اللہ عزوجل نے اسے اسی دن پیدا فرمایا تھا جس دن زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تھا اور جب تک سورج اس دروازے سے طلوع نہ ہو جائے، یہ توبہ کے لئے کھلا رہے گا۔ (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبة، رقم: ۳۵۳۶، ج ۵ ص ۳۱۵)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بیان فرماتے رہے یہاں تک آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مغرب کی طرف ایک دروازہ بتایا ہے جس کی چوڑائی کی مسافت ۷۰ سال ہے وہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا

جب تک سورج اس کی طرف سے طلوع نہ ہو جائے اور اس کا ذکر اللہ عزوجل کے اس فرمان میں ہے،

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا

ترجمہ کنز الایمان: جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جنت کے آٹھ دروازے ہیں، سات دروازے بند ہیں اور ایک دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ (طبرانی کبیر مسند ابن مسعود، رقم ۷۹۱۰۳، ج ۱۰، ص ۲۰۶)

مفسر شہر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

شاید یہاں توبہ سے مراد کفر سے توبہ ہے یعنی آفتاب کے پچھم سے نکلنے پر سارے کفار ایمان قبول کر لیں مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہوگا کیونکہ ایمان بالغیب نہ رہا، گناہوں سے توبہ اس وقت بھی قبول ہوگی جیسے غرہ کی حالت میں کفر سے توبہ قبول نہیں گناہوں سے توبہ قبول ہے، بعض کے ہاں حدیث اپنے اطلاق پر ہے کہ اس وقت نہ کفر سے توبہ قبول ہے نہ گناہوں سے، وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت کا ایمان قبول نہ ہونا تو قرآن کریم سے ثابت ہے اور توبہ قبول نہ ہونا حدیث سے ثابت، دونوں برحق ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! (لمعات و مرقات)

سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا یہ قیامت کی ایک بڑی نشانی ہوگی، جس سے ہر شخص کو نظر آئے گا کہ اب زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہوا چاہتا ہے اور اب قیامت کے برپا ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ اس نشانی کو دیکھ کر لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہو جائے گا مگر یہ اس عالم کی نزع کا وقت ہوگا، جس طرح نزع کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی، اسی طرح جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس قسم کی کچھ بڑی بڑی نشانیاں اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ قیامت ایک بہت ہی خوفناک چیز ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے لئے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور قیامت کے دن کی رسوائیوں اور ہولناکیوں سے اپنی پناہ میں رکھیں۔

(18) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ
الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرِغْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ:
حَدِيثٌ حَسَنٌ.

حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ عزوجل بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے۔ جب تک اس کی جان نکلی شروع نہ ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی باب فی فضل التوبۃ والاستغفار وما ذکر من رحمۃ اللہ ج ۲، ص ۵۲، رقم: ۲۵۲۷ مسند

امام احمد بن حنبل مسند عبد اللہ بن عمرو ج ۲ ص ۱۳۲ رقم الحديث: ۶۱۶۰ مسند ابن الجعد من حديث الشاميين ص ۳۸۹ رقم الحديث: ۳۲۴ الفوائد المعللة لآل زرعہ الدمشقي ص ۸ رقم الحديث: ۸۲

شرح حدیث: موت کے وقت ایمان لانا نفع مند نہیں

اہل حق کا مذہب ہے: موت کے وقت غرغری کی آواز ٹکنے کے عالم میں یا عذاب دیکھتے وقت ایمان لانا نفع مند نہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

فَلَمَّا يَكُنْ يَنْقَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاسَنَا * سُبَّتَ اللّٰهُ اَلَيْقَ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهِ * وَ خَيْرَ مُنَالِكَ الْكَفِرُؤْنَ ○

ترجمہ کنز الایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کا فرگھائے میں رہے۔ (پ 24، المؤمن: 85)

ہاں حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اس حکم سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

اَلَا تَقُوْمُ يُّوْسُفُ * لَمَّا اَمْتُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَغْنَمُهُمْ اِلٰى حِيٰثٍ ○

ترجمہ کنز الایمان: ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انہیں برتنے دیا۔ (پ 11، یونس: 98)

کیونکہ اس میں استثناء متصل ہے اور وہ عذاب دیکھ کر ایمان لائے تھے اور یہ بعض مفسرین کا قول ہے اور اس استثناء کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس قوم کے نبی کا اعزاز اور خصوصیت تھی لہذا اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

(الوزجر عن ائیراف الکتاب مؤلف فتح الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۰۱ التالی علیہ رحمۃ اللہ القوی المکونلی ۱۹۷۳ء)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

نزع کی حالت کو جب کہ موت کے فرشتے نظر آجائیں غرغری کہتے ہیں۔ اس وقت کفر سے توبہ قبول نہیں کیونکہ ایمان کے لیے ایمان بالغیب ضروری ہے اب غیب مشاہدہ میں آگیا اسی لیے ڈوبتے وقت فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی مگر گناہوں سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے اگر توبہ کا خیال آجائے اور الفاظ توبہ بن پڑیں۔ اسی لیے مرقات نے یہاں فرمایا کہ عہد سے مراد بندہ کافر ہے کہ غرغری کے وقت اس کی توبہ قبول نہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُوْبْتُ اَللّٰہُ الخ۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ملک الموت ہر مرنے والے کو نظر آتے ہیں مؤمن ہو یا کافر۔ خیال رہے کہ قبض روح پاؤں کی طرف سے شروع ہوتا ہے تاکہ بندہ کی اس حالت میں دل و زبان چلتے رہیں، گنہگار توبہ کر لیں، کہا سنا معاف کر لیں، کوئی وصیت کرنی ہو تو کر لیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ غرغری کے وقت گناہوں سے توبہ کے معنی ہیں گزشتہ گناہوں پر

شرمندہ ہو جاتا، اب آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد بیکار ہے کہ اب تو دنیا سے جا رہا ہے گناہ کا وقت ہی نہ پاسکے گا مگر یہ توبہ اس وقت کی قبول ہے کہ رب تعالیٰ غفار ہے۔

حضرت سیدنا لقمان حکیم کی نصیحت

حضرت سیدنا لقمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے بیٹے! موت ایسا معاملہ ہے کہ تم نہیں جانتے وہ کب تمہیں پہنچے، اس کے اچانک آنے سے پہلے اس کی تیاری کر لو۔

تعجب کی بات ہے کہ اگر کسی انسان کو یہ توقع ہو کہ ایک لشکری (یعنی سپاہی) آکر اسے پانچ چھڑیاں مارے گا، تو اس کی زندگی بے کیف و بے سرور ہو جائے گی، پس جب ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے پاس ملک الموت علیہ السلام آئیں گے، تو اس کی زندگی بے مزہ کیوں نہیں ہوتی۔

جاننا چاہئے! سکرات موت کی حقیقی تکلیف صرف وہی شخص جان سکتا ہے جس نے اُسے چکھا ہو اور جس نے اُسے نہیں چکھا وہ ان تکالیف پر قیاس کر کے اُسے جان سکتا ہے جو اُسے پہنچی ہوں یا مردوں کو حالت نزع میں سختی برداشت کرتے ہوئے دیکھ کر اس سے استدلال کر سکتا ہے اور قیاس کی صورت یہ ہے کہ وہ جان لے کہ ان تکالیف میں روح کو بہت کم درد ہوتا ہے اور موت وہ درد ہے جو صرف روح کو پہنچتا ہے اور اس کی تمام اعضاء میں شدت ہوتی ہے تو یہ درد کس قدر عظیم ہوگا، کیا آپ نہیں دیکھتے؟ جب آگ جسم کو جلا دے تو اس کا درد زخم سے زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ یہ روح کے تمام اجزاء کو پہنچتی ہے اور موت کی سختی میں درد کے باوجود چیخ و پکار کی آواز نہیں نکلتی، کیونکہ اس کی تکلیف دل پر غالب آ جاتی ہے اور تمام اعضاء کا احاطہ کر لیتی ہے تو اس سے ہر عضو کی قوت ختم ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ مدد طلب کرنے کی قوت بھی باقی نہیں رہتی۔

موت کی سختی عقل کو بھی ڈھانپ لیتی ہے اور پریشان کر دیتی ہے، زبان کو گونگا کر دیتی ہے اور اعضاء کو کمزور کر دیتی ہے۔ موت کے وقت انسان چاہتا ہے کہ روئے، چلائے اور مدد طلب کر کے سکون حاصل کرے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا اور اگر کچھ قوت باقی رہتی ہے تو روح کے نکلتے وقت اس کے حلق اور سینے سے غرغراہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے، اس کا رنگ بدل کر ٹیلا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اس سے مٹی کا رنگ ظاہر ہوتا ہے جو اس کی اصل فطرت ہے اور روح کو اس کی تمام رگوں سے کھینچ لیا جاتا ہے، پھر درجہ بدرجہ اس کے بدن میں موت واقع ہوتی ہے، پہلے اس کے قدم ٹھنڈے پڑتے ہیں پھر پنڈلیاں پھر رانیں۔ اور ہر عضو میں نئی سختی اور حسرت پیدا ہوتی ہے حتیٰ کہ گلے تک نوبت پہنچتی ہے اس وقت اس کی نظر دنیا والوں سے پھر جاتی ہے اور اس پر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

سرکارِ الٰہیبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ والا نشان ہے: جب تک غرغره موت کی کیفیت پیدا نہ ہو بندے کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔

(19) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا زَيْدُ، فَقُلْتُ: ابْتِغَاءُ الْعِلْمِ، فَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنَحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رَضِيَ رِجْلَاهُمَا يَطْلُبُ، فَقُلْتُ: إِنَّهُ قَدْ حَكَ فِي صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَكُنْتُ أَمْرًا قَبْلَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي ذَلِكَ شَيْئًا، قَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا - أَوْ مُسَافِرِينَ - أَنْ لَا تَنْزِعَ خِفَافَنَا وَلَا تَلَاةَ آيَاتِهِ وَلَا يَلْبِيقَهُ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَتَوْبٍ، فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوَى شَيْئًا، قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَبَيْنَا نَخْنُ عَنْدَهُ إِذَا دَاوَاهُ أَغْرَإِي بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِي: يَا مُحَمَّدُ، فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ: هَاؤُمَ، فَقُلْتُ لَهُ وَلِيْحَكَ! اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هَذَا! فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَغْضُضُ، قَالَ الْأَغْرَإِي: الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يُلْحَقْ بِهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ: فَمَا زَالَ يُخَدِّتُنَا حَتَّى ذَكَرَ بَابًا مِنَ الْمَغْرِبِ مَسِيرَةً عَرْضُهُ أَوْ يَسِيرُ الزَّاكِبُ فِي عَرْضِهِ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ عَامًا، قَالَ سُفْيَانُ أَحَدُ الرُّوَاةِ: قَبْلَ الشَّامِ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مَفْتُوحًا

حضرت زید بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں موزوں پر مسح کا مسئلہ دریافت کرنے کے لئے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے زید کیسے آتا ہوا میں نے طلب علم کی غرض بیان کی آپ نے فرمایا: فرشتے طالب علم کی طلب پر خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: پیشاب پاخانہ کرنے کے بعد موزوں پر مسح کا مسئلہ میرے لیے باعث تشویش ہے اور آپ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں میں آپ کے پاس یہ پوچھنے کے لیے آیا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں کچھ ذکر فرماتے ہوئے سنا؟ فرمایا: ہاں۔ آپ ہمیں حکم فرماتے تھے کہ جب ہم حالت سفر میں ہوں تو تین دن رات سے پہلے اپنے موزے نہ اتاریں بشرطیکہ جنابت نہ ہو اور پیشاب پاخانہ اور نیند سے طہارت حاصل کرنے کے لئے موزے اتارنے کی ضرورت نہیں پھر میں نے عرض کیا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبت کے بارے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا؟ فرمایا ہاں ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہماری موجودگی میں ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلند آواز میں پکارا اے ”محمد“ تو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے بھی اسی بچے میں فرمایا کہ میں ادھر ہوں میں نے اس دیہاتی سے کہا: تم پر افسوس ہو رہا ہے کہ تم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہو

لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ. رَوَاهُ
الترمذی وغیرہ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَوِيحٌ.

حالانکہ اس بات سے منع کیا گیا ہے (یعنی تسمیں یہاں
آواز بلند کرنے کی ضرورت نہیں) اس نے کہا: اللہ کی
قسم! میں تو آواز پست نہ کروں گا دیہاتی نے آپ
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا کہ کوئی آدمی
کسی قوم سے محبت کرتا ہے اور ان سے مل نہ سکا تو نبی
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی جس
سے محبت کرتا ہے روزِ حشر اسی کے ساتھ ہوگا پھر آپ
(رضی اللہ عنہ) ہمیں احادیث سناتے رہے یہاں تک
کہ آپ نے جانبِ مغرب ایک دروازہ کا ذکر کیا کہ اس
کی چوڑائی سوار کے لئے چالیس یا ستر سال کا فاصلہ
ہے۔ اس حدیث کے راویوں میں سے ایک سفیان ہیں
کہتے ہیں کہ وہ دروازہ ملکِ شام کی طرف ہے یہ
(حضرت سفیان کی رہائش کے اعتبار سے تھا کہ ان کی
رہائش ملکِ عراق میں تھی تو ملکِ شام ان کے مغرب
میں واقع ہے) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو آسمان اور زمین کی
پیدائش کے وقت سے کھول رکھا ہے یہ سورج کے مغرب
سے طلوع ہونے تک بند نہ ہوگا تو بہ کے لئے کھلا رہے
گا۔ اس حدیث کو امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا اور
فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی: باب فی فضل التوبة والاستغفار ج ۲ ص ۵۲۵ رقم: ۲۵۵۵ جامع الاصول لابن الابرار
الفرع الرابع فی مدة المسح ج ۴ ص ۲۲۲ رقم: ۵۲۸۵ سنن الکبیری للبیہقی: باب رخصة المسح لمن لبس الخفین ج ۱ ص ۲۸۲ رقم:
۱۳۹۰ صحیح ابن خزيمة باب الدلیل علی أن لا لبس أحد الخفین قبل غسل ج ۱ ص ۹۷ رقم: ۱۶۳ معرفة الصحابة لابی نعیم من
اسمه صفوان بن عسال المرادی ج ۲ ص ۲۲۷ رقم: ۲۲۷۹)

شرح حدیث: علم سیکھنا فرض ہے

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ نواک، ستارِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ

ہالہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **طَلِبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ** یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

(شعب الایمان، باب فی طلب العلم، الحدیث: ۱۶۶۵، ج ۲، ص ۲۵۳)

ہر مسلمان مرد و عورت پر علم سیکھنا فرض ہے، (یہاں) علم سے بقدر ضرورت شرعی مسائل مراد ہیں لہذا روزے نماز کے مسائل ضرور یہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض، حیض و نفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا حج کو جانے والے پر عین فرض ہیں لیکن دین کا پورا عالم بننا فرض کفایہ کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کر دیا تو سب بری ہو گئے۔ (ماخوذ از مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۰۲)

اپنی آواز پست کریں

اللہ عز وجل اس طرح اپنے نبی کی تعظیم کی تعلیم دے رہا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کر دو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضورات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں رے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ 26، الحجرات: 2)

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ عز وجل نے اہل ایمان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم ادب سکھایا ہے کہ تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بولنے میں بھی با ادب رہو، ان کے حضور ہلکی آواز میں باتیں کرو، اگر تم نے زور زور سے چیخ کر ان کے حضورات کی تو لو رے عمل رائیگاں کر دیئے جائیں گے۔ غور کریں بڑے سے بڑے جرم کا ارتکاب عند اللہ معاف ہو سکتا ہے مگر رب تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی معاف نہ فرمائے گا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز تھے اس آیت کے بعد انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں اپنی آواز پست کریں وہ انتہائی ادب اور خوف کی وجہ سے خانہ نشین ہو گئے، بارگاہ نبوی میں جب حاضر نہ ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، یہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پڑوسی تھے انہوں نے جا کر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو کہا میں تو دو زخمی ہو گیا میری ہی آواز رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سب سے زیادہ بلند ہوتی تھی۔ حضرت سعد نے رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کر دیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، ان سے کہہ دو وہ جنتی ہیں۔

اللہ عز وجل ان لوگوں کو سراہ رہا ہے جو رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پ 26، الحجرات: 3)

آیت کریمہ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ کے نازل ہونے کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان اس قدر دھیمی آواز سے باتیں کرتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ دریافت کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو قسم کھالی تھی کہ میں رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح باتیں کروں گا، جیسے سرگوشی کی جاتی ہے۔ ان حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کو سراہا گیا جو با ادب ہیں اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آوازیں پست رکھتے ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جناب پاک میں کس قدر با ادب رہتے تھے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گفتگو شروع فرماتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اس طرح سر جھکا لیتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔

محبت کی علامت

ایک شخص نے رسول بے مثال، نبی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے مگر (تقویٰ و عمل میں) اس کے برابر نہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب طامۃ الحب فی اللہ، الحدیث: ۶۱۶۹، ص ۵۲۰)

اور علماء کرام فرماتے ہیں: بندے کی اللہ عز وجل سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ عز وجل جس سے محبت کرتا ہے بندہ اسے اپنی محبوب ترین چیز پر ترجیح دیتا ہے اور بکثرت اس کا ذکر کرتا ہے، اس میں کوتاہی نہیں کرتا اور کسی دوسرے کام میں مشغول ہونے کے بجائے بندے کو تنہائی اور اللہ عز وجل سے مناجات کرنا زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کے مسائل

جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو وہ اگر وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے

بشرطیکہ مسح جائز سمجھے۔ اور اس کے جواز میں بکثرت حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تو اتر کے ہیں، اسی لیے امام کرنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو اس کو جائز نہ جانے اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ امام شیخ الاسلام فرماتے ہیں جو اسے جائز نہ مانے گمراہ ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلسنت وجماعت کی علامت دریافت کی گئی فرمایا:

تَفْصِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَحُبُّ الْخُفَيْنِ وَمَسْحُ الْخُفَيْنِ

یعنی حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق و امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ سے بزرگ جانا اور امیر المومنین عثمان غنی و امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھنا اور موزوں پر مسح کرنا۔

(غنیۃ المستملی، فصل فی المسح علی الخفین، ص ۱۰۴)

اور ان تینوں باتوں کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ حضرت کوفہ میں تشریف فرما تھے اور وہاں رافضیوں ہی کی کثرت تھی تو وہی علامات ارشاد فرمائیں جو ان کا رد ہیں۔ اس روایت کے یہ معنی نہیں کہ صرف ان تین باتوں کا پایا جانا شکی ہونے کے لیے کافی ہے۔ علامت شے میں پائی جاتی ہے، شے لازم علامت نہیں ہوتی جیسے حدیث صحیح بخاری شریف میں وہابیہ کی علامت فرمائی: ((سَيِّئَاهُمُ الشُّخْلِيَّتُ)) ان کی علامت سرمندانہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قراءة الفاجر... إلخ، الحدیث: ۵۶۲، ج ۴، ص ۵۹۹)

اس کے یہ معنی نہیں کہ سرمندانہ ہی وہابی ہونے کے لیے کافی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اس کے جواز پر کچھ خدشہ نہیں کہ اس میں چالیس صحابہ سے مجھ کو حدیثیں پہنچیں۔

(غنیۃ المستملی، فصل فی المسح علی الخفین، ص ۱۰۴)

مسئلہ ۱: جس پر غسل فرض ہے وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔ (الدر المختار، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، ج ۱، ص ۳۹۵)

مسئلہ ۲: عورتیں بھی مسح کر سکتی ہیں۔ (الفتاویٰ المندیۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۳۶)

مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں جس کی تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ دوم کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے ننانویں جانیں قتل کیں پھر علاقہ کے بڑے عالم کے متعلق استفسار کیا اس کو ایک راہب کا پتہ بتایا گیا وہ اس کے پاس جا پہنچا اور پوچھا کہ میں نے ننانویں قتل کیے کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ تو اس نے جواب

(20) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ

سِنَانِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ فِيهِمْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا، فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَوُذِّلَ عَلَى رَأْسِهِ فَأَتَاهُ. فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا. فَقَتَلَهُ فَكَتَلَ بِهِ مِئَةً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ

الْأَرْضِ قَدْ عَلَ رَجُلٍ عَالِمٍ - فَقَالَ: إِنَّهُ قَتَلَ
مِئَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. وَمَنْ
يَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ، انْطَلِقْ إِلَى أَرْضٍ كَذَا
وَكَذَا فَإِنَّ بِهَا أَنْاسًا يَعْبُدُونَ اللَّهَ تَعَالَى فَاعْبُدِ اللَّهَ
مَعَهُمْ. وَلَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سُوءٍ
فَانْطَلِقْ حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاكَ الْمَوْتُ.
فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ
الْعَذَابِ. فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: جَاءَ تَائِبًا.
مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى. وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ
الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ. فَأَتَاهُم مَلَكٌ فِي
صُورَةِ آدَمِي فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ - أَيْ حَكَمًا - فَقَالَ:
قَيِّسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا كَانَ أَكْثَرُ فَهُوَ
لَهُ. فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ أَكْثَرُ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ.
فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ
فِي الضَّعِيفِ: فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ بِشِيرٍ
فَجَعَلَ مِنْ أَهْلِهَا. وَفِي رِوَايَةٍ فِي الضَّعِيفِ: فَأَوْحَى اللَّهُ
تَعَالَى إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي. وَإِلَى هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي.
وَقَالَ: قَيِّسُوا مَا بَيْنَهُمَا. فَوَجَدُوهُ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ
بِشِيرٍ فَغَفَرَ لَهُ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَنَاسَى بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا.

دیا: نہیں۔ (اس کو غصہ آیا) تو اس نے اس کو بھی قتل کر
کے اپنے مقتولین کی گنتی سو پوری کر دی پھر علاقہ کے کسی
بڑے عالم کے متعلق پوچھا پس اس کو ایک عالم دین کا
پتہ بتایا گیا اس کے پاس ر کر اس نے سوال کیا کہ اس
نے سو جانیں قتل کیں ہیں کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے
اس عالم نے جواب دیا: ”ہاں“ اور بندہ اور توبہ کے
درمیان کون رکاوٹ کر سکتا ہے تم فلاں علاقے میں چلے
جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں
تو ان کے ساتھ مل کر عبادت کر اور اپنے اس علاقے کی
طرف کبھی نہ لوٹنا یہ بری زمین ہے وہ چل پڑا جب نصف
راہ طے کر لیا تو اس کو موت آگئی تو اس کے بارے میں
رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے رحمت کے
فرشتوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف صدق دل سے
توبہ کرتے ہوئے آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا:
کہ اس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کمائی پھر ان کے پاس ایک
فرشتہ صورت انسانی میں آیا اس نے ان کی ثالثی تسلیم کر
لی اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں طرف کی زمین کا فاصلہ ماپو
جس کے قریب تر ہو اس کی طرف شمار ہوگا کی لٹ کی گئی تو
جس زمین کے ارادہ سے چلا تھا اس کے قریب پایا گیا تو
اس کو رحمت کے فرشتے لے گئے۔ (متفق علیہ) صحیح کی ایک
اور روایت ہے کہ وہ نیک بندوں کی ما کے صرف ایک
بالشت قریب تھا تو اس کو ان میں سے بنا دیا گیا۔ اور صحیح
کی اور روایت یہ بھی ہے پس اللہ تعالیٰ نے ایک طرف
والی زمین کو دور ہونے کا اور دوسری جانب والی زمین کو
قریب ہونے کا حکم دیا اور فرمایا ان کے درمیان کا فاصلہ

ماپو چنانچہ وہ صالحین والی ماکی طرف ایک بالشت
زیادہ قریب تھا اس بنا پر اس کی مغفرت ہو گئی اور ایک
روایت میں ہے کہ وہ مرتے دم سینے سے اس سے کی
طرف تھوڑا سا مائل ہوا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب حدیث الغار ج ۲ ص ۱۴۲ رقم: ۲۳۶۵ صحیح مسلم باب قبول توبۃ القاتل وان
کثر قتله ج ۲ ص ۱۰۲ رقم: ۱۸۴ السنن الکبریٰ للبیہقی باب اصل تحریم القتل فی القرآن ج ۱ ص ۱۴ رقم: ۱۶۲۵۵ صحیح ابن
حبان ج ۱ ص ۲۹ رقم: ۱۱۱ باب التوبۃ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للیوموری کتاب علامات النبوة ج ۱ ص ۲۱۳ رقم: ۲۱۲۲ جبکہ امام
بخاری نے صحیح البخاری میں جو مذکورہ بالا متین حدیث نقل فرمایا صحیح البخاری باب حدیث الغار ج ۲ ص ۱۴۲ رقم الحدیث: ۳۳۶۰ پر موجود
ہے)

شرح حدیث: گناہ سے توبہ

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: اللہ عزوجل کے محبوب و انائے غیوب منزۃ عن العیوب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: الثَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا
ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا نہیں۔ (سنن ابن ماجہ حدیث: 4250، 2735)

رحمت الہی کی امید رکھنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و کرم کی امید رکھنا ہم پر واجب ہے، جب کہ اس معاملے میں مایوسی انسان
کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
جَمِيعًا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

(ترجمہ کنز الایمان۔ پ 24۔ الزمر 53)

اس فرمانِ عالیشان کی روشنی میں ہمیں ہر موقع پر اللہ تعالیٰ سے ی دل کی امید ہی رکھنی چاہیے۔ اس کے علاوہ
ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس معاملے میں تلقین ارشاد فرمائی ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وفات سے 3 روز قبل فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ
مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا۔ (مسلم) اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنے کے فوائد اللہ تعالیٰ سے ہر معاملے میں
اچھا گمان رکھنا، نہ صرف آیت مبارکہ سے ثابت شدہ واجب پر عمل پیرا ہونے کی سعادت دلوائے گا نس و مگر بہت سے ایسے
فائدے بھی حاصل ہو سکتے ہیں کہ جن کا ذکر احادیث مبارکہ میں بکثرت ملتا ہے۔ ان میں سے چند فائدے آپ کی خدمت
میں پیش کرتا ہوں، گزارش ہے کہ اک بغور سماعت فرمائیے۔ (1) رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان
ہے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھے کہ یہی جنت کی قیمت ہے۔ (شرح الصدور) وضاحت: یعنی جب بندہ

اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے گا تو اللہ عزوجل کی رحمت سے بعید ہے کہ اسے مایوس فرمادے۔ لہذا جب انسان اپنی خطاؤں کے باوجود اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور جنت کی امید لگائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے یہ دونوں چیزیں عطا فرمادے گا۔ تو گویا یہ حسن ظن ہی جنت کی قیمت ثابت ہوگا۔ (2) حضرت عبداللہ ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ واللہ! بندہ اللہ تعالیٰ سے جو اچھا گمان رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمادے گا۔ (شرح الصدور) وضاحت: مذکورہ فرمان عالیشان میں دنیا۔۔۔ یا۔۔۔ آخرت کی کوئی قید نہیں ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت میں سے جس کے بارے میں بھی نیک گمان رکھا جائے، وہ اسے پورا فرمادے گا۔ ان فوائد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں چاہیے کہ اپنے رب کریم سے ہمہ وقت اچھا گمان رکھنے کی سعادت حاصل کر کے اس کی مزید رحمتوں کے مستحق بننے رہیں۔ امید رحمت، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی رضا کے عین مطابق ہے اگر احادیث مبارکہ کا مزید مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے خود اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہی چاہتے ہیں کہ بندے اللہ تعالیٰ سے ہرگز ہرگز مایوس نہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادتی کو بیان فرما کر بندوں کو مایوسی کی دلدل سے نکالنے۔۔۔ یا۔۔۔ بچانے کی کوشش فرمائی ہے۔ مثلاً:

(1) مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ قیامت کے دن بندوں کے اعمال کا حساب کون کرے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ حساب فرمائے گا۔ اس نے عرض کی، کیا وہ خود ہی حساب فرمائے گا؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا، ہاں یہ سن کر وہ اعرابی ہنسنے لگا۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ دریافت کی تو عرض کرنے لگا کہ، میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ کریم جب غالب ہوتا ہے تو وہ بندے کی تقصیر معاف فرمادیتا ہے اور حساب آسانی سے لیتا ہے۔ رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اعرابی نے سچ کہا، رب کریم سے زیادہ کوئی کریم نہیں ہے، یہ اعرابی بہت بڑا فقیہ اور دانش مند ہے۔

(احیاء العلوم)

(2) ایک مقام پر سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر میرا بندہ آسمان بھر کے گناہ کرے، پھر استغفار کرے اور مغفرت کی امید رکھے گا تو میں اس کو بخش دوں گا اور اگر بندہ زمین بھر کے گناہ کرے تب بھی میں اس کے واسطے زمین برابر رحمت رکھتا ہوں۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

(3) سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو پیدا کرنے کے بعد فرمایا، میری رحمت، میرے غضب پر سبقت لے گی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

(4) پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے، جتنی ماں، اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔ (بخاری)

(5) سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس قدر رحمت فرمائے گا جو کسی کے خیال میں بھی نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر بھی اس کی رحمت کی امید میں اپنی گردن اٹھائے گا۔

(الدر المنثور)

(6) نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ، اللہ تعالیٰ کی 100 رحمتیں ہیں، 99 رحمتیں، اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔ ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت و محبت اپنے بچے پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر ممتا، اسی رحمت کے باعث ہے۔ قیامت کے دن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا، اور ہر رحمت آسمان و زمین کے طبقات کے برابر ہوگی۔ اور اس روز سوائے ازلی بد بخت کے اور کوئی تباہ نہ ہوگا۔ (مسلم)

(7) سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ، میں جنتیوں میں سے آخری داخل ہونے والے جنتی اور دوزخیوں میں سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں کہ وہ شخص ہوگا جسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کر دو اور بڑے گناہ چھپائے رکھو۔ چنانچہ اس کے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ تو نے فلاں دن فلاں گناہ اور فلاں دن فلاں گناہ کئے؟ وہ انکار کی ہمت نہ کرے گا اور کہے گا، ہاں! اور وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی پیش کر دیئے جائیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ تیرے لئے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی ہے۔ تب وہ کہے گا کہ میں نے تو اور بڑے بڑے گناہ بھی تو کئے ہیں وہ یہاں نظر نہیں آرہے؟ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسکراہٹ کے باعث داڑھی چمک گئیں۔ (مسلم)

(8) حضرت سعید ابن ہلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم سے باہر لایا جائے گا۔ حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمہارے ہی عملوں کے سبب سے تھا، میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں۔ پھر ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک شخص زنجیریں پڑی ہونے سے باوجود، جلدی جلدی، دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے گا، کہ میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔ اور دوسرا کہے گا کہ یا الہی! میں نیک گمان رکھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد، دوبارہ دوزخ میں ڈالنا، تیری رحمت گوارا نہ کرے گی۔ تب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے گی اور ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم) جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ان تمام احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بے حد مہربان و رحم والا ہے لہذا ایسے عظیم و کریم رب کی بارگاہِ راہ فرار نہایت ہی چاہیئے۔

(21) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ بَنِيهِ حِذْنَ عَمِي، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بِحَدِيثِهِ حِذْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ. قَالَ كَعْبٌ: لَمْ أَتَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، غَيْرَ أَنِّي قَدْ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهُ، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ يُرِيدُونَ عِزَّ قُرَيْشٍ حَتَّى يَجْمَعَ اللَّهُ تَعَالَى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ. وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِذْنَ تَوَاقُّفَنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا أَجِبْتُ أَنْ يَنْ يَهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرُ فِي النَّاسِ مِنْهَا. وَكَانَ مِنْ خَبَرِي حِذْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَيْ لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرُ مِنِّي حِذْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَاللَّهُ مَا يَجْمَعُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتَّى يَجْمَعَهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، فَغَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرِّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَقَارًا، وَاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيرًا، فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ جو ان کے ناپوتا ہو جانے کے بعد ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے اس واقعہ کے بیان کی ابتداء میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا میں کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہ رہا لیکن غزوہ تبوک میں رہ گیا ہاں غزوہ بدر میں شامل نہ ہوا تھا لیکن اس میں عدم شمولیت کی بنا پر کسی کو کچھ نہ کہا گیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان قریش کے قافلہ تجارت کا قصد کر کے نکلے تھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے فریقین کو جمع کر دیا حالانکہ فریقین کا آپس میں کوئی حل شدہ پروگرام نہ تھا۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے وقت جب ہم انصار جنگ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام کا معاہدہ کر رہے تھے اس عظیم موقع پر میں موجود تھا۔ لوگوں میں اگرچہ بدر کا چرچہ زیادہ تھا لیکن مجھے تو عقبہ ثانیہ والی حاضری زیادہ گراں قدر اور محبوب ہے۔ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے میرا پیچھے رہنا یوں ہوا کہ اس موقع پر میں باقی اوقات گزشتہ کی نسبت زیادہ طاقتور اور خوشحال تھا میں اس سے پیچھے رہ گیا حالانکہ اس وقت میرے پاس دو سواریاں جمع تھیں اور اس سے پہلے میں کبھی دو سواریوں کا مالک نہ تھا رسول اللہ ﷺ کا عام طور پر طریقہ یہ تھا کہ غزوہ کے سلسلے میں تو یہ کرتے یعنی (جہاد کی تیاری کا حکم فرماتے مقام جہاد کا نام نہ لیتے اور دشمن کے جاسوسوں کو مغالطہ ڈالنے کے لئے کسی اور جگہ کا ذکر کرتے) لیکن اس غزوہ میں چونکہ گرمی شدت

فَعَزَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَزْرٍ شَدِيدَةٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَقَارًا. وَاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيرًا، فَجَلَّ لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرُهُمْ لِيَتَأَمَّبُوا أَهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِي يُرِيدُ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ كَثِيرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ (يُرِيدُ بِذَلِكَ الدِّيَّانَ) قَالَ كَعْبٌ: فَقُلْ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنَّ ذَلِكَ سَيُغْفَى بِهِ مَا لَمْ يَأْزَلْ فِيهِ وَخَى مِنَ اللَّهِ وَعَزَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِينَ طَابَتِ الْبِمَارُ وَالظَّلَالُ، فَأَنَا إِلَيْهَا أَصْعَرُ، فَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ وَطِيفْتُ أَغْدُوا لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقِضْ شَيْئًا، وَأَقُولُ فِي نَفْسِي: أَنَا قَادِرٌ عَلَى ذَلِكَ إِذَا أَرَدْتُ، فَلَمْ يَزَلْ يَهْمُذِي فِي حَتَّى اسْتَبَرَّ بِالنَّاسِ الْحَدُّ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضِبًا وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ وَلَمْ أَقِضْ مِنْ جِهَازِي شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقِضْ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ يَهْمُذِي فِي حَتَّى أَمَرَعُوا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأَدْرِكَهُمْ، فَمَا لَيْتَنِي فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يَقْدِرْ ذَلِكَ لِي، فَطِيفْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْزُنُنِي أَلَّا لَا أَرَى لِي أَسْوَةً إِلَّا رَجُلًا مَغْبُوضًا عَلَيْهِ فِي الْبِقَاقِ، أَوْ رَجُلًا مَعْنَى عَدَدِ اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ كَبُوكَ، فَقَالَ وَهُوَ

تھی دور دراز سفر اور صحراؤں کا سامنا تھا اور کثیر التعداد دشمن سے مقابلہ تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو کھل کر بتا دیا تا کہ وہ اچھی طرح تیاری کریں اور اس جانب کی صراحت کر دی جہاں کا ارادہ تھا اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان بکثرت تھے اور ان کے ناموں کا باقاعدہ رجسٹر نہ تھا حضرت کعب کہتے ہیں کثرت تعداد کا یہ حال تھا جو کوئی بھی چھپنا چاہتا وہ یہی سمجھتا کہ اگر وحی نہ اترے تو میرے متعلق کسی کو غیر حاضری کا علم نہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ اس غزوہ پر نکلے جبکہ پھل اور سائے عمدہ ہو چکے اور میرا طبعی میلان ان کی طرف تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عام مسلمانوں نے تیاری کی میرا ہر صبح خیال ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیاری کر لوں گا لیکن تیاری کے بغیر لوٹ جاتا اور میں اس سوچ میں رہتا کہ مجھے اس پر اختیار ہے جب چاہوں گا روانہ ہو جاؤں گا تو میری یہی کیفیت رہی تا آنکہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر سفر جہاد پر روانہ ہو گئے اور میں نے اس وقت تک کوئی تیاری نہ کی تھی پھر میں صبح سویرے آتا اور تیاری کے بغیر واپس پلٹ جاتا میری یہی سستی رہی اور کچھ مجاہدین میدان کاراز میں پہنچ گئے میں نے کوچ کا ارادہ کیا کہ ان تک جا ملوں کاش میں ایسا کر لیتا اس کے بعد میں ایسا نہ کر سکا۔ رسول اللہ ﷺ کے نکلنے کے بعد میں جب نکلتا تو غمگین ہو جاتا کیونکہ جو بھی سامنے آتا یا تو منافق ہوتا یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کمزوری کی وجہ سے معذور ہوتا تبوک پہنچنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے میرا نام تک لیا وہاں پہنچ کر ذکر کیا جبکہ

جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ يَتَّبِعُكَ: مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ
مَالِكٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،
حَبْسَهُ بُرْدَاةٌ وَالنَّظَرُ فِي عِظْفَيْهِ. فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ
جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَتُّسَ مَا قُلْتَ! وَاللَّهِ يَا
رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَبَيْنَا هُوَ عَلَى
ذَلِكَ رَأَى رَجُلًا مُّبِينًا يَزُولُ بِهِ الشَّرَابُ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُنْ أَبَا
خَيْثَمَةَ"، فَإِذَا هُوَ أَبُو خَيْثَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِي
تَصَدَّقَ بِصَاعِ الشَّرِّ حَتَّى لَمَزَهُ الْمُنَافِقُونَ. قَالَ
كَعْبٌ: فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ تَوَجَّهَ قَائِلًا مِّنْ تَبُوكَ حَضَرَنِي بَلِيٌّ،
فَطَفِئْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ: بِمِ آخُرُجُ مِّنْ
سَخَطِهِ عَدَاةً، وَأَسْتَعِينُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ
مِّنْ أَهْلِي، فَلَمَّا قِيلَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا، زَاخَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتَّى
عَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَتَجَوَّ مِنْهُ بِشَيْءٍ أَبَدًا، فَاجْتَمَعْتُ صَدَقَهُ
وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا،
وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَّعَ فِيهِ
رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذَلِكَ جَاءَهُ
الْمُخَلَّفُونَ يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَخْلِفُونَ لَهُ، وَكَانُوا
بِضْعًا وَثَمَانِينَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ
وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَّلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللَّهِ
تَعَالَى، حَتَّى جِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ
الْمُغْضَبِ. ثُمَّ قَالَ: "تَعَالَى"، فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى

آپ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ کعب بن
مالک نے کیا کیا؟ قبیلہ بنو سلمہ میں سے ایک آدمی نے کہا
: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس کو اپنی چادروں اور کندھوں پر
نظر ڈالنے نے روک لیا ہے حضرت معاذ بن جبل
نے اسے کہا تم نے بری بات کی یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ
کی قسم! ہم نے اس میں مظالم ہی دیکھی تو رسول اللہ (ﷺ)
خاموش رہے اسی دوران رسول اللہ (ﷺ) نے ایک سفید
پوش ریگستان سے آتا ہوا دیکھا تو رسول اللہ (ﷺ) نے اس
کے سایہ کو خطاب کر کے فرمایا تو ابو خثیمہ ہو جا تو وہ ابو خثیمہ
انصاری ہی تھے یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے ایک ٹوپہ
(چار کلو چھپانوے گرام) کھجور صدقہ کی فی منافقین نے
تحقیر اطعنہ دنی کی (تو اللہ تعالیٰ نے ان کے صدقہ کی
قبولیت نازل فرمائی) حضرت کعب نے کہا جب مجھے
رسول اللہ (ﷺ) کی تبوک سے واپس آنے کی اطلاع ملی تو
مجھ پر غم چھا گیا میں جھوٹے بہانے سوچنے لگا اور کہا کس
طرح بات کر کے میں رسول اللہ (ﷺ) کی ناراضگی سے
بچوں گا اس سلسلہ میں اپنے سمجھدار رشتہ داروں سے
رائے لینے لگا اور جب یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ (ﷺ)
آپہنچے تو مجھ سے باطل چھٹ گیا مجھے یقین ہو گیا کہ میں
کسی جھوٹ کے ساتھ اس جرم سے نجات نہ پاسکوں گا
تو میں نے آپ (ﷺ) سے سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا اور رسول
اللہ (ﷺ) تشریف لے آئے آپ (ﷺ) کا طریقہ مبارک یہ
تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو پہل مسجد سے کرتے
اس میں دو رکعت پڑھ کر لوگوں سے ملاقات کے لیے
تشریف فرما ہوتے تھے جب آپ نماز سے فارغ

جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِي: «مَا خَلَّفَكَ، أَلَمْ تَكُنْ قَدْ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي وَاللَّهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَيْ سَاخِرُجٍ مِنْ سَخَطِهِ يُعَذِّبُ، لَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا، وَلَكِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَوْ كُنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَلَيَّ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يُسَخِّطَكَ عَلَيَّ، وَإِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَا زُجُوفِيهِ عُقْبَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَاللَّهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عُلْدٍ، وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرُ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَّقَ، فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِيكَ». وَسَارَ رَجُلًا مِنْ بَنِي سَلِيبَةَ فَاتَّبَعُونِي فَقَالُوا لِي: وَاللَّهِ مَا عَلِمْنَاكَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هَذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِي أَنْ لَا تَكُونَ اعْتَدَدْتَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَدَدَ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُونَ، فَقَدْ كَانَ كَافِيكَ ذَنْبَكَ إِسْتِغْفَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ. قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا زَالُوا يُؤَيَّبُونَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكْذِبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِيَ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا: مِثْلَ مَا قُلْتَ، وَقِيلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيلَ لَكَ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمَا؟ قَالُوا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْعُمَرِيُّ وَهِلَالُ ابْنِ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، قَالَ: فَذَكَّرُوا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيهِمَا أُسُوفُ، قَالَ:

ہوئے تو پیچھے رہنے والے بہانے بناتے ہوئے قسمیں اٹھاتے ہوئے حاضر ہوئے وہ اسی (۸۰) سے کچھ اوپر تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرمایا ان کو بیعت فرمایا اور ان کے لیے استغفار کیا اور ان کے باطنی حال کو اللہ کے سپرد کیا حتیٰ کہ جب میں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا: رسول اللہ ﷺ نے ناراضگی کے انداز سے تبسم فرمایا اور پھر آپ نے مجھے قریب آنے کی اجازت مرحمت فرمائی میں چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ بیٹھا فرمایا تجھے کس نے پیچھے رکھا؟ کیا تم نے سواری خرید نہ لی تھی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ کی قسم! میں اگر آپ کے سوا کسی اور دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس کی ناراضگی سے بہانہ بنا کر نکل سکوں گا لیکن اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر میں جھوٹی بات کر کے آپ کی ناراضگی سے آج نکل جاؤں تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (حقیقت پر مطلع کر کے) ناراض کر دے گا اور اگر میں آپ کی جناب میں ایسی بات کروں جس سے آپ مجھ پر ناراض ہوں تو اس میں اللہ عزوجل کی طرف سے اچھے انجام کی توقع ہے اللہ کی قسم! میرا کوئی عذر نہیں اللہ کی قسم میں کبھی اتنا طاقتور اور خوشحال نہ تھا جتنا اس موقع پر تھا جب میں پیچھے رہ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہر حال اس نے سچی بات کی تم کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لمحہ رے متعلق فیصلہ فرمائے۔ بنو سلمہ قبیلہ سے کچھ لوگ چل کر میرے پاس آئے مجھے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہمیں اس سے قبل تمہارے کسی گناہ کا علم نہیں جس طرح دوسروں نے

فَضَيْتُ حَتَّى ذَكَرْتُ هُنَا. وَتَنَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَنِي
 مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبْنَا النَّاسَ - أَوْ قَالَ:
 تَغَيَّرُوا النَّاسَ - حَتَّى تَنَكَّرْتُ لِي فِي نَفْسِي الْأَرْضُ، فَمَا
 هِيَ إِلَّا أَرْضُ الْبَنِي أَعْرَفَ، فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ ثَمَسَيْنِ
 لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَلْنَا وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا
 يَبْكِيَانِ. وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ
 فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ
 وَأَخُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ. وَإِنِّي رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلِمَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي
 قَهْلِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُولُ فِي نَفْسِي: هَلْ حَزَكَ
 شَفَتِيهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا؟ ثُمَّ أَصْلَى قَرِيبًا مِنْهُ
 وَأَسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي نَظَرَ إِلَيَّ
 وَإِذَا التَّفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي، حَتَّى إِذَا طَالَ ذَلِكَ
 عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِينَ مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ
 جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ
 إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ،
 فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ، أَنْشُدْكَ بِاللَّهِ حَلَّ تَعْلَمُنِي
 أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَسَكَتَ،
 فَعُدْتُ فَنَاشِدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ فَنَاشِدْتُهُ،
 فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَنَاضَتْ عَيْنَايَ،
 وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، قَبِينَا أَنَا أَمْشِي فِي
 سُوقِ الْمَدِينَةِ إِذَا تَبَيَّنَ مِنْ تَبَيُّنِ أَهْلِ الشَّامِ مِنْ
 قَدِيمٍ بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ: مَنْ يَدُلُّ
 عَلَيَّ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيرُونَ لَهُ

رسول اللہ ﷺ کے سامنے بہانے بنائے تم بہانہ نہ بنائے
 اگر ایسا کرتے تو رسول اللہ ﷺ کا استغفار تمہاری خطا
 بھی معافی کے لیے ہوتا و اللہ وہ مجھے ملامت کرتے رہے
 یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ
 میں حاضر ہو کر بہانہ تراش لوں اور پہلی بات کی تکذیب
 کر لوں پھر میں نے ان سے پوچھا کہ یہ واقعہ کی اور
 سے بھی پیش آیا تو انہوں نے بتایا کہ ہاں! دو اور آدمی
 بھی ہیں انہوں نے بھی جیسا تو نے کہا یہی کہا تھا اور ان کو
 تیرے جیسا جواب عطا ہوا ہے میں نے پوچھا وہ دو کون
 ہیں بتایا گیا کہ وہ مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ و اقلی
 ہیں حضرت کعب کہتے ہیں جو نبی انہوں نے ان دو صرا
 بدری بزرگوں کا نام لیا جو میرے پیشوا کی حیثیت رکھتے
 تھے تو میں اپنی بات پر پختہ ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے
 پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہم تین کے ساتھ گفتگو
 سے ممانعت کر دی گئی ہم سے لوگ اجنبی بن گئے یا بدل
 گئے یہاں تک کہ میرے لیے یہ جگہ ہی بدل گئی یہ وہ
 زمین نہ رہی جس کو میں جانتا تھا یہاں تک پچاس راتیں
 پوری ہو گئیں پس میرے دو ساتھی تو عاجز ہو کر گھروں
 میں روتے ہوئے کی رہے میں ان میں زیادہ جوان اور
 طاقتور تھا مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتا باہر
 نکلتا بازاروں میں پھرتا مجھ سے کوئی بات نہ کرتا میں
 رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتا سلام عرض
 کرتا جب نماز کے بعد آپ تشریف فرما ہوتے اور اپنے
 دل میں سوچتا کہ کیا آنحضور نے لبان مقدس کو سلام کے
 جواب میں جنبش دی ہے یا نہیں پھر میں آپ سے قریب

إِلَى حَتَّى جَاءَ لِي فَدَخَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكٍ عَسَانٍ
وَكُنْتُ كَاتِبًا. فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ
بَلَغَنَا أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَهْتَمَّكَ اللَّهُ
بِنَارِ هَوَانٍ. وَلَا مَضِيْعَةٍ. فَالْحَقُّ بِنَا لُوَاسِكَ
فَقُلْتُ حِينَ قَرَأْتَهَا: وَهَلِيهِ أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ
فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّوَرَّ فَسَجَرْتُهَا. حَتَّى إِذَا مَضَتْ
الرَّيْعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ وَاسْتَلَبْتُ الْوَحْيَ إِذَا رَسُولُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي. فَقَالَ:
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ
تَعْتَزِلَ أَمْرًا تَكُ. فَقُلْتُ: أَطْلَقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟
فَقَالَ: لَا. بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبْنَهَا. وَأَرْسَلَ إِلَيَّ
صَاحِبِي بِمِغْلٍ ذَلِكِ. فَقُلْتُ لَأَمْرًا آتِي: أَلْحَقِي بِأَهْلِكَ
فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ. فَجَاءَ
بِئِ امْرَأَةٍ هَلَاكِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَلَاكَ بْنَ أُمَيَّةَ
شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ. فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ
أَخْدُمَهُ؟ قَالَ: "لَا، وَلَكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكَ". فَقَالَتْ: إِنَّهُ
وَاللَّهُ مَا بِهِ مِنْ حَرَكَةٍ إِلَى شَيْءٍ. وَهَ وَاللَّهُ مَا زَالَ
يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا.
فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي: لَوْ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ تَكُ فَقَدْ آذِنَ لِمَرْأَةٍ
هَلَاكِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ؟ فَقُلْتُ: لَا اسْتَأْذِنُ
فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَمَا
يُنْذِرُنِي مَاذَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنْتَهُ. وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ! فَلَبِثْتُ

ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھتا اور آپ کو چوری چوری دیکھتا
جب میں نماز میں متوجہ ہوتا تو آپ ﷺ مجھے دیکھتے اور
جب میں آپ کو دیکھتا تو آپ نگاہ پھیر لیتے یہاں تک
کے جب مسلمانوں کی بے رخی کا عرصہ طویل ہو گیا تو میں
اپنے چچا زاد بھائی ابوقنادہ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر
اندر گیا وہ میرے اچھے دوست تھے میں نے انہیں سلام
کیا اور ان کو بلایا اور اللہ کی قسم! انہوں نے جواب نہ دیا
میں نے کہا: اے ابوقنادہ تجھے اللہ کی قسم جواب دے کیا
تجھے علم نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کا رسول ﷺ سے محبت
کرتا ہوں تو وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ قسم دے کر
پوچھا وہ پھر خاموش رہے میں نے پھر انہیں قسم دی تو
انہوں نے تیسری بار صرف یہ کہا کہ اللہ اور رسول ﷺ (ﷺ)
زیادہ جانیں تو میری آنکھیں بہہ پڑیں اور میں پھر دیوار
سے باہر آ گیا اب اس دوران کہ میں مدینہ منورہ کے
بازار میں پھر رہا تھا اچانک علاقہ شام کا ایک پانی نکالنے
کا ماہر شخص جو مدینہ منورہ میں غلہ بیچنے آیا تھا کہہ رہا تھا
مجھے کون کعب بن مالک کے بارے بتائے گا لوگوں
نے میری طرف اشارہ کیا وہ میرے پاس آیا اور اس
نے شاہ عسان کی طرف سے ایک خط مجھے دیا میں لکھنا
پڑھنا جانتا تھا میں نے پڑھا اس میں لکھا تھا اے بعد! ہمیں
خبر ملی ہے کہ تمہارے ساتھی (یعنی رسول اللہ ﷺ) تم پر
ظلم کر رہے ہیں تجھے اللہ تعالیٰ نے ذلت و خواری اور
ضائع ہونے کے لئے نہیں بنایا تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم
تمہاری غمگساری کریں گے میں نے یہ پڑھ کر کہا یہ بھی
آزمائش سے ہے میں نے ارادہ کے ساتھ اس کو نور میں

بِذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمَلْنَا لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ
حَدَّثَ نُبِيٍّ عَنْ كَلَامِنَا، ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ
صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا،
فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى
مِنَّا، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ
يَمَّا رَحَبْتُ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى سَلَجٍ
يَقُولُ يَا أَعْلَى صَوْتِهِ: يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَبْشِرْ،
فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، فَادَّخَنَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِتَوْبَةِ
اللَّهِ - عَزَّ وَجَلَّ - عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ
فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُونَكَ، فَذَهَبَ قَبْلَ صَاحِبَتِي
مُبَشِّرُونَ وَرَكَضَ رَجُلٌ إِلَيَّ فَرَسًا وَسَعَى سَاعٍ مِنْ
أَسْلَمَ قَبْلِي، وَأَوْفَى عَلَى الْحَبَلِ، فَكَانَ الصَّوْتُ
أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَ نِيَّ الَّذِي سَمِعْتُ
صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَةً فَكَسَوْنَاهَا إِيَّاهُ
بِبِشَارَتِهِ، وَاللَّهُ مَا أَمْلِكُ غَدَرَهُمَا يَوْمَئِذٍ
وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَانْطَلَقْتُ أَنَا كَمُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَقَانِي النَّاسُ
فَوْجًا فَوْجًا يُهَيِّئُونَ بِالتَّوْبَةِ وَيَقُولُونَ لِي: لَيْتَنِيكَ
تَوْبَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ، حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ،
فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُهْرِوُلُ
حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي، وَاللَّهُ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنْ
الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَنْسَاهَا لَطْلَعَةُ
قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ڈال کر جلا دیا جب پچاس میں چالیس دن گزر چکے اور
ہمارے متعلق سلسلہ وحی منقطع رہا تو اچانک رسول اللہ ﷺ
کا قاصد آیا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کا آپ کے
لیے حکم ہے کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ میں نے پوچھ
طلاق دے دوں یا کیا کروں اس نے کہا صرف علیحدہ
ہو جا اور اس کے قریب نہ جانا میرے ساتھیوں کی طرف
بھی یہی پیغام بھیجا میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے
اہل کے پاس چلی جا یہاں تک کہ اللہ رب العالمین اس
بارے فیصلہ فرمائے۔ حضرت ہلال بن امیہ کی بیوی اس
بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کہا
یا رسول اللہ ﷺ! ہلال بوڑھا ہے ہلاک ہونے والا
ہے اس کا کوئی خادم بھی نہیں تو کیا میرا اس کی خدمت کرنا
آپ کو نا تیرے فرمایا نہیں لیکن وہ تیرے قریب نہ
آئے اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم اس میں کسی شے کی
طرح کی کوئی حرکت نہیں اللہ کی قسم! جب سے اس کا یہ
معاملہ ہوا ہے ہر وقت روتا ہی رہتا ہے (تو اس کو
اجازت مل گئی) اب میرے گھر والوں سے کچھ لوگوں
نے مجھے کہا کہ تم بھی جا کر رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی
کے بارے اجازت طلب کرو کیونکہ ہلال بن امیہ کی
بیوی کو خدمت کی اجازت مل گئی ہے میں نے کہا میں تو
اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اجازت طلب نہ کروں گا
کیا خبر جب اجازت طلب کروں تو رسول اللہ ﷺ مجھے کیا
جواب دیں کیونکہ میں جوان ہوں تو اس حال پر مزید
دس راتیں گزریں اب ہمارے ساتھ کلام منع ہونے پر
پچاس رات مکمل ہو چکیں پچاسویں رات فجر کی

عَنْهُ وَسَلَّمَ قَالَ: وَهُوَ بِرَأْفٍ وَجْهَهُ وَنَاسُورٌ:
أَمِيرٌ يَهْدِي بِنُورٍ مَرَّ عَلَيْكَ مَلٌ وَلِذَلِكَ أَمَّا
فَقُلْتُ: أَوْنِ بِعَذْرِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ فَوْنِ بَعْدَ اللَّهِ:
قَالَ: لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَكَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَرَّ اسْتَتَارَ وَجْهَهُ
حَتَّى كَأَنَّ وَجْهَهُ لِبَطْعَةِ كَسْرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ.
فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ مِنْ
تَوْبَتِي أَنْ أُلْغِيَ مِنْ مَالِي صَدَقَةٌ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى
رَسُولِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ.
فَقُلْتُ: إِيَّيْ أَمْسِكْ سَهْبِي الَّذِي يَخْتِمْ. وَقُلْتُ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَلَّ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيَّ أَلْهَانِي بِالصَّدَقِ. وَإِنْ
مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيَتْ. فَوَاللَّهِ
مَا عَلِمْتُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَهْلًا لِلَّهِ تَعَالَى فِي
صِدْقِي الْحَدِيثِ مُنْذُ ذُكِرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مِنَّا أَهْلًا لِلَّهِ تَعَالَى وَاللَّهُ
مَا تَعَمَّدْتُ كَذِبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا. وَإِنِّي لَأَرْجُو
أَنْ يُحْفَظَنِي اللَّهُ تَعَالَى قِيَمًا بَقِي. قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ
تَعَالَى: (لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ) حَتَّى
بَلَغَ: (إِنَّهُمْ رَوُوفٌ رَحِيمٌ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ
خَلَفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا
رَحَبَتْ) حَتَّى بَلَغَ: (اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ
الصَّادِقِينَ) (النوبة 117-119)

نماز میں نے آپ کو لی تمہارا میں سے ایک تہمت ہے
ادالی میں اللہ کا اس طرح لڑ رہا تھا اس طرح قرآن
پاک میں اس نے کہ مجھ پر میری جان تک قہمی مجھ پر
زمین اپنی فراشی سے ہوا جو تک ہو قہمی میں نے سلع
پہاڑ پر چڑھ کر آواز دینے والے کی آواز سنی جو بلند آواز
سے کہہ رہا تھا اے کعب بن مالک تجھے مبارک ہو میں
سجدہ میں گر پڑا اور غن لیا کہ فراشی آگئی۔ پس رسول
اللہ ﷺ نے نماز فجر کے وقت لوگوں کو اللہ عزوجل کی بارگاہ
میں ہماری توبہ قبول ہونے کے بارے میں بتایا لوگ
ہمیں مبارکباد دینے چلے میرے ساتھیوں کی طرف
مبارک دینے والے گئے اور ایک آدمی گھوڑا دوڑا کر آیا
اور اسلم قبیلہ کا ایک آدمی میری طرف دوڑا پہاڑ پر چڑھ
کر آواز لگا دی اس کی آواز گھوڑے سے تیز تھی جب
میرے پاس وہ آیا جس کی آواز میں نے سنی تھی اور مجھے
خوشخبری دے رہا تھا تو میں اسے نے اپنے تن کے
کپڑے خوش ہو کر دے دیئے۔ اس وقت میں اور
کپڑوں کا مالک نہ تھا پھر میں نے کپڑے ادھار مانگے
اور پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس ملاقات کے ارادہ
سے چلا لوگ مجھے گروہ درگروہ ملتے اور توبہ پر مبارک
دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ کے تجھ پر توبہ قبول کرنے کی
مبارک ہو جب میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ
تشریف فرما تھے آپ کے ارد گرد لوگ بیٹھے تھے تو
حضرت طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے اور تیز چلتے ہوئے
میرے پاس آ کر مصالحہ کیا اور مجھے مبارک دی واللہ
مہاجرین میں سے حضرت طلحہ کے علاوہ کوئی اور نہ کھڑا ہوا

اور حضرت کعب حضرت طلحہ کے اس (احسان والے) کام کو کبھی نہ بھولتے حضرت کعب کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا: تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا اور آپ نے فرمایا: تیری پیدائش کے آنے والے دونوں میں سب سے دن کی تمہیں مبارک ہو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا بلکہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور جب رسول اللہ ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ اقدس یوں چمک رہا ہوتا جس طرح چاند کا ٹکڑا ہوا اور ہمیں اسے امر کا علم تھا جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری توبہ میں سے ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف صدقہ کرتے ہوئے اپنے مال سے نکل جاؤں فرمایا اپنا کچھ مال روک لو یہ تمہارے لیے صفا ہے میں نے عرض کیا: پھر میں اپنا خیر والا حصہ روک لیتا ہوں اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ نے سچ کی برکت سے نجات دی ہے اور میری توبہ یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولوں گا اللہ کی قسم میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے صدق گوئی پر اتنا بڑا انعام دیا ہو ایسا اچھا انعام جو اللہ تعالیٰ نے میری آزمائش پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچ بولنے پر مجھے عطا کیا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا: اس کے بعد کبھی بھی میں نے ایک جھوٹ کا ارادہ نہ کیا اور آئندہ بھی مجھے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی توقع ہے حضرت کعب کہتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے یہ

قَالَ كَعْبٌ: وَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ مِثْلِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَّابُهُ، فَأَمْلِكْ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَّبُوا، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِلَّذِينَ كَذَّبُوا حِينَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ شَرُّ مَا قَالَ لِأَعِدٍ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رَجِسٌ وَمَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ وَيَخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ) (التوبة: ۷۵-۷۶)

قَالَ كَعْبٌ: كُنَّا خُلَفَا أَيْهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أَوْلِيكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَلَفُوا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَارْتَجَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرًا حَتَّى قَضَى اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ بِذَلِكَ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا) وَلَيْسَ الَّذِينَ ذَكَرَ

آیت اتاری ”تحقیق اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام پر اور ان مہاجرین و انصار کی توبہ قبول فرمائی جنہوں نے جنگی کی گھڑی میں آپ کی پیروی کی یہ آیت آپ نے رؤف رحیم تک تلاوت کی اور ان تین پر جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا یہاں تک کہ ان پر زمین فراخی کے باوجود جنگ ہو گئی اس کو ”كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“ تک تلاوت کیا۔ حضرت کعب کہتے ہیں اللہ کی قسم اہدایت اسلام کے بعد میری نظر میں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام میرا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سچ کہنا ہے کہ میں جھوٹ بیان کر کے ہلاک ہونے والوں سے نہ ہوا جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے اللہ تعالیٰ نے جب وحی اتاری تو ان کو سب سے بُرے لفظ سے ذکر فرمایا ارشاد ہے: ”عنقریب وہ تمہارے لیے اللہ کی قسمیں اٹھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹو گے ان کا مقصد یہ ہے کہ تم ان سے اعراض کر دو تم ان سے روگردانی کر لو وہ پلید ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے ان کے گناہوں کا بدلہ اللہ کی قسمیں تم کو راضی کرنے کے لئے اٹھائیں تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بھی اللہ تعالیٰ ان فاسقوں سے راضی نہ ہوگا۔

حضرت کعب کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے رہنے والوں سے ہم تین کا معاملہ مؤخر کیا گیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے حلف لیا تو ان کو بیعت فرمایا ان کے لیے استغفار فرمایا اور ہمارے معاملہ کو رسول اللہ ﷺ نے مؤخر کیا تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ”عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا“ میں ہمارا غزوہ سے پیچھے رہنا مراد نہیں بلکہ

ہمارے معاملے کو آپ کا مؤخر کرنا مراد ہے جس کی نسبت انھوں نے بہانے بنا کر قسمیں اٹھائی منقطع سدا اور غدر پیش کیے تھے (متفق علیہ)

ایک روایت میں یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے اور آپ جمعرات کے دن نکلا تو فرماتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ سفر سے دن چاشت کے وقت تشریف لے کر جاتے جب آتے تو مسجد سے ابتداء فرماتے اس میں دو رکعت نماز پڑھ کر لوگوں سے ملاقات کے لیے مل جاتے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب حدیث توبہ کعب بن مالک وصاحبہ ج ۲ ص ۹۰۵ رقم: ۱۱۳، سنن الکبریٰ للبیہقی: باب من اراد غزوۃ فوری بغیرہا ج ۲ ص ۱۲۵ رقم: ۱۸۱۹، مسند امام احمد بن حنبل حدیث کعب بن مالک ج ۲ ص ۶۹ رقم: ۱۵۸۲۰، صحیح بخاری: باب حدیث کعب بن مالک ج ۲ ص ۱۶۰ رقم: ۲۱۵۶، جامع الاصول: سورۃ براءۃ ج ۱ ص ۴۷۱ رقم: ۱۱۶)

شرح حدیث: غزوہ تبوک

تبوک مدینہ اور شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے چودہ منزل دور ہے۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ تبوک ایک قلعہ کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ تبوک ایک چشمہ کا نام ہے۔ ممکن ہے یہ سب باتیں موجود ہوں!

یہ غزوہ سخت قحط کے دنوں میں ہوا۔ طویل سفر، ہوا گرم، سواری کم، کھانے پینے کی تکلیف، لشکر کی تعداد بہت زیادہ، اس لیے اس غزوہ میں مسلمانوں کو بڑی تنگی اور تنگ دستی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کو جیش العسرۃ (تنگ دستی کا لشکر) بھی کہتے ہیں اور چونکہ منافقوں کو اس غزوہ میں بڑی شرمندگی اور شرمساری اٹھانی پڑی تھی۔ اس وجہ سے اس کا ایک نام غزوہ فاحشہ (رسوا کرنے والا غزوہ) بھی ہے۔ اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس غزوہ کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ رجب ۹ھ جمعرات کے دن روانہ ہوئے۔ (مدارج النبوۃ، قسم سوم، باب نمبر ۲، ص ۳۳۳-۳۳۴) (واللہ اعلم بالصواب)

شرح الزرقانی، باب ثم غزوہ تبوک، ج ۴، ص ۶۵-۶۷ ملخصاً

غزوہ تبوک کا سبب

عرب کا غسانی خاندان جو قیصر روم کے زیر اثر ملک شام پر حکومت کرتا تھا چونکہ وہ عیسائی تھا اس لیے قیصر روم نے اس کو اپنا آلہ کار بنا کر مدینہ پر فوج کشی کا عزم کر لیا۔ چنانچہ ملک شام کے جو سوداگر روغن زیتون بیچنے مدینہ آیا کرتے تھے۔

انہوں نے خبر دی کہ قیصر روم کی حکومت نے ملک شام میں بہت بڑی فوج جمع کر دی ہے۔ اور اس فوج میں رومیوں کے علاوہ قبائل لغم و جذام اور غسان کے تمام عرب بھی شامل ہیں۔ ان خبروں کا تمام عرب میں ہر طرف چرچا تھا اور رومیوں کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں تھی اس لیے ان خبروں کو غلط سمجھ کر نظر انداز کر دینے کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فوج کی تیاری کا حکم دے دیا۔

لیکن جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ اس وقت حجاز مقدس میں شدید قحط تھا اور بے پناہ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی ان وجوہات سے لوگوں کو گھر سے نکلنا شاق گزر رہا تھا۔ مدینہ کے منافقین جن کے نفاق کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا وہ خود بھی فوج میں شامل ہونے سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود تیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔ مگر ان تمام مجاہدین کے لیے سوار یوں اور سامان جنگ کا انتظام کرنا ایک بڑا ہی کٹھن مرحلہ تھا کیونکہ لوگ قحط کی وجہ سے انتہائی مفلوک الحال اور پریشان تھے۔ اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی امداد طلب فرمائی۔ اس طرح اسلام میں کسی کار خیر کے لیے چندہ کرنے کی سنت قائم ہوئی۔

(المواہب اللدیہ و شرح الزرقانی، باب ثم غزوة تبوک، ج ۳، ص ۶۸-۷۲)

اس غزوہ میں جو لوگ غیر حاضر رہے ان میں اکثر منافقین تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ واپس آئے اور مسجد نبوی میں نزول اجلال فرمایا تو منافقین قسمیں کھا کھا کر اپنا اپنا عذر بیان کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا لیکن تین مخلص صحابیوں حضرت کعب بن مالک و ہلال بن امیہ و مرارہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پچاس دنوں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بایکٹ فرما دیا۔ پھر ان تینوں کی توبہ قبول ہوئی اور ان لوگوں کے بارے میں قرآن کی آیت نازل ہوئی۔ (المواہب اللدیہ و شرح الزرقانی، باب ثم غزوة تبوک، ج ۳، ص ۷۰، ۷۱، ۷۲)

حضرت ابو نجید نون پر پیش اور جیم پر زبر کے ساتھ عمران بن حصین الخزاعی ؓ سے روایت ہے کہ جبینہ قبیلہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی یہ حاملہ بالزنا تھی اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھ سے "حد" کا جرم سرزد ہو گیا ہے اس کا مجھ پر حکم قائم فرمائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے سربراہ کو بلایا اور فرمایا کہ اس کو اچھے طریقے سے رکھو جب یہ بچہ جنم دے لے تو اس کو میرے پاس لانا اس نے ایسا ہی کیا اب نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اس عورت کے

(22) وَعَنْ أَبِي نُجَيْدٍ بَضْمِ الثَّوْبِ وَفَتْحِ

الْجِيمِ - عِمْرَانُ بْنُ الْحَصَنِ الْخَزَاعِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزَّانِي. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْنِي عَلَى. فَدَعَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْتَهَا. فَقَالَ: أَحْسِنِ إِلَيْهَا. فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَتِنِي فَفَعَلْ فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَشَدَّتْ عَلَيْهَا لِيَابَهَا. ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ. ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: تُصَلِّي

عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ زَنْتُ، قَالَ: لَقَدْ تَكَبَّثَ
تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَاءَتْ
بِنَفْسِهَا لِلَّهِ - عَزَّ وَجَلَّ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کپڑے اس کے جسم پر باندھ دیے گئے پھر آپ کے حکم
پر اس کو رجم کر دیا گیا پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی تو حضرت
عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اس کے زنا
کے باوجود آپ اس پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں فرمایا اس
نے اتنی توبہ کی ہے کہ اگر ستر (۷۰) اہل مدینہ میں تقسیم
کر دی جائے تو سب کو کافی ہو جاتی۔ کیا تم اس کی یہ
فضیلت نہیں دیکھتے کہ اس نے اللہ عزوجل کی رضا کے
لئے اپنی جان کو قربان کر دیا۔ (مسلم)

تفہیم حدیث: (صحیح مسلم: باب من اعترف من نفسه بالزنا: ج ۲ ص ۲۲۰ رقم: ۳۵۱۹ السنن العربی باب النہی
ج ۲ ص ۳۹۵ رقم: ۳۳۴۱ سنن ابوداؤد: باب المرأة التي امر النبي صلى الله عليه وسلم برجمها ج ۲ ص ۲۲۰ رقم:
۳۳۴۲ سنن الدارمی: باب الحامل اذا اعترفت بالزنا: ج ۲ ص ۲۲۵ رقم: ۳۳۲۵ مسند امام احمد بن حنبل: حدیث عمران بن حصین
رحمۃ اللہ علیہ: ج ۲ ص ۳۳۵ رقم: ۱۹۱۴)

شرح حدیث: سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: سچی توبہ کے یہ معنی
ہیں کہ گناہ پر اس لئے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی نادوم و پریشان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گناہ کے
پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم (یعنی ارادہ) کرے جو چارہ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۲۱)

سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالہ کو کافی دوائی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے
بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک و کفر، سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لئے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی
نادوم و پریشان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے جو چارہ کار اس
کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب، مرقہ، رشوت، ربا سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے
لئے ان جرائم کا چھوڑ دینا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو نماز روزے ناغہ کئے ان کی قضا کرے جو مال
جس جس سے چینا، چرا یا، رشوت، سود میں لیا انھیں اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کر دے یا معاف کرائے،
پتانہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے
انھیں پھیر دوں گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۲۲)

احکام فقہیہ

حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اس سے مقصود لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک تو بہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہوگا۔ (الدر المختار، کتاب الحدود ج ۶، ص ۵)

ندامت ہو تو ایسی ہو

بصرہ میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کا نام رضوان تھا۔ وہ اکثر کھیل کود اور نافرمانیوں میں مبتلا رہتا، آوارہ گردی اور سرکشی میں مبتلا رہتا، رات بھر شراب کے نشے میں مست رہتا۔ اس پر بدبختی غالب تھی اور شیطان نے اسے گمراہ کر رکھا تھا۔ ایک دن جب وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھا اور نافرمان دوست بھی اس کے ساتھ تھے کہ اس نے ایک فقیر دیکھ جو راستے پر چلتے چلتے چند اشعار گنگنا رہا تھا، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

جب تو کسی دن اہل زمانہ سے تہائی میں ہو تو یوں نہ کہہ کہ میں خلوت میں ہوں بلکہ یوں کہہ کہ مجھ پر ایک نگہبان ہے اور اللہ عزّ و جلّ کو لمحہ بھر بھی غافل نہ جان اور نہ یہ گمان کر کہ اس پر کوئی چھپی بات پوشیدہ ہے۔

یہ نصیحت بھرا کلام سنتے ہی نوجوان رونے لگ گیا، اس نے فقیر کو اللہ عزّ و جلّ کا واسطہ دے کر کہا کہ وہ یہ اشعار دوبارہ پڑھے۔ فقیر نے دوبارہ پڑھے۔ نوجوان نے اسے اپنی مجلس میں آنے کا اصرار کیا۔ چنانچہ وہ چلا آیا، نوجوان کہنے لگا: یا سیدی! اللہ عزّ و جلّ کی قسم! آپ کی زیارت ہمارے لئے باعث سعادت ہے، ہمیں آپ کی آواز اور نغمہ بھلا لگا۔ لہذا اپنے نعموں سے ہماری زندگی کو پاکیزہ کر دو۔ چنانچہ فقیر نے چند اشعار پڑھنا شروع کر دیے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

اللہ عزّ و جلّ کا رزق کھا کر بھی تُو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ جب تُو اس کی مخلوق سے چھپتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اے انسان! اللہ عزّ و جلّ کی نافرمانی سے بچ۔ تو جو بھی گناہ کرتا ہے وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے اور جانتا ہے۔

نوجوان پھر رونے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا تو اُس نے شراب کے برتن توڑ ڈالے اور فقیر کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی: یا سیدی! کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟ اُس نے جواب دیا: یہ رب عزّ و جلّ سے صبح کی گھڑی ہے، اللہ عزّ و جلّ نے تجھے نیکی کے دردازے پر لوٹنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، آج تیرے گناہ معاف کر دیئے جائیں تو تیرے لئے کتنی بڑی سعادت ہے! (لہذا تم بارگاہِ الہی عزّ و جلّ میں سچی توبہ کر لو)۔ نوجوان نے پھر چیخ ماری، اس پر غشی طاری ہو گئی اور زمین پر گر گیا۔ جب اتفاقاً وہاں عرض کرنے لگا: یا سیدی! کیا مجھ سے گزشتہ گناہوں کا مواخذہ ہوگا؟ فقیر نے کہا: نہیں، اللہ عزّ و جلّ کی قسم! خالص محبت کتنی عمدہ ہے! مجبین کے لئے دوری کے بعد لذتِ قرب کتنی اچھی ہے! پھر قرب کے بعد ہجر و فراق کی گھڑی کتنی شدید ہے! اے (اللہ عزّ و جلّ سے کئے ہوئے) عہدِ محبت کو بھولنے والے! تو نے اپنے رب عزّ و جلّ سے معاملہ کیا پھر غفلت کی میٹھی نیند سو گیا۔ تُو کس فضول کام میں مشغول ہے؟ اس سے تو نے کیا پایا؟

نہیں، بلکہ تُو نے تو اپنا مقصود ضائع کر دیا۔ آج ہی نیکیوں پر کمر بستہ ہو جا اور گزشتہ گناہوں کو ترک کر دے اور درویشی اختیار کر لے۔ تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس پر نو جوان کے آنسو بہہ پڑے اور اس کے دوست بھی رونے لگے پھر انہوں نے توبہ کی اور لباسِ زیبِ وزینت اُتار پھینکا۔ نو جوان نے ربِّ عَزَّ وَجَلَّ کے حضور سچی توبہ کی اور اپنے پچھے بُرے افعال پر بے حد شرمسار ہوا۔ اس نے ساری رات آہ و بکا، گریہ و زاری اور حسرت و ندامت سے بچھاڑیں کھاتے ہوئے فقیر کے پاس گزاری۔ جب سحری کا وقت ہوا تو اسے پھر اپنے گناہ اور نافرمانیاں یاد آ گئیں۔ چنانچہ، اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب فقیر نے اُسے حرکت دے کر دیکھ تو وہ دنیاۓ فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔

(الرَّؤُوسُ الْفَاقِقُ فِي التَّوَابِ وَالْزَّائِقُ مُعْتَفٍ الشَّيْخُ فَكَيْبُ خَرَيْش رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ صَفْحَ ۴۴۴)

(23) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ أَنَّ لَابْنَ آدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابَ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر آدمی کے پاس ایک وادی سونے کی ہو تو وہ دو کی خواہش کرے گا اور اس کے منہ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب ما یعتق من فتنۃ البال، ج ۲ ص ۱۲، رقم: ۶۳۲۹، صحیح مسلم، باب لو ان لابن آدم وادیين لا یتقئ ثالثاً، ج ۱ ص ۶۱، رقم: ۲۳۶۳، المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمہ النس بن مالک، ج ۱ ص ۶۱، رقم: ۱۲۴۱، مسند ابی یعلیٰ، مسند النس بن مالک، ج ۲ ص ۲۵۹، رقم: ۳۵۱۱، مسند امام احمد بن حنبل، مسند النس بن مالک، ج ۳ ص ۲۳۱، رقم: ۱۳۵۱)

شرح حدیث: ابن آدم کی حرص

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اکرم، نور مجسم، نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے جسم کے کسی حصہ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر کی طرح رہ اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کر۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب مثل الدنیا، الحدیث ۴۱۱۳، ص ۲۷۲)

اے گناہوں کے حریص! اے موت کے جھٹکوں سے غافل! (شن!) یقیناً موت اچانک آجائے گی۔ مال و گناہ کی طمع کسی عقل مند کا کام نہیں۔ تو گناہوں میں جلدی کرتا اور توبہ کو آئندہ سال تک مؤخر کرتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ غنی کا (قرض کی ادائیگی کے معاملے میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے تجھے جوانی، صحت اور فراغت کی دولت سے غنی کر دیا پھر بھی تو توبہ میں ٹال مٹول کرتا ہے۔ دنیا پر بادشاہت کرنے والے، بڑے بڑے جابر اور لیڈر کہاں چلے گئے؟ بندوں پر بڑائی چاہنے والوں کو کیا ہو گیا؟ کہاں ہیں قاتل اور حملہ کرنے والے؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! موت کے تیراں سب میں پیوست ہو گئے، وہ اب قتل گاہوں میں پڑے ہیں۔ اور موت نے انہیں فرش اور قالین کے بعد پچھاڑ کر پتھر کی سیل اور

چنان کے درمیان رکھ دیا۔

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمان عبرت نشان ہے:

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (پ 26، ق: 19)

یعنی موت کی سختیوں کا سامنا، ملک الموت علیہ السلام کو دیکھنا اور بندے پر اس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانہ ظاہر ہونا زبردست امور ہیں اور یہ سکرات موت کے وقت ظاہر ہوں گے اور یہ حق ہے، اس کو حضور نبی مکرم، رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان بالغیب میں بیان فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد منکر نکیر کے سوالات کا مرحلہ ہے کہ میت کو قبر میں اتارے جانے کے بعد سب سے پہلے اسی سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ اور موت کی سختیاں بیان ہو چکی ہیں اور یہ ہر شخص پر اس کے اعمال کے مطابق ہوں گی۔

ان کو سکرات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہوش اڑا دیتی اور ذہن کو غائب کر دیتی ہیں جیسے مدہوش نشے کی حالت میں ہوتا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہوگی کہ آدمی پر اس کے اچھے برے اعمال اور ان کی جزا موت کے وقت ظاہر ہوگی۔ غیبت کرنے والے کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جائے گا، غیبت سننے والے کے کانوں میں جہنم کی آگ کی سیخیں پروئی جائیں گی اور ظالم کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہر مظلوم کے پاس پہنچ جائے گا۔ حرام خور کو جہنم کا کانٹے دار درخت، زقوم کھانے کو دیا جائے گا۔ اسی طرح دیگر افعال کی جزا سزا دی جائے گی۔ ان سب کا ظہور موت کی سختیوں کے وقت ہوگا اور میت کو بے بعد دیگرے ان سے گزرنا ہوگا، اور آخر میں اس کی روح قبض کی جائے گی۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (پ 26، ق: 19)

یعنی یہ وہ موت ہے لمبی امیدوں اور دنیا میں زندہ رہنے کی حرص کے سبب جس سے تو بھاگتا تھا۔

مال کی محبت

ایک حدیث میں ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں ایک امید دوسری مال کی

محبت۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ شین سے، رقم ۶۴۲۰، ج ۴، ص ۲۲۲)

لاالچ اور حرص کا جذبہ خوراک لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت، غرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔ اگر لالچ کا جذبہ کسی انسان میں بڑھ جاتا ہے تو وہ انسان طرح طرح کی بداخلاقیوں اور بے مروتی کے کاموں میں پڑ جاتا ہے اور بڑے سے بڑے گناہوں سے بھی نہیں چوکتا۔ بلکہ سچ پوچھے تو حرص و طمع اور لالچ درحقیقت ہزاروں گناہوں کا سرچشمہ ہے اس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیے۔

اس قلبی مرض کا علاج صبر و قناعت ہے یعنی جو کچھ خدا کی طرف سے بندے کو مل جائے اس پر راضی ہو کر خدا کا شکر بجا لائے اور اس عقیدہ پر جم جائے کہ انسان جب ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اسی وقت فرشتہ خدا کے حکم سے انسان کی چار چیزیں لکھ دیتا ہے۔ انسان کی عمر، انسان کی روزی، انسان کی نیک نصیبی، انسان کی بد نصیبی، یہی انسان کا نوشتہ تقدیر ہے۔ لاکھ سر مارو مگر وہی ملے گا جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اس کے بعد یہ سمجھ کر کہ خدا کی رضا اور اس کی عطا پر راضی ہو جاؤ اور یہ کہہ کر لاج کے قلعے کو ڈھا دو کہ جو میری تقدیر میں تھا وہ مجھے ملا اور جو میری تقدیر میں ہو گا وہ آئندہ ملے گا اور اگر کچھ کمی کی وجہ سے قلب میں تکلیف ہو اور نفس ادھر ادھر لپکے تو صبر کر کے نفس کی لگام کھینچ لو۔ اسی طرح رفتہ رفتہ قلب میں قناعت کا نور چمک اٹھے گا اور حرص و لاج کا اندھیرا بادل چھٹ جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قناعت کبھی ختم نہ ہونے والا خزانہ ہے۔ (کتاب الاحکام، الحدیث ۱۰۴، ص ۸۸)

(24) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَضْحَكُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسَلِّمَ فَيُسَاسَّ شَهِدًا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سبحانہ تعالیٰ دو آدمیوں پر خوب راضی ہو گا کہ ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور جنت میں دونوں جائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جاتا ہے پھر قاتل کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے تو وہ مسلمان ہو کر شہید ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح البغاری: باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسند بعدو یقتل ج ۱ ص ۱۰۰، رقم: ۲۸۲۱ صحیح مسلم باب بیان الرجل یقتل احدهما الاخر ید فلان الجنة ج ۲ ص ۴۰۱، رقم: ۵۰۰۰ صحیح ابن حبان باب فضل الشهادة ج ۲ ص ۵۲۲، رقم: ۳۶۶۰ سنن سعید بن منصور باب ما جاء فی فضل الشهادة ج ۲ ص ۲۱۳، رقم: ۲۵۴۹ مسند امام احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۳۶۲، رقم: ۱۹۷۷)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یہ قاتل و مقتول دونوں ایک ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جنت میں جاویں گے۔ خیال رہے کہ دنیا کی تمام مسلمانوں کی ذاتی عداوتیں آخرت میں ختم ہو جاویں گی، یوں ہی دنیا کی جسمانی محبتیں بھی وہاں فنا ہو جائیں گی، ایمانی عداوت و رحمت باقی رہے گی، مسلمان باپ کافر بیٹے کو عذاب میں دیکھ کر خوش ہو گا اور اجنبی مسلمان دوسرے مسلمان کو عذاب میں دیکھ کر ملول ہو گا، اس کی سفارش و شفاعت کر کے اسے بخشوائے گا، یونہی وہ دو مسلمان جو دنیاوی معاملات میں ایک دوسرے کے

دشمن تھے وہاں دوست ہو جائیں گے۔

رب فرماتا ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر رو برو بیٹھے۔

(الحجر: ۴۷)

اور فرماتا ہے:

إِلَّا خِلَافَ يَوْمَئِذٍ لِّبَعْضِهِم لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔ (الزمر: ۶۷)

مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الا فاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں

اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے آپ نے فرمایا دو دوست مومن اور دو دوست کافر، مومن دوستوں میں ایک مرجاتا ہے تو بارگاہ الہی میں عرض کرتا ہے یا رب فلاں مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری کا اور نیکی کرنے کا حکم کرتا تھا اور مجھے برائی سے روکتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا ہے، یا رب اس کو میرے بعد گمراہ نہ کر اور اس کو ہدایت دے جیسی میری ہدایت فرمائی اور اس کا اکرام کر جیسا میرا اکرام فرمایا، جب اس کا مومن دوست مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم میں ہر ایک دوسرے کی تعریف کرے تو ہر ایک کہتا ہے کہ یہ اچھا بھائی ہے، اچھا دوست ہے، اچھا رفیق ہے۔ اور دو کافر دوستوں میں سے جب ایک مرجاتا ہے تو دعا کرتا ہے، یا رب فلاں مجھے تیری اور تیرے رسول کی فرماں برداری سے منع کرتا تھا اور بدی کا حکم دیتا تھا، نیکی سے روکتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ مجھے تیرے حضور حاضر ہونا نہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعریف کرے تو ان میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے بڑا بھائی، بڑا دوست، بڑا رفیق۔

سیدنا وحشی کا قبول اسلام

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والے وحشی بن حرب کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اسلام قبول کرنے کے لئے دعوت دی۔ اس نے جواب میں یہ کہلا بھیجا، آپ کیونکر مجھے اسلام کی طرف آمادہ کر رہے ہیں جب کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ قاتل، مشرک اور زانی جہنم میں ڈالا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے عذاب کو دو گنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ جہنم میں ذلیل و خوار ہوتا رہے گا۔ اور میں نے ان سب کاموں کو کیا ہے، تو کیا ان سب کے باوجود آپ میرے چھٹکارے کی کوئی راہ پاتے ہیں۔

اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (الفرقان: ۷۰)

جب وحشی کو اس آیت کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے اپنا اشکال پیش کیا کہ نیک اعمال اور توبہ کی شرط تو بہت بڑی ہے، عین ممکن ہے کہ میں اس کو پورا نہ کر پاؤں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی،

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور اس کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔ (النساء: ۴۸)

اس آیت کو سن کر وحشی نے کہا، میرے گمان میں یہ خدا (عزوجل) کی مشیت پر ہے مجھے کیا پتہ کہ میری مغفرت ہوگی بھی یا نہیں؟ کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی امید افزا بات ہے یا نہیں؟ تب یہ آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

ترجمہ کنز الایمان: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (زمر: ۵۳)

یہ سن کر حضرت سیدنا وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اب ٹھیک ہے۔ اور دامن اسلام میں آگئے۔

(مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۲۲۳، رقم الحدیث ۱۳۱۴)

صبر کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم تم کو کچھ خوف، بھوک اور مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ آزمائیں گے اور خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: صبر کرنے والوں کو ان کے اجر بغیر حساب کے دیے جائیں گے۔

3- بَابُ الصَّبْرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا) (آل عمران: 200)۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ) (البقرة: 155)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّمَا يُوفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ) (الزمر: 10)۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ) (الشوری: 43)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ) (البقرة: 153).
وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ) (محمد: 31).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: صبر کرنا اور معاف کرنا
ہمت والے کاموں میں سے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: صبر اور نماز کے ساتھ مدد
طلب کرو بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم تم ضرور
آزمائیں گے تا آنکہ تم میں سے مجاہدین اور صبر کرنے
والوں کو ظاہر کر دیں۔

وَالْآيَاتُ فِي الْأَمْرِ بِالصَّبْرِ وَبَيَانِ فَضْلِهِ
كَثِيرَةٌ مَعْرُوفَةٌ.

صبر کے حکم اور اس کی فضیلت کے بیان میں
آیات بکثرت معروف ہیں۔

(25) وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ
الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الظُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْبَيْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
تَمْلَأُنِ - أَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ،
وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ. كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوا
فَبَائِعُ نَفْسِهِ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے الحمد للہ (کہنا) میزان کو
بھر دیتا ہے سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں آسمان و زمین
کے درمیان کو بھر دیتے ہیں۔ اور نماز نور ہے اور صدقہ
دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں یا
تیرے خلاف دلیل ہے سب لوگ اپنے آپ کو کام میں
لگاتے ہیں پھر اپنے آپ کو آزاد کرتے ہیں یا ہلاک کر
دیتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل الوضوء: ج ۱ ص ۱۳۰ رقم: ۵۵۶ سنن البیہقی: باب فرض الطہور: ج ۱ ص ۱۸۸ رقم: ۱۸۸ سنن الدارمی: باب ما جاء فی الطہور: ج ۱ ص ۲۱۲ رقم: ۶۷۸ مسند امام احمد بن حنبل: حدیث ابی مالک الاشعری: ج ۵ ص ۲۲۲ رقم: ۲۲۵۳ مصنف ابن ابی شیبہ: باب فی المحافظة علی الوضوء: ج ۱ ص ۱۳ رقم: ۲۸)

شرح حدیث: طہارت و صفائی کی اہمیت

بیمار جسم میں نہ صحت مند دماغ رہ سکتا ہے اور نہ صحیح روح کام کرتی ہے۔ اس لئے کہ جسم کی صفائی سے دل و دماغ میں
بلند خیالات اور پاکیزہ تصورات جنم لیتے ہیں دل بھی اچھے اور نیک کاموں کی طرف مائل ہوتا ہے اور عبادت تلاوت کی
طرف رجوع ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس دور کے تمدن کا اصل اصول صفائی ہے مگر اس اہمیت کے جاننے کے باوجود جدید

طرز تمدن میں جسمانی طہارت کا کوئی ضابطہ عمل مقرر نہیں ہے اور نہ خیالات فاسد کی اصلاح کیلئے کوئی اصول مدون ہے۔ ایک کہاوت ہے کہ صحت خوبصورتی ہے اور خوبصورتی بھی خوب صحت کی آئینہ دار ہے اس میں شک نہیں ہے کہ ایک صحت مند آدمی کی وجاہت بیمار کے مقابلہ میں بہتر ہوتی ہے اور یہ بات حفظان صحت کے اصولوں پر عمل کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلامی عقائد میں جو اہمیت توحید کی ہے وہی حیثیت عبادت میں طہارت کی ہے جیسے توحید کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا، ویسے ہی طہارت کے بغیر کوئی عبادت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ غرض جس طرح ہم توحید کو مذہبی اعتقادات کا اصل الاصول سمجھتے ہیں اسی طرح طہارت پر اپنی عبادت کا دار و مدار مانتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ طہارت ہے کیا؟ اور اسلام نے اس کے متعلق کیا احکامات دیئے ہیں۔ عام طور پر طہارت کے معنی پاکیزگی یا صفائی کے ہیں لیکن علامہ غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ اسلامی طہارت میں ظاہری و باطنی دونوں قسم کی پاکیزگی شامل ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ظاہری صفائی یہ ہے کہ جسم کسی قسم کی نجاست سے آلودہ نہ ہو بالفاظ دیگر جسم ہر قسم کی نجاست سے چاہے وہ حقیقی ہو (جو بظاہر نظر آئے جیسے بول و براز وغیرہ یا حکمی ہو) (جو نظر نہ آئے) جیسے (حدث ہوا کا اخراج) ان تمام کو دور کرنے کا نام طہارت ہے۔ اسی طرح جسم کے علاوہ لباس اور مقام عبادت وغیرہ کی ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونا شرط عبادت ہے۔ یعنی ایسی طہارت کے بغیر عبادت ناقص اور ناقابل قبول ہے۔ طہارت باطنی کا زیادہ تعلق چونکہ دل سے ہے اس لئے ارشاد ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے صورتوں کو نہیں دیکھتا۔ یہ کہ خیالات کو فاسد عقائد سے پاک کیا جائے اور دل کو کفر و شرک، ریا، بغض و کینہ اور حسد جیسی نجاستوں سے پاک کیا جائے اسلام نے دل کی طہارت کے ساتھ جسم اور لباس کی صفائی و پاکیزگی پر بہت زور دیا ہے اور ان دونوں کو پاک و صاف رکھنے کی تاکید فرمائی ہے حتیٰ کہ جسم اور لباس کی صفائی کو داخل عبادت قرار دیا ہے۔

تصوُّف کا عظیم مبدئی نسخہ

حُجَّۃُ اللہ اسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: جو شخص دل کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک نہیں کرتا فقط ظاہری طہارت (یعنی صفائی) اور زیب و زینت پر اکتفاء کرتا ہے اُس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو بادشاہ کو مدعو کرتا ہے اور اپنے گھریلو باہر سے خوب چمکاتا ہے اور رنگ و روغن کرتا ہے مگر مکان کے اندرونی حصے کی صفائی پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ چنانچہ جب بادشاہ اُس کے مکان کے اندر آ کر گندگیاں دیکھے گا تو وہ ناراض ہوگا یا راضی یہ ہر ذی شعور خود سمجھ سکتا ہے۔ (إنباء المظلوم ج 1 ص 185 ملخصاً)

حقیقت صبر کا بیان

جان لیجئے! صبر علم، حال اور عمل سے مرکب ہے، اس میں علم درخت کی طرح، حال ٹہنیوں کی طرح اور عمل پھل کی طرح ہے اور تو نے جان لیا کہ صبر میں دینی مصلحت ہے اور یہ ایسی قوت ہے جو صبر کا تقاضا کرتی ہے اور یہ صبر یہ تو عبادت ہے

ہیشگی اختیار کرنے سے یا شہوت کو ترک کرنے سے ہوتا ہے اور یوں وہ تمام احوال میں صبری کی کسی قسم کو اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مباح کاموں میں بھی میانہ روی اختیار کرتا ہے اور حد سے نہیں بڑھتا اور جہاں تک عبادت پر صبر کرنے کا کوہ ہے تو یہ جاننا چاہیے کہ وہ اس پر کچھ روز صبر کریگا تو اس کے مقابلہ میں ہمیشہ سعادت پائے گا اور عبادت پر صبر میں اسے ضرورت ہے کہ اسے نہ ظاہر کرے اور نہ ہی دکھاوے کے ذریعے ضائع کرے اور سب سے بڑا صبر خواہشات نفسانیہ اور اس کے موجبات سے بچنا ہے جیسا کہ اس کا ذکر گزر چکا ہے اور وہ باتیں جن پر صبر کرنا لازمی ہے یہ ہیں کہ کوئی انسان اسے قول یا فعل کے ذریعے اذیت دے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ہم کسی مسلمان کو اس وقت تک مؤمن شمار نہ کرتے تھے جب تک وہ اذیت پر صبر نہ کرے۔ اللہ عزّ و جلّ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: اور تم جو ہمیں ستارہ ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔ (پ 13)

اور یہ صبر کبھی نفس فعل اور اس کے احتمال پر اور کبھی بد لے پر ہوتا ہے اور اس میں ایمان کا کمال ہے۔ صبر کی ایک دوسری قسم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان چیزوں پر صبر کرنا جو انسان کے اختیار میں نہیں، جس طرح بیماری کی مصیبت، بینائی کا چلا جانا، اعضاء کا خراب ہونا اور رشتے داروں کا فوت ہونا وغیرہ۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: قرآن مجید میں صبر کی تین صورتیں مذکور ہیں: (۱) اللہ عزّ و جلّ کی طرف سے عائد فرائض کی ادائیگی پر صبر کرنا اور اس کے تین سو درجات ہیں (۲) جو کچھ اللہ عزّ و جلّ نے حرام کیا اس پر صبر کرنا اور اس کے چھ سو درجات ہیں (۳) مصیبت پر پہلے مدے کے وقت صبر کرنا اور اس کے نو سو درجات ہیں۔

صبر جمیل کی تعریف

صبر جمیل یہ ہے کہ مصیبت زدہ دوسروں میں پہچانا نہ جائے اور اس منزل تک رسائی طویل مدت تک طویل ریاضت سے ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری

ؓ سے روایت ہے کہ کچھ انصار نے رسول اللہ ﷺ سے

سوال کیا تو آپ نے ان کو عطا کیا۔ انہوں نے پھر مانگا

تو آپ نے عطا فرمایا یہاں تک کہ آپ کے پاس موجود

مال ختم ہو گیا تو آپ نے سب ختم کر دینے کے بعد ان

(26) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ

سَنَانِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نَاسًا مِنَ

الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ مَا

عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُمْ حِزْنٌ آتَفَقَ كُلُّ شَيْءٍ بِيَدِهِ: مَا

يَكُنْ عِدِيٍّ مِنْ تَحِيٍّ فَلَنْ أَذْجِرَهُ عَلَيْكَ. وَمَنْ
يَسْتَغْفِرُ يَغْفِرُ اللَّهُ. وَمَنْ يَسْتَكْفِرْ يَغْفِرِ اللَّهُ. وَمَنْ
يَتَصَبَّرْ يُصْغِرْهُ اللَّهُ. وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً بَخِيلًا
وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّابِرِ مُتَّقِيٍّ عَلَيْهِ.

تے فرمایا میرے پاس جو مال ہوتا ہے میں تم سے مانگے
نہیں کرتا اور تم میں سے جو سوال سے پہتا چاہے اس کو
اللہ تعالیٰ بچا لیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے غنا غلب طلب
کرے اسے اللہ تعالیٰ غنی کر دیتا ہے اور جو صبر اختیار کرتا
ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ صبر عطا فرماتا ہے اور صبر سے زیادہ
بہتر اور فراخ عطیہ کسی کو نہ دیا گیا۔ (بخاری ج ۱)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب الاستغفار ان المسئلة، جلد ۱ ص ۳۲۲، رقم: ۱۴۶۱، صحیح مسلم، باب فضل
التعطف والصبر ج ۱ ص ۴۰۲، رقم: ۲۲۴۱، صحیح ابن حبان، باب المسئلة والاخذ وما يتعلق به من المكافاة والغناء ج ۲ ص ۱۱۲،
رقم: ۳۳۰۰)

شرح حدیث: غنا کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہر دن ایک فرشتہ آواز دیتا ہے اے ابن آدم! تھوڑا جو تمہیں
کفایت کرے اس زیادہ سے بہتر ہے جو تمہیں سرکش بنادے۔ (إحياء علوم الدين، کتاب ذم النمل و ذم حب المال، ج ۳ ص ۳۲۰)
حضرت سہ بن عجلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اے انسان! تمہارا پیٹ ایک بالشت کا ٹکڑا ہے پھر وہ تجھے
دوزخ میں کیوں لے جاتا ہے۔

کسی دانائے پوچھا گیا کہ آپ کا مال کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ظاہر میں اچھی حالت میں رہنا، باطن میں
میانہ روی اختیار کرنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مانوس ہونا۔

(إحياء علوم الدين، کتاب ذم النمل و ذم حب المال، ج ۳ ص ۳۲۰)

حدیث شریف میں ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے، فرماتے ہیں: خاتم المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع
المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں
سے مانگے حالانکہ اسکے پاس اتنا ہے جو اسے بے پرواہ کر دے تو قیامت میں اس طرح آئیگا کہ اسکے سوال اس کے چہرے
میں گھر چن یا خارش یا زخم ہونگے، عرض کیا کیا نیا رسول اللہ! قدر غنا کیا ہے؟ فرمایا: پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا۔
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی اس کے پاس روزمرہ
کی ضروریات کھانا کپڑا ہے اور کوئی خاص ضرورت درپیش نہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب من یعطی من الصدقة و حد الغنى، الحدیث: ۱۶۲۶، ج ۲ ص ۱۸۹)

صبر اور قناعت کی دولت

حضرت سیدنا احمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو عبد اللہ محلی علیہ رحمۃ اللہ الولیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: عید الفطر کے دن نماز عید کے بعد میں نے سوچا کہ آج عید کا دن ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ میں حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القویٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انہیں عید کی مبارکباد دوں، آج تو خوشی کا دن ہے، ان سے ضرور ملاقات کرنی چاہیے۔ چنانچہ اسی خیال کے پیش نظر میں حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ الولیٰ کے گھر کی جانب چل دیا۔ وہ سادگی پسند بزرگ تھے اور ایک سادہ سے مکان میں رہتے تھے۔ میں نے وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے مجھے اندر بلا لیا۔

جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک برتن میں پھلوں اور سبزیوں کے چھلکے اور ایک برتن میں آٹے کی بُور (یعنی بھوسی) رکھی ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے کھا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں نے انہیں عید کی مبارکباد دی اور سوچنے لگا کہ آج عید کا دن ہے، ہر شخص انواع و اقسام کے کھانوں کا اہتمام کر رہا ہوگا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آج کے دن بھی اس حالت میں ہیں کہ چھلکے اور آٹے کی بھوسی کھا کر گزارہ کر رہے ہیں۔ میں نہایت غم کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا اور اپنے ایک صاحب ثروت دوست کے پاس پہنچا، جس کا نام جرجانی مشہور تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: حضور! کس چیز نے آپ کو پریشان کر دیا ہے، اللہ عزوجل آپ کی مدد فرمائے، آپ کو ہمیشہ خوش و غم رکھے، میرے لئے کیا حکم ہے؟

میں نے کہا: اے جرجانی! تمہارے پڑوس میں اللہ عزوجل کا ایک ولی رہتا ہے، آج عید کا دن ہے لیکن اس کی یہ حالت ہے کہ کوئی چیز خرید کر نہیں کھا سکتا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پھلوں کے چھلکے کھا رہے تھے، تم تو نیکیوں کے معاملے میں بہت زیادہ حریص ہو، تم اپنے اس پڑوسی کی خدمت سے غافل کیوں ہو؟

یہ سن کر اس نے کہا: حضور! آپ جس شخص کی بات کر رہے ہیں وہ دنیا دار لوگوں سے دور رہنا پسند کرتا ہے۔ میں نے آج صبح ہی اسے ایک ہزار درہم بھجوائے اور اپنا ایک غلام بھی ان کی خدمت کے لئے بھیجا لیکن انہوں نے میرے درہم اور غلام کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ جاؤ اور اپنے مالک سے کہہ دینا کہ تم نے مجھے کیا سمجھ کر یہ درہم بھجوائے ہیں؟ کیا میں نے تجھ سے اپنی حالت کے بارے میں کوئی شکایت کی ہے؟ مجھے تمہارے ان درہموں کی کوئی حاجت نہیں، میں ہر حال میں اپنے پروردگار عزوجل سے خوش ہوں، وہی میرا مقصودِ اصلی ہے، وہی میرا کفیل ہے اور وہ مجھے کافی ہے۔

اپنے دوست سے یہ بات سن کر میں بہت متعجب ہوا اور اس سے کہا: تم وہ درہم مجھے دو، میں ان کی بارگاہ میں یہ پیش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ قبول فرمائیں گے۔ اُس نے فوراً غلام کو حکم دیا: ہزار ہزار درہموں سے بھرے ہوئے دو تھیلے لاؤ۔ پھر اس نے مجھ سے کہا: ایک ہزار درہم میرے پڑوسی کے لئے اور ایک ہزار آپ کے لئے تحفہ ہیں۔ آپ یہ حقیر سا

نذرانہ قبول فرمائیں۔ میں وہ دو ہزار درہم لے کر حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مکان پر پہنچا اور دروازے پر دستک دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازے پر آئے اور اندر ہی سے پوچھا: اے ابو عبد اللہ محاطی! تم دوبارہ کس لئے یہاں آئے ہو؟ میں نے عرض کی: حضور! ایک معاملہ درپیش ہے، اسی کے متعلق کچھ گفتگو کرنی ہے۔ پس انہوں نے مجھے اندر آنے کی اجازت عطا فرمادی میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور پھر درہم نکال کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں نے تجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی اور تم میری حالت سے واقف ہو گئے۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم میری اس حالت کے امین ہو۔ میں نے تم پر اعتماد کیا تھا، کیا اس اعتماد کا صلہ تم اس دنیوی دولت کے ذریعے دے رہے ہو؟ جاؤ! اپنی یہ دنیوی دولت اپنے پاس ہی رکھو، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔

حضرت سیدنا عبد اللہ محاطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ان کی یہ شان استغناء دیکھ کر میں واپس چلا آیا اور اب میری نظروں میں دنیا حقیر ہو گئی تھی۔ میں اپنے دوست جرجانی کے پاس گیا اسے سارا ماجرا سنایا اور ساری رقم واپس کر دینا چاہی تو اس نے یہ کہتے ہوئے وہ درہم واپس کر دیئے کہ اللہ عز و جل کی قسم! میں جو رقم اللہ عز و جل کی راہ میں دے چکا اسے کبھی واپس نہ لوں گا لہذا یہ مال تم اپنے پاس رکھو اور جہاں چاہو خرچ کرو۔ پھر میں وہاں سے چلا آیا اور میرے دل میں مال کی بالکل بھی محبت نہ تھی میں نے سوچ لیا کہ میں یہ ساری رقم ایسے لوگوں میں تقسیم کر دوں گا جو شدید حاجت مند ہونے کے باوجود دوسروں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ صبر و شکر سے کام لیتے ہیں اور اپنی حالت حتی الامکان کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ (عیون الیاتیات مؤلف امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایماندار کا سارا معاملہ ہی عجیب ہے اس کا سارا معاملہ بھلائی ہی ہے اور یہ چیز صرف ایماندار کو ہی حاصل ہے اگر اسے خوشحالی میسر ہو تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تکلیف و تنگدستی آجائے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کیلئے بہتر ہے۔ (مسلم)

(27) وَعَنْ أَبِي يَحْيَىٰ صُهَيْبِ بْنِ سَنَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ زَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب المؤمن امره كله خير: ج ۲ ص ۸۲۷ رقم: ۶۶۲۲ المعجم الاوسط للطبرانی من اسماہ علی ج ۲ ص ۷۸۲ رقم الحدیث: ۳۸۳۹ سنن الدارمی: باب فی اسماء النبی: ج ۳ ص ۷۸ رقم: ۲۸۷۲ مسند امام احمد بن حنبل: حدیث صہیب بن سنان: ج ۳ ص ۳۳۲ رقم: ۱۸۹۵۲ حدیث ابی الفضل الزہری: ص ۲۱۶ رقم: ۲۳۲)

شرح حدیث: صبر اور نماز سے مدد چاہو

اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے:

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۖ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ (پ ۱، المقرة: ۴۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر اُن پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔

شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و نلال، صاحبِ مجود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: پل صراطِ جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا جس طرح پل نہر کے دائیں اوزبائیں کنارے پر نصب کیا جاتا ہے۔ اگر (گزرنے والا) مسلمان نمازی ہو تو اس کی دائیں جانب ایک پردہ حائل ہو جائے گا اور اگر مصیبتوں اور آفات پر صبر کرنے والا بھی ہو تو اس کی بائیں جانب بھی ایک پردہ حائل ہو جائے گا اور اگر نہ نمازی نہ ہوا نہ صابر تو پل صراطِ عبور کرتے وقت جہنم کے شعلے اس کے پہلوؤں کو کھا ڈالیں گے۔ تم صبر و نماز سے مدد طلب کرو تا کہ تم سے آگ کے شعلے دور کر دیے جائیں۔

(۴) انعمینا و مؤخریح القلب الخ، و ان مؤلف فتیہ ابواللیث نصر بن محمد سرمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۳۷۳ھ)

جنتی عورت

حضرت سیدنا عطاء بن ابورباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اہل جنت میں سے کوئی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا، ضرور دکھائیے۔ فرمایا یہ حبشی عورت، جب یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے مرگی کا مرض ہے جس کی وجہ سے میرا ستر یعنی پردہ کھل جاتا ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ عزوجل سے میرے لئے دعا کیجئے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہارے لئے جنت ہے اور اگر چاہو تو میں اللہ عزوجل سے تمہارے لئے دعا کروں کہ وہ تجھے عافیت عطا فرمادے۔ تو اس نے عرض کیا، میں صبر کروں گی۔ پھر عرض کیا کہ میرا پردہ کھل جاتا ہے، اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ میرا پردہ نہ کھلا کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ (صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب فضل من یصرع من الریح، رقم ۵۶۵۲، ج ۳، ص ۶)

آزمائش میں صبر

حضرت سیدنا ابوالہمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل تم میں سے کسی کو مصیبت میں مبتلا کر کے آزماتا ہے

جیسے تم میں سے کوئی اپنے سونے کو آگ کے ذریعے آزماتا ہے تو جو اس آزمائش میں خالص سونے کی طرح نکلتا ہے یہ وہ شخص ہے جسے اللہ عزوجل نے شبہات سے محفوظ رکھا، اور جو اس آزمائش میں کم تر سونے کی مثل نکلتا ہے تو یہ وہ شخص ہے جو شبہ میں جا پڑتا ہے اور جو اس آزمائش میں سیاہ سونے کی مثل نکلتا ہے یہ وہی ہے جو آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔

(المعجم الکبیر، رقم ۶۹۸، ج ۸، ص ۱۶۶)

(28) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا

قُلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَاکْرُبْ أَبَتَاهُ. فَقَالَ: لَيْسَ عَلَى أَبِيكَ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ، قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ! يَا أَبَتَاهُ، جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ! يَا أَبَتَاهُ، إِيَّيْ جِبْرِيلَ نَدَّاهُ! فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْتَفُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ؟! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی طبیعت اقدس بوجھل ہوئی اور تکلیف آپ کو گھیرنے لگی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے انوس میرے بابا کی تکلیف تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد تیرے بابا کو تکلیف نہ ہوگی پس جب آپ نے وصال فرمایا تو حضرت سیدہ نے کہا: اے میرے بابا جان! آپ کے رب نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا۔ اے میرے بابا جان جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ اے میرے بابا جان! ہم آپ کی وفات کی اطلاع جبریل علیہ السلام کو دیتے ہیں جب آپ ﷺ دفن ہو چکے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالنا لحد رے دلوں نے گوارا کر لیا تھا۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، ج ۱، ص ۱۵، رقم: ۳۴۱۲، مستدرک

لسحاق، کتاب الجنائز، ج ۱، ص ۷۳، رقم: ۱۳۰۸، سنن الکبیری للبیہقی، باب اہالة التراب فی القبر بالساجی، ج ۱، ص ۳۰۹، رقم: ۱۱۵،

مسند عبد بن حمید، مسند انس بن مالک، ص ۳۰۲، رقم: ۱۳۶۴، سنن ابن ماجہ، باب ذکر وفاته صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۱۲،

رقم: ۱۱۳۰)

شرح حدیث: جنت کیا ہے؟

پس جب موت کے وقت دل پر اہل و عیال، مال، مکان، زمین، دوستوں اور ساتھیوں کی محبت غالب ہو تو اس شخص کا مرکز محبت دنیا ہوگا چنانچہ دنیا اس کی جنت ہے کیونکہ جنت اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں تمام محبوب جمع ہوں پس اس کی موت جنت سے نکلنا اور اس کے اور اس کی خواہشات کے درمیان رکاوٹ کا نام ہے اور ایسے آدمی کا حال مخفی نہیں ہے۔

چنانچہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے ذکر معرفت اور فکر کے سوا کوئی محبوب نہ ہو تو یہ دنیا اس کیلئے قید خانہ ہے کیونکہ قید

خانہ وہ ہوتا ہے جو قیدی کو اس کی محبوب چیزوں کے حصول میں مانع ہو پس اس کی موت محبوب کی طرف جانا اور قید خانے سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے اور جو شخص قید خانے سے آزاد ہو جائے اور اس کے اور اس کے محبوب کے درمیان تخلیہ ہو اور کسی قسم کی رکاوٹ اور خرابی باقی نہ رہے اس کا حال بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ تو ایسا شخص جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو موت کے بعد سب سے پہلے یہی فائدہ حاصل کرتا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے وہ اس کے علاوہ ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے پیدا کیا جو دینوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اس پر راضی اور مطمئن ہوتے ہیں ان کے لئے سزا، زنجیریں اور بیڑیاں پیدا کیں اور طرح طرح کی ذلت الگ ہے ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حالت اسلام میں عافیت کے ساتھ موت دے اور نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔

اور اس دعا کی قبولیت کی طبع اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کی جائے اور محبت خداوندی کے حصول کے لئے اس کے غیر کی محبت کو دل سے نکالنا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے یعنی جاہ و مرتبہ، مال اور وطن وغیرہ سب سے قطع نہ کرنا ضروری ہے۔ زیادہ مناسب یہی ہے کہ ہم دعائیں جو تاجدارِ انبیاء نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِزْرِئْنِيْ حُبَّكَ وَحُبِّ مَنْ اَحَبَّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ النَّبَاِ
الْبَارِدِ

ترجمہ: یا اللہ (عز و جل)! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ان کی بھی جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور اس عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے عطا فرما اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنا دے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۱ باب جامع الدعاء)

عین موت کے وقت

غرض یہ ہے کہ موت کے وقت امید، زیادہ ض ہے کیونکہ وہ محبت کو زیادہ ابھارنے والی ہے اور موت سے پہلے غلبہ خوف زیادہ ض ہے کیونکہ وہ خواہشات کی آگ کو زیادہ جلانے والا اور دل سے دنیا کی محبت کو زیادہ ختم کرنے والا ہے اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَمُوتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِرَبِّهِ

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص ہرگز نہ مرے مگر وہ اپنے رب کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔

(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۸۷ کتاب الجنۃ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حدیث شریف میں ہے):

أَنَا حُذِّقْتُ عَنْ بَنِي كَلْبٍ بَنِي مَاشَاءَ

ترجمہ: میں اپنے بندے کی امید کے قریب ہوں۔ تو اب مجھی چاہے مجھ سے امید رکھے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۳۱۵ مرویات ابی ہریرہ)

جب حضرت سیدنا سلیمان تیمی رحمہ اللہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے میرے بیٹے! مجھ سے رخصتوں کا بیان کرنا اور امید یاد دلانا تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کے ساتھ ملاقات کروں۔

(29) وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بْنِ حَارِثَةَ

مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَبِيبَةِ وَابْنِ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَرْسَلْتُ بَنِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ابْنِي قَدْ اخْتَصِرَ فَاشْهَدْنَا، فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: إِنَّ إِلَهُ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا آغَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَضَيِّرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنِيهَا. فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو بَنٍ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرِجَالُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَرَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ، فَأَقْعَدَهُ فِي حَجْرِهِ وَلَفْسُهُ تَقَعَّقُ، فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا هَذَا، فَقَالَ: هَذِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: فِي قُلُوبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ. وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَمَعْنَى تَقَعَّقُ: تَتَحَرَّكُ وَتَضْطَرِبُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”جو کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام محبوب اور محبوب کے بیٹے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی نے آپ کی خدمت اقدس میں پیغام بھیجا کہ ان کا بیٹا وقت اخیر میں ہے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں تو رسول اللہ ﷺ نے سلام کہہ بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ بے شک اللہ کا ہی ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے دیا اور ہر چیز کا وقت اس کی بارگاہ میں مقرر ہے تو صبر کرو اور ثواب سمجھو انہوں نے دوبارہ قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور کچھ اور حضرات رضی اللہ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف بچے کو پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے بچے کو اپنی گود میں لیا اور اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کی چشمان مقدس میں آنسو آ گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا؟ فرمایا: یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں اسے ڈال دیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں چاہے ڈال

دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (متفق علیہ) تفعیق: کا معنی حرکت کرنا اور اکھڑنا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح البخاری باب قول الله تبارك و تعالی: قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ج ۲ ص ۸۱۵ رقم: ۲۷۰۰، صحیح مسلم باب الکاء علی البیت ج ۱ ص ۶۳۹ رقم: ۲۱۴۲، الاداب للبیہقی باب الصور والاسترجاع مع الرخصة فی الکاء ص ۵۹ رقم: ۵۱، مسند امام احمد بن حنبل حدیث اسامہ بن زید ج ۵ ص ۲۰۵ رقم: ۲۱۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ باب ما رواه اسامة بن زيد عن النبي صلى الله عليه وسلم ص ۱۳۷ رقم: ۱۵۶)

شرح حدیث: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلان نبوت سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئی کہہ اور جنگ بدر کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مکہ سے مدینہ بلا لیا تھا مکہ میں کافروں نے ان پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ان کا تو پوچھنا ہی کیا حد ہو گئی کہ جب یہ ہجرت کے ارادے سے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے باہر نکلیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا اور ایک بدنصیب کافر جو بڑا ہی ظالم تھا ہمار بن الاسود اس نے نیزہ مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا یہ دیکھ کر ان کے دیور کنہ کو جو اگرچہ کافر تھا ایک دم طیش آ گیا اور اس نے جنگ کے لئے تیرکان اٹھالیا یہ ماجرا دیکھ کر ابوسفیان نے درمیان میں پڑ کر راستہ صاف کر دیا اور یہ مدینہ منورہ (گئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب کو اس واقعہ سے بڑی چوٹ لگی چنانچہ آپ نے ان کے فضائل میں یہ ارشاد فرمایا کہ۔

ہي افضل بناتي أصيبت في

یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے بہت فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔

پھر ان کے بعد ان کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے اور دونوں ایک ساتھ رہنے لگے ان کی اولاد میں ایک لڑکا جن کا نام علی تھا اور ایک لڑکی جن کا نام امامہ تھا زندہ رہے ابن عسا کر کا قول ہے کہ علی جنگ یرموک میں شہید ہو گئے حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد محبت تھی بادشاہ حبشہ نے سلیمانی میں ایک جوڑا اور ایک قیمتی انگوٹھی دربار نبوت میں بھیجی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ انگوٹھی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمائی اس طرح کسی نے ایک مرتبہ بہت ہی بیش قیمت اور انتہائی خوبصورت ایک ہار

نذر کیا تو سب بیبیاں یہ مجھتی مجھتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ ہار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے میں ڈالیں گے مگر آپ نے یہ فرمایا کہ میں یہ ہار اس کو پہناؤں گا جو میرے گھر والوں میں مجھ کو سب سے زیادہ پیاری ہے یہ فرما کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قیمتی ہار اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے میں ڈال دیا ۸ھ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تبرک کے طور پر اپنا تہبند شریف ان کے کفن میں دے دیا اور نماز جنازہ پڑھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کو قبر میں اتارا ان کی قبر شریف بھی جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔ (شرح العلامة الزرقانی، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، ج ۴، ص ۳۱۸-۳۲۱)

جس کا ایک بچہ مرجائے اس کا ثواب

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ، میری امت میں سے جس کے دو بچے پیشوائی کرنے والے ہوں گے (یعنی فوت ہو چکے ہوں گے)، اللہ عزوجل ان کے سبب اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، اور جس کا ایک بچہ پیشوائی کے لیے گیا ہو؟ تو ارشاد فرمایا، اس کا بچہ بھی اس کی پیشوائی کریگا۔ آپ نے پھر عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جس کی پیشوائی کیلئے کوئی نہ ہو تو؟ فرمایا، تو میں ان کی پیشوائی کروں گا اور وہ میرے جیسا پیشوا ہرگز نہ پاسکیں گے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی ثواب من قدم لہ ولدا، کتاب الجنائز، رقم ۱۰۶۴، ج ۲، ص ۲۳۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرمؐ، نورِ مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے انتقال کر گئے وہ اس کے لئے جہنم کی راہ میں مضبوط ترین رکاوٹ ہوں گے۔ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے دو بچے آگے کی چکے ہیں۔ فرمایا اور دو بچے (بھی)۔ سید القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں اپنا ایک بچہ آگے بھیج چکا ہوں۔ فرمایا اور ایک بچہ (بھی)۔

گذشتہ صفحات میں حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کسی شخص کا بچہ انتقال کر جاتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، الہ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے، کیا تم نے اس کے دل کا ٹکڑا چھین لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں جی ہاں۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے، تو پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اس نے تیری حمد کی اور انا اللہ وان الیہ رجعون پڑھا۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے، میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بَیْتُ الْحَمْد رکھو۔ (ابن ماجہ، کتاب الجنائز، ماجاء فی ثواب من اصیب یولدہ، رقم ۶۰۶، ص ۲۷۲)

تین بچوں کے انتقال پر صبر کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے دعا کیجئے کیونکہ میں اپنے تین بچوں کو دفنا چکی ہوں۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کیا تین بچوں کو دفنا چکی ہے؟ اس نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا، بے شک تو نے اپنے لئے آگ سے حفاظت کیلئے ایک مضبوط دیوار تیار کر لی ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلة، باب من یوت له ولد اثنی عشر، رقم ۲۶۳۶، ج ۱، ص ۱۳۱۶)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مرجائیں اللہ عزوجل اپنی رحمت سے اسے اور ان بچوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس کے تین بچوں کا انتقال ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قبل فی اولاد المسلمین اثنی عشر، رقم ۱۳۸۱، ج ۱، ص ۵۶۵)

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید المرسلین، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جن مسلمان والدین کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مرجائیں اللہ عزوجل ان بچوں پر رحم کرتے ہوئے ان کے والدین کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

(الاحسان بترتيب ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر وثواب الامراض، رقم ۲۹۲۹، ج ۴، ص ۲۶۰)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک جادوگر تھا جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ کو کہا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرے پاس ایک لڑکا بھیج تاکہ میں اسے جادو کی تعلیم دوں۔ بادشاہ نے تعلیم سحر کیلئے ایک لڑکا اس کے پاس بھیج دیا اس کی راہ پر ایک راہب رہتا تھا۔ لڑکا اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کو اس کا کلام سن کر اچھا لگا وہ جب جادوگر کے پاس آتا تو راہب کے پاس سے گزرتا اور اس کے پاس بیٹھ جاتا جب جادوگر کے پاس آتا وہ اسے مارتا اس نے راہب کو اس کی شکایت کی راہب نے کہا جب جادوگر کا ڈر ہو تو

(30) وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ مَلِكٌ فَيَسْنُ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ: إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أَعْلِمَنِي السِّحْرَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ، وَكَانَ فِي طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ، فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَأَعْجَبَهُ، وَكَانَ إِذَا آتَى السَّاحِرَ، مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ، فَإِذَا آتَى السَّاحِرَ ضَرْبَةً، فَشَكَكَ ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ: إِذَا خَشِيتُ السَّاحِرَ، فَقُلْ: حَبَسَنِي أَهْلِي، وَإِذَا خَشِيتُ أَهْلَكَ، فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ آتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتْ

النَّاسُ فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرَ أَفْضَلَ أَمْ
الرَّاهِبَ أَفْضَلَ، فَأَخَذَ حَجْرًا فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ
أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَأَقْتُلْ
هَذِهِ الذَّبَابَةَ حَتَّى يَمِصَّ النَّاسُ فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا
وَمِصَّ النَّاسُ فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ
الرَّاهِبُ: أَيْ بُنَيَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي قَدْ بَلَغَ
مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى، وَإِنَّكَ سَتُتَبَلَّى، فَإِنْ ابْتُلِيتَ
فَلَا تُدَلَّ عَلَى، وَكَانَ الْغُلَامُ يُدْرِي الْأَكْمَةَ
وَالْأَبْرَصَ وَيَدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ.
فَسَمِعَ جَلِيسُ الْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ، فَأَنَاهُ بِهَذَا
كَيْفِيَّةً فَقَالَ: مَا هَذَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ
شَفِيتَنِي، فَقَالَ: إِنْ لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ
تَعَالَى فَإِنْ أَمِنْتُ بِاللَّهِ تَعَالَى دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ.
فَأَمِنَ بِاللَّهِ تَعَالَى فَشَفَاهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَأَتَى الْمَلِكَ
فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَنْ
رَدَّ إِلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ: رَبِّي، قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ
غَيْرِي؟ قَالَ: رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ
يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجَاءَ بِالْغُلَامِ، فَقَالَ
لَهُ الْمَلِكُ: أَيْ بُنَيَّ، قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُدْرِيءُ
الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ! فَقَالَ: إِنْ لَا
أَشْفِي أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ تَعَالَى، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ
يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَجِئَ بِالرَّاهِبِ فَقِيلَ
لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى، فَدَعَا بِالْبِنَشَارِ فَوَضَعَ
الْبِنَشَارَ فِي مَفْرَقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ حَتَّى وَقَعَ شَقَاةُ
ثُمَّ جِئَ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ

کہنا گھروالوں نے روک لیا اور جب گھروالوں کا ڈر ہو تو
کہنا جادوگر نے روک لیا اسی طرح وقت گزر رہا تھا کہ
لڑکے کا گزر ایک بڑے جانور پر ہوا جس نے لوگوں کا
راستہ بند کر رکھا تھا تو اس نے کہا کہ آج میں معلوم کروں
گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب سو اس نے ایک پتھر
اٹھایا اور جانور کو یہ کہہ کر مارا اے اللہ! اگر راہب کا کام
تیری بارگاہ میں جادوگر کی نسبت زیادہ پیارا ہے تو اس
جانور کو قتل کر دے تاکہ لوگ گزر سکیں۔ پتھر مارتے ہی
جانور ہلاک ہو گیا اور لوگ چلنے لگے وہ راہب کے پاس
آیا اور آکر بتایا راہب نے کہا: بیٹا اب تم مجھ سے افضل
ہو اور تمہارا معاملہ جہاں تک پہنچا ہے میں دیکھ رہا ہوں
تمہیں یقیناً امتحان میں ڈالا جائے گا اگر تمہیں آزمائش
میں ڈالا گیا۔ میرا پتہ نہ بتانا یہ لڑکا مادر زاد اندھوں اور
کوڑھ والوں کو (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) شفاء یاب کرتا
اور تمام امراض سے لوگوں کا علاج کرتا بادشاہ کا ایک اہم
درباری ناپسند ہو گیا اس نے لڑکے کا سنا تو بکثرت ہدیے
لے کر لڑکے کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تم مجھے شفاء دو تو یہ
سب تمہارا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دیتا
شفاء اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو
میں دعا کرتا ہوں اور وہ تجھے شفاء عطا فرمائے گا۔ وہ
ایمان لے آیا اور اس کو اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمادی
اب وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اس طرح بیٹھا جس طرح
بیٹھا کرتا تھا بادشاہ نے اس سے پوچھا تمہاری نظر تم پر
کس نے واپس کی اس نے کہا میرے رب نے بادشاہ
بولا کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے جواب

دِينِكَ، فَأَبَى، فَوَضَعَ الْيَنْشَارُ فِي مَفْرَقِ رَأْسِهِ
 فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ بِشَقَّاهُ، ثُمَّ جِئَ بِالْغُلَامِ فَهَيَّلَ
 لَهُ: رَاجِعٌ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِّنْ
 أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا
 فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ، فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ
 عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَأَطْرَحُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ
 الْجَبَلَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَجَفَّ
 بِهِمُ الْجَبَلَ فَسَقَطُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ
 لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ
 تَعَالَى، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ
 فَأَجْلِسُوهُ فِي قَرْقُورٍ وَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ، فَإِنْ رَجَعَ
 عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَأَقْدِفُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ، فَقَالَ:
 اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَأَنكَفَأَتْ بِهِمُ
 السَّفِينَةُ فَغَرِقُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ
 الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ
 تَعَالَى، فَقَالَ لِلْمَلِكِ: إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِ حَتَّى
 تَفْعَلَ مَا أَمْرُكَ بِهِ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْتَمِعُ
 النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ وَتَصْلُبُنِي عَلَى جَذَعٍ، ثُمَّ
 تُخَذُّ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِي، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ
 الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ ارْمِنِي،
 فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي، فَجَمَعَ النَّاسُ فِي
 صَعِيدٍ وَاحِدٍ، وَصَلَبَهُ عَلَى جَذَعٍ، ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا
 مِّنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ
 قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ فِي
 صُدْغِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فَمَاتَ، فَقَالَ النَّاسُ:

دیا: میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے اس کو گرفتار کر
 لیا اور سزا میں دینے لگا یہاں تک کہ اس درباری نے
 اس لڑکے کے بارے میں بتا دیا لڑکے کو بلایا گیا اس کو
 بادشاہ نے کہا بیٹا تیرا جادو جہاں تکب گیا ہے کہ تو
 مادرزاد اندھوں اور کوڑھ والوں کو شفا دیتا ہے اور فلاں
 فلاں کام کر لیتا ہے اس نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دیتا
 شفا صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑ کر
 اذیت رسانی شروع کی تو اس نے راہب کا پتہ بتا دیا
 اب راہب کو بلایا گیا اس کو دین سے لوٹنے کے بارے
 میں کہا گیا تو اس نے انکار کیا تو آرا منگوا کر اس کے سر
 کی چوٹی میں رکھ دیا اور اس کو دو حصوں میں کاٹ کر رکھ
 دیا پھر بادشاہ کے درباری کو بلایا گیا اس کو دین سے
 لوٹنے کو کہا گیا تو اس نے بھی انکار کر دیا تو آرا اس کی
 چوٹی پر رکھ کر اس کے بھی دو حصے کر دیئے پھر لڑکے کو بلایا
 گیا۔ اسے کہا گیا کہ اپنے دین سے پلٹ آؤ اس نے
 انکار کیا تو اس کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کر دیا کہ اس
 کو فلاں پہاڑ پر لے چلو چوٹی پر بکرا گردین چھوڑ کر
 واپس آ جائے تو ٹھیک ورنہ اس کو بلندی سے گرا دینا۔
 پس وہ اسے لے گئے جب وہ پہاڑ پر پہنچے تو لڑکے نے
 کہا: اے اللہ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے کافی ہو جا
 پس پہاڑ پر زلزلے کی کیفیت بنی اور وہ سب نیچے گر گئے
 اور لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کے پاس آ پہنچا۔ بادشاہ نے کہا
 تیرے ساتھ والے کہاں ہیں جواب دیا مجھے اللہ تعالیٰ
 نے ان سے کفایت فرمائی ہے۔ بادشاہ نے ایک اور
 اپنے ساتھیوں کی جماعت کے حوالے اسے کیا اور کہا کہ

اسے کشتی میں بٹھا کر گہرے سمندر میں لے جا کر پوچھو
 اگر اپنے دین سے لوٹ آئے تو درست ورنہ اسے ڈبو دو
 جب وہ اس لڑکے کو لے گئے تو لڑکے نے پھر دعا کی
 اے اللہ! مجھے ان سے بچا جس طرح تو چاہے فوراً کشتی
 الٹی وہ سب ڈوب گئے اور لڑکا پیدل چلتے ہوئے بادشاہ
 کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا تو نے اپنے
 ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا۔ لڑکے نے کہا اللہ تعالیٰ نے
 مجھے ان سے بچایا ہے پھر اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا
 کہ اے بادشاہ تو مجھ کو میرے بتائے ہوئے طریقے کے
 نش قتل نہ کر سکے گا۔ بادشاہ نے طریقہ پوچھ تو لڑکے نے
 کہا تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر مجھے سولی دینے
 کیلئے کھجور کے تنے پر چڑھا پھر میرے ترکش سے تیر
 نکال کر کمان میں رکھ اور لڑکے کے رب اللہ کے نام پر
 کہہ کر تیر مجھ پر چلا تو نے جب ایسا کر لیا تو مجھے قتل کر
 لے گا۔ بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر لیا اور
 لڑکے کو کھجور کے تنے پر سولی کیلئے چڑھایا اور اس کے
 ترکش سے تیر نکال کر کمان میں رکھ کر کہا ”لڑکے کے
 رب اللہ کے نام پر“ پھر تیر چلایا وہ لڑکے کی کن پٹی پر لگا
 لڑکے نے اس پر ہاتھ رکھا اور مر گیا عام لوگ پکار اٹھے ہم
 اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ کے پاس
 آنے والا آیا اس نے بتلایا تجھے جس چیز کا خطرہ تھا وہ کام
 ہو گیا لوگ ایمان لے آئے اس نے حکم دیا کہ گلیوں کے
 کنارے پر خندقیں کھودی جائیں وہ کھودی گئیں اور ان
 میں آگ بھڑکادی گئی۔ اور بادشاہ نے حکم دیا جو دین
 سے نہ پھرے اس کو آگ میں ڈال دیا کہا کہ آگ

امَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَأَبَى الْمَلِكُ فَعِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ
 مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللَّهِ نَزَلَ بِكَ حَذْرُكَ. قَدْ آمَنَ
 النَّاسُ. فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ بِأَفْوَاهِ السِّبْكَ فُحِّتَتْ
 وَأُضْرِمَ فِيهَا النَّيِّرَانُ وَقَالَ: مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ
 دِينِهِ فَأُفْحِمُوهُ فِيهَا، أَوْ قِيلَ لَهُ: اقْتَحِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى
 جَاءَتْ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ
 فِيهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا أُمِّهِ اضْبِرِّي فَإِنَّكَ عَلَى
 الْحَقِّ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ. خَزَوَةُ الْجَبَلِ: أَعْلَاهُ، وَهِيَ -
 بِكُسْرِ الدَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَصَوِّهَا - وَالْقُرْقُورُ: يَضْمُ
 الْقَافَ لَيْنِ تَوْعٍ مِنَ الشُّقْنِ وَالضَّعِيدُ هُنَا: الْأَرْضُ
 الْبَارِزَةُ وَالْأُخْدُودُ الشَّقُوقُ فِي الْأَرْضِ كَالنَّهْرِ
 الصَّغِيرِ، وَأُضْرِمَ: أَوْقَدَ، وَالْكَفَاتُ أَيْ: انْقَلَبَتْ،
 وَتَقَاعَسَتْ: تَوَقَّفَتْ وَجُبُنَتْ.

میں پھینک دیا جائے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا حتیٰ کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کا ایک بچہ تھا وہ آگ میں جانے سے جھجکی تو اس کے بچے نے کہا اماں صبر کر تو حق پر ہے۔ (مسلم) خدوۃ الجبل: پہاڑ کی چوٹی، دال معجمہ پر زیر اور پیش کے ساتھ۔ قرقور: دونوں قافوں پر پیش کے ساتھ۔ کشتی کی ایک قسم۔ صعید: یہاں چٹیل میدان مراد ہے۔ اخدود: زمین کی کھائیاں جیسے چھوٹی نہر۔ اخرم: بھڑکائی گئی۔ انکفات: کا مطلب ہے الٹ گئی۔ تقاعست: جھجکی رکی۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب قصة اصحاب الاخدود والساحر والراهب ج ۲ ص ۲۹، رقم: ۴۴۰۳، مسند امام احمد بن حنبل: حدیث صہیب رضی اللہ عنہ، ج ۱ ص ۱۶، رقم: ۲۲۴۶۱ الاحادیث الثانی ومن ذکر صہیب بن سنان ص ۲۱۹، رقم: ۲۸۴، صحیح ابن حبان: باب الادعیۃ ج ۱ ص ۵۵۳، رقم: ۸۴۳، جامع الاصول لابن الدیر: باب اصحاب الاخدود ج ۵ ص ۲۰۲، رقم: ۴۸۲۰)

شرح حدیث: اصحاب الاخذود کے مظالم

اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لفظوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ۝ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ۝ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ
بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۝ (پ 30، البروج: 4، 7)

ترجمہ کنز الایمان: کھائی والوں پر لعنت ہو وہ اس بھڑکتی آگ والے جب وہ اس کے کناروں پر بیٹھے تھے اور وہ خود گواہ ہیں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے۔

سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر؟

حضرت سیدنا سعد بن ابوقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آئیں؟ فرمایا، انبیاء پر پھر ان کے بعد جو لوگ بہتر ہیں پھر انکے بعد جو بہتر ہیں، بندے کو اپنی دینداری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی دینداری کے مطابق اسے آزماتا ہے۔ بندہ مصیبت میں مبتلا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس دنیا ہی میں اسکے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(سنن ابی ماجہ، کتاب الفتن، باب العصر علی البلاء، رقم ۴۰۲۳، ج ۲، ص ۳۶۹)

بھی اس کے حق میں مطاہ ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب المؤمن امرہ مکہ خیر، رقم ۲۹۹۹، ص ۱۵۹۸)
حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا المسکین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی مثال اس کھیتی کی طرح ہے جسے ہوائیں ہلاتی رہتی ہیں اور مومن آفات میں مبتلا رہتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو کٹنے تک بالکل نہیں ہلتا۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند ابو ہریرہ، رقم ۷۸۱۹، ج ۳، ص ۱۲۷)

(31) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ، فَقَالَ: إِنِّي لَأَرَى اللَّهَ وَاصْبِرِي فَقَالَتْ: إِلَيْكَ عَلَى، فَإِنَّكَ لَمْ تُصِبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدَمَةِ الْأُولَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: تَبْكِي عَلَى صَبْرِي لَهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈر اور صبر کر اس نے آپ کو نہ پہچانا اور بولی مجھ سے ہٹ جا میری مصیبت تجھے نہیں پہنچی پھر اسے بتایا گیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ تھے تو وہ نبی اکرم ﷺ کے در دولت پر حاضر ہوئی اس کو یہاں دربان نہ ملے اس نے حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے آپ کو کس نام سے نہیں تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا! صبر وہی ہے جو ابتدائے مصیبت میں کر لیا جائے۔ (متفق علیہ) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اپنے ایک بچہ پر وہ عورت رو رہی ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح البخاری، باب زیارة القبور، ج ۱، ص ۵۰۹، رقم: ۱۲۸۲، صحیح مسلم، باب فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة، ج ۱، ص ۶۴، رقم: ۲۱۶۹، سنن ابوداؤد، باب الصبر عند الصدمة، ج ۲، ص ۱۶۱، رقم: ۲۱۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الصبر من قال عند الصدمة، ج ۳، ص ۵۹، رقم: ۱۲۹۰، مسند عبد بن حمید، مسند انس بن مالک، ج ۱، ص ۲۶۲، رقم: ۱۲۰۲)

شرح حدیث: صبر کرنے کا طریقہ

صبر کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خصوصاً سید الانبیاء مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر آنے والے مصائب و آلام یاد کئے جائیں۔ چنانچہ میدان طائف میں زخمی ہونے والے مظلوم آقا اور بیٹھے بیٹھے معصوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ڈھارس نشان ہے: جسے کوئی مصیبت پہنچے اُسے چاہئے کہ اپنی مصیبت کے مقابلے میں میری مصیبت یاد کرے کہ بے شک وہ (میری مصیبت) اعظم المصائب (یعنی سب مصیبتوں سے بڑھ کر) ہے۔ (الجامع الکبیر، للشیخ طبری، ج ۷، ص ۱۲۵، حدیث ۲۱۳۳۶، دار الفکر بیروت)

مصیبت کے وقت پڑھنے کی دعا

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر کے وصال کے بعد اس دعا کو اپنا ورد بنالیا ہے جسے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کو مصیبت کے وقت پڑھنے کی تعلیم فرمائی وہ دعا یہ ہے۔
 اَللّٰهُمَّ اَجِنِّيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَ اَخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا

ترجمہ: اے اللہ! عزوجل مجھے اجز دے میری مصیبت میں اور میرے لئے اس سے بہتر قائم مقام بنا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنے شوہر کے وصال کے بعد اس دعا کو پڑھتی تھی اور اپنے دل میں کہتی کہ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر مسلمانوں میں کون ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ ارشاد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تھا اس لئے اسے پڑھتی رہی۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، در ذکر اذواج مطہرات دی، ج ۲، ص ۷۵)۔

تعزیت کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کریگا اس کے لئے اس مصیبت زدہ جتنا ثواب ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی اجر من عزی مصابا، رقم ۱۰۷۵، ج ۲، ص ۳۳۸)

حضرت سیدنا عمر و بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو بندہ مومن اپنے کسی مصیبت زدہ بھائی کی تعزیت کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من عزی مصابا، رقم ۱۶۰۱، ج ۲، ص ۲۶۸)

حضرت سیدنا ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو کسی ایسی عورت سے تعزیت کرے گا جس کا بچہ گم ہو گیا تو اللہ عزوجل جنت میں اسے ایک چادر پہنائے گا۔

(جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب آخر فی فضل التعزیت، رقم ۱۰۷۸، ج ۲، ص ۳۳۹)

تعزیت کا بیان

مسئلہ ۱: تعزیت مستنون ہے۔ حدیث میں ہے، جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من عزی مصابا، الحدیث: ۱۶۰۱، ج ۲، ص ۲۶۸)

اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ دوسری حدیث ترمذی وابن ماجہ میں ہے، جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے، اُسے اسی کے مثل ثواب ملے گا۔ (جامع الترمذی، أبواب الجنائز، باب ما جاء في أجر من عزي مصاباً، المصحف: ۱۰۷۵، ج ۲، ص ۳۳۸)

مسئلہ ۲: تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے، اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اُسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔

(الجوہرۃ المہرۃ، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱) (رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب فی کراۃ النفیالۃ من أجل المیت، ج ۳، ص ۱۷۷)

مسئلہ ۳: دفن سے پیشتر بھی تعزیت جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو یہ اُس وقت ہے کہ اولیائے میت جزع و فزع نہ کرتے ہوں، ورنہ ان کی تسلی کے لیے دفن سے پیشتر ہی کرے۔ (الجوہرۃ المہرۃ، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۳۱)

مسئلہ ۴: مستحب یہ ہے کہ میت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں، چھوٹے بڑے مرد و عورت سب کو مگر عورت کو اُس کے محارم ہی تعزیت کریں۔ تعزیت میں یہ کہے، اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھلے اور تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لفظوں سے تعزیت فرمائی:

يَوْمَا آخِذًا وَأَعْطَىٰ ذِكْلًا شَيْنِي عِنْدَ مَا أَجَلِي مُسَقًّى

خدا ہی کا ہے جو اُس نے لیا دیا اور اُس کے نزدیک ہر چیز ایک میعاد مقرر کے ساتھ ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، ج ۱، ص ۱۶۷، وغیرہ)

مسئلہ ۵: مصیبت پر صبر کرے تو اُسے دو ثواب ملتے ہیں، ایک مصیبت کا دوسرا صبر کا اور جزع و فزع سے دونوں جاتے

رہے ہیں۔ (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی الثواب علی المصیبة، ج ۳، ص ۱۷۵)

مسئلہ ۶: میت کے اعزاء کا گھر میں بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کو آئیں اس میں حرج نہیں اور مکان کے دروازہ پر یا شارع عام پر بچھونے بچھا کر بیٹھنا بڑی بات ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، وما یحصل بذلک مسائل، ج ۱، ص ۱۶۷) (والدر المختار، کتاب

الصلاة، مطلب فی کراۃ النفیالۃ من أجل المیت، ج ۳، ص ۱۷۶)

مسئلہ ۷: میت کے پروسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لیے اُس دن اور رات کے لیے کھانا لائیں تو

بہتر ہے اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں۔ (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فی الثواب علی المصیبة، ج ۳، ص ۱۷۵)

مسئلہ ۸: میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقرا کو کھلائیں تو بہتر ہے۔

(فتح القدر، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل فی الدفن، ج ۲، ص ۱۵۱، طبعہ مرکز اہل السنۃ برکات رضا)

مسئلہ ۹: جن لوگوں سے قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوایا، ان کے لیے بھی کھانا طیار کرنا ناجائز ہے۔

(رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی کرمۃ المصلیٰ من أصل المیت، ج ۳، ص ۶۷۷)

یعنی جب کہ ٹھہرا لیا ہو یا معروف ہو یا وہ اغنیاء ہوں۔

مسئلہ ۱۰: تیجے وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے، اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے۔ بلا میں اگر بعض ورثہ موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے، جبکہ غیر موجودین سے اجازت نہ لی ہو اور سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔

(الفتاویٰ الحلویہ، کتاب المحظر والایجاب، ج ۳، ص ۳۶۶، والفتاویٰ الرضویہ، ج ۹، ص ۶۶۳، وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: تعزیت کے لیے اکثر عورتیں رشتہ دار جمع ہوتی ہیں اور روتی پٹختی نوحہ کرتی ہیں، انھیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۹، ص ۶۶۶)

مسئلہ ۱۲: میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں اور وہ کھانا، کھانا منع ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ، ج ۹، ص ۶۶۶)

اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے، اس کے بعد مکروہ۔

(الفتاویٰ الحلویہ، کتاب الصلاة، الباب الثانی عشر فی المہدیٰ والمہیقات، ج ۵، ص ۳۴۴)

مسئلہ ۱۳: قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔

(رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی کرمۃ المصلیٰ من أصل المیت، ج ۳، ص ۱۷۷)

نن کے بعد میت کے مکان پر آنا اور تعزیت کر کے اپنے اپنے گھر جانا اگر اتفاقاً ہو تو حرج نہیں اور اس کی رسم کرنا میت کے مکان پر تعزیت کے لیے لوگوں کا مجمع کرنا دفن کے پہلے ہو یا بعد اسی وقت ہو یا کسی اور وقت خلاف ہے تو گناہ بھی نہیں۔

حوایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے۔

(الرد المحتار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس ایمان دار بندے کی جزاء صرف جنت ہے۔ جس کے دنیا میں سب سے پیارے کو میں لے لوں اور وہ ثواب کی امید رکھے۔ (بخاری)

لَبِ الْعَمَلِ الَّذِي يَهْتَمُّ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ فِيهِ سَعَادَةٌ ج ۲، ص ۹۰، رقم: ۶۴۴ مسند امام

پہرہ پیئے اور۔

(۲) جو آنسو آنکھ اور دل سے ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور ہو،

سے ہے۔ (مسکوٰۃ، کتاب الجنائز، رقم ۱۷۳۸، ج ۱، ص ۴۸۶)

اگر کسی کے گھر کوئی میت ہو جائے تو علم دین سے محروم اس گھر اور اس پڑوس کی خواتین نوحہ کرنے کو لازم تصور کرتی ہیں، اگر کوئی مسلمان بہن اس مکروہ کام میں ان کا ساتھ نہ دے تو اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسا کر اس بیچاری کی خوب دل آزاری کی جاتی ہے۔ ایسی خواتین یاد رکھیں کہ اس کی اخروی سزا بہت کڑی ہے جیسا کہ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت اگر مدتوبہ کیے مر جائے تو قیامت کے دن اسے گندھک کی قمیص اور خارش کی چادر پہنائی جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم الحدیث ۹۳۴، ص ۴۶۵)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ نے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ ایک عذاب ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا اس کو بھیج دیتا کرتا ہے۔ اب ایمان داروں کیلئے اس کو رحمت بنا دیا گیا ہے۔ تو طاعون واقع ہونے کی صورت میں جو بندہ اپنے شہر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید پر ٹھہرا رہے اور اس یقین پر رہے کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ نے جو مقدر کر دیا ہے اس کے سوا مجھے کچھ نہ ہوگا تو اس کے لئے شہید جیسا اجر ہے۔ (بخاری)

(33) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ، فَأَخْبَرَهَا أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يُبْعَثُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مَنْ يَشَاءُ لَجَعَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ. فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فِي الطَّاعُونِ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا، ج ۲، ص ۶۲۴، رقم: ۶۶۱۹، مسند امام احمد حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا، ج ۶، ص ۲۵۱، رقم: ۶۶۱۸۲، سنن النسائی الکبزی، باب ثواب الصابر فی الطاعون، ج ۴، ص ۴۲۴، رقم: ۴۵۲۴، السنن الکبزی للبیہقی، باب الوباء یقع ہارض فلا یمخرج، ج ۳، ص ۲۴۶، رقم: ۶۴۹۸، سبعون حدیثا فی الجہاد لابن ہبطہ الحنبلی، الفصل التاسع، ص ۱۰)

شرح حدیث: طاعون

ایک مہلک وبائی بیماری ہے جس کو ڈاکٹر پلیکیتے ہیں اس بیماری میں گردن اور بغلوں اور کنج ران میں آم کی گٹھلی کے برابر گلٹیاں نکل آتی ہیں۔ جن میں بے پناہ درد اور ناقابل برداشت سوزش ہوتی ہے اور شدید بخار چڑھ جاتا ہے اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور دردناک جلن سے شعلہ کی طرح جلنے لگتی ہیں اور مریض شدت درد اور شدید بے چینی و بے قراری میں

تڑپ تڑپ کر بہت جلد مر جاتا ہے اور جس بستی میں یہ وبا پھیل جاتی ہے اس بستی کی اکثر آبادی موت کے گھاٹ اتر جاتی ہے اور ہر طرف ویرانی اور خوف و ہراس کا دور دورہ پھیل جاتا ہے۔

طاعون کا سبب

حضرت سیدنا ابو بکر بن ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوموسیٰ یعنی میرے والد صاحب رضی اللہ عنہ کے سامنے طاعون کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ ہم نے حضور پاک، صاحب فولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے دشمن جنوں کے نیزے ہیں اور یہ تمہارے لئے شہادت ہے۔ (مسند رک، کتاب الایمان، باب الطاعون شہادۃ، رقم ۱۶۳، ج ۴، ص ۲۱۹)

طاعون کا حکم

مسئلہ یہ ہے کہ جس بستی میں طاعون کی وبا پھیلی ہو وہاں جانا نہیں چاہیے اور اگر اپنی بستی میں وبا آجائے تو بستی چھوڑ کر دوسری جگہ بھاگنا نہیں چاہیے بلکہ طاعون کی وبا میں اپنی بستی ہی کے اندر خدا پر توکل کر کے صبر کے ساتھ رہنا چاہیے اگر اس بیماری میں مر گیا تو شہید ہوگا اور طاعون کے ڈر سے بستی چھوڑ کر بھاگنے والے پر اتنا بڑا گناہ ہوتا ہے جتنا کہ جہاد کے دن میدان چھوڑ کر بھاگنے والوں پر گناہ ہوتا ہے اس لئے ہرگز ہرگز بھاگنا نہیں چاہیے بلکہ اس بیماری میں صبر کے ساتھ اپنی ہی بستی میں مقیم رہنا چاہیے کہ اس پر خداوند تعالیٰ نے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے، احادیث صریحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی، پہلے میں تقدیر الہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہار توکل کا عذر محض سفاہت۔ توکل معارضہ اسباب کا نام نہیں۔

طاعون میں مبتلاء ہو کر مرنے والے کا ثواب

حضرت سیدنا عمر باض بن سار یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر بن ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شہداء اور اپنے گھروں میں مرنے والے، دونوں اللہ عز و جل کی بارگاہ میں طاعون میں مبتلاء ہو کر مرنے والوں کے بارے میں جھگڑیں گے۔ شہداء کہیں گے، یہ (یعنی طاعون سے مرنے والے) بھی ایسے ہی قتل کیے گئے جیسے ہمیں قتل کیا گیا جبکہ اپنے بستروں پر مرنے والے کہیں گے یہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور ہماری طرح اپنے بستروں پر مرے۔ تو اللہ عز و جل فرمائے گا کہ ان کے زخموں کی طرف دیکھو اگر وہ مقتولین کے زخموں کی طرح ہوں تو یہ انہی میں سے ہیں اور ان کے ساتھ ہیں۔ جب ان کے زخموں کو دیکھا جائے گا تو وہ شہداء کے زخموں کے مشابہہ ہونگے۔

آنکھوں کی پینائی جاتے رہنے سے بڑھ کر کسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوا اور جس کی آزمائش پینائی سے محرومی کے ذریعے ہو اور وہ اللہ عزوجل سے ملنے تک اس پر صبر کرے تو اللہ عزوجل سے ملنے وقت اس پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب فی الصبر، رقم ۹۲، ج ۴، ص ۱۵۵)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث نزول سکینہ، فیض مخنیفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے، اے جبرئیل! میں جس بندے کی آنکھیں لے لوں تو اس کا ثواب میرا دیدار اور میرے گھر (یعنی جنت) میں رہتا ہے؟

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے روتے ہوئے اور پینائی چلے جانے کی تمنا کرتے ہوئے دیکھا۔ (المجم الاوسط، رقم ۸۸۵۵، ج ۶، ص ۳۰۴)

ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے

حضرت سیدنا خالد بن ہامان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابراہیم بن اسحاق حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا: ہر زمانے کے عقل مندوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو تقدیر پر راضی نہیں وہ اخروی زندگی میں کامیاب نہیں۔

گویا میری قیص سب سے زیادہ صاف قیص اور میری چادر سب سے گندی چادر ہو پھر کبھی میرے دل میں یہ خیال نہیں گزرا کہ یہ دونوں ایک جیسی ہوں اور جب کبھی مجھے بخار ہوا تو اپنی والدہ، بہن، بیوی، اور بیٹی یہاں تک کہ کسی سے بھی اس کی کبھی شکایت نہ کی۔ اچھا آدمی وہی ہے جو اپنے غم کو اپنی ذات تک محدود رکھے اور اپنے اہل و عیال کو مغموم نہ کرے۔

ہم اپنا غم کسی کو بتاتے نہیں خود جلتے رہتے ہیں کسی کو جلاتے نہیں

مجھے چالیس سال تک درِ شقیقہ رہا مگر میں نے اس کے متعلق کبھی کسی کو نہ بتایا۔ دس سال میں صرف ایک آنکھ سے دیکھتا رہا کیونکہ دوسری آنکھ کی پینائی ضائع ہو چکی تھی۔ مگر میں نے کبھی کسی کو نہ بتایا۔ تیس سال روزانہ میں صرف دو روٹیاں کھا کر ہی گزارہ کرتا رہا وہ بھی اگر میری ماں یا بہن لے آتیں تو کھا لیتا ورنہ اگلی رات تک بھوکا پیاسا رہتا۔ اپنی زندگی کے تیس سال اس طرح گزارے کہ روزانہ صرف ایک روٹی اور چودہ کھجوریں کھاتا۔ اور اگر بالکل ادنیٰ قسم کی کھجور ہوتی تو روزانہ بیس کھجوریں استعمال کرتا۔

ایک مرتبہ میری بیٹی بیمار ہو گئی، میری بیوی ایک مہینہ تک اس کے پاس رہ کر اس کی دیکھ بھال کرتی رہی۔ اس مہینے ہمارا کھانے کا خرچ ایک درہم اور ڈھائی دانق ہوا۔ میں حمام میں گیا اور ان کے لئے دو دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کا

صابن خرید۔ لہذا پورے رمضان المبارک کے مہینے کا خرچ ایک درہم اور ساڑھے چار دانق ہوا لیکن ہم نے اپنا یہ حال کسی پر ظاہر نہ کیا۔

(35) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِي

ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السُّودَاءُ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَضْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكْشِفُ، فَأَذْعُ اللَّهُ تَعَالَى لِي. قَالَ: إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكَ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُعَافِيكَ فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكْشِفُ فَأَذْعُ اللَّهُ أَنْ لَا أَتَكْشِفُ، فَدَعَا لَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ کالے رنگ والی عورت نبی اکرم ﷺ کی ہرگاہ میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: مجھے مرگی کے دورے پڑتے ہیں اور میں بے ستر ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کریں فرمایا اگر چاہے تو صبر کر اور جنت کی حقدار بن جا اور چاہے تو میں دعا کرتا ہوں عرض کرنے لگی: میں صبر کرتی ہوں پھر عرض کیا: مرض میں بے پردہ ہو جاتی ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میں بے پردہ نہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس کے لیے دعا فرمادی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری: باب فضل من یصرع من الرج: ج ۲ ص ۲۱۶ رقم: ۵۱۵۲ صحیح مسلم: باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض: ج ۲ ص ۴۱۶ رقم: ۱۴۳۹ المعجم الكبير للطبرانی: احادیث عبد اللہ بن عباس: ج ۱۱ ص ۱۵۵ رقم: ۱۱۳۶۴ اطراف المسند البعتی للعسقلانی: من اسمہ عطاء بن ابی رباح: ج ۲ ص ۱۴۶ رقم: ۲۵۱۰ سنن الکبریٰ للنسائی: باب ثواب من یصرع: ج ۲ ص ۳۵۲ رقم: ۴۹۹۰)

شرح حدیث: بیماری اور صبر

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس میں اشارۃ معلوم ہوا کہ کبھی بیماری کی دوا اور مصائب میں دعائے کرنا ثواب اور صبر میں شامل ہے، اس کا نام خود کشی نہیں، خصوصاً جب پتہ لگ جائے کہ یہ مصیبت رب کی طرف سے امتحان ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ میں جاتے وقت اور حضرت حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں دفعیہ کی دعائے کی، ورنہ عام حالات میں دوا بھی سنت ہے اور دعاء بھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر دعا کی ہے اور صدیق اکبر نے مرض و فاقات میں دوا بھی۔ خیال رہے کہ مرن برت رکھ کر جان دے دینا خود کشی ہے اور مشرکوں کی پیروی کیونکہ کھانا اور پانی دوا نہیں بلکہ زندگی کا مدار ہے۔

(برزاق النجیح، ج ۵، ص ۸۰۲)

بیماری کے فضائل

حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراب السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ عز و جل اسے گناہوں سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، رقم ۴۵، ج ۴، ص ۱۳۶)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ بیمار نہ پڑو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، اللہ عز و جل کی قسم! ہم عافیت کو ضرور پسند کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس میں کیا بھلائی ہے کہ اللہ عز و جل تمہیں یاد نہ کرے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، ج ۴، ص ۱۳۶)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجدار، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب مومن کی اُس چڑھ جاتی ہے تو اللہ عز و جل اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے، اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔ (المجم الاوسط، رقم ۲۳۶۰، ج ۲، ص ۴۸)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو جو عمل وہ تندرستی اور اقامت کی حالت میں کرتا ہے وہ عمل بھی اس کے لئے لکھا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب کتاب للسافر مثل ما کان، رقم ۲۹۹۶، ج ۲، ص ۳۰۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ عز و جل اُس کے محافظ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ جو برائی کرے اسے نہ لکھو اور جو نیکی کرے اس کے عوض دس نیکیاں لکھو اور اسکے اُس نیک عمل کو بھی لکھو جو یہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا اگرچہ بیماری کے دوران وہ اس عمل کو نہ کر سکے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب ما یجری علی الریض، رقم ۳۸۱۳، ج ۳، ص ۳۲)

حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود ؓ سے

روایت ہے کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو نبیوں میں سے

کس نبی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ ان

(36) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْجِي نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ

صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ، ضَرْبَةُ قَوْمِهِ فَأَذْمُوهُ
وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
لِقَوْمِيْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پر اللہ کی رحمتیں اور سلام نازل ہوں کون کی قوم سے
خون آلود کر دیا۔ وہ اپنے چہرے سے خون کو صاف
کرتے اور کہتے یا اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ
نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری باب اذا عرض الذمی وغیره بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۳۰۰ رقم
صحیح مسلم باب غزوة أحد ج ۲ ص ۲۰۹ رقم: ۲۴۲۰ المعجم الکبیر للطبرانی من اسمہ سهل بن سعد الساعدی ج
۱ ص ۱۲۲ رقم: ۵۸۰۲ صحیح ابن حبان باب الادعیة ج ۱ ص ۲۴۲ رقم: ۵۴۲ اطراف المسند المعتمد للعسقلانی من اسمہ شقیل بن
سلمة ج ۱ ص ۱۵۰ رقم: ۵۵۲۲ سنن ابن ماجہ باب الصبر علی البلاء ج ۱ ص ۲۳۵ رقم: ۲۰۲۵)

شرح حدیث: ظلم کرنے والے کے لئے دعاء ہدایت

غزوہ اُحد میں جب مدینے کے سلطان، رحمت عالمیان، سرورِ یثربان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دندان
کو شبید اور چہرہ انور کو زخمی کر دیا گیا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے اس کے سوا کچھ بھی نہ فرمایا کہ
اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی اے اللہ عز و جل میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ لوگ مجھے جانتے نہیں۔

(الفتح ج ۱ ص ۱۰۵ مرکز اہلسنت برکات رضائند)

ظلم پر صبر

کافروں اور ظالموں کے ظلم پر صبر کرنا ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ اکرام اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
آلہ وسلم کے گھروالوں کی سنت ہے اور خدا کی راہ میں دین کے لئے تکلیف اٹھانا اور برداشت کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا
کام ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکرؓ ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، قطع
روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، تین چیزوں پر میں قسم
اٹھاتا ہوں اور میں تمہیں بتاتا ہوں، تم اسے یاد کرو کہ صدقہ مال میں کچھ کی نہیں کرتا اور جو مظلوم ظلم پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ
اس کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ عز و جل اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

مسلمانوں پر مظالم

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ غریب مسلمانوں پر بھی کفار مکہ نے ایسے ظلم و ستم کے پہاڑ
توڑے کہ مکہ کی زمین بلبلا اٹھی۔ یہ آسان تھا کہ کفار مکہ ان مسلمانوں کو دم زدن میں قتل کر ڈالتے مگر اس سے ان کافروں
کے جوش انتقام کا نشہ نہیں ترسکتا تھا کیونکہ کفار اس بات میں اپنی شان سمجھتے تھے کہ ان مسلمانوں کو اتنا ستاؤ کہ وہ اسلام کو

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرم گرم بالو پر چت لٹا کر کفار قریش اس قدر مارتے تھے کہ یہ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ان کی والدہ حضرت بی بی سُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام لانے کی بنا پر ابو جہل نے ان کی ناف کے نیچے ایر نیز و مارا کہ یہ شہید ہو گئیں۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کفار کی مار کھاتے کھاتے شہید ہو گئے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار مکہ اس قدر طرح طرح کی اذیت دیتے اور ایسی ایسی مار دھار کرتے کہ یہ گھنٹوں بے ہوش رہتے۔ جب یہ ہجرت کرنے لگے تو کفار مکہ نے کہا کہ تم اپنا سارا مال و سامان یہاں چھوڑ کر مدینہ جا سکتے ہو۔ آپ خوشی خوشی دنیا کی دولت پر لات مار کر اپنی متاع ایمان کو ساتھ لے کر مدینہ چلے گئے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، اسلام حمزہ، ج ۱، ص ۹۶-۹۷، ۲۹۷۳ مختصراً)

حضرت ابو قلیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوان بن امیہ کافر کے غلام تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے تھے۔ جب صفوان کو ان کے اسلام کا پتا چلا تو اس نے ان کے گلے میں رسی کا پھندہ ڈال کر ان کو گھسیٹا اور گرم چلتی ہوئی زمین پر ان کو چت لٹا کر سینے پر وزنی پتھر رکھ دیا جب ان کو کفار گھسیٹ کر لے جا رہے تھے راستہ میں اتفاق سے ایک گبریلا نظر پڑا۔ امیہ کافر نے طعنہ مارتے ہوئے کہا کہ دیکھ تیرا خدا یہی تو نہیں ہے۔ حضرت ابو قلیبہ نے فرمایا کہ اے کافر کے بچے! خاموش میرا اور تیرا خدا اللہ ہے۔ یہ سن کر امیہ کافر غضب ناک ہو گیا اور اس زور سے ان کا گلا گھونٹا کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ ان کا دم نکل گیا۔

سب سے زیادہ مصیبت ذرہ

حضرت سیدنا سعد بن ابوقحاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آئیں؟ فرمایا، انبیاء پر پھر ان کے بعد جو لوگ بہتر ہیں پھر ان کے بعد جو بہتر ہیں، بندے کو اپنی دینداری کے اعتبار سے مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں کمزور ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی دینداری کے مطابق اسے آزماتا ہے۔ بندہ مصیبت میں مبتلا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس دنیا ہی میں اسکے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(سنن ابی ماجہ، کتاب الفتن، باب العبر علی البلاء، رقم ۴۰۲۳، ج ۴، ص ۳۶۹)

(37) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ، وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ، وَلَا حَزَنٍ، وَلَا أَذًى، وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا

حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، غم، رنج، دکھ، تکلیف پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ جو کانٹا اسے لگتا ہے۔ ان میں سے ہر

إِلَّا كَفَرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَ اِيك کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔
الْوَصْبُ: الْمَرَضُ. (متفق علیہ) الْوَصْبُ: بیماری کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب ما جاء فی كفارة المرض، ج ۲، ص ۲۳۲، رقم: ۵۶۳۲، صحیح مسلم، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض، ج ۲، ص ۱۵، رقم: ۶۷۳۱، شعب الایمان، فعل فی ذکر ما فی الاوجاع والامراض، ج ۲، ص ۱۵، رقم: ۹۸۲۹، سنن الکبیری للنسائی، باب كفارة المريض، ج ۲، ص ۲۸۲، رقم: ۷۲۸۴، اطراف المسند المتعل، من اسمہ طلحة بن نافع، ج ۲، ص ۳۱، رقم: ۱۵۳۲)

شرح حدیث: مصیبت کی حکمت

حضور اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ بندہ کے لئے علم الہی عزّ وجلّ تیس جب کوئی مرتبہ کمال مقدّر ہوتا ہے اور اپنے عمل سے اس مرتبہ کو نہیں پہنچتا تو اللہ عزّ وجلّ اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر اس پر صبر عطا فرماتا یہاں تک اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لئے علم الہی میں مقدّر ہو چکا ہے۔

(سنن ابوداؤد، ص ۱۲۳، رقم الحدیث ۳۰۹۰)

یاد رہے مصیبت پر صبر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملتا ہے نہ کہ اپنی ہمت و جرأت سے اور صبر اللہ عزّ وجلّ کی بہت بڑی نعمت

ہے۔

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عزّ وجلّ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہ عن الخیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزّ وجلّ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، اے عیسیٰ! میں تیرے بعد ایک امت کو بھیجنے والا ہوں۔ اگر انہیں پسندیدہ چیز حاصل ہوگی تو شکر کریں گے اور اگر کوئی ناگوار چیز پہنچے گی تو ثواب کی امید رکھیں گے اور صبر کریں گے حالانکہ نہ تو انکے پاس علم ہوگا نہ ہی حلم۔ انہوں نے عرض کیا، یا رب عزّ وجلّ ایسا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ انکے پاس نہ تو علم ہوگا نہ ہی حلم؟ فرمایا کہ میں انہیں اپنے علم اور حلم سے حصہ عطا فرماؤں گا۔

(المسند رک، کتاب الجنائز، باب المريض یکتب له من الخیر ما کان یعمل، رقم ۱۳۲۹، ج ۱، ص ۶۷۰)

سارا معاملہ بھلائی ہی بھلائی

حضرت سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحبِ نواک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کا سارا معاملہ بھلائی پر مشتمل ہے اور یہ صرف اسی مومن کے لئے ہے جسے خوشحالی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے کیونکہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے اور اگر تنگدستی پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ

بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزحد والرقائق، باب المؤمن امرہ کلہ خیر، رقم ۲۹۹۹، ص ۱۵۹۸)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا بلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ مومن کی مثال اس کھیتی کی طرح ہے جسے ہوائیں ہلاتی رہتی ہیں اور مومن آفات میں مبتلا رہتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو کٹنے تک بالکل نہیں ہلتا۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند ابویہریرہ، رقم: ۷۸۱۹، ج ۳، ص ۱۲۷)

(38) وَشَنَّ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَاكَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ تُوعَاكَ وَعَاكَ شَيْئُكَ، قَالَ: أَجَلٌ، إِنِّي أُوْعَاكَ كَمَا يُوعَاكَ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ: ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ، قَالَ: أَجَلٌ، ذَلِكَ كَذَلِكَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقُهَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَ الْوَعَاكَ: مَعْتُ الْحَتَّى، وَقِيلَ: الْحَتَّى.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ کو بخاری تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو شدید بخار ہے۔ فرمایا: ہاں مجھے تم میں سے دو آدمیوں جتنا بخار ہے۔ میں نے عرض کیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کیلئے دو اجر ہیں۔ فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔ جس مسلمان کو کاٹنا یا اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ مٹاتا ہے اور اس کے گناہ اس طرح گر جاتے ہیں جیسا کہ درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔ (متفق علیہ: وعاک: بخاریا بخاری کی کچپی۔)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب وضع اليد علی المریض ج ۲ ص ۲۱۹، رقم: ۵۱۶۰، صحیح مسلم باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض ج ۲ ص ۴۳، رقم: ۶۷۲۲، سنن الکبیری للبیہقی باب ما ینبغی لكل مسلم أن یستشعره من الصبر ج ۲ ص ۲۴۲، رقم: ۶۲۱۲، مسند ابویعلیٰ مسند عبداللہ بن مسعود ج ۲ ص ۲۱۲، رقم: ۵۱۶۰، مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود ج ۱ ص ۴۵۵، رقم: ۴۳۶۱)

شرح حدیث: بخاری کی فضیلت

بخاری کی فضیلت کے بھی کیا کہنے! حضرت سیدنا ابویہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کریم، رؤوف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا۔ تاجدار رسالت، ماہ نبوت، محبوب رب العزت عز وجلّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بخار کو برا نہ کہو، اس لیے کہ وہ (مومن) کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل (زنگ) کو صاف کر دیتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۰۴، رقم: ۳۴۶۹)

بخار کا ثواب

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بخار کا ثواب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، جب تک بخار میں مبتلا شخص کے قدم میں درد رہتا ہے اور اس کی رگ پھڑکتی رہتی ہے اسے اسکے عوض

نیکیاں ملتی رہتی ہیں۔ تو حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی، اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے ایسے بخار کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے، تیرے گھر اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کی طرف جانے سے نہ روکے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روزانہ شام کے وقت بخار ہو جایا کرتا تھا۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر...، الخ رقم ۸۲، ج ۴، ص ۱۵۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو ایک رات بخار میں مبتلا ہوا اور اس پر صبر کرے اور اللہ عزوجل سے راضی رہے تو اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(شعب الایمان، باب فی الصبر علی المعاصی، فعل فی ذکر...، الخ رقم ۹۸۶۸، ج ۷، ص ۱۶۷)

حضرت سیدتنا فاطمہؓ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، خیرین جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی ایک عورت کی عیادت فرمائی اور اس سے پوچھا کہ کیسا محسوس کر رہی ہو؟ تو اس نے عرض کیا، بہتر! مگر اس بخار نے مجھے تھکا دیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صبر کرو کیونکہ بخار آدمی کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی الصبر، رقم ۷۷، ج ۴، ص ۱۵۲)

بخار کا روحانی علاج

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں:-

سُورَةُ مُجَادَلَةٍ جَوْاْثِمًا یَسُوْیْ پَارِہِ کی پہلی سورت ہے بعد عشر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائیے۔

(ملفوظات حصہ سوم صفحہ ۳۲۵)

بخار سے شفاء کا ایک اور نسخہ

جس کو بخار ہو سات بار یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ اَلْکَبِیْرُ اَعُوْذُ بِاَللّٰھِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِزْزٍ نُّعَارِوْ مِنْ شَرِّ خَرِّ النَّارِ اگر مریض خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا نمازی آدمی سات بار پڑھ کر دم کر دے یا پانی پر دم کر کے پلا دے ان شاء اللہ تعالیٰ بخار اتر جائے گا ایک مرتبہ میں بخار نہ اترے تو بار بار یہ عمل کریں۔

(المسند رک، کتاب الرقی والتمائم، باب رقیۃ وجع الصّبر والافون، رقم ۸۳۲۳، ج ۵، ص ۵۹۲)

یانبی کے یا نچ خروف کی نسبت سے بخار کے ۵ مَدَنی علاج

لَا یَرُوْنَ فِیْہَا شَمْسًا وَلَا ذَمْہَرِیْنًا O

(ترجمہ کنز الایمان: نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھنڈی سردی) (پ ۲۹، الخ ۱۳)

یہ آیت کریمہ سات بار (اول آخر ایک بار دُرود شریف) پڑھ کر دم کیجئے ان شاء اللہ عز و جلان بخیر و ثبات رہیں گے۔
 نمایاں کمی محسوس ہوگی اور مریض سکون محسوس کریگا۔ (ترجمہ پڑھنے کی ضرورت نہیں)

(۲) حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، سورۃ الفاتحہ 40 بار (اَزل آخراً) ایک بار روزِ قیامت پڑھ کر پانی پر دم کر کے بخار والے کے منہ پر چھینٹے ماریے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ بخار چلا جائے گا۔

(۳) سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بخاری تھا تو حضرت سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعاء پڑھ کر دم کیا تھا:

بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيكَ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَىٰ حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ

(ترجمہ: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نام سے آپ پر دم کرتا ہوں ہر اُس بیماری کیلئے جو آپ کو ایذا دیتی ہے اور دوسروں کے شر اور حسد کرنے والوں کی بُری نظر سے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ کو شفا عطا فرمائے۔ میں آپ پر اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں۔) (مسلم ص ۱۲۰۲ رقم الحدیث ۲۱۸۶)

بخار کے مریض کو صرف غزلی میں دعا (اول آخر ایک بار دُرود شریف) پڑھ کر دم کر دیجئے۔

(۴) بخار والا بکثرت بِسْمِ اللّٰهِ الْکَبِیْرِ پڑھتا رہے۔

(۵) حدیث پاک میں ہے، جب تم میں سے کسی کو بخار آجائے تو اس پر تین دن تک صبح کے وقت ٹھنڈے پانی کے چھینے مارے جائیں۔ (المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۲۲۳ رقم الحدیث ۷۴۳۸)

پاکیزگی کا ذریعہ بخار

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بخار نے شہنشاہِ خوشِ خصال، پیکرِ حسن و جمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ مجود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کون ہے؟ اس نے عرض کیا، میں بخار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہل قبیلہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ اللہ جانتا ہے کہ ان میں سے کتنے لوگ بخار میں مبتلاء ہوئے۔ پھر جب ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بخار کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں کیا چاہیے؟ اگر تم چاہو تو میں اللہ عز و جل کی بارگاہ میں دعا کروں کہ وہ تم سے بخار کو دور فرما دے اور اگر چاہو تو یہ تمہارے لئے پاکیزگی کا ذریعہ بن جائے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کیا یہ ایسا کر سکتا ہے؟ فرمایا، ہاں! انہوں نے عرض کیا، پھر اسے رہنے دیجئے۔

(الترغيب والترهيب، كتاب الجنائز، باب الترغيب في الصبر، رقم ٨١، ج ٢، ص ١٥٣).

(39) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصَبِّ مِنْهُ زَوَاةَ الْبُعَارَى. وَضَبَطُوا يُصَبُّ بِفَتْحِ الصَّادِ وَكَسْرِهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے اللہ تعالیٰ علم کی کارادہ فرماتا اس کو مصیبت پہنچائی جاتی ہے۔ (بخاری) اور ضبطوا: کا معنی ہے پہنچنا۔ یصب کے صا کو فتح اور کسرہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب ما جاء في كفارة الهرص، ج ۲، ص ۲۱۸، رقم: ۵۳۳۵، صحیح ابن حبان، باب ما جاء في الصبر، ج ۱، ص ۸۱۹، رقم: ۲۹۰۴، السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الطب، ج ۵، ص ۲۶۴، رقم: ۴۲۶۸، مسند البزار، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ج ۱، ص ۲۱۸، رقم: ۸۲۱۵، مسند الشهاب، باب من يريد الله به خيرا يصيب منه، ص ۲۲۲، رقم: ۳۳۲)

شرح حدیث: قیامت میں مصیبت زدہ لوگوں کا اجر و ثواب

شفیع المذنبین، امیس الغریبین، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: عافیت میں رہنے والے لوگ جب مصیبت زدہ لوگوں کا اجر دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کہ کاش! (دنیا میں) ان کی کھال کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔ (جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ۵۸، یوم القيامة وندمة الحسن۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۳۰۲، ص ۱۸۹۳)

محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن شہید کو لا کر حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا، پھر صدقہ کرنے والے کو لایا جائے گا اور حساب کے لئے روک لیا جائے گا، پھر مصیبت زدوں کو لایا جائے گا تو ان کے لئے نہ میزان نصب کی جائے گی، اور نہ ہی اعمال نامے کھولے جائیں گے لا ان پر بہت زیادہ اجر نچھاور کیا جائے گا یہاں تک کہ عافیت میں رہنے والے اللہ عز وجل کی طرف سے عطا کردہ ثواب دیکھ کر میدانِ حشر میں اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش! (دنیا میں) ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔

(المجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۸۲۹، ج ۱۲، ص ۱۳۱)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب اللہ عز وجل کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا فرمادیتا ہے، پھر جو صبر کرتا ہے اس کے لئے صبر ہے اور جو جزع فزع کرتا ہے اس کے لئے جزع ہی ہے۔ (المسند لمام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۳۶۹۵، ج ۹، ص ۱۶۱)

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عز وجل تمہیں آزمائش کے ذریعے اس طرح پرکھتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے سونے کو آگ پر پرکھتا ہے، لہذا اس سے نکلنے والے کچھ لوگ سفید چمک دار سونے کی طرح ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ عز وجل شبہات سے بچاتا ہے اور اس سے نکلنے والے کچھ لوگ ان سے کم تر ہوتے ہیں، یہ وہ ہیں جو کچھ شک و شبہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس سے نکلنے والے کچھ لوگ سیاہ

سوتنے کی طرح ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو آزمائش میں مبتلا ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۹۸، ج ۸، ص ۱۶۶)

(40) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَتَمَتَّتَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لَضَرِّ أَصَابِهِ. فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعْلَا. فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَخِيْنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي. وَتَوَفَّيْنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی تکلیف و مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا بالکل نہ کرے اگر اس نے کرنی ہی ہے تو یوں کہے: اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی تم ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے وفات ہو مجھے وفات عطا فرما۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب تمی المریض الموت ج ۲ ص ۲۱۹، رقم: ۵۶۷۱، صحیح مسلم باب کراهة تمی الموت ج ۲ ص ۸۱۹، رقم: ۶۱۱۰، الادب للموطا باب کراهية تمی الموت ص ۲۵۲، رقم: ۴۶۱، مسند امام احمد بن حنبل مسند انس بن مالك ج ۲ ص ۱۰۱، رقم: ۱۱۹۸، مسند البزار مسند أبي هريرة رضي الله عنه ج ۲ ص ۲۱۶، رقم: ۸۱۰۶، مسند الروياني مسند انس بن مالك ص ۶۰، رقم: ۱۳۵۸)

شرح حدیث: حکیم لائٹ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں یہ حدیث گزشتہ احادیث کی شرح ہے کہ بیماری و آزاری سے گھبرا کر موت نہ مانگے اور جس طریقہ سے دعا کی اجازت دی گئی ہے نہایت ہی پیارا طریقہ ہے کیونکہ اس خیر و شر میں دین و دنیا کی خیر و شر شامل ہے گویا موت کی تمنا کہہ بھی لی مگر قاعدے سے۔ خیال رہے کہ یہ کہنا جائز ہے خدایا مجھے شہادت کی موت دے، خدایا مجھے مدینہ پاک میں موت نصیب کر۔ چنانچہ عمر فاروق نے دعا کی تھی کی مولا مجھے اپنے حبیب کے شہر میں شہادت نصیب کر، حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا ان شاء اللہ ایسے ہی ہوگا۔ چنانچہ مسجد نبوی محراب النبی نماز کی حالت میں مصلائے مصطفیٰ پر آپ رضی اللہ عنہ کو کافر مجوسی ابولولونے شہید کیا۔ دعاء کیا تھی کمان سے نکلا ہوا تیر تھا کہ جو کہا تھا وہی ہوا، کیوں نہ ہو رب کی یہ مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے۔ (مزاۃ النبی، ج ۲، ص ۸۲۵)

توجہ رہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دعا دینے میں مرنے کی فرمائی تھی نہ کہ مرنے کی۔

مَكِينُهُ مُنْتَوَرَةً فِي مِثْلِ مَرْنَةِ كَاثَوَابِ

بنو لیت کی ایک خاتون حضرت سیدتنا عیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ عزوجل کے محبوب، داتاے غیوب، مُنْتَوَرَةً عَنِ الْغُيُوبِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، تم میں سے جو مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھے وہ مدینہ میں ہی مرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا اس کی شفاعت کی جائے گی یا اس کے حق میں گواہی دی جائے گی۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب الحج، باب فضل المدینہ، رقم ۷۳۲، ج ۲، ص ۲۱)

ایک روایت میں ہے کہ جو مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ مدینہ میں ہی مرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

(شعب الایمان، باب فی المناسک فضل الحج والعمرة، رقم ۳۱۸۲، ج ۳، ص ۳۹۷)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ مدینہ میں ہی مرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل المدینہ، رقم ۳۹۳۳، ج ۵، ص ۳۸۳)

شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و غلال، صاحب جود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے جس سے ہو سکے وہ مدینہ ہی میں مرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔ (طبرانی کبیر مسند، رقم ۷۴۷، ج ۲۴، ص ۲۹۴)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رزقہ العالمین، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو شخص دو حرموں (یعنی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ) میں سے کسی ایک میں مرے گا قیامت کے دن امن والوں میں اٹھایا جائے گا اور جو ثواب کی نیت سے مدینہ میں میری زیارت کرنے آئے گا وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

(شعب الایمان، باب فی مناسک فضل الحج والعمرة، رقم ۳۱۵۸، ج ۳، ص ۳۹۰)

اس حدیث کا مطلب یہ بھی ہے کہ مومن کی زندگی بہر حال اچھی ہے کیونکہ اعمال اسی میں ہو سکتے ہیں۔ دنیاوی تکالیف جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے، اس لئے کہ یہ بے مبری اور تقدیر الہی سے ناراضگی کی نشانی ہے جبکہ دینی ضرر کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ملک آخرت اور جنت میں پہنچنے کیلئے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے۔ (ماخوذ از اشعہ العات، ج ۱، ص ۶۹۷)

حضرت ابو عبد اللہ خباب بن ارت ؓ سے

روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی اور اس وقت آپ کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ لگائے ہوئے تھے ہم نے عرض کیا: کیا آپ ہمارے لیے مدد طلب نہیں کر سکتے کیا آپ ہمارے لیے دعا طلب نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا: تم سے پہلے کسی

(41) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرْدِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: شَكَّوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَتَوَشِّدٌ بِرِدَّةٍ لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُو لَنَا؟ فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُخْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا، ثُمَّ يُؤْتَى بِالْمُنْشَارِ

فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ يَصْفَدَانِ وَيُمَشَّطُ
بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْيِهِ وَعَظْمِهِ. مَا يَصُدُّهُ
ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ. وَاللَّهُ لَيُتِمِّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى
يَسِيرَ الرَّكْبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضَرِ مَوْتٍ لَا يَخَافُ
إِلَّا اللَّهَ وَالذُّنُوبَ عَلَى غَنِيهِ. وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ
رَوَاةُ الْبُخَارِيِّ. وَفِي رِوَايَةٍ: وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بِزُدَّةٍ وَقَدْ
لَقِيَْنَا مِنَ الْمُسْرِ كَثْرًا شَدِيدًا.

آدی کو لوگ پکڑ لیتے پس گڑھا کھود کر دبا دیتے۔ اس
کے آرا کر سر پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیتے۔ اور وہ ہے
کنکھیوں کے ساتھ اس کے گوشت ہڈیوں کو زخمی کیا
جاتا۔ یہ تمام تکالیف اس کو دین حق سے بار نہ رکھ سکتیں۔
اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ اس دین والے کام کو ضرور پورا
فرمائے گا یہاں تک کہ اکیلا سوار صنعاء سے حضر موت
تک تنہا سفر کرے گا۔ اسے صرف اللہ کا ڈر ہوگا یا اپنی
بکریوں پر بھیڑیے کا ڈر ہوگا لیکن تم جلدی چاہتے
ہو۔ (بخاری) ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ
چادر کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور ہمیں مشرکین
کی طرف سے سخت اذیت پہنچی تھی۔

تخریج حدیث: (صحيح البخاري) باب ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم ج ٢ ص ٢٩٩ رقم: ٢٨٥٢ مسند امام احمد بن
حنبل مسند خباب بن الارت ج ٥ ص ١٠٩ رقم: ٢١٠٩٥ سنن الكبيري للبيهقي باب مبتداء الخلق ج ١ ص ٥ رقم: ١٨١٤٦ سنن
ابوداؤد باب في الاسير يكره على الكفر ج ١ ص ٩٩ رقم: ٢٦٥١ مسند الحميدي احاديث خباب بن الارت ص ٨٥ رقم: ١٥٤
شرح حدیث: حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ غلام تھے ان کو قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا اس نے یہ تمیمی
کہلاتے ہیں۔ ابتدا ہی میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور کفار مکہ نے حضرت عمار و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح ان
کو بھی طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا یہاں تک کہ ان کو کونکوں کے اوپر لٹاتے تھے اور پانی میں اس قدر غوطہ دلاتے
تھے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا اور یہ بے ہوش ہو جاتے مگر صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر یہ ساری مصیبتوں اور تکلیفوں کو جھیلنے رہے
اور ان کے اسلام میں بال برابر بھی تذبذب یا تزلزل پیدا نہیں ہوا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد از وصال مدینہ منورہ سے ان کا دل اٹھ گیا اور یہ کوفہ میں جا کر مقیم
ہو گئے اور وہیں ۳۷ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الخاء، فصل فی الصحابة، ص ۵۹۲) (واسد الغابۃ، خباب بن الارت، ج ۲، ص ۱۴۱ معقلاً)

جلی ہوئی پیٹھ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت خباب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی پیٹھ نظر آ گئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ پوری پشت مبارک میں سفید سفید زخموں کے نشان ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اے خواب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ تمھاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ تنگی تلوار لیکر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سر کاٹنے کے لئے دوڑتے پھرتے تھے۔ اس وقت ہم نے محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چراغ اپنے دل میں جلایا اور مسلمان ہوئے۔ اس وقت کفار مکہ نے مجھ کو آگ کے جلتے ہوئے کونلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کونے بچھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا مگر رب کعبہ کی قسم! کہ جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے زبان سے کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکلا۔

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصیبت سنکر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: اے خواب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کرتا اٹھاؤ! میں تمھاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اللہ اللہ! یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے جو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بدولت آگ میں جلانی گئی ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، خواب بن الارت، ج ۳، ص ۱۲۳)

مصائب پر صبر قرب الہی عزّ و جلّ کا ذریعہ ہے

ایک شخص حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یاسیدی! مجھے بتائیے کہ میں اللہ عزّ و جلّ کی بارگاہ تک کیسے رسائی حاصل کر سکتا ہوں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک امیر کے دروازے پر لے گئے۔ دروازے پر ایک غلام کھڑا ہوا تھا جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس غلام کی طرف اشارہ کیا اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اس کی مثل ہو جاؤ، خود ہی اللہ عزّ و جلّ تک رسائی حاصل کر لو گے۔ (یعنی جس طرح یہ غلام ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے باوجود اپنے آقا کے دروازے پر حاضر ہے اس طرح تو بھی ہر حال میں اپنے رب عزّ و جلّ کی رضا پر راضی رہو اور اس کی عبادت کرتا رہو)۔

(الروضة القائنة فی النواہی والرقائق مصنف الشیخ شعیب خربیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عیسیٰ کے حصہ میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ پس آپ نے اقرع بن حابس کو سوانٹ عطا فرمائے اور عیینہ بن حصن کو بھی اتنے ہی اور آپ نے عرب کے سردار لوگوں کو کچھ زیادہ عطا فرمایا اور حصہ میں ان کو ترجیح دی تو ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم اس تقسیم میں عدل نہیں کیا گیا۔ اس میں اللہ کی رضا کا

(42) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَنْيْنٍ أَثَرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ، فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِئَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى نَاسًا مِنَ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ قِسْمَةٌ مَّا عُدِلَ فِيهَا، وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللَّهِ،

فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصِّرْفِ. ثُمَّ قَالَ: فَمَنْ يَغْدِلُ إِذَا لَمْ يَغْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؟ ثُمَّ قَالَ: يَزْحَمُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا قَصْدًا. فَقُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَوْلُهُ: كَالصِّرْفِ هُوَ بِكْسَرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ: وَهُوَ صِبْغٌ أَحْمَرُ.

ارادہ نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کی بات ضرور رسول اللہ ﷺ کو پہنچاؤں گا میں نے حاضر ہو کر عرض کیا: تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا تو فرمایا: اگر اللہ اور رسول عدل نہ کریں تو اور کون عدل کرے گا؟ پھر آپ نے فرمایا: اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے زیادہ اذیت دی گئی اور انہوں نے صبر کیا پس میں نے کہا آج کے بعد کوئی شکایت آپ (ﷺ) تک نہ پہنچاؤں گا۔ (متفق علیہ) اور کالصراف: صادمہلہ کے کسرہ کے ساتھ اس کا معنی سرخ رنگ ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب قول الله تعالى "وصل عليهم" ج ۲ ص ۱۱، رقم: ۶۲۲۶، صحیح مسلم، باب اعطاء المؤلفه قلوبهم على الاسلام، ج ۱ ص ۱۰۹، رقم: ۱۲۹۴، صحیح ابن حبان، باب ما جاء في الصبر، ج ۱ ص ۴۸۱، رقم: ۲۹۱۱، مسند ابی یعلیٰ، مسند عبداللہ بن مسعود، ج ۲ ص ۴۶۶، رقم: ۵۱۳۲، مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، ج ۱ ص ۴۱۱، رقم: ۲۹۰۲)

شرح حدیث: سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت

علماء فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہوئے ایک اعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے ردائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، وائد کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملحوظ، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسر، باب الشجاعة في الحرب، ج ۲ ص ۲۸۲، الحدیث ۲۸۲۱، ج ۲ ص ۲۶۰)

حق ہے، اے مالکِ عرش (عز و جل) کے نائب اکبر! قسم ہے اس کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوْجِ وَالْقَلَمِ

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَرَفَهَا

بے شک دنیا و آخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم و فنون (یعنی گزشتہ و آئندہ) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے علوم سے ایک ٹکڑا۔
 صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمْ وَعَلٰی اٰلِکَ وَصَحْبِکَ وَبَارَکْ وَکَرَّمْ

صبر و سخاوت کی فضیلت

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، (کامل) ایمان صبر اور سخاوت کا ہی نام ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی خصال الایمان، ج ۱، ص ۲۲۲، رقم: ۱۹۸۰)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ مومن جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہو اور اُن کے تکلیف دینے پر صبر کرتا ہے، اُس مومن سے افضل ہے جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور اُن کے تکلیف پہنچانے پر صبر نہیں کرتا۔ (ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، ج ۳، ص ۲۳، رقم: ۴۰۳۲)

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے معراج فرمائی تو آپ نے ایک شخص کو فسق و فجور میں مبتلا دیکھا اور اُسکے لیے بد دعا فرمائی تو وہ ہلاک کر دیا گیا۔ پھر ایک بندے کو دیکھا وہ بھی گناہ میں مبتلا تھا آپ نے اُس کے لیے بھی بد دعا فرمائی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے میرے خلیل علیہ السلام! بے شک جس نے میری نافرمانی کی وہ میرا ہی بندہ ہے اور تین باتوں میں سے کوئی ایک اسے میرے غضب سے بچالے گی، یا تو وہ میری بارگاہ میں توبہ کر لے گا اور میں اُسکی توبہ قبول کروں گا یا پھر وہ مجھ سے استغفار کریگا اور میں اُس کی مغفرت کر دوں گا یا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری عبادت کریں گے۔ اے ابراہیم! کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے ناموں میں ہے بے شک میں صبور (یعنی بہت زیادہ حلم والا) ہوں۔

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی تکلیف دہ بات کو سن کر حلم کا مظاہرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں کہ لوگ اُس کی طرف لڑکا منسوب کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی انہیں عافیت بخشتا ہے اور رزق عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم اپنے کسی بھائی کو گناہوں میں مبتلا دیکھو تو اُس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بن جاؤ کہ تم یوں کہو، اللہ اسے رسوا کرے، اللہ اس کا برا کرے۔ بلکہ یوں کہو، اللہ اسکی توبہ قبول فرمائے اور اسکی مغفرت فرمائے۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، باب فضیلت الصبر، رقم: ۶۵۲۱، ج ۳، ص ۱۱۲، بغیر قلیل)

غصے کے وقت صبر کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا، پچھاڑ دینے والا زور آور نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! پھر زور آور کون ہے؟ فرمایا، وہ جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔

(السنن الکبریٰ، کتاب الشہادات، باب شہادۃ اہل العصیۃ، ج ۱۰، رقم ۲۱۰۸۵، ص ۳۹۷)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ پتھر اٹھانے کا مقابلہ کر رہے تھے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ کیا ہو رہا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ وہ پتھر ہے جسے ہم زمانہ جاہلیت میں زور آور کا پتھر کہا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا میں تمہیں تمہارے سب سے زور آور شخص کے متعلق نہ بتاؤں؟ تم میں سے زیادہ زور آور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر زیادہ قابو پانے والا ہے۔

(مسند احمد، مسند ابن عمر ج ۲، رقم ۶۶۳۶، ص ۵۸۷، غیر قلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دنیا میں جلدی سزا دے دیتا ہے اور جس کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گنہوں کی سزا کو روک لیتا ہے اور قیامت کے دن اس کو پوری سزا دیتا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مصیبت کے بڑا ہونے سے ثواب بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو ان کا امتحان دیتا ہے جو راضی ہو اس کے لیے رب کی رضا ہے اور جو ناراض ہو اس سے رب تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(43) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ حَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُؤَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخَطَ فَلَهُ السُّخْطُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج حدیث: (سنن ترمذی، باب ما جاء فی البلاء علی العبد، ج ۱، ص ۶۰، رقم ۲۲۹۵، مستدرک للحاکم، کتاب

الاهوال ج ۲، ص ۶۵، رقم ۸۷۹۹، مستدرک الروایات، حدیث عبد اللہ بن مغفل المزنی، ص ۳۰۳، رقم ۹۹۸، مسند ابی یعلیٰ مسند انس بن

مالک ج ۲، ص ۲۷، رقم ۳۶۵۳، جامع الاصول لابن الدیر الباق العاشر فی فضل المرض، ج ۱، ص ۵۸۳، رقم ۷۲۷۷)

شرح حدیث: قیامت میں مصیبت زدہ لوگوں کا اجر و ثواب

شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: عافیت میں رہنے

والے لوگ جب مصیبت زدہ لوگوں کا اجر دیکھیں۔ گے تو تمنا کریں گے کہ کاش! (دنیا میں) ان کی کھال کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔ (جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ۵۸، یوم القیامۃ وندمۃ الحسن۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۳۰۲، ص ۱۸۹۳)

محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن عہد کو لا کر حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا، پھر صدقہ کرنے والے کو لایا جائے گا اور حساب کے لئے روک لیا جائے گا، پھر مصیبت زدوں کو لایا جائے گا تو ان کے لئے نہ میزان نصب کی جائے گی، اور نہ ہی اعمال نامے کھولے جائیں گے بلکہ ان پر بہت زیادہ اجر نچھاور کیا جائے گا یہاں تک کہ عافیت میں رہنے والے اللہ عز وجل کی طرف سے عطا کردہ ثواب دیکھ کر میدانِ حشر میں اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش! (دنیا میں) ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۸۲۹، ج ۱۲، ص ۱۳۱)

رحمت کو بین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عز وجل جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے مصیبت و بلا میں مبتلا فرما دیتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرضی، باب ما جاء فی کفارة الرضی، الحدیث: ۵۶۳۵، ص ۲۸۳)

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب اللہ عز وجل کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا فرما دیتا ہے، پھر جو صبر کرتا ہے اس کے لئے صبر ہے اور جو جزع فزع کرتا ہے اس کے لئے جزع ہی ہے۔ (المسند للإمام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۳۶۹۵، ج ۹، ص ۱۶۱)

محزون جو دو سخاوت، پیکر عظمت و شرافت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عز وجل کے نزدیک بندے کا ایک مرتبہ ہوتا ہے جب وہ کسی عمل کے ذریعے اس تک نہ پہنچ سکے تو اللہ عز وجل اسے ایسے حالات سے دوچار کر دیتا ہے جو اسے پسند نہیں ہوتے یہاں تک کہ وہ اس درجے تک پہنچ جاتا ہے۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر و ثواب الامراض، الحدیث: ۲۸۹۷، ج ۳، ص ۲۳۸)

محبوب رب العزت، محسن انسانیت عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب بندے کا اللہ عز وجل کے ہاں کوئی مرتبہ مقرر ہو اور وہ اس مرتبے تک کسی عمل سے نہ پہنچ سکے تو اللہ عز وجل اسے جسم، مال یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے پھر اسے ان تکالیف پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ عز وجل کے ہاں اپنے مقرر درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الامراض الکفرۃ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۰۹۰، ص ۱۳۵۶)

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عز وجل تمہیں آزمائش کے ذریعے اس طرح پرکھتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے سونے کو آگ پر پرکھتا ہے، لہذا اس سے نکلنے والے کچھ لوگ سفید چمک دار سونے کی طرح ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ عز وجل شبہات سے بچاتا ہے اور اس سے نکلنے والے

کچھ لوگ ان سے کمتر ہوتے ہیں، یہ دونوں جو کچھ شک و شبہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس سے نکلنے والے کچھ لوگ سہاہ
سننے کی طرف ہوتے ہیں، یہ دونوں میں جو آزمائش میں مبتلا ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۹۸، ج ۸، ص ۱۶۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
ابوطلمہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیگ رہا حضرت ابوطلمہ باہر چلے گئے
تو بچہ فوت ہو گیا جب ابوطلمہ لوٹے تو بچہ کا حال پوچھا بچہ
کی ماں حضرت ام سلیم نے کہا وہ پہلے کی نسبت زیادہ
سکون میں ہے پھر شام کا کھانا پیش کیا۔ ابوطلمہ نے کھانا
تناول کیا پھر اس کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کر کے
فارغ ہو چکے تو حضرت ام سلیم نے کہا کہ بچے کو دفن کر لو
صبح ہوئی تو حضرت ابوطلمہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں
حاضر ہوئے اور اس کی اطلاع دی تو فرمایا کیا تم نے آج
رات وظیفہ زوجیت ادا کیا عرض کیا: ہاں آپ ﷺ نے
دعا کی۔ اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما، تو
انہوں نے لڑکا جنم دیا۔ (حضرت انس) فرماتے ہیں
کہ مجھے ابوطلمہ نے کہا کہ اس کو اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کے
پاس لے جا ساتھ کچھ کھجوریں بھی دیں تو نبی اکرم ﷺ نے
فرمایا: کیا اس کے ساتھ کچھ ہے۔ عرض کیا: ہاں کھجوریں
ہیں، تو ان کو رسول اللہ ﷺ نے چبایا، پھر اپنے منہ سے
نکال کر بچے کے منہ میں ڈال کر گھٹی دی اور اس کا نام
عبداللہ رکھا۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں راوی ابن عیینہ
فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا میں نے
اس حضرت عبداللہ کی اولاد میں نو بیٹے دیکھے۔ سب
قرآن پڑھتے ہوئے تھے۔ یعنی حضرت عبداللہ کی
اولاد۔ (بخاری)

(۱۴۴) وَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ
ابْنُ لَآبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسْتَكِنُ، فَخَرَجَ أَبُو
طَلْحَةَ فَنَقِضَ الصَّبِيَّ، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ، قَالَ:
مَا فَعَلَ ابْنِي، قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ أُمُّ الصَّبِيِّ: هُوَ
أَسْكَنَ مَا كَانَ، فَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشَّى، ثُمَّ
أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا
أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: أَعَرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ، قَالَ:
نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا،
فَقَالَ ابْنُ أَبِي طَلْحَةَ: أَحْمِلُهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَ مَعَهُ بِثَمَرَاتٍ، فَقَالَ:
أَمْعَهُ شَيْئٌ، قَالَ: نَعَمْ، ثَمَرَاتٌ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ
فَجَعَلَهَا فَمِي فِي الصَّبِيِّ، ثُمَّ حَنَكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ،
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَقَالَ
رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ
قَرَأُوا الْقُرْآنَ، يَعْنِي: مِنْ أَوْلَادِ عَبْدِ اللَّهِ الْهَلَوْدِ.

وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: مَاتَ ابْنُ لَآبِي طَلْحَةَ مِنْ
 أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا: لَا تُحْدِثُوا أَبَا طَلْحَةَ
 بِأَنَّهُ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أُحْدِثُهُ فَبَاءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَمَاءَ
 فَأَكَلَ وَشَرِبَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ
 تَصْنَعُ قَبْلَ ذَلِكَ فَوَقَعَ بِهَا. فَلَمَّا أَنْ رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ
 شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا، قَالَتْ: يَا أَبَا طَلْحَةَ، أَرَأَيْتَ لَوْ
 أَنَّ قَوْمًا أَعَارَوْا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَظَلَبُوا
 عَارِيَتَهُمْ، أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَتْ:
 فَأَحْتَسِبُ ابْنَكَ، قَالَ: فَغَضِبَ، ثُمَّ قَالَ: تَرَكْتَنِي
 حَتَّى إِذَا تَلَطَّعْتُ، ثُمَّ أَخَذَتْنِي بِأَيْمِي، فَأَنْطَلَقَ
 حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ
 بِمَا كَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
 بَارَكَ اللَّهُ فِي لَيْلَتِكُمَا، قَالَ: فَحَمَلْتُ. قَالَ: وَكَانَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ،
 وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى
 الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طَرُوقًا فَدَنُوا مِنَ
 الْمَدِينَةِ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَأَحْتَبَسَ عَلَيْهَا أَبُو
 طَلْحَةَ، وَأَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
 قَالَ: يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ أَنَّهُ
 يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخَلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدْ
 احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى، تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ،
 مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ أَنْطَلِقُ، فَأَنْطَلَقْنَا
 وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدْتُ غُلَامًا.
 فَقَالَتْ لِي أُمِّي: يَا أَنَسُ، لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتَّى تَغْدُوا

مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت
 ابو طلحہ کا حضرت ام سلیم سے ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ تو
 حضرت ام سلیم نے گھر والوں کو کہا کہ ابو طلحہ کو میرے سوا
 اس کے بیٹے کے بارے میں کوئی نہ بتائے۔ جب وہ
 آئے تو ان کو شام کا کھانا پیش کیا انہوں نے کھایا پیا
 پھر حضرت ام سلیم اپنے شوہر کیلئے خوب بن سنور کر
 آگئیں اور ان سے جماع کیا۔ جب یہ دیکھا اب ابو طلحہ
 کھاپی کر حاجت سے فارغ ہو چکے تو کہا۔ اے ابو طلحہ اگر
 کچھ لوگ گھر والوں کو کوئی چیز مانگنے پر دیں پھر جب وہ
 اپنی چیز طلب کریں تو کیا دوسرے گھر والوں کو روکنے کا
 حق ہے۔ کہا نہیں تو حضرت ام سلیم نے کہا پھر اپنے
 بیٹے کو ثواب سمجھ۔ حضرت انس کہتے ہیں حضرت ابو طلحہ
 ناراض ہوئے کہ تو نے مجھے بتایا تک نہیں یہاں تک کہ
 میں آلودہ ہو گیا ہوں اب تو نے بتایا ہے پھر چل کر رسول
 اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض احوال کی تو
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سلم ری رات میں
 برکت دے فرمایا کہ پس تو وہ حاملہ ہو گئیں۔ حضرت
 انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب وضع حمل کا وقت آیا تو حضرت
 ابو طلحہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور حضرت ام
 سلیم بھی ساتھ جس اور رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مقدسہ یہ
 تھا کہ آپ سفر سے واپس مدینہ منورہ میں رات کے وقت
 نہ آتے چنانچہ وہ مدینہ منورہ کے قریب ٹھہرے اور
 حضرت ام سلیم کو درد زہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ حضرت
 ابو طلحہ کو رکنا پڑا۔ اور رسول اللہ ﷺ چلے گئے۔ کہا کہ
 حضرت ابو طلحہ نے دعا کی: یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں

يَهْدِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا
أَصْبَحَ احْتَمَلَتْهُ فَأَنْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ.

تیرے محبوب کے ساتھ ہی مدینہ سے نکلنا پسند کرتا ہوں
رسول اللہ ﷺ نکلیں اور ساتھ ہی داخل ہونا پسند کرتا
ہوں۔ اور جب وہ شہر مدینہ میں داخل ہوں اور میرے
رکنے کی وجہ تو جانتا ہے فوراً حضرت ام سلیم کو تخفیف محسوس
ہوئی اور بولیں ابو طلحہ مجھے اب وہ کیفیت محسوس نہیں ہو
رہی جو پہلے تھی اب چلو چنانچہ ہم سب چلے۔ مدینہ منورہ
میں آنے کے بعد اس کو دردِ دژہ ہوا اور انہوں نے لڑکا جنم
دیا مجھے میری ماں ام سلیم نے کہا: اے انس اس کو کسی
کے دودھ پلانے سے قبل رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں
لے جا صبح ہوئی تو میں نے بچہ کو اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ
کی بارگاہ میں لے کر آیا۔ اور پوری حدیث ذکر کی

(مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری، باب من لم يظهر حزنه عند البصیفة، ج ۱ ص ۶۸۹، رقم: ۱۲۰۱، صحیح مسلم، باب
استحباب تحنیک المولود عند ولادته، ج ۲ ص ۵۱۶، رقم: ۵۴۲، صحیح ابن حبان، ذکر دعاء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لام
سلیم، ج ۲ ص ۴۵۵، رقم: ۱۸۴، اطراف المسند المعتبر، من اسمہ محمد بن سہرین عن انس، ج ۱ ص ۵۰۹، رقم: ۹۳۰، مسند ابی یعلیٰ
مسند انس بن مالک، ج ۲ ص ۴۲۱، رقم: ۳۸۸۲، مسند امام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، ج ۳ ص ۱۰۵، رقم: ۱۲۰۲۴)

شرح حدیث: دو رسالت سراپا برکت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا کہ جب ان کے گھر کوئی بچہ
پیدا ہوتا تو یہ اسے رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کھجور اپنے دہن اقدس میں چبا کر بچے کے منہ میں ڈال دیتے جسے تحنیک کہتے ہیں۔ یوں بچے کو لعابِ دہن کی
برکتیں بھی نصیب ہو جاتیں۔ چنانچہ

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو تاجدارِ رسالت،
شہنشاہِ نبوت، پیکرِ عظمت، و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں لایا
کرتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرماتے اور تحنیک فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک، الحدیث ۲۰۴، ص ۱۸۳)

حضرت سیدتنا اسماء بنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ: وہ ہجرت کے بعد مدینہ
منورہ آئیں تو مقامِ قبا میں ان کے ہاں ولادت ہوئی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ فرماتی ہیں

کہ میں بچہ کو لے کر نبی مکرّم، ثور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور میں نے اس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک گود میں رکھ دیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چھو ہارا منگوا یا اور اسے چبایا، پھر اس میں اپنا لعاب دین ڈالا، پس سب سے پہلے اس کے پیٹ میں جو پہنچا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا لعاب مبارک تھا پھر اسے کھجور کی گھٹی دی، پھر اس کے لیے دعائے خیر کی اور برکت سے نوازا یہ اسلام میں پہلا بچہ پیدا ہوا تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب العقیدہ، باب تسمیۃ المولود...، ج ۳، ص ۵۳۸)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا، میں اس کو لے کر اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منترّۃ عن الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اسے کھجور سے گھٹی دی۔

(صحیح المسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود...، ج ۱، الحدیث ۲۱۳۵، ص ۱۱۸۲)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو میں اسے لے کر خاتم المرسلین، رجبہ للعالمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا رے پاس کھجوریں ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں پھر میں نے کچھ کھجوریں نکال کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنے مبارک منہ میں ڈال کر چبا لیں، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بچے کا منہ کھول کر اسے بچے کے منہ میں ڈال دیا اور بچہ اسے چومنے لگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: انصار کو کھجوروں کے ساتھ محبت ہے اور اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔

(صحیح المسلم، کتاب الادب، باب استحباب تحنیک المولود...، ج ۱، الحدیث ۲۱۳۴، ص ۱۱۸۳)

انہی احادیث کی بناء پر مسلمانوں کا یہ معمول ہے کہ وہ اپنے بچوں کی صلیح و متقی مسلمانوں سے تحنیک کرواتے ہیں۔ اگر کھجور میسر نہ ہو تو شہد یا کسی بھی میٹھی چیز سے تحنیک کی جاسکتی ہے۔

بچے کی موت پر صبر کا اجر

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ بن عمران علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الہی عزوجل میں عرض کی: اے میرے رب عزوجل! جو عورت اپنے بچے کے فوت ہونے پر صبر کرے اس کے لئے کیا جزاء ہے؟ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں اسے اپنے سایہ رحمت میں اس دن جگہ دوں گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(الترغیب فی انصاف الاموال واثواب ذلک لابن شامیین، باب فضل من تبع الجنازة فمقتررا، الحدیث ۴۰۸، ج ۱، ص ۳۶۲)

ایک روایت یوں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا کبیر بن زہیر، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عز و جل کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب عز و جل! جو عورت اپنے بچے کے فوت ہونے پر صبر کرے اس کی جزاء کیا ہے؟ اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا: میں اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھوں گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب تعزیر اولیاء المیت، الحدیث ۵۸۷، ص ۱۷۹)

ایک روایت اس طرح ہے کہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عز و جل کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب عز و جل! جو عورت اپنے بچے کے فوت ہونے پر صبر کرے اس کے لئے کیا جزاء ہے؟ اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا: میں اسے اپنے سایہ رحمت میں اس دن جگہ دوں گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(45) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَيْسَ اللَّهُ بِالشَّدِيدِ بِالطَّرْعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ (حقیقت میں) پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول رکھے۔ (متفق علیہ)

وَالطَّرْعَةُ: بَضْمُ الصَّادِ وَفَتْحُ الرَّاءِ وَأَصْلُهُ وَالْوَلُّوْنَ كَالزُّدِيِّكَ اس کا مطلب ہے جو لوگوں کو بکثرت پچھاڑ لیتا ہو۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب الحد من الغضب ج ۲ ص ۸۱۲، رقم: ۶۱۱۴، صحیح مسلم: باب فضل من یملک نفسه عند الغضب ج ۲ ص ۴۰، رقم: ۶۸۱۰، الادب لابن ہقی: باب کظم الغیظ و ترک الغضب ص ۴۴، رقم: ۱۱۳۳، سنن الکبریٰ للنسائی: باب الشاعر یكثر الوقیعة فی الناس ج ۲ ص ۸۱۰، رقم: ۶۱۶۵، مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۶، رقم: ۲۶۱۸)

شرح حدیث: غصہ کب بُرا؟ کب اچھا ہے؟

غصہ کے معاملہ میں یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ غصہ بذات خود نہ اچھا ہے نہ برا۔ درحقیقت غصہ کی اچھائی اور برائی کا دار و مدار موقع اور محل کی اچھائی اور برائی پر ہے اگر بے محل غصہ کیا اور اس کے اثرات برے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ برا ہے۔ اور اگر بر محل غصہ کیا اور اس کے اثرات اچھے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ اچھا ہے۔ مثلاً کسی بھوکے پیاسے دودھ پیتے بچے

کے رونے پر تم کو غصہ آگیا اور تم نے بچے کا گلا گھونٹ دیا تو چونکہ تمہارا یہ غصہ بالکل ہی بے محل ہے اس لئے یہ غصہ برا ہے اور اگر کسی ڈاکو کو ڈاکہ ڈالتے وقت دیکھ کر تم کو غصہ آگیا اور تم نے بندوق چلا کر اس ڈاکو کا خاتمہ کر دیا تو چونکہ تمہارا یہ غصہ بالکل بر محل ہے۔ لہذا یہ غصہ برا نہیں بلکہ اچھا ہے۔ حدیث شریف میں جس غصہ کی مذمت اور برائی بیان کی گئی ہے۔ یہ وہی غصہ ہے جو بے محل ہو اور جس کے اثرات برے ہوں۔ بالکل ظاہر بات ہے کہ غصہ میں رحم کی جگہ بے رحمی اور عدل کی جگہ ظلم، شکر کی جگہ ناشکری، ایمان کی جگہ کفر، ہو تو بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ یہ غصہ اچھا ہے؟ یقیناً یہ غصہ برا ہے اور یہ بہت ہی بری خصلت اور نہایت ہی خراب عادت ہے اس سے بچنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے لازم ہے۔

غصے میں انسان کی حالتیں

انسان بعض اوقات کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی آتش غضب اتنا بھڑک اٹھتی ہے کہ اس سے انسان کے دل کا خون بھی کھولنے لگتا ہے، پھر وہ خون بدن کی دیگر رگوں میں پھیل جاتا ہے اور جب دماغ تک اس طرح پہنچتا ہے جیسا کہ کھولتا ہوا پانی تو وہ خون وہاں پھیلنے کے بعد چہرے میں بھی سرایت کر جاتا ہے، جس سے اس کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، اور کھال کا ظاہری حصہ صاف ہونے کی وجہ سے اپنے اندر موجود خون کی سرخی کو ظاہر کر دیتا ہے، ایسا اس وقت ہوتا ہے جب انسان یہ سمجھ لے کہ وہ اپنے منصوب (یعنی جس پر غصہ آیا اس) پر قدرت رکھتا ہے، ورنہ اگر انسان کو اپنے سے زیادہ طاقتور پر غصہ آئے اور انتقام لینے کی اُمید بھی نہ ہو تو اس کا خون کھال کے ظاہری حصے سے سمٹ کر دل کے اندر چلا جاتا ہے اور الٹا خوف پیدا ہو جاتا ہے، جس سے اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور اگر کسی ہم پلہ شخص پر غصہ آئے اور اس پر قدرت پالینے میں شک ہو تو اس کا خون پھیلنے اور سمٹنے کے درمیان متردد ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کبھی اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور کبھی زرد، نیز وہ بے چینی محسوس کرتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ غصہ کی قوت کا مقام انسان کا دل ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ خون کا کھولنا انتقام لینے کے لئے ہوتا ہے، یہ قوت آتش غضب کے بڑھکنے کے وقت کسی ایذا پہنچانے والی چیز کو دور کرنے کی خاطر اس کی جانب متوجہ ہوتی ہے اس سے پہلے کہ وہ اسے تکلیف دے، یا پھر اگر ایذا پہنچ جائے تو اس کے بعد محض دل کے اطمینان پانے یا پھر انتقام لینے کے لئے متوجہ ہوتی ہے، لہذا جذبہ انتقام ہی اس سے لذت پاتا ہے اور اسے روکتا ہے۔

قوت غضب میں تفریط

غصہ میں تفریط یعنی اس قدر کم آنا کہ بالکل ہی ختم ہو جائے یا پھر یہ جذبہ ہی کمزور پڑ جائے، تو یہ ایک مذموم صفت ہے کیونکہ ایسی صورت میں بندے کی مروت اور غیرت ختم ہو جاتی ہے اور جس میں غیرت یا مروت نہ ہو وہ کسی قسم کے کمال کا حامل نہیں ہوتا کیونکہ ایسا شخص عورتوں بلکہ حشرات الارض (یعنی زمینی کیڑے مکوڑوں) کے مشابہ ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے اس قول کا یہی معنی ہے: جسے غصہ دلایا گیا اور وہ غصہ میں نہ آیا تو وہ گدھا ہے اور جسے راضی کرنے کی کوشش کی گئی اور وہ راضی نہ ہوا تو وہ شیطان ہے۔

اللہ عزوجل نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حمیت اور شدت پر ان کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ کنز الایمان: مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔ (پ 6، المائدہ: 54)

ترجمہ کنز الایمان: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ (پ 26، النبی: 29)

اس معاملہ میں غصے کی اس کمی کا نتیجہ یوں ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنے حرم یعنی محرم عورتوں مثلاً بہن یا بیوی وغیرہ سے چھیڑ چھاڑ کئے جانے کے معاملہ میں غیرت کی کمی کا شکار ہو جاتا ہے، اور دوسرے یہ کہ گھٹیا اور کمینے لوگوں سے ذلت پہنچنے اور احساس کمتری میں مبتلا ہونے کا بھی احتمال ہے، حالانکہ یہ سب انتہائی برا اور قابل مذمت ہے، اگر اس کے ثمرات غیرت کی کمی اور ہجڑوں کی سی طبیعت کے علاوہ کچھ نہ ہوں تو اس کے بارے میں شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

کیا تمہیں سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی غیرت پر تعجب ہے حالانکہ میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ عزوجل مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے اور اس کے غیور ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ اس نے بے حیائی کو حرام فرما دیا ہے۔

(السند للإمام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، الحدیث: ۱۸۱۹۲، ج ۶، ص ۲۳۲)

شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: غیرت ایمان کا حصہ ہے۔

(السنن الکبریٰ للشیخ، کتاب الشہادات، باب الرجل یخجل من العلام۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۱۰۲۳، ج ۱۰، ص ۲۸۱)

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اللہ عزوجل اپنے غیرت مند

بندوں کو فرماتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل خود بھی مسلمان کے لئے غیرت فرماتا ہے، لہذا چاہے کہ وہ بھی غیرت مند ہو۔

(الحکم الاوسط، الحدیث: ۸۲۴۱، ج ۶، ص ۱۸۳، مختصراً)

قوت غضب میں افراط

اس قوت میں افراط یعنی اضافہ بھی نہایت مذموم ہے کیونکہ یہ قوت انسان پر غلبہ پاتی ہے تو وہ معقول و منقول ہر دو چیزوں کی سوجھ بوجھ سے عاری ہو جاتا ہے اور اس کے پاس کسی قسم کی دانش و فکر اور اختیار نہیں رہتا بلکہ وہ ایک مضطر (یعنی بے چہین) اور مجبور قسم کا انسان بن جاتا ہے جس کا اضطراب یا تو اس کی اپنی طبیعت کا نتیجہ ہوتا ہے یا پھر دوسروں کی وجہ سے۔ اضطراب کا شکار ہوتا ہے اور یا پھر یہ دونوں وجہیں ہو سکتی ہیں، وہ اس طرح کہ اس کی طبیعت اور فطرت ہی میں غضب و غصہ بھرا ہوا ہو، یا اس کا کسی ایسے شخص سے اختلاف ہو جائے جو اسے بڑا جانتا ہو اور اس کی شجاعت اور کمال کا معترف ہو یہ نہ تک کہ وہ اس شخص سے صرف اپنی تعریف ہی کی توقع کرتا ہو۔ جب کبھی آتش غضب شدید ہو کر بھڑک جائے تو وہ اس شخص

کو جس کے اندر یہ آگ بھڑک رہی ہوتی ہے، ہر قسم کی نصیحت سننے، سمجھنے سے اسے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے بلکہ اس حالت میں اس کے نور عقل کے بجھ جانے اور ختم ہو جانے کی وجہ سے نصیحت اس کے اشتعال میں مزید اضافہ کرتی ہے کیونکہ دماغ جو کہ فکر کا سرچشمہ ہے غصے کے بخارات اس تک پہنچ کر محسوس کرنے کے معاذن کو ڈھانپ لیتے ہیں، جس سے اس کی بصارت (یعنی سمجھ بوجھ) تاریک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اسے سیاہی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا، بلکہ بعض اوقات تو اس کی ہتھکڑی غضب میں اتنا اضافہ ہو جاتا ہے کہ اس کے دل کی وہ رطوبت جس سے دل زندگی پاتا ہے، ختم ہو جاتی ہے تو نتیجتاً وہ شخص غصے کی زیادتی کی وجہ سے مر جاتا ہے۔

غصہ کا علاج

جب بے محل غصہ کی جھلاہٹ آدمی پر سوار ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چاہے کہ وہ فوراً ہی وضو کرے۔ اس لئے کہ بے محل اور مفسر غصہ دلانے والا شیطان ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے اس لئے وضو غصہ کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقال عند الغضب، رقم ۸۱۲۷، ج ۴، ص ۲۷۷)
اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آجائے تو آدمی کو چاہئے کہ فوراً بیٹھ جائے تو غصہ اتر جائے گا۔ اور اگر بیٹھے ہوئے بھی غصہ نہ اترے تو لیٹ جائے تاکہ غصہ ختم ہو جائے۔

(السند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی داؤد، رقم ۲۱۳۰۶، ج ۸، ص ۸۰)
(46) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجُلَانِ يَسْتَبْئِرَانِ، وَأَحَدُهُمَا قَدْ أَحْمَرَتْ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا الذَّهَبُ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. فَذَهَبَ مِنْهُ مَا يَجِدُ. فَقَالُوا لَهُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک کلمہ کا پتہ ہے اگر یہ وہ کہہ لے تو اس کی کیفیت غضب راکل ہو جائے اگر وہ کہہ لے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم تو اس کا غصہ ٹل جائے گا لوگوں نے اسے متوجہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ کا حکم ہے اللہ کی پناہ طلب کر شیطان کے شر سے جو مر دودھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب ما یمنی من السباب واللعن ج ۲، ص ۶۸، رقم ۶۶۸۸، صحیح مسلم باب فضل من یملك نفسه عند الغضب ج ۲، ص ۴۴، رقم ۶۸۱۲، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل ج ۵، ص ۱۳۳، رقم ۲۲۱۳۷)

شرح حدیث: غصے کے علاج کی چند صورتیں

ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ غصہ پی جانے کے ثواب سے آگاہ ہو جیسا کہ گزر چکا ہے پھر اپنے آپ کو اللہ عز و جل کے عذاب سے ڈرائے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ عز و جل مجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے اور اپنے آپ کو انتقام کے انجام سے ڈرائے کیونکہ دشمن بھی اسی طرح اسے تکلیف دینے پر کمر بستہ ہے۔ اس طرح یہ طویل دشمنی بن جائے گی اور غصے کے وقت دوسروں کی شکل بگڑنے میں غور و فکر کرے اور اپنے آپ کو اس پر قیاس کرے اور سوچے کہ غصے میں آنے والا حملہ کرنے والے درندے کی طرح ہوتا ہے اور جردبار شخص انبیاء کرام علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (کے اخلاق) کی نظیر ہوتا ہے۔

جب انسان غور کریگا تو اسے معلوم ہوگا کہ اس کا غصہ اس وجہ سے ہے کہ اس کا کام اللہ عز و جل کی مشیت کے مطابق ہوا ہے، اس کے ارادے کے مطابق نہیں ہوا اور اسی وجہ سے احادیث مبارکہ میں وارد ہے کہ غصے کا آنا اللہ عز و جل کی ناراضگی کا سبب ہے۔ جب تو نے ان امور کو جان لیا تو تجھ پر لازم ہے کہ غصے کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح حکم فرمایا کہ غصے کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھو۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحد من الغضب، الحدیث ۶۱۱۵، ص ۵۱۶)

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب غصہ آتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کا ناک پکڑ کر ارشاد فرماتے: اے عویش (اسم عائشہ کی تصغیر) یوں کہو: اے اللہ عز و جل! اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کے غصے کو ختم فرما اور مجھے گمراہ کرنے والے ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ فرما۔ (عمل الیوم واللیلۃ لابن یاسنی، باب ما یقول اذا غضب، الحدیث ۴۵۵، ص ۱۳۲) (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار علیہ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۷۲۱۳، ص ۱۱۷۵)

انسان کو چاہیے کہ غصے کے وقت یہ (مندرجہ بالا) الفاظ کہے، کھڑا ہو تو من جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ چنانچہ اللہ کے محبوب، داتا غیوب، منزہ عن الغیوب عز و جل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: بے شک غصہ ایک چنگاری ہے جو دل میں بھڑکتی ہے، کیا تم اس کی وجہ سے رگوں کے پھولنے اور آنکھوں کی سرخی کو نہیں دیکھتے پس جب تم میں سے کوئی ایسی بات (یعنی غصہ) پائے تو اگر کھڑا ہو تو من جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اگر اس طرح بھی غصہ ختم نہ ہو تو ٹھنڈے پانی سے وضو یا غسل کرے کیونکہ پانی ہی آگ کو بجھاتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ما أخبر النبی اصحابہ لکی ہو کائن الی یوم القیامۃ، الحدیث ۲۱۹۱، ص ۱۸۷۲) (سنن ابی داؤد، کتاب

ردوب، باب ما یقال عند الغضب، الحدیث ۴۸۲/۴۸۳، ص ۱۵۷۵

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قدرت کے باوجود غصہ پی لیا اس کو اللہ بزرگ و برتر روزِ حشر سب انسانوں کے سامنے بلا کر پسند کی حوریں چننے کا اختیار عطا فرمائے گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

(47) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ قَائِدٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخْرِجَهُ مِنَ الْحُورِ الْعُرْنِ مَا شَاءَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج حدیث: (سنن ابوداؤد، باب من کظم غیظاً، ج ۲، ص ۱۶۲، رقم: ۶۷۷۷، سنن ترمذی، باب لی کظم الغیظ، ج ۲، ص ۱۵۶، رقم: ۲۳۱۳، سنن الکبیری للبیہقی، باب ما عل السلطان من القیام، ج ۸، ص ۱۶۱، رقم: ۱۶۰۸۸، سنن ابن ماجہ، باب المحل، ج ۲، ص ۲۴۷، رقم: ۴۱۸۶، مسند ابی یعلیٰ، مسند معاذ بن انس، ج ۱، ص ۶۸، رقم: ۱۳۷۷)

شرح حدیث: غصہ پینے کا انعام

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: مومن کے غصہ پی لینے سے بڑھ کر کوئی گھونٹ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں زیادہ پسندیدہ نہیں، اور جو غصہ نافذ کرنے پر قدرت کے باوجود غصہ پی لے اللہ عزوجل اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب الحلم، رقم: ۱۱۸۶، ج ۲، ص ۳۶۳)

غلام آزاد کر دیا

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غلام نے ایک طشت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ دھلواتے ہوئے ان پر پانی بہایا تو وہ پانی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑوں پر بھی جاگرا، امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تیز نظر سے دیکھا، غلام نے یہ کہنا شروع کیا: میرے آقا! وَالْكُظَيْبُ الْغَيْظُ (اور غصہ پینے والے) (ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ غلام نے پھر کہا: وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (اور لوگوں سے درگزر کرنے والے) آپ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کیا۔ غلام نے عرض کی: وَاللَّهِ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں) (پ ۴، آل عمران: ۱۳۴)

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جا، تو اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہے اور میرے مال میں سے ایک ہزار دینار تیرے ہیں۔ (بخاری، مؤلف: مولف امام ابوالفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: سب سے بڑا گناہ جھوٹ بولنا ہے اور مومن کو گالی دینا

فسق (یعنی بدکاری) ہے اور اس سے جھگڑنا ناشکری ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت جیسی ہے اور جو معافی چاہے گا اللہ عزوجل اسے معاف فرمائے گا اور جو غصے پر قابو رکھے اللہ عزوجل اسے اجر عطا فرمائے گا اور جو مغفرت چاہے اللہ عزوجل اسے بخش دے گا اور جو کسی مصیبت پر صبر کرے اللہ عزوجل اسے اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔

(نسخہ دستنویس) امام ابو القریب عبد الرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

(48) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِي. قَالَ: لَا تَغْضَبُ فَرَدَّدَ مَرَارًا، قَالَ: لَا تَغْضَبُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخرج حديث: (صحيح البخاري باب الحلو من الغضب ج ٢ ص ٨١٢ رقم: ٩١١٩) مسند الإمام أحمد بن حنبل مسند أبي هريرة رضي الله عنه ج ٢ ص ٢٦٦ رقم: ١٠٠١٢ أنحاف الخربة المهرقة للبوصيري كتاب الادب ج ٢ ص ٩٠ رقم: ١٠٢٦٦ الإحاديث والنفائ من اسماء جارية بن قدامة رضي الله عنه ص ٣٨٠ رقم: ١١٦٤ سنن ترمذي باب ما جاء في كثرة الغضب ج ١ ص ١١١ رقم: ٢٠٢٠

شرح حدیث: فضیلتِ حلم

غصہ و غضب کے وقت اطمینان سے رہنے اور غصہ کی شدت پر قابو پانے کا نام حلیم ہے۔ اگر کوئی ایسا سبب پایا جائے جس کی وجہ سے غصہ کرنا لازم ہو تو ایسا غصہ حلم کے منافی نہیں اور اگر کوئی اس سبب پر بھی قابو پالے تو یہ بھی صم ہی میں شامل ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، الخلق البشر و من الاخلاق الستمین المزمومۃ۔۔۔۔۔ الخ، ج ۱، ص ۶۳۸)

حکم (یعنی طبعی بردباری) غصہ پی جانے سے افضل ہے کیونکہ غصہ پینے سے مراد تکلفاً برداشت کرنا اور تکلفاً بردہار ہونا ہے جبکہ طبعی بردباری عقل کے کامل ہونے کی دلیل ہے اور قوت غضب کا ٹوٹنا عقل کے ماتحت ہے اور اس کی ابتداء تکلفاً بردہار ہونے سے ہوتی ہے پھر یہ عادت بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور بردباری تکلفاً برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے بھلائی دی جاتی ہے اور جو شر سے بچنا چاہتا ہے اسے بچایا جاتا ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۲۶۶۳، ج ۲، ص ۱۰۳)

عاشقانِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ مغطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عایشان ہے: علم حاصل کرو اور علم کے ساتھ سکون اور بردباری بھی طلب کرو۔ ان سب کے لئے نرمی اختیار کرو جن سے سیکھتے ہو اور جن کو سکھاتے ہو اور متکبر علماء میں سے نہ ہونا اور نہ تمہاری جہالت تمہاری بردباری پر غالب آجائے گی۔

(اکمال فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۱۱۶۵، عبادین کثیر، ج ۵، ص ۵۴۲)



جان لو! نزی قابل تعریف ہے اور یہ اچھے اخلاق کا نتیجہ ہے، اس کی ضد سخت مزاجی اور گرمی ہے۔

سیدہ اہلبغین، رحمۃ اللہ علیہا، حضرت سیدہ ثناء عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: جس شخص کو نزی سے حصہ ملا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے حصہ ملا اور جو شخص نزی سے محروم رہا وہ دنیا و آخرت کی کوئی سے محروم رہا۔ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند عائشہ، الحدیث ۵۱۳، ج ۲، ص ۱۱۸-۱۱۹)

نبی رحمت، شفیع اُمّت، قاسم نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے:

إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ أَهْلَ بَيْتٍ أَذْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ۔

ترجمہ: اللہ عزّ و جلّ جب کسی گھرانے کو کے فرماتا ہے تو ان میں نزی پیدا کر دیتا ہے۔

(السند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدہ عائشہ، الحدیث ۲۲۲۸، ج ۹، ص ۳۲۵، إذا أحب: بدو: إذا أراد)

(49) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَزَالُ

الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ

حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ رَوَاهُ

الترمذی، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

ہوتا ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی: باب ما جاء في الصدور على البلاء ج ۱ ص ۶۰۲، رقم: ۲۲۹۹، صحيح ابن خبان: باب ما جاء في

الصدور ج ۱ ص ۹۸، رقم: ۲۹۲۲، المستدرک للحاکم: کتاب الترقاق ج ۲ ص ۲۵۰، رقم: ۸۸۹، الفتح الکبیر للتسیوطی: حروف الیم

ج ۲ ص ۱۱۹، رقم: ۱۰۸۸، جامع الاصول: الباب العاشر فی فضل النور والنبوة ج ۱ ص ۸۸، رقم: ۵۰۵۰،

شرح حدیث: بنی اسرائیل کا ایک گنہگار

بنی اسرائیل میں ایک گنہگار شخص تھا۔ جوں جوں اس کے گناہوں اور نافرمانیوں کا سلسلہ بڑھتا جاتا اللہ عزّ و جلّ اس

پر اپنا رزق اور احسان بھی بڑھاتا جاتا۔ جب اس نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے

گناہوں اور برائیوں میں ملوث رہنے والے کے لئے عذاب کا بیان سنا تو کہنے لگا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! میرا رب

عزّ و جلّ کیا چاہتا ہے؟ کیونکہ میں جب بھی گناہوں میں زیادتی کرتا ہوں تو وہ مجھے اپنا مزید فضل و نعمت عطا فرماتا ہے۔ اس

کی اس بات سے آپ علیہ السلام بہت حیران ہوئے۔ جب آپ علیہ السلام کو وہ طور پر متاچاٹ کے لئے حاضر ہوئے تو عرض

کی: یا اللہ عزّ و جلّ! تو جانتا ہے جو تیرے نافرمان بندے نے کہا ہے کہ جب بھی وہ گناہ کرتا ہے تو اس پر مزید احسان

فرماتا ہے۔ تو اللہ عز و جل نے فرمایا: اے موسیٰ! میں اس کو عذاب دیتا ہوں لیکن وہ جانتا نہیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: موسیٰ! تو اسے کیسے عذاب دیتا ہے حالانکہ تو اس کے رزق کو کشادہ کرتا اور اسے ڈھیل دے دیتا ہے۔ جواب ملا: میں اسے اپنی بارگاہ سے دوری اور اپنے فضل و کرم سے محرومی کا عذاب دیتا ہوں، اپنی اطاعت سے غافل کر دیتا ہوں، اپنے حضور مناجات کی لذت سے سلائے رکھتا ہوں اور سحری میں اپنے عتاب اور اپنے دلنواز خطاب کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ میرے عزت و جلال کی قسم! میں اسے ضرور اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا اور اپنے انعام و اکرام کی زیادتی سے محروم کر دوں گا۔

پیارے اسلامی بھائی! گناہوں میں مقابلہ کرنے والوں کو دیکھ کہ ان کو بہت زیادہ مہلت دے دی گئی اور ان کو عذاب دینے میں جلدی نہ کی گئی بلکہ انہیں ڈھیل دے دی گئی مگر وہ گناہوں کی لذات پر خوش ہیں حالانکہ یہی لذات ان کے لئے غم کا باعث بن جائیں گی۔ چنانچہ ربّ عظیم عز و جل ارشاد فرماتا ہے:

اَيَحْسَبُونَ اَنَّا نُنْصِبُهُمْ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے۔ یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں۔ (پ 18، المؤمنون: 55، 56)

اس دن انہیں کس قدر رسوائی ہوگی جب اللہ عز و جل انہیں ان کی بد اعمالیوں پر خبردار فرمائے گا اور اللہ عز و جل ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

گناہوں کے بھیانک انجام پر غور کرو۔ کیسے لذتیں ختم ہو جائیں گی اور خامیاں باقی رہ جائیں گی۔ میں تمہیں اللہ عز و جل کی قسم دیتا ہوں کہ گناہ کی طلب سے بچو کہ یہ بہت بری طلب ہے اور اس کے اثرات چہروں اور دلوں پر کتنے برے ہیں۔ سبحان اللہ عز و جل! وہ بندہ کتنا خوش بخت ہے جس نے اپنے دل کو صاف ستھرا کر لیا، اپنے نامہ اعمال کو گناہوں سے پاک کر لیا اور اپنے ظاہر و باطن کو اللہ عز و جل کے لئے خالص کر لیا۔

(50) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، فَكَرَلَ عَلَى ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِينَ يُذَذِّبُهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ الْقُرَاءُ أَصْحَابَ مَجْلِسٍ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرِيهِ كُهُولًا كَانُوا أَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُيَيْنَةُ لَابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ: يَا ابْنَ أُخِي، لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حری بن قیس کے پاس مہمان بن کر آئے اور حراس جماعت میں سے تھے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے اور قرآن پاک کے علماء ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس و مشورہ والے تھے وہ جوان ہوں یا پختہ عمر عیینہ نے اپنے بھتیجے کو کہا کہ اے بھتیجے! اس امیر کے پاس تم ذی قدر ہو میرے لیے اجازت طلب

کرو اجازت طلب کرنے پر حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی تو عیینہ آئے اور بولے: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! تو ہمیں کافی نہیں دیتا اور ہم میں انصاف نہیں کرتا تو حضرت عمرؓ کو غصہ آیا آپ نے کچھ سزا دینے کا ارادہ کیا تو حرکت کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو فرمایا ہے کہ معاف کرنے کا طریقہ اپناؤ اور جاہلوں سے روگردانی کرو اور (معاف نہ کرنا اور نیکی کا حکم نہ دینا) جاہلوں کا کام ہے۔ حر کے اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہی حضرت عمرؓ رک گئے اور آپ احکام قرآنی پر تعمیل کے لیے خوب رکنے والے تھے۔ (بخاری)

فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ. فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، قَوْلَ اللَّهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزَلَ وَلَا تَحْكُمُ فِينَا بِالْعَدْلِ. فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ. فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ) (الأعراف: 199) وَإِنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ، وَاللَّهُ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا، وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب الإعتداء بمن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 2، ص 98، رقم: 6289، مسند الشاميين للطبرانی احادیث شعيب عن الزهري، ص 119، رقم: 2122، سنن الکبزی للبيهقي، باب ما عليا لسلطان من القيام ج 8، ص 111، رقم: 16089، تفسير ابن أبي حاتم، قوله تعالى وأعرض عن الجاهلین ج 2، ص 142، رقم: 4382، جامع الاصول لابن القثير، الكتاب الثانی فی العفو والمغفرة ج 2، ص 46، رقم: 5882)

شرح حدیث: عفو و درگزر کی فضیلت کا بیان

عفو کا معنی یہ ہے کہ کسی کے ذمہ انسان کا حق ہو اور اسے چھوڑ دے جیسے قصاص، مال یا تالاوان چھوڑ دینا۔

یہ بھی صبر کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔

اللہ عزَّ وَّجَلَّ کا فرمان نصیحت نشان ہے:

خُذِ الْعَفْوَ

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو۔ (پ 9، الأعراف: 199)

اللہ رب العزت کا فرمان حقیقت نشان ہے:

وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ

ترجمہ کنز الایمان: اور اے مردو! ررا زیادہ دینا پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے۔ (پ 2، البقرة: 237)

حضور نبی پاک، صاحب کواکب، سیارح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان والا نشان ہے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر میں قسم کھاتا تو ان پر کھاتا: (1) صدقہ سے مال کم

نہیں ہوتا پس صدقہ کیا کرو (۲) کوئی شخص کسی دوسرے کی زیادتی کو اللہ عز و جل کی رضا جوئی کے لئے معاف کر دے تو بروز قیامت اللہ عز و جل اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا اور (۳) جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول لیتا ہے اللہ عز و جل اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء مثل الذی یأکل أربعة نفر، الحدیث ۲۳۲۵، ص ۱۸۸۶)

نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: عاجزی و انکساری بندے کے مرتبے میں اضافہ کرتی ہے پس تواضع اختیار کرو اللہ عز و جل تمہیں رفعت عطا فرمائے گا، درگزر کرنا بندے کی عزت کو بڑھاتا ہے پس معاف کیا کرو اللہ عز و جل تمہیں عزت عطا فرمائے گا اور صدقہ مال کو بڑھاتا ہے پس صدقہ کرو اللہ عز و جل تم پر رحم فرمائے گا۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہان کے تاجور، سلطانِ محرو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظیم

مَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ، فَقَدْ اِشْتَصَرَ۔

ترجمہ: جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف بددعا کی اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب من دعا علی من ظلمه فقد انتصر، الحدیث ۳۵۵۲، ص ۲۰۱۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میرے بعد ترجیح ہوگی اور کچھ ایسے کام ہوں گے جو تمہیں نامانوس ہوں گے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) پھر ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جو حق تمہارے ذمہ ہے وہ تم ادا کرنا اور جو تمہارا حق ہے وہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ (متفق علیہ) اثر: (اس کا مطلب ہے) باقیوں کو محروم کر کے کسی ایک حقدار کو سارا کچھ دے دینا۔

(51) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا سَتَكُونُ بَعْدِي آثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكَرُ وَنَهْيٌ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تَوَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَالْآثَرَةُ: الْإِفْرَادُ بِالشَّيْءِ عَمَّنْ لَهُ فِيهِ حَقٌّ.

تخریج حدیث: (صحیح البخاری، باب علامات النبوة فی الاسلام، ج ۱، ص ۱۰۹، رقم: ۲۲۰۸، صحیح مسلم، باب اوفاء ببيعة الخلفاء الاول فالاول، ج ۱، ص ۱۷۱، رقم: ۳۸۸۱، صحیح ابن حبان، باب طاعة الائمة، ج ۲، ص ۳۱۱، رقم: ۳۵۸۶، مسند ابی یعلیٰ، مسند عبد اللہ بن مسعود، ج ۲، ص ۸۸، رقم: ۵۱۵۶، مجمع الزوائد للہیثمی، باب فی ایام الصبر، ج ۱، ص ۵۵، رقم: ۱۲۲۲۲)

شرح حدیث: مشک کے ٹیلے

شفیع الدین، ابی بن الغریب، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: تین شخص مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے (راوی فرماتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن (۱) وہ غلام جس نے اللہ عزوجل اور اپنے دنیوی آقاؤں کا حق ادا کیا (۲) وہ شخص جو کسی قوم کا امام بنا اور اس کی قوم اس سے راضی ہو اور (۳) وہ شخص جو ہر دن اور رات میں پانچ نمازوں کے لئے اذان کہے۔

(سنن الترمذی، ابواب صلوۃ الجنۃ، باب احادیث صفۃ الثلاث الذین یسبغون اللہ، الحدیث ۲۵۶۶، ج ۲، ص ۱۹۱۰، بتقدم و تاخر)

محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: تین شخص ایسے ہوں گے جنہیں بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت) خوف زدہ نہ کرے گی اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا، وہ لوگ مخلوق کے حساب سے فارغ ہونے تک مشک کے ٹیلے پر ہوں گے جو شخص جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے قرآن پاک پڑھا اور اس کے ذریعے کسی قوم کی امامت کرائی اور وہ قوم بھی اس سے راضی ہو اور اللہ عزوجل کی رضا کے لئے نماز کی طرف بلانے (یعنی اذان کہنے) والا اور وہ غلام جو اپنے رب عزوجل اور اپنے (دنیوی) آقاؤں کے حقوق احسن طریقے سے ادا کرنے والا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فضل الاذان، الحدیث ۱۸۴۶، ج ۲، ص ۸۵)

(52) وَعَنْ أَبِي يَحْيَىٰ أَسِيدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ، أَلَا تَسْتَعِينُنِي كَمَا اسْتَعَمَلْتَ فَلَانًا، فَقَالَ:
إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَأَصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُنِي
عَلَى الْحَوْضِ مُتَّفَقِينَ عَلَيْهِ: وَأَسِيدٌ: بِضَمِّ الْهَمْزَةِ
وَحُضَيْرٌ: بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَضْمُونَةٍ وَضَادٍ مُعْجَنَةٍ
مُفْتُوحَةٍ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

حضرت ابو یحییٰ اسید بن حضیرؓ سے روایت ہے
کہ ایک انصاری آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جس
طرح آپ نے فلاں کو عامل بنایا ہے مجھے کیوں نہیں
بناتے فرمایا تمہیں میرے بعد ترجیح کا سامنا کرنا ہے تم
صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر ملو۔ (متفق علیہ)
اسید: میں ہمزہ پر پیش اور حضیر: میں جاہلہ پر پیش
ہے اور ضاد معجمہ پر فتح ہے۔ اور اللہ ہی زیادہ علم والا
ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح البخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار اصبروا ج ۲ ص ۱۰۹ رقم: ۲۴۹۲ صحیح
مسلم باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم علی الاسلام ج ۱ ص ۴۱۱ رقم: ۲۴۹۳ الاحاد والمثنائی ذکر قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
للانصار ص ۲۴۲ رقم: ۱۴۲۳ سنن ترمذی: باب فی الاثرۃ وما جاء فیہ ج ۱ ص ۴۸۲ رقم: ۲۱۸۹ سنن الکبریٰ للبیہقی باب الصبر علی
اذی یصیبہ ج ۸ ص ۱۵۹ رقم: ۱۶۴۰۲)

شرح حدیث: نیکیوں کے ذریعے مالدار

بندوں کی حق تلفی آخرت کیلئے بہت زیادہ نقصان دہ ہے، حضرت سیدنا احمد بن حنبل علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: کئی لوگ نیکیوں کی کثیر دولت لئے دنیا سے مالدار رخصت ہوں گے مگر بندوں کی حق تلفیوں کے باعث قیامت کے دن اپنی ساری نیکیاں کھو بیٹھیں گے اور یوں غریب و نادار ہو جائیں گے۔

(تنبیہ المفسرین ص ۵۳ دار المعرفۃ بیروت)

حضرت سیدنا شیخ ابوطالب محمد بن علی کی علیہ رحمۃ اللہ القوی ثبوت القلوب میں فرماتے ہیں: زیادہ تر (اپنے نہیں بھیا) دوسروں کے گناہ ہی دوزخ میں داخلے کا باعث ہوں گے جو (حقوق العباد مختلف کرنے کے سبب) انسان پر ڈال دیئے جائیں گے۔ نیز بے شمار افراد (اپنی نیکیوں کے سبب نہیں بھیا) دوسروں کی نیکیاں حاصل کر کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (ثبوت القلوب ج ۲ ص ۲۹۲) ظاہر ہے دوسروں کی نیکیاں حاصل کرنے والے وہی ہوں گے جن کی دنیا میں دل آزاریاں اور حق تلفیاں ہوئی ہوں گی۔ یوں بروز قیامت مظلوم اور دکھیارے فائدے میں رہیں گے۔

اہل فضل کہاں ہیں؟

حضرت سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سراب السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ایک منادی ندا کریگا، اہل فضل کہاں ہیں؟ تو کچھ لوگ کھڑے ہونگے جو تعداد میں نہایت قلیل ہونگے۔ جب یہ جلدی سے جنت کی طرف بڑھیں گے تو فرشتے ان سے ملیں گے اور کہیں گے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم تیزی سے جنت کی طرف جا رہے ہو تم کون ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم اہل فضل ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ نہ راضی کیا ہے؟ وہ جواب دیں گے، جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا تو ہم صبر کرتے تھے اور جب ہم سے برائی کا برتاؤ کیا جاتا تھا تو اسے برداشت کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور اچھے عمل والوں کا ثواب کتنا اچھا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب الرفق، رقم ۱۸، ج ۳ ص ۲۸۱)

حکام کے ظلم پر صبر کرنا

سلف صالحین کی عادت نہایت مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حاکموں کے ظلم پر نہایت صبر کرتے تھے اور بڑے استقلال سے ان کی تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تکالیف ہمارے گناہوں کی بہ نسبت بہت کم ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج ثقفی خدا کی طرف سے ایک آزمائش تھا جو بندوں پر گناہوں کے موافق آیا۔ (تنبیہ المفسرین، الباب الاول، مبرہم علی جوہر احکام، ص ۴۲)

سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے:

کہ جب تجھے عالم بادشاہ کے ساتھ ابتلاء واقع ہو جائے اور اس کے سبب سے تیرے دین میں نقصان پیدا ہو جائے تو اس نقصان کا کثرت استغفار کے ساتھ تدارک کراپنے لئے اور اس عالم بادشاہ کے لئے۔

(عمید المسترین، الباب الاول، مبرم علی جور الحکام، ص 42)

حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ دشمن کے ساتھ لڑائی کے بعض مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے سورج ڈھلنے کا انتظار کیا بعد ازاں لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! دشمن سے ملاقات کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور جب دشمن سے جنگ ہو تو صبر کرو اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اے قرآن اُتارنے والے بادل چلانے والے شکروں کو شکست دینے والے ان لوگوں کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ (متفق علیہ) اور توفیق خیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

(53) وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ، انْتَهَرَ حَتَّى إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيهِمْ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَّبِعُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ الشَّيْثِوفِ. ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ مُلْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجِيرِ السَّعَابِ، وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ.

تخریج حدیث: (صحیح البخاری، باب لا تمول لقاء العدو، ج ۱ ص ۴۱۱، رقم: ۲۸۶۲، صحیح مسلم، باب کراهیۃ تمیی لقاء العدو، ج ۲ ص ۴۴۲، رقم: ۳۶۳۹، سنن ابو داؤد، باب فی کراهیۃ تمیی لقاء العدو، ج ۱ ص ۸۶، رقم: ۲۶۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی فضل الجہاد، ج ۵ ص ۲۲۰، رقم: ۱۹۸۵۶، تحف الخیرۃ المہرۃ للبو صیری، کتاب الامارۃ، ج ۵ ص ۱۱۹، رقم: ۴۴۴۱)

شرح حدیث: عفو و عافیت مانگنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے اور فرمایا، جب خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سرانج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے سال ہمارے درمیان منبر پر تشریف فرما ہوئے تو رونے لگے پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ عز و جل سے عفو اور عافیت کا سوال کیا کرو کیونکہ ایمان کے بعد کسی کو عافیت سے سو کوئی چیز نہیں دی گئی۔

(جامع الترمذی، کتاب احادیث شتی، باب (۱۲۰)، رقم: ۳۵۶۹، ج ۵، ص ۳۲۷)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، ویکر

1- کتاب الاخلاص

عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، بندہ اس سے افضل کوئی دعا نہیں مانگتا اللہم اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْمَغْفَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالضروریۃ، الخ، رقم ۸۵۱، ج ۴، ص ۲۷۳)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل سے عاقبت کا سوال کرنا اسے زیادہ محبوب ہے۔

(ترغی، کتاب الدعوات، باب (۸۹) رقم ۳۵۲۶، ص ۵۵۲)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکارِ والا شہار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، ذو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ فرمایا، اپنے رب عزوجل سے عافیت اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کیا کرو۔ پھر اس شخص نے دوسرے دن حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ فرمایا، اپنے رب عزوجل سے عافیت اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کیا کرو۔ پھر تیسرے دن حاضر ہو کر اس نے یہی سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اس کی مثل دعا بتائی پھر فرمایا، جب تجھے دنیا اور آخرت میں عافیت مل جائے تو تھوکا میاں ہو گیا۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، رقم ۳۵۲۳، باب (۸۹) ج ۵، ص ۳۰۵)

اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کا ثواب

قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاد کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔۔۔۔۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاد کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔۔۔۔۔

وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۖ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝

اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت بھی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔

جنت تلواروں کے سایہ کے

حضرت سیدنا ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہیں۔ تو ایک خستہ حال بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا، اے ابوموسیٰ! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ تو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا، تم پر سلامتی ہو۔ اور اپنی تلوار کی میان توڑ کر پھینک دی۔ اس کے بعد تلوار لے کر دشمن پر حملہ آور ہوا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنتہ للشہید، رقم ۱۹۰۲، ص ۱۰۵۳)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بدر کی جانب روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے وہاں گئے۔ جب مشرکین وہاں پہنچے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے۔ تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ایک جنت کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے؟ فرمایا، ہاں۔ وہ کہنے لگے، خوب بہت خوب۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم نے بہت خوب کیوں کہا؟ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا عزوجل کی قسم! ایسی کوئی بات نہیں میں نے تو یہ بات صرف اس امید پر کہی کہ میں بھی جنت کا حق دار ہو جاؤں۔

آپ نے ارشاد فرمایا، یقیناً تم جنت کے حق دار ہو۔ یہ سن کر انہوں نے اپنے توشہ دان سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے پھر کہا، اگر میں اپنی کھجوریں کھانے میں مشغول رہا تو میری زندگی طویل ہو جائے۔ اور اپنی کھجوریں پھینک کر مشرکین سے مقابلہ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنتہ للشہید، رقم ۱۹۰۱، ص ۱۰۵۳)

صدق کا بیان

4- باب الصَّدَقِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور صدق والے مرد اور عورتیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ اللہ تعالیٰ سے صدق کا معاملہ کرتے تو ان کے لیے جسے ہوتا۔

اور احادیث یہ ہیں:

پہلی حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتے بولتے اللہ کی بارگاہ میں صدیقین میں لکھ دیا جاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف اور آدمی جھوٹ بولتے بولتے اللہ تعالیٰ کی

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ) (التوبة: 119).

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ) (الأحزاب: 35)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ) (محمد: 21)

وَأَمَّا الْحَادِيثُ:

(54) الْأَوَّلُ: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ

تخريج حديث: (صحيح بخاري: باب قول الله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين ج ١ ص ١١٠ رقم: ٢٠٠٠ صحيح مسلم: باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله ج ٢ ص ٤٢٩ رقم: ٦٨٠٢ سنن الكلبى للبيهقى باب الشاعر يمدح الناس عما ليس قلوبهم ج ١ ص ٢٢٢ رقم: ٢١٦٦٨ مستدرک للحاكم: كتاب العلم ج ١ ص ١٤٨ رقم: ٣٣٠ مسند ابی یعلیٰ مسند عبد الله بن مسعود ج ٢ ص ٢٤١ رقم: ٥١٢٨)

شرح حدیث: دل میں حق اور زبان پر سچ

حضرت سیدنا ابو ادریس عائد اللہ خولانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی: اے میرے رب عز و جل! وہ کون ہے جو تیرے سایہ رحمت میں ہوگا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جن لوگوں کا میں چہ چا کرتا ہوں اور وہ میرا ذکر کرتے ہیں اور جو میری رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں یہی لوگ میرے عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اُس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار عز و جل! حظیرۃ القدس (یعنی جنت) میں تیرے قرب میں کون ہوگا؟ اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا: وہ بندے جن کی آنکھیں زنا کے لئے نہیں اٹھتیں (یعنی بد نگاہی نہیں کرتے)، اپنے مال میں سود نہیں ملاتے، اپنے فیصلوں پر رشوت نہیں لیتے، ان کے دلوں میں حق اور ان کی زبانوں پر سچ ہوتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، الجزء العاشر، خزیمۃ العابد، ج ٢ ص ٣١١)

بچوں سے سچ بولنے

بچوں سے سچ بولنے انہیں بہلانے کے لئے جھوٹے وعدے نہ کیجئے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ میری والدہ نے مجھے اپنے پاس بلاتے ہوئے کہا کہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم نے اسے کیا دینے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں اسے کھجور دوں گی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارا ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التحدید فی الکذب، الحدیث ٤٩٩١، ج ٢ ص ٢٨٤)

روئے زمین کا سب سے بڑا عالم

حضرت سیدنا ابو زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا: جب ہم مکہ میں مقیم تھے تو مجھے میری پھوپھی نے بتایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔

نے کہا: سنا ہے، کیا خواب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے فلاں کو یہ کہتے سنا کہ آج رات اہل زمین کا سب سے بڑا عالم فوت ہو گیا ہے۔ جب ہم نے حساب لگایا تو وہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا دن تھا۔

(حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث ۸۳۳، ج ۶، ص ۳۶۵۔ تریب المدارک و تقریب السالك، باب ذکر وفاة مالک، ج ۱، ص ۷۸)

حضرت سیدنا یونس بن عبدالاعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا بشر بن بکر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علماء کرام رَحْمَتُہُمُ اللہُ السَّلَام کے ایک گروہ کے ساتھ جنت میں دیکھ کر پوچھا: حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: ان کے درجات بہت بلند ہیں۔ میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ جواب ملا: اُن کی سچائی کی بدولت۔

(التحفید لابن عبد البر، مقدمۃ المصحف، باب ذکر یونس من اخبار مالک و ذکر فضل موطعہ، ج ۱، ص ۵۶)

(55) الثَّانِي: وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعَا مَا يُرِيْبُكَ
إِلَى مَا لَا يُرِيْبُكَ، فَإِنَّ الصَّدَقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَالْكَذِبَ
رَيْبَةٌ رَوَاهُ الرَّزْمِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ.
قَوْلُهُ: يُرِيْبُكَ هُوَ يَفْتَحُ الْبَاءَ وَصَوْنَهَا: وَمَعْنَاهُ
اَثْرُكَ مَا تَشْكُ فِي حِلِّهِ وَاعْدِلْ إِلَى مَا لَا تَشْكُ فِيهِ.

دوسری حدیث: حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد ہے۔ آپ نے فرمایا: شک والا کام چھوڑ کر وہ کر جس میں شک نہ ہو کیونکہ صدق اطمینان کا باعث ہے جھوٹ شک کا سبب ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور اسے صحیح حدیث کہا۔ لفظ یُرِيبُكَ: یاء پر فتح اور ضمہ دونوں کے ساتھ ہے اس کا مطلب ہے: جس کے حلال ہونے میں شک ہو اس کو چھوڑ کر اس کام کی طرف مائل ہو جاؤ جس کا حلال ہونا یقینی ہو۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی) کتاب صفة القيامة، ج ۵، ص ۸۶، رقم: ۲۵۱۸، سنن الکبیری للبیہقی، باب کراہیۃ متابعیۃ من اکثر ماله، ج ۵، ص ۲۳۵، رقم: ۱۱۱۳۳، امثال الحدیث لابی الشیخ الاصبہانی، ص ۱۶، رقم: ۲۵، مسند ابی یعلیٰ، مسند الحسن بن علی، ج ۲، ص ۲۲، رقم: ۶۶۶۲، مسند امام احمد بن حنبل، مسند الحسن بن علی، ج ۵، ص ۲۰۰، رقم: ۱۰۶۲۳

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

جو کام یا کلام تمہارے دل میں کھٹکے کہ نہ معلوم حرام ہے یا حلال اسے چھوڑ دو اور جس پر دل گواہی دے کہ یہ ٹھیک ہے اسے اختیار کرو مگر یہ ان حضرات کے لیے ہے جو حضرت حسن عسائی قوت قدسیہ و علم لدنی والے ہوں جن کا فیصلہ قلب کتاب و سنت کے مطابق ہو، عام لوگ یا جو نفسانی و شیطانی وہمیات میں پھنسے ہوں ان کے لیے یہ قاعدہ نہیں۔ (مرقات و اشعہ) بعض لٹا پرواہ لوگ قطعی حراموں میں کوئی تردد نہیں کرتے اور بعض وہم پرست جائز چیزوں کو بلا وجہ حرام و مشکوک سمجھ لیتے ہیں ان

کے لیے یہ قاعدہ نہیں ہے، لہذا حدیثیں واضح ہے۔

یعنی مؤمن کامل کا دل سچے کام و سچے کلام سے مطمئن ہوتا ہے اور مشکوک اشیاء سے قدرتی طور پر متردد ہوتا ہے۔ یہاں لمعات میں فرمایا گیا کہ جب آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرو اور حدیثیں بھی متعارض نہ ہوں آئیں تو اقوال علماء کو تلاش کرو اور اگر ان میں بھی تعارض نظر آئے تو اپنے دل سے فتویٰ لو اور احتیاط پر عمل کرو، یہ سارے احکام صاف دل اور پاکیزہ نفوس کے لیے ہیں۔ (لمعات مختصر ۱) اگر کسی کو جھوٹ سے اطمینان ہو اور گناہ سے خوشی ہو، نیکیوں سے دل گھبرائے تو وہ دل کی آواز نہیں بلکہ نفس امارہ کی شرارت ہے، نفس اگر دل پر غالب آجائے تو بہت پریشان کرتا ہے اور اگر دل نفس پر غالب ہو تو سبحان اللہ یہ ہی حال عقل کا ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۸۲)

مشتبہ بالٹی

حضرت سیّدنا اور ائیس حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے لئے کہ مکرمہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً حاضر ہوئے۔ وہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تنگ دستی غالب آگئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک بالٹی تھی۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی چیز کے بدلے ایک سبزی فروش کے پاس گروی رکھ دی۔ جب اللہ عزّ و جلّ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنگ دستی دور فرمادی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سبزی فروش کے پاس گروی رکھ پاس آئے اور اسے رقم دے کر اپنی بالٹی کا مطالبہ کیا۔ سبزی فروش کھڑا ہوا اور ایک جیسی دو بالٹیاں حاضر کر دیں اور کہنے لگا: مجھ پر آپ کی بالٹی مشتبہ ہو گئی ہے، آپ ان میں سے جو چاہیں لے لیں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھ پر بھی معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے کہ کون سی بالٹی میری ہے؟ اللہ عزّ و جلّ کی قسم! میں اسے بالکل نہ لوں گا۔ سبزی فروش نے کہا: اللہ عزّ و جلّ کی قسم! میں بھی اس کو دیئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ آخر کار دونوں اس کو فروخت کر کے رقم صدقہ کرنے پر رضامند ہو گئے۔ (حلیۃ الاولیاء، الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث ۱۳۶۵۱، ج ۹، ص ۱۸۱، ج ۹، ص ۱۸۱)

(56) الثَّالِثُ: عَنْ أَبِي سَفْيَانَ صَخْرِ بْنِ

حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ هِرْقَلٍ، قَالَ هِرْقَلُ: فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ - يَعْنِي: النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو سَفْيَانَ: قُلْتُ: يَقُولُ: اعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتَّزَكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تیسری حدیث: حضرت ابوسفیان صخر بن حارث سے روایت ہے کہ ہرقل بادشاہ والی لمبی حدیث میں ہرقل نے کہا کہ وہ نبی یعنی نبی اکرم ﷺ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں حضرت ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اللہ کیلئے عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ جو باتیں تمہارے باپ دادا کہتے تھے اس کے چھوڑ دو اور وہ ہمیں نماز، سچائی، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحيح البخارى: باب دعا النبى صلى الله عليه وسلم الناس اليها لاسلام: ج ۱ ص ۴۵، رقم: ۲۸۳۰)
 صحيح مسلم: باب كتاب النبى صلى الله عليه وسلم الى هرقل يدعوه الى الاسلام: ج ۲ ص ۲۶۳، رقم: ۳۶۰۰ سنن الكبرى
 للبيهقى: باب اظهار دين النبى صلى الله عليه وسلم: ج ۱ ص ۱۰۷، رقم: ۱۱۰۷۸ مسند امام احمد بن حنبل: مسند عبدالله بن
 عباس ج ۱ ص ۲۱۲، رقم: ۲۲۷۰ جامع الاصول لابن اثير: الفصل الثانى فيما كان منها بعد مبعثه: ج ۱ ص ۲۶۵، رقم: ۸۸۳۲

شرح حدیث: نامہ مبارک اور قیصر

حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیصر کے نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس خط لے کر بصری تشریف لے گئے اور وہاں قیصر روم کے گورنر شام حارث غسانی کو دیا۔ اس نے اس نامہ مبارک کو بیت المقدس بھیج دیا۔ کیونکہ قیصر روم ہر قل ان دنوں بیت المقدس کے دورہ پر آیا ہوا تھا۔ قیصر کو جب یہ مبارک خط ملا تو اس نے حکم دیا کہ قریش کا کوئی آدمی ملے تو اس کو ہمارے دربار میں حاضر کرو۔ قیصر کے حکام نے تلاش کیا تو اتفاق سے ابوسفیان اور عرب کے کچھ دوسرے تاجر مل گئے۔ یہ سب لوگ قیصر کے دربار میں لائے گئے۔ قیصر نے بڑے طمطراق کے ساتھ دربار منعقد کیا اور تاج شاہی پہن کر تخت پر بیٹھا۔ اور تخت کے گرد اراکین سلطنت، بطارقہ اور احبار و رہبان وغیرہ صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اسی حالت میں عرب کے تاجروں کا گروہ دربار میں حاضر کیا گیا اور شاہی محل کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر قیصر نے ترجمان کو بلایا اور اس کے ذریعہ گفتگو شروع کی۔ سب سے پہلے قیصر نے یہ سوال کیا کہ عرب میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم میں سے ان کا سب سے قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ میں قیصر نے ان کو سب سے آگے کیا اور دوسرے عربوں کو ان کے پیچھے کھڑا کیا اور کہا کہ دیکھو! اگر ابوسفیان کوئی غلط بات کہے تو تم لوگ اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا۔ پھر قیصر اور ابوسفیان میں جو مکالمہ ہوا وہ یہ ہے۔

قیصر: مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان: ان کا خاندان شریف ہے۔

قیصر: کیا اس خاندان میں ان سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا ان کے باپ داداؤں میں کوئی بادشاہ تھا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: جن لوگوں نے ان کا دین قبول کیا ہے وہ کمزور لوگ ہیں یا صاحب اثر؟

ابوسفیان: کمزور لوگ ہیں۔

قیصر: ان کے متبعین بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جا رہے ہیں؟

ابوسفیان: بڑھتے جا رہے ہیں۔

قیصر: کیا کوئی ان کے دین میں داخل ہو کر پھر اس کو نکال کر کے پلٹ بھی جاتا ہے؟
ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے تم لوگ انہیں جھوٹا سمجھتے تھے؟
ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: کیا وہ کبھی عہد شکنی اور وعدہ خلافی بھی کرتے ہیں؟

ابوسفیان: ابھی تک تو نہیں کی ہے لیکن اب ہمارے اور ان کے درمیان (حدیبیہ) میں جو ایک نیا معاہدہ ہوا ہے معلوم نہیں اس میں وہ کیا کریں گے؟

قیصر: کیا کبھی تم لوگوں نے ان سے جنگ بھی کی؟
ابوسفیان: ہاں۔

قیصر: نتیجہ جنگ کیا رہا؟

ابوسفیان: کبھی ہم جیتے، کبھی وہ۔

قیصر: وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟

ابوسفیان: وہ کہتے ہیں کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو کسی اور کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ، بتوں کو چھوڑ دو، نماز پڑھو، حج بولو، پاک دامنی اختیار کرو، رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب ۶، الحدیث ۷، ج ۱، ص ۱۰-۱۲)

اس سوال و جواب کے بعد قیصر نے کہا کہ تم نے ان کو خاندانی شریف بتایا اور تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے کہ ہمیشہ پیغمبر اچھے خاندانوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ تم نے کہا کہ ان کے خاندان میں کبھی کسی اور نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ یہ شخص اوروں کی نقل اتار رہا ہے۔ تم نے اقرار کیا ہے کہ ان کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو میں سمجھ لیتا کہ یہ شخص اپنے آباء و اجداد کی بادشاہی کا طلبگار ہے۔ تم مانتے ہو کہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے وہ کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولے تو جو شخص انسانوں سے جھوٹ نہیں بولتا علم وہ خدا پر کیوں کر جھوٹ باندھ سکتا ہے؟

(سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۳۶۷-۳۶۸)

ہرقل کے پاس انبیاء کی تصاویر

پھر ہرقل نے ہمیں باعزاد اکرام ایک مکان میں اتارا، دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا، ایک رات ہمیں پھر بلا بھیجا، ہم گئے اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا، ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا اس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا، اس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا تہہ کیا ہوا نکالا اسے کھولا تو اس میں ایک سرخ تصویر تھی،

مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دو گیسو غایت حسن و جمال میں) ہر قل بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ آدم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا، اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا، اس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی، مرد بسیار موئے سر مانند موئے قہطیاں، فراخ چشم، کشادہ سینہ، بزرگ سر (آنکھیں سرخ، داڑھی خوبصورت) پوچھا: انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ نوح ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا، اس میں سے حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے رنگ کی ایک تصویر تھی، مرد خوب چہرہ، خوش چشم، دراز بینی (کشادہ پیشانی)، رخسارے سُتے ہوئے، سر پر نشان چہری، ریش مبارک سپید نورانی، تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے، سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا: ان سے واقف ہو؟ ہم نے کہا: نہ، کہا: یہ ابراہیم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر اسے رکھ کر ایک اور خانہ کھولا، اس میں سے سبز ریشم کا پارچہ نکالا، اسے جو ہم نظر کریں تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر منیر تھی، بولا: انہیں پہچانتے ہو؟ ہم رونے لگے اور کہا: یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، وہ بولا: تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور اکرم کی تصویر پاک ہے گویا ہم حضور کو حالت حیات دنیوی میں دیکھ رہے ہیں، اسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہو گیا سیدھا کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا: اما انہ اخر البیوت ولکنی عجلتہ لا نظر ما عندکم۔ (جامع الاحادیث بحوالہ ابن عساکر عن معانی عن عبادة بن الصامت حدیث ۱۵۶۳۱، دار الفکر بیروت ۲۰/ ۶۳) (دلائل النبوة للسیوطی باب ما وجد فی صورة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱/ ۸۸، ۳۸۷) سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر میں نے جلدی کر کے دکھایا کہ دیکھو تمہارے پاس اس باب میں کیا ہے، یعنی اگر ترتیب وار دکھاتا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لئے میں نے ترتیب قطع کر کے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہی نبی موعود ہیں تو ضرور پہچان لو گے، بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا، اور یہی دیکھ کر اس حرام نصیب کے دل میں درد اٹھا کہ حواس جاتے رہے اٹھا بیٹھا دم بخود رہا۔

واللہ متم نوره ولو کره الکفرون O (القرآن الکریم ۶۱/ ۸)

والحمد للہ رب العلمین O (القرآن الکریم ۱/ ۱)

(اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام فرمایگا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ والحمد للہ رب العلمین۔ ت)

چوتھی حدیث: حضرت ابو ثابت ابو سعید یا ابو ولید

سہل بن حنیف بدری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے صدق دل کے

ساتھ شہادت طلب کرتا ہے اس کو حق تعالیٰ شہدا کے

(57) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِي ثَابِتٍ وَقَيْلٍ: اَبِي

سَعِيدٍ، وَقَيْلٍ: اَبِي الْوَلِيدِ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ وَهُوَ

بَدْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ تَعَالٰی الشَّهَادَةَ بِصِدْقِي

بَلَّغَهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ۔
مراتب تک پہنچا دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پہ فوت
ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحيح مسلم: باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله ج ٢ ص ٢٢٨ رقم: ٥٠٢٢ مستدرک
للحاكم: کتاب الجهاد ج ٢ ص ٣٢٢ رقم: ٢٢١٢ سنن ابوداؤد: باب في الاستفار ج ١ ص ٢٤٨ رقم: ١٥٢٠ سنن ابن ماجہ: باب
القتال في سبيل الله سبحانه تعالى ج ١ ص ٣٥ رقم: ٢٤٩٤ سنن الکبزی للبيهقي: باب تمنى الشهادة ومسألته ج ١ ص ٣٣ رقم:
(١٨٣٣)

شرح حدیث: شہادت ملنے کا آسان طریقہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو ہمیشہ سچی نیت کے ساتھ خداوند تعالیٰ سے شہادت حاصل ہونے کی دعا مانگتا رہے گا تو
وہ خواہ کسی بھی بیماری میں اور کہیں بھی اور کسی حال میں بھی مرے مگر وہ قیامت کے دن شہیدوں کی صف میں کھڑا ہوگا اور اللہ
تعالیٰ اس کو شہداء کرام کے مراتب و درجات عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔
توجہ رہے!

اس طرح کہ دل سے شہادت کی آرزو کرنے، زبان سے دعا کرے اور بقدر طاقت جہاد کی تیاری کرے، موقعہ کی
تاک میں رہے، صرف سچی دعا کو بھی بعض شارحین نے اسی میں داخل فرمایا ہے۔ شہادت کا مرتبہ اس طرح عطا ہوگا کہ یہ حکمی
شہید ہوگا، جو جنت میں شہداء کے ساتھ رہیگا۔ رب تعالیٰ کی عطا ہمارے وہم و گمان سے وراہ ہے۔

(مراۃ المناجیح، ج ٥، ص ٢٢٣)

برسوں حلق میں تیر چھار ہا

سید میں جنگ احد میں کفار نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلق پر تیر مارا اور یہ تیر آپ کے حلق
میں چبھ گیا، ان کے چچا ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو ہم اس تیر کو نکال دیں اور اگر تم کو شہادت کی تمنا ہو تو تم اس تیر کو نہ نکلواؤ تم جب بھی
اور جہاں کہیں بھی وفات پاؤ گے شہیدوں کی صف میں تمہارا شمار ہوگا۔ انہوں نے درجہ شہادت کی آرزو میں تیر نکلوانا پسند
نہیں کیا اور اسی حالت میں ستر برس تک زندہ رہے اور زندگی کے تمام معمولات پورے کرتے رہے یہاں تک کہ لڑائیوں
میں کفار سے جنگ بھی کرتے رہے اور ان کو کسی قسم کی اس تیر کی وجہ سے تکلیف بھی نہیں رہتی تھی لیکن ستر برس کی مدت کے
بعد ۳۷ھ میں تیر کا یہ زخم خود بخود پھٹ گیا اور اسی زخم کی حالت میں ان کا وصال ہو گیا۔ بلاشبہ یہ ان کی بہت بڑی کرامت
ہے جو بہت زیادہ مشہور ہے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۵۰۲۵، ج ۳، ۷، الجزء ۳،

ص ۱۷۰) (واسد الغابۃ، رافع بن خدیج، ج ۲، ص ۲۲۲-۲۲۵ ملخصاً)

(58) الْخَامِسُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَزَا نَبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعُنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِي بِهَا وَلَمَّا يَذْنِ بِهَا، وَلَا أَحَدُ بَنِي بَيُوتَانَا لَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خِلْفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ أَوْلَادَهَا. فَغَزَا فَنَدَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ لِلشُّنُوسِ: إِنَّكَ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحَبَسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ - يَعْنِي النَّارُ - لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا، فَلْيَبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: فِيكُمْ الْغُلُولُ فَلْيَبَايِعْنِي قَبِيلَتِكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيكُمْ الْغُلُولُ فَجَاوِزُوا بِرَأْسٍ مِثْلَ رَأْسٍ بِقَرَّةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعَهَا فَجَاءَتْ بِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا. فَلَمْ تَعْمَلْ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ قَبْلَنَا، ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجَزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. الْخِلْفَاتُ بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَنَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ: جَمْعُ خَلِيفَةٍ وَهِيَ النَّاقَةُ الْحَامِلُ.

پانچویں حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی غزوہ پر نکلے تو انہوں نے اپنی قوم کو فرمایا میرے ساتھ ایسا آدمی نہ نکلے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور ابھی اس نے اس کے ساتھ رات نہ گزاری ہو اور وہ ایسا کرنا چاہتا ہو اور ایسا آدمی بھی نہ نکلے جس نے دیواریں کھڑی کی ہوں اور ابھی چھت نہ ڈالی ہو اور نہ ایسا آدمی نکلے جس نے حاملہ ڈاچیاں یا بکریاں خریدی ہوں اور اس کو ان کے بچے دینے کا انتظار ہو پھر اس نبی نے جہاد کیا اور عصر کی نماز کے قریب اس بستی کے قریب جا پہنچے اور سورج کو فرمایا تو بھی حکم خدا دندی سے رواں ہے اور میں بھی حکم الہی پر عمل پیرا ہوں اے اللہ! اس کو ہمارے لیے روک دے تو سورج رک گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمادی پھر اموال غنیمت جمع کیے آگ آئی اور اس نے اس کو نہ جلا یا فرمایا تم میں سے کوئی خیانت کرنے والا ہے ہر قبیلہ کا ایک آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کرے تو ایک آدمی کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چٹ گیا فرمایا خیانت کرنے والا تم میں سے ہے لہذا تمہارا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے پھر دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چٹ گیا۔ فرمایا کہ تم نے خیانت کی ہے۔ چنانچہ وہ گائے کے سر جیسا سونا اٹھالائے وہ رکھا تو آگ آئی اور مال غنیمت کھا گئی ہم سے پہلے کسی کے لیے غنیمت کے مال حلال نہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھ کر ہمارے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا۔ (متفق علیہ) اس

حدیث میں مذکورہ نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہیں۔ الخلفاء: خاء مجملہ کے فتح اور لام کے کسرہ کے ساتھ اس کی جمع خلقت ہے اس کا معنی حاملہ اونٹنی ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احملوا لکم الغنائم ج ۱ ص ۸۳۱ رقم: ۲۱۲۲ صحیح مسلم: باب تحلیل الغنائم هذه الامة خاصة ج ۲ ص ۳۴۵ رقم: ۲۱۵۲ صحیح ابن حبان: باب الغنائم وقسمتها ج ۲ ص ۴۳۶ رقم: ۳۸۰۸ مصنف عبدالرزاق: باب الغلول ج ۳ ص ۲۴۱ رقم: ۴۳۹۲ جامع الاصول: الفرع الخامس فی الغلول ج ۱ ص ۱۲ رقم: ۱۲۱۰)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

بحکم الہی سورج ٹھہر گیا جب بیت المقدس فتح ہو گیا تب ڈوبا، یہ حضرت یوشع علیہ السلام کا معجزہ ہوا۔ خیال رہے کہ یوشع علیہ السلام کے سوا کسی نبی کے لیے سورج روکا نہیں گیا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک بار سورج روکا گیا اور ایک بار لوٹا یا گیا۔ چنانچہ بعد معراج جب کفار مکہ نے حضور سے پوچھا کہ آپ نے ہمارا قافلہ راہ میں دیکھا ہوگا، فرمایا ہاں بولے مکہ کب پہنچے گا فرمایا بدھ کی صبح کو، قافلہ کو واپسی میں کچھ دیر ہو گئی تو بدھ کے دن سورج کو روک لیا گیا حتیٰ کہ جب قافلہ مکہ معظمہ پہنچا تب سورج طلوع ہوا اور غزوہ خیبر کے موقع پر مقام صہباء میں بعد عصر حضور نے حضرت علی کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمایا تھا، جناب علی نے نماز عصر نہ پڑھی سورج ڈوب گیا تب حضور کی دعا سے سورج واپس ہوا، حضرت علی نے نماز عصر پڑھی پھر ڈوبا۔ ابن جوزی نے ان احادیث کو موضوع کہا مگر طحاوی نے مشکل الحدیث میں قاضی عیاض نے شفاء شریف میں انہیں صحیح کہا۔ ابن المنذر ابن شاہین نے ان کی تصحیح کی، طبرانی نے معجم میں بہ سند حسن حضرت جابر سے سورج روک لیے جانے کی حدیث نقل فرمائی ہے۔ بہر حال آفتاب کا رکنا حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے ہوا اور رکنا اور واپس لوٹنا ہمارے حضور کے لیے ہوا۔ وہ جو حدیث میں ہے کہ یوشع علیہ السلام کے سوا کسی کے لیے سورج نہ رکا اس سے مراد حضور سے پہلے کے نبی ہیں۔ (مرقات، اشعہ) فقیر نے مقام صہباء کی زیارت کی ہے جہاں سورج لوٹا یا گیا تھا، یہ جگہ خیبر سے قریب ایک میل دور جانب مدینہ منورہ ہے۔ عام لوگ زیارت کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔ شعر

اشارہ سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

(برزائے المناجیح، ج ۲ ص ۲۸۲)

سورج پلٹ آیا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سورج پلٹ آنے کا معجزہ بھی بہت ہی عظیم الشان معجزہ اور صداقت نبوت کا ایک واضح ترین نشان ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت نبی بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خیبر کے قریب منزل صہباء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر

اقدس رکھ کر سو گئے اور آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر اقدس کو اپنی آغوش میں لیے بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تو آپ نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! یقیناً علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہذا تو سورج کو واپس لوٹا دے تاکہ علی نماز عصر ادا کر لیں۔

حضرت بی بی اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔ (المواہب اللدیۃ وشرح الزرقانی، باب رد الشمس، ج ۲، ص ۴۸۳، ۴۸۵)

سورج ٹھہر گیا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے سورج پلٹ آنے کے معجزہ کی طرح چہتے ہوئے سورج کا ٹھہر جانا بھی ایک بہت ہی عظیم معجزہ ہے جو معراج کی رات گزر کر دن میں وقوع پذیر ہوا۔ چنانچہ یونس بن بکر نے ابن اسحق سے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے اس قافلہ کے حالات دریافت کیے جو ملک شام سے مکہ آرہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے تمہارے اس قافلہ کو بیت المقدس کے راستہ میں دیکھا ہے اور وہ بدھ کے دن مکہ آجائے گا۔ چنانچہ قریش نے بدھ کے دن شہر سے باہر نکل کر اپنے قافلہ کی آمد کا انتظار کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہ الہی میں دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو ٹھہرا دیا اور ایک گھڑی دن کو بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ وہ قافلہ آن پہنچا۔

(الشفاء جعفر بن یحییٰ، فصل فی انشقاق القمر جس الشمس، ج ۱، ص ۲۸۳، ۲۸۵)

واضح رہے کہ جس الشمس یعنی سورج کو ٹھہرا دینے کا معجزہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے لیے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء سابقین میں سے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لیے بھی یہ معجزہ ظاہر ہو چکا ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن وہ بیت المقدس میں قوم جبارین سے جہاد فرما رہے تھے ناگہاں سورج ڈوبنے لگا اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر سورج غروب ہو گیا تو سینچر کا دن آجائے گا اور سینچر کے دن موسوی شریعت کے حکم کے مطابق جہاد نہ ہو سکے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی تک سورج کو چلنے سے روک دیا یہاں تک کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام قوم جبارین پر فتح یاب ہو کر جہاد سے فارغ ہو گئے۔ (حاشیہ الجمل علی الجلالین و تفسیر الجلالین، سورۃ المائدہ، تحت الایۃ: ۲۶، ج ۲، ص ۲۰۸ ملخصاً)

چھٹی حدیث: حضرت ابو خاند حکیم بن حزام

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خرید و فروخت کرنے والے اس وقت تک اختیار سے ہیں جب تک وہ جدانہ ہو جائیں تو اگر وہ صدق و وضاحت کا

(59) السَّادِسُ: عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَكِيمِ بْنِ

حَزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَّا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا

وَكَذَبًا مُحِقَّتْ بَرَكَتُهُ بَيْعُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

دامن نہ چھوڑیں تو ان کے لئے بیع میں برکت ہوگی اور اگر انہوں نے جھوٹ اور کتمان عیب کا وطیرہ اپنایا تو بیع کی برکت ختم ہو جائے گی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح البخاری: باب ما یصحی الکذب والکتمان فی البیع: ج ۱ ص ۱۷، رقم: ۲۰۸۲ صحیح مسلم: باب الصدق فی البیع والبیان: ج ۲ ص ۱۱۰، رقم: ۲۱۲۷ المعجم الکبیر للطبرانی: من اسمہ حاطب بن الحارث بن معمر: ج ۱ ص ۸۹، رقم: ۳۱۱۵ سنن ابوداؤد: باب فی خیاری المتبایعین: ج ۲ ص ۲۸۹، رقم: ۳۲۶۱ سنن ترمذی: باب ما جاء فی البیوعین بالخیار مالم یفترقا: ج ۱ ص ۵۴۸، رقم: ۱۲۴۶)

شرح حدیث: حکیم لائٹ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارتی چیز میں عیب کو چھپانا بھی جرم ہے۔

چنانچہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر پر گزرے تو اپنا ہاتھ شریف اس میں ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں نے اس میں تری پائی تو فرمایا: اے غلہ والے یہ کیا؟ عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر بارش پڑ گئی۔ فرمایا: تو گیلے غلہ کو تو نے ڈھیر کے اوپر کیوں نہ ڈالا تا کہ اسے لوگ دیکھ لیتے، جودھو کا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۲ ص ۲۷۳)

کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شبہ والی چیز سے مکمل اجتناب فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شریک تجارت حضرت سیدنا حفص بن عبدالرحمن علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ تجارت کرتے تھے اور مجھے مال تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: اے حفص! فلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے۔ جب تم اسے فروخت کر دو تو عیب بیان کر دینا۔ حضرت سیدنا حفص نے ایک مرتبہ مال تجارت فروخت کیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے۔ جب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ کر دی۔ (تاریخ بغداد، رقم: ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفہ التیمی، ما ذکر من جود ابی حنیفہ و ساجد حسن عہدہ، ج ۱ ص ۵۶ صغیر)

مراقبہ کا بیان

5- بَابُ الْمُرَاقَبَةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلُبُكَ فِي السَّاجِدِينَ) (الشعراء: 219-220).
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ وہ ہے جو تمہیں اس وقت دیکھتا ہے جب تم حالت قیام میں ہوتے ہو اور راس سجدہ کرنے والوں میں آنا جانا دیکھتا ہے۔

شرح: مفسر شہیر، صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت خواجہ ابن البرزقان میں ارشاد فرماتے ہیں:

جب تم اپنے جگہ پڑھنے والے اصحاب کے احوال ملاحظہ فرمانے کے لئے شب کو دورہ کرتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا معنی یہ ہیں کہ جب تم امام ہو کر نماز پڑھاتے ہو اور قیام و رکوع و سجود و قعود میں گزرتے ہو۔ بعض مفسرین نے کہا معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی گردش چشم کو دیکھتا ہے نمازوں میں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس و پیش یکساں ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے بخدا مجھ پر تمہارا خشوع و رکوع مخفی نہیں میں تمہیں اپنے پس پشت دیکھتا ہوں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاب و ارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔ (مدارک و جمل وغیرہ)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ) (الحديد: 4)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔

شرح: مفسر شہیر، صدر الافاضل، فخر الاماثل حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت خواجہ ابن البرزقان میں ارشاد فرماتے ہیں:

اپنے علم و قدرت کے ساتھ عموماً اور فضل و رحمت کے ساتھ خصوصاً۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ) (آل عمران: 5)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ) (الفجر: 14)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک تیرا رب خفیہ نگرائی میں ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورِ) (غافر: 19)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں کے چھپے رازوں کو جانتا ہے۔

وَالْآيَاتِ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ وَأَمَّا الْآخِذَاتُ،

اس باب میں بکثرت آیات ہیں۔ اور احادیث یہ ہیں:

(60) قَالَ أُولُ: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ

پہلی حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ایک دن ہم رسول اللہ کی بارگاہ اقدس میں بیٹھے تھے اچانک ہم پر ایک آدمی ظاہر ہوا جو انتہائی

شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُدْرَى عَلَيْهِ أَكْرُ الشَّفْرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فُجَذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِسْلَامُ: أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجَبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ! قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْمُخَفَّاءَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ، أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جَبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَمَعْنَى تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا أَيْ سَيِّدَتَهَا، وَمَعْنَاهُ: أَنْ تَكْثُرَ الشَّرَارِيحُ حَتَّى تَلِدَ الْأُمَّةُ الشَّرِيَّةُ بِنْتًا لِسَيِّدِهَا وَبِنْتُ السَّيِّدِ فِي مَعْنَى

سفید کپڑوں والا انتہائی سیاہ بالوں والا تھا اس پر نہ ہوا تھا نہ ہم سے کوئی اس سے واقف تھا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے زانو آپ ﷺ کے زانووں سے ملا کر بیٹھا اور اپنی ہتھیلیاں اپنے زانوؤں پر رکھ کر عرض کیا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کی خبر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے نماز قائم کرے زکوٰۃ اور کرے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اہل بیت اللہ کے راستہ کی استطاعت ہو تو حج کرے اس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا: ہمیں تعجب ہوا کہ خود پوچھتا ہے اور خود تصدیق کرتا ہے اس نے عرض کیا: آپ مجھے ایمان کی خبر دیں فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور کتابوں رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان لائے۔ اس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا پھر عرض کیا: مجھے احسان کی خبر دیں تو آپ فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت یوں کر گویا کہ تو اس دیکھتا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھ پر دیکھتا ہے۔ اس نے عرض کی: مجھے قیامت کی خبر دیں فرمایا جس سے قیامت کا سوال کیا جا رہا ہے سائل اس سے زیادہ علم نہیں رکھتا اس نے عرض کیا: مجھے اس کی کچھ نشانیاں بتا دیں فرمایا باندی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور تم ننگے پاؤں ننگے جسم والے ننگ دست بکریوں کے چرواہوں کو دیکھو گے کہ بلند و بالا عمارات بنائیں گے پھر وہ چلا گیا اور پھر میں کافی دیر ٹھہرا رہا پھر آپ نے فرمایا: اے عمر جانتے ہو کہ

السَّيِّدِ وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ : وَ الْعَالَةُ : الْفُقَرَاءُ .
 وَقَوْلُهُ : مَلِيًّا أَيْ زَمَنًا طَوِيلًا وَكَانَ ذَلِكَ ذَلَالًا .

سائل کون تھا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، فرمایا: وہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (مسلم) باندی مالکہ کو جنم دے گی: اس کا مطلب یہ ہے کہ باندیاں بکثرت ہوں گی اور باندی اپنے مالک کی بیٹی جنم دے گی، تو مالک کی بیٹی مالکہ ہی ہوئی اس کی توفیق میں متعدد اقوال مذکور ہیں۔ بعض نے دیگر معنی بھی ذکر کئے۔ الْعَالَةُ: محتاج، تنگ دست، مَلِيًّا: لمبا زمانہ۔ یہاں تین دن کا وقت مراد ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب معرفة الايمان والاسلام، ج ۱، ص ۲۸، رقم: ۱۰۲، صحیح ابن خزیمہ، باب فرض الحج، ج ۱، ص ۸۲۴، رقم: ۲۵۰۴، سنن الکبیری للبیہقی، باب اثبات فرض الحج، ج ۱، ص ۲۲۴، رقم: ۸۸۶۲، سنن ابوداؤد، باب فی القدر، ج ۲، ص ۱۹۹، رقم: ۴۶۹۴، مسند امام احمد بن حنبل، مسند عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۱۰۱، رقم: ۳۶۴)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، جو شکل انسانی میں حاضر ہوئے تھے، جیسے بی بی مریم کے پاس مرد کی شکل میں گئے۔ فرشتہ وہ نورانی مخلوق ہے جو مختلف شکلیں اختیار کر سکتی ہے۔ جن وہ آتش مخلوق ہے جو ہر قسم کی شکل بن جاتی ہے مگر روح وہ ہی رہتی ہے لہذا یہ ادا گون نہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

یعنی وہ مسافر نہ تھے ورنہ ان کے بال و لباس غبار میں اٹے ہوتے۔ خیال رہے کہ حضرت جبریل کے بال کالے، کپڑے سفید (چٹے) ہونا شکل بشری کا اثر تھا ورنہ وہ خود نوری ہیں، لباس اور سیاہ بالوں سے بری۔ ہاروت ماروت فرشتے شکل انسانی میں آکر کھاتے پیتے بلکہ صحبت بھی کر سکتے تھے۔ عصا موسوی سانپ کی شکل میں ہو کر سب کچھ نکل گیا تھا، ایسے ہی ہمارے حضور نوری بشر میں کھانا، پینا، نکاح اس بشریت کے احکام تھے، روزہ وصال میں نورانیت کی جہوہ گرمی ہوتی تھی، بغیر کھائے پئے عرصہ دراز گزار لیتے تھے، آج صد ہا سال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر کھائے پئے آسمان پر جلوہ گر ہیں یہ نورانیت کا ظہور ہے۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

اور وہ مدینہ کے باشندے نہ تھے ورنہ ہم انہیں پہچانتے ہوتے، حضور تو انہیں خوب پہچانتے تھے جیسا کہ اگلے مضمون

سے ظاہر ہے کہ وہ آکر حضور سے بہت قریب بیٹھے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے حضرت جبریل کو پہچان لیا تھا ورنہ پوچھتے کہ تم کون ہو اور اس طرح ملکر مجھ سے کیوں بیٹھتے ہو اور وہ آکر ایسے بیٹھے جیسے نمازی التحیات میں دوڑاؤ بیٹھتا ہے۔ آج کل زائرین روضہ مطہرہ پر نماز کی طرح کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں اس ادب کی اصل یہ حدیث ہے۔ حضرت جبریل نے قیامت تک کے مسلمانوں کو حضور کی بارگاہ میں حاضری کا ادب سکھا دیا اور بتا دیا کہ نماز کی طرح یہاں کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام نہیں، ہاں سجدہ یا رکوع حرام ہے۔

آگے مزید شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اسلام کبھی ایمان کے معنی میں ہوتا ہے، کبھی اس کے علاوہ یہاں دوسرے معنی میں ہے، یعنی ظاہر کا نام اسلام ہے، باطنی عقائد کا نام ایمان اسی لیے یہاں شہادۃ و اعمال کا ذکر ہوا۔ خیال رہے کہ اب حضور کو صرف یا محمد کہہ کر پکارنا حرام ہے، رب فرماتا ہے: لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ الْخَلِّ واقعہ غالباً اس آیت کے نزول سے پہلے ہوا یا فرشتے اس آیت سے علیحدہ ہیں۔ (مرقاۃ)

کلمہ پڑھنے کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کلمہ پڑھنے سے مراد سارے اسلامی عقائد کا مان لینا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے یعنی پوری سورۃ فاتحہ لہذا اس حدیث کی بنا پر اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تمام اسلامی فرقے مرزائی، چکڑالوی وغیرہ مسلمان ہیں کیونکہ یہ لوگ اسلامی عقائد سے ہٹ گئے۔

آگے کے کلام کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

اس میں بظاہر حضرت جبریل سے خطاب ہے اور درحقیقت مسلمان انسانوں سے ورنہ فرشتوں پر نماز، روزہ، حج وغیرہ اعمال فرض نہیں، رب فرماتا ہے: وَيْلَهُ عَلَى النَّاسِ مِنْ عِجْلِ الْبَيِّنَاتِ۔ خیال رہے کہ یہ اعمال اسلام کا جزو نہیں کہ ان کا تارک کافر ہو جائے، یہاں کمال اسلام کا ذکر ہے، تارک اعمال مسلمان تو ہے مگر کمال نہیں۔

آگے مزید فرماتے قیامت والے سوال کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

کیونکہ پوچھنا نہ جاننے کی علامت ہے اور تصدیق کرنا جاننے کی علامت۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ تمام آسمانی کتابوں سے واقف ہیں کہ رب نے حضور کے بارے میں فرمایا: مُصَدِّقُ لِمَا مَعَكُمْ اور خیال رہے کہ عن الایمان میں ایمان اصطلاحی مراد ہے، اور ان تو من میں ایمان لغوی یعنی ماننا، لہذا یہ تعریف اشیٰ بنفسہ بھی نہیں اور اسمیں دور بھی نہیں۔ تمام فرشتوں، نبیوں، کتابوں پر اجمالی ایمان کافی ہے، گو قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر تفصیلی ایمان لازم ہے۔ اسی طرح کہ ہر بری بھلی بات جو ہم کر رہے ہیں، اللہ کے علم میں پہلے ہی سے ہے اور اس کی تحریر ہو چکی ہے، تقدیر کے معنی ہیں۔ اندازہ۔ تقدیر دو قسم کی ہے: مبرم اور معلق مبرم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، معلق دعاء، اعمال وغیرہ سے

بدلتی ہے، ابلیس کی دعا سے اس کی عمر بڑھ گئی فَاِلَکَ مِنَ الْمُنْکَلِفِیْنَ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بھائے ساٹھ سال کے سو برس ہو گئی۔ تقدیر کی پوری بحث ہماری تفسیر نعیمی تیسرے پارے میں ملاحظہ کریں۔

احسان سے متعلق فرماتے ہیں:

یعنی رب نے فرمایا: لِلَّذِیْنَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَغَیْرَہٗ اِنَّ آیَاتِیْ فِیْ احْسَانِیْ سَیْ کَیْفَیْا مَیْرَادِہٖ جَوَابُ مَا کَہٗ اَخْلَاصُ عَمَلِ (اور خیال کر کہ) اگر تو خدا کو دیکھتا ہے تو تیرے دل میں کس درجہ اس کا خوف ہوتا اور کس طرح تو سنبھال کر عمل کرتا، ایسے ہی خوف کیساتھ دل لگا کر درست عمل کر اور (سمجھ لو کہ) یوں تو ہر وقت ہی سمجھو کہ رب تمہیں دیکھ رہا ہے مگر عبادت کی حالت میں تو خاص طور پر خیال رکھو، تو ان شاء اللہ عبادت آسان ہوگی، دل میں حضور دعا جزی پیدا ہوگی، آنکھوں میں آنسو آئیں گے، اللہ ہم سب کو نصیب کرے۔ آمین!

قیامت والے سوال کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

کہ کس دن کس تاریخ اور کس مہینہ کس سال ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل امین کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم دیا ہے کیونکہ جاننے والے سے ہی پوچھا جاتا ہے۔ یہاں جبرئیل امین حضور کے امتحان یا اظہار معجز کے لیے تو سوال کر نہیں رہے ہیں، بلکہ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تو ہے مگر اس کا اظہار نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور نے دوسرے موقعوں پر قیامت کا دن بھی بتا دیا مہینہ بھی تاریخ بھی کہ فرمایا جمعہ کو ہوگی، دسویں تاریخ محرم کے مہینہ میں ہوگی اور خیال رہے یہاں علم کی نفی نہیں ورنہ فرمایا جاتا لاء علم میں نہیں جانتا بلکہ زیادتی علم کی نفی ہے، یعنی اس کا مجھے تم سے زیادہ علم نہیں، مقصد یہ ہے کہ اے جبرائیل! یہاں لوگوں کا مجمع ہے اور قیامت کا علم اسرار الہیہ میں سے ہے یہ راز مجھ سے کیوں فاش کراتے ہو۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم بھی دیا (تفسیر صاوی وغیرہ) اسی لیے حضرت جبرئیل نے حضور سے یہ سوال کیا، علم قیامت کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ کرو، حضور کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ حضور نے یہاں حضرت جبرئیل کو پہچان لیا تھا (تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا) اگر قیامت کی خبر دینا خلاف مصلحت ہے تو اس کی خصوصی علامت ہی بتا دیجئے۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا، علامتیں واقف ہی سے پوچھی جاتی ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

یعنی اولاد نا فرمان ہوگی، بیٹا ماں سے ایسا سلوک کرے گا جیسا کوئی لونڈی سے تو گویا ماں اپنے مالک کو جنے گی، اس کی اور بھی تفسیریں ہیں اور دنیا میں ایسا انقلاب آوے گا کہ ذلیل لوگ عزت والے بن جائیں گے اور عزیز لوگ ذلیل ہو جائیں گے جیسا آج دیکھا جا رہا ہے۔ سکندر ذوالقرنین نے حکم دیا تھا کہ کوئی پیشہ وراپنا موروثی پیشہ نہیں چھوڑ سکتا تاکہ عالم کا نظام نہ بگڑ جائے۔ (اشعۃ اللمعات) معلوم ہوا کہ کمینوں کا اپنا پیشہ چھوڑ کر اونچا بن جانا علامت قیامت ہے۔ اور اس سے

نظام عالم کی تباہی ہے۔

آگے مزید فرماتے ہیں کہ

یہ صحابہ کا ادب ہے کہ علم اللہ اور رسول کے سپرد کرتے ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور کا ذکر اللہ کے ساتھ ملا کر کرنا شرک نہیں بلکہ سنت صحابہ ہے، یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ اور رسول جانیں، اللہ اور رسول فضل کریں، اللہ اور رسول رحم فرمادیں، اللہ اور رسول بھلا کرے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو خبر تھی کہ یہ سائل جبریل تھے ورنہ آپ فرما دیتے کہ مجھے بھی خبر نہیں یہ کون تھے (اور آنے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا) اس لیے آئے تھے کہ تمہارے سامنے مجھے سوالات کریں تم جوابات سن کر دین سیکھ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان پر حضور کی اطاعت واجب ہے نہ کہ جبریل کی کہ یہاں جبریل نے حاضرین سے خود نہ کہہ دیا کہ لوگو! میں جبریل ہوں مجھ سے فلاں فلاں بات سیکھ لو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا تاکہ لوگوں کے لیے قابل قبول ہو۔ جبریل کے معنی ہیں: عبد اللہ جبر بمعنی عبد، ایل اللہ بزبان عبرانی۔

(مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۱۱۱)

دوسری حدیث: حضرت ابوذر اور حضرت ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو اور گناہ کے بعد نیکی کرو یہ اس کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آیا کرو۔ امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(61) الثَّانِي: عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدَبِ بْنِ جُنَادَةَ

وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتَّقِ
اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاتَّبِعِ السَّبِيلَةَ الْحَسَنَةَ تَمُّعَهَا،
وَحَالِي النَّاسِ يَخْلِي حَسَنَ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ، وَقَالَ:
حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج حدیث: (سنن ترمذی، باب ما جاء فی معاشرۃ الناس، ج ۱، ص ۵۵، رقم: ۱۹۸۶، سنن الدارمی، باب فی حسن الخلق، ج ۱، ص ۸۱۵، رقم: ۱۶۹۱، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، ج ۵، ص ۲۳۹، رقم: ۲۱۱۲، المسند الصغیر للطبرانی، من اسمہ علی، ص ۳۲۰، رقم: ۵۲۰، مسند ابن الجعد، ص ۲۲۲، رقم: ۲۸۵)

شرح حدیث: گناہ کے فوراً بعد نیکی کرنے کا ثواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّرَّاتِ

ترجمہ کنزالایمان: بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (پ 12، سورہ: 114)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بے شک گناہ کے بعد نیکی کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح

ہے جس کی تنگ زرہ نے اس کا گلا گھونٹ دیا، پھر وہ نیک عمل کرے تو اس زرہ کا ایک حلقہ کھل جائے پھر جب وہ دوسری نیکی کرے تو اس کا دوسرا حلقہ بھی کھل جائے یہاں تک کہ وہ زرہ زمین پر گر جائے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عقبہ بن عامر، رقم ۱۷۳۰۹، ج ۶، ص ۱۲۱)

حضرت سیدنا ابو ذرؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ جب تم گناہ کرو تو اس کے بعد نیکی کر لیا کرو وہ اس گناہ کو مٹا دے گی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا لا الہ الا اللہ کہنا بھی نیکی ہے؟ فرمایا کہ یہ سب سے افضل نیکی ہے۔

(المسند احمد بن حنبل، مسند ابو ذر، رقم ۲۱۵۴۳، ج ۸، ص ۱۱۲-۱۱۳)

اچھے اخلاق

☆ بندہ اچھے اخلاق سے روزہ دار اور عبادت گزار کا درجہ پالیتا ہے، نیز آخرت کے درجات اور جنت کے بالا خانوں کو پا لیتا ہے۔

☆ بد اخلاقی ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں۔

☆ بندہ اس کی وجہ سے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔

☆ اچھا اخلاق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔

☆ خوش خلعتی (باعث) برکت ہے۔

☆ قیامت کے دن لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا۔

☆ سب سے اچھا اخلاق شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق ہے۔

☆ سب سے افضل مؤمن وہی ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

☆ میزان میں رکھے جانے والے اعمال میں حسن اخلاق سب سے افضل اور وزنی ہوگا۔

تیسری حدیث: حضرت ابن عباس ؓ سے

روایت ہے کہ میں ایک دن نبی اکرم ﷺ کے پیچھے

سواری پر سوار تھا آپ نے فرمایا: اے لڑکے میں تجھ کو

کچھ چیزیں سکھاتا ہوں۔ تو اللہ کا خیال رکھ وہ تیرا خیال

رکھے گا تو اللہ کا خیال رکھ وہ تجھے سامنے ملے گا جب تو

(62) الثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ، إِنِّي أَعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ:

أَحْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، أَحْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا

سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ،

وَأَعْلَمُ: أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي رِوَايَةٍ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ: أَحْفَظُ اللَّهُ تَجِدَةَ أَمَامِكَ، تَعْرِفُ إِلَى اللَّهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفُكَ فِي الشَّدَّةِ، وَأَعْلَمُ: أَنَّ مَا أَخْطَاكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَأَعْلَمُ: أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا.

مانگے تو اللہ سے مانگ جب مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر سب لوگ تجھے کسی بات کے ساتھ نفع رسائی پر متفق ہو جائیں تو وہ تجھے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے مگر صرف اسی قدر جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہو اور اگر سب تیری ضرر رسائی پر اتفاق کر لیں تو وہ تجھے نقصان نہ پہنچا سکیں گے مگر اسی قدر جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے قلم اٹھ گئے صحیفہ جات خشک ہو چکے۔ امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔ ترمذی کے علاوہ کی روایت یوں ہے: تو اللہ کا خیال رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا، تو خوشحالی میں اس کا واقف بن وہ سختی میں تیرا واقف بن جائے گا (مُراد بات قبول کر لے گا) اور یقین کر جو تجھے نہ پہنچا وہ تجھے پہنچنے والا ہی نہ تھا اور جو پہنچا وہ رہنے والا نہ تھا اور یقین کر مدد صبر کے ساتھ ہے اور فراخی تکلیف کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی: باب ما جاء في وصية صلى الله عليه وسلم في القتال، ج ۱ ص ۵۱۲، رقم: ۱۱۱۶، مستدرک للحاکم ذکر عبد الله بن عباس، ج ۵ ص ۲۸۴، رقم: ۱۱۲۰۳، تحف الخيرة المهرة للوصیری: کتاب علامات النبوة باب تعرف الى الله في الرخاء، ج ۲ ص ۱۸۲، رقم: ۱۱۲۰۴، مسند ابی یعلیٰ، مسند ابن عباس، ج ۱ ص ۸۳۰، رقم: ۲۵۵۹، مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عباس، ج ۱ ص ۲۱۳، رقم: ۲۶۶۹)

شرح حدیث: اللہ عزوجل کا حق

حضرت سیدنا ابو عبیدہ تاجی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا: اے ابن آدم! تیرے لئے دنیا کشادہ کر دی گئی تو تو آخرت کے عمل سے غافل ہو گیا، تیری موت قریب آن پہنچی، تجھے عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ عزوجل کا حق سب سے افضل ہے وہ اس وقت تک تجھ سے راضی نہ ہوگا جب تک تو ان احکام کو پورا نہ کرے جو اس نے تجھ پر لازم کئے ہیں۔ اے ابن آدم! جب تو لوگوں کو نیکی کا کام کرتا دیکھے تو ایسے کام میں تو ان پر سبقت لے جانے کی کوشش کر اور جب تو انہیں ہلاکت و بربادی کے کاموں میں دیکھے، تو ان

سے اور ان کے اختیار کردہ افعال سے کوسوں دور بھاگ۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے اپنی دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی پس وہ ذلیل و خوار ہو گئے۔

تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی

ساری دنیا مل کر تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی اگر کچھ پہنچائے گی تو وہ ہی جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا نفع دنیا پہنچا سکتی ہے۔ طبیب کی دوا شفا دے سکتی ہے، سانپ کا زہر جان لے سکتا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا طے شدہ اس کی طرف سے، حضرت یوسف کی قمیص نے دیرۃ یعقوبی کو شفا بخشی، حضرت عیسیٰ مردے زندہ، بیمار اچھے کرتے تھے مگر اللہ کے اذن سے۔

لکھنے سے مراد لوح محفوظ میں لکھا ہے اگرچہ وہ تحریر قلم نے کی مگر چونکہ اللہ کے حکم سے کی تھی اس لیے کہا گیا کہ اللہ نے لکھا۔ مطلب ظاہر ہے کہ اگر سارا جہاں مل کر تمہیں کوئی نقصان دے تو وہ بھی طے شدہ پر دگرام کے ماتحت ہوگا کہ لوح محفوظ میں یوں ہی لکھا جا چکا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حقیقی نافع، حقیقی ضار اللہ تعالیٰ ہی ہے دنیا اس کی منظر ہے۔

(63) الرَّابِعُ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِتَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَكْثَرُ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَبَّاتِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَقَالَ: الْمُؤَبَّاتُ: الْمُهِلَكَاتُ.

چوتھی حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم کچھ ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے باریک تر ہوتے ہیں ہم ان کاموں کو رسول اللہ ﷺ (کی حیات ظاہری) کے دور میں ہلاک کر دینے والے کاموں میں شمار کرتے تھے۔ (بخاری) اور کہا کہ مؤبَّات: ہلاک کر دینے والے کام کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب ما یحق من محقرات الذنوب ج ۲ ص ۶۰۴، رقم: ۶۴۹۲ مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری ج ۲ ص ۴، رقم: ۱۱۰۰۸ الادب للبیہقی، باب من اجترأ علی ارتکاب الذنوب ص ۵۲۸، رقم: ۸۴۸۸ مسند ابویعلیٰ، مسند انس بن مالک ج ۲ ص ۲۸۸، رقم: ۲۲۱۴ مجمع الزوائد للہیثمی، باب فی الکبائر ج ۱ ص ۲۰۷، رقم: ۴۰۱)

شرح حدیث: گناہ کبیرہ اور صغیرہ میں فرق

غرض: گناہ کبیرہ و صغیرہ میں کیا فرق ہے؟

ارشاد: گناہ کبیرہ سات سو ہیں۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، سورۃ النساء تحت فلا ۳۱، ج ۳، ص ۱۱۲)

ان کی تفصیل بہت طویل۔ اللہ (عزَّ وَّجَلَّ) کی معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے۔ اگر صغیرہ و کبیرہ کو علیحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر (یعنی صغیرہ گناہوں) کو ہلکا سمجھیں گے، وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا۔ جس گناہ کو ہلکا جان کر کریگا وہی کبیرہ ہے۔ ان کے امتیاز کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ۔ جو گناہ بے باکی اور

اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۳۷)

میرے شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب میں لکھتے ہیں:

گناہِ صغیرہ کب کفر ہوتا ہے؟

یہاں ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم صفحہ 369 تا 370 سے چند سطور پیش کرتا ہوں جن میں معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے لکھا ہے تو اجد (یعنی وجد کی نقالی) سے وجد پیدا ہوتا ہے۔ تشبہ (یعنی نقالی) کی صورت یہ ہے کہ بہ تکلف وجد بنائے (کہ) ہوتے ہوتے (صحیح وجد بھی) ہو جائے گا۔ ہاں یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں (کہ) یہ ریا ہے اور حرام ہے۔ عرض: (کیا) صغیرہ کا استغفار (یعنی ہلکا جاننا) کبیرہ ہے؟ ارشاد: (بلکہ) بعض اوقات صغیرہ کا استغفار (یعنی ہلکا جاننا) کفر ہو جائے گا جبکہ اس کا گناہ ہونا ضروریات دین سے ہو۔ علماء فرماتے ہیں: کسی نے کوئی گناہ کیا، اُس سے لوگوں نے کہا: توبہ کر۔ جواب دیا: چہ کردہ اُم کہ توبہ کنم؟ (یعنی میں نے کیا کیا ہے جو توبہ کروں؟ اُس کا یہ جواب) کفر (ہے)۔ بہت سے صفائر (یعنی چھوٹے گناہ) ایسے ہیں جن کا معصیت (نافرمانی) ہونا ضروریات دین سے ہے مثلاً اجنبیہ سے مس و تقبیل (یعنی غیر عورت کو چھونا اور بوسہ لینا گناہ) صغیرہ ہے۔ اِلَّا اَللَّم میں داخل ہے مگر حلال جانے کا فر ہے (پھر فرمایا) جس کو سمجھا کہ یہ ہلکا گناہ ہے فوراً صغیرہ سے کبیرہ ہو گیا۔ اولیائے کرام (رَحْمَتُہُمُ اللہُ السَّلام) فرماتے ہیں: اس گناہ کو دوسرے گناہ سے نسبت دیتا ہے کہ اُس سے چھوٹا ہے، یہ نہیں دیکھتا کہ گناہ کس کا کر رہا ہے! اگر دیکھتا تو یہ فرق نہ کرتا۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب صفحہ ۶۷۱)

(64) الْخَامِسُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُغَارُ، وَغَيْرَةُ اللَّهِ تَعَالَى أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَالْغَيْرَةُ: يَفْتَحِ الْعَدُوُّ وَأَصْلُهَا الْأَنَفَةُ.

پانچویں حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غیرت والا ہے اس کے غیرت فرمانے کا سبب یہ ہے کہ بندہ اس کے حرام کردہ کاموں کا ارتکاب کرے۔ (متفق علیہ) اور الْغَيْرَةُ: بغین پر زبر کے ساتھ اس کی اصل الْأَنَفَةُ ہے (اس کا معنی ہے: خودداری اور بڑائی)۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب الغيرة ج ۲ ص ۲۰۰ رقم: ۲۴۲۵ صحیح مسلم: باب غيرة الله تعالى وتحرره الفواحي ج ۲ ص ۸۰۱ رقم: ۴۱۴۱ سنن الکبیری للبیہقی: باب الرجل يتعد الغلام والحارية ج ۱ ص ۲۲۵ رقم: ۲۱۵۵۲ سنن ترمذی: باب ما جاء في الغيرة ج ۱ ص ۸۱ رقم: ۱۱۶۸ جامع الاصول لابن النیر: کتاب الشانی الغيرة ج ۲ ص ۲۲۰ رقم: ۶۱۸۰)

شرح حدیث: ہر چھوٹے بڑے گناہ کو ہرگز ہلکانہ جانو

اللہ کے محبوب، داناتے محبوب، منزۃ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں لہذا تم انہیں ہرگز ضائع نہ کرو، کچھ حدیں قائم کی ہیں تم ہرگز ان سے نہ گزرو، کچھ چیزیں حرام کی ہیں انہیں ہرگز ہلکانہ جانو اور اس نے تم پر رحمت فرماتے ہوئے دانستہ کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا ہے لہذا ان کی جستجو نہ کرو۔ (سنن الدارقطنی، کتاب الرضا، الحدیث: ۴۳۵۰، ج ۲، ص ۲۱۷)

شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل غیور ہے اور مؤمن بھی غیرت مند ہے جبکہ اللہ عزوجل کی غیرت اس بات پر ہے کہ بندہ مؤمن اس کے حرام کردہ عمل میں پڑے۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۶۹۹۵، ص ۱۱۵۶)

دافعِ رنج و ظلال، صاحبِ بخود و نوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں اسی لئے اس نے پوشیدہ اور ظاہر بدکاریوں کو حرام کر دیا ہے اور اس سے بڑھ کر اپنی تعریف کو پسند کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۶۹۹۳)

تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو؟

حضرت سیدنا بلال بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو۔ اور حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اے انسان! گناہ کو چھوڑ دینا توبہ یعنی معافی چاہنے سے بہت آسان ہے۔

حضرت سیدنا محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کو اپنی عبادت سے بڑھ کر یہ چیز زیادہ پسند ہے کہ اس کی نافرمانیاں چھوڑ دی جائیں۔ ان کے اس قول کی تائید یہ حدیث مبارکہ بھی کرتی ہے۔ چنانچہ، شفیع المذنبین، ایس الغریبین، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر طاقت اس پر عمل کرو اور جب تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اس سے رُک جاؤ۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، الحدیث: ۳۲۵۷، ص ۹۰۱، فاجتنبوا بدلہ فداء)

محبوب ربِّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مامورات (یعنی جن کے کرنے کا حکم ہے) میں استطاعت یعنی بقدر طاقت کی قید لگانا اور منہیات (یعنی جن سے رکنے کا حکم ہے) میں اسے ذکر نہ کرنا اس کے نقصان کے بڑے ہونے اور اس میں پڑنے کی برائی کی طرف اشارہ ہے اور مسلمان پر اس سے دوری اختیار کرنے میں کوشش سے کام لینا واجب ہے، خواہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو یا نہیں، جبکہ مامورات پر قدرت نہ ہونے کے سبب (ان پر قدرت پانے تک) ان کو چھوڑا جاسکتا ہے یہ نکتہ قابلِ غور ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تیرے نزدیک گناہ جتنا چھوٹا ہوگا اتنا ہی اللہ عزوجل کے نزدیک بڑا ہوگا اور تیرے نزدیک گناہ جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی اللہ عزوجل کے نزدیک چھوٹا ہوگا۔

منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! میری مخلوق میں جو شخص سب سے پہلے مرا یعنی تباہ و برباد ہوا وہ ابلیس تھا، کیونکہ اس نے سب سے پہلے میری نافرمانی کی تھی اور میں اپنے نافرمانوں کو مردوں میں شمار کرتا ہوں۔

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے اور پھر جب دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک اور سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ گناہ کفر کے قاصد ہیں یعنی اس اعتبار سے کہ یہ دل میں سیاهی پیدا کر کے اسے اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ پھر وہ کبھی کسی بھلائی کو قبول نہیں کرتا، اس وقت وہ سخت ہو جاتا ہے اور اس سے ہر رحمت و مہربانی اور خوف نکل جاتا ہے، پھر وہ شخص جو چاہتا ہے کہ گزر رہا ہے اور جسے پسند کرتا ہے اس پر عمل کرتا ہے، نیز اللہ عزوجل کے مقابلہ میں شیطان کو اپنا ولی بنا لیتا ہے تو وہ شیطان اسے گمراہ کرتا، ورغلا تا، جھوٹی امیدیں دلاتا اور جس قدر ممکن ہو کفر سے کم کسی بات پر اس سے راضی نہیں ہوتا۔

(التواریخ عن ابن کثیر، مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل، المستدرک النجاشی، ۱/۷۷)

چھٹی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے سنا: بنی اسرائیل کے تین آدمی برص والا گنجا اور اندھے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے آزمانے کا ارادہ فرمایا تو ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا وہ برص والے کے پاس آیا اور پوچھا کہ کون سی چیز تمہیں زیادہ پیاری ہے اس نے کہا اچھا رنگ! اچھا جسم اور مجھ سے یہ دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے حقیر جانتے ہیں اس پر فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو فوراً اس کی تکلیف دور ہو گئی اس کا رنگ خوبصورت ہو گیا پھر پوچھا تمہیں کون سا مال پسند ہے اس نے کہا اونٹ یا کہا نیل راوی کو خشک ہے (کہ برص والے یا گنجنے ان

(65) السَّادِسُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصٌ، وَأَقْرَعٌ، وَأَعْمَى، أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَلَبَنِي النَّاسَ، فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا. فَقَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبِلُ - أَوْ قَالَ: الْبَقَرُ شَكَّ الرَّاوي - فَأُعْطِيَ نَاقَةً عَشْرًا، فَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا. فَأَتَى الْأَقْرَعَ، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ.

وَيَذْهَبُ عَلَيَّ هَذَا الَّذِي قَلِدَتِ النَّاسُ، فَمَسَحَهُ
 فَمَسَحَ عَنْهُ وَأَعْطَى شَعْرًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَتَى
 النَّبَالَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ. فَأَعْطَى بَقَرَةً
 حَامِلًا، وَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا. فَأَتَى الْأَعْمَى.
 فَقَالَ: أَتَى شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: أَنْ يَرُدَّ اللَّهُ إِلَيَّ
 بَصَرِي فَأُبْصِرَ النَّاسَ، فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ.
 قَالَ: فَأَتَى النَّبَالَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ.
 فَأَعْطَى شَاةً وَالِدًا، فَأَنْتَجَ هَذَانِ وَوَلَدَ هَذَا، فَكَانَ
 لِهَذَا وَادٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ، وَلِهَذَا
 وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ. ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ
 وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مَسَكِينٌ قَدْ انْقَطَعَتْ فِي
 الْجِبَالِ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاعَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ
 بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ
 الْحَسَنَ، وَالنَّبَالَ، بَعِيرًا أَتَبْلُغُ بِهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ:
 الْحَقُّوْني كَثِيرَةً. فَقَالَ: كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ
 أَبْرَصَ يَقْبَلُكَ النَّاسُ فَيَقْبِرُوا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ؟
 فَقَالَ: إِيْمًا وَرِثْتُ هَذَا النَّبَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ.
 فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيِّرْكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ.
 وَأَتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا
 قَالَ لِهَذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هَذَا، فَقَالَ: إِنْ
 كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيِّرْكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ. وَأَتَى الْأَعْمَى
 فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مَسَكِينٌ وَابْنُ
 سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ فِي الْجِبَالِ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاعَ لِي
 الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ
 بَصَرَكَ شَاةً أَتَبْلُغُ بِهَا فِي سَفَرِي، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ

دونوں میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے
 کا کہا) چنانچہ اس کو دس ماہ والی حاملہ ڈالچی دی پھر اس کو
 کہا اللہ تیرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ پھر گنچے
 کے پاس وہ فرشتہ آیا اس سے پوچھا تمہیں کون سی چیز
 محبوب تر ہے اس نے کہا: خوبصورت بال اور اس بیماری
 کا خاتمہ جس سے لوگ مجھے حقیر جانتے ہیں پس فرشتے
 نے ہاتھ پھیرا اس کے سر کے بال آگئے اور مرض ختم ہو
 گیا پوچھا تمہیں کون سا مال پسند ہے اس نے کہا: بیل
 اس نے اس کو ایک حاملہ گائے دی اور کہا اللہ تعالیٰ تجھے
 اس میں برکت دے پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا
 اور کہا کہ تمہیں کون سی چیز محبوب تر ہے اس نے کہا کہ اللہ
 تعالیٰ میری نظر لوٹا دے میں لوگوں کو دیکھوں فرشتہ نے
 ہاتھ پھیرا فوراً اس کی آنکھیں روشن کر دیں پھر اس کا
 پسندیدہ مال پوچھا اس نے بتایا بکریاں فرشتے نے اسے
 ایک حاملہ بکری دے دی۔ چنانچہ ان جانوروں سے
 افزائش نسل ہوئی اس کی بکری نے بھی بچے دیئے حتیٰ کہ
 اس کے لئے اونٹوں کی وادی بھر گئی پھر دوسرے کے
 لیے گائے سے وادی بھر گئی اور تیسرے کے لئے
 بکریوں سے وادی بھر گئی اب فرشتہ اس برص والے
 کے پاس اس کی اپنی شکل و صورت میں بن کر گیا اور کہا
 کہ مسکین آدمی ہوں اسباب سفر منقطع ہو گئے ہیں میں
 اب اللہ کی اور تیری مدد کے بغیر نہ پہنچ سکوں گا میں تجھ
 سے ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں اس اللہ کے نام پر کرتا
 ہوں جس نے تمہیں حسین رنگ خوبصورت جسم اور مال
 دیا ہے اس نے ذمہ داریوں کی کثرت بیان کی فرشتہ

أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ إِلَى بَصَرِي فَقَدْ مَا شِئْتُ وَدَعَّ مَا
شِئْتُ فَوَاللَّهِ مَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ إِلَهُ -
عَزَّوَجَلَّ - . فَقَالَ: أَمْسِكْ مَا لَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلَيْتُمْ -
فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ، وَتَوَخَّطَ عَلَى صَاحِبِيكَ مُتَّفَقٍ
عَلَيْهِ.

کہنے لگا میں تجھے جانتا بھلا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے
نفرت کرتے تھے اور فقیر نہ تھا پھر اللہ نے تجھے مال دیا
کہنے لگا یہ مال تو میری خاندانی دراشت ہے۔ فرشتہ نے
کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے دیسا ہی کر دے
جیسا تھا اور گنجے کے پاس آیا وہی سوال جواب ہوئے
آخر فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو تجھے اللہ اسی طرح بنا
دے جیسا تھا اور اندھے کے پاس اس کی سابقہ شکل
و صورت میں بن کر آیا آواز دی فقیر مسافر آدمی ہوں
سفر میں میرے اسباب کٹ گئے ہیں میں اب (گھر
تک) اللہ کی پھر تیری مدد کے بغیر نہیں پہنچ سکتا وہ کہنے لگا
میں تاہنا تھا مجھے اللہ تعالیٰ نے مینا کی عطا کی تو جو چاہے
لے جو چاہے چھوڑ اللہ کی قسم آج تم جو چیز بھی اللہ کے
نام پر لو گے میں روک کر تمہیں مشقت میں نہ ڈالوں گا
فرشتہ نے کہا اپنا مال روک تمہارا امتحان ہوا۔ اللہ تعالیٰ
تجھ سے راضی ہو گیا اور تیرے دو ساتھیوں سے ناراض
ہو گیا۔ (متفق علیہ)

الثَّاقَةُ الْعُشْرَاءُ - عین پریش اور شمین پرز برادر
مد کے ساتھ اس کا مطلب ہے۔ دس ماہ کی حاملہ ڈالچی۔
انتج اور ایک روایت میں فنتج اس کا مطلب ہے
اس نے بچہ جنم دیا عورت کے لیے ناتج ایسے بے جیسے
عورت کے لیے دایہ دلانے والا خیال: اسباب
لا اجهدك: میں کسی چیز کو روک کر تمہیں کسی مشقت میں
نہ ڈالوں گا۔

وَالثَّاقَةُ الْعُشْرَاءُ بِضَمِّ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الشَّيْنِ
وَبِالْمَدِّ هِيَ الْحَامِلُ. قَوْلُهُ: أَلْتَجَّ وَفِي رِوَايَةٍ: فَتَجَّ
مَعْنَاهُ: تَوَلَّى يَتَجَّهَا، وَالتَّاجُ لِلثَّاقَةِ كَالْقَابِلَةِ
لِلْمَرَاةِ. وَقَوْلُهُ: وَلَدَ هَذَا هُوَ يَتَشَدِيدُ اللَّامِ: أَيْ
تَوَلَّى وَلَادَتَهَا، وَهُوَ يَمْتَعِي أَلْتَجَّ فِي الثَّاقَةِ قَالُوا وَلَدَ
وَالْتَّاجُ، وَالْقَابِلَةُ يَمْتَعِي، لَكِنْ هَذَا لِلْحَيَوَانِ
وَذَلِكَ لِغَيْرِهِ. وَقَوْلُهُ: انْقَطَعَتْ بَنِي الْحَبَالِ هُوَ بِالْحَاءِ
الْمُهْمَلَةِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: أَيْ الْأَسْبَابُ. وَقَوْلُهُ:
لَا أَجْهَدُكَ مَعْنَاهُ: لَا أَشُقُّ عَلَيْكَ فِي رَدِّ شَيْءٍ

تَأْخُذُهُ أَوْ تَطْلُبُهُ مِنْ مَالٍ.

وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: لَا أَتَمُتُكَ بِالْحَاءِ
الْهَمْزَةِ وَالْيَمِيمِ وَمَعْنَاهُ: لَا أَتَمُتُكَ بِتِلْكَ شَيْءٍ
تَحْتَاجُ إِلَيْهِ، كَمَا قَالُوا: لَيْسَ عَلَى طُولِ الْحَيَاةِ
لَدَمٌ: أَيْ عَلَى فَوَاتِ طَوْلِهَا.

بخاری کی ایک روایت میں "لا اتمدك" کا مہملہ
اور یم کے ساتھ ہے اس کا مطلب ہے کہ تم اگر اپنی
ضرورت کے باوجود کوئی چیز نہ لو تو میں تیری تعریف نہ
کروں گا اس سے خوش نہ ہوں گا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے
لمبی زندگی پر شرمندہ نہیں یعنی لمبی زندگی کے ختم ہونے پر
شرمندہ ہیں۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، حدیث ابیہ واعمی واقوع فی بنی اسرائیل ج ۲ ص ۲۰۰ رقم: ۳۳۶۲، صحیح مسلم، باب
الزهد والرقائق ج ۲ ص ۸۱۳ رقم: ۶۶۲۰، سنن الکبیری للمصنف، باب لا یورد مرض علی مصحح ج ۲ ص ۲۱۹ رقم: ۱۱۶۳۰، صحیح ابن
حبان، باب ما جاء فی الطاعات ج ۱ ص ۱۰۹ رقم: ۳۱۶، جامع الاصول لابن الیبر، قصة الاقرع والابرص والاعمی ج ۲ ص ۲۲۱ رقم:
(۴۸۱۰)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مقبولوں کے ہاتھ پھیرنے سے بیماریاں جاتی ہیں، مصیبتیں ٹل جاتی ہیں بلکہ
ان کے دھوون سے شفا میں ملتی ہیں، آپ زمزم حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایڑی کا دھون ہے جو تاقیامت شفاء
ہے، حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں کا غسالہ شفا تھا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: اُرْكَضْ بِرُجْلِكَ هَذَا مُغْتَسِلٌ
بِأَيْدِي شَرَابٍ۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کا تکلیف کی جگہ ہاتھ رکھ کر فیض دینا جائز ہے اور عمل سلب امراض جائز ہے یعنی
چھو کر بیماری دور کر دینا، ان کی اصل یہ حدیث ہے اسی لیے رب تعالیٰ نے فرشتہ کے واسطے سے اس کو شفا دی۔

مزید یہ کہ فرشتہ کے ہاتھ لگاتے ہی اس کی دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے
مقبول بندے اللہ کے حکم سے دافع البلاء ہوتے ہیں، دیکھو گنج، کوڑھ، آندھا پن سخت بلائیں ہیں جو فرشتہ کے ہاتھ لگتے ہی
جاتی رہیں، یوسف علیہ السلام کی قمیص یعقوب علیہ السلام کی سفید آنکھ پر لگی تو آنکھ روشن ہو گئی۔ (قرآن حکیم) عیسیٰ علیہ
السلام نے اعلان عام فرمایا تھا: دَاهِرِي الْأَشْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأَسْخِي النَّوْثَى بِإِذْنِ اللَّهِ۔ درود تاج میں جو آتا ہے دافع البلاء
والباء الخ اس کا ماخذ قرآن کریم کی یہ آیات اور احادیث ہیں۔ جب اطباء کی گولیاں اور جنگل کی جڑی بوٹیاں دافع
قبض، دافع جربان ہو سکتی ہیں، ایک شربت کا نام شربت فریادرس ہو سکتا ہے تو کیا اللہ کے محبوبوں کا درجہ ان چیزوں سے بھی

کم ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۳ ص ۱۰۳)

ایک عابد کی سخاوت اور یقین کامل

حضرت سیدنا احمد بن ناصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک غریب شخص بہت عبادت گزار اور کثیر العیال تھا۔ گھر کا خرچ وغیرہ اس طرح چلا کہ گھر والے اُون کی رسیاں بناتے اور وہ انہیں فروخت کر کے کھانے پینے کا سامان خرید لاتا، جتنا مل جاتا اسی کو کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے۔

حسب معمول ایک مرتبہ وہ نیک شخص اُون کی رسیاں بیچنے بازار گیا۔ جب رسیاں پک گئیں تو وہ گھر والوں کے لئے کھانے کا سامان خریدنے لگا۔ اتنے میں اس کا ایک دوست اس کے پاس آیا اور کہا: میں سخت حاجت مند ہوں، مجھے کچھ رقم دے دو۔ اس رحم دل عبادت گزار شخص نے وہ ساری رقم اس غریب حاجت مند سائل کو دے دی اور خود خالی ہاتھ گھر لوٹ آیا۔

جب گھر والوں نے پوچھا: کھانا کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا: مجھ سے ایک حاجت مند نے سوال کیا وہ ہم سے زیادہ حاجت مند تھا لہذا میں نے ساری رقم اس کو دے دی۔ گھر والوں نے کہا: اب ہم کیا کھائیں گے؟ ہمارے پاس تو گھر میں کچھ بھی نہیں۔ اس نیک شخص نے گھر میں نظر دوڑائی تو اسے ایک ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا نظر آیا۔ اس نے وہ دونوں چیزیں لیں اور بازار کی طرف چل دیا اس اُمید پر کہ شاید انہیں کوئی خرید لے اور میں کچھ کھانے کا سامان لے آؤں۔

چنانچہ وہ بازار پہنچا لیکن کسی نے بھی اس سے وہ ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا نہ خریدا۔ اتنے میں ایک شخص گزر رہا جس کے پاس ایک خراب پھولی ہوئی مچھلی تھی، مچھلی والے نے کہا: تُو میرا خراب مال اپنے خراب مال کے بدلے خرید لے یعنی یہ ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا مجھے دے دے اور مجھ سے یہ پھولی ہوئی خراب مچھلی لے لے۔ اس عابد شخص نے یہ سودا منظور کر لیا اور خراب مچھلی لے کر گھر پلٹ آیا اور گھر والوں کے حوالے کر دی۔

جب انہوں نے اس مچھلی کو دیکھا تو کہنے لگے: ہم اس بے کار مچھلی کا کیا کریں؟ اس عابد شخص نے کہا: تم اسے بھون لو ہم اسے ہی کھالیں گے، اللہ عزوجل کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ مجھے رزق ضرور عطا کریگا۔ چنانچہ گھر والوں نے مچھلی کو کاٹنا شروع کر دیا، جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس کے اندر سے ایک نہایت قیمتی موتی نکلا، گھر والوں نے اس عابد کو خبر دی۔ اس نے کہا: دیکھو! اس موتی میں سوراخ ہے یا نہیں۔ اگر سوراخ ہے تو یہ کسی کا استعمالی موتی ہوگا اور ہمارے پاس یہ امانت ہے۔ اگر اس میں سوراخ نہیں تو پھر یہ رزق ہے جسے اللہ رب العزت عزوجل نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ جب اس موتی کو دیکھا گیا تو اس میں سوراخ وغیرہ نہیں تھا، وہ کسی کا استعمالی موتی نہیں تھا۔ ان سب نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

پھر جب صبح ہوئی تو وہ عابد شخص اس موتی کو لے کر جوہری کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: اس موتی کی کتنی قیمت ہوگی؟ جب جوہری نے وہ موتی دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ حیران ہو کر کہنے لگا: تیرے پاس یہ موتی کہاں سے آیا ہے؟ اس نیک آدمی نے جواب دیا: ہمیں اللہ رب العزت عزوجل نے یہ رزق عطا فرمایا ہے۔ جوہری نے

کہا: یہ تو بہت قیمتی موتی ہے اور میں تو اس کی صرف تیس ہزار (درہم) قیمت ادا کر سکتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اس کی مالیت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ تم ایسا کرو کہ فلاں جوہری کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں اس کی پوری قیمت دے سکے گا۔

چنانچہ وہ نیک شخص اس موتی کو لے کر دوسرے جوہری کے پاس پہنچا۔ جب اس نے قیمتی موتی دیکھا تو وہ بھی اسے دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا: یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ اس عابد نے وہی جواب دیا کہ یہ ہمیں اللہ عزوجل کی طرف سے رزق عطا کیا گیا ہے۔ جوہری نے کہا: اس کی قیمت کم از کم ستر ہزار (درہم) ہے، مجھے تو اس شخص پر افسوس ہو رہا ہے جس نے تمہیں اتنا قیمتی موتی دیا ہے بہر حال ستر ہزار درہم لے لو اور یہ موتی مجھے دے دو۔

میں تمہارے ساتھ دوسرے دو درہم بھیجتا ہوں، وہ ساری رقم اٹھا کر تمہارے گھر تک چھوڑ آئیں گے۔ چنانچہ اس جوہری نے دوسرے دو درہم دے کر اس نیک شخص کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب وہ عابد اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے کہا: مجھے اس مال میں سے کچھ مال دے دو جو تمہیں اللہ عزوجل نے عطا کیا ہے۔

تو اس نیک شخص نے کہا: ہم بھی کل تک تمہاری طرح محتاج اور غریب تھے۔ یہ لو تم اس میں سے آدھا مال لے جاؤ۔ پھر اس نے مال تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر اس سائل نے کہا: اللہ عزوجل تمہیں برکتیں عطا فرمائے، میں تو اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ہوں، مجھے تمہاری آزمائش کے لئے بھیجا گیا تھا۔

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ جو شخص کسی کی مدد کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی مدد کرتا ہے۔ دوسروں کا خیر خواہ کبھی نامراد نہیں ہوتا، جو کسی پر رحم کرتا ہے اللہ عزوجل اس پر رحم کرتا ہے، اور صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ برکت ہوتی ہے اور جو لوگ مال کی محبت دل میں نہیں بٹھاتے وہی لوگ سخاوت جیسی نعمت سے حصہ پاتے ہیں۔ جو شخص اللہ عزوجل سے اُمید داشت رکھے اللہ عزوجل اس کو کبھی رُسوا نہیں فرماتا۔) اس حکایت میں ایک نیک شخص کی سخاوت اور یقین کا مل کی عظیم مثال موجود ہے کہ اس نے ایک سائل کو آدھا مال دینا منظور کر لیا اور دوسرا یہ کہ خود اپنے لئے کھانے کی شدید حاجت کے باوجود اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اپنا حصہ اپنے دوسرے حاجت مند بھائی کو دے دیا، پھر اللہ عزوجل نے بھی اسے ایسا نوازا اور ایسی جگہ سے رزق عطا کیا جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر وقت اپنی رحمت کاملہ کا سایہ عطا فرمائے رکھے اور سخاوت و ایثار اور یقین کامل کی عظیم نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

ساتویں حدیث: حضرت ابو یعلیٰ شہاد بن اوس

ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو مطیع کر لے اور موت کے بعد کے لئے کام کرے اور بے وقوف وہ ہے جو نفس کو اس کی

(66) السَّابِغُ: عَنْ أَبِي شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْكَفِيُّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَلَّى عَلَى

اللہ رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهَا مِنَ الْعُلَمَاءِ: مَعْنَى كَانَ نَفْسُهُ: حَاسِبَهَا.

خواہش کے پیچھے لگا دے اور اللہ تعالیٰ سے قسم قسم کی آرزوئیں رکھے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا یہ حسن صحیح ہے۔ ترمذی وغیرہ علماء نے فرمایا: ”دان نفسہ“ کا معنی ہے کہ نفس کا حساب لے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی، باب ما جاء فی صفة أوالی الخوض، ج ۱ ص ۴۸، رقم: ۲۲۸۹، الادب للبيهقي، باب من قصر الأمل وبأمر بالعمل قبل بلوغ الأجل، ص ۳۹، رقم: ۹۱۲، مستدرک للحاکم، کتاب الایمان، ج ۱ ص ۱۲۵، رقم: ۱۹۱، مسند امام احمد بن حنبل، مسند شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، ج ۲ ص ۱۲۴، رقم: ۱۶۱۳، مسند البزار، مسند شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، ج ۲ ص ۱۸، رقم: ۲۲۸۹)

شرح حدیث: اپنے نفس کا محاسبہ

حضرت سیدنا ابن سناک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے: تیری باتیں تو زاہدوں جیسی ہیں لیکن عمل منافقوں جیسا ہے اور اس کے باوجود جنت میں داخلہ چاہتا ہے، دور ہو جا! دور ہو جا! جنت کے لئے تو دوسرے لوگ ہیں جن کے اعمال ہمارے عملوں جیسے نہیں۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے وصیت فرمائیے؟ تو انہوں نے دو باتیں ارشاد فرمائیں: اے سفیان! (۱) مروت جھوٹے کے لئے اور راحت حاسد کے لئے نہیں ہوتی اور (۲) اخوت تنگ دل لوگوں کے لئے اور سرداری بد اخلاق لوگوں کے لئے نہیں ہوتی۔ میں نے عرض کی: اے شہزادہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید ارشاد فرمائیے؟ تو انہوں نے مزید ارشاد فرمایا: اے سفیان! (۱) اللہ عز وجل کے حرام کردہ کاموں سے رکے رہو، تدبر والے بن جاؤ گے (۲) اللہ عز وجل نے تمہارے لئے جو تقسیم مقرر کی ہے اس پر راضی رہو، سر تسلیم خم کرنے والے بن جاؤ گے (۳) لوگوں سے اسی طرح ملو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے ملیں، ایمان والے بن جاؤ گے اور (۴) فاجر کی صحبت میں نہ بیٹھو کہیں وہ تمہیں اپنی بدکاریاں نہ سکھا دے، جیسا کہ مروی ہے کہ،

سرکارِ الانبیا، بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ دیکھے کس سے دوستی کر رہا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب الرجل علی دین خلیفہ، الحدیث: ۷۸، ص ۲۳، ۱۸۹۰)

میرے پیارے اسلامی بھائی!

اس رب عزوجل کی قسم! جس نے تجھے اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا بنایا ہے، اس نے پورا عدل کیا ہے، اے ابن آدم! یاد رکھ کہ تو اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اپنی قبر میں داخل ہوگا اور اکیلا ہی قبر سے نکلے گا اور تجھے اکیلے ہی (اپنے کئے کا) حساب دینا ہوگا، اے ابن آدم! اگر تمام لوگ اللہ عزوجل کی اطاعت کرنے لگیں مگر تو اس کی نافرمانی کرے تو ان کی اطاعت تجھے کوئی نفع نہ دے گی۔

فکر آخرت کرنے والا خوش نصیب

حضرت سیدنا ابو بکر کثانی قدس سرہ، الربانی فرماتے ہیں: ایک شخص برائیوں اور خطاؤں پر اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی زندگی کے سالوں کا حساب لگایا تو ساٹھ سال بنے پھر دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار پانچ سو دن (21,500) بنے تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا: ہائے افسوس! اگر روزانہ ایک گناہ بھی کیا ہو تو اپنے رب عزوجل کے حضور اکیس ہزار پانچ سو گناہ لے کر حاضر ہوں گا تو ان گناہوں کا کیا حال ہوگا جن کا شمار ہی نہیں؟ ہائے افسوس! میں نے اپنی دنیا آباد کی اور آخرت برباد کی اور اپنے پروردگار عزوجل کی نافرمانی کرتا رہا، میں دنیا میں تو آبادی سے بربادی کی طرف منتقل ہونا پسند نہیں کرتا تو بروز قیامت بغیر ثواب و عمل کے حساب و کتاب کیسے دوں گا؟ اور عذاب کا سامنا کیسے کروں گا؟ پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر گیا، جب حرکت دی گئی تو اس کی جان جانِ آفریں کے سپرد ہو چکی تھی۔

فکر آخرت کے فوائد

فکر آخرت کے فوائد کو دو طرح سے سمجھا جاسکتا ہے،

(1) عقلی اعتبار سے۔۔۔۔۔ (2) نقلی (یعنی منقولی) اعتبار سے۔۔۔۔۔

(1) عقلی اعتبار سے:

جس طرح دنیاوی کاروبار سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص اسی وقت کامیاب کاروباری بن سکتا ہے جب وہ اپنی لاگت سے کئی گنا زیادہ نفع کمانے میں کامیاب ہو جائے اور اس کا اصل سرمایہ بھی محفوظ رہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ اپنی کارکردگی کو روزانہ، ہفتہ وار، ماہانہ یا سالانہ کی بنیاد پر تقسیم کرتا ہے۔ پھر اس پر مختلف پہلوؤں سے نہ صرف زبانی غور و فکر کرتا ہے بلکہ اس کو ضبط تحریر میں بھی لاتا ہے۔ جہاں کسی قسم کی خامی نظر آئے اسے درست کرتا ہے اور جو شے نفع کے حصول میں رکاوٹ بنتی نظر آئے اس کو دور کرتا ہے۔

اگر وہ اپنے کاروباری معاملات کا محاسبہ نہ کرے تو اکثر اوقات اسے نفع حاصل ہونا تو دور کنارا، الٹا نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ خوابِ خرگوش سے بیدار نہ ہو تو ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ اس کا اصل سرمایہ بھی باقی نہیں رہتا، ورودہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح جو شخص کاروبار آخرت میں نفع کمانے کا آرزو مند ہو اسے بھی چاہیے کہ اپنے کئے کئے اعمال پر غور کرے، جو اعمال اس کو نفع دلوانے میں معاون ثابت ہوں، ان کو مزید بہتر کرے اور جو کام اس نفع کے حصول میں رکاوٹ بن رہے ہوں، انہیں چھوڑ دے تو وہ بتوفیق خداوندی کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور بطور نفع اسے داخل جنت ہونا نصیب ہوگا۔ اور اگر ایسا کرنے کی بجائے وہ، خواب غفلت کا شکار رہا تو وہ خسارے میں رہے گا جس کا نتیجہ دخول جہنم کی صورت میں سامنے آسکتا ہے۔ (والعیاذ باللہ)

(2) نقلی (منقولی) اعتبار سے:

فکر مدینہ (محاسبہ) کے بارے میں ہمارے پیارے آقا تاجدار مدینہ، سلطان مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسلاف کرام نے کثیر فضائل بیان فرمائے ہیں، چنانچہ۔۔۔۔۔

ساتھ سال کی عبادت سے بہتر:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، امورِ آخرت میں (گھڑی بھر غور و فکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (کنز العمال، ج ۳، ص ۴۸، رقم الحدیث ۵۷۰۷)

سمجھدار کون؟۔۔۔۔۔

سرورِ عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سمجھ دار وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے نیکیاں کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے انعامِ آخرت کی امید رکھے۔ (مسند احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۷۸۰، رقم الحدیث ۱۷۳۳۱ مردیات شداد بن اوس)

ایمانِ کامل کی نشانی۔۔۔۔۔

سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین باتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں اس کا ایمان کامل ہو جاتا ہے،

(۱) وہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا،

(۲) اپنے کسی عمل میں ریا کاری نہیں کرتا، اور۔۔۔۔۔

(۳) جب اس کے سامنے دو باتیں پیش ہوں، ایک کا تعلق دنیا سے ہو اور دوسری کا آخرت سے تو وہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب المواعظ والرقائق، ج ۱۵، ص ۳۴۵، رقم الحدیث ۴۳۲۴۰)

(67) الثَّامِنُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. آٹھویں حدیث: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ رَوَايَتِ هِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِيهِ ارشاد فرمایا آدمی کا

حَسَنٌ إِسْلَامٍ تَرْكُهُ مَا لَا يَغْنِيهِ حَدِيثُ
حَسَنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ۔
فضول کاموں کو ترک کر دینا اس کے اسلام کی خوبی سے
ہے۔ امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور اسے حسن
کہا ہے۔

تخریج حدیث: (سان ترمذی، باب فیمن تکلم بکلمۃ یضعل بها الناس ج ۱ ص ۶۸، رقم: ۲۲۱۸، موطأ امام مالک
باب ما جاء فی حسن الخلق ص ۱۱، رقم: ۱۱۰۴، التحائف الخيرة المهرقة باب فی الحسد وسلامة ج ۲ ص ۲۲، رقم: ۵۲۴۶، المعجم الصغير
للطبرانی من اسماء محمد ص ۱۸، رقم: ۸۸۲، مجمع الزوائد باب من حسن الاسلام البرکة ترکہ ما لا یغنیہ ج ۸ ص ۴۰، رقم: ۱۲۶۳۱)
شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی کامل مسلمان وہ ہے جو ایسے کلام ایسے کام ایسی حرکات و سکنات سے بچے جو اس کے لیے دین یا دنیا میں مفید نہ
ہوں، وہ کام یا کلام کرے جو اسے یا دنیا میں مفید ہو یا آخرت میں۔ سبحان اللہ! ان دو کلموں میں دونوں جہان کی بھلائی
وابستہ ہے۔ ایک بزرگ کسی محل پر گزرے مالک سے پوچھا کہ تو نے یہ مکان کب بنایا ہے فوز ابو لے کہ میں نے یہ کلام بے
قائدہ کیا اس کے کفارہ میں ایک سال روزے رکھے۔ اپنے نفس کا حساب کر دنا کہ قیامت کا حساب آسان ہو۔ (مرقات)

(مرآۃ المناجیح، ج ۶، ص ۶۷)

امام الاحمد، سراج الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں کو انتہائی مفید نصیحتیں
فرمائیں جو مختلف کتب میں لکھی ہوئی تھیں ان میں سے ایک نصیحت یہ ہے۔

پانچ لاکھ میں سے پانچ احادیث کا انتخاب

ان پانچ فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا جنہیں میں نے پانچ لاکھ احادیث میں سے منتخب
کیا ہے۔

(۱) اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الوقی، باب کیف کان بدء الوقی،۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۱، ص ۱، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

(۲) انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول باتیں چھوڑ دے۔

(جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یغنیہ، الحدیث ۲۳۱۷، ص ۱۸۸۵، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

(۳) تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے

کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لایحیہ ما یحب لنفسہ، الحدیث ۱۳، ص ۳)

(۴) بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جن کے متعلق بہت سے
لوگ نہیں جانتے۔ جو مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنی عزت اور اپنا دین بچا لیا اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑا وہ حرام

میں مبتلا ہوا۔ وہ اس چرواہے کی مانند ہے جو چراگاہ کے قریب اپنا ریوڑ چراتا ہے، اس کے چراگاہ میں چلے جانے کا اندیشہ ہے۔ سن لو! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ عزوجل کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ خبردار! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ (لوتھڑا) دل ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدينه، الحدیث ۵۲، ص ۶)

(۵) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، الحدیث ۱۰، ص ۳)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ نے ایک شفیق باپ کی طرح اپنے روحانی بیٹے کو چند نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے ایک پیش خدمت ہے۔

اے پیارے بیٹے!

نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو جو نصیحتیں ارشاد فرمائیں، اُن میں سے ایک مہکتا دنی پھول یہ ہے۔

زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے علاوہ گزر گیا تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس پر عرصہ حسرت دراز کر دیا جائے۔ اور جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو جائے اور اس کے باوجود اُس کی برائیوں پر اُس کی اچھائیاں غالب نہ ہوں، تو اُسے جہنم کی آگ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

(القرطوبی، مناثر الخطاب، باب الحکم ج ۳ ص ۹۸ رقم الحدیث ۵۵۴۴ دارالکتب العلمیہ بیروت)

سجھدار اور عقلمند کے لیے اتنی ہی نصیحت کافی ہے۔ (لما الولد صفحہ ۱۱-۱۲)

(68) الثَّاسِعُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيْمَ ظَرَبَ امْرَأَتَهُ زَوْأَهُ ابْنُ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ.

نویں حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آدمی سے بیوی کو مارنے کے بارے سوال نہ کیا جائے گا۔ اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔

تخریج حدیث: (سان ابوداؤد: باب فی ضرب النساء ج ۱ ص ۶۵۲ رقم: ۲۳۴۰ سنن الکبیری للبیہقی: باب لا یسأل الرجل فیما ضرب امرأته ج ۳ ص ۲۰۹ رقم: ۱۵۱۵۵ سنن ابن ماجہ: باب ضرب النساء ج ۱ ص ۶۲۹ رقم: ۱۵۸۱ سنن الکبیری للبیہقی: باب ضرب الرجل زوجته ج ۵ ص ۲۴۶ رقم: ۹۱۱۸ مسند امام احمد بن حنبل: مسند عمر بن الخطاب ج ۱ ص ۲۰ رقم: ۱۲۲)

شرح حدیث: ابو حامد حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ اللہ والی اپنے منفرد رسالہ الاذی فی البیِّن میں لکھتے ہیں:

بیوی کے آداب

(شوہر کو چاہیے کہ) بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، نرمی کے ساتھ گفتگو کرے، محبت و چاہت کا اظہار کرے، تنہائی میں اس کے ساتھ خوش مزاجی اور بے تکلفی سے پیش آئے، لغزشوں سے درگزر کرے، لڑائی جھگڑا نہ کرے، اس کی عزت کی حفاظت کرے، کسی معاملہ میں اس سے بحث و مباحثہ نہ کرے، بغیر کنجوسی کئے اس کی معاونت کرے، اس کے گھر والوں کی عزت و تعظیم کرے، ہمیشہ اچھے وعدے کرے، اپنی بیوی پر شدید غیرت کھائے (کہ وہ اپنا حسن و جمال غیر کے سامنے ظاہر کرے)۔ (الادب فی الزین صفحہ ۳۶-۳۷)

بہترین شوہر وہ ہے!

- (۱) جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے!
- (۲) جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے!
- (۳) جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔
- (۴) جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔
- (۵) جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔
- (۶) جو اپنی بیوی کے تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔
- (۷) جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔
- (۸) جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، ہمدردی اور وفاداری کا ثبوت دے۔
- (۹) جو اپنی بیوی کو پرہیز میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔
- (۱۰) جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔
- (۱۱) جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔
- (۱۲) جو اپنی بیوی کے میزکالوں اور اسکی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔
- (۱۳) جو اپنی بیوی کو ذلت و رسوائی سے بچائے رکھے۔
- (۱۴) جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔
- (۱۵) جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔

شوہر اپنی عورت کو ان امور پر مار سکتا ہے:

- (۱) عورت اگر باوجود قدرت بناؤ سنگار نہ کرے یعنی جو زینت شرعاً جائز ہے اس کے نہ کرنے پر مار سکتا ہے اور اگر شوہر مردانہ لباس پہننے کو یا گودنا گودانے کو کہتا ہے اور نہیں کرتی تو مارنے کا حق نہیں۔ یوہیں اگر عورت بیمار ہے یا احرام

باندھے ہوئے ہے یا جس قسم کی زینت کو کہتا ہے وہ اس کے پاس نہیں ہے تو نہیں مار سکتا۔

(۲) غسل جنابت نہیں کرتی۔

(۳) بغیر اجازت گھر سے چلی گئی جس موقع پر اسے اجازت لینے کی ضرورت تھی۔

(۴) اپنے پاس بلایا اور نہیں آئی جبکہ حیض و نفاس سے پاک تھی اور فرض روزہ بھی رکھے ہوئے نہ تھی۔

(۵) چھوٹے نا بچھ بچھ کے مارنے پر۔

(۶) شوہر کو گالی دی، گدھا وغیرہ کہا۔

(۷) یا اس کے کپڑے پھاڑ دیے۔

(۸) غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دیا۔

(۹) اجنبی مرد سے کلام کیا۔

(۱۰) شوہر سے بات کی یا جھگڑا کیا اس غرض سے کہ اجنبی شخص اس کی آواز سنے یا شوہر کی کوئی چیز بغیر اجازت کسی کو دے دی اور وہ ایسی چیز ہو کہ عادتاً بغیر اجازت عورتیں ایسی چیز نہ دیا کرتی ہوں اور اگر ایسی چیز دی جس کے دینے پر عادت جاری ہے تو نہیں مار سکتا۔ (البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۸۲)

عورت کو اتنا نہیں مار سکتا کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے یا نیلا داغ پڑ جائے اور اگر اتنا مارا اور عورت نے دھڑکی کر دیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو شوہر پر اس مارنے کی تعزیر ہے۔ (الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۲۶)

تقویٰ کا بیان

6- کتاب فی التقویٰ

شرح: حضرت صدر الدین فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزانہ العرفان میں لکھتے ہیں:

تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں، نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک و کبار و فواحش سے بچے۔ بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔ بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔ بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔ (خازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مال کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا، متوسطین کا ادا امر و نواہی کی طاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ (جمل)

آپ سے نہیں پوچھتے تو آپ نے فرمایا: تو پھر تم عرب کے خاندانوں کے متعلق پوچھتے ہو تو جو لوگ دور جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جب وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کر لیں۔ (متفق علیہ) اور فقہوا بشہور طور پر قاف پر پیش ہے لیکن قاف پر زیر بھی پڑھی گئی اس کا مطلب ہے احکام شرح سیکھ لیں۔

عَلَيْهِ. وَفَقَّهُوا بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الشَّهْوَرِ وَحُكِّيَ كَثْرُهَا: أَيْ عَلِمُوا أَحْكَامَ الشَّرْعِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَأَخْوَتِهِ آيَاتٍ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ج ۲ ص ۳۴، رقم: ۲۲۸۳، صحیح مسلم، باب من فضائل یوسف علیہ السلام ج ۲ ص ۴۰۰، رقم: ۶۳۱۱، مستدرک للحاکم، ذکر مناقب عکرمہ بن ابی جہل ج ۲ ص ۲۴۱، رقم: ۵۰۶۱، سنن الدارمی، باب الاقتداء بالعلماء ج ۱ ص ۴۰، رقم: ۲۲۲، مجمع الزوائد، باب فی فضل العلم ج ۱ ص ۲۲۴، رقم: ۲۹۰)

شرح حدیث: دین کی سمجھ

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے محبوب، دانائے غیب، مژدہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا... إلخ، الحدیث: ۱۷۱، ج ۱ ص ۴۳)

فقہ کے شرعی معنی یہ ہیں کہ احکام شرعیہ فروعیہ کو ان کے تفصیلی دلائل سے جاننا۔ (اس حدیث کے) معنی یہ ہوئے کہ اللہ جسے تمام دنیا کی بھلائی عطا فرمانا چاہتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے۔

(ماخوذ از نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۱ ص ۴۲۳)

یعنی اسے علم، دینی سمجھ اور دانائی بخشا ہے۔ خیال رہے کہ فقہ ظاہری، شریعت ہے اور فقہ باطنی، طریقت اور حقیقت، یہ حدیث دونوں کو شامل ہے۔ اس (حدیث) سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ قرآن و حدیث کے ترجمے اور الفاظ و ثلیمات علم دین نہیں بلکہ انکا سمجھنا علم دین ہے۔ یہی مشکل ہے۔ اسی کے لئے فقہاء کی تقلید کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے تمام مفسرین و محدثین ائمہ مجتہدین کے مقلد ہوئے اپنی حدیث دانی پر نازاں نہ ہوئے۔ دوسرے یہ کہ حدیث و قرآن کا علم کمال نہیں، بلکہ انکا سمجھنا کمال ہے۔ عالم دین وہ ہے جسکی زبان پر اللہ عزَّ وَّجَلَّ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہو۔ دل میں انکا فیضان۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۱ ص ۱۸۷)

علم دین و علمائے حقہ کے فضائل بے شمار ہیں مگر افسوس کہ آج کل علم دین کی طرف ہمارا رجحان نہ ہونے کے برابر

ہے۔ اپنے ہونہار بچوں کو دنیوی علوم و فنون تو خوب سکھائے جاتے ہیں مگر سنتیں سکھانے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر بچہ ذرا ذہین ہو تو اس کے والدین کے دل میں اسے ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، کمپیوٹر پروگرامر بنانے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے اس کی دینی تربیت سے منہ موڑ کر مغربی تہذیب کے نمائندہ اداروں کے مخلوط ماحول میں تعلیم دلوانے میں کوئی عار محسوس نہیں کی جاتی بلکہ اسے اعلیٰ تعلیم کی خاطر کفار کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ اور اگر بچہ کند ذہن ہے یا شرارتی ہے یا معذور ہے تو جان چھڑانے کے لئے اسے کسی دارالعلوم یا جامعہ میں داخلہ دلا دیا جاتا ہے۔ بظاہر اس کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ والدین کی اکثریت کا منظر محض دنیوی مال و جاہ ہوتی ہے، اخروی مزاہب کا حصول ان کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو عالم بنائیں تاکہ وہ عالم بننے کے بعد معاشرے میں لائق تقلید کردار کا مالک بنے اور دوسروں کو علم دین بھی سکھائے۔

علم کی فضیلت کے بارے میں اقوال صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم دین دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر قیام کرنے والے مجاہد سے افضل ہے اور جب عالم مر جاتا ہے تو اسلام میں ایک ایسا رخنہ پڑ جاتا ہے جسے اس عالم کے جانشین کے علاوہ کوئی پر نہیں کر سکتا۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، علم کو لازم پکڑو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے والے شہداء جب علمائے کرام کی عزت اور مرتبہ دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کہ کاش! اللہ عزوجل انہیں اس حال میں اٹھاتا کہ وہ عالم ہوتے اور بیشک کوئی شخص پیدائشی عالم نہیں ہوتا بلکہ علم تو سیکھنے سے آتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوالاسود علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ، کوئی شے علم سے افضل نہیں، بادشاہ لوگوں پر حکمران ہیں اور علماء بادشاہوں پر حکمران ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ انسان کون ہیں؟ فرمایا، علماء۔ پھر پوچھا گیا کہ بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا، آخرت کے لئے دنیا سے روگردانی کرنے والے۔ پھر پوچھا گیا کہ بے وقوف کون ہیں؟ فرمایا، اپنے دین کے بدلے دنیا کمانے والے لوگ۔ (المحدث الفاضل، ج ۱، ص ۲۰۵)

دوسری حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک دنیا بیٹھی ہے سبز ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنائے گا اور دیکھے گا تم اس میں کیا کرتے ہو تو دنیا اور عورتوں کے

(70) الثَّانِي: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَغْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ. فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا

النِّسَاءُ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةٍ بَيْنَ إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي
النِّسَاءِ زَوَاقًا مُسْلِمًا۔
سلسلے میں تقویٰ پر گامزن رہنا کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی
آزمائش عورتوں کے ذریعے ہوئی تھی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب اکثر اهل الفجاء واکثر اهل النار النساء: ج ۲ ص ۸۸، رقم: ۲۱۵۷، مسند
امام احمد بن حنبل: مسند ابی سعید الخدری: ج ۲ ص ۲۲، رقم: ۱۱۱۵۵، صحیح ابن حبان: باب جمع المال من حله: ج ۱ ص ۴۹، رقم:
۳۲۲۱، سنن الکبیری للبیہقی: باب ما یعلق من لثمة النساء: ج ۲ ص ۲۶۵، رقم: ۱۲۹۰۶، مشکل الآثار للطحاوی: باب بیان مشکل ما
روی ما تروکت بعدی فتنه: ج ۲ ص ۳۳۲، رقم: ۳۱۱۱)

شرح حدیث: عورتوں کا فتنہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں نے اپنے بعد کوئی
ایسا فتنہ نہیں چھوڑا، جو عورتوں کے فتنے سے زیادہ مردوں کو نقصان پہنچانے والا ہو۔

(بخاری، کتاب النکاح، باب ما یعلق من ثوم المرأة، رقم: ۵۰۹۶، ج ۳ ص ۳۳۱)

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی نہ ہونے دے

کسی نامحرم عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی میں نہ رہے کیونکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی
کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی اختیار نہ کرے، کیونکہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

(مسند امام احمد، مسند العشرة بالمعروف)

امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے اور اس سے
گفتگو کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف آخر، ص ۷)

عورت سے گفتگو کرنے کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں کچھ اس طرح ارشاد فرمایا: تمام محارم سے
عورت کو گفتگو کرنا اور انہیں اپنی آواز سنوانا جائز ہے اور اگر کوئی حاجت ہو اور اندیشہ فتنہ نہ ہو اور تنہائی نہ ہو تو پردے میں
رہتے ہوئے بعض نامحرم سے بھی گفتگو جائز ہے۔ (تہذیب من فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف آخر، ص ۱۶۱)

نہایت عبادت گزار شخص

بنی اسرائیل کا ایک شخص نہایت عبادت گزار تھا۔ وہ رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا اور دن میں گھوم
پھر کر کچھ اشیاء لوگوں کو بیچا کرتا۔ وہ اکثر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے کہتا، اے نفس! اللہ عز وجل سے ڈر۔ ایک دن وہ
حسب معمول اپنے گھر سے روزی کمانے کے لئے نکلا اور چلتے چلتے ایک امیر کے دروازے کے قریب پہنچا اور اپنی اشیاء
بیچنے کے لئے صدا لگائی۔ امیر کی بیوی نے جب اس حسین شخص کو اپنے دروازے کے قریب دیکھا تو اس پر عاشق ہو گئی اور
اسے بہانے سے محل کے اندر بلا لیا پھر اس سے کہنے لگی، اے تاجر! میرا دل تمہاری طرف مائل ہو چکا ہے، میرے پاس

بہت مال ہے اور زرق برق لباس ہیں، تم یہ کام چھوڑ دو میں تجھے ریشمی لباس اور بہت سامان دوں گی۔
یہ پیش کش سن کر اس کا نفس اس عورت کی طرف مائل ہونے لگا لیکن اس نے اپنی عادت کے مطابق کہا، اے نفس!
اللہ عزوجل سے ڈر۔ اور اس عورت کو جواب دیا، مجھے اپنے رب عزوجل کا خوف ہے۔ وہ عورت کہنے لگی، تم میری خواہش
پوری کئے بغیر یہاں سے نہیں جاسکتے۔ اس شخص نے پھر کہا، اے نفس! اللہ عزوجل سے ڈر۔ اور نجات کی ترکیب سوچنے لگا۔
بالآخر اس نے عورت سے کہا، مجھے مہلت دو کہ میں وضو کر کے دو رکعتیں ادا کر لوں۔ اجازت ملنے پر اس نے وضو کیا اور
چھت پر چلا گیا۔ جہاں اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر چھت سے نیچے جھانکا تو اس کی اونچائی بیس گز تھی۔ اس نے بے
ہی سے آسمان کی طرف دیکھا اور یوں عرض کی، اے میرے رب عزوجل میں طویل عرصہ سے تیری عبادت میں مشغول
ہوں، مجھے اس آفت سے نجات عطا فرما۔ یہ کہہ کر وہ چھت سے کود گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا، جاؤ میرے بندے کو زمین تک پہنچنے سے پہلے سنبھال لو، اس
نے میرے عتاب کے خوف سے چھلانگ لگائی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نہایت تیزی سے آکر اس شخص کو یوں
تھام لیا جیسے کوئی ماں اپنے بچے کو پکڑتی ہے اور زمین پر کسی پرندے کی طرح بٹھا دیا۔ (درۃ الناصحین، ص ۳۱۳)

آگ پر صبر

بنی اسرائیل کا ایک عابد اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا۔ گمراہوں کا گروہ ایک طوائف کے پاس پہنچا اور
اس سے کہا کہ تم کسی نہ کسی طرح اس عابد کو بہکا دو۔ چنانچہ وہ فاحشہ ایک اندھیری رات میں جبکہ بارش برس رہی تھی، اس عابد
کے پاس آئی اور اس کو پکارا۔ عابد نے جھانک کر دیکھا تو عورت نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! مجھے اپنے پاس پناہ
دے۔ لیکن عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ وہ طوائف اسے بارش اور اندھیری رات یاد دلا کر پناہ
طلب کرتی رہی حتیٰ کہ عابد نے رحم کھا کر اسے اندر بلا لیا۔ وہ عابد سے کچھ فاصلے پر جا کر لیٹ گئی اور اسے اپنی طرف مائل
کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ عابد کا دل بھی اس کی طرف مائل ہو گیا۔

لیکن اسی لمحہ اللہ عزوجل کے خوف نے اس کے دل میں جوش مارا، عابد نے خود کو مخاطب کر کے کہا، واللہ! ایسا نہیں ہو
سکتا یہاں تک کہ تو دیکھ لے کہ آگ پر کتنا صبر کر سکتا ہے۔ پھر وہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی ایک انگلی اس کے شعلے میں رکھ
دی، حتیٰ کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گئی۔ پھر اس نے نماز کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کی لیکن اس کے نفس نے دوبارہ فاحشہ کی
طرف بڑھنے کا مشورہ دیا۔ یہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی دوسری انگلی بھی جلا ڈالی، پھر اس کا نفس اسی طرح خواہش کرتا رہا
اور وہ اپنی انگلیاں جلاتا رہا، حتیٰ کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں، عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی، چنانچہ خوف و
دہشت کے باعث اس نے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ (ذم الحوائی، ص ۱۹۹)

تیسری حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

(71) الثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: رَوَايَت ہے کہ نبی اکرم ﷺ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْهُدٰی وَالْعَفَاقَ میں تجھ سے ہدایت تقویٰ پاکدامنی اور تو نگری کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب العود من ہر ما عمل حسن ہر ما لم یعمل ج ۲ ص ۹۹ رقم: ۵۰۷۹، مسند امام احمد بن حنبل: مسند عبداللہ بن مسعود ج ۲ ص ۳۳۷ رقم: ۴۱۲۲ سنن ابن ماجہ: باب دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۳۶ رقم: ۳۸۲۲ مسند البزار: مسند عبداللہ بن مسعود ج ۱ ص ۲۲۶ رقم: ۲۰۷۲ مسند ابوداؤد الطیالسی: ما اسئل عبداللہ بن مسعود ص ۳۰ رقم: ۲۰۲)

شرح حدیث: حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پاکدامنی

ایک مرتبہ رحمت عالم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک یہودی عورت ملی جو اپنے مذہب کی کتابوں کو خوب جانتی تھی اور وہ کاہنہ بھی تھی، اس کا نام فاطمہ بنت مڑ تھا، بہت زیادہ حسین و جمیل اور پارسا تھی، لوگ اس سے شادی کی خواہش کرتے تھے، حسن و خوبصورتی میں اس کا بہت جہ چاہتا تھا، جب اس کی نظر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو اسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں نور نبوت چمکتا ہوا نظر آیا، وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آ کر کہنے لگی: اے نوجوان! اگر تو مجھ سے ابھی مباشرت کر لے تو میں تجھے سوانح دوں گی۔ یہ سن کر عفت و حیا کے پیکر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے حرام کام میں پڑنے سے موت زیادہ عزیز ہے اور حلال کام تیرے پاس نہیں یعنی تو میرے لئے حلال نہیں پھر میں تیری خواہش کیسے پوری کر سکتا ہوں۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس گھر تشریف لائے اور حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات اس عورت سے ہوئی، اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ انور پر نور نبوت نہ پا کر پوچھا: تم نے مجھ سے جدا ہونے کے بعد کیا کیا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اس سے مباشرت کی۔ یہ سن کر وہ بولی: خدا عز و جل کی قسم! میں بدکارہ نہیں لیکن میں نے تمہارے چہرے پر نور نبوت دیکھا تو میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے مل جائے مگر اللہ عز و جل کو کچھ اور ہی منظور تھا اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھا۔ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا: کیا واقعی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے قبول نہ کیا، کیا تو نے اسے اپنی طرف دعوت دی تھی؟ یہ سن کر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے ایک بجلی دیکھی جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگا دیا، اس بجلی میں ایسا نور تھا جو سارے ماحول کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر رہا تھا، میں نے چاہا کہ اس نور کو حاصل کر لوں تاکہ اس پر فخر کرتی رہوں مگر ہر پتھر کی رگڑ سے آگ

پیدا نہیں ہوتی مگر اے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ زہری عورت (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بڑی نصیب والی ہے جس نے تیرے دونوں کپڑے لے لئے وہ کیا جانے کہ اس نے کتنی عظیم چیز حاصل کر لی ہے۔ (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تم سے وہ شہزادہ حاصل کر لیا جس کے وجود پر دو چادریں ہیں: ایک حکومت کی اور دوسری نبوت کی) وہ عورت اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔

(اس واقعہ سے رحمت عالم، نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاک دامنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک نوجوان کو حسین و جمیل مال دار عورت گناہ کی دعوت دے اور صرف گناہ کی دعوت ہی نہیں بلکہ سوا دنٹ بھی ساتھ دے لیکن پھر وہ غیرت مند اور عفت و حیا کا پیکر اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دے اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دے، تو کیا یہ عمل پاکدامنی، تقویٰ، پرہیزگاری اور خوف خدا عزوجل کی ایک اعلیٰ ترین مثال نہیں؟ یقیناً یہ خوف خدا عزوجل کی بہترین مثال ہے، ایسے مرد مؤمن کی پاکدامنی پر کروڑوں سلام۔

سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۳۰ صفحہ ۲۷۰ پر حضور نبی رحمت، شافع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اقدس نقل فرمایا، چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مالیشان ہے: اللہ عزوجل مجھے ہمیشہ پاک ستھری پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔ (بحوالہ کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۹۲، الحدیث: ۳۵۴۸۳)

خواہشات کے تقاضے

خوف کا کم از کم درجہ جس کا اثر اعمال پر ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ ممنوعات سے روک دے اور ممنوعات سے حاصل ہونے والی یہ رکاوٹ ورع (پرہیزگاری) کہلاتی ہے اگر اس کی قوت زیادہ ہو تو وہ ان کاموں سے بھی رک جاتا ہے جن میں حرمت کا گمان ہو تو جن کی حرمت یقینی ہے ان کاموں سے کیسے باز نہیں رہے گا اور اسی کا نام تقویٰ ہے کیونکہ تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ شک والے کام کو چھوڑ کر اس کام کی طرف جائے جس میں شک نہ ہو اور تقویٰ بعض اوقات اسے ان کاموں کو چھوڑنے پر بھی مجبور کرتا ہے جن میں خود تو کوئی حرج نہیں ہوتا لیکن ان کی وجہ ان کاموں میں پڑنے کا خوف ہوتا ہے جن میں کوئی حرج ہو۔ اور یہ کیفیت صدق کہلاتی ہے۔

پھر جب اس کے ساتھ عبادت کے لئے گوشہ نشینی کا اضافہ ہوتا ہے تو اس وقت بندے پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ بہت احتیاط کرنے لگتا ہے ایسی عمارت نہیں بناتا جس میں رہائش اختیار نہ کرے اور نہ ہی کھانے کے علاوہ کچھ جمع کرتا ہے وہ دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے گی اور اس کا کوئی سانس غیر خدا کے لئے استعمال نہیں ہوتا تو صدق میں تقویٰ، تقویٰ میں ورع اور ورع میں عفت داخل ہوتی ہے کیونکہ عفت کا مطلب خاص طور پر

خواہشات کے تقاضوں سے بچتا ہے۔ یعنی سب سے اونٹی درجہ عفت کا ہے اس سے اعلیٰ درجہ (پرہیزگاری) اور اس کے بعد تقویٰ اور پھر صدق کا درجہ ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ کے مندرجہ بالا فرمان پر غور کرنے سے یہ پتہ چلا کہ خوف کی وجہ سے بندے پر مختلف کیفیات طاری ہوتی ہیں (۱) عفت (۲) ورع (۳) تقویٰ (۴) صدق۔

عفت، شہوت کے تقاضوں سے شریعت کی روشنی میں بچنے کا نام ہے۔

ورع، ہر ممنوع کام سے رکنے کا نام ہے۔

تقویٰ، یہ ہے کہ انسان ممنوع اور مستحکم دونوں قسم کے کاموں سے بچے۔

(72) الزَّائِعُ: عَنْ أَبِي ظَرِيفٍ عَدِيّ بْنِ

حَاتِمِ الظَّائِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينِهِ ثُمَّ رَأَى اتَّقَى لِلَّهِ مِنْهَا فَلْيَأْتِ التَّقْوَى زَوَاةً مُسْلِمًا.

چوتھی حدیث: حضرت ابو ظریف عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو کسی کام پر قسم اٹھالے پھر دیکھے کہ اس سے زیادہ تقویٰ کا کام کوئی اور ہے تو اس کو تقویٰ والا کام کرنا چاہیے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب دلب من حلف بمعاذ فرای غورہا غیر امتہا، ج ۲ ص ۲۸۵، رقم: ۴۳۱۴ سنن الکبیری للبیہقی، باب من حلف علی یمین فرای غورہا امتہا، ج ۱ ص ۲۲، رقم: ۲۰۳۳، صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، ج ۲ ص ۲۸۹، رقم: ۴۳۱۴ جامع الاصول، الفصل السادس فی نقض الیمین والرجوع علیہا، ج ۵ ص ۶۶۱، رقم: ۹۲۰۱، الکنی والاسماء للدولانی، من کتبہ ابو خالد ص ۲۵۶، رقم: ۶۶۳)

شرح حدیث: مسائل فقہیہ

قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کی بہتر ہے اور بات بات پر قسم کھانی نہ چاہیے اور بعض لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے کہ قصد بے قصد زبان سے جاری ہوتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی یہ سخت معیوب ہے اور غیر خدا کی قسم مکروہ ہے اور یہ شرعاً قسم بھی نہیں یعنی اس کے توڑنے سے کفارہ لازم نہیں۔

(تمیین الحقائق، کتاب الایمان، ج ۳ ص ۴۱۸، ۴۱۹ وغیرہ)

مسئلہ ۱: قسم کی تین قسم ہے (۱) غموس۔ (۲) لغو۔ (۳) منعقدہ۔ اگر کسی ایسی چیز کے متعلق قسم کھائی جو ہو چکی ہے یا اب ہے یا نہیں ہوئی ہے یا اب نہیں ہے مگر وہ قسم جھوٹی ہے مثلاً قسم کھائی فلاں شخص آیا اور وہ اب تک نہیں آیا ہے یا قسم کھائی کہ نہیں آیا اور وہ آگیا ہے یا قسم کھائی کہ فلاں شخص یہ کام کر رہا ہے اور حقیقتہً وہ اس وقت نہیں کر رہا ہے یا قسم کھائی کہ یہ پتھر ہے اور واقع میں وہ پتھر نہیں، غرض یہ کہ اس طرح جھوٹی قسم کی دو صورتیں ہیں:

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی یعنی مثلاً جس کے آنے کی نسبت جھوٹی قسم کھائی تھی یہ خود بھی جانتا ہے کہ نہیں آیا ہے تو ایسی

قسم کو غموس کہتے ہیں۔ اور اگر اپنے خیال سے تو اس نے بھی قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں وہ جھوٹی ہے مثلاً جانتا تھا کہ نہیں آیا اور قسم کھائی کہ نہیں آیا اور حقیقت میں وہ آگیا ہے تو ایسی قسم کو لغو کہتے ہیں۔ اور اگر آئندہ کے لیے قسم کھائی مثلاً خدا کی قسم میں یہ کام کروں گا یا نہ کروں گا تو اس کو منعقدہ کہتے ہیں۔

(الدر المختار کتاب الایمان، ج ۵، ص ۳۹۲-۳۹۶) (الفتاویٰ المصنوعہ، کتاب الایمان، الباب الاول فی تفسیر ما شرع...، ج ۲، ص ۵۲)

جب ہر ایک کو خوب جان لیا تو ہر ایک کے اب احکام سنئے:

مسئلہ ۲: غموس میں سخت گنہگار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں اور لغو میں گناہ بھی نہیں اور منعقدہ میں اگر

قسم توڑے گا کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔ (الفتاویٰ المصنوعہ، کتاب الایمان، الباب الاول فی

تفسیر ما شرع...، ج ۲، ص ۵۲) (الدر المختار، کتاب الایمان، ج ۵، ص ۳۹۲-۳۹۶ وغیرہ)

مسئلہ ۳: بعض قسمیں ایسی ہیں کہ اون کا پورا کرنا ضروری ہے مثلاً کسی ایسے کام کے کرنے کی قسم کھائی جس کا بغیر قسم

کرنا ضروری تھا یا گناہ سے بچنے کی قسم کھائی تو اس صورت میں قسم سچی کرنا ضرور ہے۔ مثلاً خدا کی قسم ظہر پڑھوں گا یا چوری یا

زنا نہ کروں گا۔ دوسری وہ کہ اس کا توڑنا ضروری ہے مثلاً گناہ کرنے یا فرائض و واجبات نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے قسم کھائی

کہ نماز نہ پڑھوں گا یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام نہ کروں گا تو قسم توڑ دے۔ تیسری وہ کہ اس کا توڑنا مستحب ہے

مثلاً ایسے امر (کام) کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ چوتھی وہ کہ مباح کی

قسم کھائی یعنی کرنا اور نہ کرنا دونوں یکساں ہیں اس میں قسم کا باقی رکھنا افضل ہے۔

(المبسوط للسرخسی، کتاب الایمان، ج ۳، الجزء الثامن، ص ۱۳۳، ۱۳۴)

قسم کھانا

نور کے پیکر، تمام کے نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم اٹھانے والا یا تو قسم

توڑ کر گنہگار ہوگا یا اپنی قسم پر شرمندہ ہوگا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الایمان، باب من کرہ الایمان باللہ...، ج ۱۰، ص ۵۳، والفظ لہ)

امام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: میں نے ساری زندگی اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی نہ سچی قسم کھائی، نہ جھوٹی۔

(حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، الحدیث ۱۳۳۹، ج ۹، ص ۱۳۶، بدوئی عمری)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم

حضرت سپذ نابشر بن ولید علیہ رحمۃ اللہ الوحید سے منقول ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی طرف قاصد بھیجا اور عہدہ قضاء (چیف جسٹس کا عہدہ) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا لیکن آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرما دیا (خلیفہ منصور کے ظالم ہونے کے سبب)۔ ابو جعفر نے قسم کھائی کہ تمہیں یہ کام ضرور کرنا

پڑے گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قسم کھائی کہ میں ہرگز نہیں کروں گا۔ حضرت سیدنا ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: آپ دیکھتے نہیں کہ خلیفہ قسم کھا رہا ہے۔ تو فرمایا: خلیفہ اپنی قسم کا کفارہ دینے پر مجھ سے زیادہ قادر ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ قید خانہ میں ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیزران کے قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔

(تاریخ بغداد، رقم ۷۲۹، العثمان بن ثابت ابو حنیفہ التیمی، ذکر قدم ابی حنیفہ بغداد موصوتہ، ج ۱۳، ص ۳۲۹/۳۲۳)

(73) الْخَامِسُ: عَنْ أَبِي أَمَامَةَ صَدِيقِ بْنِ عَجَلَانَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ وَصَلُّوا تَحْسَبُكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَكُوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا أَمْرًا تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ فِي إِيحَارِ كِتَابِ الصَّلَاةِ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَوِيحٌ.

پانچویں حدیث: حضرت ابو امامہ صدیق بن عجلان باہلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ سے ڈرو پانچوں نمازیں ادا کرو ماہ رمضان کے روزے رکھا کرو اپنے مالوں کی زکوٰۃ دواپنے حکمرانوں کی (جائز امور میں) اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی باب ما ذکر فی فضل الصلاۃ ج ۱ ص ۳۱۹ رقم: ۶۱۱ الاحادیث البہالی من اسمہ ابو قتیلہ، ص ۳۵، رقم: ۱۲۷۱ مسند امام احمد بن حنبل مسند ابی امامۃ الباہلی ج ۵ ص ۲۵۱ رقم: ۲۲۲۱۵ مسند الشامیین للطبرانی احادیث شریعہ عن ابی امامۃ الباہلی ص ۳۱۰ رقم: ۵۵۲ معرفة الصحابی لابی نعیم من اسمہ ابو قتیلہ، ج ۱ ص ۲۶۲)

شرح حدیث: اللہ عز و جل کا خوف

بلاشبہ خوفِ خدا عز و جل ہماری اخروی نجات کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عبادات کی بجا آوری اور منہیات سے باز رہنے کا عظیم ذریعہ خوفِ خدا عز و جل ہے۔ خوفِ خدا عز و جل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راس الحکمة مخافة الله یعنی حکمت کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہے۔

(کنز العمال: رقم ۵۸۷۳)

پارہ ۲۷ سورۃ الرحمن آیت ۳۶ میں خدائے رحمن عز و جل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ

المہادی تفسیر خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: یعنی جسے اپنے رب عزوجل کے حضور روز قیامت موقف میں حساب کے لئے کھڑے ہونے کا ڈر ہو اور وہ معاصی ترک کرے اور فرائض بجالائے، اُس کے لئے دو جہنمیں ہیں۔ (۱) جنت عدن (۲) جنت نعیم اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک جنت رب عزوجل سے ڈرنے کا جملہ اور ایک شہوات ترک کرنے کا جملہ۔

خوف خدا کا مطلب

یاد رکھئے کہ مطلقاً خوف سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چھری سے ہاتھ کے زخمی ہو جانے کا ڈر.....

جبکہ خوف خدا عزوجل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی، اس کی ناراضگی، اس کی گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے۔ (ماخوذ من احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۴)

حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق کی روشنی میں خوف کے تین درجات ہیں:
(پہلا) ضعیف (یعنی کمزور)، یہ وہ خوف ہے جو انسان کو کسی نیکی کے اپنانے اور گناہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنے کی قوت نہ رکھتا ہو مثلاً جہنم کی سزاؤں کے حالات سن کر محض جھرجھری لے کر رہ جانا اور پھر سے غفلت و معصیت میں گرفتار ہو جانا۔-----

(دوسرا) مُتَعَدِّل (یعنی متوسط)، یہ وہ خوف ہے جو انسان کو کسی نیکی کے اپنانے اور گناہ کو چھوڑنے پر آمادہ کرنے کی قوت رکھتا ہو مثلاً عذابِ آخرت کی وعیدوں کو سن کر ان سے بچنے کے لئے عملی کوشش کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ سے امید و رحمت بھی رکھنا۔-----

(تیسرا) قوی (یعنی مضبوط)، یہ وہ خوف ہے، جو انسان کو ناامیدی، بے ہوشی اور بیماری وغیرہ میں مبتلا کر دے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے عذاب وغیرہ کا سن کر اپنی مغفرت سے ناامید ہو جانا۔-----

یہ بھی یاد رہے کہ ان سب میں بہتر درجہ معتدل ہے کیونکہ خوف ایک ایسے تازیانے کی مثل ہے جو کسی جانور کو تیز چلانے کے لئے مارا جاتا ہے، لہذا اگر اس تازیانے کی ضرب اتنی ضعیف ہو کہ جانور کی رفتار میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، اور اگر یہ ضرب اتنی قوی ہو کہ جانور اس کی تاب نہ لاسکے اور اتنا زخمی ہو جائے کہ اس کے لئے چلنا ہی ممکن نہ رہے تو یہ بھی نفع بخش نہیں، اور اگر یہ معتدل ہو کہ جانور کی رفتار میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو جائے اور وہ زخمی بھی نہ ہو تو یہ ضرب بے حد مفید ہے۔ (ماخوذ من احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، ج ۴)

ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ خوف خدا عزوجل تو ایک قلبی کیفیت کا نام ہے، ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ ہمارے دل میں رب تعالیٰ کا خوف موجود ہے اور اگر ہے تو بیان کردہ درجات میں سے کس نوعیت کا ہے؟ تو یاد رکھئے کہ عموماً ہر کیفیت قلبی کی کچھ علامات ہوتی ہیں جن کی بناء پر پتہ چلا یا جاسکتا ہے کہ وہ کیفیت دل میں پائی جا رہی ہے یا نہیں؟

اسی طرح خوف الہی عزوجل کی بھی چند علامات ہیں، جن کے سبب ہمیں اپنی قلبی کیفیت کا اندازہ کرنے میں وقت پیش نہیں آئے گی، چنانچہ حضرت سیّدنا فقیہ ابواللیث سمرقندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ، اللہ تعالیٰ کے خوف کی علامت آٹھ چیزوں میں ظاہر ہوتی ہے،

- (1) انسان کی زبان میں، وہ اس طرح کہ رب تعالیٰ کا خوف اس کی زبان کو جھوٹ، غیبت، فضول گوئی سے روکے گا اور اُسے ذکر اللہ عزوجل، تلاوت قرآن اور علمی گفتگو میں مشغول رکھے گا۔
- (2) اس کے شکم میں، وہ اس طرح کہ وہ اپنے پیٹ میں حرام کو داخل نہ کریگا اور حلال چیز بھی بقدر ضرورت کھائے گا۔
- (3) اس کی آنکھ میں، وہ اس طرح کہ وہ اسے حرام دیکھنے سے بچائے گا اور دنیا کی طرف رغبت سے نہیں بلکہ حصول عبرت کے لئے دیکھے گا۔
- (4) اس کے ہاتھ میں، وہ اس طرح کہ وہ کبھی بھی اپنے ہاتھ کو حرام کی جانب نہیں بڑھائے گا بلکہ ہمیشہ اطاعت الہی عزوجل میں استعمال کریگا۔
- (5) اس کے قدموں میں، وہ اس طرح کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں اٹھائے گا بلکہ اس کے حکم کی اطاعت کے لئے اٹھائے گا۔
- (6) اس کے دل میں، وہ اس طرح کہ وہ اپنے دل سے بغض، کینہ اور مسلمان بھائیوں سے حسد کرنے کو دور کر دے اور اس میں خیر خواہی اور مسلمانوں سے نرمی کا سلوک کرنے کا جذبہ بیدار کرے۔
- (7) اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں، اس طرح کہ وہ فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عبادت کرے اور ریا و نفاق سے خائف رہے۔

(8) اس کی سماعت میں، اس طرح کہ وہ جائز بات کے علاوہ کچھ نہ سنے۔ (درۃ المصیحین، المجلس الثلاثون، ص ۱۲)

مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں

حضرت علقمہ بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیّدنا عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ خشوع و خضوع اور انہماک کے ساتھ نماز ادا کرنے والا کوئی نہ پایا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ شیطان ملعون ایک بہت بڑے اثر دھم کی صورت اختیار کر کے مسجد میں گھس جاتا اور لوگ اس کے خوف سے ادھر ادھر دوڑنے لگتے بلکہ بعض تو مسجد ہی سے نکل بھاگتے۔ لیکن وہی سانپ جب حضرت عامر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قمیض میں داخل ہوتا اور اپنا منہ گریبان سے باہر نکالتا تو آپ اس کی مطلقاً پرواہ نہ کرتے اور اسی طرح خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے میں مصروف رہتے۔ ایک دن لوگوں نے آپ سے پوچھا، حضور! کیا آپ کو اتنے بڑے سانپ سے خوف نہیں آتا؟ آپ نے جواب دیا، مجھے اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں آتا۔ سچ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ اور کسی سے نہیں ڈرتے اور جو رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ

ہر ایک سے ڈرتا ہے۔ (حکایات الصالحین، ص ۱۰۴)

7- بَابُ فِي الْيَقِينِ وَالتَّوَكُّلِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا) (الأحزاب: 22)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (الَّذِينَ قَالُوا لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ إِلَهُ وَفَضْلٍ لَمْ يَمَسَّ لَهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانِ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ) (آل عمران: 173-174)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ) (الفرقان: 58)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ) (إبراهيم: 11)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ) (آل عمران: 159)

وَالْآيَاتُ فِي الْأَمْرِ بِالتَّوَكُّلِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ) (الطلاق: 3): أَيْ كَافِيهِ.

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ

یقین اور توکل کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب اہل ایمان نے کفار کی جماعتوں کو دیکھا تو کہا یہ وہی ہے جس کا ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا ہے اللہ اور اس کا رسول سچے ہیں اس واقعہ نے ایمان اور اسلام میں ان کو بڑھا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا تمہارے لیے لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں تو ان سے ڈرا پس ان کے ایمان بڑھ گئے اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ بغیر نقصان کے واپس پلٹے انہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس زندہ پر اعتماد کر جس کو کبھی موت نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب تم پختہ ارادہ کرو تو اللہ پر اعتماد کرو۔

اور توکل کے امر میں آیات بکثرت مشہور و معروف ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو اللہ پر توکل کر لے اللہ اس کو کافی ہو جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ایماندار وہ ہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل اللہ کے خوف سے

رَادُّهُمْ إِلَىٰ مَا نَأَوْ عَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ) (الأنفال: 2)

کاپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جائیں تو یہ ان کے ایمان میں اضافہ کرتے ہیں۔
اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

واللہ اب فی فضل التوکل کثیرۃ معروفة.

توکل سے متعلق آیات مشہور ہیں اور احادیث یہ ہیں:

وَأَمَّا الْإِحَادِيثُ:

(74) قَالَ أَوَّلُ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ

پہلی حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

عَنْهُمَا. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئی ہیں

وَسَلَّمَ: عُرِضَتْ عَلَى الْأَمَمِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ

نے ایک نبی کو دیکھا اس کے ساتھ چھوٹی سی جماعت ہے

الرُّهَيْطُ، وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيُّ

کسی اور نبی کو دیکھا اس کے ساتھ ایک دو آدمی ہیں کوئی

لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ

وہ نبی ہے جس کے ساتھ کوئی نہیں اچانک میرے لیے

أَنَّهُمْ أُمَّتِي فَقِيلَ لِي: هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، وَلَكِنْ

ایک بڑی جماعت ظاہر ہوئی میں نے گمان کیا وہ میری

انْظُرْ إِلَى الْأَفْئِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ

امت ہیں کہا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے

لِي: انْظُرْ إِلَى الْأَفْئِ الْآخِرِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ،

لیکن تم کنارے کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو ایک

فَقِيلَ لِي: هَذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا

بڑی جماعت نظر آئی پھر مجھے کہا گیا کہ اب دوسرے

يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ، ثُمَّ نَهَضَ

کنارے کی طرف دیکھو تو ایک بڑی جماعت ہے مجھے

فَدَخَلَ مَلِيزَةً فَخَاضَ النَّاسَ فِي أَوْلَئِكَ الَّذِينَ

کہا گیا کہ یہ سب آپ کی امت ہے ان کے ساتھ ستر

يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ، فَقَالَ

ہزار ایسے لوگ ہیں جو بلا حساب و عذاب جنت میں داخل

بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَهِبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

ہوں گے بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہوں جو رسول

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ

اللہ ﷺ کے صحابی ہیں کچھ نے کہا ہو سکتا ہے یہ وہ لوگ

وَلِدُّوا فِي الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا -

ہوں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور شرک سے آلودہ نہ

وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ - فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ہوئے اور کئی چیزیں ذکر کیں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا الَّذِي تَخْوضُونَ فِيهِ؟

تشریف لائے تو فرمایا تم کس بات میں بحث کر رہے

فَاخْبِرُوهُ فَقَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ وَلَا

ہو؟ آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ

يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

ہیں جو دم کرتے ہیں نہ دم کرواتے ہیں اور نہ بدفالی لیتے

فَقَامَ عِكَاشَةُ بْنُ مَخْصِمٍ، فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ

ہیں اور اپنے رب پر پورا توکل کرتے ہیں حضرت عکاشہ

يُجْعَلِي مِنْهُمْ. فَقَالَ: أَلَيْسَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ
 آخَرُ. فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلِي مِنْهُمْ. فَقَالَ:
 سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. الرَّهِيْطُ بِضَمِّ
 الرَّاءِ تَصْغِيرُ رَهْطٍ: وَهُمْ ذُنُوبٌ عَشْرَةُ أَنْفُسٍ وَ
 الْأُنْفَى النَّاحِيَّةُ وَالْجَانِبُ. وَعُكَّاشَةُ بِضَمِّ الْعَيْنِ
 وَتَشْدِيدِ الْكَافِ وَبِتَخْفِيفِهَا. وَالتَّشْدِيدُ أَفْصَحُ.

بن محسن نے کھڑے ہو کر عرض کیا: دعا فرمائیں کہ اللہ
 تعالیٰ مجھے ان میں سے بنائے فرمایا: تو ان میں سے ہے
 پھر ایک اور آدمی نے کھڑے ہو کر دعا کے بارے میں
 عرض کیا: تو فرمایا: عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا۔ (متفق
 علیہ) الرَّهِيْطُ: اس میں راء پر پیش ہے اور یہ تغیر ہے
 رَهْط کی اس کا مطلب ہے۔ دس سے کم افراد۔ اُنْفَى: کا
 مطلب ہے۔ کنارہ، جانب۔ اور عُكَّاشَةُ: میں عین پر
 پیش کاف پر شد بھی ہے اور بغیر شد کے بھی ہے لیکن شد
 پڑھنا زیادہ فصیح ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب یدخل الجنة سبعون الفا بغیر حساب، ج ۲، ص ۷۰، رقم: ۶۵۲۱، صحیح مسلم، باب
 الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة، ج ۱، ص ۱۳۴، رقم: ۵۲۹، مسند امام احمد، مسند عبداللہ بن عباس، ج ۱، ص ۲۴۱،
 رقم: ۲۲۲۸، مسند البزار، مسند ابن عباس رضی اللہ عنہما، ج ۲، ص ۱۱۵، رقم: ۱۱۱۶، مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الکراہیۃ الکی
 والرقی، ج ۲، ص ۲۲۵، رقم: ۲۲۰۸۸)

شرح حدیث: بدقالی لینا

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 نے ارشاد فرمایا: بدقالی لینا شرک ہے، بدقالی لینا شرک (اصغر) ہے اور ہر شخص کے دل میں اس کا خیال بھی آتا ہے مگر اللہ
 عزوجل توکل کے ذریعے اسے دور فرما دیتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الکعبۃ والطیر، باب فی الطیر، الحدیث ۳۹۱۰، ص ۱۵۱۰)
 حافظ ابوالقاسم اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری امت کے
 ہر شخص کے دل میں ان میں سے کچھ نہ کچھ خیال آتا ہے مگر اللہ عزوجل ہر اس شخص کے دل سے یہ خیال نکال دیتا ہے جو اللہ
 عزوجل پر توکل کرتا ہے اور اس بدقالی پر ثابت قائم نہیں رہتا۔
 شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: پرندے اڑا کر یا
 کسی اور چیز سے بدشگونی مراد لینا بے برکت کاموں میں سے ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الکعبۃ والطیر، باب فی الخط وذر الطیر، الحدیث: ۳۹۰۷، ص ۱۵۱۰)

محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جس نے اٹکل
 پچو سے غیب کی بات بتائی یا جوئے کے تیروں کے ذریعے کسی سے قسم اٹھوائی یا بدشگونی کی وجہ سے سفر سے موٹ آیا وہ بلند

درجوں تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

(فصل ایمان، باب فی الاحد و ثمر الال، اصل فی دماء الامم حاج۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۰۷۳۹، ج ۷، ص ۳۹۸)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

رقی جمع ہے رقیۃ کی بمعنی جھاڑ پھونک۔ ناجائز یا شرکیہ الفاظ سے دم کرنا حرام یا کفر ہے، جائز دعائیں پڑھ کر دم کرنا سنت ہے، جس دم جھاڑ پھونک کے معانی معلوم نہ ہوں انہیں نہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں اور علوم بخشے ہیں وہاں علم طب بھی عطا فرمایا بذریعہ وحی کے بھی اور بذریعہ تجربہ وغیرہ کے بھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر درخت و گھاس سے پوچھا کرتے تھے کہ تجھ میں کیا تاثیر ہے اگر وہ اچھی تاثیر بتاتی تو اس کی کاشت بھی کراتے تھے اور اس کا نام و فوائد لکھ بھی لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ طب کی تدوین آپ نے بھی کی۔ واللہ اعلم! (مرقات)

(برزائے النانی، ج ۶، ص ۳۵۵)

چنانچہ اس ضمن میں یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں صحابہ میں کچھ لوگ سفر میں تھے ان کا گزر قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ پر ہوا، انھوں نے ضیافت کا مطالبہ کیا انھوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا، اُس قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھونے کاٹ لیا اُس کے علاج میں انھوں نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی پھر انھیں میں سے کسی نے کہا یہ جماعت جو یہاں آئی ہے (صحابہ) ان کے پاس چلو شاید ان میں سے کسی کے پاس اس کا کچھ علاج ہو، وہ لوگ صحابہ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہمارے سردار کو سانپ یا بچھونے ڈس لیا اور ہم نے ہر قسم کی کوشش کی مگر کچھ نفع نہ ہوا کیا تمہارے پاس اس کا کچھ علاج ہے؟ ایک صاحب بولے، ہاں میں جھاڑتا ہوں مگر ہم نے تم سے مہمانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی تو اب اُس وقت میں جھاڑ دوں گا کہ تم اس کی اجرت دو، اجرت میں بکریوں کا ریوڑ دینا طے پایا (ایک روایت میں ہے تیس بکریاں دینا طے ہوا) انھوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کیا، وہ شخص بالکل اچھا ہو گیا اور وہاں سے ایسا ہو کر گیا کہ اُس پر زہر کا کچھ اثر نہ تھا، اجرت جو مقرر ہوئی تھی انھوں نے پوری دے دی۔ ان میں بعض نے کہا کہ اس کو آپس میں تقسیم کر لیا جائے مگر جنھوں نے جھاڑا تھا یہ کہا کہ ایسا نہ کرو بلکہ جب ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو لیں گے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے تمام واقعات عرض کر لیں گے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس کے متعلق جو کچھ حکم دیں گے وہ کیا جائے گا یعنی انھوں نے خیال کیا کہ قرآن پڑھ کر دم کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی اجرت حرام ہو۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا، ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس کا رقیہ (جھاڑ) ہونا کیسے معلوم ہوا؟ اور یہ فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا آپس میں اسے تقسیم کر لو اور (اس لیے کہ اس کے جواز کے متعلق اُن کے دل میں کوئی خدشہ نہ رہے یہ فرمایا کہ) میرا بھی ایک حصہ مقرر کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب الایثار، باب مَا یُعْطٰی لِي الرُّقِیَّةِ... الخ، الحدیث:

۶۷، ۲۲، ج ۲، ص ۶۹) (کتاب فضائل القرآن، باب فاتحہ الكتاب، الحدیث: ۵۰۰۷، ج ۳، ص ۳۰۳، ۳۰۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھاڑ پھونک کی اجرت لینا جائز ہے جبکہ قرآن سے ہو یا ایسی دعائیں سے ہو جن میں جائز و باطل الفاظ نہ ہوں۔

(75) الثَّانِي: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَيْضًا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ أَمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَتَيْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ. اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَقُّ الَّذِي لَا تَمُوتُ، وَالْحَيُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَاخْتَصَرَهُ الْبُخَارِيُّ.

دوسری حدیث: یہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے: اے اللہ! میں تجھ پر اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تجھ پر توکل کیا اور میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں تیری مدد کے ساتھ جھگڑا کرتا ہوں اے اللہ! میں تیری عزت کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ کرے تو ایسا زندہ ہے جس نے مرنا نہیں اور انسان اور جن سب مرجائیں گے۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں اور بخاری نے اسے مختصر روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب الدعاء الخ، باب الدعاء الخ، ج ۲، ص ۶۷، رقم: ۶۷۱۴، صحیح مسلم، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل، ج ۲، ص ۸۹، رقم: ۶۷۱۴، مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، ج ۱، ص ۲۸، رقم: ۶۷۱۴، مسند ابی یعلیٰ، مسند عبد اللہ بن العباس، ج ۱، ص ۸۹، رقم: ۶۷۱۴، مسند البزار، مسند ابن عباس، ج ۲، ص ۱۶۲، رقم: ۶۷۱۴)

شرح حدیث: حمد باری تعالیٰ

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جو حمد کی مستحق ہے، اپنی کبریائی میں واحد ہے، اس کا نہ کوئی ہم پلہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے، بلند ہے، قوی ہے، مددگار ہے، حمید ہے، غنی ہے، غنی کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور لوٹانے والا ہے، ایسا عطا کرنے والا ہے جس کی عطا کبھی فنا اور ختم ہونے والی نہیں، ایسا روکنے والا ہے کہ جس سے وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور اپنے ارادے میں کسی کا محتاج نہیں، مخلوق کو پیدا کر کے احسن طریقے سے راہِ راست پر چلانے والا ہے اور اس نے مخلوق کی صورتوں کو اچھا بنایا اور ان کو جنت میں نعمتوں اور ہمیشہ رہنے کی خوشخبری دی اور عبرت والی آنکھوں سے نوازا اور عذاب نار اور وعید سے ڈرایا اور شکر کو لازم کیا اور اس نے ان کے لئے اپنے مزید فضل کے خزانے کا ذمہ لیا اور ان پر موت کو مسلط کیا پس کوئی بھی اس سے بری الذمہ نہیں، کتنے ہی لوگوں کو موت نے اپنے دوستوں کی جدائی میں رلایا؟ کتنوں کو نومولود چھوڑا اور ان سب کو گریہ و زاری میں مشغول کر دیا، حالانکہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ نے کسی کو غمزدہ پیدا کیا، نہ غمزدہ لوٹائے گا۔

موت کے سبب مضبوط عمارتیں برباد ہو گئیں اور موت نے فنا کے سبب اس گھر کے رہنے والوں پر حادثہ کی اور رونا ہوا۔
پرندے اپنے گھونسلوں سے اڑ گئے اور ان کی پیش زندگی کو تنگی میں بدل دیا تو اب ہے آب و گیاہ زمین میں بادشاہوں،
غلاموں، غنیوں اور محتاجوں کی قبریں ایک جیسی ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس نے موت کے ذریعے مغروروں میں سے ہر ایک کو مسلسل ذلیل کیا اور موت کے ذریعے
بڑے بڑے بہادر بادشاہوں کو شکست دی اور ان کو وسیع محلات سے اٹھا کر اندھیری قبروں میں پہنچا دیا اور ان کی لمبی لمبی
امیدوں کو کاٹ کر رکھ دیا، موت نے ان کے آباؤ اجداد کو پکڑ لیا۔ اور بچوں کو بھولوں سے اٹھا کر قبروں کو ان کا گھر بنا دیا اور
چہروں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا، موت چھوٹے بڑے، امیر فقیر، حاکم محکوم اور باپ اولاد سب کے لئے برابر ہے اور اس نے
مردوں عورتوں سب کو فنا کر دیا اور اب قیامت تک ان کی یاد باقی ہے۔

کیا غفل انسان ان کی ہلاکت و بربادی سے عبرت حاصل نہیں کرے گا؟ حالانکہ موت نے ان سب کو فنا کر دیا اور ان کی
جمعیت کو بٹیر بٹیر کر دیا۔ انسان کیسے دھوکے میں رہتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ عز و جل ظالم کو مہلت دیتا ہے مگر جب وہ
گرفت فرماتا ہے تو کوئی اس سے نہیں بچا سکتا۔ کیا لوگ یہ بات نہیں جانتے؟ اور ان کی جانیں موت سے محفوظ نہیں۔

الْوَدُّ فِي الْفَائِقِ فِي السَّوَاعِظِ وَالرَّكَائِقِ

توکل کے متعلق اسلاف کے اقوال

حضرت سیدنا ابو موسیٰ ذہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے
پوچھا: توکل کیا ہے؟ انہوں نے مجھ سے استفسار فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: ہمارے اصحاب تو فرماتے ہیں کہ اگر
درندے اور سانپ تمہارے دائیں بائیں ہوں تو بھی تمہارے باطن میں کوئی حرکت نہ ہو۔ تو حضرت سیدنا ابو یزید رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ہاں! یہ توکل کے قریب ہے لیکن اگر اہل جنت، جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں
اور جہنمیوں کو جہنم میں عذاب دیا جا رہا ہو، پھر تم ان دونوں کے درمیان تمیز کرنے لگو، تو توکل سے نکل جاؤ گے۔

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہر حال میں
اللہ عز و جل سے تعلق قائم رکھنا۔ سائل نے عرض کی: مزید کچھ فرمائیے۔ فرمایا: ہر اس سبب کو چھوڑ دینا جو اللہ عز و جل تک
پہنچنے میں روکاٹ ہو۔

توکل کے درجات

توکل کے تین درجے ہیں:

(۱) پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کا اللہ عز و جل پر اعتماد اس طرح ہو جس طرح اس کا اعتماد اس وکیل پر ہوتا ہے جس کی سچائی،
امانت، عنایت، ہدایت اور شفقت اسے معلوم ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ عز و جل کے ساتھ اس کا حال ایسا ہو جیسے بچے کا حال اپنی ماں کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہیں پہچانتا اور تمام امور میں اسی کی پناہ لیتا ہے اور یہی اس کا پہلا خیال ہوتا ہے جو اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ عز و جل کے رحم و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے سوا کسی سے سوال نہ کیا جائے۔

(۳) تیسرا درجہ بیمار کی زردی کی طرح ہے کبھی ہمیشہ رہتی ہے اور کبھی زائل ہو جاتی ہے۔ اگر تم سوال کرو، کہ کیا ان احوال میں بندے کے ساتھ تدبیر اور اسباب کا تعلق باقی رہتا ہے؟ تو جان لیجئے! تیسرا درجہ تو تدبیر کی بالکل نفی کرتا ہے جب تک یہ حالت باقی رہے اور دوسرا مقام بھی ہر تدبیر کی نفی کرتا ہے، ہاں! اللہ عز و جل سے فریاد کرنا اور سوال کرنا باقی رہتا ہے جیسے بچہ صرف اپنی ماں کو پکارتا ہے۔ (کتاب الفرائض صفحہ ۳۵۸)

وہ زندہ ہے

حیات اس کی صفت ہے اب اگر یہ کہا جائے کہ وہ زندہ ہے تو اس میں اسی طرح روح ہے، ہماری ہی طرح اس کی رگ و پے میں خون دوڑتا پھرتا ہے جیسا مشہور ملاء عنہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے اور اگر اس سے انکار کر دیا جائے جیسے ملحد باطنیہ بکا کرتے کہ وہ محض لا تحی نور ولا نور ہے تو یہ کھلی ضلالت ہے۔ حق یہ ہے کہ وہ حقیقی ہے خود زندہ ہے اور تمام عالم کی حیات اس سے وابستہ ہے مگر نہ روح سے کہ روح خود اس کی مخلوق ہے، نہ وہ گوشت و پوست (یعنی جلد) و خون استخوان (یعنی ہڈی) سے مرکب ہے، نہ وہ جسم ہے جسم و جسمانیات و زمان و جہت سے پاک ہے۔ یہ وہی تزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۵۱۶)

(76) الثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمَا أَيْضًا، قَالَ: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا: إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ آخِرُ قَوْلِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ.

تیسری حدیث: یہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے) اور جناب محمد (رسول اللہ) کو جس وقت کہا گیا کہ تمہارے لیے لوگ جمع ہو گئے ہیں ان سے ڈرو تو ان کے ایمان بڑھ گئے اور انہوں نے کہا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ (بخاری) اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آتش (نمرود) میں ڈالا گیا تو آپ کا

آخری کلمہ حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ تھا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب ان الناس قد جعلوا لكم فاعشوه ج ۲ ص ۴۲۹ رقم: ۳۵۱۲ سنن الکبیری للنسائی باب ما يقول اذا خاف قوما ج ۱ ص ۱۵۷ رقم: ۱۰۳۲۹ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ باب ما ذکر مما اعلیٰ الله ابراهيم صلى الله عليه وسلم ج ۱ ص ۵۱۴ رقم: ۳۲۲۹۰ تفسیر ابن ابی حاتم تحت سورة آل عمران: ۱۶۳ ج ۱ ص ۴۲۴ رقم: ۳۵۶۸)

شرح حدیث: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توکل

روایت ہے کہ جب نمرود نے اپنی ساری قوم کے رو برو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا تو زمین و آسمان کی تمام مخلوقات چیخ مار مار کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگیں کہ خداوند! تیرے خلیل آگ میں ڈالے جا رہے ہیں اور اُن کے سوا زمین میں کوئی اور انسان تیری توحید کا علمبردار اور تیرا پرستار نہیں، لہذا تو ہمیں اجازت دے کہ ہم ان کی امداد و نصرت کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم میرے خلیل ہیں اور میں اُن کا معبود ہوں تو اگر حضرت ابراہیم تم سمجھوں سے فریاد کر کے مدد طلب کریں تو میری اجازت ہے کہ سب ان کی مدد کرو۔ اور اگر وہ میرے سوا کسی اور سے کوئی مدد طلب نہ کریں تو تم سب سن لو کہ میں ان کا دوست اور حامی و مددگار ہوں۔ لہذا تم اب اُن کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دو۔ اس کے بعد آپ کے پاس پانی کا فرشتہ آیا اور کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں پانی برسا کر اس آگ کو بجھا دوں۔ پھر ہوا کا فرشتہ حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں زبردست آندھی چلا کر اس آگ کو اڑا دوں تو آپ نے ان دونوں فرشتوں سے فرمایا کہ مجھے تم لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھ کو میرا اللہ کافی ہے اور وہی میرا بہترین کارساز ہے وہی جب چاہے گا اور جس طرح اس کی مرضی ہوگی میری مدد فرمائے گا۔ (صادی، ج ۴، ص ۳۰۷، پ ۱۷، الانبیاء: ۶۸)

کون سی دعا پڑھ کر آپ آگ میں گئے؟۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جب کافروں نے آپ کو آگ میں ڈالا تو آپ نے اُس وقت یہ دعا پڑھی: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ اور جب آپ آگ کے شعلوں میں داخل ہو گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اے خلیل اللہ! کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم سے کوئی حاجت نہیں ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ پھر خدا ہی سے اپنی حاجت عرض کیجئے تو آپ نے جواب دیا کہ وہ میرے حال کو خوب جانتا ہے۔ لہذا مجھے اُس سے سوال کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف سولہ یا بیس برس کی تھی۔

آپ کتنی دیر تک آگ میں رہے؟۔ اس بارے میں کہ آپ کتنی مدت تک آگ کے اندر رہے، تین اقوال ہیں:

(۱) بعض مفسرین کا قول ہے کہ سات دنوں تک آپ آگ کے شعلوں میں رہے۔

(۲) اور بعض نے یہ تحریر کیا ہے کہ چالیس دن رہے۔

(۳) اور بعض کہتے ہیں کہ پچاس دن تک آپ آگ میں رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (صادی، ج ۴، ص ۳۰۷، پ ۱۷، الانبیاء: ۶۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان توحید

مفسرین کا بیان ہے کہ نمرود بن کنعان بڑا جابر بادشاہ تھا۔ سب سے پہلے اسی نے تاج شامی اپنے سر پر رکھا۔ اس سے پہلے کسی بادشاہ نے تاج نہیں پہنا تھا یہ لوگوں سے زبردستی اپنی پرستش کراتا تھا کاہن اور نجومی اس کے دربار میں بکثرت اس کے مقرب تھے۔ نمرود نے ایک رات یہ خواب دیکھا کہ ایک ستارہ نکلا اور اس کی روشنی میں چاند، سورج وغیرہ سارے ستارے بے نور ہو کر رہ گئے۔ کاہنوں اور نجومیوں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ ایک فرزند ایسا ہوگا جو تیری بادشاہی کے زوال کا باعث ہوگا۔ یہ سن کر نمرود بے حد پریشان ہو گیا اور اس نے یہ حکم دے دیا کہ میرے شہر میں جو بچہ پیدا ہو وہ قتل کر دیا جائے۔ اور مرد عورتوں سے جدا رہیں۔ چنانچہ ہزاروں بچے قتل کر دیئے گئے۔ مگر تقدیر اتالیبہ کو کون ٹال سکتا ہے؟ اسی دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہو گئے اور بادشاہ کے خوف سے ان کی والدہ نے شہر سے دور پہاڑ کے ایک غار میں ان کو چھپا دیا اسی غار میں چھپ کر ان کی والدہ روزانہ دودھ پلا دیا کرتی تھیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ سات برس کی عمر تک اور بعضوں نے تحریر فرمایا کہ سترہ برس تک آپ اسی غار میں پرورش پاتے رہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(روح البیان، ج ۳، ص ۵۹، پ ۷، الانعام: ۷۵)

اس زمانے میں عام طور پر لوگ ستاروں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ایک رات آپ علیہ السلام نے زہرہ یا مشتری ستارہ کو دیکھا تو قوم کو توحید کی دعوت دینے کے لئے آپ نے نہایت ہی نفیس اور دل نشین انداز میں لوگوں کے سامنے اس طرح تقریر فرمائی کہ اے لوگو! کیا ستارہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ستارہ ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا کہ ڈوب جانے والوں سے میں محبت نہیں رکھتا۔ پھر اس کے بعد جب چمکتا چاند نکلا تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ فرماتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں سے ہوتا۔ پھر جب چمکتے دکتے سورج کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو ان سب سے بڑا ہے، کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب یہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم! میں ان تمام چیزوں سے بیزار ہوں جن کو تم لوگ خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔ اور میں نے اپنی ہستی کو اس ذات کی طرف متوجہ کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا ہے۔

بس میں صرف اسی ایک ذات کا عابد اور پجاری بن گیا ہوں اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ پھر ان کی قوم ان سے جھگڑا کرنے لگی تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے خدا کے بارے میں جھگڑتے ہو؟ اس خدا نے تو مجھے ہدایت دی ہے اور میں تمہارے جھوٹے معبودوں سے بالکل نہیں ڈرتا۔ سن لو! بغیر میرے رب کے حکم کے تم لوگ اور تمہارے دیوتا میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ میرا رب ہر چیز کو جانتا ہے۔ کیا تم لوگ میری نصیحت کو نہیں مانو گے؟

(77) الزابغ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَدْخُلُ

چوتھی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کچھ ایسے لوگ

الْجَنَّةِ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ بِمِثْلِ أَلْفِ دَرَّةٍ زَوَاهُ
مُسْلِمٌ. قِيلَ: مَعْنَاهُ مُتَوَكِّلُونَ وَقِيلَ: قُلُوبُهُمْ
رَقِيقَةٌ. ہوں گے جن کے دل پرندوں جیسے ہوں گے۔ (مسلم) کیا کہ اس کا معنی ہے کہ وہ اہل توکل ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا کہ ہے وہ نرم دل ہوں گے۔

خواجہ شتیق بنی کے ایک مرید خواجہ بایزید کے پاس آئے، آپ نے ان کے پیر کا حال دریافت فرمایا: عرض کی: غرق سے فارغ اور خدا پر متوکل ہو کر بیٹھ گئے ہیں، فرمایا: میری طرف سے شتیق سے کہنا دو ۲ روٹیوں کے واسطے خدا کو نہ آزمایا، نامہ توکل کا طے کر کے بھوک کے وقت بھیک مانگ لیا کرو، کہیں اس فعل کی شامت سے وہ ملک زمین میں نہ دھنس جائے۔ (کشف المحجوب، باب آدابہم فی السؤال وقرآن، ص ۵۵)

اللہ عزوجل پر توکل فرض عین ہے

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اللہ ہی پر توکل کرو اگر مسلمان ہو۔ (پ ۶، المائدہ: ۲۳)

اور فرماتا ہے:

إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ

اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو۔ (پ ۱۱، یوسف: ۸۴)

شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اللہ عزوجل نے ہر جاندار نفس کا جنت یا جہنم میں ٹھکانا لکھا ہوا ہے، اور سن لو! یہ بھی لکھا ہے کہ وہ خوش بخت ہے یا بد بخت۔ عرض کی گئی تو کیا پھر ہم توکل نہ کریں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ عمل کرو تقدیر ہی پر تکیہ نہ کرو کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان ہوتا ہے، سعادت مندوں کے لئے سعادت والے کام آسان ہیں جبکہ بد بختوں کے لئے بد بختی والے کام آسان ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موعظۃ الحمد، ص ۳۶۲، الخ، الحدیث: ۳۶۲)

ص ۱۰۶) (سنن ابن ماجہ، ابواب النہ، باب فی القدر، الحدیث: ۷۸، ص ۲۴۸۲)

فصح وبلغ کلام کرنے والا متوکل اژدھا

حضرت سیدنا حامد آسود علیہ رحمۃ اللہ الاحد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابراہیم خواس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: توکل کے بارے میں میرے یقین کی چٹنگی کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں جنگلوں اور صحراؤں میں سفر کرتا اور اپنے توکل کو پختہ کرتا۔ مجھے ویران اور غیر آباد علاقوں سے محبت ہو گئی۔ ایک دن میں ایک ویران جنگل کی طرف گیا اور اس جنگل میں تین دن تین رات قیام کیا۔ جب چوتھی صبح ہوئی تو بھوک و پیاس کی وجہ سے کمزوری محسوس ہونے لگی۔ بتقاضائے بشریت مجھے رزق کے معاملے میں کچھ تردد ہونے لگا۔ میں بڑا دل گیر (غمگین) ہوا۔

اچانک میرے سامنے چار بڑے بڑے اژدھے نمودار ہوئے۔ وہ اپنے منہ سے سیٹی کی سی آواز نکالنے لگے پھر بھنہناہٹ سی سنائی دینے لگی۔ ان کی اس آواز میں ایسا غم و سوز تھا کہ ایسی غمگین آواز میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ چاروں میری طرف آئے، ان میں سے ایک نے اپنا سر بلند کیا اور بڑا فصیح و بلیغ کلام کرتا ہوا مجھ سے یوں گویا ہوا: اے ابراہیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا تو اپنے خالق کے بارے میں شک میں مبتلا ہے؟

میں نے کہا: نہیں! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میں بالکل مطمئن ہوں۔ اس نے کہا: پھر تو رزق کے بارے میں شک میں کیوں مبتلا ہوا؟ وہ اژدھا میری حالت سے واقف ہو گیا تھا۔ میں نے متعجب ہو کر پوچھا: تم میرے حال سے کیسے واقف ہوئے؟ اس نے کہا: مجھے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے آگاہ کیا جو ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ سنو! ہم چار اژدھے مختلف مقامات کے رہنے والے ہیں اور ہم توکل جمع کرنے آئے ہیں۔

میں نے کہا: یہ تو بہت ضروری ہے۔ بے شک میں نے بھی کھانے پینے کے متعلق توکل کیا۔ اس دوران اکثر اوقات بھوک و پیاس کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ اس نے کہا: اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ پڑو۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کا ذکر سیراب کرتا ہے اور اس سے ان کی بھوک جاتی رہتی ہے۔ پھر وہ کسی ایسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے جس کے ذریعے دوسرے لوگ اپنی زندگی گزارتے ہیں اور ان لوگوں کے دلوں میں ایسی چیزوں کے متعلق کبھی پریشانی نہیں ہوتی جس کے نہ ملنے پر دوسروں کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ ہاں! وہ تو صرف فتنہ و فساد سے ڈرتے ہیں۔ اس اژدھے کا ایسا فصیح و بلیغ کلام سن کر میں نے اپنے دل میں کہا: سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ اژدھا کتنا پیارا کلام کر رہا ہے اور میں اس کی بات کو کتنی اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔

پھر میں رونے لگا۔ میں یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اژدھا پھر بولا: اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ رہو، کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں کسی کو حقیر سمجھتے ہو؟ بے شک مجھے قوت گویائی اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے عطا فرمائی ہے جس نے تمہارے باپ آدم علیٰ مینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ تم میرے بولنے سے متعجب ہو رہے ہو! حالانکہ زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہم ایک ایسی وادی سے تیرے پاس آئے ہیں جو یہاں سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے۔ ہمیں ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے یہاں بھیجا ہے۔

یہ سن کر میں بہت حیران ہوا اور اس اژدھے سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ ان چاروں اژدھوں میں سے صرف تم ہی کلام کر رہے ہو اور باقی سب خاموش ہیں؟ اس نے کہا: اے ابواسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! بے شک! اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کی مخلوق کے درمیان حجاب ہے۔ مخلوق میں کچھ لوگ ایک دوسرے کے گہرے دوست ہیں۔ کچھ وزراء اور کچھ لوگ بعض کے شاگرد و مرید ہیں۔ ان چاروں اژدھوں نے مجھے اپنا امیر مان لیا اور اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا ہے۔ اب میں ہی ان کی نمائندگی ورہبری کر رہا ہوں۔ میری ایک بات توجہ سے سن لیجئے! اگر آپ کسی کے امیر بنو اور تمہارے رفقاء آداب سفر

طہار نہیں تو غریب تم اور تمہارے تمام رفقاء صدق و اخلاص کی اعلیٰ منازل تک رسائی حاصل کرو گے۔ لیکن جب امیر قائلہ ہی راہ سے بہک جائے اور اس کے رفقاء اس پر برتری چاہیں تو سمجھو کہ وہ قائلہ ناکام ہو گیا۔ ناکامی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ ماتحت اپنے امیر پر غالب آ جائیں اور اس کی طرف توجہ نہ دیں۔ جب تم دیکھو کہ ماتحت اپنے امیر و نگران کے سامنے بڑی بے باکی سے بول رہا ہے اور امیر و نگران خوش ہے تو سمجھ لو کہ اب ہرکت اٹھالی گئی۔

حضرت سیدنا ابراہیم خالص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: اتنا کہنے کے بعد اچانک وہ چاروں اثر دھے میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں چالیس روز اسی ویران و غیر آباد وادی میں رہا اور جو منظر میں نے دیکھا اس کے بارے میں سوچ سوچ کر حیران ہوتا رہا۔ یہ چالیس دن ایسے گزرے کہ نہ تو مجھے کھانے پینے کی فکر رہی اور نہ ہی کسی اور قسم کی حاجت درپیش آئی۔ میں چالیس دن تک بالکل نہ سویا اور کئی دن تک ایک ہی وضو سے نماز پڑھتا رہا۔ یہ وادی بہت زیادہ غیر آباد اور ویران تھی۔ کوئی چیز اس میں ایسی نہ تھی جس سے انسیت حاصل کی جاتی۔ بہر حال چالیس دن بعد ایک صبح وہ چاروں اثر دھے پھر میرے سامنے ظاہر ہوئے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ ان میں سے وہی اثر دھا جو پہلے مجھ سے مخاطب ہوا تھا، کہنے لگا:

اے ابواسحاق عبید رحمۃ اللہ الرزاق! میرا گمان تھا کہ ان چالیس دنوں میں کسی نہ کسی دن تو منتخب کر لیا جائے گا میں نے اللہ عز و جل کی بارگاہ میں دعا کی تھی کہ وہ تجھے صادقین کی بعض غذا کا ذائقہ چکھا دے اور اب میں تیرا حال اللہ عز و جل کے حوالے کرتا ہوں۔

پھر اس اثر دھے نے اپنے منہ سے زگس کے کچھ پھول میری طرف پھینکے۔ میں نے انہیں اٹھالیا۔ جب سامنے دیکھا تو وہ تمام اثر دھے غائب ہو چکے تھے۔ میں ان کی جدائی سے بڑا غمگین ہوا۔ پھر چالیس دن تک میں کیف و سرور کے عالم میں رہا نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس۔ اور میرے جسم سے ایسی خوشبو آتی تھی جیسے میں نے پورے جسم پر عطر لگایا ہوا ہو۔ اسی طرح وہ پوری وادی خوشبو سے معطر اور معبر رہی۔ یہ وہ پہلا واقعہ تھا جو اللہ رب العزت نے میرے لئے ظاہر فرمایا اور مجھے عجیب و غریب چیزیں دکھائیں۔ (میں ان روایات، مؤلف: امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی)

(78) الْخَامِسُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ تَحْدِ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُمْ، فَأَذَرَ كَتْمَهُمُ الْقَائِلَةَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِصَاةِ، فَكَرَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَتِ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

پانچویں حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے مل کر اہل نجد سے جہاد کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ صحابہ سمیت واپس پلٹے تو دوپہر کے آرام کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوا جہاں بکثرت کانٹے دار درخت تھے رسول اللہ ﷺ اترے اور لوگ درختوں کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے۔ اور

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَى يَاسَافَةٍ وَمِنَّا
نَوْمَةٌ. فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ
عَلَى سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِي
صَلَاتًا. قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُ - ثَلَاثًا -
وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ جَابِرٌ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ، فَإِذَا أَتَيْنَا
عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْرِكِينَ وَسَيْفٌ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْلَقٌ بِالشَّجَرَةِ
فَاخْتَرَطَهُ، فَقَالَ: تَخَافُنِي؟ قَالَ: لَا فَقَالَ: مَنْ
يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: اللَّهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي بَكْرٍ الْإِسْمَاعِيلِيُّ فِي صَحِيحِهِ،
قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: اللَّهُ. قَالَ: فَسَقَطَ
السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ السَّيْفَ، فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ فَقَالَ:
كُنْ خَيْرًا أَحَدٍ. فَقَالَ: تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي أَعَاهِدُكَ أَنْ لَا
أَقَاتِلَكَ، وَلَا أَكُونَ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُونَكَ، فَحُلَّ
سَبِيلَهُ، فَأَتَى أَصْحَابَهُ، فَقَالَ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ
خَيْرِ النَّاسِ.

رسول اللہ ﷺ ایک کیکر کے درخت کے نیچے آرام فرما
ہوئے اور اپنی تلوار اس درخت سے لٹکا دی ہم بھی
سو گئے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کی بلانے کی آواز آئی
کیا دیکھا کہ آپ کے پاس ایک دیہاتی ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے میری نیند کے دوران میری
تلوار لے لی میں بے دار ہوا تو یہ اس کے ہاتھ میں نکلی
موجود تھی کہنے لگا تم کو مجھ سے کون بچائے گا میں نے تین
بار کہا: اللہ اور اس کو سزا نہ دی اور بیٹھ گئے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں کہ ہم غزوہ ذات الرقاع سے رسول اللہ ﷺ کے
ساتھ جب چلے تو ہم سایہ دار درخت کے پاس آئے تو
اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا مشرکوں میں سے
ایک آدمی آیا رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت سے لٹکی
ہوئی تھی اس کو بے نیام کیا اور رسول اللہ ﷺ کو کہا کیا تم
مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں کہنے لگا آپ کو
مجھ سے کون بچائے گا؟ تو فرمایا: اللہ۔

ایک روایت جو ابو بکر اسماعیلی نے اپنی صحیح میں
روایت کی۔ اس میں ہے کہ اس نے پوچھا تم کو مجھ سے
کون بچائے گا آپ نے فرمایا: اللہ چنانچہ تلوار اس کے
ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ کر فرمایا: تجھے
مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے عرض کیا: آپ بہتر تلوار
پکڑنے والے بنیں فرمایا کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔
اس نے کہا نہیں لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ
سے جنگ میں حصہ نہیں لوں گا اور نہ آپ کے ساتھ

لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ تو آپ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا وہ اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر کہنے لگا میں تمہارے پاس اس شخص کے پاس سے آیا ہوں جو سب سے بہتر ہے۔

قَوْلُهُ: قَفَلَ أَيْ رَجَعَ. وَالْعِصَاهُ الشَّجَرُ الَّذِي لَهُ شَوْكُهُ وَالشُّمْرَةُ يَفْتَحُ السِّنِينَ وَهِيَ الْيَمِيمَةُ: الشَّجَرَةُ مِنَ الطَّلَحِ وَهِيَ الْعِظَامُ مِنْ شَجَرِ الْعِصَاهِ. وَاخْتَوَظَ السَّيْفُ أَيْ سَلَّهُ وَهُوَ فِي يَدِهِ. صَلَّيْنَا أَيْ مَسْلُولًا، وَهُوَ يَفْتَحُ الصَّادِ وَضَوَّهَا.

قَفَلَ: کا معنی ہے لوٹے اور الْعِصَاهُ: کانٹے دار درخت کو کہتے ہیں۔ شُمْرَةُ: سین پر زبرمسم پر پیش کیکر کو کہتے ہیں۔ اخْتَوَظَ السَّيْفُ: کا معنی ہے اس نے بے نیام تلوار اپنے ہاتھ میں لی۔ صَلَّيْنَا اِصَاد کی پیش اور زبر کے ساتھ بے نیام تلوار کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب يدخل الجنة اقوام الفدحهم مثل افئدة الطير ج ۲ ص ۸۴۱، رقم: ۵۲۲۱، مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی ہریرہ ج ۲ ص ۳۲، رقم: ۸۴۱۲، مسند ابی یعلیٰ: مسند ابی ہریرہ ج ۲ ص ۸۰۲، رقم: ۵۸۹۶، مسند ابو داؤد الطیالسی: احادیث عمر بن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۰ ص ۳۱۵، رقم: ۲۲۹۱، اطراف المسند المعتل: احادیث ابوسلمہ بن عبدالرحمن ج ۸ ص ۱۵۸، رقم: ۱۰۶۲۶)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل خاص اور مخلوق سے بے خوفی کہ ایسے نازک موقعہ پر بھی دل میں گھبراہٹ نہ آئی نہایت سکون سے یہ جواب دیا، اس توکل کا نتیجہ وہ ہوا جو یہاں مذکور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔

(برزاق المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۶)

غزوہ غطفان

ربیع الاول ۳ھ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ نجد کے ایک مشہور بہادر و دشور بن الحارث مخاربینے ایک لشکر تیار کر لیا ہے تاکہ مدینہ پر حملہ کرے۔ اس خبر کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فوج لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب دشور کو خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے دیار میں آ گئے تو وہ بھاگ نکلا اور اپنے لشکر کو لے کر پہاڑوں پر چڑھ گیا مگر اس کی فوج کا ایک آدمی جس کا نام حبان تھا گرفتار ہو گیا اور فوراً ہی کلمہ پڑھ کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔

اتفاق سے اس روز زوردار بارش ہو گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے لیٹ کر اپنے کپڑے سکھانے لگے۔ پہاڑ کی بلندی سے کافروں نے دیکھ لیا کہ آپ بالکل اکیلے اور اپنے اصحاب سے دور بھی ہیں، ایک دم دشور

بکلی کی طرح پہاڑ سے اتر کر ننگی شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تلوار بلند کر کے بولا کہ بتائیے اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچالے؟ آپ نے جواب دیا کہ میرا اللہ مجھ کو بچالے گا۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام دم زدن میں زمین پر اتر پڑے اور دشور کے سینے میں ایک ایسا گھونسا مارا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور دشور عین غم میں ہو کر رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ بول اب تجھ کو میری تلوار سے کون بچائے گا؟ دشور نے کانپتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ کوئی نہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی بے کسی پر رحم آگیا اور آپ نے اس کا قصور معاف فرمادیا۔ دشور اس اخلاق نبوت سے بے حد متاثر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں آ کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔

اس غزوہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گیارہ یا پندرہ دن مدینہ سے باہر رہ کر پھر مدینہ آ گئے۔

(المواہب اللدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوہ غطفان، ج ۲، ص ۳۷۸-۳۸۲ ملخصاً)

بعض مورخین نے اس تلوار کھینچنے والے واقعہ کو غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر بتایا ہے مگر حق یہ ہے کہ تاریخ نبوی میں اس قسم کے دو واقعات ہوئے ہیں۔ غزوہ غطفان کے موقع پر سرانور کے اوپر تلوار اٹھانے والا دشور بن حارث محاربہ تھا جو مسلمان ہو کر اپنی قوم کے اسلام کا باعث بنا اور غزوہ ذات الرقاع میں جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تلوار اٹھائی تھی اس کا نام غورث تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ مرتے وقت تک اپنے کفر پر اڑا رہا۔ ہاں البتہ اس نے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کبھی جنگ نہیں کریگا۔

(المواہب اللدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوہ غطفان، ج ۲، ص ۳۸۲ مختصراً)

غزوہ ذات الرقاع

سب سے پہلے قبائل انمار و ثعلبہ نے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لشکر اپنے ساتھ لیا اور ۱۰ محرم ۵ھ کو مدینہ سے روانہ ہو کر مقام ذات الرقاع تک تشریف لے گئے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کا حال سن کر یہ کفار پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے اس لئے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ مشرکین کی چند عورتیں ملیں جن کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گرفتار کر لیا۔ اس وقت مسلمان بہت ہی مفلس اور ننگ دستی کی حالت میں تھے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ سوار یوں کی اتنی کمی تھی کہ چھ چھ آدمیوں کی سواری کے لئے ایک ایک اونٹ تھا جس پر ہم لوگ باری باری سوار ہو کر سفر کرتے تھے پہاڑی زمین میں پیدل چلنے سے ہمارے قدم زخمی اور پاؤں کے ناخن جھڑ گئے تھے اس لئے ہم لوگوں نے اپنے پاؤں پر کپڑوں کے چھتھرے لپیٹ لئے تھے یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع (پیوندوں والا غزوہ) ہو گیا۔ (المواہب اللدیۃ و شرح الزرقانی، باب غزوہ ذات الرقاع، ج ۲، ص ۵۲۶، ۵۲۸) (صحیح بخاری، کتاب

المغازی باب غزوات اربعہ۔ تخریث ۱۳۸۸ھ ص ۵۸

بعض مؤرخین نے کہا کہ چونکہ وہیں کی زمین کے پتھر سفید و سیاہ رنگ کے تھے اور زمین ایسی نثرانی تھی کہ وہ سفید و کالے پتھر ایک دوسرے سے جوڑے ہوئے ہیں، لہذا اس غزوہ کو غزوات اربعہ کہا جانے لگا اور بعض کا قول ہے کہ یہاں پر ایک درخت کا نام ذات اربعہ تھا اس لئے لوگ اس کو غزوات اربعہ کہنے لگے، ہو سکتا ہے کہ یہ ساری باتیں ہوں۔ (المواہب اللدیہ شرح ہجرۃ نبی باب غزوات اربعہ ص ۵۲۵)

مشہور امام سیرت ابن سعد کا قول ہے کہ سب سے پہلے اس غزوہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صوۃ اخوف پڑھی۔ (المواہب اللدیہ شرح ہجرۃ نبی باب غزوات اربعہ ص ۵۲۸، ۵۲۹)

(79) الشَّادِسُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَتَّى تَوْكَلَهُ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الظُّمِرَ تَغْلُوا غَضًا وَتَرْوَحُ بِطَائَا رِوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

چھٹی حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ نے فرمایا: اربعہ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کا حق ہے تو وہ پرندوں کی طرح تمہیں رزق عطا فرمائے گا کہ صبح کو غزوہ پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

مَعْنَاهُ: تَذْهَبُ أَوَّلَ النَّهَارِ غَضًا: أَيْ ضَامِرَةً الْبُطُونِ مِنَ الْجُوعِ وَتَرْجِعُ آخِرَ النَّهَارِ بِطَائَا: أَيْ مُتَمَلِّئَةً الْبُطُونِ.

تَذْهَبُ أَوَّلَ النَّهَارِ غَضًا: اس کا معنی ہے کہ بھوک کی وجہ سے دن بے پیٹ کے ساتھ نکلتے ہیں اور وُتَرْجِعُ آخِرَ النَّهَارِ بِطَائَا: شام کو بھرے پیٹ کے ساتھ سیر ہو کر پلٹتے ہیں۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی باب فی التوکل علی اللہ ج ۱ ص ۱۱۱ رقم ۳۳۳۳ الادب للبطون باب التوکل علی اللہ عزوجل ص ۲۷۴ رقم ۳۳۳۳ سنن ابن ماجہ باب التوکل والیقین ج ۱ ص ۳۳۳ رقم ۳۳۳۳ صحیح ابن حبان باب الورع والتوکل ج ۱ ص ۳۳۳ رقم ۳۳۳۳ مسند ابی یعل مسند عمر بن الخطاب ج ۱ ص ۱۱۱ رقم ۱۱۱۱)

(مطلب یہ ہے کہ پرندے صبح کو اس حالت میں نکلتے ہیں کہ ان کے پیٹ بھوک کی وجہ سے چپے ہوتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ کے ساتھ واپس آتے ہیں۔)

شرح حدیث: اللہ پر توکل کیوں؟

اللہ پر توکل ایمان کی روح اور توحید کی بنیاد ہے، اسباب اختیار کر کے نتیجہ اللہ پر چھوڑنے کا نام توکل ہے، بعض

حضرات ہاتھ پر ہاتھ دھرے اسباب اختیار کئے بغیر اللہ پر توکل کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں، اس قسم کے توکل کا شریعت نے حکم نہیں دیا ہے، قرآن میں ایسی تعلیم ہرگز نہیں ہے، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایسی کوئی تعلیم دی ہے۔ اس بات پر قرآنی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ عظام اور سلف صالحین امت کے واقعات شاہد عدل ہیں۔

صرف تقدیر ہی پر بھروسہ کر لینا درست نہیں کیونکہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! پھر عمل کس لئے کریں، کیا ہم اپنی تقدیر ہی پر بھروسہ نہ کر لیں (یعنی توکل نہ کر لیں)؟ تو محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ عمل کرو، کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان کر دیا جاتا ہے۔

کامل توکل ہو تو جنگل میں بھی رزق مل جاتا ہے

حضرت سیدنا ابوالبراہیم یمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم چند رفقاء حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی ہمراہی میں سمندر کے قریب ایک وادی کی طرف گئے۔ ہم سمندر کے کنارے کنارے چل رہے تھے کہ راستے میں ایک پہاڑ آیا جسے جبل کفر فیر کہتے ہیں۔ وہاں ہم نے کچھ دیر قیام کیا اور پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک گھنا جنگل آیا جس میں بکثرت خشک درخت اور خشک جھاڑیاں تھیں، شام قریب تھی، سردیوں کا موسم تھا۔ ہم نے حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں عرض کی: حضور! اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج رات ہم ساحل سمندر پر گزار لیتے ہیں۔ یہاں اس قریبی جنگل میں خشک لکڑیاں بہت ہیں۔ ہم لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کر لیں گے اس طرح ہم سردی اور درندوں وغیرہ سے محفوظ رہیں گے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔ چنانچہ ہمارے کچھ دوستوں نے جنگل سے خشک لکڑیاں اکٹھی کیں اور ایک شخص کو آگ لینے کے لئے ایک قریبی قلعے کی طرف بھیج دیا، جب وہ آگ لے کر آیا تو ہم نے جمع شدہ لکڑیوں میں آگ لگا دی اور سب آگ کے ارد گرد بیٹھ گئے اور ہم نے کھانے کے لئے روٹیاں نکال لیں۔ اچانک ہم میں سے ایک شخص نے کہا: دیکھو ان لکڑیوں سے کیسے انگارے بن گئے ہیں، اے کاش! ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ہم اسے ان انگاروں پر بھون لیتے۔ حضرت سیدنا ابراہیم ابن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اس کی یہ بات سن لی اور فرمانے لگے: ہمارا پاک پروردگار عز وجل اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں اس جنگل میں تازہ گوشت کھلائے۔

ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بات فرمائی رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے شیر نمودار ہوا جو ایک فریبہ ہرن کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ ہرن کا رخ ہماری ہی طرف تھا۔ جب ہرن ہم سے کچھ فاصلے پر رہ گیا تو شیر نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس کی گردن پر شدید حملہ کیا جس سے وہ تڑپنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اٹھے اور اس

ہرن کی طرف لپکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آتا دیکھ کر شیر ہرن کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یہ رزق اللہ عزوجل نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم نے ہرن کو ذبح کیا اور اس کا گوشت انگاروں پر بھون بھون کر کھاتے رہے اور شیر و دربیٹھا ہمیں دیکھتا رہا۔ اسی طرح ہماری ساری رات گزر گئی۔ سچ ہے کہ جو اس پاک ذات پر کامل یقین رکھتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ (مؤمن النکایات مؤلف امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(80) السَّابِعُ: عَنْ أَبِي عَمَّارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ

عَارِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا فَلَانُ، إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فَرَاشِكَ، فَقُلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أُنْزِلَتْ، وَكَلِمَتِكَ الَّتِي أُرْسِلَتْ، فَإِنَّكَ إِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ خَيْرًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ، عَنْ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتَ مَضْجِعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلْ: وَذَكَرَ نَحْوَهُ ثُمَّ قَالَ: وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ.

ساتویں حدیث: حضرت ابو عمارہ براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں جب تم سونے کے لئے بستر پر لیٹو تو یہ کہو اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا میں اپنا چہرہ تیرے لئے جھکا تا ہوں اور میں نے اپنا معاملہ تیری طرف سپرد کیا اور تجھ کو اپنا پشت پناہ بنایا ڈر اور شوق اور جو تیری طرف سے ہے تجھ سے بڑھ کر کوئی پناہ کی جگہ نہیں صرف تیری طرف ہی نجات و پناہ کا مقام ہے میں تیری نازل کردہ کتاب پر ایمان لایا اور تیرے نبی پر جن کو تو نے معبود فرمایا اگر تیری موت اس رات میں آگئی تو تیری موت فطرت اسلام پر آئی اور اگر صبح کی تو تُو نے بھلائی اور ثواب کو پالیا۔ (متفق علیہ) صحیحین میں حضرت براء کی ایک روایت میں الفاظ یوں بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: (اے براء) جب اپنے بستر پر سونے کے لئے جاؤ تو نماز جیسا وضو کرو پھر دائیں پہلو پر لیٹ کر یوں کہو اوپر والی عبارت کی طرح ذکر کیا پھر فرمایا اس کو سونے سے پہلے سب سے آخر میں کہو۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب فضل من ہات علی الوضوء: ج ۱ ص ۵۸، رقم: ۲۲۴، صحیح مسلم: باب ما یقول عند النوم واخذ المذبح ج ۱ ص ۴۴، رقم: ۴۰۴، الاصاب للبیہقی: باب کیف یدام وما یقول عند النوم: ص ۳۰۶، رقم: ۶۷، سنن ابن ماجہ: باب ما یدعو بہ اذا اوی الی فراشه ج ۲ ص ۱۲۵، رقم: ۳۸۶، مسند امام احمد بن حنبل: مسند البراء بن عازب رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۳۰۰، رقم: ۱۸۶۴۴)

شرح حدیث: با وضو سونے کا ثواب

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم المرسلین، رُحْمَةُ الْعَالَمِينَ، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراب السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو با وضو اللہ عز و جل کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بستر کی طرف آئے یہاں تک اس پر غنودگی چھا جائے تو وہ رات کی جس گھڑی میں بھی اللہ عز و جل سے دنیا اور آخرت کی جو بھلائی طلب کریگا اللہ عز و جل اسے وہ بھلائی عطا فرمادے گا۔

(سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ۹۲، رقم ۳۵۳۷، ج ۵، ص ۳۱۱)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، خزان جو و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص با وضو رات گزارتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پہلو میں رات گزارتا ہے، جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے، اے اللہ عز و جل! اپنے فلاں بندے کی مغفرت فرمادے کہ اس نے با وضو رات گزاری ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، رقم ۱۰۴۸، ج ۲، ص ۱۹۳)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجدار، سلطان مہر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ جو مسلمان با وضو سونے پھر جب وہ رات میں بیدار ہو اور اللہ عز و جل سے دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ عز و جل اسے وہ بھلائی عطا فرمادے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النوم علی طہارۃ، رقم ۵۰۴۲، ج ۴، ص ۴۰۳)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار و الانبیا، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اپنے اجسام کو خوب پاک رکھا کرو اللہ عز و جل تمہیں پاک فرمادے گا کیونکہ جو شخص پاک رہتے ہوئے رات گزارتا ہے تو اس کے پہلو میں ایک فرشتہ بھی رات گزارتا ہے اور رات کی کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی جس میں وہ یہ دعا نہ کرتا ہو، اے اللہ! اپنے بندے کی مغفرت فرمادے کیونکہ یہ با وضو سونے کا ہے۔ (طبرانی اوسط، رقم ۵۰۸۷، ج ۴، ص ۲۶)

جب تم بستر پر لیٹنے لگو

حضرت سیدنا سہل تستری علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میری عمر تین سال تھی اور میں رات کو اٹھ کر اپنے ماموں حضرت سیدنا محمد بن محمد بن سوار علیہ رحمۃ اللہ الوحاب کو خلوت میں نماز پڑھتے دیکھتا تھا۔ ایک دن میرے ماموں نے مجھ سے پوچھا: کیا تو اس اللہ عز و جل کو یاد نہیں کرتا جس نے تجھے پیدا کیا؟ میں نے پوچھا: میں اسے کس طرح یاد کروں؟ انہوں نے فرمایا: جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو تین بار زبان کو حرکت دیئے بغیر محض دل میں یہ

کلمات کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَآلِ نَبِيِّكَ عَلٰى سَلَامٍ یعنی اللہ عز و جل میرے ساتھ ہے، اللہ عز و جل مجھے دیکھ رہا ہے اور اللہ عز و جل میرا گواہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے چند راتیں یہ کلمات پڑھے پھر انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: ہر رات سات مرتبہ پڑھو۔ میں نے انہیں پڑھا پھر انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: ہر رات گیارہ مرتبہ یہ کلمات پڑھو۔ میں نے اسی طرح پڑھا، تو میرے دل میں اس کی لذت پائی گئی، جب ایک سال گزر گیا تو میرے ماموں نے مجھ سے فرمایا: میں نے جو کچھ تمہیں سکھایا ہے اسے یاد رکھو اور قبر میں جانے تک ہمیشہ پڑھتے رہنا، تمہیں دنیا و آخرت میں نفع دے گا۔ میں نے کئی سال تک ایسا کیا تو اپنے اندر اس کا مزہ پایا پھر ایک دن میرے ماموں نے فرمایا: اے بھل! اللہ عز و جل جس شخص کے ساتھ ہو، اسے دیکھتا ہو اور اس کا گواہ ہو، وہ اس کی نافرمانی کیسے کر سکتا ہے؟ گناہ سے بچو۔ میں تنہائی میں یہ ذکر کرتا رہا پھر انہوں نے مجھے مکتب میں بھیجا، تو میں نے عرض کی: مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے ذکر میں خلل نہ آجائے۔ چنانچہ انہوں نے استاد صاحب سے یہ شرط مقرر کی، کہ میں ان کے پاس جا کر صرف ایک گھنٹہ پڑھوں گا، پھر لوٹ آؤں گا، میں مکتب جاتا رہا اور قرآن مجید حفظ کر لیا، اس وقت میری عمر چھ، سات سال تھی، میں روزانہ روزہ رکھتا، بارہ سال تک میں جو کی روٹی کھاتا رہا، تیرہ سال کی عمر میں مجھے ایک مسئلہ پیش آیا، میں نے گھر والوں سے کہا: مجھے بصرہ بھیج دو تا کہ میں وہاں کے علماء سے اس کے بارے میں دریافت کروں لیکن ان میں کسی نے مجھے شافی جواب نہ دیا، پھر میں عبادان کی طرف نکلا۔

میں نے وہاں پر حضرت سیدنا ابو حنیفہ بن عبد اللہ عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی بزرگ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے مجھے قابل اطمینان جواب دیا، میں ان کے پاس ٹھہر گیا، ان کے کلام سے نفع حاصل کرتا اور آداب سیکھتا رہا، پھر میں تستر کی طرف آ گیا، میں نے اپنی روزی کا انتظام یوں کیا کہ میرے لئے ایک درہم کے ایک فرق (چار کلو) جو خریدے جاتے، انہیں پس کر روٹی پکائی جاتی، میں ہر رات سحری کے وقت ایک اوقیہ روٹی کھاتا جو نمک اور سالن کے بغیر ہوتی، چنانچہ ایک درہم مجھے سال بھر کے لئے کافی ہو جاتا پھر میں نے ارادہ کیا، کہ تین دن مسلسل روزہ رکھوں گا، پھر افطار کروں گا پھر پانچ دن، پھر سات دن اور پھر پچیس دن کا مسلسل روزہ رکھا اور بیس سال تک میرا یہی معمول رہا۔ پھر میں زمین میں سیر و سیاحت کے لئے نکلا، پھر تستر واپس لوٹ آیا اور میں ساری رات قیام کرتا تھا۔ اللہ عز و جل جو قوی اور کریم ہے وہی اس کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ (باب الاحیاء صفحہ ۲۱۸)

ستر پر آ کر پڑھے جانے والے وظائف کا ثواب

اللہ عز و جل فرماتا ہے،

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ

ترجمہ کنز الایمان: جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔ (پ 4، آل عمران: 191)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو با وضو اپنے بستر پر آئے پھر اللہ عزوجل کا ذکر کرے یہاں تک کہ اس پر غنودگی چھا جائے تو رات کی جس گھڑی میں وہ اللہ عزوجل سے دنیا و آخرت کی جو بھلائی مانگے گا اللہ عزوجل اسے وہ بھلائی عطا فرمادے گا۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب (۱۰۱) رقم ۳۵۳، ج ۵، ص ۳۱۱)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب آدمی بستر پر آتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کے پاس آ جاتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے کہ اپنے دن کا اختتام کسی اچھے عمل پر کرو۔ اور شیطان کہتا ہے کہ اپنے دن کا اختتام کسی برے عمل پر کرو۔ تو اگر وہ اللہ عزوجل کا ذکر کر کے سوتا ہے تو فرشتہ رات بھر اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ اپنے دن کا آغاز اچھے عمل سے کرو۔ جبکہ شیطان کہتا ہے کہ اپنے دن کا آغاز کسی برے عمل سے کرو۔ تو اگر وہ بندہ یہ پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَزَقَنَا نَفْسِي وَلَمْ يُخَيِّتْهَا فِي مَنَآمِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُنَمِّسُكَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنْ تَزُولَا وَلَكِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ قَدْ بَعِدَ اِلَهُ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُنَمِّسُكَ السَّمَاءُ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُحْيِي الْمَوْتِي وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ترجمہ: تمام خوبیاں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے میری جان مجھے لوٹا دی اور اسے نیند کی حالت میں موت نہ دی، تمام خوبیاں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو روکے ہوئے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کرے اس اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے اللہ کے سوا بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے، تمام خوبیاں اس اللہ کے شایاں ہیں جو روکے ہوئے ہے آسمان کو کہ زمین پر نہ گر پڑے مگر اس کے حکم سے، تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں جو مردوں کو جلاتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور پھر بستر سے گر کر اسکا انتقال ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب النوافل، باب الترغیب فی کلمات... الخ، رقم ۹، ج ۱، ص ۲۲۵)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سرابج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو اپنے بستر پر آتے وقت تین مرتبہ یہ پڑھ لے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَالتَّوْبُ اِلَيْهِ ترجمہ: میں اس اللہ عزوجل سے بخشش چاہتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور قیوم ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، اگرچہ درختوں کے پتوں کے برابر ہوں، اگرچہ ٹیلوں کی ریت کے ذرات کے برابر ہوں، اگرچہ دنیا کے ایام کے برابر ہوں۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب (۱۷) رقم ۳۳۰۸، ج ۵، ص ۲۵۵)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا، دو خصلتیں ایسی ہیں جو مسلمان ان پر بیشکلی اختیار کرے گا جنت میں داخل ہوگا اور دونوں بہت ہی آسان ہیں۔ عمل کرنے والے نہایت قلیل ہیں ہر نماز کے بعد **سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَكْثَرُ دَسْ** مرتبہ کہے یہ زبان پڑھ رہے ہیں اور میزان میں پندرہ سو ہیں اور جب وہ اپنے بستر پر جائے تو **سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ** تینتیس تینتیس مرتبہ اور **اللَّهُ أَكْثَرُ** چونتیس مرتبہ پڑھ لے یہ زبان پڑھ رہے ہیں اور میزان میں ایک ہزار ہیں میں نے کئی مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے کہ اپنی انگلیوں پر شمار کرتے دیکھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آسان عمل کرنے والے قلیل (کم) کیوں ہیں؟ فرمایا، تم میں سے کسی کے پاس شیطان اس کے بستر پر آتا ہے اور یہ کلمات پڑھنے سے پہلے اس کو سنا دیتا ہے اور اس کی نماز میں آتا ہے اور یہ کلمات پڑھنے سے پہلے اسے کوئی حاجت یاد دلا دیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوازل، رقم ۵، ج ۱، ص ۲۲۳)

آٹھویں حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی اتیسی سے روایت ہے آپ اور آپ کے والدین صحابی ہیں میں نے مشرکین کے قدموں کی طرف دیکھا جب ہم غار میں تھے اور وہ ہمارے سروں پر تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں سے دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا تو آپ نے فرمایا: اے ابو بکر ان دو کے بارے تیرا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیرا اللہ ہے۔ (متفق علیہ)

(81) الْقَامُونَ: عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ عَنِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرٍ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ الْقُرَشِيِّ النَّجَاشِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَهُوَ وَآبَاؤُهُ وَأُمَّهُ صَاحِبَةٌ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ وَهُمْ عَلَى رُؤُوسِنَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَكَبَّرْنَا. فَقَالَ: مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِالنَّاسِ الَّذِينَ تَالِيَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب قوله: تَالِيَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، ج ۲، ص ۶۶، رقم: ۴۶۶، صحیح مسلم، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۶۶، رقم: ۴۶۶، مسند ابی بکر للمروزی، ص ۶، رقم: ۶، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت) سنن ترمذی، سورۃ العوبۃ، ج ۲، ص ۲۸، رقم: ۲۰۹۱، انصار مکة للفاکھی، ذکر جہل ثور وفضله، ج ۱، ص ۱۱، رقم: ۲۳۸)

شرح حدیث: اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

حضرت صدیق اکبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگوب تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں بایں الفاظ

نقل فرمایا: اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ اس واقعہ میں حضرت صدیق اکبر کے چند فضائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ انہیں حضور کا ثانی اثنین، پھر انہیں تیسرا کون کرے حضور کے بعد درجہ اس ثانی کا ہے۔ دوسرے یہ کہ انہیں حضور کا صحابی فرمایا گیا: لِصَاحِبِهِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ تیسرے یہ کہ انہیں یار غار یعنی حضور کا گہرا دوست غار کا ساتھی کہا گیا آج بھی کہتے ہیں فلاں میرا یار غار ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور انور نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جیسے اپنے حبیب کے ساتھ ہے ویسے ہی جناب صدیق کے ساتھ بھی ہے یعنی جو ان دونوں کے دامن سے الگ ہوا اللہ اس کے ساتھ نہیں۔ خیال رہے کہ اللہ تالٹھما کہنا عین ایمان ہے اور ان اللہ ثالث ثلثہ کہنا عین کفر ہے یعنی خدا کو نسبت کرونا قصہ عدد کی طرف نہ کہ برابر عدد کی طرف جیسے وہو رابعہم اور وہو ثالثہم رب کو قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ (مرقات) یہ واقعہ اس لیے معجزہ بنا کہ حضور کی خبر کے مطابق کفار ان دونوں حضرات کو نقصان نہ پہنچا سکے، مکاری کے جالے اور کبوتری کے انڈے کے ذریعہ رب نے ان دونوں جانوں کو کفار سے بچالیا۔ (مرقات) پھر حضرت صدیق اکبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب کچھ کہتے رہے مگر ان کی آواز کفار نے نہیں سنی اور کفار کی آوازیں غار میں جناب صدیق سنتے رہے یہ بھی معجزہ ہے۔ (مزاۃ الناجح، ج ۷، ص ۱۲۶)

غار ثور

ہجرت کی رات حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام حذور کے پاس کھڑے ہو گئے اور بڑی حسرت کے ساتھ کعبہ مکرمہ کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شہر مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا اور کسی جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ہی قرارداد ہو چکی تھی، وہ بھی اسی جگہ آ گئے اور اس خیال سے کہ کفار ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں پھر یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے نازک زخمی ہو گئے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات غار ثور پہنچے۔ (مدارج النبوة، بحث غار ثور ج ۲، ص ۵۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی اور اپنے کپڑوں کو پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یار غار کے پاؤں میں کانٹا۔ مگر جاں نثار نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلل نہ پڑ جائے۔ مگر درد کی شدت سے یار غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار پر ٹپک رہے تھے۔ جس سے رحمت عالم بیدار

ہو گئے اور اپنے یار غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔ پوچھا ابو بکر کیا ہوا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا، جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا اور زخم بھی اچھا ہو گیا۔ تین رات حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غار میں رونق افروز رہے۔ کفار مکہ نے آپ کی تلاش میں مکہ کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ٹوٹک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر حفاظت خداوندی کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالاتن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے یہ منظر دیکھ کر کفار آپس میں کہنے لگے کہ اگر اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالاتنی، نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرا گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

مت گھبراؤ، خدا ہمارے ساتھ ہے۔ (پ 10، التوبہ: 40)

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکینہ اتر پڑا کہ وہ بالکل ہی مطمئن اور بے خوف ہو گئے اور چوتھے دن یکم ربیع الاول دوشنبہ کے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غار سے باہر تشریف لائے اور مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔

(82) الثَّاسِعُ: عَنْ أَمْرِ الْمُؤْمِنِينَ أَمْرٌ سَلَّمَ
وَأَسْمُهَا هِنْدُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ حُذَيْفَةَ التَّمُزُومِيَّةُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ
عَلَى اللَّهِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ
أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ
عَلَيَّ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ
وَعَنْهُمَا بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ:
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ.

نویں حدیث: اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت اُمّ سلمہ ان کا
نام ہند بنت ابی امیہ حذیفہ مخزومیہ ؓ ہے سے روایت
ہے کہ نبی اکرم ؐ جب گھر سے باہر نکلتے کہتے اللہ کے
نام ساتھ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا، اے اللہ! میں
تیرے ساتھ اس بات سے پناہ پکڑتا ہوں کہ میں گمراہ ہو
جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں پھسلوں پا پھسلا یا جاؤں ظلم
کروں یا ظلم کیا جاؤں جاہل بنوں یا مجھ پر کوئی جاہل بنے
(یعنی مجھ سے کوئی جاہلانہ سلوک کرے)۔ یہ حدیث صحیح
ہے اسے امام ترمذی اور ابوداؤد نے صحیح اسانید کے ساتھ
روایت کیا۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
یہ الفاظ حدیث ابوداؤد کے ہیں۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی) باب ما یقول اذا خرج من بیتہ ج ۲ ص ۲۸۶ رقم: ۳۲۲۴ سنن ابوداؤد باب ما یقول
الرجل اذا خرج من بیتہ ج ۲ ص ۲۸۶ رقم: ۵۰۹۶ المعجم الکبیر للطبرانی من اسمہ عامر بن شراحیل عن ام سلمة ج ۱۲ ص ۲۱۰

راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنا

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا راستے سے کانٹے دار شاخ کو ہٹا دیا وہ کسی درخت کی شاخ تھی تو اس نے اسے کاٹ دیا یا پھر وہ راستے میں پڑی ہوئی تھی اور اس نے اسے راستے سے ہٹا دیا تو اللہ عزوجل کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اس کی مغفرت فرمادی۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الملة الاذی عن الطریق، رقم ۵۲۳۵، ج ۳، ص ۳۶۲)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راستے میں پڑا ہوا ایک درخت لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔ ایک شخص نے اسے لوگوں کے راستے سے ہٹا دیا تو رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں اس درخت کے سائے میں لیٹے ہوئے دیکھا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، رقم ۱۲۵۷۲، ج ۳، ص ۳۰۹)

(83) الْعَاشِرُ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ - يَغْنَى: إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ -: بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، يُقَالَ لَهُ: هُدَيْتَ وَكُفِّيتَ وَوُقِّيْتَ، وَتَنَجَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُمْ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ، زَادَ أَبُو دَاوُدَ: فَيَقُولُ: يَغْنَى: الشَّيْطَانُ - لِلشَّيْطَانِ آخَرٌ: كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ؟

دسویں حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گھر سے باہر نکلتے ہوئے کہا اللہ کا نام لیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کرنا اللہ کی مدد سے ہی ہے تو اس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت دی گئی تیری کفایت کی گئی تجھے بچایا گیا تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوداؤد کا یہ اضافہ ہے کہ ایک شیطان دوسرے شیطان سے کہتا ہے تو ایسے شخص کو کیسے گمراہ کرے گا جو ہدایت دیا گیا۔ اسے کفایت کی گئی اور بچایا گیا۔

تخریج حدیث: (سنن ابوداؤد، باب ما یقول الرجل اذا خرج من بیتہ، ج ۳، ص ۲۸۷، رقم: ۵۰۹۷، سنن ترمذی، باب ما یقول اذا خرج من بیتہ، ج ۲، ص ۲۸۸، رقم: ۲۲۲۶، الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین، ص ۲۸۷، رقم: ۲۲۸، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، ص ۱۰۷، رقم: ۱۰۷، جامع الاصول لابن الدیر، الفصل الخامس فی ادعیۃ الخروج من البیتہ، ج ۲، ص ۲۲۷، رقم: ۲۲۷۰)

شرح حدیث: گھر سے نکلتے وقت پڑھی جانے والی دعائیں

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب آدمی گھر سے نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ کہتا ہے تو اس سے

کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے لئے کافی ہے تجھے ہدایت دی گئی اور تیری کفایت کی گئی تو بچ گیا۔ اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فیما یقول اذا فرج...، ج ۲، رقم ۳۰۴)

ایک روایت میں ہے کہ اس وقت اس سے کہا جاتا ہے کہ تو ہدایت پا گیا اور تجھے ہدایت دے دی گئی اور کفایت پا گیا۔ تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اس شیطان سے دوسرا شیطان کہتا ہے کہ تو اس شخص کا اب کچھ نہیں کر سکتا جسے کفایت کی گئی اور جو ہدایت پا گیا اور بھالیا گیا۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا فرج من بؤس، رقم ۵۰۹۵، ج ۲، ص ۳۲۰)

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قراقرظ دسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعیت نرول سکینہ، فیض منجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو مسلمان گھر سے سفر یا کسی اور ارادے سے نکلے پھر یہ دعا پڑھے اَمَلْتُکَ بِاَللّٰہِ اَعْتَصَمْتُکَ بِاَللّٰہِ تَوَكَّلْتُکَ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاَللّٰہِ ترجمہ: میں اللہ پر ایمان لایا، میں نے اللہ کے سہارے کو مضبوطی سے تھاما، اللہ پر بھروسہ کیا کہ نیکی کی توفیق اور برائی سے بچنے کی قوت اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہے۔ تو وہ اپنے اس ارادے میں بھلائی پائے گا۔ (مسند امام احمد، مسند عثمان بن عفان، رقم ۱۷۱، ج ۱، ص ۱۳۳)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَخْشَیْ هَذَا قَبَائِلِیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشْرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَاءً سَخَطِکَ وَابْتِغَاءً مَّرَضَاتِکَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تُغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے سائلین کے اس حق کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو تیرے ذمہ کرم پر ہے اور اپنے اس چلنے کے حق کے وسیلے سے مانگتا ہوں کیونکہ میں تکبر کرنے، اترانے اور دکھاوے کے لئے نہیں نکلا بلکہ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا چاہنے کے لئے نکلا ہوں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے جہنم سے پناہ دیدے اور میرے گناہ بخش دے کیونکہ گناہ تو ہی مٹاتا ہے۔ تو اللہ عزوجل اس پر نظر رحمت فرماتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اسکے لئے دعا کے مغفرت کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعت، باب المشی الی الصلاۃ، رقم ۷۷۸، ج ۱، ص ۳۲۸)

(84) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: وَعَنْ اَبِی رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ اَخْوَانِیْ عَلَی عَہْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اَحَدُهُمَا یَاْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاُخَرُ یَعْتَرِفُ فَمَشَا الْمُعْتَرِفُ اَخَاهُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَعَلَّکَ تُرَزِّیْ بِہٖ . رَوَاهُ الرَّؤْمِیُّ بِإِسْنَادٍ صَوِیحٍ عَلَی شَرْطِ

گیارہویں حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس (طبری) میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہتا اور دوسرا کاروبار کرتا اس کاروبار کرنے والے نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں

مُسْلِمٌ. يَخْتَارُ: يَكْتَسِبُ وَيَكْتَسِبُ.

رزق اس کی وجہ سے ملتا ہوا امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح مسلم کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔
يَخْتَارُ: کا معنی ہے کاروبار کرنا۔ اسباب بنانا۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی: باب فی التوکل علی اللہ: ج ۲ ص ۱۸۹ رقم: ۲۲۲۸ المستدرک للحاکم کتاب العلم ج ۱ ص ۱۲۰ رقم: ۲۲۰ مسند الروای: مسند انس بن مالک ص ۳۱۴ رقم: ۱۳۸۹ المدخل الی السنن الکبریٰ باب العلم الخاص الذی لہ تکلفہ العامة ص ۱۳۲ رقم: ۲۲۸ جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر ص ۱۳۹ رقم: ۲۲۲)

شرح حدیث: حکیم الأمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی تو اسے علم دین سیکھنے دے اس کا خرچہ تو برداشت کیے جا اللہ تعالیٰ اس کا رزق تیرے دسترخوان پر بھیجے گا، تجھے برکتیں ہوں گی۔ اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بعض لوگوں کا اپنے کو علم دین کے لیے وقف کر دینا سنت صحابہ ہے۔ عالم دین بننا فرض کفایہ ہے، بقدر ضرورت علم دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ دوسرے یہ کہ ان طالب علموں کا خرچ مسلمانوں کو اٹھانا چاہیے ان شاء اللہ اس میں بڑی برکت اور بڑا ثواب ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے غریب قرابت داروں کی مدد کرنا بڑی برکت کا باعث ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِذَا الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّبِيلَ** اور جب ایک شخص غریب بھی ہو، قرابت دار بھی اور طالب علم بھی اس پر خرچہ کرنا نور علی نور ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور کا لعل فرمانا شک کے لیے نہیں، کریموں کی شاید بھی یقینی بلکہ حق الیقینی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے **وَهَلْ تَرِزِقُونَ إِلَّا بِضَعْفٍ** کم وہ حدیث اس فرمان عالی کی شرح ہے۔ (بزاء الناجح، ج ۷، ص ۱۳۹)

فرض عین، فرض کفایہ، محمود اور مذموم علوم کا بیان

اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عَزَّ وَجَلَّ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ** ترجمہ: ہر مسلمان پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث ۲۲۳، ص ۲۴۹)

ہر بالغ مسلمان پر صرف کلمہ توحید و رسالت کی شہادت اور اس کا معنی و مفہوم سمجھنا ضروری ہے، اس کے احکام کو دلائل کے ساتھ جاننا لازمی نہیں پس بغیر شک و شبہ کے اس کا اعتقاد رکھنا ہی کافی ہے اگرچہ یہ بات تقلید سے حاصل ہو۔

عرب کے ان پڑھ جب اسلام قبول کرتے تو حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ باہمی معاملہ فرماتے، پھر وہ مستقل طور پر پیش آنے والے احکام الہی کو سیکھنے میں مشغول ہو جاتے جیسے نماز، روزہ۔ پس نماز کی عمر میں وہ نماز سیکھتے اور فرض ہونے سے پہلے اس کے لئے تیار ہو جاتے اور اسی طرح روزہ ہے۔

مسلمان ہونے کے بعد سال گزرنے تک اگر وہ اتنے مال کا مالک رہتا ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے تو اس پر زکوٰۃ کا علم

ماصل كرنا فرض هٲ اور اسٲ بقدر ضرورت سٲكھنا فرض هٲ اور اسی طرء ءء كٲ فرض هونٲ سٲ آكاه هونا بھى ضرورى هٲ لٲكن ءس طرء فوراً ءء اءا كرنا ضرورى نھى اسی طرء ءء كا علم سٲكھنا بھى فوراً ضرورى نھى اور پھر بقدر حاجت ان ءیزوں كا علم ماصل كرنا بھى واءب هٲ ءو كھنا هوں كٲ ترك سٲ متعلق هوں۔

پھر اكر اسٲ اٲنٲ اعتقادات میں شك هوتا ءنا علم ماصل كرنا اور غور و فكر كرنا ضرورى هٲ ءس سٲ اس كا شك ءور هو ءائٲ۔ اسی طرء اس علم كا ماصل كرنا بھى فرض هٲ ءس سٲ هلاكت میں ڈالنے ءالى ءیزوں سٲ نءات ماصل هو اور ءرجات میں بلنءى هو۔ اس كٲ علاوہ ءىكر علوم كا سٲكھنا فرض كفاىٲ هٲ فرض عین نھى۔

معلوم هوا كٲ علوم كٲ ءرجات كا تعین علم آءرت سٲ قرب اور ءورى كى بناء پر هٲ ءس طرء عموم شرعیہ ءىكر علوم سٲ افضل هیں اسی طرء حقائق شریعت سٲ تعلق ركھنے والا ظاہرى علم احكام سٲ تعلق ركھنے والٲ علم سٲ افضل هٲ پس فقیہ ظاہرى طور پر احكام كٲ صحء و غلط هونٲ كٲ متعلق ءتا هٲ ءبكه ايك علم اس كٲ علاوہ هٲ ءو عبادت كٲ قبول هونٲ یارء كٲ ءانٲ كى وضاحت كرنا هٲ اور وہ صوفیاء كرام كا علم هٲ۔ (لٲاب الٲخیا، صفء ٲ٥)

راہ علم كى مشقتوں میں صبر پر انعام

ءضرت سیدنا ابوالءسن فقیہ صفار علیہ رءمة اللہ الغفار فرماتٲ هیں: ہم مشهور محدث ءضرت سیدنا ءسن بن سفیان النسوى علیہ رءمة اللہ القوى كى ءءمت با بركت میں رها كرتٲ تھے، آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ كى علیت كا ڈكك ملك بھر میں ءء رها تھا، لوگ ءءصیل علم كٲ لئٲ ءور ءراز سٲ سفر كر كٲ آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ كى ءءمت میں ءاضر هوتٲ اور آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ سٲ اءاءیث سن كر لكھ لیتٲ، الغرض آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ اٲنٲ ءور كٲ مشهور ءمعروف محدث اور فقیہ تھے اور آپ كٲ كا شانہ اطھر پر طالب علموں كا ءجوم لكار هتا اور آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ ان علم ءین كٲ متوالوں كو اءاءیث مبارك كھواتٲ اور انھیں فقہ كٲ مسائل سٲ آكاه كرتٲ۔

ایك مرتبہ ءب ہم آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ كى ءءلس علم میں ءاضر هوسٲ تو آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ نٲ ءءیث لكھوانٲ كى ءءائٲ لوگوں سٲ فرمایا: پہلٲ آء تم لوگ ءوء سٲ میرى بات سنو اس كٲ بعء تمھیں ءءیث لكھواؤں كا، تمام لوگ بڑى ءوء سٲ آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ كى بات سننے لگٲ، آپ رءمة اللہ تعالىٰ علیہ نٲ فرمایا: اے ءین كا علم سٲكھنے كٲ لئٲ ءور ءراز سٲ سفر كى صعوبتیں اور تكالیف ءھیل كر آنٲ والو! بٲ شك میں ءانتا هوں كٲ تم ءوب ناز و نعم میں پئٲ هو اور اہل فضیلت میں سٲ هو، تم نٲ ءین كى ءاطراٲنٲ اہل ءعیال اور وطنوں كو ءھوڑا (یہ یقیناً تمھارى قربانى هٲ) لٲكن ءبرءار! تمھارٲ سٲ ءل میں ہرگز یہ ءیال نہ آئٲ كٲ تم نٲ ءو سفر كى مشقتیں اور تكالیف برءاشت كى ہیں اور ءصول علم ءین كٲ لئٲ اٲنٲ اہل ءعیال سٲ ءورى اءتیار كى هٲ اور بہت سی ءواہشوں كو قربان كیا مكر ان تمام مشكلات پر صبر كر كٲ تم نٲ علم ءین سٲكھنے كا ءق اءا نھیں كیا كیونكہ تمھارى تكلیفیں ءین كى راہ میں بہت كم ہیں۔ آء میں تمھیں اٲنٲ زمانہ طالب علمى كى كچھ تكالیف سناتا هوں تا كہ

تمہیں بھی تکالیف پر صبر کرنے کی ہمت و رغبت ملے۔

سنو! جب مجھے علم دین سیکھنے کا شوق ہوا تو اس وقت میں عالم شباب میں تھا، میری شدید خواہش تھی کہ میں حدیث و فقہ کا علم حاصل کروں۔ چنانچہ ہم چند دوست حصول علم دین کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور ہم نے ایسے اساتذہ اور محدثین کی تلاش شروع کر دی جو اپنے دور کے سب سے زیادہ ماہر حدیث اور سب سے بڑے فقیہ اور حافظ الحدیث ہوں، بڑی تلاش کے بعد ہم اس زمانے کے سب سے بڑے محدث کے پاس پہنچے وہ ہمیں روزانہ بہت کم تعداد میں احادیث اِطاء کرواتے (یعنی لکھواتے) وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ مدت طویل ہو گئی اور ہمارا ساتھ لایا ہوا نان و نفقہ بھی ختم ہونے لگا۔ جب سب کھانا وغیرہ ختم ہو گیا تو ہم نے اپنے زائد کپڑے اور چادریں وغیرہ فروخت کیں اور کچھ کھانا وغیرہ خریدا پھر جب وہ بھی ختم ہو گیا تو فاقوں کی نوبت آ گئی۔ ہم سب دوست ایک مسجد میں رہا کرتے تھے، کوئی ہماری مشقتوں اور تکالیف سے واقف نہ تھا اور نہ ہی ہم نے کبھی اپنی تنگدستی اور غربت کی کسی سے شکایت کی، ہم صبر و شکر سے علم دین حاصل کرتے رہے، اب ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ رہا بالآخر ہم نے تین دن اور تین راتیں بھوک کی حالت میں گزار دیں۔ ہماری کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ ہم حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ چوتھے دن بھوک کی وجہ سے ہماری حالت بہت خراب تھی، ہم نے سوچا کہ اب ہم ایسی حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ ہمیں سوال کرنا جائز ہے کیوں نہ ہم لوگوں سے اپنی حاجت بیان کریں تاکہ ہمیں کچھ کھانے کو مل جائے لیکن ہماری خودداری اور عزت نفس نے ہمیں اس پر آمادہ نہ ہونے دیا کہ ہم لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور اپنی پریشانی ان پر ظاہر کریں، ہم میں سے ہر شخص اس بات سے انکار کرنے لگا کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے لیکن حالت ایسی تھی کہ ہم سب قریب المرگ تھے اور مجبور ہو گئے تھے۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام آ گیا وہی سب کے لئے لوگوں سے کھانا طلب کریگا تاکہ ہم اپنی بھوک ختم کر سکیں جب سب کے نام لکھ کر قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ میرے نام نکلا، چنانچہ میں بادلِ نخواستہ لوگوں سے اپنی حاجت بیان کرنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن میری غیرت اس بات کی اجازت نہ دے رہی تھی پس میں عزت نفس کی وجہ سے لوگوں کے پاس مانگنے کے لئے نہ جاسکا اور میں نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی اور بہت طویل دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ عز و جل سے اس کے پاکیزہ اور بابرکت ناموں کے دیسے سے دعا کی کہ وہ ہم سے اس پریشانی اور تکلیف کو دور کر دے اور ہمیں اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہ بنائے۔ ابھی میں دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ مسجد میں ایک حسین و جمیل نوجوان داخل ہوا۔ اس نے نہایت عمدہ کپڑے پہنے تھے، اس کے ساتھ ایک خادم تھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ اس نوجوان نے مسجد میں داخل ہوتے ہی پوچھا: تم میں سے حسن بن سفیان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کون ہے؟ یہ سن کر میں نے سجدے سے سراٹھایا اور کہا: میرا نام حسن بن سفیان ہے، تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟ وہ نوجوان بولا: ہمارے شہر کے حاکم طولون نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور وہ اس بات پر معذرت خواہ ہے کہ تم ایسی سخت تکلیف میں ہو اور اسے معلوم ہی نہیں کہ تمہاری حالت فاقوں تک پہنچ چکی ہے، ہمارا حاکم اپنی اس کوتاہی پر

آپ لوگوں سے معافی کا طلبگار ہے، اس نے آپ کے لئے یہ کھانا بھجوا دیا ہے، کل وہ خود آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کریگا، برائے کرم! آپ یہ کھانا قبول فرمالیں، پھر اس نوجوان نے کھانا اور کچھ تھیلیاں ہمارے سامنے رکھیں جن میں ہم سب احباب کے لئے ایک ایک سودینا تھے، ہم سب یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

میں نے اس نوجوان سے کہا: یہ سب کیا قصہ ہے اور تمہارے حاکم کو ہمارے بارے میں کس نے خبر دی ہے؟ تو وہ نوجوان کہنے لگا: میں اپنے حاکم کا خادم خاص ہوں۔ آج صبح جب میں اس کی محفل میں گیا تو اس کے پاس اور بھی بہت سے خدام اور درباری موجود تھے، کچھ دیر بعد ہمارے حاکم طولون نے کہا: میں کچھ دیر خلوت چاہتا ہوں لہذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ ہم سب اسے تنہا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے، میں گھر پہنچا اور ابھی میں بیٹھا بھی نہ تھا کہ امیر طولون کا قاصد میرے پاس آیا، اس نے آتے ہی کہا: تمہیں امیر طولون بلا رہے ہیں، جتنا جلدی ہو سکے ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ میں بہت حیران ہوا کہ ابھی تو وہاں سے آیا ہوں پھر ایسی کیا بات ہو گئی کہ مجھے طلب کیا گیا ہے بہر حال میں جلدی سے حاضر دربار ہوا جب میں اس کے کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اکیلا ہی کمرے میں موجود ہے۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے پہلو پر رکھا ہوا ہے اور شدید تکلیف کی حالت میں ہے۔ امیر طولون کے پہلو میں شدید درد ہو رہا تھا جیسے ہی میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ سے کہنے لگے: کیا تم حسن بن سفیان اور ان کے رفیق طلباء کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کی: نہیں۔

تو کہنے لگے: فلاں محلہ کی فلاں مسجد میں جاؤ، یہ کھانا اور رقم بھی لے جاؤ اور بعد احترام ان لوگوں کی بارگاہ میں پیش کرنا، وہ دین کے طالب علم تین دن اور تین راتوں سے بھوکے ہیں، اور میری طرف سے ان سے معذرت کرنا کہ میں ان کی حالت سے ناواقف رہا حالانکہ وہ میرے شہر میں تھے میں اپنی اس حرکت پر بہت شرمندہ ہوں، کل میں خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگوں گا۔ اس نوجوان نے ہمیں بتایا کہ جب میں نے امیر طولون سے یہ باتیں سنیں تو میں نے عرض کی: حضور! آخر کیا واقعہ پیش آیا ہے اور آپ کو یہ کمر کی تکلیف یکدم کیسے ہو گئی حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے؟

امیر طولون نے مجھے بتایا کہ جب تم لوگ یہاں سے چلے گئے تو میں آرام کے لئے اپنے بستر پر لیٹا، ابھی میری آنکھیں بند ہی ہوئی تھیں کہ میں نے خواب میں ایک شہسوار کو دیکھا جو ہوا میں اس طرح اڑتا آ رہا تھا جیسے کوئی شہسوار زمین پر چلتا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، وہ اڑتا ہوا میرے دروازے پر آیا پھر گھوڑے سے اتر ا اور نیزے کی نوک میرے پہلو میں رکھ دی اور کہنے لگا: فوراً اٹھو اور حسن بن سفیان اور ان کے رفقاء کو تلاش کرو، جلدی اٹھو، جلدی کرو، وہ دین کے طلباء راہ خدا عز و جل کے مسافر تین دن سے بھوکے ہیں اور فلاں مسجد میں قیام فرما ہیں۔

میں نے اس پر اسرار شہسوار سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: میں جنت کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، اور تمہیں ان دین کے طلباء کی حالت سے خبردار کرنے آیا ہوں، فوراً ان کی خدمت کا انتظام کرو۔ اتنا کہنے کے بعد وہ سوار میری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور میری آنکھ کھل گئی بس اس وقت سے میرے پہلو میں شدید درد رہ رہا ہے۔ تم جلدی کرو اور یہ سارا مال اور کھانا وغیرہ لے کر ان دین کے طلباء کی خدمت میں پیش کر دو تا کہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔

حضرت سیدنا حسن بن سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس نوجوان سے یہ باتیں سن کر ہم سب بڑے حیران ہوئے اور اللہ عز وجل کا شکر ادا کیا اور اس رحیم و کریم مالک کی عطا پر شکر بسجود ہو گئے۔

پھر ہم سب دوستوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ابھی رات ہی کو ہمیں اس جگہ سے کوچ کر جانا چاہیے ورنہ ہمارا واقعہ لوگوں میں مشہور ہو جائے گا اور حاکم شہر ہماری حالت سے واقف ہو کر ہمارا ادب و احترام کریگا، اس طرح لوگوں میں ہماری نیک نامی ہو جائے گی، ہو سکتا ہے پھر ہم ریا کاری اور تکبر کی آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ ہمیں لوگوں سے عزت افزائی نہیں چاہیے، ہمیں تو اپنے رب عز وجل کی خوشنودی چاہیے۔ ہم اپنا عمل صرف اپنے مالک حقیقی کے لئے ہی کرنا چاہتے ہیں، لوگوں کے لئے ہم عمل کرتے ہی نہیں اور نہ ہی ہمیں یہ بات پسند ہے کہ ہمارے اعمال سے لوگ واقف ہوں۔ چنانچہ ہم سب دوستوں نے راتوں رات وہاں سے سفر کیا، اس علاقے کو خیر باد کہا، اور ہم مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ علم دین کی راہ میں ایسی مشقتوں اور تکالیف پر صبر و شکر کرنے کی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک اپنے دور کا بہترین محدث اور ماہر فقیہ بنا اور علم دین کی برکت سے ہمیں بارگاہ خداوندی عز وجل میں اعلیٰ مقام عطا کیا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَمْدًا کَثِیْرًا۔

پھر جب صبح امیر طولون اس محلے میں آیا اور اسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں سے جا چکے ہیں تو اس نے اس تمام محلے کو خریدا اور وہاں ایک بہت بڑا جامعہ بنوا کر اسے ایسے طالب علموں کے لئے وقف کر دیا جو وہاں دین کا علم سیکھیں، پھر اس نے تمام طلباء کی خوراک اور دیگر ضروریات اپنے ذمہ لے لیں اور سب کی کفالت خود ہی کرنے لگا تا کہ آئندہ کسی طالب علم کو کبھی ایسی پریشانی نہ ہو جیسی ہمیں ہوئی تھی، ہمیں جو سعادتیں ملیں وہ سب علم دین کی برکت اور ہمارے یقین کامل کا نتیجہ تھیں۔ ہمیں اپنے رب کریم پر مکمل بھروسہ ہے وہ اپنے بندوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا، وہ ہم سب کا والی و مالک ہے۔

(عمون الحکایات مؤلف: امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

8- بَابُ فِي الْإِسْتِقَامَةِ

استقامت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: (فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم اس طرح ثابت قدم ہو جاؤ جس طرح تم کو حکم دیا گیا۔ (ہود: 112)

شرح: سُوْرَةُ هُوْدِ استقامت کے احکامات پر مشتمل ہے، اور یہ خوف خدا عز وجل وہ مشکل ترین مقام ہے جس پر قائم رہنے کے اہل صرف نبی مکرّم، نوری مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ اور یہ مقام شکر کی طرح ہے کیونکہ

شکر اس چیز کا نام ہے کہ بندہ اپنے تمام اعضاء کو اللہ عزوجل کی عطا کردہ تمام نعمتوں کے ساتھ خواہ وہ ظاہری حواس ہوں یا باطنی، اپنے مقصد تخلیق یعنی اللہ عزوجل کی عبادت اور کامل طریقے سے اس کی اطاعت میں مصروف کر دے۔

اسی لئے جب نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مجاہدات، کثرت گریہ اور خوف و تضرع کے بارے میں پوچھا جاتا: یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسا کر رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (صحیح البخاری، کتاب التمجید، باب قیام النبی اللیل، الحدیث: ۱۳۰، ص ۸۸)

کتنے تعجب کی بات ہے کہ بعض لوگ اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَإِنْ لَّغَفَّارٌ لِّسِنٍ تَابٌ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ (پ ۱۶، ظہ: ۸۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں بہت بڑی امید دلائی گئی ہے حالانکہ اللہ عزوجل نے اس میں مغفرت تک رسائی کے لئے چار شرائط عائد کی ہیں جن کے بعد بڑی امید کہاں باقی رہتی ہے؟ وہ شرائط یہ ہیں: (۱) توبہ (۲) ایمان کامل (۳) نیک عمل اور (۴) ہدایت یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنا۔ مثال کے طور پر ہر وقت مراقبہ و مشاہدہ اور ذکر و فکر میں مگن رہنا اور اپنے قال و حال اور دعوت و اخلاص کے ساتھ اللہ عزوجل کی مخلوق کی جانب متوجہ ہونا۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُنَّ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ لَوْلَا قَوْلُ غُفُورٍ رَحِيمٍ)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم ہو گئے تو ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم ڈرو نہ غم کرو اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ کیے جاتے تھے ہم دنیا کی زندگی اور آخرت میں تمہارے مددگار ہیں جو تم مانگو گے تمہیں وہاں ملے گا یہ بخشنے والے رحم کرنے والے کی طرف سے ابتدائی مہمان نوازی ہے۔

(خم السجدة: 30-32)

شرح: حضرت صدر الکفاہ فیہ سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا استقامت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص کرے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ فرائض ادا کرے۔ اور استقامت کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور معاصی سے بچے۔

(خزان، عرفان، ص ۸۱)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم ہو گئے ان پر خوف ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے ایسے لوگ اہل جنت میں سے ہیں اپنے اعمال کے بدلے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً مَرِيتَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (الأحقاف: 13-14)

حضرت ابو عمرو یا ابو عمرہ حضرت سفیان بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اسلام میں ایسی بات بتادیں کہ اس کے بارے میں کسی اور سے نہ دریافت کروں فرمایا کہ کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم ہو جا۔ (مسلم)

(85) وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو، وَقِيلَ: أَبِي عَمْرَةَ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ. قَالَ: قُلْ: آمَنْتُ بِاللَّهِ، ثُمَّ اسْتَقِمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب جامع اوصاف الاسلام: ج ۱، ص ۴، رقم: ۱۲۸) الاحاد والمثنی من اسمہ سفیان بن عبد اللہ الثقفی، ص ۱۲۲، رقم: ۱۵۸۴ الاحاد للبرہقی، باب فضیلة الصمت وحفظ اللسان، ص ۱۴۳، رقم: ۱۶۹۱ الاہانة الکبری لابن بطة، باب ما امر به من المتعس بالسنة والجماعة، ص ۱۰۱، رقم: ۱۶۱ المعجم الکبیر للطبرانی، من اسمہ سفیان بن عبد اللہ الثقفی، ج ۱، ص ۱۹، رقم: ۱۶۱۳

شرح حدیث: مشکلات پر ثابت قدمی

وَلَتَهْلُوكُنَّ بِشَوْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ * وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔

حضرت صدر الفاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت

ابو شامی عہدِ ارحم سے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ خوف سے اللہ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے مالوں کی کمی سے رزق، صدقات ایٹا جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اس لئے راز اور کھلم کھلا ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یا رب، پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا عرض کرتے ہیں ہاں یا رب، فرماتا ہے اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں میں نے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا فرماتا ہے اس کے لئے جنت میں مکان بناؤ اور اس کا نام بیت اللہ رکھو۔ حکمت: مصیبت کے پیش آنے سے قبل خبر دینے میں کئی حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس سے آدمی کو وقت مصیبت صبر آسان ہو جاتا ہے، ایک یہ کہ جب کافر دیکھیں کہ مسلمان بلا مصیبت کے وقت صابر و شاکر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہتا ہے تو انہیں دین کی خوبی معلوم ہو اور اس کی طرف رغبت ہو، ایک یہ کہ آنے والی مصیبت کی قبل وقوع اطلاع نہیں خبر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے ایک حکمت یہ کہ منافقین کے قدم ابتلاء کی خبر سے اکھڑ جائیں اور مومن و منافق میں امتیاز ہو جائے۔

آئین جو ان مرداں حق گوئی و بیباکی

حضرت مختار بن ابو سفیان کا بیان ہے: کوفہ میں خطیب نامی عابد رہا کرتا تھا۔ اس کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ روزانہ دو قرآن پاک ختم کیا کرتا۔ ہر سال کوفہ سے برہنہ پا (یعنی ننگے پاؤں) ننگے سرمکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً جاتا۔ ظالم حاکم خجاج کو اس کے بارے میں پتا چلا تو اس نے سپاہیوں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ جب اس نو جوان کو لایا گیا تو اس نے خجاج سے کہا: مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے؟ خجاج نے کہا: میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، سچ سچ بتانا۔ میں نے اللہ عز و جل سے عہد کیا ہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی بات پوچھی جائے گی میں سچ سچ جواب دوں گا، مصیبت میں مبتلا کر دیا گیا تو صبر کروں گا، معاف کر دیا گیا تو حمد و شکر بجالاؤں گا۔ خجاج نے کہا: تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کہا: اے خجاج! تو اللہ عز و جل کا دشمن ہے تجھے تو قتل کر دینا چاہیے۔ خجاج نے پوچھا: اچھا خلیفہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا: تو اس کے شر کے انگاروں میں سے ایک انگارہ ہے وہ تیری نسبت زیادہ مجرم و قابلِ سزا ہے۔

یہ سن کر خجاج غیظ و غضب کی آگ میں جل اٹھا اور چلا کر بولا: اسے پکڑ لو اور طرح طرح کی دردناک سزاؤں کا مزا چکھاؤ۔ خوشامدی سپاہیوں نے فوراً اس دلیر و مجاہد مبلغ کو پکڑ کر اذیت ناک سزائیں دینی شروع کر دیں مگر اس صبر و رضا کے پیکر نے بالکل چیخ و پکار تک نہ کی۔ جب خجاج کو خبر دی گئی تو اس نے کہا: کچھ بانس چیر کر اس کے برہنہ جسم پر سختی سے باندھ دو پھر زخموں پر نمک و سرکہ چھڑک کر بانسوں کی تیز دھاروں سے اس کی کھال نوچ ڈالو۔ حکم ملتے ہی جلاؤں نے اس ولی

کامل کے جسم نازنین پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ ڈالے، جب سارا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا تو زخموں پر نمک اور برکہ ڈالا گیا۔ لیکن اس کو واستقامت کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی تزلزل نہ آیا۔ تبحر کو جب یہ خبر پہنچی تو کہا: اسے بازار لے جا کر چور ہے پر اس کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ، اس حق گو مبلغ کو بازار لایا گیا، راوی کا بیان ہے کہ میں اس وقت وہاں پر موجود تھا۔ جب اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا: مجھے پانی پلا دو۔ اسے پانی دیا گیا تو پانی پیتے ہی اس کی روح نفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انتقال کے وقت اس عابد و زاہد نو جوان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

(میں ان حکایات موافق: امام ابو النضر ج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ اتقوی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میانہ روی اختیار کرو اور سیدھے چلو اور یقین کرو کہ تم میں سے کوئی اپنے عمل سے نجات نہیں پا سکتا صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور آپ بھی فرمایا: میں بھی لیکن مجھے رب العالمین اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ لے گا۔ (مسلم)

المُقَارَبَةُ: کا مطلب ہے وہ اعتدال جو افراد و تفریط سے پاک ہو اَلْبَسَادُ: کا مطلب ہے استقامت اور سیدھی راہ پانا یَتَغَمَّدُنِي: اس کا مطلب ہے مجھے اپنی رحمت پہنائے گا اور ڈھانپ لے گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ استقامت کا معنی اللہ تعالیٰ اطاعت پر ہمیشگی نصیب ہونا ہے۔ اس حدیث کے بارے علماء فرماتے ہیں کہ یہ جامع کلمات سے ہے اور معاملات کی درستگی کی بنیاد ہے اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

(86) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَارِبُوا وَسَدِّحُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَنْجُو أَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَالْمُقَارَبَةُ: الْقَصْدُ الَّذِي لَا خُلُوَ فِيهِ وَلَا تَقْصِيرٌ، وَالسَّدَادُ: الْإِسْتِقَامَةُ وَالْإِصَابَةُ. وَيَتَغَمَّدُنِي: يُلَبِّسُنِي وَيَسْتُرُنِي.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى الْإِسْتِقَامَةِ لَزُومُ طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى، قَالُوا: وَهِيَ مِنْ جَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَهِيَ يَنْظَامُ الْأُمُورِ بِاللَّهِ التَّوْفِيقِ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب لن یدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالى ج ۲ ص ۴۰۰ رقم: ۴۲۹۵ سنن

الدارمی: باب لا ینجی احد کم عمله ج ۱ ص ۶۹۵ رقم: ۲۴۳۳ سنن ابن ماجہ: باب التوفی علی العمل ج ۱ ص ۲۰۵ رقم: ۲۲۰۱ مجمع

الروائد: باب لیس احد ینجیه عمله ج ۱ ص ۷۴ رقم: ۱۸۳۱ اطراف المسند المعتدل: من اسعہ ذکوان ابو صالح السنان ج

شرح حدیث: اپنے عمل سے اللہ عزوجل پر احسان جتانے والا

حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: متکبر فقیر، بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے اللہ عزوجل پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(التدریج الکبیر للبخاری، باب النون، باب نافع، الحدیث: ۱۱۵۹۳/۲۲۵۵، ج ۷، ص ۳۸۷)
نبی مکرّم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اتر کر چلے وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ عزوجل اس پر ناراض ہوگا۔

(السند للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث: ۶۰۰۲، ج ۲، ص ۳۶۲)
خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: خود پسندی (70) ستر سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔

صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ کنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اگر خود پسندی انسانی شکل میں ہوتی تو سب سے بد صورت انسان ہوتا۔ (جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۷۵۰، ج ۵، ص ۱۳۰)
سید المبلغین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اگر تم گناہ نہ کرتے ہو تو تم پر گناہوں سے بڑی مصیبت ڈال دی جاتی جو کہ خود پسندی ہے۔

(شعب الایمان، باب فی ساجد کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث: ۷۲۵۵، ج ۵، ص ۲۵۳)
حضرت سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوہِ مروہ پر ملاقات ہوئی تو دونوں حضرات آپس میں گفتگو کرنے لگے، پھر جب حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رونے لگے، لوگوں نے پوچھا: اے ابو عبد الرحمن! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: انہوں نے یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جنہیں یقین ہے کہ انہوں نے محبوبِ ربِّ العالمین، جنابِ صادق و امین عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا تکبر ہوگا اللہ عزوجل اسے منہ کے بل جہنم میں گرائے گا۔ (شعب الایمان، باب فی جن الخلق، الحدیث: ۸۱۵۲، ج ۶، ص ۲۸۰)

اطاعتِ الہی عزّ و جلّ پر ہمیشگی

اولیاء کرام کی سب سے بڑی کرامت اطاعتِ الہی عزّ و جلّ پر ہمیشگی کی توفیق اور معصیت و مخالفتِ شرع سے محفوظ رہنا ہے اور قرآن مجید میں حضرت سیدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ کرامتِ اولیاء کے اظہار پر شاہد ہے۔ حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول یا نبی نہ تھیں۔ چنانچہ، اللہ عزّ و جلّ ارشاد فرماتا ہے:

كَلْبًا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْبَيْتَ ابْنُ مَرْيَمَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِثْمًا ۖ قَالَ يَسِّرَ لِي لَكَ هَذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہہ اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔

(پ 3، ل 37: عمران)

اور اللہ عز وجل حضرت سیدتنا مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرماتا ہے:

وَهَؤُلَاءِ آيَاتُكَ بِجَدِّعِ السُّخْلَةَ تَسْقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلاتے پرتازی پتی کھجوریں گریں گی۔ (پ 16، مریم: 25)

انہی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ظاہر ہوئی یعنی آپ علیہ السلام نے دیوار کو سیدھا کر دیا اور اس کے علاوہ دیگر کئی عجائبات جن کی معرفت حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو حاصل تھی اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وہ امور عادتاً مخفی تھے۔ یہ سب کرامات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص تھیں حالانکہ آپ علیہ السلام نبی نہیں بلکہ ولی تھے۔ (الروض الفائق فی التواضع والرفق مع الخلق فی فضائل خضر علیہ السلام)

9- بَابُ فِي التَّفَكُّرِ فِي عَظِيمِ مَخْلُوقَاتِ اللَّهِ

باب: اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات میں غور و فکر کرنا اور دنیا کے فنا ہونے اور آخرت کی گھبراہٹوں اور باقی امور میں غور و فکر کرنا نفس کی کوتاہیوں اور اس کو مہذب بنانا اور استقامت پر ڈالنا

تَعَالَى وَفَنَاءُ الدُّنْيَا وَأَهْوَالُ الْآخِرَةِ
وَسَائِرُ أُمُورِهِمَا وَتَقْصِيرُ النَّفْسِ
وَتَهْذِيبُهَا وَحَمْلُهَا عَلَى الْإِسْتِقَامَةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّمَا أَعْطَكُم بَوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مِثْلِي وَفَرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا) (سبا: 46)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کیلئے ایک ایک دو دو کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک آسمان و زمین کی پیدائش اور دن رات کے مختلف ہونے میں اہل دانش کیلئے نشانیاں ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا کھڑے بیٹھے اور پہلوؤں پر ذکر کرتے ہیں اور (کہتے ہیں) اے

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ (الاحیاء) (آل عمران: 190-191).

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا اور آسمان کی طرف کہ کیسے بلند کیا گیا اور پہاڑوں کی طرف انہیں کس طرح گاڑ دیا گیا اور زمین کی طرف کہ کیسے بچھا دی گئی آپ نصیحت کریں آپ تو نصیحت کرنے والے ہی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا وہ زمین میں سفر نہیں کرتے کہ وہ دیکھیں۔

آیات اس باب میں بکثرت ہیں احادیث میں سے پچھلی حدیث اس باب میں کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا عظمند ہے۔

باب: نیکیوں کی طرف جلدی کرنا اور جو آدمی کا رخیہ پر متوجہ ہو اس کو چاہیے کہ بلا تردد سنجیدگی کے ساتھ اس کام پر متوجہ رہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اپنے رب کی مغفرت کی طرف تیزی سے چلو اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین ہے متعین کیلئے تیار کی گئی ہے۔

شرح: حضرت صدرالفاصل سیدنا مولینا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں:

یہ جنت کی وسعت کا بیان ہے اس طرح کہ لوگ سمجھ سکیں کیونکہ انہوں نے سب سے وسیع چیز جو دیکھی ہے وہ آسمان و زمین ہی ہے اس سے وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین کے طبقے طبقے اور پرت پرت بنا کر جوڑ دیئے جائیں اور

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۖ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۖ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۖ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۖ فَذَكِّرْ إِنْ مَّا آتَتْ مُدَايِرُ ۖ) (الغاشية: 17-21).

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا) (الآية: محمد: 10).

وَالْآيَاتِ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ وَمِنْ الْأَحَادِيثِ الْحَدِيثُ السَّابِقُ: الْكَفَّيُّ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ.

10- بَابُ فِي الْمُبَادِرَةِ إِلَى الْخَيْرَاتِ وَحَيْثُ مَنْ تَوَجَّهَ لِخَيْرٍ عَلَى الْإِقْبَالِ عَلَيْهِ بِالتَّجِدِّ مِنْ غَيْرِ تَرَدُّدٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ) (البقرة: 148).

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ) (آل عمران: 133).

سب کا ایک پرت کر دیا جائے اس سے جنت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے ہر کل بادشاہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ جب جنت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان وزمین اس میں آجائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ سبحان اللہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے اس کلام بلاغت نظام کے معنی نہایت دقیق ہیں ظاہر پہلو یہ ہے کہ دورہ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کے جانب مقابل میں شب ہوتی ہے اسی طرح جنت جانب بالا میں ہے اور دوزخ جہنم پستی میں یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تھا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ تو ریت میں بھی اسی طرح سمجھایا گیا ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی قدرت و اختیار سے کچھ بعید نہیں جس شے کو جہاں چاہے رکھے یہ انسان کی تنگی نظر ہے کہ کسی چیز کی وسعت سے حیران ہوتا ہے تو پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی بڑی چیز کہاں سمائے گی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں فرمایا کون سی زمین اور کون سا آسمان ہے جس میں جنت سما سکے عرض کیا گیا پھر کہاں ہے فرمایا آسمانوں کے اوپر زیر عرش۔ (خزان العرفان)

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

احادیث یہ ہیں:

پہلی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال صالحہ جلدی کر لو پھر کچھ فتنے ہوں گے جو سیاہ رات کے ٹکڑوں جیسے ہوں گے آدمی صبح کو ایماندار شام کو کافر اور شام کو ایماندار اور صبح کو کافر ہوگا۔ اپنا دین سامان دنیا کے عوض بیچے گا۔

(مسلم)

(87) قَالَ أَوَّلُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَأْخُذُوا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ فَسَتَكُونُ فِتْنٌ كَقِطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب الحف علی المبادرة بالاعمال قبل تظاہر الفتن ج ۱ ص ۱۶، رقم: ۳۲۸ سنن ترمذی: باب ما جاء ستکون فتن کقطع الیل المظلم ج ۲ ص ۱۸۷، رقم: ۲۱۱۵ المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم لابی نعیم: باب الفتن النصیحة ج ۱ ص ۱۸۸، رقم: ۱۸۸ المعجم الاوسط للطبرانی: باب من اسعه ابراهیم ج ۲ ص ۱۵۶، رقم: ۲۴۴۲ مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی ہریرة ج ۲ ص ۲۰۳، رقم: ۸۰۱۴)

شرح حدیث: ایمان کی اہمیت اور مؤمن کی فضیلت

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو مجھ پر ایمان لایا اور میری اطاعت کی اور پھر ہجرت کی میں اسے جنت کے نچلے، وسطیٰ اور بلند ترین حصے کے ایک ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں تو جو یہ کام کرے اور نہ تو خیر کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دے اور نہ ہی برائی سے بھاگنے کا کوئی موقع گنوائے تو (یہی اس کے لئے کافی ہے)، وہ جہاں چاہے جا کر مر جائے۔

(سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب بالمن اسلم وعاجر۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۱۳۵، ص ۲۲۸۹)
 دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے اخلاص کے ساتھ اللہ عزوجل کے وَخْدُ لَاشْرَیکَ لَہُ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوئے دنیا چھوڑی، نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو وہ اس حال میں مرے گا کہ اللہ عزوجل اس سے راضی ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی الایمان، الحدیث: ۷۰، ص ۲۲۸۱)

سرکارِ والاخبار، بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل مؤمن کو دنیا میں نیکی کی توفیق دینے اور آخرت میں اس کا ثواب دینے میں ظلم نہیں کریگا جبکہ کافر کی نیکیوں کا بدلہ اُسے دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں آئے گا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کی وجہ سے اسے کوئی بھلائی دی جائے۔ (السند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۲۲۳۹، ج ۴، ص ۲۲۷)

رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جسے اسلام کی ہدایت ملی اور بقدرِ ضرورت رزق ملا، پھر اس نے اس پر قناعت کی تو وہ فلاح پا گیا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۷۸، ج ۱۸، ص ۳۰۶)

نیک اعمال میں جلدی کرلو

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ قبولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! مرنے سے پہلے اپنے رب عزوجل کی بارگاہِ مبین تو بہ کرلو، مشغولیت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو، اللہ عزوجل کو کثرت سے یاد کر کے اور ظاہر و پوشیدہ کثرت سے صدقہ کر کے اپنے رب عزوجل سے ناطہ جوڑ لو کہ تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری پریشامیاں دور کر دی جائیں گی اور جان لو! میری اس جگہ، اس دن، اس مہینے اور اس سال میں اللہ عزوجل نے قیامت تک کے لئے تم پر جمعہ فرض فرمادیا ہے لہذا جو میری حیاتِ ظاہری میں یا میرے بعد حاکمِ اسلام کی موجودگی میں خواہ وہ عادل ہو یا ظالم، اسے ہلکا جان کر یا بطورِ انکار چھوڑے گا اللہ عزوجل اس کے بکھرے ہوئے کام جمع نہ فرمائے گا اور نہ ہی اس کے کام میں برکت دے گا، بن لو! جب تک وہ تو بہ نہ کریگا اس کی کوئی نماز ہے نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ اور نہ ہی کوئی نیک عمل جب تک تو بہ کرے اور جو تو بہ کرے تو اللہ عزوجل اس کی تو بہ قبول فرمالتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوٰۃ، باب فی فرض الجمعة، الحدیث: ۵۸۰، ص ۲۵۳۰)

دل پر سیاہ نکتہ

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوشِ خصال، ہیکرِ حُسن و جمال، دفعِ رنج و ملال، صاحبِ بخود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، دلوں پر کنکریوں کی طرح رفتہ رفتہ فتنے پیش ہوں گے جو دل انہیں قبول کرے گا اس پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جائے گا اور جو ان سے انکار کرے گا

اس پر ایک سفید نکتہ لگا دیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک دل سفید چٹان کی طرح سفید ہو جائے گا پھر جب تک زمین و آسمان قائم ہیں اسے کوئی فتنہ نقصان نہ دے سکے گا اور دوسرے دل اوندھے پڑے ہوئے کوزے کی طرح گدے پن کی طرف مائل ہو کر سیاہ ہو جائیں گے پھر وہ نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی نہ سمجھیں گے مگر اسے جسے ان کا نفس اچھا یا برا سمجھے۔ (صحیح مسلم، کتاب ایمان، باب استحقاق الہادی... الخ، رقم ۱۴۴، ص ۸۷)

(88) الثانی: عَنْ أَبِي سُرُوعَةَ - بِكَسْرِ السِّدِّ

الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهِ - عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا، فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ شَجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ، قَالَ: ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تَبَرُّعِنَا فَكَّرْتُ أَنِّي يُحِبُّنِي فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: كُنْتُ خَلَفْتُ فِي الْبَيْتِ يَبْرَأَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَّرْتُ أَنِّي أَبَيْتُهُ - الْيَبْرُ: قَطْعُ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ.

دوسری حدیث: حضرت ابو سروعہ میں مہملہ کی زیر اور زیر کے ساتھ بھی عقبہ بن حارث ؓ سے روایت ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں مدینہ منورہ میں نماز عصر ادا کی آپ نے سلام پھیرا اور تیزی سے کھڑے ہو کر ازواج مطہرات کے حجرات میں سے کسی حجرہ کی طرف تشریف لے گئے آپ کی تیزی کی وجہ سے لوگ گھبرا گئے۔ پھر آپ نکلے تو دیکھا کہ لوگ آپ کی جلدی کی وجہ سے تعجب میں ہیں فرمایا مجھے یاد آیا کہ میرے پاس سونے کا ٹکڑا ہے جس کو میں نے ناپسند جانا کہ وہ مجھے روکے سو میں نے اسے بانٹنے کا حکم دے دیا ہے۔ (بخاری) ان ہی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ میں گھر میں صدقہ سے چاندی یا سونے کا ٹکڑا چھوڑ آیا تھا میں نے اس کا گھر میں رات کو رہنا پسند نہ کیا۔ الْيَبْرُ: سونے یا چاندی کا ٹکڑا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب مکث الامام فی مصلاة بعد السلام، ج ۱، ص ۱۷۰، رقم: ۸۵۱، سنن الکبیری للبیہقی، باب من فکر فی صلاته او حدث نفسه بشیء، ج ۲، ص ۲۳۹، رقم: ۳۰۳۱، المسند الجامع للمعاطی، ج ۲، ص ۲۴۵، رقم: ۹۸۱۱، جامع الاصول لابن الثیر، حرف السین، کتاب الاول فی السعای والکرم، ج ۲، ص ۱۹۹، رقم: ۲۹۸۹، مشکوٰۃ المصابیح، باب الانفاق وکراہیۃ، ج ۱، ص ۲۲۳، رقم: ۱۸۸۳)

شرح حدیث: صدقہ کے فضائل

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ بلاء صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اور ایک روایت میں ہے، صدقہ دیا کرو

کیونکہ یہ آگ سے بچاتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ، رقم ۴۵۹۰، ج ۳، ص ۲۷۷)

حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، صدقہ دینے میں جلدی کیا کرو کیونکہ بلا صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(مجمع الزوائد، باب فضل صدقۃ الزکاۃ، رقم ۴۶۰، ج ۳، ص ۲۸۴)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء فی فضل الصدقۃ، رقم ۶۶۳، ج ۲، ص ۱۴۶)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سُرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ عزوجل ردئی کے ایک لقمے اور کھجوروں کے ایک خوشے اور مساکین کے لئے نفع بخش دیگر اشیاء کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا، (۱) گھر کے مالک کو جس نے صدقے کا حکم دیا (۲) اس کی زوجہ کو جس نے اسے درست کر کے خادم کے حوالے کیا (۳) اس خادم کو جس نے مسکین تک وہ صدقہ پہنچایا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب اجر الصدقۃ، رقم ۴۶۲، ج ۳، ص ۲۸۸)

محبوب ترین مال

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ مال بیڑ خاء کے نام کا ایک کھجور کا باغ تھا جو کہ مسجد نبوی شریف کے سامنے ہی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں داخل ہوتے اور صاف پانی نوش فرماتے تھے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ

ترجمہ کنز الایمان: تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

(پ 4، آل عمران: 92)

حضرت سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ کنز الایمان: تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

(پ 4، آل عمران: 92)

اور بیشک میرا سب سے زیادہ محبوب ترین مال بیرحاء ہے اور میں اسے صدقہ کرتا ہوں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں

اس کے اجر و ثواب کا امیدوار ہوں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسے وہاں خرچ کر دیجئے جہاں اللہ عزوجل فرمائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہت خوب یہ ایک نفع بخش مال ہے، بہت خوب یہ ایک نفع بخش مال ہے۔

(بخاری، کتاب الزکاة، باب الزکاة علی الاقارب، رقم ۱۳۶۱، ج ۱، ص ۴۹۳)

بھلائی کے کاموں میں سبقت

دنیا میں زہد اختیار کرنے والوں میں ایک نام حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے، ان کو سلمان الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا سلمان الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گھبراہٹ کے آثار دکھائی دیئے، لوگوں نے پوچھا: اے عبد اللہ کے باپ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے پریشان کر دیا ہے؟ حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے تھے اور آپ تو رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئی غزواتِ حسنہ اور بڑی بڑی فتوحات میں شریک رہے۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پریشان کئے ہوئے ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے جدا ہوتے وقت ایک عہد لیا تھا کہ تم میں سے ہر شخص کو ایک مسافر جتنا زاد و راہ کافی ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جس نے مجھے پریشان کیا ہے۔

حضرت عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال جمع کیا گیا تو اس کی قیمت صرف ۱۵ درہم کے برابر تھی۔ (الترغیب والترہیب، کتاب التوبۃ والاعمال، الحدیث: ۵۰۵۳، ج ۴، ص ۹۶)

(89) الثَّالِثُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
أُحُدٍ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيُّنَ أَنَا؟ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ
فَأَلْفَى مَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدَيْهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تیسری حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: اگر میں قتل ہو جاؤں تو کہاں ہوں گا۔ فرمایا: جنت میں اس نے ہاتھ والی کھجوریں پھینک دیں پھر لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب غزوة أحد ج ۲ ص ۲۱۵، رقم: ۳۰۴۶، صحیح مسلم، باب ثبوت الجنۃ للشہید ج ۲ ص ۵۲۲، رقم: ۵۰۲۲، الاحاد والمثنیٰ من اسامہ ثابت بن قیس بن شماس ص ۳۶۲، رقم: ۱۱۲۲، مسند الحمیدی احادیث جابر بن عبد اللہ ص ۵۲۶، رقم: ۱۲۲۹، سنن سعید بن منصور، باب ما جاء فی فضل الشہادة ص ۱۹، رقم: ۲۵۵۲)

شرح حدیث: جہاد میں شہید ہونے کا ثواب

حضرت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، ہیکر

عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہر شخص کا عمل موت پر ختم ہو جاتا ہے مگر پہرہ دینے والے کے عمل میں قیامت تک اضافہ ہوتا رہتا ہے اور وہ قبر کے امتحان سے محفوظ رہتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی فضل الرباط، رقم ۲۵۰۰، ج ۳، ص ۱۴)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان عز و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، راہ خدا عز و جل میں ایک مہینہ جہاد کرنا پوری زندگی روزے رکھنے سے بہتر ہے اور جو اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مر جائے وہ بڑی گھبراہٹ (قیامت کی دہشت) سے محفوظ رہے گا اور اس تک اس کا رزق اور جنت کی خوشبو پہنچتی رہے گی اور قیامت تک اسے مجاہد کا ثواب ملتا رہے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الجہاد، باب الرباط، رقم ۹۵۰۳، ج ۵، ص ۵۲۸)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو شخص راہ خدا عز و جل میں مورچہ بندی کرتے ہوئے مر جائے اسے اپنے اس نیک عمل کا ثواب ملتا رہے گا جسے وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا، اسے اس کا رزق دیا جاتا رہے گا، وہ منکر نکیر کے سوالات سے امن میں رہے گا اور اللہ عز و جل اسے بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت کی دہشت) سے امن میں رکھ کر اٹھائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۶۷، ج ۳، ص ۳۲۲)

ایک روایت میں ہے کہ مجاہد جب جہاد کرتے ہوئے مر جائے تو اس کا وہ عمل جسے وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا قیامت تک لکھا جاتا رہے گا اور اس تک اس کا رزق پہنچتا رہے گا اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ ٹھہر جا اور حساب ختم ہونے تک لوگوں کی شفاعت کر۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الرباط فی سبیل اللہ عز و جل، رقم ۷، ج ۲، ص ۱۵۵)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، لوگوں کے لئے سب سے اچھی زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ عز و جل کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر اس کی پشت پر سوار ہو کر اڑتا ہے، جب بھی دشمن کی لکار یا کسی خطرناک دشمن کے بارے میں سنتا ہے تو اسے مارنے یا خود مر جانے کے لئے گھوڑے کو دوڑا کر دشمن کے قریب پہنچ جاتا ہے یا اس شخص کی اچھی زندگی ہے جو چند بکریاں لے کر پہاڑ کی ان چوٹیوں میں سے کسی ایک چوٹی کے سرے پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں نکل جائے۔ وہاں نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور موت آنے تک اپنے رب عز و جل کی عبادت کرتا رہے اور بھلائی کے سوالگوں کے کسی معاملے میں نہ پڑے۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والرباط، رقم ۱۸۸۹، ص ۱۰۳۸)

شوق شہادت

حضرت سعد بن معاذ بن النعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے بہت ہی جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لے جانے سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیا کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیں اور غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامن اسلام میں آگئے اور خود اسلام قبول کرتے ہی یہ اعلان فرمادیا کہ میرے قبیلہ بنو عبد الاشہل کا جو مرد یا عورت اسلام سے منہ موڑے گا میرے لئے حرام ہے کہ میں اس سے کلام کروں۔ آپ کا یہ اعلان سنتے ہی قبیلہ بنو عبد الاشہل کا ایک ایک بچہ دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا۔ اس طرح آپ کا مسلمان ہو جانا مدینہ منورہ میں اشاعت اسلام کے لیے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔

(اسد الغابہ، سعد بن معاذ، ج ۲، ص ۴۴۱)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی بہادر اور انتہائی نشانہ باز تیر انداز بھی تھے۔ جنگ بدر اور جنگ احد میں خوب خوب داد شجاعت دی، مگر جنگ خندق میں زخمی ہو گئے اور اسی زخم میں شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے نیزہ لیکر جوش جہاد میں لڑنے کے لئے میدان جنگ میں جا رہے تھے کہ ابن العرقہ نامی کافر نے ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ جس سے آپ کی ایک رگ جس کا نام اکحلجے کٹ گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے لیے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا۔ خود اپنے دست مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا اور ان کا زخم بھرنے لگ گیا تھا لیکن انہوں نے شوق شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

یا اللہ! عزوجل تو جانتا ہے کہ کسی قوم سے مجھے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو ان کے وطن سے نکالا، اے اللہ! عزوجل میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفار قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھنا تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت عطا فرما دے۔

خدا کی شان کہ آپ کی یہ دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہہ کر مسجد نبوی میں بنی غفار کے خیمے کے اندر پہنچ گیا۔ ان لوگوں نے چونک کر کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے جو تمہاری طرف سے بہ کر ہماری طرف آ رہا ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون جاری تھا اسی زخم میں ان کی

شہادت ہو گئی۔ (معجم البخاری، کتاب الغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ہزب... الخ، الحدیث: ۴۱۲۲، ج ۳، ص ۵۷)

عین و ذات کے وقت ان کے سرہانے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ جان کنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمال نبوت کا دیدار کیا اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! پھر بلند آواز سے کہا کہ یا رسول اللہ! عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کر دیا۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم، ج ۲، ص ۱۸۱)

(90) اَلرَّابِعُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَى الصَّدَقَةَ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَبِيحٌ صَبِيحٌ. تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغَلَى، وَلَا تُمِهِلُ بَحْثِي إِذَا بَلَغْتَ الْخُلُقُومَ. قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ مُتَقَرِّبٌ عَلَيْهِ. الْخُلُقُومُ: فَجَرَى النَّفْسِ. وَالْمَرِيءُ: فَجَرَى الظَّعَامِ وَالشَّرَابِ.

چوتھی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ! کس صدقہ کا اجر زیادہ بڑا ہے۔ فرمایا: جو صدقہ تم ایسے وقت میں دو جب تم تندرست ہو مال کے حریص ہو تمہیں محتاجی کا ڈر اور تو نگری کی امید ہو اور اتنی تاخیر نہ کرو کہ جب حالت نزع طاری ہو تو کہو کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دے دو کیونکہ وہ تو اب فلاں کا ہو ہی چکا۔ (متفق علیہ) الْخُلُقُومُ: گردن میں سانس لینے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ الْمَرِيءُ کا معنی کھانے اور پانی کا راستہ ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب ای الصدقة افضل، ج ۱ ص ۶۱۰، رقم: ۱۴۱۹، صحیح مسلم، باب بیان ان افضل الصدقة صدقة الصحيح، ج ۲ ص ۱۹۳، رقم: ۲۴۳۰، سنن الکبیری للبیہقی، باب فضل صدقة، ج ۲ ص ۱۸۹، رقم: ۸۰۸۲، سنن ابوداؤد، باب ما جاء في كراهية الاضرار في الوصية، ج ۲ ص ۲۴۲، رقم: ۲۸۶۴، مسند امام احمد، مسند ابی ہریرہ، ج ۲ ص ۲۴۱، رقم: ۶۱۵۹)

شرح حدیث: اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت

رسول اکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت کرتا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک وارث کے مال کے مقابلے میں اپنے مال سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ تو اس کے وارث کا مال ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من قدم من ماله فلول، الحدیث: ۶۴۴۲، ص ۵۴)

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہ عن العیوب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بخل نہ کیا کرو تا کہ تم سے بھی بخل نہ کیا جائے۔ (یعنی اپنا مال ذخیرہ کر کے نہ رکھو اسے لوگوں پر خرچ کرنے سے نہ روکو کہیں تم اس

مال کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤ۔) (صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الترخیض علی الصدقہ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۳۳۳، ص ۱۱۳)

شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ عزوجل سے فقیر ہو کر ملنا غنی ہو کر مت ملنا۔ انہوں نے عرض کی: میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھے جو رزق ملے اسے مت چھپانا اور تجھ سے کچھ مانگا جائے تو منع نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کی: میں یہ کیسے کر سکتا ہوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا ہی کرو ورنہ جہنم (ٹھکانا ہوگا)۔

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب اقلی اللہ فقیر اولاد۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۷۹۵۷، ج ۵، ص ۲۵۰)

دافع رنج و غلام، صاحبِ بخود و نوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل نے اپنے دو بندوں پر وسعت فرماتے ہوئے انہیں کثرتِ مال و اولاد سے نوازا، پھر ان میں سے ایک سے ارشاد فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اس نے عرض کی: بلیک ربّ و سَعْدَ یک! تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: کیا میں نے تجھے کثرتِ مال و اولاد سے نہیں نوازا؟ اس نے عرض کی: کیوں نہیں، اے میرے رب عزوجل! تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: پھر تو نے میری عطا کردہ نعمتوں کے عوض کیا کیا؟ اس نے عرض کی: میں محتاجی کے خوف سے اسے اپنی اولاد کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اگر تو حقیقت جان لیتا تو ہستا کم اور روتا زیادہ تو ان کے بارے میں جن باتوں سے ڈرتا تھا میں نے وہی آفت ان پر ڈال دی ہے۔

پھر دوسرے شخص سے ارشاد فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! وہ عرض کریگا: بلیک اسی ربّ و سَعْدَ یک! تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمائے گا: کیا میں نے تجھے کثرتِ مال و اولاد سے نہیں نوازا تھا؟ وہ عرض کریگا: کیوں نہیں، اے میرے رب عزوجل! تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمائے گا: پھر تو نے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟ وہ عرض کریگا: میں نے اسے تیری فرمانبرداری میں خرچ کیا اور اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے تیری وسیع عطا، فضل، قدرت اور بے یاری پر بھروسہ کیا۔ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اگر تو حقیقت جان لیتا تو ہستا زیادہ اور روتا کم تو نے ان کے لئے مجھ پر جو بھروسہ کیا تھا میں نے انہیں وہ عطا فرما دیا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۳۸۳، ج ۳، ص ۲۱۷/۲۱۸)

ہم بھی مسکین ہیں

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے 400 دینار دے کر بھیجا اور اسے ان کے ہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تا کہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، وہ غلام دینار لے کر گیا اور حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیے، آپ نے کچھ غور کیا پھر ان سب کو تقسیم کر دیا، تو وہ غلام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا واقعہ عرض کر دیا اور دیکھا کہ انہوں نے اسی ہی عطا حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی تیار کر رکھی ہے، پھر آپ نے وہ عطا اس

غلام کو دے کر حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی بھیجی اور اسے ان کے ہاں بھی ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، اس نے ایسا ہی کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دینار تقسیم کر دیے، جب آپ کی زوجہ محترمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بولیں: خدا کی قسم! ہم بھی مسکین ہیں، ہمیں بھی عطا فرمائیے۔ آپ کے خرچہ میں دو دینار بچے تھے آپ نے وہ انہیں دے دیے، پھر وہ غلام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور قصہ عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۶، ج ۲، ص ۳۳، ج ۲، ص ۳۳، ج ۲، ص ۳۳)

(91) الْخَامِسُ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: مَنْ يَأْخُذُ مِنِّي هَذَا: فَبَسَطُوا أَيْدِيَهُمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُولُ: أَنَا أَنَا. قَالَ: فَمَنْ يَأْخُذُ بِحَقِّهِ، فَأَنجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ أَبُو دُجَانَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَا أَخُذْتُ بِحَقِّهِ، فَأَخَذَهُ فَلَقَى بِهِ هَامَ الْمُسْرِكِينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. إِسْمُ أَبِي دُجَانَةَ: سِمَاكُ بْنُ خَرِشَةَ. قَوْلُهُ: أَنَجَمَ الْقَوْمُ: أَمَى تَوَقَّفُوا. وَفَلَقَى بِهِ: أَمَى شَقَى. هَامَ الْمُسْرِكِينَ: أَمَى رُؤُوسَهُمْ.

پانچویں حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن ایک تلوار پکڑ کر فرمایا مجھ سے یہ کون لیتا ہے ہر ایک نے میں میں کہتے ہوئے ہاتھ پھیلا دیا۔ فرمایا: اس کے حق کے ساتھ کون اس کو لے گا۔ لوگ جھجکنے لگے حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں پھر ابودجانہ نے وہ تلوار پکڑی اور اس سے مشرکین کی چوٹیاں پھاڑ ڈالیں۔ (مسلم) حضرت ابودجانہ کا نام سماک بن خرشہ ہے۔ اَنَجَمَ الْقَوْمُ: کا معنی ہے لوگ رک گئے جھجک گئے۔ فَلَقَى بِكَامَطْلَبِ ہے۔ پھاڑ دیا۔ هَامَ الْمُسْرِكِينَ: کامطلب ہے ان کے سر چوٹی۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب من فضائل ابی دجانة سماء بن خرشة، ج ۲، ص ۶۵، رقم: ۱۵۰۶، مستدرک للحاکم: ذکر مناقب ابی دجانة، ج ۲، ص ۶۵، رقم: ۵۰۱۸، مسند امام احمد بن حنبل: مسند انس بن مالک، ج ۲، ص ۱۴۲، رقم: ۱۲۲۵۶، معرفة الصحابة لابی نعیم: من اسمه سفيان، ج ۲، ص ۱۹۸، رقم: ۲۲۱۴، مسند البزار: مسند ابی حمزة عن انس بن مالک، ج ۲، ص ۲۲۴، رقم: ۶۹۵۴)

شرح حدیث: ابودجانہ کی خوش نصیبی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک تلوار تھی جس پر یہ شعر کندہ تھا کہ

فِي الْجَنَّةِ عَارِ وَفِي الْإِقْبَالِ مَكْرُمَةٌ وَالْمَرْءُ بِالْجَنِّ لَا يَنْجُو مِنَ الْقَدَرِ

بزدلی میں شرم ہے اور آگے بڑھ کر لڑنے میں عزت ہے اور آدمی بزدلی کر کے تقدیر سے نہیں بچ سکتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے یہ سن کر بہت سے لوگ اس سعادت کے لئے

لکچے مگر یہ فخر و شرف حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نصیب میں تھا کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی یہ تلوار اپنے ہاتھ سے حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دی۔ وہ یہ اعزاز پا کر جوش مسرت میں مست و بے خود ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس تلوار کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جو اس سے کافروں کو قتل کرے یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔

حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ پھر وہ اپنے سر پر ایک سرخ رنگ کا رومال باندھ کر اڑتے اور اترتے ہوئے میدان جنگ میں نکل پڑے اور دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے اور تلوار چلاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ ایک دم ان کے سامنے ابوسفیان کی بیوی ہند آگئی۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس پر تلوار چلا دیں مگر پھر اس خیال سے تلوار ہٹالی کہ رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس تلوار کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی عورت کا سر کاٹے۔ (مدارج النبوۃ، قسم سوم، باب سوم، ج ۲، ص ۱۱۵)

حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی دشمنوں کی صفوں میں گھر گئے اور کفار کا قتل عام شروع کر دیا۔

لکڑی کی تلوار

جنگ بدر کے دن حضرت عکاشہ بن محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک درخت کی ٹہنی دے کر فرمایا کہ تم اس سے جنگ کرو وہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی ایک نہایت نفیس اور بہترین تلوار بن گئی جس سے وہ عمر بھر تمام لڑائیوں میں جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار جنگ احد کے دن ٹوٹ گئی تھی تو ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کھجور کی شاخ دے کر ارشاد فرمایا کہ تم اس سے لڑو وہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک براق تلوار بن گئی۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تلوار کا نام عربوں تھا یہ خلفاء بنو العباس کے دور حکومت تک باقی رہی یہاں تک کہ خلیفہ معتمد باللہ کے ایک امیر نے اس تلوار کو بائیس دینار میں خریدا اور حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کا نام معون تھا، یہ دونوں تلواres حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ کے تصرفات کی یادگار تھیں۔ (مدارج النبوۃ، قسم سوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۱۲۳ ملخصاً)

(92) الشَّادِسُ: عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ. قَالَ: أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَشَكَّوْنَا إِلَيْهِ
چھٹی حدیث: حضرت زبیر بن عدی کہتے ہیں کہ: ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حجاج

مَا نَلْفِي مِنَ الْحُجَّاجِ. فَقَالَ: اصْبِرُوا، فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقُوا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کی طرف سے آنے والے مصائب کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: صبر کرو ہر بعد میں آنے والا زمانہ پہلے کی نسبت بڑا ہونگا یہاں تک کہ تم اپنے رب کو ملو میں نے یہ تمہاری بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب لا یأتی زمان الا الذی بعدہ شراً منه، ج ۲، ص ۱۳۹، رقم: ۵۰۶۸، صحیح ابن حبان، باب ما جاء فی الفتن، ج ۲، ص ۲۸۲، رقم: ۵۱۵۲، سنن ترمذی، باب ما جاء فی اشراط الساعة، ج ۲، ص ۱۹۲، رقم: ۲۲۰۶، مسند امام احمد بن حنبل، مسند النس بن مالک، ج ۳، ص ۱۳۲، رقم: ۱۲۲۹۹، مسند ابی یعلیٰ، مسند الزہری بن عدی عن النس بن مالک، ج ۳، ص ۱۰۷، رقم: ۲۰۲۶)

شرح حدیث: مُفسِّر شہیر حکیم لائٹ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: زمانہ جس قدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہوتا جائے گا ظلم و فساد بھی بڑھتا جائے گا، ہر زمانہ پہلے زمانہ سے دین کے لحاظ سے بدتر ہے، کبھی کوئی گناہ زیادہ کبھی کوئی گناہ! (براق النافع ج ۷ ص ۲۰۲ ملاحظہ)

مزید فرماتے ہیں:

یعنی آئندہ عموماً سلاطین ظالم ہی ہوں گے زمانہ جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتا جاوے گا ظلم و فساد بھی بڑھتا رہے گا لہذا حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا دور یا آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کا دور اس حکم سے علیحدہ ہے، ہر زمانہ پہلے زمانہ سے دین کے لحاظ سے بدتر ہے کبھی کوئی گناہ زیادہ کبھی کوئی گناہ غفلت وغیرہ زیادہ۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ شر سے مراد بدعات کی اشاعت سنتوں کا چھوڑ دینا ہے یا یہ مطلب ہے کہ آئندہ حکام ظالم بھی ہوں گے بد مذہب بد عقیدہ بھی۔ حجاج ظالم ہے مگر دین برباد کرنا نہیں چاہتا اس نے قرآن مجید میں اعراب لگوائے۔ (براق النافع ج ۷ ص ۲۳۸ ملاحظہ)

حجاج بن یوسف ثقفی ظالم

یہ خلفائے بنو امیہ میں سے انتہائی سفاک و خونخوار ظالم گورنر تھا۔ اس نے ایک لاکھ انسانوں کو اپنی تلوار سے قتل کیا اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کئے گئے ان کو تو کوئی گنہ ہی نہیں سکا۔ بہت سے صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس نے قتل کیا یا قید و بند رکھا۔ حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ساری امتیں اپنے اپنے منافقوں کو قیامت کے دن لے کر آئیں اور ہم اپنے ایک منافق حجاج بن یوسف ثقفی کو پیش کر دیں تو ہمارا پلہ بھاری رہے گا۔ یہ حجاج بن یوسف جب کینسر کی بیماری میں مرنے لگا تو اس کی زبان پر یہ دعا جاری ہو گئی۔ یہی دعا مانگتے مانگتے اس کا دم نکل گیا۔ اس کی دعا یہ تھی کہ

اللهم اغفر لی فان الناس یقولون انک لا تغفر لی۔

اے میرے اللہ! عذرا! تو مجھے بخش دے کیونکہ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشتے گا۔

خليفة عادل حضرت عمر بن عبدالعزيز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حجاج بن یوسف ثقفی کی زبان سے مرتے وقت کی یہ دعا بہت اچھی لگی اور ان کو حجاج کی موت پر رشک ہونے لگا اور جب حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے حجاج کی اس دعا کا ذکر کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعجب سے فرمایا کہ کیا واقعی حجاج نے یہ دعا مانگی تھی؟ تو لوگوں نے کہا کہ جی ہاں اس نے یہ دعا مانگی تھی۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ شاید (خدا اس کو بخش دے)۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت، الباب الخامس فی کلام المتحضرین... الخ، ج ۵، ص ۲۳۱)

ساتویں حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان روایت کرتے ہیں کہ اعمال صالحہ سات چیزوں سے پہلے کر لو۔ کیا تم کو ایسی محتاجی کا انتظار ہے جو بھلا دینے والی ہے یا ایسی تو نگری کا جو سرکش بنا دینے والی یا ایسے مرض کا جو خراب کر دینے والا ہے یا بڑھا پے کا جو کباڑا کر دینے والا ہے یا موت کا جو جلد روانہ کرنے والی ہے یا دجال کا انتظار ہے جو چھپا ہوا شر ہے یا قیامت کا انتظار ہے اور قیامت زیادہ دہشت ناک اور زیادہ کڑوی ہے۔ امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

(93) السَّابِعُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَاذِرُوا
بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُونَ إِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا،
أَوْ غِنًى مُطْغِيًا، أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا، أَوْ هَرَمًا مُفْنِدًا،
أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا، أَوِ الدَّجَالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ، أَوْ
السَّاعَةُ فَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ،
وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخرج حديث: (سنن ترمذى: باب ما جاء في المبادرة بالعمل: ج ٢ ص ٢٨٤ رقم: ٢٣٠٦ تحفة الاشراف للمزى من اسمه محمدين هارون التميمي: ج ١٠ ص ٢١٣ رقم: ١٣٩٥١ كذا العمال: الفصل السابع في السعائيات: ج ١٢ ص ١٨٤ رقم: ٣٢٥٦٢ مسند الشهاب: باب ما ينتظر احدكم من الدنيا الاغنى مطعيا: ص ٣٢٢ رقم: ٨٢٢)

شرح حدیث: موت کے ذکر کی فضیلت

نبی مکرّم، نور مجسم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: اَکْثَرُ دَامِنِ هَازِمِ
اللَّذِّ اسْتَوْجَمَهُ بِلَذَّاتِ كُوْخْتَمِ كَرْنِ دَالِیْ چیرِ موت کو کثرت سے یاد کرو

(جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء فی ذکر الموت، الحدیث ۲۳۰۷، ص ۱۸۸۴)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محسنِ انسانیت، محبوبِ ربِّ العزت عزَّ وَّجَلَّ وُصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ راحت نشان ہے:

ترجمہ: اچانک موت مؤمن کے لئے راحت اور قاجر کے لئے افسوس کا باعث ہے۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة، الحدیث ۲۵۰۹۶، ج ۹، ص ۲۶۲)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نصیحت نشان ہے: موت کے بارے میں جو کچھ تمہیں معلوم ہے اگر جانوروں کو معلوم ہو جائے تو تم ان میں سے کسی فریبہ جانور کو نہ کھا سکو۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزهد وقصر الال، الحدیث ۱۰۵۵۷، ج ۷، ص ۳۵۳)

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا شہداء کے ساتھ کسی اور کو بھی اٹھایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! جو آدمی دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے۔

(توت القلوب للشیخ ابی طالب محمد بن علی الہکی، الفصل الثانی والثلاثون، ذکر التداوی وترکہ لمحوکل، ج ۲، ص ۵۳)

نبی رحمت، شفیع اُمت، قاسم نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بشارت نشان ہے: مُحَمَّدٌ الْمُؤْمِنُ الْمُؤْتِیٰ ترجمہ: موت، مؤمن کے لئے تحفہ ہے۔

(المسند رک، کتاب الرقاق، باب لا یكون أحد مضطرباً، الخ، الحدیث ۷۹۷۰، ج ۵، ص ۲۵۵)

نور کے پیکر، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نصیحت نشان ہے: کُفِّ يَ الْمَوْتِ وَاعْظَا ترجمہ: موت وعظا نصیحت کے لئے کافی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزهد وقصر الال، الحدیث ۱۰۵۵۶، ج ۷، ص ۳۵۳)

نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مسجد کی طرف تشریف لے گئے، وہاں کچھ لوگ باتیں کر رہے اور ہنس رہے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کو یاد کرو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

(موسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب ذکر الموت، باب الموت والاستعداد له، الحدیث ۹۶، ج ۵، ص ۲۲۳)

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: بروز قیامت جب عدن کے سمندر کی گہرائی بسے آگ نکلے گی تو تمام لوگ میدان محشر کی طرف ہانکے جائیں گے۔ میدان قیامت کی ہولناکیوں سے لوگ مستحیر، پیاسے، مدہوش اور کانپتے ہوں گے کہ اسی دوران اللہ عزّ و جلّ تجلّی فرمائے گا تو اس کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی اور مخلوق ایک دوسرے کو دیکھ لے گی اور ماں اپنے بیٹے کو دیکھے گی جس سے دنیا میں وہ بہت محبت کرتی تھی۔ وہ اسے پہچان کر کہے گی: اے میرے بیٹے! کیا میرا پیٹ تیری پناہ گاہ نہ تھا؟ کیا میری گود تیرے لئے نرم بستر نہ تھی؟ کیا میرا دودھ تیرے لئے سیرابی کا باعث نہ تھا؟ تو بیٹا پوچھے گا: اے میری ماں! تو کیا چاہتی ہے؟ وہ کہے گی: میرے گناہ مجھ پر بھاری ہو گئے ہیں تو ان میں سے صرف ایک گناہ اٹھالے۔ تو وہ کہے گا: یہ بات ناممکن ہے! آج ہر جان اپنے عملوں میں گروی (یعنی رہن) ہے۔ اے میری ماں! اگر میں تیرا بوجھ اٹھالوں تو میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟ اسی دوران اللہ عزّ و جلّ کی جانب سے ایک منادی اعلان

کرے گا: اے فلاں بن فلاں! آؤ، اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔ یہ اعلان سنتے ہی اس شخص کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور اللہ عزَّ وَّجَلَّ سے حیا کے سبب اس کے اعضاء بے چین ہو جائیں گے۔ جب ماں اپنے بیٹے کی گھبراہٹ ملاحظہ کرے گی تو پوچھے گی: اے میرے بیٹے! کیا ہوا؟ وہ جواب میں کہے گا: اے میری ماں! مجھے اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے بلایا گیا ہے، اب میں اس سے بھاگ کر کہاں چھپوں یا میرا چھٹکارا کیسے ہو؟ اسی دوران دو فرشتے اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیں گے۔ جب اس کی ماں دیکھے گی تو اُسے سینے کی طرف کھینچے گی اور اپنے بالوں سے چھپائے گی اور اپنی پوری طاقت سے فرشتوں کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرے گی لیکن دور نہ کر سکے گی۔ جب دیکھے گی کہ وہ ان سے اپنا بیٹا نہیں لے سکتی تو روتے ہوئے فرشتوں سے کہے گی: اس ذات کی قسم جس نے مجھے میری قبر سے اٹھایا ہے! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تم دونوں کو اپنا بیٹا نہ لے جانے دیتی۔ پھر وہ اسے روتے ہوئے الوداع کرے گی اور کہے گی: اے میرے بیٹے! میں تجھے اس ذات کی قسم دیتی ہوں جس نے اپنی بارگاہ میں پیشی اور حساب کتاب کے لئے تجھے بلایا! اگر تجھے نجات ملے تو مجھے مت بھولنا۔ میں بہت دیر سے کھڑی ہوں، بہت حسرت زدہ ہوں اور میری تکلیف اور پیاس بہت حد تک اختیار کر گئی ہے۔

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پھر دو فرشتے اس کے بیٹے کو سیدۃ المُنْتَنَبِیِّہ پر مقرر فرشتے کے سپرد کر دیں گے۔ وہ پوچھے گا: تمہارا تعلق کس اُمت سے ہے؟ تو لڑکا جواب میں کہے گا: میں حضرت سیدۃ نامہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہوں۔ فرشتہ کہے گا: خوشخبری ہے تیرے لئے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے۔ پھر وہ فرشتہ اسے نور میں داخل کر دے گا۔ کوئی اندازے سے نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں جائے گا، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغُیُوبِ) اچانک اسے اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی طرف سے ایک آواز سنائی دے گی: ٹھہر جا! میں تیرا رب ہوں، اپنے اعضاء کو پرسکون رہنے دے اور اپنے دل کو اطمینان دے۔ میرے عزت و جلال کی قسم! تجھے تیری ماں اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور اپنے سینے سے چمٹا رہی تھی تو میں تجھ پر اس سے بھی بڑھ کر شفیق ہوں۔ پھر ارشاد ہوگا: اے میرے بندے! اپنا نامہ اعمال پڑھ۔ تو وہ اسے پڑھے گا لیکن جب کوئی گناہ پائے گا تو آواز آہستہ کر لے گا اور جب کوئی نیکی پائے گا تو آواز بلند کر لے گا۔ تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ فرمائے گا: اے میرے بندے! اپنی نیکی کو بلند آواز سے اور برائی کو پست آواز سے کیوں پڑھتا ہے؟ تو وہ روتے ہوئے عرض کرے گا: یا اللہ عزَّ وَّجَلَّ! مجھے معلوم ہے کہ تو اچھائی کو ظاہر کرتا ہے اور برائی کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔

پھر اللہ عزَّ وَّجَلَّ فرمائے گا: اے میرے بندے! میں نے تیرے گناہوں اور عیبوں کو مخلوق سے کیسے پوشیدہ رکھا جبکہ تو نے ان کے ذریعے میرا مقابلہ کیا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میں تجھ سے باخبر تھا اور تجھے دیکھ رہا تھا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے مالک و مولیٰ عزَّ وَّجَلَّ! مجھ میں تیری ڈانٹ ڈپٹ سننے کی طاقت نہیں تو مجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دے۔ اللہ

عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: اگر میں تجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دوں تو میرا جو درد کرم اور عفو و درگزر کس کے لئے ہوگا؟ (پھر اللہ عزَّ وَجَلَّ فرمایگا) اے فرشتو! میرے بندے کو میرے فضل و رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔ وہ پھر عرض کریگا: اے میرے معبود مالک عزَّ وَجَلَّ! میری والدہ دنیا میں مجھے بہت چاہتی تھی اور مجھ پر بہت شفقت کرتی تھی اور آج اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے مدد مانگی اور چاہا کہ میں اس کی مدد کروں۔ اے میرے مولیٰ عزَّ وَجَلَّ! اگر تو نے مجھے معاف کر دیا ہے تو میرا ٹھکانا میرے بجائے میری والدہ کو بخش دے، اب وہ جس عذاب میں ہے اس سے برداشت نہیں ہو رہا۔ تو اللہ عزَّ وَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: میرے عزت و جلال کی قسم! میں تم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتا بلکہ میں تم پر رحم کر چکا ہوں۔ (پھر فرمائے گا:) اے میرے فرشتو! ان دونوں کو میری جنت میں لے جاؤ اور میں سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہوں۔ (الرحمن الرحیم فی النور القایق صلی علیہ وسلم فی النور القایق صلی علیہ وسلم فی النور القایق صلی علیہ وسلم)

(94) الثَّامِنُ: عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرٍ: لَا أُعْطِيَنَّ هَذِهِ
الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ
قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا
يَوْمَئِذٍ، فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءً أَنْ أَدْعَى لَهَا، فَدَعَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ: امْشِ وَلَا
تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ فَسَارَ عَلَى شَيْئَانِ ثُمَّ
وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلَى مَاذَا
أَقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِذَا فَعَلُوا فَقَدْ
مَنْعُوا مِنْكَ دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا،
وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. فَتَسَاوَرْتُ هُوَ
بِالسِّبْغِ الْمُهْمَلَةِ: أَيْ وَلَيْتَ مُتَطَلِّعًا.

آٹھویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن ارشاد فرمایا میں یہ جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دن کے بغیر میں نے کبھی امیر بننے کی خواہش نہ کی تھی میں اس کیلئے کھڑا ہوا اس امید پر کہ مجھے بلایا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بلا کر وہ عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: جا اور مڑ کے نہ دیکھ تا آنکہ اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ تھوڑا چلنے کے بعد رک گئے اور پھرے بغیر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں لوگوں سے کس بات پر جنگ کروں فرمایا کہ ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیں جب وہ یہ کہہ لیں تو انہوں نے اپنے جان و مال کو تجھ سے محفوظ کر لیا مگر اس کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کا ذمہ ہے۔ (مسلم) تساویرت: سین مہملہ کے ساتھ ہے اس کا مطلب ہے۔ میں نے سراٹھا کر خود کو ظاہر کیا۔

تغریب حدیث: (صحیح مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب ج ۲، ص ۴۶، رقم: ۴۲۵۵، الایمان لابن مندہ ذکر امر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم السرا یا الی توحید الی اللہ، ص ۴۹، رقم: ۱۱۹، سنن سعید بن منصور، باب ما جاء فی فضل علی بن ابی
طالب رضی اللہ عنہ ج ۲، ص ۱۶۹، رقم: ۲۲۴۴، الامالی ابن ہشام، ص ۱۳۹، رقم: ۶۱۲، شرح اصول اعتقاد اہل السلفہ للکافی، باب
جماع فضائل الصعایہ، ج ۲، ص ۲۱۵، رقم: ۲۱۶۱)

شرح حدیث: فاتح خیبر کون ہوگا؟

جنگ خیبر کے دوران ایک دن غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا
دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور اسی کے ہاتھ سے خیبر فتح ہوگا۔ اس
خوشخبری کو سن کر لشکر کے تمام مجاہدین نے اس انتظار میں نہایت ہی بے قراری کے ساتھ رات گزاری کہ دیکھیں کون وہ خوش
نصیب ہے جس کے سر اس بشارت کا سہرا بندھتا ہے۔ صبح کو ہر مجاہد اس امید پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا کہ شاید وہی اس
خوش نصیبی کا تاجدار بن جائے۔ ہر شخص گوش بر آواز تھا کہ ناگہاں شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی بن
ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی آنکھوں میں آشوب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ
قاصد بھیج کر انہیں بلاؤ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر دعا فرمادی جس سے فی الفور وہ اس طرح شفا یاب ہو گئے کہ گویا انہیں کبھی
آشوب چشم ہوا ہی نہیں تھا۔ پھر آپ نے ان کے ہاتھ میں جھنڈا عطا فرمایا اور خیبر کا میدان اسی دن ان کے ہاتھوں سے سر
ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ۴۲۱۰، ج ۳، ص ۸۵)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن قبل ہی یہ بتا دیا کہ کل حضرت علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ خیبر کو فتح کریں گے۔ یعنی کل کون کیا کریگا کا علم غیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمایا۔

جنگ خیبر کا سبب

جنگ خندق میں جن جن کفار عرب نے مدینہ پر حملہ کیا تھا ان میں خیبر کے یہودی بھی تھے۔ بلکہ درحقیقت وہی اس
حملہ کے بانی اور سب سے بڑے محرک تھے۔ چنانچہ بنو نضیر کے یہودی جب مدینہ سے جلا وطن کئے گئے تو یہودیوں کے جو
رؤسا خیبر چلے گئے تھے ان میں سے جی بن اخطب اور ابورافع سلام بن ابی الحقیق نے تو مکہ جا کر کفار قریش کو مدینہ پر حملہ
کرنے کے لئے ابھارا اور تمام قبائل کا دورہ کر کے کفار عرب کو جوش دلا کر براہیجختہ کیا اور حملہ آوروں کی مالی امداد کے لئے پانی
کی طرح روپیہ بہایا۔ اور خیبر کے تمام یہودیوں کو ساتھ لے کر یہودیوں کے یہ دونوں سردار حملہ کرنے والوں میں شامل
رہے۔ جی بن اخطب تو جنگ قریظہ میں قتل ہو گیا اور ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو ۶ھ میں حضرت عبداللہ بن عتیک
انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے محل میں داخل ہو کر قتل کر دیا۔ لیکن ان سب واقعات کے بعد بھی خیبر کے یہودی بیٹھ

نہیں رہے بلکہ اور زیادہ انتقام کی آگ ان کے سینوں میں بھڑکنے لگی۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ پر پھر ایک دوسرا حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے اور اس مقصد کے لئے قبیلہ غطفان کو بھی آمادہ کر لیا۔ قبیلہ غطفان عرب کا ایک بہت ہی طاقتور اور جنگجو قبیلہ تھا اور اس کی آبادی خیبر سے بالکل ہی متصل تھی اور خیبر کے یہودی خود بھی عرب کے سب سے بڑے سرمایہ دار ہونے کے ساتھ بہت ہی جنگ باز اور تلوار کے دہنی تھے۔ ان دونوں کے گٹھ جوڑ سے ایک بڑی طاقتور فوج تیار ہو گئی اور ان لوگوں نے مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو تہس نہس کر دینے کا پلان بنالیا۔

مسلمان خیبر چلے

جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کو ساتھ لے کر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ان کی اس چڑھائی کو روکنے کے لئے سولہ سو صحابہ کرام کا لشکر ساتھ لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر روانہ ہوئے۔ مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسر مقرر فرمایا اور تین جھنڈے تیار کرائے۔ ایک جھنڈا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور ایک جھنڈے کا علمبردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور خاص علم نبوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک میں عنایت فرمایا اور ازواج مطہرات میں سے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا۔ (المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوة خیبر، ج ۳، ص ۲۳۵، ۲۵۵ ملحقاً)

مجاہدہ کے بیان میں

11 باب فی المجاہدۃ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ) (العنکبوت: 69)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے کی ہدایت دے دیں گے اور یقیناً اللہ بھلائی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

شرح: حضرت صدرالفاضل سیّدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خواجہ العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ثواب کی راہ دیں گے۔ حضرت جنید نے فرمایا جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی راہ دیں گے۔ حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جو طلب علم میں کوشش کریں گے انہیں ہم عمل کی راہ دیں گے۔ حضرت سعد بن عبد اللہ نے فرمایا جو اقامت سنت میں کوشش کریں گے ہم انہیں جنت کی راہ دکھادیں گے۔ (خزان العرفان)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ) (الحجر: 99)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اپنے رب کی عبادت کر حتیٰ کہ تجھے موت آجائے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلْ
إِلَيْهِ تَبَتُّلًا) (المزمل: 8): اُتے انقطع الیہ،

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَيْرًا يَرَهُ) (الزلزلة: 7)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ
مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمَ أَجْرًا)
(المزمل: 20)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ
اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ) (البقرة: 273)

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.
وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

(95) فَأَلَوَّلُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ
اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي
بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَّا
أَفْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ
بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَحِبَّهُ، فَإِذَا أَحَبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ
الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي
يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي
أَعْطَيْتُهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِينَنَّهُ رِوَاةُ
الْبُخَارِيِّ أَدْنَاهُ: أَعْلَمْتُهُ بِأَنِّي مُحَارِبٌ لَهُ.
اسْتَعَاذَنِي رُوِيَ بِالنُّونِ وَبِالْبَاءِ.

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اپنے رب کا نام ذکر
کر اور ہر طرف سے کٹ کر اسی کا ہو جا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو آدمی ذرہ بھر نیکی
کرے گا اس کو دیکھ لے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم اپنے لیے جو نیکی
آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس بہتر اور بڑے اجر کے
ساتھ پالو گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم جو مال خرچ کرو اللہ
تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔

اس باب میں آیات بکثرت وارد ہیں۔
اور احادیث یہ ہیں:

پہلی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد
ہے جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اس سے
جنگ کا اعلان کا کرتا ہوں میرا بندہ فرائض سے بڑھ کر
کسی اور چیز کے ساتھ میرا قرب نہیں پاتا، نوافل کے
ذریعہ ہمیشہ میرا بندہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں
تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں پھر جس وقت میں
اس کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں
جن سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں
جن سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن
سے وہ پکڑتا ہے اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جن سے چلتا
ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں
اور اگر وہ پناہ چاہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ (بخاری)
اَدْنَاهُ: کا مطلب ہے میں اس کو جنگ کا اعلان کرتا

ہوں۔ نون اور بادلوں کے ساتھ بھی روایت کیا گیا
(یعنی استعاضی اور استعاضی) استعاضی: کا
مطلب ہے مجھ سے پناہ طلب کرے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب التواضع ج ۲ ص ۸۳۳ رقم: ۶۱۲۴ مصنف عبدالرزاق باب المفروض من الاعمال
والنوافل ج ۱ ص ۱۱۲ رقم: ۲۰۲۰۱ جامع معمر بن راشد باب المفروض من الاعمال والنوافل ص ۳۰۲ رقم: ۶۱۲ سنن الکبیری
للبيهقي باب الخروج من الظلم والتقرب الى الله تعالى ج ۲ ص ۲۳۶ رقم: ۶۱۲۴ صحیح ابن حبان باب ما جاء في الطاعات ج
۱ ص ۱۵۰ رقم: ۲۲۴)

شرح حدیث: حکیم لائٹ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجنان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ ولی میں حلول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ و بو کہ خدا تعالیٰ
حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے بلکہ اس کے چند مطلب ہیں: ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاء گناہ کے لائق نہیں
رہتے ہمیشہ ان سے ٹھیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں اس پر عبادات آسان ہوتی ہے گویا ساری عبادتیں اس سے میں کر رہا
ہوں یا یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضاء کو دنیا کے لیے استعمال نہیں کرتا، صرف میرے لیے استعمال کرتا ہے ہر چیز میں مجھے دیکھتا
ہے ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے، یا یہ کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے جس سے خدائی طاقتیں اس کے اعضاء میں کام کرتی
ہیں اور وہ ویسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وراء ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی
قمیص یوسفی کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سن لی حضرت آصف برخیا
نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تخت بلقیس لا کر شام میں حاضر کر دیا۔ حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے
نہاوند تک اپنی آواز پہنچادی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے واقعات چشم ملاحظہ فرما لیے۔ یہ سب اسی
طاقت کے کرشمے ہیں آج ناز کی طاقت سے ریڈیو تار، وائرلیس ٹیلی ویژن عجیب کرشمے دکھا رہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا
پوچھنا اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقت اولیاء کے منکر ہے، بعض صوفیاء جوش میں سبحانی ما اعظم شئی کہہ گئے
بعض نے کہا: مافی حبیبی الا اللہ یہ سب اسی فنا کے آثار تھے، مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت

چوں رودا باشد انا اللہ از درخت

(مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۲۹۰)

نفلی عبادت نہ کرنے والے سے نفرت کرنا کیسا؟

حضرت سیدنا عامر بن وائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب رب کائنات، شہنشاہ موجودات عز و جل و صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی (ظاہری) مبارک حیات میں ایک صاحب کسی قوم کے پاس سے گزرے تو انہوں نے انہیں

سلام کیا، ان لوگوں نے سلام کا جواب دیا۔ جب وہ صاحب وہاں سے تشریف لے گئے تو ان میں سے ایک شخص نے ان صاحب کے بارے میں کہا: میں اللہ تعالیٰ کے لئے اس شخص سے نفرت کرتا ہوں۔ جب ان صاحب کو اس بات کی خبر پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا عرض کیا اور فریاد کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو بلا کر دریافت فرمائیے کہ مجھ سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟ نبی اکرم، نور مجسم، شاہ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بلوا کر پوچھا تو انہوں نے اقرار کیا کہ میں نے یہ بات کہی ہے۔ ارشاد فرمایا: تم اس سے کیوں نفرت کرتے ہو؟ عرض کی: میں ان صاحب کا پڑوسی ہوں اور میں ان کی بھلائی کا خواہاں ہوں، خدا عز و جل کی قسم! میں نے کبھی بھی فرض نماز کے علاوہ انہیں (نفل) نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، جب کہ فرض نماز تو ہر نیک و بد پڑھتا ہے فریادی صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ عز و جل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ان سے پوچھئے، کیا انہوں نے مجھے فرض نماز میں تاخیر کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ یا میں نے وضو میں کوئی کوتاہی کی ہے؟ یا رکوع و سجود میں کوئی کمی کی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو انہوں نے انکار کرتے ہوئے عرض کی: میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی۔ پھر اس نے مزید عرض کی: اللہ عز و جل کی قسم! میں نے ان صاحب کو رمضان المبارک کے علاوہ کبھی (نفل) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، اس مہینے (یعنی ماہ رمضان المبارک) کا روزہ تو ہر نیک و بد رکھتا ہے۔ یہ سن کر فریادی نے عرض کی: یا رسول اللہ عز و جل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ان سے پوچھئے، کیا میں نے کبھی رمضان المبارک میں روزہ چھوڑا ہے؟ یا روزے کے حق میں کوئی کمی کی ہے؟ پوچھنے پر انہوں نے عرض کی: نہیں۔ پھر اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ ان صاحب نے زکوٰۃ کے علاوہ کسی مسکین یا سائل کو کچھ دیا ہو یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا ہو، زکوٰۃ تو ہر نیک و بد ادا کرتا ہے۔ فریادی نے عرض کی: یا رسول اللہ عز و جل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ان سے پوچھئے، کیا انہوں نے مجھے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ یا میں نے کبھی اس میں ٹالم ٹوں سے کام لیا ہے؟ دریافت کرنے پر انہوں نے عرض کی: نہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُس نفرت کرنے والے سے فرمایا: اٹھ جاؤ، شاید یہ تم سے بہتر ہو۔ (مسند امام احمد ج ۹ ص ۲۱۰ حدیث ۲۳۸۶۳)

بروز قیامت فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی

اللہ کے محبوب، دانا، غنی، عزیز، عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندے کا قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہو گا وہ نماز ہے، اگر وہ مکمل ہوئی تو اس کے لئے کامل ہونا لکھ دیا جائے گا اور اگر وہ مکمل نہ ہوئی تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ذرا دیکھو تو کیا تم میرے بندے کے پاس نوافل پاتے ہو؟ لہذا وہ اس بندے کے فرائض کو اس کے نوافل سے مکمل فرمادیں گے، پھر زکوٰۃ کا اسی طرح حساب ہو گا اور اس کے بعد بقیہ اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہو گا۔ (سنن النسائی، کتاب الصلاة، باب المحاسبة علی الصلاة، الحدیث ۲۶۷۷، ص ۲۱۱ جغیر قلیل)

شہنشاہ خوش خصال، ہیکر حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ کامل ہوئی تو کامل لکھ دی جائے گی اور اگر مکمل نہ ہوئی تو اللہ عز و جل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: کیا تم میرے بندے کے پاس کوئی نفل پاتے ہو۔ تو وہ اس کے فرائض کو اس کے نوافل کے ذریعے پورا کر دیں گے پھر اسی طرح زکوٰۃ اور دیگر اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی علیہ السلام کل صلاۃ..... الخ، الحدیث ۸۶۳، ص ۸۶۳، ج ۱، ۱۲۸، مختصر ۱)

دافع رنج و ملال، صاحب جود و نوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ یہ کہ اس کی نماز دیکھی جائے گی اگر وہ صحیح ہوگی تو وہ نجات پا جائے گا اور اگر وہ صحیح نہ ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۸۲، ج ۳، ص ۳۲)

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا اگر وہ صحیح ہوئی تو بقیہ سارے اعمال بھی صحیح ہو جائیں گے اور اگر صحیح نہ ہوئی تو بقیہ سارے بھی برباد ہو جائیں گے پھر اللہ عز و جل ارشاد فرمائے گا: دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفل عبادت بھی ہے؟ تو اگر اس کے پاس نفل ہوئے تو ان سے فرضوں کو پورا کر دے گا اور پھر اس کے بعد اللہ عز و جل کی رحمت سے دوسرے فرائض کا حساب ہوتا رہے گا۔ (کنز العمال، کتاب الصلاۃ، قسم الاقوال، باب فی فضل الصلوٰۃ وجوبہا، الفصل الاول، الحدیث: ۱۸۸۳، ج ۷، ص ۱۱۵)

تاجدار رسالت، شہنشاہ نیکوئی، مخزن جود و سخاوت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت عز و جل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کو ارشاد فرمایا۔ رات کو زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ شب بھر سونے والا (نفلی عبادات نہ کرنے کے باعث) بروز قیامت (نیکیوں کے سلسلے میں) فقیر ہوگا۔

(تذکرۃ الحفاظ: المجلد الاول الجزء ۲ ص ۱۳۳، الطبعة الثالثة (الطریق الحافظ البارغ ابو بکر محمد بن عیسیٰ بن یزید القشیری)

(96) الثَّانِي: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَمًا يَرَوِيهِ عَنْ رَبِّهِ - عَزَّوَجَلَّ - قَالَ: إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَى شَيْءٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِذَا أَتَانِي بِمَشِيئَةِ آتِيَّتِهِ هَرَوَلَةً رَوَاهُ لُبَّخَارِجِي.

دوسری حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اپنے رب العالمین کا ارشاد روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ آرام سے چلتے ہوئے آئے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔ (بخاری)

الدارمی باب اذا تقرب العبد الى الله ج ۲ ص ۲۲۲ رقم ۲۸۳۲ مسند ابی یعلیٰ مسند النس بن مالک ج ۲ ص ۱۲۹ رقم ۲۲۱۱ مسند امام احمد بن حنبل مسند النس بن مالک ج ۲ ص ۱۲۹ رقم ۱۲۴۰۱ مسند البزار مسند ابی حمزہ عن النس بن مالک ج ۲ ص ۳۷۷ رقم ۱۲۹۹

شرح حدیث: سب خوبیاں اللہ عز و جل کے لئے جو ایسا کریم ہے کہ اپنے رحیم بندوں پر بے انتہاء رحم فرماتا ہے۔ وہ ایسا کریم ہے جو نافرمانوں پر بھی جو دو کرم کی بارش برستا ہے۔ وہ ایسا عظیم ہے کہ جب کسی گناہ گار کو اپنی لغزش و نافرمانی پر حسرت و ندامت کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا عظیم ہے کہ دلوں کے بھید جانتا ہے، نیتوں پر مطلع ہے اور زمین و آسمان کی کوئی شے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا عظیم ہے کہ کسی بھی گناہ کو معاف کرنا اس کے لئے دشوار و مشکل نہیں۔ وہ کسی عیب کو دیکھتا ہے تو محض اپنے فضل و نعمت سے چھپا دیتا ہے کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ اس نے مؤمنین کو گناہ اور گمراہی سے نکلانے کے لئے ارشاد فرمایا:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ

ترجمہ کنز الایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔ (پ ۹، الاعراف: ۱۵۶)

پس وہ لغزشوں اور گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور جس شخص نے اللہ عز و جل کے حرام کردہ کام کو مجبور ہو کر اختیار کیا وہ گناہ گار نہ ہوگا۔ جس نے اس کی بارگاہ میں توبہ کر لی وہ اسے نجات عطا فرمائے گا اور جس نے اس پر توکل و بھروسہ کیا وہ ہر معاملہ میں اسے کافی ہو جائے گا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ اللعلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عز و جل فرماتا ہے میں اپنے بندے کے مجھ سے کئے جانے والے گمان کے قریب ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میری رحمت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا کی قسم! تم میں سے کسی شخص کو یہاں میں اپنا گمشدہ مال مل جانے پر جو خوش ہوتی ہے اللہ عز و جل اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ رب عز و جل فرماتا ہے، اور جو ایک بالشت میرے قریب ہو میری رحمت ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتی ہے اور جو ایک ہاتھ میرے قریب آجائے میری رحمت اس کے دو ہاتھ قریب آجاتی ہے اور جو چل کر میری طرف آئے میری رحمت دوڑ کر اس کی طرف آتی ہے۔ (مسلم، کتاب التوبہ، باب الحس علی التوبہ، رقم ۲۶۷۵، ص ۱۳۶۷)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، بے شک اللہ عز و جل اپنے مومن بندے کی توبہ پر اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ہلاکت خیز پتھریلی زمین پر پڑاؤ کرے۔ اسکے ساتھ اس کی

سواری بھی ہو جس پر اسکے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو۔ پھر وہ زمین پر سر رکھ کر سو جائے اور جب بیدار ہو تو اس کی سواری جا چکی ہو، تو وہ اسے تلاش کرے یہاں تک کہ گرمی اور شدتِ پیاس یا جس وجہ سے اللہ عزوجل چاہے وہ پریشان ہو کر کہے کہ میں اسی جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سو رہا تھا، اور پھر سو جاتا ہوں یہاں تک کہ مر جاؤں۔ پھر وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر مرنے کے لئے سو جائے پھر جب بیدار ہو تو اسکے پاس اس کی سواری موجود ہو اور اس پر اس کا توشہ بھی موجود ہو تو اللہ عزوجل مومن بندے کی توبہ پر اس شخص کے اپنی سواری کے لوٹنے پر خوش ہونے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

(مسلم، کتاب التوبہ، باب الصف علی التوبہ، رقم ۲۷۴۲، ص ۲۸۸، ج ۱، غیر)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرّم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم سے پہلے ایک شخص نے نانوے قتل کئے تھے۔ جب اس نے اہل زمین میں سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو اسے ایک راہب کے بارے میں بتایا گیا پھر وہ اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے نانوے قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ راہب نے جواب دیا، نہیں۔ پھر اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور سو ۱۰۰ کا عدد پورا کر لیا۔ پھر اس نے اہل زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں سوال کیا تو اسے ایک عالم کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے اس عالم سے کہا کہ میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے جواب دیا، ہاں! اللہ عزوجل اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے؟ فلاں فلاں علاقہ کی طرف جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہیں، ان کے ساتھ مل کر اللہ عزوجل کی عبادت کرو اور اپنے علاقہ کی طرف واپس نہ آنا کیونکہ یہ برائی کی سرزمین ہے۔

وہ قاتل اس علاقہ کی طرف چل دیا جب وہ آدھے راستے میں پہنچا تو اسے موت آگئی تو رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے بارے میں بحث کرنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ یہ بارگاہِ الہی عزوجل میں توبہ کی نیت سے اس طرف آیا تھا۔ جبکہ عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ تو ان کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور انہوں نے اسے ثالث مقرر کر لیا۔ اس فرشتے نے ان سے کہا کہ دونوں طرف کی زمینوں کو ناپ لو یہ جس زمین کے قریب ہوگا اسی کا حق دار ہے۔ جب زمین ناپی گئی تو وہ اس زمین کے قریب تھا جس کے ارادے سے وہ اپنے شہر سے نکلا تھا لہذا رحمت کے فرشتے اسے لے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ صالحین کے شہر سے ایک بالشت قریب تھا لہذا انہی میں سے کر دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے اس طرف کی زمین کو حکم دیا کہ دور ہو جا۔ اور اس طرف کی زمین کو حکم دیا کہ قریب ہو جا۔ پھر فرمایا، دونوں طرف کی زمین کو ناپو۔ تو اسے اس زمین کے ایک بالشت قریب پایا گیا تو اس کی مغفرت

کر دی گئی۔ (مسلم، کتاب التوبہ، باب قبول توبۃ القتال، رقم ۲۷۶۶، ص ۲۸۹، ج ۱)

(97) الثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَتَانِ مَغْبُوءٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تیسری حدیث: حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی وجہ سے خسارے میں ہیں، ایک صحت اور دوسری فرصت۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب لا عیش الا عیش الاخر ج ۲ ص ۷۸۸ رقم: ۶۳۱۲ سنن ابن ماجہ باب الحکمة ج ۲ ص ۱۱۷ رقم: ۲۱۷۰ الادب للبدیع باب من قصر الامل وبادر بالعمل قبل بلوغ الاجل ص ۳۹۵ رقم: ۸۰۸ سنن ترمذی باب الصحة والفراغ نعمتان ج ۲ ص ۲۵۰ رقم: ۲۲۰۴ سنن الدارمی باب فی الصحة والفراغ ج ۲ ص ۲۸۵ رقم: ۱۷۰۷)

شرح حدیث: دنیا آخرت کی کھیتی ہے

امام ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کبھی تندرست ہوتا ہے مگر کسب معاش میں مشغولیت کی بناء پر فارغ نہیں ہوتا اور کبھی خوشحال ہوتا ہے لیکن تندرست نہیں رہتا پس جب تندرست اور فارغ ہو اور طاعت کی بجائے سستی غالب آجائے تو ایسا شخص خسارے میں ہے۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس میں ایسی تجارت موجود ہے جس کا نفع آخرت میں ملے گا۔

وہ شخص قابل رشک ہے جو اپنی صحت اور فراغت کو خداوند قدوس عزوجل کی بندگی و اطاعت میں گزارے تو جس نے اپنی صحت و فراغت کو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں ضائع کر دیا وہ دھوکے میں رہا کیونکہ فراغت کے بعد مشغولیت اور صحت کے بعد بیماری آگھیرتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو پھر بڑھا پاپی کافی ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

يَسْرُ الْفَقِي طَوْلُ السَّلَامَةِ وَالْبَقَا
فَكَيْفَ تَرَى طَوْلَ السَّلَامَةِ يَفْعَلُ
يُرْدُ الْفَقِي بَعْدَ إِعْتِدَالٍ وَصِفَةٍ
يَنُوءُ إِذَا رَامَ الْقِيَامَ وَيُجْهَلُ

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔ لمبی عمر اور طویل سلامتی (صحت) نو جوان کو خوش کرتی ہے، (اے انسان) تو کیسے سمجھتا ہے کہ طویل سلامتی ایسا کرتی رہے گی؟

(۲)۔۔۔۔۔ وہ تو نو جوان کو صحت اور معتدل زندگی کے بعد بڑھا پپے کی طرف لوٹا دے گی کہ جب کھڑا ہونا چاہے گا تو مشقت سے اٹھے گا اور (کبھی) بوجھ کی مثل اٹھایا جائے گا۔

صحت اور فرصت کا فریب

آہ! بہت سے لوگ اپنی خواہشات اور دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دینے کی وجہ سے نعمت صحت اور فرصت کے فریب میں آچکے ہیں۔۔۔۔۔ اور اکثر لوگ برائی کا حکم دینے والے نفس کی پیروی کرتے ہیں،۔۔۔۔۔ احکام شریعت پر عمل کرنے اور

عبادات سے جی چاہتے ہیں،۔۔۔۔۔ اور اگر وہ غنڈی اور ہوش سے کام لیتے تو ضرور اللہ عزوجل پر کامل ایمان رکھتے،۔۔۔۔۔ مجاہدہ نفس کرتے،۔۔۔۔۔ اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں پانے کے لئے ایمان والوں سے دوستی اور دین کے دشمنوں کی مخالفت کرتے۔

غور کیجئے! کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک فرمان کے سامنے دنیا کی کیا قیمت ہے۔۔۔۔۔؟ چنانچہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں کوڑا (ہنٹر، ڈڑہ) رکھنے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ، الحدیث: ۲۸۹۲، ص ۲۳۳)

چوتھی حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کا قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک سوچ جاتے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ یہ کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب سے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں۔

(متفق علیہ)

یہ الفاظ ”بخاری“ کے ہیں اور اسی کے مثل صحیحین میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے۔

(98) الرَّابِعُ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ. وَنَحْوُهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ رِوَايَةِ السُّخَيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیل حتی تورم قدماء، ج ۱، ص ۲۱۲، رقم: ۱۱۲۰، صحیح مسلم، باب اکثار الأعمال واجتهاد فی العبادۃ، ج ۲، ص ۴۱، رقم: ۴۲۰۲، سنن ترمذی، باب ما جاء فی الاجتهاد فی الصلوۃ، ج ۱، ص ۲۶۸، رقم: ۴۱۲، التحف الخیر البھرۃ للہو صوری، کتاب المساجد، ج ۱، ص ۶۸، رقم: ۱۶۰۹، مسند امام احمد، حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا، ج ۱، ص ۱۱۵، رقم: ۲۴۸۸۸)

شرح حدیث: سرور کائنات کی عبادات

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود بے شمار مشاغل کے اتنے بڑے عبادت گزار تھے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم کی مقدس زندگیوں میں اس کی مثال ملنی دشوار ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تمام انبیاء سابقین کے بارے میں صحیح طور سے یہ بھی نہیں معلوم ہو سکتا کہ ان کا طریقہ عبادت کیا تھا؟ اور ان کے کون کون سے اوقات عبادتوں کے لئے مخصوص تھے؟ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں میں یہ فخر و شرف صرف حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادات کے تمام طریقوں، ان کے

اوقات و کیفیات غرض اس کے ایک ایک جزئیہ کو محفوظ رکھا ہے۔ گھروں کے اندر اور راتوں کی تاریکیوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اور جس قدر عبادتیں فرماتے تھے ان کو ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے دیکھ کر یاد رکھا اور ساری امت کو بتا دیا اور گھر کے باہر کی عبادتوں کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے ذہنوں میں محفوظ کر لیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قیام و قعود، رکوع و سجود اور ان کی کیفیت و کیفیات، اذکار اور دعاؤں کے بعینہ الفاظ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور خضوع و خشوع کی کیفیات کو بھی اپنی یادداشت کے خزانوں میں محفوظ کر لیا۔ پھر امت کے سامنے ان عبادتوں کا اس قدر چرچا کیا کہ نہ صرف کتابوں کے اوراق میں وہ محفوظ ہو کر رہ گئے بلکہ امت کے ایک ایک فرد یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین کو بھی ان کا علم حاصل ہو گیا اور آج مسلمانوں کا ایک ایک بچہ خواہ وہ کرۂ زمین کے کسی بھی گوشہ میں رہتا ہو اس کو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادتوں کے مکمل حالات معلوم ہیں۔

رضا پر راضی

حضرت سیدنا محمد بن معاویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ہمیں ہمارے شیخ نے بتایا: ایک مرتبہ حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی آپس میں ملاقات ہوئی، حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام سے فرمایا: مجھے کسی ایسے شخص کے پاس لے چلو جو زمین میں سب سے بڑا عبادت گزار ہو۔ چنانچہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ علیہ السلام کو ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جو جذام کا مریض تھا اور اس بیماری کی وجہ سے اس کے ہاتھ پاؤں گل سڑ کر جسم سے جدا ہو گئے تھے، اور وہ صابر و شاکر شخص کہہ رہا تھا: اے میرے پاک پروردگار عز و جل! جب تک تو نے چاہا ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب تو نے چاہا لے لیا، تیرا شکر ہے کہ تو نے میری امید صرف اپنی ذات میں باقی رکھی، اے میرے پروردگار عز و جل! میرا مطلوب تو بس تو ہی تُو ہے (یعنی میں تیری رضا پر راضی ہوں)

اس شخص کو دیکھ کر حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام! میں نے تو تجھے ایسے شخص کے بارے میں کہا تھا جو بہت زیادہ نماز پڑھنے والا ہو اور خوب روزے رکھنے والا ہو۔ یہ سن کر جبریل امین علیہ السلام نے کہا: ان مصیبتوں کے نازل ہونے سے پہلے یہ خوب روزے رکھتا اور خوب نمازیں پڑھتا تھا اور اب مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔ یہ کہہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے اس شخص کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو اس کی دونوں آنکھیں باہر امنڈ آئیں۔

عابد پھر وہی الفاظ دہرانے لگا: اے میرے مالک حقیقی عز و جل جب تک تو نے چاہا مجھے ان آنکھوں سے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیا اور اپنی ذات میں میری محبت کو باقی رکھا (اے مولیٰ تیرا شکر ہے) میرا مطلوب تو بس تو ہی تُو ہے۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے اس عظیم صابر و شاکر شخص سے کہا: آؤ، ہم سب مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل تجھے تیری آنکھیں، اور ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تجھے اس بیماری سے شفاء عطا فرمائے تاکہ تم پہلے کی طرح عبادت کرو اور روزے رکھو۔ وہ شخص کہنے لگا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا: آخر کیوں تم اس بات کو پسند نہیں کرتے؟ وہ عابد بولا: اگر میرے رب عزوجل کی رضا اسی میں ہے کہ میں بیمار رہوں تو پھر مجھے تندرستی و صحت نہیں چاہیے، میں تو اپنے رب عزوجل کی رضا پر راضی ہوں، وہ مجھے جس حال میں رکھے میں اسی میں راضی ہوں۔

جے سو ہنا میرے دکھ وچ راضی میں سکھ نوں چلھے پاواں

اس عابد کی یہ گفتگو سن کر حضرت سیدنا یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام! واقعی میں نے آج تک اس سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار شخص نہیں دیکھا۔

حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ایسا عظیم راستہ ہے کہ رضائے الہی عزوجل کے حصول کے لئے اس سے افضل کوئی اور راستہ نہیں۔ (عیون الہکایات مؤلف: امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(99) الْحَامِسُ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيَقَظُ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پانچویں حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ ۲ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ۳ شب بیداری فرماتے اور گھر والوں کو بیدار کرتے، کوشش کرتے اور چادر کس لیتے۔

وَالْمُرَادُ: الْعَشْرُ الْوَاحِدُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ. وَالْمِئْزَرُ: الْأَزَارُ، وَهُوَ كِتَابِيَّةٌ عَنِ اعْتِزَالِ النِّسَاءِ. وَقِيلَ: الْمُرَادُ تَشْيِيزُهُ لِلْعِبَادَةِ، يُقَالُ: شَدَّدْتُ لِهَذَا الْأَمْرِ مِئْزَرِي: أَيْ تَشَيَّزْتُ وَتَفَرَّغْتُ لَهُ.

مراد ماہ رمضان کا آخری عشرہ۔ المئزر: ازار (چادر) اس کا مطلب بیویوں سے وظیفہ زوجیت سے رک جانا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عبادت کے لیے تیار ہو جانا جس طرح کیا جاتا ہے 'شَدَّدْتُ لِهَذَا الْأَمْرِ مِئْزَرِي: میں نے اس کی تیاری کر لی ہے اور اس کے لیے بالکل فارغ ہو گیا ہوں۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان ج ۶، ص ۲۷، رقم: ۲۰۲۲ صحیح مسلم: باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان ج ۲، ص ۱۷۸، رقم: ۲۸۴۲ سنن ابو داؤد: باب فی قیام شهر رمضان ج ۱، ص ۵۲۲، رقم: ۱۴۸۸ سنن ابن ماجہ: باب فی فضل العشر الاواخر من شهر رمضان ج ۱، ص ۵۱۲، رقم: ۱۷۶۸ صحیح ابن حبان: باب فضل رمضان

شرح حدیث: آخری عشرہ

رمضان شریف خصوصاً آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ آپ ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور گھروالوں کو نمازوں کے لئے جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہو کر، کبھی بیٹھ کر، کبھی سر بسجود ہو کر نہایت آہ وزاری اور گریہ و بکا کے ساتھ گڑ گڑا گڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے، رمضان شریف میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن عظیم کا دور بھی فرماتے اور تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی مختلف دعاؤں کا ورد بھی فرماتے تھے اور کبھی کبھی ساری رات نمازوں اور دعاؤں میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ پائے اقدس میں ورم آ جایا کرتا تھا۔ (صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث)

زوجہ کو جگانا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی زوجہ کو نماز کے لئے جگاتا ہے اگر وہ انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے، اللہ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو نماز کے لئے جگاتی ہے اگر اس کا شوہراٹھنے سے انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب ماجاء فیمن لقیظ احدہ من اللیل، رقم ۱۳۳۶، ج ۲، ص ۱۲۸)

حضرت سیدنا ابو مالک اشجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو شخص رات کو اٹھ کر اپنی زوجہ کو جگاتا ہے اگر اس کی زوجہ پر نیند غالب ہوتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے پھر وہ دونوں اٹھ کر اپنے گھر میں نماز پڑھتے ہیں اور ایک گھڑی اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں تو ان دونوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۴۸، ج ۳، ص ۲۹۵)

جہنم سے آزادی

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب رحمن، سرور فیضان، رحمت عالمیان، مکی مدنی سلطان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری دن بیان فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات (ایسی بھی ہے جو) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس (ماہ مبارک) کے روزے اللہ عزوجل نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام تظوُّع (یعنی سنت) ہے، جو اس میں نیکی کا کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور

صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مؤاسات (یعنی غنخواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے اُس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہے اور اُس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی۔ اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب (تو) اُس (شخص) کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے خوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اؤل (یعنی اچھا ائی دس دن) رحمت ہے اور اس کا اوسط (یعنی درمیانی دس دن) مغفرت ہے اور آخر (یعنی آخری دس دن) جہنم سے آزادی ہے۔ جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے (یعنی کام کم لے) اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا اس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرو۔ ان میں سے دو ایسی ہیں جن کے ذریعے تم اپنے رب عز و جل کو راضی کرو گے اور بقیہ دو سے تمہیں بے نیازی نہیں۔ پس وہ دو باتیں جن کے ذریعے تم اپنے رب عز و جل کو راضی کرو گے وہ یہ ہیں: (۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی دینا (۲) اِسْتِغْفَار کرنا۔ جبکہ وہ دو باتیں جن سے تمہیں غنا (بے نیازی) نہیں وہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرنا (۲) جہنم سے اللہ عز و جل کی پناہ طلب کرنا۔ (صحیح بخاری ج ۳ ص ۱۸۸)

چھٹی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوت والا ایمان دار اللہ کے ہاں کمزور ایماندار سے زیادہ بہتر اور زیادہ پیارا ہے اور ہر بھلائی میں اپنے نفع کے کام پر حرص کر اللہ سے مدد طلب کر عاجز نہ بن اگر کچھ مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہہ اگر میں ایسا کر لیتا تو ایسا ہو جاتا لیکن اللہ کی تقدیر مان کیونکہ ”اگر“ (کہنا) شیطانی کام کو کھول دیتا ہے۔ (مسلم)

(100) السَّادِسُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ. اخْرِضْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجزْ. وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا. وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنْ لَوْ تَفَتَّحَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فی الامر بالقوة وترك العجز والاستعانة بالله: ج ۲ ص ۵۰۹، رقم: ۶۶۵ سنن الکبریٰ للبیہقی: باب فضل المؤمن القوی: ج ۱ ص ۸۹، رقم: ۲۰۶۶۸، سنن ابن ماجہ: باب التوکل: ج ۲ ص ۱۱۵، رقم: ۴۱۹۸، مسند ابی یعلیٰ: مسند الاعرج عن ابی ہریرۃ: ج ۲ ص ۱۱۱، رقم: ۶۶۵۱، مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ: ج ۲ ص ۳۹۹، رقم: ۸۷۷۷)

شرح حدیث: سب سے افضل آدمی

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافع رنج و غلام، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا، سب سے افضل آدمی کون ہے؟ فرمایا، وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ذریعے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرے۔ عرض کیا گیا، پھر کون افضل ہے؟ فرمایا، وہ مومن جو کسی گھائی میں اللہ عز و جل کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد و الرباط، رقم ۱۸۸۸، ج ۷، ص ۱۰۳)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ کامل ترین مومن کون ہے؟ فرمایا، وہ جو اپنی جان اور مال کے ذریعے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرے۔

(المستدرک، کتاب الجہاد، باب ای المؤمنین اکمل ایماناً، رقم ۶۳۳۷، ج ۶، ص ۳۸۷)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، افسس الغریبین، سراج النسا لکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عز و جل کے نزدیک سب سے افضل عمل وہ ایمان ہے جس میں شک نہ ہو اور وہ جہاد ہے جس میں بددیانتی اور خیانت نہ ہو اور حج مبرور ہے۔

(الاحسان بقریب ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۳۵۷۸، ج ۷، ص ۵۹)

ہر بھلائی کی اصل

حضرت سیدنا ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، خوفِ خدا عز و جل دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کی اصل ہے۔

(شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ، ج ۱، ص ۵۱۰، رقم الحدیث ۸۷۵)

حضرت وہب بن منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، توریت میں لکھا ہے کہ جو بارگاہِ الہی میں سمجھ دار بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کرے۔ (المجمعات علی الاستعداد لیوم المعاد، ص ۱۳۴)

حضرت سیدنا امام ابوالفرج ابن جوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، خوفِ الہی ہی ایسی آگ ہے جو شہوات کو جلا دیتی ہے۔ اس کی فضیلت اتنی ہی زیادہ ہوگی جتنا زیادہ یہ شہوات کو جلائے اور جس قدر یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکے اور اطاعت کی ترغیب دے اور کیوں نہ ہو؟ کہ اس کے ذریعہ پاکیزگی، ورع، تقویٰ اور مجاہدہ نیز اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والے اعمال حاصل ہوتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۹۸)

حضرت سیدنا سلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جس دل سے خوف دور ہو جاتا ہے وہ ویران ہو جاتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب الخوف و الرجاء، ج ۳، ص ۱۹۹)

حضرت سیدنا ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے، نیک بختی کی علامت بد بختی سے ڈرنا ہے کیونکہ خوف اللہ تعالیٰ

اور بندے کے درمیان ایک لگام ہے، جب یہ لگام ٹوٹ جائے تو بندہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے۔

(احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء ج ۳، ص ۱۹۹)

راضی برضائے الہی رہنے والا عابد

بنی اسرائیل میں ایک عابد کسی پہاڑ کے ایک غار میں رہا کرتا تھا۔ نہ لوگ اس کو دیکھتے نہ وہ لوگوں کو دیکھتا تھا۔ اس کے ہاں پانی کا ایک چشمہ بھی تھا، وہ اس سے وضو کرتا اور پانی پیتا۔ زمین میں اُگے ہوئے پھلوں سے غذا حاصل کیا کرتا تھا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا۔ عبادت میں بالکل سستی نہ کرتا۔ اس پر سعادت کے آثار نمایاں تھے۔ جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا شہرہ سنا تو اس سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا۔ جب دن میں تشریف لے گئے تو وہ عابد نماز اور ذکر و اذکار میں مشغول تھا اور جب رات کو جانا ہوا تو وہ اللہ عزّ و جلّ کی بارگاہ میں مناجات میں مستغرق تھا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے سلام کرنے کے بعد فرمایا: اے شخص! اپنی جان پر زری کرو۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی علیہ السلام! مجھے ڈر ہے کہ کہیں غافل نہ ہو جاؤں، موت کا وقت آجائے اور میں عبادت الہی عزّ و جلّ میں کوتاہی کرنے والوں میں نہ ہو جاؤں۔ پھر حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے استفسار فرمایا: کیا کوئی حاجت و ضرورت ہے؟ اس نے عرض کی: بارگاہ الہی عزّ و جلّ میں عرض کیجئے کہ وہ مجھے اپنی رضا و خوشنودی عطا فرمادے اور تادمِ آخر اپنے علاوہ کسی کی طرف مائل نہ کرے۔ چنانچہ، جب حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جیل طور پر مناجات کے لئے حاضر ہوئے اور کلام باری تعالیٰ کی لذت میں مستغرق ہو گئے تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس عابد کی بات یاد نہ رہی۔ اللہ عزّ و جلّ نے خود ہی ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! تجھے میرے عابد بندے نے کیا کہا؟ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: یا الہی عزّ و جلّ! تو خوب جانتا ہے، اس نے مجھے کہا ہے کہ میں تجھ سے دعا کروں کہ اسے اپنی رضا و خوشنودی عطا فرمادے اور اپنے علاوہ کسی میں مشغول نہ کر یہاں تک کہ وہ تجھ سے آ ملے۔ اللہ عزّ و جلّ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! اسے جا کر کہہ دو کہ وہ دن رات میری جتنی چاہے عبادت کر لے، پھر بھی اپنے گزشتہ گناہوں اور برائیوں کی وجہ سے جہنمی ہے اور مجھے اس کی ایسی ذلیل و رسوا کن باتوں کا بھی علم ہے جو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ، حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے پاس تشریف لائے، اُسے رب عزّ و جلّ کا فرمان سنایا اور اس کے گزشتہ بڑے بڑے گناہوں کے متعلق بتایا تو اس نے کہا: مرحبا! میں اپنے رب عزّ و جلّ کا فیصلہ اور حکم دل و جان سے تسلیم کرتا ہوں، وہ ہر شے کو دیکھنے والا ہے، اسے ہر شے کا علم ہے، اس کے حکم کو رد کرنے والا کوئی نہیں، اس کے فیصلہ کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ یہ کہہ کر وہ بہت زیادہ رونے لگا اور عرض کی: اے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام! اس کی عزت و جلال کی قسم! وہ اگر مجھے اپنے دروازے سے دھتکار بھی دے تو بھی میں اسی کے دروازے پر پڑا رہوں گا، کبھی نہ ہٹوں گا، اور اگر مجھے جلا دے یا میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، تو بھی میں اس کی بارگاہ سے کبھی نہ

پھروں گا۔

جب حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ مینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مناجات کے لئے جبل طور پر تشریف لے گئے تو عرض کی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے تیرے عابد بندے نے کیا جواب دیا ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! اس کو خوشخبری سنا دو کہ وہ اہل جنت میں سے ہے اور اسے میری رحمت و احسان نے گھیر لیا ہے اور اسے یہ بھی کہنا کہ تو نے میرے فیصلے کو صبر و رضا سے گلے لگالیا اور میرے سخت حکم و فیصلے کے باوجود راضی رہا۔ اب اگر تیرے گنہوں سے زمین و آسمان اور درمیانی فضا بھی بھر جائے اور تمام سمندر بھی بھر جائیں تو بھی میں تیری مغفرت فرما دوں گا کیونکہ میں بہت کریم اور بخشنے والا مہربان ہوں۔ جب حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ مینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عابد کو یہ خوشخبری دی تو وہ سجدے میں گر پڑا اور اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی حمد کی اور سجدے میں پڑا رہا یہاں تک کہ اس کا طائر روح نفس غصڑی سے پرواز کر گیا۔

اے شک میں پڑنے والو! کب تک تمہیں تمہارا رب عَزَّ وَجَلَّ بلاتا رہے گا اور تم جواب دینے سے اعراض کرتے رہو گے، اس نے تمہیں کس قدر احسانات سے نوازا پھر بھی تم نا فرمانیوں سے اس کا مقابلہ کرتے ہو، حالانکہ تم پر اس کی طرف سے محافظ فرشتہ مقرر ہے۔ جلدی سے توبہ کر لو کہ وہ تمہارے بہت قریب ہے اور اسی سے ہدایت و توفیق کا سوال کرو اور غم و تنگدستی کو دور کرنے کے لئے اسی کا قصد کرو۔ بے شک اس کا قصد کرنے والا خسارے میں نہیں رہتا اور اسے راضی کرنے والے اعمال کرو اور اس کی نافرمانی کے کاموں سے بچو، وہ (علم و قدرت کے ساتھ) ہر جگہ موجود ہے، غائب نہیں۔

مناجات کے وقت اس کی بارگاہ میں دعا کرو اس لئے کہ وہ دعا کرنے والے کی دعا قبول فرما لیتا ہے۔ اسی وقت اس کے سامنے گریہ و زاری اور گڑگڑاتے ہوئے صدق دل سے توبہ کر لو۔ ممکن ہے کہ وہ اپنی عنایت کے لئے تمہیں چن لے اور تمہیں ہدایت سے بہرہ ور کر دے، کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جسے چاہے اپنے قرب کے لئے چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے اپنی راہ دکھاتا ہے۔

(الَّذِينَ اتَّقَوْا فِي الْمَوَاطِعِ وَالْأَفْئِدَةِ مُصْطَفَى الشَّيْخِ فَصِيحٍ خَرِيفِيٍّ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ ۸۱۵)

(101) الشَّابِعُ: عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُحِبَّتِ النَّارِ بِالشَّهَوَاتِ
وَمُحِبَّتِ الْجَنَّةِ بِالْمَكَارِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: حُقِّقْتُ بِذَلِكَ مُحِبَّتٌ وَهُوَ

بِمَعْنَاهُ: أَمَّا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا هَذَا الْحِجَابُ فَإِذَا فَعَلَهُ
دَخَلَهَا.

ساتویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ کو شہوات سے ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کو پر مشقت کاموں کے ساتھ۔ (متفق علیہ)
مسلم کی ایک روایت میں حُقِّقْتُ کی جگہ حُبِّیْتُ ہے، معنی میں کوئی فرق نہیں۔ یعنی آدمی اور اس کے درمیان جب ایسا کرے گا اس میں داخل ہو جائے گا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب حجبت النار بالشهوات ج ۲ ص ۴۰۲، رقم: ۳۸۴۰، صحیح مسلم، باب الجنة وصفة نعیمها واهلها، ج ۲ ص ۸۳۲، رقم: ۴۳۰۸، سنن ترمذی، باب ما جاء حفت الجنة بالمکاره وحفت النار بالشهوات ج ۲ ص ۱۱۲، رقم: ۲۵۵۱، سنن الدارمی، باب حفة الجنة بالمکاره ج ۲ ص ۲۲۲، رقم: ۲۸۴۲، صحیح ابن حبان، باب الفقر والزهد ج ۱ ص ۲۱۲، رقم: ۴۱۶)

شرح حدیث: ماں کا حکم نفس پر گراں

حضرت سیدنا ابو محمد مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے بہت سے حج کئے اور ان میں سے اکثر سفر کسی قسم کا زاد راہ لئے بغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار ہوا کہ یہ سب تو میرے نفس کا دھوکہ تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے گھڑے میں پانی بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم گراں گزرا، چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ سفر حج میں میرے نفس نے میری موافقت فقط اپنی لذت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا نفس فناء ہو چکا ہوتا تو آج ایک حق شری پورا کرنا اسے بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا؟ (الرسالة القشیریہ، ص ۳۵)

حضرت سیدنا بہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: کون سی چیز نفس پر زیادہ سخت ہے؟ انہوں نے فرمایا: اخلاص، کیونکہ اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں۔ اور فرمایا: اخلاص یہ ہے کہ بندے کی حرکت و سکون سب کچھ محض اللہ عز و جل کی رضا کے لئے ہو۔

محاسبہ کرنے والا خوش نصیب ہے

حضرت سیدنا حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں مومن اپنے نفس پر حاکم ہے وہ اللہ تعالیٰ کیلئے اس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ اور ان لوگوں کا حساب آسان ہوگا جو دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں جبکہ ان کا حساب سخت ہوگا جنہوں نے اس کام کو حساب کے بغیر کیا پھر آپ صنی محاسبہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا مومن کے سامنے اچانک کوئی بات آتی ہے اور وہ اسے اچھی لگتی ہے تو کہتا ہے قسم بخدا! تو مجھے اچھی لگتی ہے اور تو میری ضرورت بھی ہے لیکن کیا کروں تیرے اور میرے درمیان ایک رکاوٹ ہے اور وہ عمل سے پہلے حساب ہے۔

پھر فرمایا: بعض اوقات اس سے کوتاہی ہو جاتی ہے تو وہ اپنے نفس سے کہتا ہے اس سستی سے تیرا کیا ارادہ ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! اس سلسلے میں تیرا عذر قبول نہیں کیا جائے گا اور اللہ کی قسم! میں آئندہ کبھی بھی یہ کام نہیں کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہماری سانسیں امانت ہیں

حضرت سیدنا ابراہیم تیمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں میں نے اپنے مراقبہ کے دوران اپنے نفس کو جنت میں اس طرح دیکھا کہ گویا میں اس کے پھل کھا رہا ہوں اس کی نہروں سے پانی پیتا اور وہاں کی حوروں سے ملاقاتیں کرتا ہوں پھر میں نے اپنے نفس کو جہنم میں یوں دیکھا کہ گویا اس کی کڑوی غذا (تھوہڑ) کھاتا اور پیپ پیتا ہوں نیز اس کے طوق اور

زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں تو میں نے اپنے نفس سے کہا اے نفس تم کیا چاہتے ہو اس نے کہا میں دوبارہ دنیا میں جا کر اچھے کام کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا تمہیں اجازت ہے اور یہ چند سانسیں تمہارے پاس امانت ہیں، تم امین ہو پس عمل کرو۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن یوسف کو دیکھا اس نے خطبہ دیتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنا محاسبہ کرتا ہے اس سے پہلے کہ اس کا محاسبہ کسی اور کے ہاتھ میں چلا جائے اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو اپنے عمل کی لگام پکڑتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے ناپ تول میں نظر کرتا ہے وہ مسلسل کہتا رہا حتیٰ کہ میں رو پڑا۔

حضرت سیدنا احنف بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مرید نے بیان کیا کہ میں ان کی مجلس میں رہتا تھا وہ رات کو اکثر نماز کی جگہ دعا مانگتے تھے اور چراغ کے پاس آکر اس کی لو پر انگلی رکھتے حتیٰ کہ آگ کی تپش محسوس ہوتی پھر اپنے نفس سے فرماتے اے احنف! آج تم نے جو عمل کی اس کی وجہ کیا تھی؟ آج تم نے جو عمل کیا اس پر تجھے کس نے ابھارا؟۔

(102) الثَّامِنُ: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ حُذَيْفَةَ بْنِ

الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقْرَةَ فَقُلْتُ: يَزْكُغُ عِنْدَ الْمَمَةِ، ثُمَّ مَطَى. فَقُلْتُ: يُصَلِّحُ يَهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَطَى، فَقُلْتُ: يَزْكُغُ يَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَتِّبًا: إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ فَكَانَ رُكُوعُهُ تَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَكَانَ سُجُودَهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

آٹھویں حدیث: حضرت ابو عبد اللہ حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی آپ ﷺ نے سورۃ البقرہ شرع کی میں نے کہا سو آیتوں پر رکوع کریں گے آپ آگے گزر گئے میں نے کہا پوری سورۃ پڑھ کے رکوع کریں گے آپ آگے پڑھتے گئے۔ میں نے کہا اب رکوع کریں گے۔ پھر آپ نے سورۃ النساء شروع کی اس کو مکمل کیا، سورۃ عمران شروع کی اور اسے اطمینان سے مکمل کیا۔ جب آپ کسی تسبیح والی آیت کے پاس سے گزرتے تو تسبیح کہتے اور جب سوال والی آیت کے پاس سے گزرتے تو سوال کرتے جب تعوذ سے گزرتے تو پناہ مانگتے پھر آپ نے رکوع کیا اور سبحان ربی العظیم کہنا شروع کیا۔ آپ کا رکوع قیام کے برابر تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے سمع اللہ لمن

حمدہ ربنا لك الحمد کہا پھر تقریباً رکوع جتنی دیر
کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا
آپ کا سجود قیام کے قریب، دو رانیہ پر مشتمل تھا۔

(مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب استحباب تطویل القراءة فی صلاة اللیل ج ۱ ص ۸۶ رقم: ۱۸۰ سنن الکبیری
للبیہقی: باب الوقوف عند آية الرحمة ج ۲ ص ۲۰۰ رقم: ۲۸۲ مستخرج ابی عوانة: بیان صفة الصلوة ج ۲ ص ۲۳۳ رقم: ۱۳۵۱
مسند الحارث: باب قیام اللیل ج ۱ ص ۳۱۵ رقم: ۲۲۰)

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا

حضرت سیدنا یزید بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن
جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا
کر رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع سے اپنا سراٹھایا تو سمیع اللہ لیمن محمدؐ کہا۔ چھپے سے
ایک شخص نے کہا، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مُحَمَّدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ۔ ترجمہ: اے رب عزوجل تیرے لئے ہی تمام
خوبیاں ہیں بے شمار پاکیزہ اور برکتوں والی۔

جب سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تو دریافت فرمایا، یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟ اس شخص
نے عرض کیا، میں ہوں۔ تو ارشاد فرمایا، میں نے تم سے زائد فرشتوں کو ان کلمات کو لکھنے میں سبقت کرتے ہوئے دیکھا۔
(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل اللہم ربنا لك الحمد، رقم: ۷۹۹، ج ۱، ص ۲۸۰)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے
تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سمیع اللہ لیمن محمدؐ کہے تو تم الملہم ربنا
وَلَكَ الْحَمْدُ کہا کرو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں
گے۔ جبکہ ایک روایت میں ہے کہ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل اللہم ربنا لك الحمد، رقم: ۷۹۶، ج ۱، ص ۲۷۹)

دنیا کی مٹھاس

کچھ لوگ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ آپ کی بیمار پرسی کے
لئے آئے تھے ان میں ایک دبلا پتلا نوجوان تھا حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پوچھا اے
نوجوان! تمہاری یہ حالت کیسے ہوئی؟ اس نے عرض کی امیر المؤمنین! کچھ بیماریوں نے یہ حالت بنا دی ہے آپ نے فرمایا

میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ سچ سچ بتا۔

اس نے کہا اے امیر المومنین میں نے دنیا کی مٹھاس چکھا تو اس کو کڑوا پایا چنانچہ اس کی تروتازگی اور حلاوت میری نظروں میں حقیر ہو گئی اس طرح میرے نزدیک اس کا سونا اور پتھر ایک جیسے ہو گئے اور گویا میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور لوگوں کو جنت و جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے اس دن سے میں دن کو بیاسا اور رات کو بیدار رہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ثواب و عذاب کے مقابلے میں اس حالت کی کوئی حیثیت نہیں جس میں میں ہوں۔

حضرت سیدنا ابو نعیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں حضرت سیدنا داؤد طائی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روٹی کے ٹکڑے بھگو کر پیتے اور روٹی نہ کھاتے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا روٹی چبانے اور ان ٹکڑوں کو پینے کے درمیان پچاس آیات پڑھنے کا وقت ہوتا ہے (اور یہ وقت روٹی کھانے میں صرف ہو جاتا ہے)۔

ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ کی چھت میں ایک شتیر ٹوٹا ہوا ہے فرمایا اے بھتیجے میں نے بیس سال سے مکان کی چھت کی طرف نہیں دیکھا۔

حضرت سیدنا مسروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اہلیہ محترمہ فرماتی ہیں کہ حضرت سیدنا مسروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جب بھی دیکھا جاتا تو لمبی نماز کی وجہ سے ان کی پنڈلیاں سوجی ہوئی ہوتی تھیں وہ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان کے پیچھے بیٹھتی تو ان کی یہ حالت دیکھ کر رو پڑتی۔

اور بعض عبادت گزار ہر دن ایک ہزار رکعات پڑھتے یہاں تک کہ وہ بیٹھتے اور اسی حالت میں ایک ہزار رکعتیں پڑھ لیتے۔ جب عصر کی نماز پڑھتے تو ناگھیس کھڑی کر کے بیٹھتے پھر فرماتے مخلوق پر تعجب ہے انہوں نے کیسے تیرے بدلے میں کسی دوسری چیز کا ارادہ کیا؟ مخلوق پر تعجب ہے کہ وہ تیرے علاوہ کسی اور سے کیسے مانوس ہو گئی۔

مشہور بزرگ حضرت سیدنا ثابت بنانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نماز سے بہت محبت تھی وہ کہا کرتے تھے یا اللہ اگر تو نے کسی کو اجازت دی ہے کہ وہ قبر میں تیرے لئے نماز پڑھے تو مجھے بھی اجازت دے کہ میں قبر میں تیرے لئے نماز پڑھوں گا۔

سلسلہ قادریہ کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا جنید بغدادی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدنا سری سقطی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بڑھ کر کسی کو عبادت گزار نہیں دیکھا۔ انہیں اٹھانوے سال کے عرصہ میں مرض الموت کے علاوہ بستر پر نہیں دیکھا گیا۔

حضرت سیدنا حارث بن سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں ایک جماعت کسی زاہد کے پاس سے گزری تو دیکھا کہ وہ عبادت میں خوب کوشش کر رہا ہے تو اس سلسلے میں پوچھا اس نے کہا جو کچھ مبصائب و احوال مخلوق پر آنے والے ہیں اور وہ ان سے غافل ہیں ان کے مقابلے میں عبادت کی یہ تکلیف کچھ بھی نہیں لیکن لوگ اپنی نفسانی لذتوں کی

طرف مائل ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بہت بڑا حصہ ملے گا اسے بھول گئے ہیں۔ یہ بات سن کر سب لوگ رو پڑے۔

رات کے وقت حضرت سیدنا اولیس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے تھے یہ رکوع کی رات ہے پھر وہ تمام رات رکوع میں گزارتے اور دوسری رات آتی تو فرماتے یہ سجدے کی رات ہے پھر وہ پوری رات سجدے میں گزار دیتے۔ کہا گیا کہ جب حضرت سیدنا عتبہ غلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تائب ہوئے تو وہ کھانے پینے کے لئے آمادہ نہ ہوتے ان کی ماں نے ان سے کہا اگر تم اپنے نفس پر کچھ نرمی کرو تو کیا حرج ہے؟ انہوں نے فرمایا میں آرام ہی تو چاہتا ہوں مجھے تھوڑی سے مشقت کر لینے دیں پھر میں طویل مدت عیش کروں گا۔

اسی طرح منقول ہے کہ حضرت سیدنا سمنون (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روزانہ پانچ سو رکعات پڑھتے تھے۔ اور حضرت سیدنا ابو بکر مطوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں میں جوانی میں روزانہ دن رات میں اکتیس ہزار یا چالیس ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا کرتا تھا۔ راوی کو تعداد میں شک ہے۔

حضرت سیدنا منصور بن معتمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حالت یہ تھی کہ جب تم ان کو دیکھو تو کہو کہ شاید یہ کوئی مصیبت کا مارا ہے آنکھیں جھکی ہوئیں، آواز پست اور آنکھیں تر رہتی تھیں اگر ذرا حرکت دو تو چار چار آنسو نکلیں ان کی والدہ نے فرمایا اے بیٹے! اپنے نفس سے یہ کیا معاملہ کر رہے ہو کہ ساری رات روتے رہتے ہو اے بیٹے شاید تم نے کوئی قتل کیا ہے اور تم اپنے ضمیر پر اسکا بوجھ محسوس کرتے ہو۔ وہ جواب دیتے اے ماں! میں خوب جانتا ہوں جو کچھ میں نے اپنے نفس کے ساتھ کیا ہے۔

(103) الثَّاسِعُ: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سُوءٍ؛ قِيلَ: وَمَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدْعَهُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

نویں حدیث: حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے قیام اتنا طویل کیا حتیٰ کہ میں نے برا ارادہ کر لیا۔ کسی نے پوچھا وہ ارادہ کیا تھا فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور نماز چھوڑ دوں۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب طول القیام فی صلاة الیل: ج ۱ ص ۲۵۱ رقم: ۱۱۳۵ صحیح مسلم: باب استحباب تطویل القراءة فی صلاة الیل: ج ۱ ص ۸۵۴ رقم: ۱۸۵۱ سنن ابن ماجہ: باب ما جاء فی طول القیام فی الصلوات ج ۱ ص ۴۶ رقم: ۱۴۱۸ صحیح ابن حبان: باب فرض متابعة الامام ج ۱ ص ۱۱۲ رقم: ۲۱۳۱ صحیح ابن خزیمہ: باب فضل طول القیام فی صلاة ج ۱ ص ۴۸۶ رقم: ۱۱۵۳)

شرح حدیث: نماز میں طویل قیام کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی نماز سب سے افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، طویل قیام والی نماز۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرين، قمر حاء، باب فضل الصلوٰۃ طول القنوت، رقم ۷۵۶، ج ۱، ص ۳۸۰)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا، طویل قیام۔

(سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب افتتاح صلاۃ اللیل برکتین، رقم ۱۳۲۵، ج ۲، ص ۵۳)

بعض علماء کا کہنا ہے کہ دن کے وقت سجدے کثرت سے کرنا افضل ہیں جبکہ رات کے وقت طویل قیام کرنا افضل ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے طریقہ سے متعلق روایات میں آیا ہے۔

قیام کے مسائل

مسئلہ: قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدر قراءت فرض، قیام فرض اور بقدر واجب، واجب اور بقدر سنت، سنت۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۶۳)

یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے، رکعت اولیٰ میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہوگی اور قیام مسنون میں مقدار ثناء و تعوذ و تسمیہ بھی۔ (رضا)

مسئلہ: قیام و قراءت کا واجب و سنت ہونا بایں معنی ہے کہ اس کے ترک پر ترک واجب و سنت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے میں جتنی دیر تک قیام کیا اور جو کچھ قراءت کی سب فرض ہی ہے، فرض کا ثواب ملے گا۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الصلاۃ، بحث القیام، ج ۲، ص ۱۶۳)

مسئلہ: فرض دو تر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا، نہ ہوں گی۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الصلاۃ، بحث القیام، ج ۲، ص ۱۶۳)

مسئلہ: ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صلاۃ الصلاۃ، الفصل الاول، ج ۱، ص ۶۹)

مسئلہ: اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۱۶۳)

مسئلہ: جو شخص سجدہ کر تو سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے، جب بھی اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب ہے

اور کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ۲، ص ۱۶۴)

مسئلہ: اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے، جماعت میسر ہو تو جماعت سے، ورنہ تنہا۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاة و بحث فی الرکن الاسی...، ج ۲، ص ۱۶۵)

مسئلہ: اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔

(غنیۃ المستملی، فرائض الصلاة، الثانی، ص ۲۶۱)

مسئلہ: اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔ (غنیۃ المستملی، فرائض الصلاة، الثانی، ص ۲۶۱)

تنبیہ ضروری: آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے۔ یونہی اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں، ان کا پھیرنا فرض۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

دسویں حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں رہ جاتی ہیں اس کے گھر والے اس کا مال اور اس کا عمل، دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک چیز ساتھ رہ جاتی ہے اس کے اہل و مال واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

(104) الْعَاشِرُ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَتَّبِعُ النَّبِيَّ ثَلَاثَةٌ: أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ الثَّانِي وَيَبْقَى وَاحِدٌ: يَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ، وَيَبْقَى عَمَلُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب سكرات الموت ج ۲، ص ۶۰۴، رقم: ۶۵۱۲، صحیح مسلم، باب الزهد والرقائق ج ۱، ص ۴۱، رقم: ۶۶۱۳، سنن ترمذی، باب ما جاء من ابن آدم واهله وولده وماله وعمله ج ۱، ص ۸۹، رقم: ۲۲۴۹، مسند امام احمد، مسند انس بن مالك رضي الله عنه ج ۲، ص ۱۱۰، رقم: ۱۲۱۰۱، مسند الحمیدی، احادیث انس بن مالك رضي الله عنه ج ۱، ص ۵۰۰، رقم: ۱۱۸۹)

شرح حدیث: بندے کا مال

رسول اکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرمایا: تم میں سے

کون ہے جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت کرتا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم! ہم میں سے ہر ایک وارث کے مال کے مقابلے میں اپنے مال سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ تو اس کے وارث کا مال ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من قدم من ماله لفلان، الحدیث: ۶۳۴۲، ص ۵۴۱)

نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: دوست (۱) وہ جو کہتا ہے: میں تیری قبر تک تیرے ساتھ جاؤں گا۔ (۲) وہ دوست جو کہتا ہے: میں اس وقت تک تیرا رہوں گا جب تک تو خرچ کرتا رہے گا اور جب تو روک لے گا تو تیرا نہ رہوں گا۔ یہ تیرا مال ہے اور (۳) وہ دوست ہے کہ جو کہتا ہے: تو جہاں جائے گا جہاں سے آئے گا میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ یہ تیرا عمل ہے، تو وہ بندہ کہے گا: خدا کی قسم! تو مجھ پر ان مہینوں میں سب سے ہلکا تھا۔

(المسند رک، کتاب الایمان، الاخلاص، الحدیث: ۲۵۶۰، ج ۱، ص ۲۵۴، مقدم و تاخر)

دافع رنج و ملال، صاحبِ بخود و نوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل نے اپنے دو بندوں پر وسعت فرماتے ہوئے انہیں کثرتِ مال و اولاد سے نوازا، پھر ان میں سے ایک سے ارشاد فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اس نے عرض کی: بلیک ربّ و سَعْدَ یک! تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: کیا میں نے تجھے کثرتِ مال و اولاد سے نہیں نوازا؟ اس نے عرض کی: کیوں نہیں، اے میرے رب عزوجل! تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: پھر تو نے میری عطا کردہ نعمتوں کے عوض کیا کیا؟ اس نے عرض کی: میں محتاجی کے خوف سے اسے اپنی اولاد کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اگر تو حقیقت جان لیتا تو ہنستا کم اور روتا زیادہ تو ان کے بارے میں جن باتوں سے ڈرتا تھا میں نے وہی آفت ان پر ڈال دی ہے۔

پھر دوسرے شخص سے ارشاد فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! وہ عرض کریگا: بلیک ربّ و سَعْدَ یک! تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمائے گا: کیا میں نے تجھے کثرتِ مال و اولاد سے نہیں نوازا تھا؟ وہ عرض کریگا: کیوں نہیں، اے میرے رب عزوجل! تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمائے گا: پھر تو نے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟ وہ عرض کریگا: میں نے اسے تیری فرمانبرداری میں خرچ کیا اور اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے تیری وسیع عطا، فضل، قدرت اور بے نیازی پر بھروسہ کیا۔ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: اگر تو حقیقت جان لیتا تو ہنستا زیادہ اور روتا کم تو نے ان کے لئے مجھ پر جو بھروسہ کیا تھا میں نے انہیں وہ عطا فرما دیا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۳۸۳، ج ۳، ص ۲۱۷/۲۱۸)

فرشتوں کی صدائیں

نبیوں کے تاجور، حسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ رب اکبر عزوجل وصلى الله عليه وآله وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ جب

آدمی پر نزع کا عالم طاری ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف پانچ فرشتے بھیجتا ہے۔ پہلا فرشتہ اس کے پاس اس وقت آتا ہے جب اس کی روح حلقوم (یعنی حلق) تک پہنچتی ہے۔ وہ فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے: اے ابن آدم! تیرا قنور بدن کہاں گیا؟ آج یہ کتنا کمزور ہے؟ تیری فصیح زبان کہاں گئی؟ آج یہ کتنی خاموش ہے؟ تیرے گھر والے اور عزیز و اقرباء کہاں گئے؟ تجھے کس نے تنہا کر دیا۔

پھر جب اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور کفن پہنا دیا جاتا ہے تو دوسرا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے: اے ابن آدم! تُو نے تنگدستی کے خوف سے جو مال و اسباب جمع کیا تھا وہ کہاں گیا؟ تُو نے تباہی سے بچنے کے لئے گھر بسائے تھے وہ کہاں گئے؟ تُو نے تنہائی سے بچنے کے لیے جو انس تیار کیا تھا وہ کہاں گیا؟

پھر جب اس کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو تیسرا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے: آج تُو ایک ایسے لمبے سفر کی طرف رواں دواں ہے جس سے لمبا سفر تُو نے آج سے پہلے کبھی طے نہیں کیا، آج تُو ایسی قوم سے ملے گا کہ آج سے پہلے کبھی اس سے نہیں ملا، آج تجھے ایسے تنگ مکان میں داخل کیا جائے گا کہ آج سے پہلے کبھی ایسی تنگ جگہ میں داخل نہ ہوا تھا، اگر تُو اللہ عزوجل کی رضا پانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ تیری خوش بختی ہے اور اگر اللہ عزوجل تجھ سے ناراض ہو تو یہ تیری بد بختی ہے۔

پھر جب اسے لحد میں اتار دیا جاتا ہے تو چوتھا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے: اے ابن آدم! کل تک تُو زمین کی پیٹھ پر چلتا تھا اور آج تُو اس کے اندر لیٹا ہوا ہے، کل تک تُو اس کی پیٹھ پر ہنستا تھا اور آج تُو اس کے اندر رو رہا ہے، کل تک تُو اس کی پیٹھ پر گناہ کرتا تھا اور آج تُو اس کے اندر نام و شرمندہ ہے۔

پھر جب اس کی قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کے اہل و عیال دوست و احباب اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو پانچواں فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے: اے ابن آدم! وہ لوگ تجھے دفن کر کے چلے گئے، اگر وہ تیرے پاس ٹھہر بھی جاتے تو تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکتے، تُو نے مال جمع کیا اور اسے غیروں کے لئے چھوڑ دیا آج یا تو تجھے جنت کے عالی باغات کی طرف پھیرا جائے گا یا بھڑکنے والی آگ میں داخل کیا جائے گا۔

(بخاری مؤلف امام ابو القریح عبد الرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

گیارہویں حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت تمہارے ہر ایک کے جوتے کے تسمے کے زیادہ قریب تر ہے اور دوزخ بھی اسی طرح (تمہارے قریب ہے)۔

(بخاری)

(105) الْحَادِثُ عُمَرُ: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ

وَمِنْ ذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب المدة اقرب الی احد کم من ہرک لعلہ والعار مثل ذلک، ج ۲ ص ۱۰۰، رقم: ۴۲۸۸، سنن الکبیری للبیہقی، باب ما ینبی لکل مسلح ان یتعملہ من قصر الامل، ج ۲ ص ۳۸۸، رقم: ۶۴۳۱، صحیح ابن حبان، باب الخوف والتقوی، ج ۱ ص ۴۳۱، رقم: ۶۶۱، مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، ج ۱ ص ۲۸۷، رقم: ۳۶۱۷، مسند البزار، مسند عبداللہ بن مسعود، ج ۱ ص ۲۲۷، رقم: ۱۶۱۳)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس طرح کہ کبھی منہ سے ایک بری بات نکل جاتی ہے تو ساری عمر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور بندہ دوزخی ہو جاتا ہے اور کبھی منہ سے ایک بات اچھی نکل جاتی ہے جو رب کو پسند ہو اس سے بندہ کے عمر بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ غرض کہ ایک لفظ میں جنت و دوزخ ہے، چونکہ جنت و دوزخ اپنے عمل سے ملتی ہیں اور ان کے راستے عمل کے قدموں سے طے ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرب کو جوتے کے تسے سے تشبیہ دی یعنی ایک قدم میں جنت ہے اور ایک قدم میں دوزخ۔ (برزائے البنا، ج ۳، ص ۵۹۱)

جیسا کہ احادیث مبارکہ میں آیا:

حضرت سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ کوئی بات اللہ عزوجل کی خوشنودی کی کرتا ہے اور وہ اس درجہ و مقام تک پہنچتی ہے جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور اللہ عزوجل اس کے سبب قیامت تک کے لئے اپنی رضا و خوشنودی لکھ دیتا ہے، اور کوئی بندہ اللہ عزوجل کی ناراضگی کا کلمہ منہ سے نکالتا ہے اور وہ اس مقام تک پہنچتا ہے جس کا اسے گمان نہیں ہوتا تو اللہ عزوجل اس کی بات پر قیامت کے دن تک اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی قلۃ الکلام، الحدیث: ۲۳۱۹، ص ۱۸۸۵)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے شہنشاہ خوش خصال، صاحب مجرور و نوال، رسول بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ کبھی کوئی بات ایسی کہہ دیتا ہے جس کے سبب جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جتنا مشرق اور مغرب کا درمیانی فاصلہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب حفظ اللسان، الحدیث: ۷۴۸۱، ص ۱۱۹۵)

پیارے اسلامی بھائی! تھوڑی سی بھلائی (یعنی نیکی) بھی مت چھوڑ اور نہ ہی معمولی سی برائی (یعنی گناہ) کو اختیار کر کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ کون سی نیکی کے سبب اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمادے اور کس برائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہو جائے۔

پس یاد رکھ تکالیف و مشقتوں کے بیابان کو سر کرنے کے بعد ہی بندہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے اور شہوات کو ترک کر کے ہی دوزخ سے چھٹکارا پاسکتا ہے، کیونکہ اطاعت و فرماں برداری جنت میں پہنچاتی ہے اور گناہ و نافرمانی جہنم میں

لے جاتی ہے اور بعض اوقات اطاعت اور معصیت و نافرمانی معمولی سی چیزوں میں بھی پائی جاتی ہے۔

(106) الثَّانِي عَشَرَ: عَنْ أَبِي فِرَاسٍ رِبِيعَةَ
 بَنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ خَادِمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَّتِهِ فَقَالَ: سَلْنِي
 فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ: أَوْ غَيْرَ
 ذَلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَلِكَ قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ
 بِكَثْرَةِ السُّجُودِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

بارہویں حدیث: حضرت ابو فراس ربیعہ بن کعب
 اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور اصحاب صفہ میں
 سے ایک تھے کہتے ہیں: میں رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس گزارتا تھا میں وضو کا پانی اور دیگر ضروریات پیش کرتا
 تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے مانگ لو میں نے عرض
 کیا: آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں فرمایا
 اس کے سوا کچھ اور عرض کی وہ بھی یہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا پھر کثرت سجد کے ساتھ اپنے نفس پر میری مدد
 کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل السجود والحف علیہ ج ۱ ص ۲۵۲ رقم: ۱۱۱۲ سنن الکبیری للمبیہقی: باب
 الترغیب فی الاکثار من الصلوۃ ج ۲ ص ۲۸۶ رقم: ۲۴۸۰ الاحاد والنسائی من اسمہ ربیعہ بن کعب الاسلمی ص ۱۵۲ رقم: ۲۲۸۷
 سنن ابوداؤد: باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۵۰۰ رقم: ۱۳۲۲ سنن الکبیری للنسائی: باب فضل السجود ج
 ۱ ص ۲۲۲ رقم: ۴۲۴)

شرح حدیث: طبرانی کی روایت اس سے طویل ہے اس کے الفاظ یوں ہیں کہ میں دن میں رحمت عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور جب رات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس دولت
 کدے کے دروازے کو رات کا ٹھکانا بنالیتا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قربت میں رات بسر کرتا اور ہمیشہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سُبحان اللہ، سُبحان اللہ سُبحان ربی کہتے ہوئے سنا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم توقف فرماتے یا مجھ پر نیند غالب آجایا کرتی اور میں سو جاتا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا، اے ربیعہ! مجھ سے مانگو تا کہ میں تمہیں کچھ عطا کروں۔ میں نے عرض کیا مجھے کچھ مہلت دیجئے تا کہ میں کچھ سوچ
 سکوں۔ پھر میں نے سوچا کہ دنیا فانی ہے اور ختم ہونے والی ہے، لہذا میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتا ہوں کہ آپ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میرے لئے جہنم سے نجات اور جنت میں داخلے کی
 دعا فرمائیں۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمہیں اس بات کے سوال کا کس نے کہا؟ میں نے عرض کیا، مجھ سے
 کسی نے نہیں کہا لیکن میں نے جان لیا کہ دنیا فانی اور ختم ہونے والی ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں
 وہ مرتبہ حاصل ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لائق ہے۔ لہذا میں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے

لئے اللہ عزوجل سے دعا کریں۔ تو آپ نے فرمایا، میں ایسا کروں گا جب کہ تم اپنے نفس کے خلاف کثرت سجود سے میری مدد کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل السجود واثبت علیہ، رقم ۴۸۹، ص ۲۵۲)

چڑیا اور چیونٹی کی مثال

حضرت سیدنا محمد بن نعیم علیہ رحمۃ اللہ العظیم فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار تھے۔ میں نے عرض کی: حضور! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس قافی دنیا میں چیونٹیوں کی یہ عادت ہے کہ وہ گرمیوں میں اپنے لئے دانے وغیرہ بلوں میں جمع کر لیتی ہیں تاکہ سردیوں میں انہیں خوراک کے لئے باہر نہ نکلنا پڑے اور آرام سے جمع کی ہوئی خوراک کھاتی رہیں۔ ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے ایک چیونٹی اپنے بل سے نکلی، اس نے دانہ لیا اور دوبارہ بل کی طرف جانے لگی۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور چیونٹی کو دانے سمیت کھا گئی۔ اب نہ تو وہ چیز باقی رہی جسے وہ چیونٹی جمع کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی وہ چیونٹی باقی رہی کہ اپنی جمع کی ہوئی چیز کھا لیتی۔

میں نے عرض کی: حضور! مزید کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تیرا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس کا مسکن (یعنی رہائش) قبر ہو اور گزرگاہ بل صراط ہو (جو بال سے زیادہ باریک اور تلواری کی دھار سے بھی زیادہ تیز ہے) اور میدان حشر اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہو جہاں اس سے حساب لیا جائے گا۔ اور اللہ عزوجل اس سے حساب لینے والا ہو۔ پھر اس شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ میں حساب و کتاب کے بعد جنت میں جاؤں گا اور مبارک باد کا مستحق ہوں گا یا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میرا ٹھکانہ ہوگی اور میں وہاں عذاب دیا جاؤں گا۔ ہائے حسرت و افسوس! ایسے بندے کا غم کتنا طویل ہو گا، اور اس کو کیسی کیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہائے! ہائے! اس وقت رونا تو ہو گا لیکن تسلی دینے والا کوئی نہ ہو گا، اس وقت خوف و دہشت تو طاری ہوگی لیکن کوئی امن دینے والا نہ ہو گا۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے بار بار یہی فرماتے رہے: ذرا اپنی حالت پر غور کر! (اس دن تیرا کیا حال ہوگا)، ذرا اپنی قبر کے بارے میں سوچ! اس میں تیرے ساتھ کیا معاملات پیش آئیں گے؟ دنیا داروں سے تعلقات کم کر دے، اور کبھی بھی اس بات کو پسند نہ کر کہ لوگ تیری تعریف کریں اور اپنے اعمال پر لوگوں سے اپنی تعریف سننے کی خواہش نہ کر۔ دنیوی نام و نمود نہ چاہ، عزت والا وہی ہے جو رب عزوجل کے ہاں معزز ہے اور جو اللہ عزوجل کے ہاں ذلیل ہے بظاہر وہ دنیا میں کتنا معزز ہو حقیقتاً وہ ذلیل ہے۔ (عیون الکایات مؤلف: امام ابو القزح عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

تیرہویں حدیث: حضرت ابو عبد اللہ اور کہا گیا کہ

ابو عبد الرحمن ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے آزاد کردہ غلام ہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(107) الثَّالِثُ عَشَرَ: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ

وَيُقَالُ: أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثَوْبَانٌ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

الغریبین، سرانجام سالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوفاطمہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو تو کثرت سے سجدے کیا کرو۔

ابن ماجہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے میں کیا کروں اور اس پر ثابت قدمی اختیار کروں؟ فرمایا، سجدے کیا کرو کیونکہ جب تم اللہ عزوجل کو ایک سجدہ کرو گے اللہ عزوجل اس کے سبب تمہارا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور تمہارا ایک گناہ معاف فرمادے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والنسب لہما، رقم ۱۳۲۲، ج ۲، ص ۱۸۱)

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو اللہ عزوجل کو ایک سجدہ کریگا اللہ عزوجل اس کے لئے ایک نیکی لکھے گا اور اس کی ایک خطا مٹا دیگا اور اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا۔

(مسند احمد، مسند الانصار، حدیث ابی ذر غفاری، رقم ۷۵۷۳، ج ۸، ص ۷۲)

(108) الرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ أَبِي صَفْوَانَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

چودھویں حدیث: حضرت ابوصفوان عبداللہ بن بسر اسلمی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھے ہوں۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی، باب ما جاء في طول العمر للمؤمن، ج ۱، ص ۸۶، رقم: ۲۲۲۹، السنن الکبریٰ للبیہقی، باب طول لمن طال عمره وحسن عمله، ج ۳، ص ۲۷۱، رقم: ۶۷۶۳، المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، ج ۱، ص ۲۸۹، رقم: ۱۱۲۵۱، سنن الدارمی، باب ای المؤمنین عیون، ج ۲، ص ۳۸، رقم: ۲۷۳۲، مسند امام احمد، حدیث عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۱۸۸، رقم: ۱۷۷۱۶)

شرح حدیث: قابل رشک شخص

وہ شخص قابل رشک ہے جو اپنی صحت اور فراغت کو خداوند قدوس عزوجل کی بندگی و اطاعت میں گزارے تو جس نے اپنی صحت و فراغت کو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں ضائع کر دیا وہ دھوکے میں رہا کیونکہ فراغت کے بعد مشغولیت اور صحت کے بعد بیماری آگھیرتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو پھر بڑھاپا ہی کافی ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

يَسُرُّ الْفَتَى طَوْلُ السَّلَامَةِ وَالْبَقَا
فَكَيْفَ تَرَى طَوْلَ السَّلَامَةِ يَفْعَلُ
يَزِدُّ الْفَتَى بَعْدَ إِغْتِدَالٍ وَصَحْوَةٍ
يَنْوَمُ إِذَا رَامَ الْقِيَامَ وَ يُحْمَلُ

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔ لمبی عمر اور طویل سلامتی (صحت) نوجوان کو خوش کرتی ہے، (اے انسان) تو کیسے سمجھتا ہے کہ طویل سلامتی ایسا کرتی رہے گی؟

(۲)۔۔۔۔۔ وہ تو نوجوان کو صحت اور معتدل زندگی کے بعد بڑھاپے کی طرف لوٹا دے گی کہ جب کھڑا ہونا چاہے گا تو مشقت سے اٹھے گا اور (کبھی) بوجھ کی شکل اٹھایا جائے گا۔

میرے پیارے اسلامی بھائی!

[illegible]

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والاختبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نصیحت بنیاد ہے: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کے معاملے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے (۱) لمبی امیدیں اور (۲) دنیا کی محبت۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنۃ... الخ، الحدیث: ۶۴۲۰، ص ۵۳۹)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جوں جوں ابنِ آدم کی عمر بڑھتی ہے تو اس کے ساتھ دو چیزیں بھی بڑھتی رہتی ہیں (۱) مال کی محبت اور (۲) لمبی عمر کی خواہش۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۶۳۲۱)

عقل مند شهزاده

حضرت سیدنا بکر بن عبد اللہ مزیٰنی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کو کثرت مال و اولاد اور بہت لمبی عمر عطا کی گئی۔ اس کی اولاد میں یہ عادتِ حسنہ تھی کہ جب بھی ان میں سے کوئی جوان ہوتا اون کا لباس پہن کر پہاڑوں میں چلا جاتا، دنیوی رونقوں کو خیر باد کہہ کر دُرویشانہ زندگی اختیار کر لیتا، درختوں کے پتے اور جھڑیاں کھا کر اپنا گزارہ کرتا اور اسی حالت میں اس دایرِ فانی سے دایرِ باقی کی طرف کوچ کر جاتا۔ سب شہزادوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ جب بادشاہ کی عمر بہت زیادہ ہو گئی اور اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے اپنی قوم کو بلا کر کہا: اے میری قوم!

دیکھو میری عمر اب بہت ہو گئی ہے، اس عمر میں مجھے بیٹے جیسی نعمت نصیب ہوئی، میں تم لوگوں سے جتنی محبت کرتا ہوں تم خوب جانتے ہو، مجھے ڈر ہے کہ میرا یہ بیٹا بھی اپنے دوسرے بھائیوں کا راستہ اختیار نہ کر لے، اگر ایسا ہوا تو ہمارے خاندان میں سے میرے بعد تمہارا کوئی حاکم نہ رہے گا اور پھر تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ اگر بہتری چاہتے ہو تو اس شہزادے کو چھوٹی عمر ہی میں سنبھال لو، اسے دنیوی نعمتوں اور آسائشوں کی طرف مائل کرو، اگر ایسا کرو گے تو شاید میرے بعد یہ تمہارا حاکم بن جائے، جتنا ہو سکے اس کا دل دنیا میں لگا دو۔

یہ سن کر لوگوں نے کئی میل لمبا چوڑا ایک خوبصورت قلعہ بنایا اس میں دنیوی آسائش کا تمام سامان شہزادے کو مہیا کیا۔ شہزادے نے کئی سال اس وسیع و عریض قلعے کی چار دیواری میں گزار دیئے یہاں اسے ہر طرح کی سہولت میسر تھی۔ اس کے سامنے کوئی غم و پریشانی کی بات نہ کی جاتی۔ لوگوں کو اس سے دور رکھا جاتا، ہر وقت خُذام اس کی خدمت پر مامور رہتے۔ ایک مرتبہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت چل دیا جب آگے دیوار دیکھی تو خادموں سے کہا: میرا گمان ہے کہ اس دیوار کے پیچھے ضرور ایک نیا جہاں ہو گا وہاں ضرور آبادی ہوگی مجھے یہاں سے باہر نکالو تا کہ میری معلومات میں اضافہ ہو سکے اور میں لوگوں سے ملاقات کروں۔ جب شہزادے کی یہ خواہش بادشاہ کو بتائی گئی تو بادشاہ ڈر گیا کہ باہر جا کر کہیں یہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح درویشانہ زندگی اختیار نہ کر لے۔ اسی خوف کے سبب اس نے حکم دیا کہ شہزادے کو ہر دنیوی کھیل کود کا سامان مہیا کر دجس طرح بھی ہو اسے دنیوی مشاغل میں مصروف رکھو تا کہ اسے باہر جانے کا خیال ہی نہ آئے۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور شہزادے کو دوبارہ دنیوی عیش و عشرت میں الجھا دیا گیا۔ اسی طرح ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک دن وہ پھر دیوار کی طرف گیا اور کہا: اب تو میں ضرور باہر جا کر دیکھوں گا، مجھے جلدی سے اس دیوار کے پار لے چلو۔ جب بادشاہ کو شہزادے کی ضد کا بتایا گیا تو اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی۔ لوگ شہزادے کو ایک بہترین سواری پر بٹھا کر باہر لے گئے۔ سواری کو سونے چاندی سے خوب مُزین کیا گیا، لوگ اس کے ارد گرد ننگے پاؤں چلنے لگے۔ شہزادہ گرد و پیش کے مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا یکایک اسے ایک بہت ہی بیمار شخص نظر آیا، بیماری کی وجہ سے وہ انتہائی لاغر و کمزور ہو چکا تھا، پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ بیماری میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ شہزادے نے پھر پوچھا: کیا اس کی طرح دوسرے لوگ بھی بیمار ہوتے ہیں؟ کیا تمہیں بھی بیماری لاحق ہونے کا خوف لگا رہتا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ شہزادے نے پوچھا: کیا میں جس سلطنت میں ہوں وہاں بھی یہ بیماری آسکتی ہے؟ کہا: ہاں! بالکل آسکتی ہے۔ عقل مند شہزادے نے کہا: اے لوگو! تمہاری یہ دنیوی عیش و عشرت بد مزہ ہے۔ یہ کہہ کر شہزادہ غم و الم میں واپس لوٹ آیا۔ جب اس کی یہ حالت بادشاہ کو بتائی گئی تو اس نے کہا: شہزادے کو ہر طرح کا سامان لہو و لعب مہیا کرو، اسے دنیوی آسائشوں میں ایسا لگن کر دو کہ اس کے دل سے سب رنج

و ملال جاتا رہے۔

لوگ شہزادے کو دیوی مشاغل میں الجھانے کی انتھک کوشش کرتے رہے۔ اسی طرح ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ شہزادے نے پھر باہر جانے کی خواہش ظاہر کی۔ پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی ہیرے جواہرات اور سونے چاندی سے مزیں سوار کر کے اسے قلعے سے باہر لے جایا گیا۔ شہزادہ مختلف مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ آگے پیچھے خادموں اور سپاہیوں کا ہجوم تھا، یکا یک ایک بوڑھے پر نظر پڑی، بڑھاپے نے اس کا برا حال کر رکھا تھا، منہ سے رال ٹپک رہی تھی، جسم کانپ رہا تھا۔ شہزادے نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا: اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: حضور! ایام جوانی گزار کر اب یہ بڑھاپے کی زد میں آچکا ہے۔ شہزادے نے کہا: کیا دیگر لوگ بھی اس مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں؟ کیا ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم میں سے ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے۔ شہزادے نے کہا: تمہاری یہ عیش و عشرت کتنی بدمزہ اور کیسی بھیا تک ہے کہ کسی ایک کو بھی اس کے فساد سے چھٹکارا نہیں۔

یہ کہہ کر شہزادہ مغموم و پریشان واپس اپنے قلعے کی طرف آ گیا۔ بادشاہ کو جب شہزادے کی یہ کیفیت بتائی گئی تو اس نے نے پھر وہی حکم دیا کہ اسے دیوی آسائشوں میں الجھا دوتا کہ غم و ملال اس کے دل سے جاتا رہے۔ ایک سال پھر شہزادے نے قلعے میں گزار دیا، اس کے بے قرار دل میں پھر باہر جانے کی خواہش ابھری۔ چنانچہ، خادموں اور سپاہیوں کے ہجوم میں اسے باہر لے جایا گیا۔ راستے میں کچھ لوگ ایک جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جا رہے تھے، شہزادے نے لوگوں سے پوچھا: یہ شخص چار پائی پر اس طرح کیوں لیٹا ہوا ہے؟۔ لوگوں نے کہا: یہ شخص موت کا شکار ہو چکا ہے۔ شہزادے نے پوچھا: موت کیا چیز ہے؟ مجھے اس شخص کے پاس لے چلو۔ شہزادے کو مردے کے پاس لے جایا گیا تو کہا: لوگو! اس سے کہو کہ یہ بیٹھ جائے۔ لوگوں نے کہا: حضور! اس میں بیٹھنے کی طاقت نہیں۔ شہزادے نے کہا: اس سے کہو کہ بات کرے۔ لوگوں نے کہا: موت نے اس کی زبان بند کر دی ہے، اب یہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔ شہزادے نے پھر پوچھا: اب تم اسے کہاں لے جا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: قبر میں دفنانے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ شہزادے نے پوچھا: اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا: موت کے بعد حشر ہوگا۔ شہزادے نے پوچھا: یہ حشر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: حشر وہ دن ہے کہ اس دن سب لوگ، خالق کائنات عز و جل کے حضور کھڑے ہوں گے، وہ خالق لم یزل ہر ایک کو اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دے گا اور اس دن ہر شخص سے ذرے ذرے کا حساب لیا جائے گا۔ شہزادے نے کہا: کیا اس دنیا کے علاوہ بھی کوئی ایسا جہان ہے جہاں تم دنیا کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! دنیا میں جو بھی آیا اسے آخرت کی طرف ضرور کوچ کرنا ہے۔

یہ سن کر شہزادہ گھوڑے سے نیچے گر کر تڑپنے لگا، وہ روتا جاتا اور اپنے چہرے کو مٹی سے رگڑتا جاتا، پھر اس نے

روتے ہوئے کہا: اے لوگو! مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ جس طرح یہ شخص موت کا شکار ہوا، اسی طرح مجھے بھی اچانک موت آجائے گی اور میں دیکھتا ہی رہ جاؤں گا۔ اس خدائے بزرگ و برتر کی قسم جو بروز قیامت تمام لوگوں کو جمع فرما کر جزا و سزا دے گا! میرے اور تمہارے درمیان یہ آخری عہد ہے، آج کے بعد تم مجھ سے کبھی نہ مل سکو گے۔ لوگوں نے کہا: ہم آپ کو واپس آپ کے والد کے پاس لے جائیں گے، ان کی اجازت کے بغیر آپ کہیں بھی نہیں جاسکتے۔ پھر شہزادے کو بادشاہ کے پاس اس حالت میں لے جایا گیا کہ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا، بادشاہ نے شہزادے سے کہا: میرے لال! تم اتنے خوف زدہ کیوں ہو اور یہ رونا کس لئے؟ شہزادے نے کہا: ابا حضور! میں اس دن کے خوف سے رو رہا ہوں جس دن ہر ایک کو اس کے اچھے، برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ پھر شہزادے نے اُون کا لباس منگوا کر پہنا اور کہا: آج رات میں اس محل کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ پھر واقعی آدمی رات کو وہ سمجھ دار شہزادہ تاج و تخت ٹھکرا کر دُور ویشاں لباس پہنے آخرت کی تیاری کے لئے جنگل کی طرف جا رہا تھا، جب قصر شاہی سے نکلنے لگا تو بارگاہِ خداوندی غرّ و جبلّ میں اس طرح التجا کی:

اے میرے پاک پروردگار غرّ و جبلّ! میں تجھ سے ایسی زندگی مانگتا ہوں جس میں میری سابقہ زندگی کی آسائشوں میں سے کچھ نہ ہو اور میں پسند کرتا ہوں کہ چاہے دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے مگر میں لمحہ بھر کے لئے بھی دنیوی آسائشوں کی طرف نظر نہ کروں۔ پھر وہ شہزادہ تمام دنیوی آسائشوں اور نعمتوں کو خیر باد کہہ کر اخروی نعمتوں کے حصول کے لئے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔

حضرت سیّدنا بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ شہزادہ گناہوں کے خوف سے دنیوی نعمتوں کو چھوڑ کر چلا گیا حالانکہ اسے معلوم بھی نہ تھا کہ کس گناہ کی کتنی سزا ہے؟ اس شخص کا کیا حال ہوگا جو درد ناک سزائیں جانتے ہوئے بھی گناہوں سے کنارہ کشی نہیں کرتا، نہ گناہوں پر شرمندہ ہوتا ہے اور نہ ہی توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے نفرت عطا فرما کر اپنا ڈر اور خوف عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (عیون الحکایات مؤلف: امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(109) الْخَامِسُ عَشَرَ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: غَابَ عِثْمُ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، غِيبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتُ الْمُشْرِكِينَ، لَكِنَّ اللَّهَ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيُرِيَنَّ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ

پندرہویں حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نصر رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے غائب تھے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ کی پہلی جنگ میں میں غیر حاضر تھا اگر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے جنگ میں مجھے حاضر کیا تو جو میں کروں گا اللہ تعالیٰ ظاہر فرمادے گا کہ میں کیا کرتا

أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ - يَعْنِي: أَصْحَابَهُ - وَأَبْرَأُ
إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ - - يَعْنِي: الْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ
تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدُ
بْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِلَيَّ أَجْدُ رِيحَهَا مِنْ
دُونِ أَحَدٍ. قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا صَنَعَ! قَالَ النَّسْ: فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَثَمَانِيْنِ
ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةٍ بِرُمْحٍ أَوْ رَمِيَّةٍ بِسَهْمٍ
وَوَجَدْنَا قَدْ قُتِلَ وَمِثْلُ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ
أَحَدٌ إِلَّا الْأُحْنَةَ بِبَنَاتِهِ. قَالَ النَّسْ: كُنَّا نَرَى أَوْ
نَكُنُّ أَنْ هَذِهِ الْآيَةُ تَرَكْتُ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ: (مِنْ
الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ
فَلَهُمْ مَنْ قَطَى كُفَّةً وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا
بَدَّلُوا تَبْدِيلًا) (الأحزاب: 23). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
قَوْلُهُ: لِكُرْبَتِكَ اللَّهُ رُوِيَ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكُشْرِ الرَّاءِ: أَيْ
لِيُظْهِرَنَّ اللَّهُ ذَلِكَ لِلنَّاسِ وَرُوِيَ بِفَتْحِهَا
وَمَعْنَاهُ ظَاهِرٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

ہوں تو جب احد کا دن ہوا تو مسلمان بکھر گئے انہوں نے
کہا: اے اللہ! ساتھیوں نے جو کچھ کیا اس سے میں تیری
بارگاہ میں معذرت چاہتا ہوں (یعنی صحابہ نے) اور ان
مشرکین کے عمل سے بری ہوں پھر آگے بڑھے حضرت
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ان کا سامنا ہوا تو کہنے لگے اے
سعد بن معاذ! رب کعبہ کی قسم احد کی دوسری طرف سے
جنت کی خوشبو آ رہی ہے حضرت سعد کہتے ہیں! یا رسول
اللہ! میں وہ نہ کر سکا جو حضرت انس بن نضر نے کیا انس
بن مالک کہتے ہیں ہم نے ان کو اسی (80) سے چند اوپر
زخموں کے ساتھ دیکھا جو تلواریں نیزے یا تیر کے تھے وہ
ہمیں ایسے حال میں ملے کہ مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا
تھا ان کو اس حالت میں کسی نے نہ پہچانا صرف ان کی
بہن نے ان کے پوروں سے پہچانا حضرت انس بن
مالک کہتے ہیں ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ آیت ان کے
بارے اور ان جیسوں کے بارے میں نازل ہوئی
”ایمانداروں میں سے کچھ مردہ ہیں جنہوں نے اللہ
سے کئے ہوئے وعدہ کو سچا کر دیا“۔ آخر تک (متفق علیہ)
لِكُرْبَتِكَ اللَّهُ: یا پر پیش اور را پر زبر کے ساتھ اس کا
مطلب ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو دکھا دے گا۔
بعض نے یا اور را دونوں پر زبر پڑھی ہے اور اس کا معنی
ظاہر ہے اور اللہ ہی زیادہ علم والا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب غزوة احد ج ۲ ص ۲۸۸ رقم: ۲۴۸۸ صحیح مسلم: باب ثبوت الجنة لشہید ج

۲ ص ۱۰۲ رقم: ۵۰۲۴ مستدرک للحاکم: کتاب الجہاد ج ۲ ص ۲۸۸ رقم: ۲۵۵۰ السنن الکبریٰ للبیہقی: باب ترک القود بالقسامة

ج ۸ ص ۱۲۸ رقم: ۱۱۱۰۰ مسند امام احمد بن حنبل: مسند انس بن مالک ج ۳ ص ۲۰۱ رقم: ۱۳۱۰۴)

شرح حدیث: خدا نے قسم پوری فرمادی

حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جھگڑا دیکر ار کرتے ہوئے ایک انصاری کی لڑکی کے دو اگلے دانت توڑ ڈالے۔ لڑکی والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قرآن مجید کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ فرمادیا کہ ربیع بنت النضر کے دانت قصاص میں توڑ دیئے جائیں۔

جب حضرت انس ابن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا: یا رسول اللہ! عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خدا تعالیٰ کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس بن النضر! تم کیا کہہ رہے ہو؟ قصاص تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا فیصلہ ہے۔ یہ گفتگو بھی ہو رہی تھی کہ لڑکی والے دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قصاص میں ربیع کا دانت توڑنے کے بدلے میں ہم لوگوں کو دیت (مالی معاوضہ) دلادیا جائے۔ اس طرح انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم پوری ہو گئی اور ان کی بہن حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دانت توڑے جانے سے بچ گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر وہ کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری فرمادیتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب الجروح قصاص، الحدیث: ۴۶۱۱، ج ۳، ص ۲۱۵)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد گرامی کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے مقبولان بارگاہ الہی ہیں کہ اگر کسی ایسی چیز کے بارے میں جو بظاہر ہونے والی نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے یہ بندے اگر قسم کھالیں کہ ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان مقدس بندوں کی قسموں کو ٹوٹنے نہیں دیتا بلکہ اس نہ ہونے والی چیز کو موجود فرمادیتا ہے تاکہ ان مقدس بندوں کی قسم پوری ہو جائے۔

دیکھ لیجئے کہ حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے دربار نبوت سے قصاص کا فیصلہ ہو چکا تھا اور مدعی نے قصاص ہی کا مطالبہ کیا تھا لیکن جب حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا گئے کہ خدا کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا تو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی سبب پیدا کر دیا۔ تو ظاہر ہے کہ اگر فیصلہ کے مطابق دانت توڑ دیا جاتا تو ان کی قسم ٹوٹ جاتی مگر خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہو گیا کہ مدعی کا دل بدل گیا اور اس نے بجائے قصاص کے دیت کا مطالبہ کر دیا اس طرح دانت ٹوٹنے سے بچ گیا اور ان کی قسم پوری ہو گئی۔

اس کی بہت سی مثالیں اور ثبوت حاصل ہوں گے کہ اللہ والے جس بات کی قسم کھا گئے اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو موجود

فرمادیا اگرچہ وہ چیز ایسی تھی کہ بظاہر اس کے ہونے کی کوئی بھی صورت نہیں تھی۔

(110) السَّادِسُ عَشَرَ: عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ

عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ التَّبَدُّوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَلْتُ آيَةَ الصَّدَقَةِ كُنَّا نَحْمِلُ عَلَى ظُهُورِنَا، فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ، فَقَالُوا: مُرَاهُ، وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَغَفِيٌّ عَنْ صَاعٍ هَذَا! فَتَزَلْتُ: (الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ) (التوبة: 79). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ. وَنَحْمِلُ بِضَمِّ التَّوْنِ وَالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: أَيْ يَحْمِلُ أَحَدُنَا عَلَى ظَهْرِهِ بِالْأُجْرَةِ وَيَتَصَدَّقُ بِهَا.

سواہویں حدیث: حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری ؓ سے روایت ہے کہ جب صدقہ کی آیت اتری تو ہم اپنی کمروں پر بوجھ اٹھایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے بہت کچھ صدقہ میں دیا لوگ (منافق) کہنے لگے ریاکار ہے اور دوسرے نے ایک ٹوپہ صدقہ کیا تو کہنے لگے اللہ اس کے ٹوپے سے ضرور غنی ہے تو یہ آیت اتری: ”وہ لوگ جو خوش دلی سے صدقہ کرنے والے اہل ایمان پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی نکتہ چینی کرتے ہیں جن کی گزر اوقات مشکل سے ہوتی ہے۔“ (متفق علیہ) یہ حدیث کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ (ابو: 79) ”نَحْمِلُ“: نون کی پیش اور حاء مہملہ کے ساتھ یعنی ہم اپنی پشتوں پر بوجھ اٹھ کر مزدوری کما کر صدقہ کرتے تھے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب قوله "الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ" ج ۲ ص ۴۶۷، رقم: ۶۶۸، صحیح مسلم، باب الحمل بأجرة يتصدق بها والنهي الشديد عن تنقيص المتصدق بالقليل، ج ۲ ص ۸۸، رقم: ۲۴۰۲، سنن الکبیری للمہدی، باب التعريض على الصدقة، ج ۲ ص ۱۷۷، رقم: ۷۹۹، سنن الکبیری للنسائی، باب صدقة جهل المقل، ج ۲ ص ۲۲، رقم: ۲۲۰۹، صحیح ابن خزيمة، باب الزجر عن عيب المتصدق المقل بالقليل، ج ۲ ص ۱۰۱، رقم: ۲۲۵۳)

شرح حدیث: ریاکاری کسے کہتے ہیں؟

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا کے علاوہ کسی اور شئی یا ارادے سے عبادت کرنا ریاکاری ہے۔ مثلاً لوگوں پر اپنی عبادت گزاری کی دھاک بٹھانا مقصود ہو کہ لوگ اس کی تعریف کریں، اسے عزت دیں اور اس کی خدمت میں مار پیش کریں۔

(بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۳۳، الزواجر، ج ۱، ص ۶۹)

شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح البخاری، الحدیث ۱، ج ۱، ص ۱) اور نیت کا تعلق دل سے ہے، ہمارے پاس کوئی ایسا آلہ یا ذریعہ موجود نہیں کہ کسی کے بتائے بغیر اس کے دل کی بات یقینی طور پر جان سکیں۔ لہذا ہماری آخرت کی بہتری اسی میں ہے کہ کسی کو بھی ریاکار گمان

نہ کریں کہ یہ بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

نیت کے تین حروف کی نسبت سے 3 شرعی احکام

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد 16 صفحہ 500 پر لکھتے ہیں: بلا وجہ شرعی مسلمان پر قصدِ ریا کی بدگمانی بھی حرام (ہے)۔

(2) کسی نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت سے پوچھا کہ ایک صاحب نے چندہ (دیکر) مسجد بنوانے کی کوشش کی، اسی وجہ سے اپنا نام بھی پتھر میں کندہ کرانا چاہتے ہیں آیا نام کا کندہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: نام کندہ کرانے کا حکم اختلافِ نیت سے مختلف ہوتا ہے اگر نیت ریا و نمود ہے حرام و مردود ہے اور اگر نیت یہ ہے کہ تابقائے نام (یعنی جب تک نام لکھا رہے) مسلمان دُعا سے یاد کریں تو حرج نہیں، اور حتی الامکان مسلمان کا کام محلِ نیک ہی پر محمول کیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۳۸۹)

(3) کسی نے کچھ اس طرح کا سوال کیا کہ اگر کوئی امام آگے پیچھے تو مغرب کی اذان تاخیر سے دلواتا ہو مگر اپنے پیر کی موجودگی میں اُسے دکھانے کے لئے جلد اذان دلوائے اور جماعت کرواتے وقت سجدہ و رکوع میں عام معمول سے ہٹ کر زیادہ دیر لگائے تو کیا یہ اس کے ریاکار و متکبر ہونے کی علامت ہے؟ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت نے اس کا جواب یہ دیا: اذانِ مغرب میں بلا وجہ شرعی تاخیر خلافِ سنت ہے، پیر کے سامنے جلد دلواتا ریا پر کیوں محمول کیا جائے بلکہ پیر کے خوف یا لحاظ سے اُس خلافِ سنت (فعل) کا ترک (کیوں نہ سمجھا جائے؟)، پیر کے سامنے رکوع و سجود میں دیر بھی خواہ مخواہ ریا اور مکاری پر دلیل نہیں بلکہ اس کے موجود ہونے سے تاثر (یعنی اثر ہونا) بھی ممکن اور مسلمانوں کا فعل حتی الامکان محلِ حسن (یعنی اچھائی) پر محمول (گمان) کرنا واجب اور بدگمانی ریا سے کچھ کم حرام نہیں، ہاں اگر رکوع و سجود میں اتنی دیر لگاتا ہو کہ سنت سے زائد اور مقتدیوں پر گراں ہو تو ضرور گناہگار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ص ۳۲۳)

ایک سال تک رونے سے محروم رہے

حضرت سیدنا محمول دمشقی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، جب تم کسی کو روتے دیکھو تو اُس کے ساتھ رونے لگ جاؤ یہ بدگمانی نہ کر دو کہ وہ لوگوں کو دکھانے کیلئے ایسا کر رہا ہے۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو روتا دیکھ کر بدگمانی کی تھی کہ یہ ریاکاری کر رہا ہے تو اس کی سزا میں ایک سال تک (خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں) رونے سے محروم رہا۔ (تنبیہ المشرین ص ۱۰۷)

(111) السَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ

الْعَزِيزِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ
الْحَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبٍ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ يَرُوحِ،
عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي، إِنِّي
حَزَمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا
فَلَا تَظَالَمُوا. يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ
هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِيكُمْ. يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ
جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أَطْعِمَكُمْ. يَا
عِبَادِي، كُلُّكُمْ غَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي
أَكْسِكُمْ. يَا عِبَادِي، إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي
أَغْفِرْ لَكُمْ. يَا عِبَادِي، إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرْحِي
فَتَصُرُّونِي، وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي. يَا عِبَادِي،
لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَأَنْسَكُمْ وَجَنَّتْكُمْ كَانُوا
عَلَى آتَمِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي
مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ
وَأَنْسَكُمْ وَجَنَّتْكُمْ كَانُوا عَلَى الْخَيْرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ
مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي،
لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَأَنْسَكُمْ وَجَنَّتْكُمْ قَامُوا
فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ
مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنِّي عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ
الْبَحِيرُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ. يَا عِبَادِي، إِنَّمَا هِيَ
أَعْمَالُكُمْ أَحْصَيْتُهَا لَكُمْ ثُمَّ أَوْفَيْتُكُمْ إِثَابَهَا، فَمَنْ
وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا

ستر ہویں حدیث: حضرت ابوذر جندب بن جنادہ
رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اور آپ اللہ تبارک و تعالیٰ سے
روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے
بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور میں نے اس
کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے تو ایک دوسرے پر
ظلم مت کرو اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو لیکن جس
کو میں ہدایت دوں پس مجھ سے ہدایت طلب کرو میں
تمہیں ہدایت دوں گا اے میرے بندو! تم سب بھوکے
ہو لیکن جس کو میں کھانا دوں سو مجھ سے کھانا طلب کرو میں
تم کو کھانا دوں گا اے میرے بندو! تم سب تنگے ہو لیکن
میں جس کو لباس دوں سو مجھ سے لباس طلب کرو میں تم کو
پہناؤں گا اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو
اور میں سب گناہ بخش دیتا ہوں تو مجھ سے بخشش مانگو
میں تمہیں بخش دوں گا اے میرے بندو! تم میرے
نقصان کو نہ پہنچو گے کہ مجھے ضرر دے سکو اور نہ تم میرے
نفع تک پہنچو گے کہ مجھے نفع دے لو۔ اے میرے بندو!
اگر تمہارے پہلے پچھلے انسان اور جن تم میں سب سے
زیادہ تقویٰ والے ایک آدمی کے دل والے ہو جائیں تو
یہ میرے ملک میں کچھ اضافہ نہ کرے گا اور اگر تمہارے
پہلے پچھلے انسان اور جن تم میں سب سے زیادہ نافرمان
کے آدمی کے دل پر ہو جائیں تو یہ میرے ملک سے کچھ کم
نہ کرے گا اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے پچھلے
انسان اور جن ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں سب
مجھ سے سوال کریں میں سب کو ان کی مرادیں دے
دوں تو یہ میری بادشاہی سے انہی قدر کم کرے گا جتنے

يَلُومَنَّ إِلَّا تَفْسَهُ.

سمندر سے سوئی کہ جب وہ سمندر میں ڈبو کر نکال لی جائے اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کا احاطہ میں تمہارے لیے رکھتا ہوں میں تم کو ان کی جزاء سزا دوں گا تو جو بھلائی پائے وہ اللہ کی تعریف کرے اور جو کچھ اور پائے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

قَالَ سَعِيدٌ: كَانَ أَبُو خُرَيْسٍ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ جَفَا عَلَى رُكَّتَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعید فرماتے ہیں کہ جب ابو خریس حدیث بیان کرتے تو دو زانو ہو جاتے۔ (مسلم)

وَرَوَيْنَا عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ، قَالَ: لَيْسَ لِأَهْلِ الشَّامِ حَدِيثٌ أَشْرَفَ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اس حدیث سے بڑھ کر شرف والی کوئی حدیث شامی علماء کے پاس نہیں ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب تحریر الظلم: ج ۲ ص ۱۱۷، رقم: ۶۶۴۷ سنن الکبیری للبیہقی: باب تحریر الغضب: ج ۱ ص ۱۰۳، رقم: ۱۱۶۸۳ مسند البزار: مسند ابی ذر الغفاری: ج ۲ ص ۱۰۵، رقم: ۲۰۵۳ اتحاف الخیرة المہرۃ للہو صدیقی: کتاب الفتن: ج ۸ ص ۳۷، رقم: ۶۶۹۹ مستدرک للحاکم: کتاب التوبة والالابة: ج ۱ ص ۱۲۵، رقم: ۶۹۰۱)

شرح حدیث: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا اسم گرامی جندب بن جنادہ ہے مگر اپنی کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ بہت ہی بلند پایہ صحابی ہیں اور یہ اپنے زہد وقناعت اور تقویٰ و عبادت کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے یہاں تک کہ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ اسلام لانے میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا پھر اپنے وطن قبیلہ بنی غفار میں چلے گئے پھر جنگ خندق کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کچھ دنوں کے لیے ملک شام چلے گئے پھر وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ سے چند میل دور مقام ربذہ میں سکونت اختیار کر لی۔ (اکمال، ص ۵۹۳)

بہت سے صحابہ اور تابعین علم حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بمقام ربذہ ۳۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الذال، فصل فی الصحابہ، ص ۵۹۳) (داسد الغابہ، جندب بن جنادہ، ج ۱، ص ۳۳۰، ۳۳۱، ملحوظ)

ان کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

زیارت کا شوق ہو وہ ابوذر کا دیدار کر لے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابة وفضلهم... إلخ، الحدیث: ۳۳۲۲۷، ج ۶، الجزء ۱۱، ص ۳۰۷)

جنگل میں کفن

روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ان کی بیوی صاحبہ رونے لگیں۔ آپ نے پوچھا: بیوی تم روتی کیوں ہو؟ بیوی نے جواب دیا: میں کیوں نہ روؤں جنگل میں آپ وصال فرما رہے ہیں اور ہمارے پاس نہ کفن ہے نہ کوئی آدمی مجھے یہ فکر ہے کہ اس جنگل میں آپ کی تجہیز و تکفین کا میں کہاں سے اور کیسے انتظام کروں گی؟ آپ نے فرمایا: تم مت روؤ اور نہ کوئی فکر کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ میں سے ایک شخص جنگل میں وصال فرمائے گا اور اس کے جنازہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہو جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جنگل میں وصال کرنے والا صحابی میں ہی ہوں اس لئے تم فکر نہ کرو اور انتظار کرو ممکن ہے کوئی جماعت آرہی ہو۔ یہ کہہ کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے۔

ان کی بیوی کا بیان ہے کہ وصال کے تھوڑی ہی دیر کے بعد بالکل اچانک چند سوار آگئے اور ایک نوجوان نے اپنی گٹھڑی میں سے ایک نیا کفن نکالا اور آپ اسی کفن میں مدفون ہوئے اور سواروں کی اس جماعت نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ و دفن کا انتظام کیا۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، جندب بن جنادہ، الحدیث: ۳۶۸۸۹، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۳۶ ملخصاً) (داسد الغابہ، جندب بن جنادہ، ج ۱، ص ۲۲۱-۲۲۲ ملخصاً)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یہ حدیث قدسی اس آیت کی شرح ہے

فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

پھر اس کے بعد تم بھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ٹوٹے والوں میں ہو جاتے۔

اس حدیث میں بتایا گیا کہ رب تعالیٰ کی بڑی نعمت ہدایت ہے جسے میسر ہو، انسان کو چاہیے کہ ہدایت کی دعا ضرور مانگے۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ انبیاء و اولیاء نے بھی رب تعالیٰ ہی سے ہدایت لی ہے مگر وہ حضرات بحکم الہی ہمیں ہدایت دیتے ہیں سورج نے رب ہی سے نور لیا مگر زمین کو نور دیتا ہے لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اے محبوب تم سیدھے راہ کی ہدایت دیتے ہو۔ (بزاۃ المناجیح، ج ۲، ص ۵۷۳)

آخری عمر میں نیکیاں زیادہ

کرنے پر ترغیب کا بیان

12- بَابُ الْحَيْثُ عَلَى الْإِزْدِيَادِ مِنَ

الْخَيْرِ فِي أَوَاخِرِ الْعُمُرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (أَوَلَمْ نَعْتَزْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ) (فاطر: 37)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی جو نصیحت حاصل کر لے اور تمہارے پاس ڈر سنانے والا آیا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْمُحَقِّقُونَ: مَعْنَاهُ أَوَلَمْ نَعْتَزْكُم سِتِّينَ سَنَةً، وَيُؤَيِّدُهُ الْحَدِيثُ الَّذِي سَنَدُ كُرَّةٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَقِيلَ: مَعْنَاهُ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً، وَقِيلَ: أَرْبَعِينَ سَنَةً، قَالَهُ الْحَسَنُ وَالْكَلْبِيُّ وَمَسْرُوقٌ وَنَهْلٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا. وَتَقْلُوْا أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ كَانُوا إِذَا بَلَغَ أَحَدُهُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً تَفَرَّغَ لِعِبَادَةِ، وَقِيلَ: هُوَ الْبُلُوغُ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: (وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْجَمْهُورُ: هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقِيلَ: الشَّيْبُ، قَالَهُ عِكْرِمَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُمَا. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(1) حضرت ابن عباس ؓ اور محققین نے فرمایا: اس کے معنی ہیں کیا ہم نے تم کو ساٹھ سال عمر نہ دی؟ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کو ہم عنقریب ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (2) اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اٹھارہ سال ہوں نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے چالیس سال مراد ہے یہ قول حسن بصری الکلبی اور مسروق کا ہے اور ابن عباس سے یہ بھی منقول ہے۔ نیز اہل مدینہ کے بارے منقول ہے کہ جب ان میں کوئی چالیس سال تک کو پہنچتا تو عبادت کے لئے فارغ ہو جاتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بلوغ مراد ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں جاءکم النذیر سے ابن عباس اور جمہور کے نزدیک مراد رسول اللہ ﷺ ہیں ایک قول میں اس سے مراد بڑھاپا ہے یہ عکرمہ اور ابن عیینہ وغیرہما کا قول ہے۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

(112) قَالَ أَوَّلُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَعْنَدَ اللَّهُ إِلَى أَمْرِ آخَرَ أَجَلُهُ حَتَّى يَبْلُغَ سِتِّينَ سَنَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَاهُ لَمْ يَتْرُكْ لَهُ عُنْدًا إِذَا أَمَّهَلَهُ هَذِهِ الْمُدَّةَ. يُقَالُ: أَعْنَدَ الرَّجُلُ إِذَا بَلَغَ الْغَايَةَ فِي الْعُذْرِ.

اور احادیث درج ذیل ہیں:

پہلی حدیث: ابو ہریرہ ؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لئے عذر نہ چھوڑا جس کی مدت ساٹھ سال تک مؤخر کر دی حتیٰ کہ وہ ساٹھ سال تک پہنچ گیا۔ (بخاری) علماء نے اس کا معنی یہی بتایا ہے کہ عذر کی گنجائش نہ چھوڑی۔ أَعْنَدَ الرَّجُلُ: جب کوئی عذر کی انتہاء کو پہنچ جائے تو کہتے ہیں۔

تحریر: حدیث: (صحیح بخاری: باب من بلغ ستین سنة فقد اعذر الله اليه في العبر: ج ۲ ص ۶۸۹، رقم: ۶۳۱۱ سنن الکبیری للبیہقی: باب من بلغ ستین سنة فقد اعذر الله اليه في العبر: ج ۲ ص ۱۰۹، رقم: ۶۷۵۲ جامع الاصول لابن الیبر: کتاب العاشر فی الاصل والاحل: ج ۱ ص ۷، رقم: ۱۸۷، تحفة الاشراف للزمزى: من اسمه معن بن محمد الغفاری ج ۱ ص ۲۱۹، رقم: ۱۳۰۷۱ جامع الصغير للسبوطی: باب حرف الالف ص ۸۸، رقم: ۱۱۲۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس عبارت کے دو معنی ہیں: ایک یہ اعذر کے معنی ہیں عذر دور کر دیتا ہے یعنی باب افعال کا ہمزہ سب کے لیے ہے تب مطلب یہ ہوگا کہ بچپن اور جوانی میں غفلت کا عذر مٹا جائے گا مگر جو بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کرے اس کا عذر قبول نہ ہوگا کیونکہ بچپن میں جوانی کی امید تھی جوانی میں بڑھاپے کی اب بڑھاپے میں سوا موت کے اور کس چیز کا انتظار ہے، اگر اب بھی عبادت نہ کرے تو سزا کے قابل ہے اس کا کوئی بہانہ قابل سننے کے نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس اعذر کے معنی ہیں معذور رکھتا ہے یعنی جو بوڑھا آدمی بڑھاپے کی وجہ سے زیادہ عبادت نہ کر سکے مگر جوانی میں بڑی عبادتیں کرتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معذور قرار دے کر اس کے نامہ اعمال میں وہی جوانی کی عبادت لکھتا ہے، ساٹھ سال پورا بڑھاپا ہے۔ شعر

رسم است کہ مالکان تحریر

آزاد کنند بندہ غیر

اے بار خدائے عالم آرا

برسختی پیر خود بہ بخشا

بوڑھے نوکر کی پنشن ہو جاتی ہے وہ رؤف و رحیم رب بھی اپنے بوڑھے بندوں کی پنشن کر دیتا ہے مگر پنشن اس کی ہوتی ہے جو جوانی میں خدمت کرتا رہے۔ (بزاۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۱۳)

فرشتے کی صدائیں

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، انیس الغریبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے کہ اللہ عزوجل کے خوف سے مومن کی آنکھ سے ٹپکنے والا قطرہ اس کے لئے دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے اور ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور اللہ عزوجل کی عظمت اور قدرت میں ایک گھڑی غور و فکر کرنا ساٹھ دن کے روزوں اور ساٹھ راتوں کی عبادت سے بہتر ہے، سن لو کہ بے شک اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ہر دن، در رات میں ندا کرتا ہے کہ چالیس سال کی عمر والو! فصل کاٹنے کا وقت آگیا، اے پچاس سال والو! حساب کی تیاری کر لو، اے ساٹھ سال والو! تم نے آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا ہے؟ اے ستر سال والو! تمہیں کس چیز کا انتظار ہے؟ کاش کہ مخلوق پیدا نہ ہوتی اور اگر پیدا ہو گئی تو کاش اپنا مقصد حیات جان لیتی پھر اس کے مطابق عمل کرتی، خبردار! قیامت تمہارے قریب آگئی ہو شیار ہو جاؤ۔ (حلیۃ الاولیاء، دھیب بن الورد، رقم: ۱۱۷۳۸، ج ۸، ص ۱۶۷، جغیر)

(113) الْقَائِي: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاجِ بَدْرٍ فَكَانَ بَعْضُهُمْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ: لِمَ يَدْخُلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءُ مِثْلَهُ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ! فَدَعَانِي ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَنِي مَعَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ: (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) (الفتح: 1) فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَمْرًا نَحْمَدُ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ إِذَا نَصَرْنَا وَفَتَحَ عَلَيْنَا، وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. فَقَالَ لِي: أَكْذَلِكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لَا. قَالَ: فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ لَهُ، قَالَ: (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) وَذَلِكَ عَلَامَةٌ أَجَلِكَ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا) (الفتح: 3) فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

دوسری حدیث: حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عمر ؓ بدری بزرگوں کے ساتھ شامل فرما لیتے بعض نے یہ بات محسوس کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ہمارے بھی اس جیسے بیٹے ہیں پھر یہ ہمارے ساتھ کیوں بیٹھتا ہے حضرت عمر ؓ نے فرمایا: یہ ان کے علم کی وجہ سے ہے (یعنی تم ابن عباس کے مرتبہ اور حیثیت سے واقف نہیں ہو) چنانچہ ایک دن مجھے بلایا اور ان بدری بزرگوں کے ساتھ بٹھایا میرے خیال میں اس دن بلانے کا مقصد صرف میرے مرتبہ و اہلیت کا ان پر اظہار تھا حضرت عمر ؓ نے ان سے فرمایا: تم لوگ! اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ کے بارے کیا کہتے ہو؟ بعض نے کہا اس میں ہمیں اللہ کی حمد کرنے اور مغفرت طلب کرنے کا حکم ہے جب ہمیں نصرت و فتح حاصل ہو جائے بعض خاموش رہے اور کچھ نہ کہا پھر مجھے فرمایا: ابن عباس! کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ جب فتح و نصرت حاصل ہو تو یہ تمہاری وفات کی علامت ہے تو اپنے رب کی تسبیح حمد سے ملا کر کریں اس سے مغفرت طلب کریں بلاشبہ وہ خوب رجوع فرمانے والا ہے۔ اس پر حضرت عمر ؓ نے کہا میں بھی اس آیت کے بارے میں وہی جانتا ہوں جو تم نے کہا۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب منزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح ج ۲ ص ۲۲۲، رقم: ۲۶۴۸ المعجم الکبیر للطبرانی: احادیث عبد اللہ بن عباس ج ۸ ص ۲۶۳، رقم: ۱۰۶۱۴، تخریج احادیث الکشاف للزبلی سورة النصر الحدیث العاشر ص ۳۲۰، رقم: ۱۵۵۸)

شرح حدیث: علم کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو ذرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے علم کی جستجو میں نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے اور فرشتے اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور آسمانوں کے فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں اس کے لیے استغفار کرتی ہیں اور عالم کو عابد پر اتنی فضیلت حاصل ہے جتنی چودھویں رات کے چاند کو آسمان کے سب سے چھوٹے ستارے پر اور علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں، بیشک انبیاء کرام علیہم السلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ نفوسِ قدسیہ علیہم السلام تو علم کا وارث بناتے ہیں، لہذا جس نے علم حاصل کیا اس نے اپنا حصہ لے لیا اور عالم کی موت ایک ایسی آفت ہے جس کا ازالہ نہیں ہو سکتا اور ایک ایسا بخلا ہے جسے پر نہیں کیا جاسکتا (گویا کہ) وہ ایک ستارہ تھا جو ماند پڑ گیا، ایک قبیلے کی موت ایک عالم کی موت سے زیادہ آسان ہے۔ (بیہقی شعب الایمان، باب فی طلب العلم، رقم ۱۶۹۹، ج ۲، ص ۲۶۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ عزوجل کے فرائض سے متعلق ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ کلمات سیکھے اور اسے اچھی طرح یاد کر لے اور پھر لوگوں کو سکھائے تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات سننے کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب العلم، الترغیب فی العلم الخ، رقم ۲۰، ج ۱، ص ۵۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم سیکھے، پھر اپنے اسلامی بھائی کو سکھائے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب ثواب معلم الناس بالخیر، رقم ۲۴۳، ج ۱، ص ۱۵۸)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رات کے کچھ حصے میں علم کی تکرار کرنا مجھے ساری رات شب بیداری کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت سیدنا ابو ذرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کا ایک مسئلہ سیکھنا میرے نزدیک پوری رات قیام کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے، کہ علم کی جستجو میں رہنا جہاد نہیں اس کی رائے اور عقل ناقص ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرنا نوافل پڑھنے سے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رات کے کچھ حصے میں علم کی تکرار کرنا مجھے ساری رات شب بیداری کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت سیدنا ابو ذرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کا ایک مسئلہ سیکھنا میرے نزدیک پوری رات قیام کرنے

سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے، کہ علم کی جستجو میں رہنا جہاد نہیں اس کی رائے اور عقل ناقص ہے۔
امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرنا نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب کی فضیلت کا کیا کہنا؟ اس علم سے آدمی کی دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علم دین جاننے والوں کی بزرگی اور فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (پہ ۲۸، المجادلہ: ۱۱)

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا ہے بہت سے درجات بلند فرمائے گا۔
ہمارے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں علم دین کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور علم دین پڑھنے اور پڑھانے والوں کی بزرگیوں اور ان کے مراتب و درجات کی عظمتوں کا بیان فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:
حدیث: عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی سب اس کی بھلائی چاہنے والے ہیں جو عالم کہ لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل العبادۃ، رقم ۲۶۹۴، ج ۴، ص ۳۱۳-۳۱۴)

حدیث:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، رقم ۲۵۶، ج ۱، ص ۱۱۷)

حدیث:- عالموں کی دواتوں کی روشنائی قیامت کے دن شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔ (کنز العمال، کتاب العلم، جسم الاقوال، رقم ۲۸۷۱، ج ۱۰، ص ۶۱)

حدیث:- علماء کی مثال یہ ہے کہ جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر میں راستہ کا پتا چلتا ہے اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔ (المسند لایمام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، رقم ۱۲۶۰۰، ج ۴، ص ۳۱۴)

حدیث:- ایک عالم ایک ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، رقم ۲۲۲، ج ۱، ص ۱۴۵)

آج کل مسلمان مردوں اور عورتوں میں علم دین سیکھنے سکھانے اور دین کی باتوں کے جاننے کا جذبہ اور ذوق و شوق تقریباً مٹ چکا ہے اس لئے ہر طرف بے دین اور لامذہبیت کا سیلاب بڑھتا جا رہا ہے ہزاروں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دین و مذہب سے آزاد اور خدا عز و جل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیزار ہو کر جانوروں کی طرح بے لگام ہو رہے

ہیں بلکہ بہت سے تو خدا ہی کا انکار کر بیٹھے ہیں اور مانتے ہی نہیں کہ خدا موجود ہے اس بے دینی کے طوفان کا ایک ہی سبب ہے کہ مسلمانوں نے خود بھی دین کا علم پڑھنا چھوڑ دیا اور اپنے بچوں کو بھی علم دین نہیں پڑھایا اس لئے بے حد ضروری ہے کہ مسلمان مرد و عورت خود بھی فرصت نکال کر دین کی ضروری باتوں کا علم حاصل کریں اور اپنے بچے اور بچیوں کو ضروری باتیں بچپن ہی سے بتاتے اور سکھاتے رہیں اگر اپنے بچوں کو علم دین پڑھا کر عالم نہیں بنا سکتے تو کم سے کم ان کو دین کا اتنا علم تو سکھا دیں کہ وہ مسلمان باقی رہ جائیں۔

تیسری حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ“ اترنے کے بعد ہر نماز میں لازمی طور پر کہا: اے ہمارے رب تیرے لیے حمد و تسبیح ہے اے اللہ! میری مغفرت فرما۔ (متفق علیہ)

صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع سجود میں یہ زیادہ کہتے ہیں: اے اللہ! تیرے لیے پاکی اور حمد ہے اے اللہ! میری مغفرت فرما اس طرح قرآن پاک پر عمل پیرا ہوتے مراد تاویل قرآن کا مطلب ہے ”فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ“ کے ضمن میں جس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ وفات سے پہلے یہ زیادہ کہتے تیرے لیے پاکیزگی اور حمد ہے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں عائشہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کلمات جو آپ نے کہنا شروع کر دیئے ہیں یہ کیا ہیں فرمایا میرے لیے میری امت میں ایک علامت بنائی گئی کہ جب وہ دیکھوں میں یہ کہوں (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ آخِرُکَ)۔

(114) الثَّالِثُ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ تَزَلَّتْ عَلَيْهِ: (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) إِلَّا يَقُولُ فِيهَا: سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْهَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْرِزُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ. مَعْنَى: يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ أَيْ يَعْمَلُ مَا أَمَرَ بِهِ فِي الْقُرْآنِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ).

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْرِزُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِي أَرَاكَ أَحَدْتُهَا تَقُولُهَا؟ قَالَ: جُعِلَتْ لِي عَلَامَةٌ فِي أَمْتِي إِذَا رَأَيْتَهَا قُلْتُهَا (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) إِلَى آخِرِ السُّورَةِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكثِّرُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْكَ تُكثِّرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِّي أَنِّي سَأَرَى عَلَامَةً فِي أُمَّتِي فَإِذَا رَأَيْتَهَا أَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا: (إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) فَتَحَ مَكَّةَ. (وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ کہنا زیادہ شروع کر دیا آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے یہ کلمات سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ زیادہ کہنے شروع کر دیے ہیں فرمایا میرے رب نے مجھے میری امت میں ایک علامت کی خبر دی کہ جب میں وہ دیکھوں میں یہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ کہنا زیادہ کر دوں اور میں نے وہ علامت دیکھ لی ہے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ جب اللہ کی مدد اور فتح آ پھنکی۔ اس سورہ میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو گردہ در گردہ دین میں داخل ہو رہے ہیں پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو اور مغفرت چاہو بے شک وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب ما یقال فی الركوع والسجود ج ۱ ص ۲۵۰ رقم: ۱۱۱۴) المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم لابی نعیم، کتاب الصلاة ص ۲۵۰ رقم: ۱۰۴۹ الدعوات الکبیر للبیہقی، باب الحمد علی ذکر والتسبیح والتکبیر والتعلیل ص ۸۱ رقم: ۱۱۴۱ کتاب الزهد لابن مبارک، باب فضل ذکر اللہ عزوجل ص ۳۷۸ رقم: ۱۱۴۰ المسند الجامع لابی الفضل الدوری، کتاب الذکر والدعاء ج ۵ ص ۱۴۴ رقم: ۱۵۰۴

شرح حدیث: فتح مکہ

(رمضان ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء)

رمضان ۸ھ تاریخ نبوت کا نہایت ہی عظیم الشان عنوان ہے اور سیرت مقدسہ کا یہ وہ سنہرے باب ہے کہ جس کی آب و تاب سے ہر مومن کا قلب قیامت تک مسرتوں کا آفتاب بنا رہے گا کیونکہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس تاریخ سے آٹھ سال قبل انتہائی رنجیدگی کے عالم میں اپنے یارِ غار کو ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں مکہ سے ہجرت فرما کر اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہہ دیا تھا اور مکہ سے نکلے وقت خدا کے مقدس گھر خانہ کعبہ پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈال کر یہ فرماتے ہوئے مدینہ روانہ ہوئے تھے کہ اے مکہ! خدا کی قسم! تو میری نگاہِ محبت میں تمام دنیا کے شہروں سے زیادہ پیارا ہے اگر میری

تو مجھے نہ نکالتی تو میں ہرگز تجھے نہ چھوڑتا۔ لیکن آٹھ برس کے بعد یہی وہ مسرت خیز تاریخ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک فاتح اعظم کی شان و شوکت کے ساتھ اسی شہر مکہ میں نزول اجلال فرمایا اور کعبۃ اللہ میں داخل ہو کر اپنے سجدوں کے جمال و جلال سے خدا کے مقدس گھر کی عظمت کو سرفراز فرمایا۔ (السیرۃ النبویۃ، باب ذکر مغازیہ غزوۃ خیبر، ج ۳، ص ۷۴، ماخوذاً)

مکہ پر حملہ

غرض ۱۰ رمضان ۸ھ کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ سے دس ہزار کا لشکر پرانوار ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ فتح مکہ میں آپ کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر تھا ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مدینہ سے روانگی کے وقت دس ہزار کا لشکر رہا ہو۔ پھر راستہ میں بعض قبائل اس لشکر میں شامل ہو گئے ہوں تو مکہ پہنچ کر اس لشکر کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی ہو۔ بہر حال مدینہ سے چلتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم روزہ دار تھے جب آپ مقام کدید میں پہنچے تو پانی مانگا اور اپنی سواری پر بیٹھے ہوئے پورے لشکر کو دکھا کر آپ نے دن میں پانی نوش فرمایا اور سب کو روزہ چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ اور آپ کے اصحاب نے سفر اور جہاد میں ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا موقوف کر دیا۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۱۳ و زرقانی ج ۲ ص ۳۰۰ و سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۰۰) (المواہب اللدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۳۹۵، ۳۹۷)

تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکہ میں داخلہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہونے لگے تو آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے۔ ایک سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور بخاری میں ہے کہ آپ کے سر پر مغفر تھا۔ آپ کے ایک جانب حضرت ابو بکر صدیق اور دوسری جانب اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور آپ کے چاروں طرف جوش میں بھرا ہوا اور ہتھیاروں میں ڈوبا ہوا لشکر تھا جس کے درمیان کوکبہ نبوی تھا۔ اس شان و شوکت کو دیکھ کر ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے عباس! تمہارا بھتیجا تو بادشاہ ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ تیرا برا ہوا ہے ابوسفیان! یہ بادشاہت نہیں ہے بلکہ یہ نبوت ہے۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ و جلال کے باوجود شہنشاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تو واضح کا یہ عالم تھا کہ آپ سورۃ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سراونٹنی کے پالان سے لگ لگ جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تو واضح خداوند قدوس کا شکر ادا کرنے اور اس کی بارگاہِ عظمت میں اپنے عجز و نیاز مندی کا اظہار کرنے کے لئے تھی۔

(المواہب اللدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۴۳۲، ۴۳۴)

مکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیام گاہ

بخاری کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں غسل فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز چاشت پڑھی۔ یہ نماز بہت ہی مختصر طور پر ادا فرمائی لیکن رکوع و سجدہ مکمل طور پر ادا فرماتے رہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب منزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح، الحدیث: ۴۲۹۲، ج ۳، ص ۱۰۳)

انصار کو فراق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ڈر

انصار نے قریش کے ساتھ جب رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس کریمانہ حسن سلوک کو دیکھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ دنوں تک مکہ میں ٹھہر گئے تو انصار کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ شاید رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی قوم اور وطن کی محبت غالب آگئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ مکہ میں اقامت فرمائیں اور ہم لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور ہو جائیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انصار کے اس خیال کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ معاذ اللہ! اے انصار! اَلْمَحْيَا مَحْيَا كُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ (السیرۃ النبویہ لابن ہشام، باب تعظیم الامام، ص ۷۵) اب تو ہماری زندگی اور وفات تمہارے ہی ساتھ ہے۔

یہ سن کر فرط مسرت سے انصار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سب نے کہا کہ یا رسول اللہ! (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم لوگوں نے جو کچھ دل میں خیال کیا یا زبان سے کہا اس کا سبب آپ کی ذات مقدسہ کے ساتھ ہمارا جذبہ عشق ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی کا تصور ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، باب غزوة الفتح الاکبر، ج ۳، ص ۳۵۹)

چوتھی حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ اللہ عز وجل نے رسول اللہ ﷺ پر آپ کی وفات سے

پہلے مسلسل وحی فرمائی چنانچہ وحی کی بہت کثرت کے دور

میں آپ نے وفات پائی۔ (متفق علیہ)

(115) الرَّابِعُ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

قَالَ: إِنَّ اللَّهَ - عَزَّ وَجَلَّ - تَابَعَ الْوَحْيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تُؤْتِيَ أَكْثَرَ

مَا كَانَ الْوَحْيُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، ج ۲، ص ۲۸۲، رقم: ۲۹۸۲، صحیح مسلم، باب فی حدیث الهجرة

ویقال له حدیث الرجل، ج ۲، ص ۱۳۸، رقم: ۷۷۰۴، سنن الکبیری للنسائی، باب کیف نزول القرآن، ج ۵، ص ۲، رقم: ۷۹۸۳، مسند امام

احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، ج ۲، ص ۲۳۶، رقم: ۱۳۸۰۴، مسند البزار، مسند ابی حمزة عن انس بن مالک، ج ۲، ص ۲۸۰، رقم:

شرح حدیث: حضرت صدر الفاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان

میں اس کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں بمقام منیٰ نازل ہوئی اس کے بعد آیت
الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ نازل ہوئی اس کے بعد اسی ۸۰ روز سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دنیا میں تشریف رکھی پھر آیۃ الکلالۃ نازل ہوئی اس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر آیت وَاتَّقُوا يَوْمًا
تُزْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ نازل ہوئی اس کے بعد حضور اکیس روز یا سات روز تشریف فرما رہے اس سورت کے نازل ہونے
کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور تمام ہو گیا تو اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے
چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے، اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کی لقاء قبول
فرمائے اس بندہ نے لقاء الہی اختیار کی، یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ پر ہماری جانیں،
ہمارے مال، ہمارے آباء، ہماری اولادیں سب قربان۔ (خزان العرقان)

(116) أَخْبَارُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. پانچویں حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی اسی کام پر اٹھایا
يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ زَوَاةً مُسْلِمًا جائے گا جس پر وہ مرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب الامر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت ج ۲ ص ۸۹۵، رقم: ۴۴۱۳، مستدرک
للحاکم، کتاب الجنائز ج ۱ ص ۴۵۵، رقم: ۱۲۵۹، صحیح ابن حبان، باب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۰۲، رقم: ۴۴۱۳، مسند
ابی یعلیٰ، مسند جابر بن عبد اللہ ج ۱ ص ۱۸۶، رقم: ۱۹۰۱، مسند امام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ ج ۲ ص ۳۶۶، رقم: ۱۳۹۸۳)

شرح حدیث: ملائکہ کے بڑے بڑے لشکر

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! سوال کرو۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ (عزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! کیا موت کا وقت قریب آگیا؟ ارشاد فرمایا: موت کا وقت قریب آگیا اور بہت قریب آگیا۔ عرض کی:
یا رسول اللہ (عزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبارک ہو جو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ کاش! میں جانتا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزَّ وَجَلَّ کی طرف، پھر سدرۃ المنتہی کی طرف، پھر جنت المآدی، عرش اعلیٰ اور رفیق اعلیٰ کی
طرف، پھر خوشگوار زندگی سے ملنے والے حصے کی طرف۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کو غسل کون دے گا؟ ارشاد فرمایا: میرے گھر کے مردوں میں سے سب سے قریب تر۔ عرض کی: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کن کپڑوں میں کفن دیں؟ فرمایا: میرے انہی کپڑوں میں اور یمنی چادر اور مصری سفید کپڑوں میں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نماز کا طریقہ کیا ہوگا؟ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور ہم بھی رو دیئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بس کرو، اللہ عزَّ وَّجَلَّ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ جب تم مجھے غسل و کفن دے چکو تو مجھے میرے اسی حجرہ میں چار پائی پر رکھ دینا اور چار پائی قبر کے کنارے رکھ کر کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے مجھ پر میرا رب عزَّ وَّجَلَّ دُرود (یعنی رحمت) بھیجے گا۔ خود ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ (پ ۱۲۱ الاحزاب: ۴۲)

ترجمہ کنز الایمان: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔

پھر اللہ عزَّ وَّجَلَّ فرشتوں کو مجھ پر دعائے رحمت کی اجازت دے گا۔ تمام مخلوق میں سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھ پر نماز پڑھیں گے (یعنی دعائے رحمت کریں گے)، پھر حضرت میکائیل علیہ السلام پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام پڑھیں گے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام ملائکہ کے بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ آئیں گے۔ پھر تم مجھ پر گروہ درگروہ آنا اور خوب سلام پیش کرنا اور چیخ و پکار اور رونے دھونے سے مجھے اذیت نہ پہنچانا۔ اور تم میں سے جو امام ہو وہ ابتدا کرے پھر میرے اہل بیت کے قرابت دار پھر خواتین کا گروہ اور پھر بچوں کا گروہ۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قبر اقدس میں کون اتارے گا؟ ارشاد فرمایا: میرے اہل بیت کے قریبی لوگ اور ان کے ساتھ بے شمار ملائکہ ہوں گے، تم ان کو نہ دیکھ سکو گے مگر وہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ اٹھو اور میری طرف سے بعد والوں کو سلام پہنچادو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الباب الرابع فی وفاة رسول اللہ۔۔۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۲۱۹)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حزن و ملال

جب حضور پر نور، شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ فرمایا تو لوگ مسجد میں جمع ہو گئے اور غم و الم سے سسکیاں لے لے کر رونے لگے اور دنیا تاریک ہو گئی۔ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارنے لگے: وَابْنَةُ! اے میرے جلیل القدر نبی! حضرت سیدنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فریاد نکلی: وَابْنَةُ! اے میرے عظیم باپ! حضرت سیدنا حسن و حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صدا لگائی: وَابْنَةُ! اے ہمارے جدِ کریم! اور ہر مسلمان نے غم و الم میں ڈوب کر کہا: وَابْنَةُ! ہائے! ہمارا رنج و الم!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر ملال پر شدت غم سے خلفائے راشدین امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر

مدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا۔

13 بَابُ فِي بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ) (البقرة: 215).

بھلائی کے راستوں کی کثرت کا بیان
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم جو بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ) (البقرة: 197).

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم جو بھلائی کا کام کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ) (الزلزال: 7).

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جس نے ذرہ کے وزن برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا۔

شرح: حضرت صدر الا فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نحو ابن العرفان میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن و کافر کو روز قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا۔ محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی۔ اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کار آمد ہے اور ترہیب ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفار کے۔ (خزان العرفان)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ) (الباقية: 15).

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جس نے صالح عمل کیا وہ اس کے اپنے لیے ہے۔

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ

اس باب میں آیات بکثرت ہیں۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ جِدًّا وَهِيَ غَيْرُ مُنْعَصِرَةٍ فَتَذَكُّرُ طَرَفًا مِنْهَا:

اور احادیث بہت زیادہ ہیں ان کا احاطہ ممکن نہیں

ہم اس میں سے کچھ بیان کر دیتے ہیں۔

(117) الْأَوَّلُ: عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ. قُلْتُ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَآكُثَرُهَا ثَمَنًا. قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: تُعَذِّبُ صَائِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقٍ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ؟ قَالَ: تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پہلی حدیث: حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! سب سے زیادہ فضیلت والا عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد میں نے عرض کیا کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا: جو اپنے مالکوں کی نظر میں زیادہ نفیس اور زیادہ قیمتی ہو میں نے عرض کیا: اگر میں یہ نہ کروں؟ تو آپ نے فرمایا: کسی کام والے کی مدد کر یا انجان کا کام کر دے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اگر میں کسی عمل سے کمزور ہو جاؤں تو آپ نے فرمایا: اپنا اثر لوگوں سے روک یہ تیرا اپنے آپ پر صدقہ ہے۔

(متفق علیہ)

الصانع: صاد مہملہ کے ساتھ یہی مشہور بھی ہے اور ضائعاً: بھی روایت کیا گیا ہے۔ ضاد معجمہ کے ساتھ یعنی فقر یا امل و عیال کی وجہ سے حاجت مند ہونا۔ الاخراق: جواہر کا کام اچھی طرح نہ کر سکتا ہو۔

الصَّائِعُ بِالصَّادِ الْمُهْمَلَةِ هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ وَرُوِيَ ضَائِعًا بِالْمُعْجَمَةِ: أَيُّ ذَا ضِيَاعٍ مِنْ فَقْرٍ أَوْ عِيَالٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ، وَالْأَخْرَقُ: الَّذِي لَا يُثْقِنُ مَا يُحَاوِلُ فِعْلَهُ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب ای الرقاب الفضل، ج ۲، ص ۱۳۲، رقم: ۲۵۱۸، صحیح مسلم، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال، ج ۱، ص ۱۶۲، رقم: ۲۶۰، صحیح ابن حبان، کتاب العتق، ج ۲، ص ۱۳۸، رقم: ۳۲۱۰، سنن الکبیری للبیہقی، باب فضل النیابہ عن لا یمدی، ج ۱، ص ۸۱، رقم: ۱۱۴۴۱، کتاب الورع لابن ابی الدنیا، ص ۳۹، رقم: ۲۰)

شرح حدیث: ایک عابد کی سخاوت اور یقین کامل

حضرت سیدنا احمد بن ناصح المصیسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک غریب شخص بہت عبادت گزار اور کثیر العیال تھا۔ گھر کا خرچ وغیرہ اس طرح چلتا کہ گھر والے اُون کی رسیاں بناتے اور وہ انہیں فروخت کر کے کھانے پینے کا سامان خرید لاتا، جتنا مل جاتا اسی کو کھا کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے۔

حسب معمول ایک مرتبہ وہ نیک شخص اُون کی رسیاں بیچنے بازار گیا۔ جب رسیاں پک گئیں تو وہ گھر والوں کے لئے کھانے کا سامان خریدنے لگا۔ اتنے میں اس کا ایک دوست اس کے پاس آیا اور کہا: میں سخت حاجت مند ہوں، مجھے کچھ رقم

دے دو۔ اس رحم دل عبادت گزار شخص نے وہ ساری رقم اس غریب حاجت مند سائل کو دے دی اور خود خالی ہاتھ گھر لوٹ آیا۔

جب گھر والوں نے پوچھا: کھانا کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا: مجھ سے ایک حاجت مند نے سوال کیا وہ ہم سے زیادہ حاجت مند تھا لہذا میں نے ساری رقم اس کو دے دی۔ گھر والوں نے کہا: اب ہم کیا کھائیں گے؟ ہمارے پاس تو گھر میں کچھ بھی نہیں۔ اس نیک شخص نے گھر میں نظر دوڑائی تو اسے ایک ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا نظر آیا۔ اس نے وہ دو نوں چیزیں لیں اور بازار کی طرف چل دیا اس اُمید پر کہ شاید انہیں کوئی خرید لے اور میں کچھ کھانے کا سامان لے آؤں۔

چنانچہ وہ بازار پہنچا لیکن کسی نے بھی اس سے وہ ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا نہ خریدا۔ اتنے میں ایک شخص گزر جس کے پاس ایک خراب پھولی ہوئی مچھلی تھی، مچھلی والے نے کہا: تو میرا خراب مال اپنے خراب مال کے بدلے خرید لے یعنی یہ ٹوٹا ہوا پیالہ اور گھڑا مجھے دے دے اور مجھ سے یہ پھولی ہوئی خراب مچھلی لے لے۔ اس عابد شخص نے یہ سودا منظور کر لیا اور خراب مچھلی لے کر گھر پلٹ آیا اور گھر والوں کے حوالے کر دی۔

جب انہوں نے اس مچھلی کو دیکھا تو کہنے لگے: ہم اس بے کار مچھلی کا کیا کریں؟ اس عابد شخص نے کہا: تم اسے بھون لو ہم اسے ہی کھالیں گے، اللہ عز و جل کی ذات سے اُمید ہے کہ وہ مجھے رزق ضرور عطا کریگا۔ چنانچہ گھر والوں نے مچھلی کو کاٹنا شروع کر دیا، جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس کے اندر سے ایک نہایت قیمتی موتی نکلا، گھر والوں نے اس عابد کو خبر دی۔ اس نے کہا: دیکھو! اس موتی میں سوراخ ہے یا نہیں۔ اگر سوراخ ہے تو یہ کسی کا استعمالی موتی ہوگا اور ہمارے پاس یہ امامت ہے۔ اگر اس میں سوراخ نہیں تو پھر یہ رزق ہے جسے اللہ رب العزت عز و جل نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ جب اس موتی کو دیکھا گیا تو اس میں سوراخ وغیرہ نہیں تھا، وہ کسی کا استعمالی موتی نہیں تھا۔ ان سب نے اللہ عز و جل کا شکر ادا کیا۔

پھر جب صبح ہوئی تو وہ عابد شخص اس موتی کو لے کر جوہری کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: اس موتی کی کتنی قیمت ہوگی؟ جب جوہری نے وہ موتی دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ حیران ہو کر کہنے لگا: تیرے پاس یہ موتی کہاں سے آیا ہے؟ اس نیک آدمی نے جواب دیا: ہمیں اللہ رب العزت عز و جل نے یہ رزق عطا فرمایا ہے۔ جوہری نے کہا: یہ تو بہت قیمتی موتی ہے اور میں تو اس کی صرف تیس ہزار (درہم) قیمت ادا کر سکتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اس کی مالیت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ تم ایسا کرو کہ فلاں جوہری کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں اس کی پوری قیمت دے سکے گا۔

چنانچہ وہ نیک شخص اس موتی کو لے کر دوسرے جوہری کے پاس پہنچا۔ جب اس نے قیمتی موتی دیکھا تو وہ بھی اسے

دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا: یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ اس عابد نے وہی جواب دیا کہ یہ ہمیں اللہ عزوجل کی طرف سے رزق عطا کیا گیا ہے۔ جوہری نے کہا: اس کی قیمت کم از کم ستر ہزار (درہم) ہے، مجھے تو اس شخص پر افسوس ہو رہا ہے جس نے تمہیں اتنا قیمتی موتی دیا ہے بہر حال ستر ہزار درہم لے لو اور یہ موتی مجھے دے دو۔

میں تمہارے ساتھ دو مزدور بھیجتا ہوں، وہ ساری رقم اٹھا کر تمہارے گھر تک چھوڑ آئیں گے۔ چنانچہ اس جوہری نے دو مزدوروں کو درہم دے کر اس نیک شخص کے ساتھ روانہ کر دیا۔ جب وہ عابد اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے کہا: مجھے اس مال میں سے کچھ مال دے دو جو تمہیں اللہ عزوجل نے عطا کیا ہے۔

تو اس نیک شخص نے کہا: ہم بھی کل تک تمہاری طرح محتاج اور غریب تھے۔ یہ لوتم اس میں سے آدھا مال لے جاؤ۔ پھر اس نے مال تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر اس سائل نے کہا: اللہ عزوجل تمہیں برکتیں عطا فرمائے، میں تو اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ہوں، مجھے تمہاری آزمائش کے لئے بھیجا گیا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ جو شخص کسی کی مدد کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی مدد کرتا ہے۔ دوسروں کا خیر خواہ کبھی نامراد نہیں ہوتا، جو کسی پر رحم کرتا ہے اللہ عزوجل اس پر رحم کرتا ہے، اور صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ برکت ہوتی ہے اور جو لوگ مال کی محبت دل میں نہیں بٹھاتے وہی لوگ سخاوت جیسی نعمت سے حصہ پاتے ہیں۔ جو شخص اللہ عزوجل سے امید واثق رکھے اللہ عزوجل اس کو کبھی رسوا نہیں فرماتا۔ اس حکایت میں ایک نیک شخص کی سخاوت اور یقین کامل کی عظیم مثال موجود ہے کہ اس نے ایک سائل کو آدھا مال دینا منظور کر لیا اور دوسرا یہ کہ خود اپنے لئے کھانے کی شدید حاجت کے باوجود اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اپنا حصہ اپنے دوسرے حاجت مند بھائی کو دے دیا، پھر اللہ عزوجل نے بھی اسے ایسا نوازا اور ایسی جگہ سے رزق عطا کیا جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اللہ عزوجل ہمیں ہر وقت اپنی رحمت کاملہ کا سایہ عطا فرمائے رکھے اور سخاوت و ایثار اور یقین کامل کی عظیم نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

محبوب سے ملاقات کا وقت قریب آ گیا

حضرت سیدنا عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا ربیع بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے بتایا: ہم تین بھائی تھے اور ہم میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور سب سے زیادہ روزے رکھنے والا ہمارا منجھلا (یعنی درمیانہ) بھائی تھا۔ ایک مرتبہ میں اپنے دونوں بھائیوں کو چھوڑ کر ایک جنگل کی طرف نکل گیا، پھر جب میں واپس گھر پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ میرا وہی عبادت گزار بھائی مرض الموت میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ لوگوں نے اُسے ایک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ میں اس کے لئے کفن لینے چلا گیا، جب کفن لے کر آیا تو یکایک میرے اس مردہ بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹ گیا۔ اس نے مجھے مسکراتے ہوئے سلام

بِالتَّعَرُّوفِ صَدَقَةٌ، وَتَهَيَّ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَتُجْزِي مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَزِيدُهُمَا مِنَ الضَّحَى رَوَاةٌ مُسْلِمٌ. الْشَّلَافِي بضم السين البهيملة وَتَخْفِيف اللام وفتح الميم: المفصل۔
 صدقہ ہے اور چاشت کے وقت دو رکعت پڑھ لیا ان سب سے کفایت کرتا ہے۔ سلافی سین مہملہ پر پیش کے ساتھ اور لام غیر مشدد کے ساتھ اور میم کے فتح کے ساتھ جوڑوں کو کہتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب استحباب صلاة الضحی وان قلها ركعتان واكملها ثمان ركعات ج ۱ ص ۱۰۴، مسند امام احمد مسند ابی ذر ج ۵ ص ۱۶، رقم: ۲۱۵۱۲، مسند ابو عوانہ: بیان ثواب صلاة الضحی ج ۲ ص ۱۱۱، رقم: ۱۱۱، معجم لابن عساکر ص ۳۱۱، رقم: ۱۰۰۶، اطراف المسند المعطل: من اسمه ابو الاسود الدثلی ج ۲ ص ۹۸، رقم: ۸۱۰۵)

شرح حدیث: ہر نیک عمل صدقہ ہے

حضرت سیدنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، نیکیاں برائی کے دروازوں سے بچاتی ہیں پوشیدہ صدقہ اللہ عزوجل کے غضب سے بچاتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کر دیتی ہے اور ہر نیک عمل صدقہ ہے اور جو لوگ دنیا میں نیکوکار ہیں وہی آخرت میں بھی نیکوکار ہوں گے اور جو لوگ دنیا میں گنہگار ہیں آخرت میں بھی گنہگار ہوں گے اور نیکوکار لوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (طبرانی کبیر، رقم: ۸۰۱۵، ج ۸، ص ۲۶۱)

چاشت کی نماز یا بندی سے ادا کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرآن قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث نودول سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر کو مسجد کی جانب بھیجا وہ لشکر بہت سا مال غنیمت لے کر جلد لوٹ آیا تو لوگ لشکر کے مقام کی نزدیکی، کثرت مال غنیمت اور جلد لوٹ آنے کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایک ایسی قوم کے بارے میں نہ بتاؤں جو ان سے بھی قریب جہاد کرنے والی اس سے بھی زیادہ مال غنیمت حاصل کرنے والی اور جلدی لوٹنے والی ہے۔ (پھر فرمایا)، جو شخص وضو کرے پھر نماز چاشت ادا کرنے کیلئے مسجد میں حاضر ہو وہ ان لوگوں سے بھی قریب، زیادہ غنیمت لانے والا اور جلدی لوٹنے والا ہے۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم: ۶۶۳۹، ج ۲، ص ۵۸۸)

حضرت سیدنا عقیبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سید المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کیلئے گیا۔ ایک دن رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر اپنے صحابہ کرام علیہم ارضوان سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دوران گفتگو ارشاد فرمایا کہ: جو شخص سورج کے بلند ہونے تک اپنی جگہ پر بیٹھا رہے پھر اٹھ کر کمال وضو کرے اور دو رکعتیں ادا کرے تو اس کے گناہ ایسے معاف کر دیئے جائیں گے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہوا۔

(مسند ابی یعلیٰ، رقم ۱۷۵۷، ج ۲، ص ۱۸۰)

نماز چاشت کی فضیلت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کھٹور پاک، صاحب کولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے ادا کرتا رہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسکن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۱۵۳، ۱۵۴ حدیث ۳۸۲) نماز چاشت کا وقت: اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ (بہار شریعت، حصہ ۲، ص ۲۵) نماز اشراق کے فوراً بعد بھی چاہیں تو نماز چاشت پڑھ سکتے ہیں۔

(119) الثَّالِثُ: عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنَاتٍ وَسَيِّئَاتٍ فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْكَذِبَ يُنَاطُ بِهَا الظُّرَيْبِيُّ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النَّجَاعَةُ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ رِوَاةً مُسْلِمٌ۔ تیسری حدیث: انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے اچھے برے اعمال پیش کئے گئے میں نے ان کے اچھے اعمال میں ”تکلیف دہ چیز کو راہ سے دور کرنا“ پایا اور برے اعمال میں میں کھنکار ”جو مسجد میں ہو اور اس کو دفن نہ کیا گیا“ کو پایا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب النہی عن المعاق فی المسجد فی الصلاة ج ۱، ص ۲۷۷، رقم: ۱۲۶۱) الاصاب المبرور للبخاری، باب اماطة الاذى، ص ۹۰، رقم: ۲۲۰ الاصاب للمصنف، باب النہی عن المعاق فی المسجد، ص ۲۲۶، رقم: ۳۶۲ مسند البزار، مسند ابی ذر الغفاری، ج ۱، ص ۸۲، رقم: ۳۹۱۱ مسند امام احمد، مسند ابی ذر الغفاری، ج ۱، ص ۱۸۰، رقم: ۲۱۹۰۷

شرح حدیث: تکلیف دہ چیز ہٹا دینا صدقہ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق دامن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر اس دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے ایک صدقہ ہے، دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کی مدد کے لئے اسے اپنی سواری پر سوار کرنا یا اس کا سامان اپنی سواری پر لادنا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کے لئے ہر قدم چلنے پر صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہان، باب من اغتذ بالربکاب وحمو، رقم ۲۹۸۹، ج ۲، ص ۶۰۶، صغیر قلیل)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے ہر جوڑ پر روزانہ ایک صدقہ ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کو سواری پر سوار

ہونے میں مدد دینا صدقہ ہے، اس کا سامان سواری پر رکھنا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کیلئے چلنے میں ہر قدم پر صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا صدقہ ہے۔

(مسلم، کتاب زکوٰۃ، بیان ان اسم صدقہ یقع علی کل نوع من المعروف، رقم ۱۰۰۹، ص ۵۰۳)

ہر وہ تکلیف دہ چیز مثلاً کانٹا، شیشہ، ٹھوکر کی چیزیں جس سے چلنے والوں کو ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو اس کو راستوں سے ہٹا دینا بہت معمولی کام ہے لیکن یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ وہ اس کی جزا میں اپنے فضل و کرم سے جنت عطا فرمادیتا ہے۔

آج کل کے مسلمان اس عمل صالح کی عظمت اور اس کے اجر و ثواب سے بالکل ہی غافل ہیں۔ بلکہ اُنٹے راستوں میں تکلیف کی چیزیں ڈال دیا کرتے ہیں۔ مثلاً عام طور پر لوگ کیلا کھا کر اُس کا چھلکاریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پھینک دیا کرتے ہیں۔ گاڑی آنے پر مسافر بدحواس ہو کر ٹرین میں چڑھنے کے لئے دوڑتے اور کیلے کے چھلکوں پر پاؤں پڑ جانے سے پھسل کر گر جاتے ہیں اور بعض شدید زخمی ہو جاتے ہیں اسی طرح ہڈیاں اور شیشے کے ٹکڑے عام طور پر لوگ راستوں میں ڈال دیا کرتے ہیں۔ ان حرکتوں سے مسلمان کو بچنا چاہیے بلکہ راستوں میں کوئی تکلیف دہ چیز اگر نظر پڑ جائے تو اس کو راستوں سے ہٹا دینا چاہیے ان شاء اللہ تعالیٰ اگر یہ عمل مقبول ہو گیا تو جنت ملے گی۔

مسجد کی صفائی

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین المرئین، سراب السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو مسجد سے تکلیف دہ چیز نکالے گا اللہ عز و جل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجمعات، باب تطہیر المساجد، رقم ۷۵۷، ج ۱، ص ۳۱۹)

حضرت سیدنا عبید بن عرذوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ شریف میں ایک عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بارے میں خبر نہ دی گئی۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر کے قریب سے گزرے تو در یافت فرمایا، یہ کس کی قبر ہے؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، ام نجین کی۔ فرمایا، وہی جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی قبر پر صف بنانے کا حکم دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو نے کون سا کام سب سے افضل پایا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا یہ سن رہی ہے؟ ارشاد فرمایا، تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے میرے سوال کے جواب میں کہا، مسجد کی صفائی کو۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصلوٰۃ، الترغیب فی تعلیم الساجد، تطہیر عارض، رقم ۴، ج ۱، ص ۱۲۲)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک عورت مسجد سے گردوغبار صاف کیا کرتی تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیب، مژدہ عن الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی تدفین کی خبر نہ دی گئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو تو مجھے خبر دے دیا کرو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور فرمایا کہ میں اسے مسجد سے گردوغبار صاف کرنے کی وجہ سے جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۰۱۶۰، ج ۱۱، ص ۱۹۰)

چوتھی حدیث: انہی سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مالوں والے ثواب لے گئے جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، وہ بھی روزے رکھتے ہیں، جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ اپنے زائد مالوں کے ساتھ صدقہ کرتے ہیں۔ فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ نہیں بنایا جس سے تم صدقے کا ثواب پاسکو بلاشبہ ہر تسبیح صدقہ ہے نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے تم میں ہر ایک کی شرم گاہ میں صدقہ ہے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو اس کو ثواب ملے گا تو آپ نے فرمایا: تم یہ بتاؤ کہ اگر وہ اس کو حرام میں رکھتا تو کیا اس پر گناہ نہ ہوتا اسی طرح جب اس کو حلال میں رکھے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔ (مسلم الذنور: ثناء مثلثہ کے ساتھ مال کو کہتے ہیں اس کی واحد ذکر ہے۔)

(120) الرَّابِعُ: عَنْهُ: أَنَّ نَاسًا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ذَهَبَ أَهْلُ الذُّنُورِ بِالْأَجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَيَتَصَدَّقُونَ بِقُضُولِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ بِهِ: إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَفِي بَطْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيَّاهِ أَحَدُنَا شَهْوَتُهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ وَزْرٌ؟ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. الذُّنُورُ بِالنَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: الْأَمْوَالُ وَاجِدُهَا: ذَكْرٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب استحباب صلاة الضحیٰ وان اقلها رکعتان واکملها ثمان ج ۱، ص ۲۵۸، رقم: ۱۰۰۳)

صحیح ابن حبان، باب الاذکار ج ۱، ص ۲۱۸، رقم: ۸۳۸، سنن الکبیری للبیہقی، باب ذکر من رواها رکعتین ج ۲، ص ۲۰، رقم: ۵۰۱۵

مسند البزار، مسند ابی ذر الغفاری ج ۲، ص ۸۲، رقم: ۲۹۱۴، جامع الاصول لابن اثیر، الفرع السابع فی صلاة الضحیٰ ج ۲، ص ۲۲۵

شرح حدیث: نفلی صدقہ کے فضائل پر احادیث طیبہ:

حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس مسلمان نے کسی بے لباس مسلمان کو کپڑا پہنایا اللہ عز و جل اسے جنتی لباس پہنائے گا اور جس نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا اللہ عز و جل اسے جنتی پھل کھلائے گا اور جس نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا اللہ عز و جل اسے مہر لگی ہوئی پاکیزہ شراب پلائے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث ۱۶۸۲، ص ۱۳۴۸ حلیہ لمختر)

حضرت سیدنا سعید بن مسعود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: جو شخص دن یا رات کو صدقہ کرتا ہے تو وہ سانپ یا بچھو کے کاٹنے، گر کر مرنے یا اچانک موت سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: صبح سویرے صدقہ کیا کرو کیونکہ مصیبت صدقہ سے سبقت نہیں لے جا سکتی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الزکاة، باب فضل من اصبح صائمًا۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۷۸۳۱، ج ۲، ص ۳۱۸)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بندہ صدقہ کرتا ہے اور بلاء نازل ہو رہی ہوتی ہے تو صدقہ اوپر بلند ہوتا ہے، ان دونوں کا آمنا سامنا ہوتا ہے، نہ بلاء صدقہ پر غلبہ پاسکتی ہے نہ صدقہ بلاء پر۔ جب تک اللہ عز و جل چاہے دونوں زمین و آسمان کے درمیان ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، اللہ عز و جل (قیامت کے دن) فرمائے گا: اے میرے بندے! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے مجھے نہ کھلایا۔ میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے نہ پلایا۔ میں نے تجھ سے کپڑے طلب کئے تو نے مجھے نہ دیئے۔ تو بندہ عرض کریگا: اے میرے رب عز و جل! وہ کیسے؟ اللہ عز و جل فرمائے گا: تیرے قریب سے فلاں بھوکا اور فلاں ننگا گزرا تھا مگر تو نے اپنے مال میں سے کوئی چیز اسے نہ دی، آج میں تجھ سے اپنا فضل روک لوں گا جیسا کہ تو نے روک لیا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب فضل عیادة المريض، الحدیث ۲۵۶۹، ص ۱۱۲۸، مختصر ۱)

صدقہ کرنے والوں پر عرش کا سایہ

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا المسکینین، رحمۃ اللہ علیہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ دلنشین ہے: بندہ اپنے صدقے کے سائے میں ہو گا یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے۔

(السند للإمام احمد بن حنبل، حدیث عقبہ بن عامر البجلی، الحدیث ۱۷۳۳۵، ج ۶، ص ۱۲۶ منبوا)

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ خوش

نہال، ہیکر حسن و جمال، والبع رنج و غلال، صاحب مجود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: میں نے گذشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ (اس حدیث میں یہ بھی ہے) میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنے چہرے کو آگ کے شعلوں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا پس اس کا صدقہ آیا اور اس کے سر پر سایہ اور چہرے کے لئے ستر (یعنی رکاوٹ) بن گیا۔

(مجمع الزوائد، کتاب التعمیر، الحدیث ۱۱۷۳۶، ج ۷، ص ۳۷۱)

ایک لقمہ صدقہ کرنے کی برکت

حضرت سیدنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ: ایک عورت کھانا کھا رہی تھی اتنے میں سائل نے صدقہ لگائی: مجھے کھانا کھلاؤ، مجھے کھانا کھلاؤ۔ عورت کے پاس صرف ایک لقمہ بچا تھا جیسے ہی اس نے منہ کھولا سائل نے دوبارہ صدقہ لگائی۔

ہمدرد و نیک عورت نے وہ لقمہ سائل کو کھلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہی عورت اپنے ننھے منے بچے کے ساتھ کہیں سفر پر جا رہی تھی کہ راستے میں ایک شیر اس کا بچہ چھین کر لے گیا۔ ابھی شیر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور شیر کی طرف بڑھا، پھر شیر کے دونوں جڑے پکڑ کے پھاڑ ڈالے اور بچہ اس کے منہ سے نکال کر عورت کے حوالے کرتے ہوئے کہا: لقمے کے بدلے لقمہ۔ یعنی تو نے جو ایک لقمہ سائل کو کھلایا تھا اس کی برکت سے تیرا بچہ شیر کا لقمہ بننے سے بچ گیا۔

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب لؤلؤ لاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کے منہ میں لقمہ تھا اتنے میں سائل نے صدقہ لگائی اس نے وہ لقمہ سائل کو کھلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی، جب وہ کچھ بڑا ہوا تو اسے بھیڑ یا اٹھا کر لے گیا عورت اس بھیڑیے کے پیچھے بھاگتی ہوئی پکار رہی تھی میرا بیٹا، اللہ عز و جل نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ بھیڑیے سے بچہ چھین لو (اور اس کی ماں کے حوالے کر دو) اور اس سے کہو کہ اللہ عز و جل نے تم پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لقمہ لقمے کے بدلے ہے۔

(الجملة وجواهر العلم، الجزء السادس والعشرون، الحدیث ۳۶۲۲، ج ۳، ص ۲۷۷)

(121) الْخَامِسُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنَّ تَلَفَى أَخَاكَ بِوَجْهِ ظِلِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پانچویں حدیث: انہی سے روایت ہے مجھے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جان (کہ اسے ترک کر دے) اگرچہ وہ تیرا اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب استعجاب طلاق الوجه عند اللقاء، ج ۲، ص ۲۴۸، رقم: ۶۸۵۷، صحیح ابن حبان

باب حسن الخلق: ج ۱ ص ۲۲ رقم: ۳۱۸ سنن الکبیری للمذہبی باب وجوب الصدقة: ج ۲ ص ۱۸۸ رقم: ۶۱۲ الاحاد والبیانی من اسمہ ابو جری الہجری ص ۳۱۱ رقم: ۱۱۸۱ مسند امام احمد بن حنبل حلیف ابی حمیمہ الہجری ج ۲ ص ۲۸۲ رقم: ۱۵۱۱۷

شرح حدیث: امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی عُیُونُ الْوُكَايَا میں فرماتے ہیں:

اے ابن آدم! تو ہرگز نیکی کے کسی کام کو بھی حقیر نہ جان، کیونکہ جب تو اسے دار جزاء میں دیکھے گا تو اس نیکی کا وہاں موجود ہونا تجھے خوش کر دے گا۔ اور برائی کے کسی کام کو ہرگز حقیر نہ جان! کیونکہ جب تو اسے دیکھے گا تو اس کا وہاں موجود ہونا تجھے غمناک کر دے گا۔ اے ابن آدم! زمین کو اپنے قدموں تلے روندھ ڈال کیونکہ یہ تیری قبر کے قریب ہے۔

اے ابن آدم! جس وقت سے تیری ماں نے تجھے جنا اس وقت سے اب تک لگا تار تیری عمر کم ہوتی جا رہی ہے۔

اے ابن آدم! تیرے لئے ایک نامہ اعمال کھول دیا گیا ہے اور تیرے اوپر دفرشتے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ ایک تیری دائیں جانب جبکہ دوسرا بائیں جانب ہے۔ اب کم اعمال کر! یا زیادہ، جب تو مرے گا تو اس نامہ اعمال کو لپیٹ کر اسے تیرے گلے میں پہنا دیا جائے گا۔

اَمْرًا اَكْبَرًا ۚ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ (نامہ اعمال) پڑھ، آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

(پ 15، بنی اسرائیل: 14)

اے ابن آدم! تو ریاکاری کرتے ہوئے کوئی نیکی نہ کر اور نہ ہی شرم کی وجہ سے کسی نیکی کو چھوڑ۔

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر

خدائے رحمن عَزَّ وَجَلَّ کی رحمت پر قربان! وہ بے نیاز ہے۔ کس بندے کے ساتھ اس کی کیا خفیہ تدبیر ہے یہ کوئی نہیں جانتا کہ جب وہ نواز نے پر آتا ہے تو بظاہر ہیئت ہی چھوٹے سے عمل پر جنت کی اعلیٰ نعمتوں سے مالا مال فرما دیتا ہے اور جب گرفت کرنے پر آتا ہے تو کسی ایک صغیرہ گناہ پر پکڑ لیتا ہے۔ لہذا بندے کو چاہے کہ کسی بھی نیکی کو ہرگز ترک نہ کرے اور گناہ سے ہر صورت میں اپنے آپ کو بچائے اور ہر حال میں ربِّ ذوالجلال عَزَّ وَجَلَّ کی بے نیازی سے ڈرتا رہے۔ حضرت علامہ عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں،

رونگٹے کھڑے کر دینے والی حکایت

حضرت سیدنا حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ لوگ ایک مقتول (یعنی قتل کئے ہوئے مردے) کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے گزرے۔ سیدنا حسن بھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب مقتول کی شکل دیکھی تو ایک دم بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب ہوش آیا، کسی نے ماجرا دریافت کیا تو فرمایا، یہ مقتول کسی وقت بہت بڑا عابد و زاہد تھا۔ لوگوں کا تجسس بڑھا۔ عرض کیا، یاسیدی! ہمیں تفصیلی واقعہ ارشاد فرمائیے! فرمایا، یہ عابد ایک روز

نماز کیلئے گھر سے چلا تو راستے میں ایک عیسائی لڑکی پر نظر پڑ گئی اور ایک دم اُس کے دل میں عشق کی آگ شعلہ زن ہوئی اور اُس کے ہفتے میں پڑ گیا، اُس سے شادی کا مطالبہ کیا، اُس نے شڑ طرہی کہ عیسائی ہو جاؤ۔ کچھ عرصہ عابد نے ضبط کیا، مگر آخر کار فہوت کے ہاتھوں لاچار ہو کر اسلام چھوڑ کر نصرانی بن گیا۔ جب اُس نے لڑکی کو آ کر خبر دی تو وہ بپھر گئی اور نظریں (نفت۔ بری۔ ن) کرتے ہوئے کہا، اوبد نصیب! تیرے اندر کوئی بھلائی نہیں، تو نے اپنے دین سے وفا نہیں کی تو کسی اور کے ساتھ کیا وفا کریگا ابد بخت! تُو نے فہوت سے بدست ہو کر عمر بھر کی عبادت و ریاضت بلکہ اپنا دین تک داؤ پر لگا دیا! لے ن! تُو اسلام سے پھر کر مرتد ہو چکا ہے اور الحمد للہ میں عیسائیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو چکی ہوں۔ یہ کہہ کر اُس نے سورۃ الإخلاص کی تلاوت کی، کسی سننے والے نے حیرت سے پوچھا، یہ تجھے کیسے یاد ہو گئی؟ کہنے لگی، دراصل بات یہ ہے کہ خواب کے اندر میں جہنم میں داخل ہونے لگی، اچانک ایک صاحب وہاں آ گئے اور مجھے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگے، ڈرو مت، تمہاری جگہ اسی شخص کو دیدیہ بنا دیا گیا ہے۔ اتنے میں یہ عاشق ناشاد و نامراد میری جگہ جہنم میں جانے کیلئے آ گیا۔ پھر وہ صاحب مجھے جنت میں لے گئے وہاں میں نے یہ لکھا ہوا دیکھا،

يَسْخُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُشِيتُ ۝ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِسْبِ ۝ (پ ۱۲ الزّٰعِد ۲۱)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اُسی کے پاس ہے۔

پھر انہوں نے مجھے سورۃ الإخلاص یاد کروائی، جب میں بیدار ہوئی تو یہ مجھے یاد ہو چکی تھی۔

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، وہ خوش نصیب لڑکی تو مسلمان ہو گئی لیکن بد نصیب عابد فہوت سے مغلوب ہو کر مرتد ہونے کے بعد آج قتل کر دیا گیا۔ نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ بِمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (بخاری الموع الفضل السادس عشر ص ۷۶)

چھٹی حدیث: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو ہر جوڑ پر ہر سورج نکلنے کے دن میں صدقہ کرنا لازم ہے تو دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے آدمی کو جانور کے بارے میں مدد دے کہ اس کو اس پر سوار کرے یا کچھ سامان اٹھا کر دے صدقہ ہے پاکیزہ بات کرنا صدقہ ہے ہر قدم جس سے نماز کی طرف چلو صدقہ ہے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا صدقہ ہے۔ (متن علی) مسلم میں یہ حضرت عائشہ ؓ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(122) السَّادِسُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ. كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ. وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي ذَاتِهِ، فَتَحِيلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ. وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ. وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ. وَتُحِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَيْنِي أَدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصَلٍ، فَمَنْ كَذَّبَ اللَّهَ وَحَمَدَ اللَّهَ، وَهَلَّلَ اللَّهَ وَسَبَّحَ اللَّهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللَّهَ، وَعَزَلَ حَجْرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ شَوْكَةً، أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ، أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ، عِنْدَ السِّتِّينَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ فَإِنَّهُ يُمِيتُ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحَرَخَ نَفْسُهُ عَنِ النَّارِ۔

نے فرمایا: اولاد آدم میں ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہے جس نے اللہ کی بڑائی بیان کی اللہ کی تعریف کی توحید بیان کی تسبیح بیان کی اللہ سے مغفرت طلب کی لوگوں کے راستے سے پتھر کاٹنے یا ہڈی کو دور کیا نیکی کا حکم دیا یا برائی سے روکا اور سب کاموں کی تعداد اس دن تین سو ساٹھ پوری کر لی تو اس دن وہ جہنم سے آزاد ہو کر چلتا پھرتا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب فضل الصلاح بین الناس والعبد بہنہم، ج ۲ ص ۲۸۷، رقم: ۲۷۰۰، صحیح مسلم، باب بیان ان اسم الصدقة يقع علی کل نوع من المعروف ج ۲ ص ۱۸۲، رقم: ۲۷۴۴، ۲۷۸۲، صحیح ابن خزيمة، باب ذکر کعبۃ الصدقة، ج ۱ ص ۵۴، رقم: ۱۲۱۲، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ج ۲ ص ۲۱۹، رقم: ۸۱۶۸، تقریب السائد و ترتیب المسائد للعراقی، باب صلاة الجماعة والمشي اليها صلاة الضعی، ص ۳۳)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

انسان کی اس لیے قید لگائی تاکہ اس سے فرشتے اور جنات نکل جائیں کہ نہ ان کے جسموں میں اتنے جوڑ ہیں نہ ان کے یہ احکام۔ ہمارے یہ جوڑ انگلی کے پوروں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ہیں اگر ان میں سے ایک جوڑ خراب ہو جائے تو زندگی دشوار ہو جائے، قدرت نے ہڈی کو ہڈی میں اس طرح پیوست کیا ہے کہ کواڑ کی چول کی طرح ہڈی گھومتی ہلتی ہے اس کے باوجود نہ گھسکتی ہے نہ خراب ہوتی ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ! کیسی جامع حدیث ہے جس میں عبادات معاملات اور ورد و وظیفہ سب ہی آگئے۔ مرقات نے فرمایا کہ اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے ممانعت زبانی بھی ہوتی ہے ولی بھی اور عملی بھی۔ عالم کا دینی وعظ زبانی تبلیغ ہے، دینی کتاب لکھ جانا قلمی تبلیغ کہ جب تک اس کتاب کا فیض جاری ہے اس کا ثواب باقی اور لوگوں کے سامنے اچھے اعمال کرنا اور برے اعمال سے بچنا عملی تبلیغ ہے کہ جتنے لوگ اسے دیکھ کر نیک بنیں گے ان سب کا ثواب اسے ملے گا بلکہ روزانہ ملتا رہے گا اور اس کے جوڑوں کا شکریہ ادا ہوتا رہے گا۔ اس حدیث کے آخری جملہ سے اشارۃ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نفلی عبادت کے ترک پر بھی پکڑ ہو جاتی ہے کیونکہ سرکار نے فرمایا جس دن اتنے کام کر لیے اس روز اپنے کو آگ سے دور کر لیا۔ جو شخص دور کعتیں اشراق کی پڑھ لے اس کے تمام جوڑوں کا شکریہ ادا ہو گیا جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں گزر چکا ہے۔ (بزاۃ المناجیح، ج ۳، ص ۱۲۳)

نیکی کی دعوت دینے والے خوش نصیب

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے تورات شریف میں حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ (علیہ السلام)! جس نے نیکی کا حکم دیا، برائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اطاعت کی طرف بلایا تو اسے دنیا اور قبر میں میرا قرب اور قیامت کے دن میرے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۷۱۶، ج ۲، ص ۳۶)

ساتویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو صبح یا شام کو مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں میزبانی تیار فرماتا ہے جب بھی یہ صبح کے وقت چلے یا شام کو۔ اَللُّزْلُ بہمان کے لئے جو کھانا وغیرہ تیار کیا جائے۔ (متفق علیہ)

(123) اَلسَّابِغُ: عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. اَللُّزْلُ: الْقُوَّةُ وَالزِّقُّ وَمَا يَهَيَّأُ لِلضَّيْفِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب فضل من غدا الى المسجد وراح، ج ۱، ص ۲۳۵، رقم: ۶۳۱، صحیح مسلم، باب المشی الى الصلاة قمی به الخطایا وترفع به الدرجات، ج ۱، ص ۶۳۲، رقم: ۱۵۵۶، السنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما جاء فی فضل المشی الى المسجد للصلاة، ج ۲، ص ۶۲، رقم: ۵۱۶۹، مستخرج ابو عوانہ، باب بیان ثواب ج ۱، ص ۲۱۸، رقم: ۸۶۲، مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما جاء فی الزوم المساجد، ج ۲، ص ۱۱۵، رقم: ۳۳۱۱)

شرح حدیث: فجر اور عشاء کی نماز کی اہمیت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، منافقین پر سب نمازوں سے بھاری فجر اور عشاء کی نماز ہے، اگر جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسنتے ہوئے آتے، اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی شخص کو نماز پڑھانے پر مقرر کروں پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلے کیلئے کہوں جو لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعۃ، رقم: ۶۵۷، ج ۱، ص ۲۳۵)

امام طبرانی ایک شخص کا نام لئے بغیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابو ذر ذاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نزاع کا عالم طاری ہوا تو میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں شہنشاہ مدینہ، قراقریب و سینہ، صاحب معطر پینہ، باعث نروب سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث سنا تا ہوں، (پھر فرمایا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عز و جل کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے دیکھ نہیں

سکتے تو بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر داور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تم میں جو فجر اور عشاء کی نماز میں حاضر ہو سکے اگرچہ گھسٹتے ہوئے تو اسے چاہیے کہ وہ ضرور حاضر ہو۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فی صلوۃ العشاء الاخرۃ والصبح فی جماعۃ، رقم ۲۱۳۹ ج ۲ ص ۱۶۵)

حضرت سیدنا ابو بکر بن سلیمان بن ابو حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فجر کی نماز میں میرے والد سلیمان بن ابو حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا تو بازار کی طرف چلے کیونکہ حضرت سیدنا سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائشگاہ مسجد اور بازار کے بیچ میں تھی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفاء ام سلیمان کے قریب سے گزرے تو ان سے کہا کہ میں نے فجر کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا، وہ ساری رات عبادت کرتے رہے صبح کو ان کی آنکھ لگ گئی۔ یہ سن کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا میرے نزدیک ساری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الاسواق ودخلها، رقم ۲۲۳۴ ج ۳ ص ۵۳)

اندھیری رات میں مسجد کو جانے کا ثواب

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیب، منقرہ عین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف آمد و رفت رکھنے والوں کو نور کے منبروں کی بشارت دے دو، جب لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے تو یہ گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔

(طبرانی کبیر، رقم ۷۶۳۳ ج ۸ ص ۱۴۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف آمد و رفت رکھنے والے اللہ عزوجل کی رحمت میں غوطے لگاتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب المشی الی الصلوۃ، رقم ۷۷۹ ج ۱ ص ۴۲۹)

امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تاریک رات میں مسجد کی طرف چلنے کو جنت واجب کرنے والا عمل سمجھا کرتے تھے۔

مسجد سے محبت

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، بے شک اللہ عزوجل کے گھروں کو آباد کرنے والے ہی اللہ والے ہیں۔ (طبرانی اوسط، رقم ۲۵۰۲ ج ۲ ص ۵۸)

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو

عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ عزوجل اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب لزوم المساجد، رقم ۲۰۳۱، ج ۲، ص ۱۳۵)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی بندہ ذکر و نماز کے لئے مسجد کو ٹھکانا بنالیتا ہے تو اللہ عزوجل اس سے ایسے خوش ہوتا ہے جیسے لوگ اپنے گمشدہ شخص کی اپنے ہاں آمد پر خوش ہوتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب لزوم المساجد، رقم ۸۰۰، ج ۱، ص ۴۳۸)

(124) الثَّامِنُ: عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِحَارِثَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ مُتَفَقِّ عَلَيْهِ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَلْفِرْسَنَ مِنَ الْبَعِيرِ كَالْحَافِرِ مِنَ الدَّابَّةِ قَالَ: وَرُفْنَا اسْتُعِيرَ فِي الشَّاةِ.

آٹھویں حدیث: انہی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کا ایک کھرہ ہی (اسے تحفے میں دینا) ہو۔ (متفق علیہ) جوہری کہتے ہیں: فرس اصل میں اونٹ کے کھر سے خاص ہے جس طرح حافر دوسرے جانوروں کے لئے لیکن فرس کا لفظ بعض اوقات بکری کے کھر کے لئے بھی بطور استعارہ استعمال ہو جاتا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، کتاب الہبة وفضلها والتعريض علیها، ج ۲، ص ۱۵۲، رقم: ۲۵۶۶، صحیح مسلم، باب المحف علی الصدقة ولو بالقلیل، ج ۲، ص ۲۴۳، رقم: ۲۴۲۶، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۲۶۴، رقم: ۵۸۱، الادب للہیثمی، باب فی الہدیۃ، ص ۳۴، رقم: ۸۰، الاحاد والمثنائی، من اسمہ امر الضحاک بنت مسود، ص ۱۱۴، رقم: ۲۴۶۶)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی اگر تم امیر ہو اور تمہاری پڑوسن غریب اور وہ غریب اپنی محبت سے کوئی معمولی چیز بطور ہدیہ بھیجے تو نہ اسے واپس کر دو اور نہ اسے نگاہ حقارت سے دیکھو بلکہ خوشی سے قبول کرو کہ اس کا دل خوش ہو جائے اللہ تعالیٰ اخلاص کا ایک پیسہ بھی قبول فرمالیتا ہے۔ اس حدیث کا مطلب اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے یعنی کوئی عورت اپنی پڑوسن کو معمولی ہدیہ دینے میں نہ ہچکچائے جو کچھ بڑے بنے دیتی رہے کہ ہدیوں سے محبتیں بڑھتی ہیں، چونکہ چیزوں میں عیب نکالنے کی عادت زیادہ عورتوں میں ہوتی ہے اس لیے انہی سے خطاب کیا گیا، یہ حدیث ہم غریبوں کے لیے بڑی ہمت افزا ہے کیونکہ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکینوں کے معمولی ہدیہ ثواب وغیرہ کو بھی رد نہیں فرماتے۔ (برآؤ السنن، ج ۳، ص ۱۱۸)

دل خوش کرنے کی فضیلت

مسلمان کا دل خوش کرنا بھی بہت بڑے ثواب کا کام ہے چنانچہ مہندھا خوش جمال، ہیکر حسن و جمال، دین رنج، نلال، صاحب مجود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال، محبوب ذوالجلال عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے دل میں خوشی داخل کرتا ہے اللہ عز و جل اُس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اللہ عز و جل کی عبادت اور توحید بیان کرتا ہے۔ جب وہ بندہ اپنی قبر میں چلا جاتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے پاس آکر پوچھتا ہے: کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ وہ کہتا ہے کہ تو کون ہے؟ تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ میں وہ خوشی کی شکل ہوں جسے تو نے لئلاں مسلمان کے دل میں داخل کیا تھا، اب میں تیری وحشت میں تیرا مولس ہوں گا اور سوالات کے جوابات میں ثابت قدم رکھوں گا اور روز قیامت میں تیرے پاس آؤں گا اور تیرے لئے تیرے رب عز و جل کی بارگاہ میں سفارش کروں گا اور تجھے جنت میں تیرا ٹھکانا دکھاؤں گا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۶۶ حدیث ۲۳)

تحفہ دینے والے کے آداب

جسے تحفہ دے رہا ہے اس کی فضیلت کو مد نظر رکھے، اس کے تحفے کو قبول کر لیا جائے تو خوشی و مسرت کا اظہار کرے، جب تحفہ لینے والے سے ملاقات کرے تو اس کا شکریہ ادا کرے، اور اسے کلی اختیارات دے دے اگرچہ تحفہ بڑا ہو۔

تحفہ لینے والے کے آداب

(تحفہ لینے والے کو چاہیے کہ) تحفہ ملنے پر خوشی کا اظہار کرے اگرچہ وہ کم قیمت کا ہو، تحفہ بھیجنے والے کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعائے خیر کرے۔ جب وہ آئے تو خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے ملاقات کرے۔ جب قدرت حاصل ہو تو یہ بھی اپنے محسن کو تحفہ وغیرہ دے۔ جب موقع ملے اس کی تعریف کرے، اس کے سامنے عاجزی نہ کرے، اس سے احتیاط برتے کہ کہیں اس کی محبت میں ایمان نہ چلا جائے، دوبارہ اس سے تحفہ وغیرہ حاصل کرنے کی حرص و طمع نہ کرے۔

نویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ؐ

نے فرمایا: ایمان کے چند اور ستر یا چند اور ساٹھ حصے ہیں

ان میں سب سے زیادہ فضیلت والا لا الہ الا اللہ کہنا ہے

اور کم سے کم درجہ ”راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا“

ہے اور حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (متفق علیہ)

البضع: باء کے کسرہ کے ساتھ کبھی اسے فتح بھی دیتے

(125) الثَّاسِعُ: عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ

بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً: فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ، وَأَكْثَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ

شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. الْبِضْعُ مِنْ

ثَلَاثَةٍ إِلَى تِسْعَةٍ يَكْشُرُ الْبَاءُ وَقَدْ تَفْتَحُ وَ

الشَّعْبَةُ: الْقِطْعَةُ۔

ہیں تین سے نو تک کو کہتے ہیں۔ اور شعبہ کا مطلب ہے 'ٹکڑا' شاخ' حصہ۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب امور الایمان ج ۱ ص ۱۱۱ رقم: ۹ صحیح مسلم باب شعب الایمان ج ۱ ص ۲۶ رقم:

۱۱۱ سنن ابوداؤد باب فی رد الارحام ج ۲ ص ۲۴۲ رقم: ۴۶۷۸ سنن ابن ماجہ باب فی رد الارحام ج ۲ ص ۱۲۰ رقم: ۳۶۶۱ صحیح ابن

حبیب باب فروع الایمان ج ۱ ص ۶۲ رقم: ۱۶۶)

شرح حدیث: حیاء ایمان کی شاخ

صاحب مراقاة نے حیاء کی یہ تعریف کی ہے:

وَهُوَ خُلُقٌ يُنْتَعَمُ الشَّخْصُ مِنَ الْفِعْلِ الْقَبِيحِ بِسَبَبِ الْإِيمَانِ (مراقاة الفاتیح، تحت الحدیث ۵، ج ۱، ص ۱۴۰)

یعنی حیاء وہ عادت ہے کہ آدمی کو برے کاموں سے ایمان کے سبب سے روک دے۔ ایمانی حیاء ایک بہت ہی بلند مرتبہ خصلت ہے جو جنت میں لے جانے والے بہت سے اعمال کا دار و مدار ہے اسی لیے فرمایا گیا کہ حیاء ایمان کی شاخوں میں سے ایک بہت بڑی شاخ ہے کیونکہ جس مؤمن میں ایمانی حیاء ہوگی وہ تمام گناہوں کے کاموں سے بچتا رہے گا پھر اس کے جنتی ہونے میں کیا شبہ ہے؟ بہر حال حیاء جنت میں لے جانے والی خصلت ہے اس لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مؤمن کو ایمانی حیاء کی دولت لازوال سے مالا مال فرمائے۔

اب رہا یہ سوال کہ آخر حیاء ایمان کی بہت بڑی شاخ اور بہت ہی اہم خصلت کیوں کر اور کس طرح ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال اسلام کی دو ہی قسمیں ہیں ادا و نواہی یعنی اچھے کاموں کو کرو اور برے کاموں کو مت کرو اور ظاہر ہے کہ جس مسلمان میں حیاء کی صفت ہوگی وہ تمام برے کاموں سے باز رہے گا تو گویا حیاء ایمان کی ایک ایسی خصلت ہوگی کہ اس کی وجہ سے بہت سی ایمانی خصلتیں پائی جائیں گی اس لیے یہ بلاشبہ درخت ایمان کی شاخوں میں سے نہایت ہی اہم اور بہت ہی بڑی شاخ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

راستے سے تکلیف دہ چیز

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مسلمانوں کے راستے سے ایذا پہنچانے والی چیز ہٹا دی اسکے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس کے لئے اللہ عزوجل کے پاس ایک نیکی لکھی جائے تو اللہ عزوجل اس نیکی کے سبب اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔

(المجمع الاوسط، رقم ۳۲، ج ۱، ص ۱۹)

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و تلال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھ پر میری امت کے اچھے

برے اعمال پیش کئے گئے تو میں نے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی پایا اور برے اعمال میں مسجد میں پڑے ہوئے تھوک کو بھی پایا جسے دفن نہ کیا گیا۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النہی عن البصاق فی المسجد، رقم ۵۵۳، ص ۲۷۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کسی راستے سے گزر رہا تھا، اس نے اس راستے پر ایک کانٹے دار شاخ کو پایا تو اسے راستے سے ہٹا دیا، اللہ عز و جل کو اس شخص کا یہ عمل پسند آیا اور اس بندے کی مغفرت فرمادی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص راستے کے بیچ میں پڑی ہوئی درخت کی شاخ کے قریب سے گزرا تو اس نے کہا، خدا کی قسم! میں مسلمانوں کے راستے سے اسے ضرور ہٹا دوں گا تا کہ وہ انہیں تکلیف نہ پہنچائے۔ تو اسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے ایک شخص کو جنت میں ایک درخت میں تصرف کرتے ہوئے دیکھا جسے اس نے راستے کے بیچ سے اس لئے کاٹ دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو ایذا دے رہا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الزلۃ... الخ، رقم ۱۹۱۳، ص ۱۴۱۰)

دسویں حدیث: انہی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس دوران کہ آدمی راو پر چل رہا تھا اسے سخت پیاس لگی پھر اس کو کنواں ملا اس نے اتر کر پانی پیا جب نکلا تو ایک کتاب پیاس سے زبان لٹکائے کیچڑ چاٹ رہا تھا اس آدمی نے کہا جس طرح مجھ پر پیاس کی شدت تھی اسی طرح اس کتے کو بھی شدت کی پیاس لگی ہے پھر اس نے کنویں میں اتر کر اپنے موزے کو پانی سے بھرا اور منہ سے پکڑ کر باہر لا کر کتے کو پلا دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کو شرف قبولیت بخشا اور اس کو بخش دیا صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا ہمیں چوپایوں کے بارے میں ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا: ہر تر جگر والے میں اجر و ثواب ہے۔ (متفق علیہ)

(126) الْعَاشِرُ: عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَكَوَلَ فِيهَا فَهَرَبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يُلْهَثُ بِأَكْلِ التُّرْسِ مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلَ الَّذِي كَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّي فَكَوَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ حُقَّةً مَاءً ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِبُخَارِيِّ: فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ. فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجر عطا فرمایا اس کو بخش دیا اور اس کو جنت میں

داخل فرمایا۔

صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے ایک کتا ایک کنویں کے گرد چکر کاٹ رہا تھا شدت پیاس سے قریب المرگ ہو رہا تھا اس کو بنی اسرائیل کی زنا کا عورتوں میں سے کسی نے دیکھ لیا اس نے موزہ اتار کر اس کے ساتھ پانی کھنچا اور اسے پانی پلا دیا اس کی وجہ سے اس کی مغفرت ہو گئی۔

وَلِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا: بَيْنَمَا كَلَبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَاهُ نَعْنَى مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَكَرَعَتْ مُوقَهَا فَاسْتَدْتُ لَهُ بِهِ فَسَقَتْهُ فَعَفَّرَ لَهَا بِهِ.

موق: موزہ بطیف: ارد گرد گھوم رہا تھا چکر لگا رہا

الْمُوقُ: الْحُفُّ. وَيُطِيفُ: يَدُورُ حَوْلَ رَكِيَّةٍ:

تھار کیہ: کنواں۔

وَمِنْ الْبَلَاءِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب فضل سقی الماء ج ۲ ص ۲۱۳ رقم: ۲۲۳۲ صحیح مسلم: باب فضل ساقی البهائم المحترمة واطعامها ج ۲ ص ۵۳۲ رقم: ۵۹۹۶ مسند الشہاب باب فی کل کبدمری رطبة أجز ص ۹۹ رقم: ۱۱۳ سنن الکبیری للہیثمی باب نفقة الدواب ج ۸ ص ۱۳ رقم: ۱۶۲۳۶ سنن ابوداؤد باب ما یؤمر به من القيام علی الدواب والبهائم ج ۲ ص ۲۲۹ رقم: ۲۸۵۲)

شرح حدیث: پانی صدقہ کرو

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ جہان فانی سے کوچ فرما گئیں تو انہوں نے محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میری والدہ محترمہ وصیت کئے بغیر وفات پا گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے ایصالِ ثواب کروں تو کیا وہ صدقہ نہیں نفع دے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اور تمہیں چاہیے کہ پانی صدقہ کرو۔ (المجم الاوسط، الحدیث: ۸۰۶۱ ج ۶ ص ۷۷)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی، یا رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔

(صحیح ابن حباب، کتاب الزکاة، باب صدقة الطلوع، الحدیث: ۳۲۳ ج ۵ ص ۱۳۵)

کنواں کھدوانا

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کنواں کھدوایا اس میں

سے جو پیاسے جگر والا جن، انسان یا پرندہ پئے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے اجر عطا فرمائے گا۔

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصلاة، باب فی فضل المسجد۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۲۹۲، ج ۲، ص ۲۶۹)

ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے گھٹنے پر موجود 7 سالہ ناسور کے بارے میں پوچھا کہ میں بہت سے طبیبوں سے علاج کرا چکا ہوں تو آپ نے اسے ایسی جگہ کنواں کھدوانے کا حکم دیا جہاں لوگ پانی کے محتاج ہوں اور اس سے ارشاد فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ جیسے ہی اس سے چشمہ پھوٹے گا تمہارا خون بند ہو جائے گا۔

(شعب الایمان، کتاب الصلاة، باب فی الزکاة، فصل فی الطعام الطعام۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۳۸۱، ج ۳، ص ۲۲۱)

سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میرے استاذ حاکم ابو عبد اللہ صاحب المستدرک کے چہرے پر ایک پھوڑا نکل آیا، سال بھر علاج معالجہ جاری رہا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا تو عاجز آ کر استاذ ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے درخواست کی کہ وہ جمعہ کے دن اپنی مجلس میں میرے لئے دعا فرمائیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا فرمائی تو کافی لوگوں نے اس پر اسین کہی، اگلے جمعہ کو ایک عورت نے مجلس میں ایک خط بڑھایا اس میں لکھا تھا کہ میں نے گھر لوٹنے کے بعد اس رات حاکم کے لئے خوب دعا کی تو خواب میں خیرین جو دو سخاوت، ہیکر عظمت و شرافت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گویا ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ابو عبد اللہ سے کہو کہ وہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے۔ پھر وہ رقعہ حاکم کے پاس لایا کیا تو انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر حوض بنانے کا حکم دیا جب مزدور اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس میں پانی بھر کر برف ڈال دی اور لوگ اس میں سے پینے لگے ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے اور وہ ناسور ختم ہو گیا اور ان کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوب صورت ہو گیا اس کے بعد آپ کئی سال تک زندہ رہے۔

(المرجع السابق، ج ۳، ص ۲۲۲)

(127) الْحَادِثُ عَفَرُ: عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَهَذَا رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ

فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ كَأَنَّهُ

يُؤْذِي الْمُسْلِمِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ: مَرَّ

رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ، فَقَالَ: وَاللَّهِ

لَا تُجِزُنِي هَذَا عَنِ الْمُسْلِمِينَ لَا يُؤْذِيهِمْ، فَأَدْخَلَ

الْجَنَّةَ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهَا: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ

وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخْرَجَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ

لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ.

گیا رہویں حدیث: انہی سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا اس کا کام یہ تھا کہ اس نے مسلمانوں کے راستہ پر سے اذیت دینے والے درخت کو کاٹا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی راہ پر درخت کی ٹہنی کے پاس سے گزرا اس نے کہا اللہ کی قسم میں اس کو مسلمانوں کی راہ سے دور کروں گا تا کہ یہ ان کو اذیت نہ دے۔ پس اس کو جنت میں داخل کر دیا گیا۔ صحیحین کی ایک روایت میں ہے ایک آدمی نے راہ چلتے ہوئے

راستہ کے اوپر ایک کانٹے دار ٹہنی دیکھی اس کو پیچھے کر دیا
تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر فرما کر اس کو بخش دیا۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل ازالة عن الطريق ج ۲ ص ۴۱۲، رقم: ۶۸۳۴ الادب للمہدی: باب ما یحب علی
المسلم من حق الخیہ فی الاسلام ص ۱۱۲، رقم: ۱۰۳۳ جامع الاصول لابن القیوم: الباب الرابع فی اماطة الاذی عن الطريق ج
۱ ص ۱۱۸، رقم: ۲۲۲ مشکوٰۃ المصابیح: باب لطف الصدقة ج ۱ ص ۲۲۹، رقم: ۱۰۳۵ مکارم الاخلاق للمہر النبی: باب ما یستحب
للمسلم الصالح من ازالة الاذی عن الطريق ص ۲۶۱، رقم: ۲۲۳)

شرح حدیث: راستے کا کانٹا ہٹانے نے بخشش کرا دی

حضرت سیدنا منصور بن زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو رونے لگے اور اتنا بے قرار ہوئے
جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی موت پر بے قرار ہوتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا، حضرت! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ جبکہ آپ نے
تو بڑی پاکیزہ اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کی ہے اور اتنی برس اپنے رب تعالیٰ کی عبادت و بندگی کی ہے۔

آپ نے فرمایا، میں اپنے گناہوں کی نحوست پر آنسو بہا رہا ہوں، جن کی وجہ سے میں اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے
دور ہوں۔ یہ فرما کر آپ دوبارہ رونے لگے۔

پھر کچھ دیر بعد اپنے بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا، میرے بیٹے! میرا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دو اور جب میری پیشانی سے
قطرے نمودار ہونے لگیں اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں تو میری مدد کرنا اور کلمہ شریف پڑھنا، شاید مجھے کچھ افاقہ ہو
جائے۔ اور میرے مرنے کے بعد جب مجھے دفن کر دو اور میری قبر پر مٹی ڈال چکو تو وہاں سے روانہ ہونے میں جلدی نہ کرنا
بلکہ میری ثریت کے سرہانے کھڑے ہو کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا کہ اس سے مجھے منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دینے
میں آسانی ہو سکتی ہے، اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنا، اے مالک و مولیٰ! یہ تیرا بندہ ہے، اس نے جو گناہ کئے سو کئے،
اگر تو اسے عذاب دے تو یہ اسی کا حق دار ہے اور اگر تو اسے معاف کر دے تو یہ تیرے شایان شان ہے۔ پھر مجھے الوداع
کہتے ہوئے واپس پلٹ آنا۔

آپ کے انتقال کے بعد بیٹے نے آپ کی وصیت پر حرف بحرف عمل کیا۔ پھر اس نے دوسری رات خواب میں آپ
کو دیکھا تو پوچھا، ابا جان! کیا حال ہے؟ آپ نے جواب دیا، میرے بیٹے! معاملہ تو اتنا مشکل اور سخت تھا کہ تو تصور بھی نہیں
کر سکتا، جب میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حساب کے لئے کھڑا ہوا تو اس نے فرمایا، میرے بندے! بتاؤ، میرے
لئے کیا لے کر آئے ہو؟ میں نے عرض کی، یا اللہ عزوجل! ساٹھ حج لایا ہوں۔ جواب ملا، مجھے ان میں سے ایک بھی قبول
نہیں۔ یہ سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا، بتاؤ! اور کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کی، ایک ہزار درہم کا
صدقہ و خیرات۔ ارشاد فرمایا، ان میں سے ایک درہم بھی مجھے قبول نہیں۔ میں نے کہا، یا الہی عزوجل! پھر تو میں ہلک ہو گیا

اور اب میرے لئے تباہی و بربادی ہے۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا، کیا تجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ تو اپنے گھر سے باہر کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں تو نے ایک کانٹا دیکھا اور لوگوں کو اذیت سے محفوظ رکھنے کی نیت سے وہ کانٹا راستے سے ہٹا دیا تھا، میں نے تیرا وہی عمل قبول کیا اور اس کی وجہ سے تیری بخشش کر دی۔ (حکایات الصالحین، ص ۵۱)

مسلمانوں کے حقوق

حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اُلفت نشان ہے: تم پر مسلمانوں کے چار حقوق لازم ہیں: نیکی کرنے والے کی مدد کرو، ان کے گناہ گاروں کے لئے بخشش مانگو، پیٹھ پھیرنے والے کے لئے دعا مانگو، اور توبہ کرنے والے سے محبت کرو۔

(فردوس الاخبار للذہبی، باب الالف، الحدیث ۱۵۰۲، ج ۱، ص ۲۱۵)

اور مسلمان کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ تو کسی مسلمان کو اپنے قول اور فعل سے تکلیف نہ پہنچائے۔
شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، باعثِ توبہ و تسکین، فیضِ معجزینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے:
(کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، الحدیث ۱۰، ص ۳)

نبی رحمت، شفیع اُمت، قاسمِ نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:
(کامل) مؤمن وہ ہے جس سے اہل ایمان اپنے نفسوں اور مالوں کو محفوظ و مامون سمجھیں۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث ۶۹۴۲، ج ۲، ص ۶۵۴)

(128) الثَّانِي عَشَرَ: عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بارہویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کی نماز کے لئے آیا اور کان لگا کر سنا اور خاموش رہا اس کے لئے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور تین دن کے زائد بھی اور جس نے کنکریوں کو چھوا اس نے فضول کام کیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب فضل من استمع و انصت فی الخطبة، ج ۲، ص ۸، رقم: ۲۰۲۵، سنن ابوداؤد، باب فضل الجمعة، ج ۱، ص ۳۰۶، رقم: ۱۰۵۶، المسند السمیع علی صحیح مسلم لابی نعیم، کتاب الصلاة، ج ۲، ص ۲۲۸، رقم: ۱۱۲۳، تلخیص الحیویر للعسقلانی، کتاب الجمعة، ج ۲، ص ۱۶، تحت رقم: ۶۵۵، تحفة الاشراف للزمی، من اسمہ ابو معاویة الضریح، ج ۱، ص ۲۴۶، رقم: ۱۲۵۰۳)

شرح حدیث: نماز جمعہ کی فضیلت

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن تین گروہ آتے ہیں، پہلا وہ شخص جو لغو کام کرتا ہوا حاضر ہوا، اس کے لئے جمعہ میں سے یہی حصہ ہے اور دوسرا وہ شخص جو دعائے نکتا ہوا حاضر ہوا، اس نے اللہ عزوجل کو پکارا اب اللہ عزوجل چاہے تو اسے عطا فرمائے اور چاہے تو روک دے اور تیسرا وہ شخص جو خاموشی سے حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی گردن نہ پھلانگی اور نہ ہی کسی کو ایذا دے تو اس کی یہ نماز جمعہ اگلے جمعہ تک اور اس کے بعد تین دن کے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْثَالِهَا

ترجمہ کنز الایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں۔ (پ 8، الانعام: 160)

(ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب الکلام بالامام مخطوب، رقم ۱۱۳، ج ۱، ص ۳۱۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جو مسلمان اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ عزوجل سے سوال کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا۔ پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اس ساعت کی مقدار کی کمی کی طرف اشارہ فرمایا۔

وضاحت

اس ساعت کی تعیین میں علمائے کرام کا اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ طلوع فجر سے طلوع شمس تک کا وقت ہے۔ ان کی دلیل میرے علم میں نہیں اور بعض کی رائے یہ ہے کہ اس ساعت سے مراد امام کے خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھنے سے نماز جمعہ پڑھ لینے تک کا وقت ہے۔ ان کی دلیل مسلم شریف کی حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس ساعت سے مراد امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ کی انتہا تک کا وقت ہے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔ ان کی دلیل ابن ماجہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی صحیح حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم قرآن مجید میں جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت کا تذکرہ پاتے ہیں جس میں کوئی مومن بندہ اس گھڑی میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ عزوجل سے کسی شے کا سوال کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ شے ضرور عطا فرمائے گا۔ تو سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یا ساعت کا کچھ حصہ (یعنی تمہاری مراد ساعت کا کچھ حصہ تو نہیں؟) تو میں نے عرض کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، یہی میری مراد ہے۔ پھر میں نے عرض

کیا، یہ کوئی ساعت ہے؟ فرمایا، دن کی آخری ساعت۔ میں نے عرض کیا، یہ نماز کا وقت تو نہیں ہے؟ فرمایا، کیوں نہیں بندہ جب ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

اور ان کی دوسری دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، جمعہ کے دن میں بارہ گھنٹے ہیں ان میں جو بندہ اللہ عزوجل سے کچھ مانگے تو اللہ عزوجل اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا، لہذا! جمعہ کے دن عصر کے بعد آخری گھڑی میں اسے تلاش کرو۔ واللہ اعلم بالصواب (بخاری شریف، کتاب الجمعة، باب الصلاة التي في يوم الجمعة، رقم ۹۳۵، ج ۱، ص ۳۲۱)

نماز جمعہ چھوڑ دینا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے منبر کے زینے پر بیٹھے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: لوگ جمعہ نہ پڑھنے کے عمل سے باز آجائیں ورنہ اللہ عزوجل ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب التغلیظ فی ترک الجمعة، الحدیث ۲۰۰۲، ص ۸۱۳)

بخاری جو دو سخاوت، بیکبر عظمت و شرافت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے تین جمعے سستی کی وجہ سے جانتے ہوئے چھوڑ دیے اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب التعلیل فی ترک الجمعة، الحدیث: ۱۰۵۲، ص ۱۳۰۱)

محبوب رب العزت، محسن انسانیت عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی عذر کے بغیر تین جمعے چھوڑ دیے وہ منافق ہے۔ (ابن حزم، کتاب الجمعة، باب ذکر الدلیل۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۸۵۷، ج ۳، ص ۱۷۶)

ایک اور روایت میں ہے: جس نے زمین جمعے کسی عذر کے بغیر چھوڑ دیے وہ اللہ عزوجل سے بے علاقہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی ضرورت کے بغیر تین مرتبہ جمعہ چھوڑ دیا اللہ عزوجل اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات، باب فمن ترک الجمعة من غیر عذر، الحدیث ۱۱۲۶، ص ۲۵۳۲)

سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک روایت میں اتنا زائد ہے: اور اس کے دل کو منافق کا دل بنا دے گا۔

(شعب الایمان، باب الحادی والشرین، فضل الجمعة، الحدیث: ۳۰۰۵، ج ۳، ص ۱۰۳)

ایک اور روایت میں کہ جس کی شواہد بھی ہیں یہ ہے: اسے منافقین میں لکھ دیا جائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب فمن ترک الجمعة، الحدیث: ۳۱۷۸، ج ۲، ص ۲۲۲)

خطبہ کی شرائط

مسئلہ: خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے، کہ:

(۱) وقت میں ہوا اور

(۲) نماز سے پہلے اور

(۳) ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد اور

(۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھایا

تہا پڑھایا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھایا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔

(الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی نیۃ آخر ظہر بعد صلاة الجمعة، ج ۳، ص ۲۱)

مسئلہ: خطبہ ذکر الہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار الحمد للہ یا سُبْحَنَ اللہ یا اللہ یا اللہ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا

مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۲، وغیرہ)

مسئلہ: چھینک آئی اور اس پر الحمد للہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحَنَ اللہ یا اللہ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔

(الفتاویٰ المصنوعۃ، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱۳۶)

مسئلہ: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۷)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طویل مفصل سے بڑھ جائیں تو

مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں میں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۲۳)

خطبہ کی سنتیں

مسئلہ: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں:

(۱) خطیب کا پاک ہونا۔

(۲) کھڑا ہونا۔

(۳) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔

(۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔ اور

(۵) سامعین کی طرف موٹھ۔ اور

(۶) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔

(۷) حاضرین کا متوجہ با امام ہونا۔

(۸) خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھنا۔

(۹) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سُنیں۔

(۱۰) الحمد سے شروع کرنا۔

(۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔

(۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۱۳) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنا۔

(۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔

(۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔

(۱۶) دوسرے میں حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔

(۱۷) دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دعا کرنا۔

(۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونے۔

(۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔

(129) الثَّالِثُ عَشَرَ: عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ يَطْشَعُهَا يَدَاةَ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَسَّتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تیسری حدیث: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ مومن وضو کرتا ہے اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے چہرے کے سب گناہ دھل جاتے ہیں جو اس نے اپنی آنکھوں سے کئے یا پانی کے ساتھ اور جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھ کے تمام پکڑنے والے گناہ نکل جاتے ہیں پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے پھر جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے متعلق ہر گناہ زائل ہو جاتا ہے اور وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء ج ۱ ص ۲۸ رقم: ۶۰۰ سنن الکبیری للبیہقی: باب فضیلة الوضوء ج ۱ ص ۸۱ رقم: ۲۸۸ سنن ترمذی: باب ما جاء فی فضل الطہور ج ۱ ص ۶۰ رقم: ۲۰ سنن الدارمی: باب فضل الوضوء ج ۱ ص ۱۱۴ رقم: ۴۱۸ صحیح ابن حبان: باب فضل الوضوء ج ۱ ص ۲۱۸ رقم: ۱۳۰)

شرح حدیث: مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں

ارشاد فرماتے ہیں:

اور اس مفہوم کی احادیث بکثرت مشہور و معروف ہیں، اور اصحاب مشاہدہ اپنی آنکھوں سے وضو کے پانی سے لوگوں کے گناہوں کو دھلتا ہوا دیکھتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ اہل شہود کے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مستعمل پانی نجاست مغلظہ ہے، کیونکہ وہ اس پانی کو گند گیوں میں ملوث دیکھتے تھے، تو ظاہر ہے کہ وہ دیکھتے ہوئے، اس کے علاوہ اور کیا حکم لگا سکتے تھے۔ امام شعرانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرمایا کہ میں نے سیدی علی الخواص (جو بڑے شافعی عالم تھے) کو فرماتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مشاہدات اتنے دقیق ہیں جن پر بڑے بڑے صاحبان کشف اولیاء اللہ ہی مطلع ہو سکتے ہیں، فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ جب وضو میں استعمال شدہ پانی دیکھتے تو اس میں جتنے صغائر و کبائر مکروہات ہوتے ان کو پہچان لیتے تھے، اس لئے جس پانی کو مکلف نے استعمال کیا ہو اس کے تین درجات آپ نے مقرر فرمائے:

اول: وہ نجاست مغلظہ ہے کیونکہ اس امر کا احتمال ہے کہ مکلف نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔

دوم: نجاست متوسطہ اس لئے کہ احتمال ہے کہ مکلف نے صغیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔

سوم: ظاہر غیر مطہر، کیونکہ احتمال ہے کہ اس نے مکروہ کا ارتکاب کیا ہو، (المیزان الکبریٰ کتاب الطہارۃ مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۹/۱)

ان کے بعض مقلدین سمجھ بیٹھے کہ یہ ابو حنیفہ کے تین اقوال ہیں ایک ہی حالت میں، حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تین اقوال گناہوں کی اقسام کے اعتبار سے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اھ اور اسی کتاب میں ہے کہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے نجاست کو مغلظہ اور مخففہ میں تقسیم کیا ہے، کیونکہ معاصی، کبائر ہوں گے یا صغائر۔

(المیزان الکبریٰ کتاب الطہارۃ مصطفیٰ البابی مصر ۱۰۸/۱)

اور میں نے سیدی علی الخواص کو فرماتے سنا کہ اگر انسان پر کشف ہو جائے وہ طہارت میں استعمال کئے جانے والے پانی کو انتہائی گندہ اور بدبودار دیکھے گا اور وہ اس پانی کو اسی طرح استعمال نہ کر سکے گا جیسے اُس پانی کو استعمال نہیں کرتا ہے جس میں کتابی مرگئی ہو میں نے اُن سے کہا اس سے معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف اہل کشف سے تھے کیونکہ یہ مستعمل کی نجاست کے قائل تھے، تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ ابو حنیفہ اور ان کے صاحب بڑے اہل کشف تھے، جب وہ اُس پانی کو دیکھتے جس کو لوگوں نے وضو میں استعمال کیا ہوتا تو وہ پانی میں گرتے ہوئے گناہوں کو پہچان لیتے تھے اور کبائر کے دھوون کو صغائر کے دھوون سے الگ ممتاز کر سکتے تھے، اور صغائر کے دھوون کو مکروہات سے اور مکروہات کے دھوون کو خلاف اولیٰ سے ممتاز کر سکتے تھے اسی طرح جیسے محسوس اشیاء ایک دوسرے سے الگ ممتاز ہوا کرتی ہیں، فرمایا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ آپ جامع کوفہ کے طہارت خانہ میں داخل ہوئے، تو دیکھا کہ ایک جوان وضو کر رہا ہے، اور پانی کے قطرات اُس سے ٹپک رہے ہیں تو فرمایا اے میرے بیٹے! والدین کی نافرمانی سے توبہ کر۔ اس نے فوراً کہا میں نے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کے پانی کے قطرات دیکھے تو فرمایا اے میرے بھائی! زنا سے توبہ کر۔ اس نے کہا میں نے توبہ کی۔ ایک اور

شخص کے وضو کا پانی گرتا ہوا دیکھا تو اس سے فرمایا شراب نوشی اور فحش گانے بجانے سے توبہ کر۔ اس نے کہا میں نے توبہ کی۔ اھ (المیزان الکبریٰ کتاب الطہارۃ مصطفیٰ الباب المعرا ۱۰۹)

اسی میں حضرت امام ابو حنیفہ کے بعض مقلدین سے مروی ہے کہ انہوں نے اُن وضو خانوں کے پانی سے وضو کو منع کیا ہے جن میں پانی جاری نہ ہو کیونکہ اُس میں وضو کرنے والوں کے گناہ بہتے ہیں، اور انہوں نے حکم دیا کہ وہ نہروں کنوؤں اور بڑے حوضوں کے پانی سے وضو کریں۔ اور سیدی علی الخواص باوجود شافعی المذہب ہونے کے مساجد کے طہارت خانوں میں اکثر اوقات وضو نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ پانی ہم جیسے لوگوں کے جسموں کو صاف نہیں کرتا ہے کیونکہ یہ اُن گناہوں سے آلودہ ہے جو اس میں مل گئے ہیں، اور وہ گناہوں کے دھوون میں یہ فرق بھی کر لیتے تھے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا یا خلاف اولیٰ کا، اور ایک دن میں ان کے ساتھ مدرسۃ الازہر کے وضو خانہ میں داخل ہوا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ حوض سے استنجا کریں، تو اس کو دیکھ کر لوٹ آئے میں نے دریافت کیا کیوں؟ تو فرمایا کہ میں نے اس میں ایک گناہ کبیرہ کا دھوون دیکھا ہے جس نے اس کو متغیر کر دیا ہے، اور میں نے اُس شخص کو بھی دیکھا تھا جو حضرت شیخ سے قبل وضو خانہ میں داخل ہوا تھا، پھر میں اُس کے پیچھے پیچھے گیا اور اُس کو حضرت شیخ نے جو کہا تھا اس کی خبر دی، اُس نے تصدیق کی اور کہا کہ مجھ سے زنا واقع ہوا، اور حضرت شیخ کے ہاتھ پر آ کر تائب ہوا۔ یہ میرا اپنا مشاہدہ ہے اھ یہ سب ماخوذ ہے اس کے عظیم فائدہ کیلئے میں نے اس کو ذکر کیا ہے، اور جس کو آپ نے قربت کا آلہ قرار دیا ہے وہ اس معنی میں نہیں ہے جس کو شارع نے معین کیا ہے تو یہ اس کے ساتھ لاحق نہ کیا جائے۔ (المیزان الکبریٰ کتاب الطہارۃ مصطفیٰ الباب المعرا ۱۱۰)

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۵۶، ۵۷، مطبوعہ رضاماء فاؤنڈیشن لاہور)

کامل وضو

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ محمد بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حسن طریقے سے وضو کرتا ہے اس کے جسم سے گناہ جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا پھر فرمایا کہ میں نے شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا جیسے میں نے وضو کیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اس طرح وضو کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا نماز پڑھنا اور مسجد کی طرف چلنا نفل شمار ہوتا ہے۔

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا، جو آدمی احسن طریقے سے وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اُس کی اس نماز اور سابقہ نماز کے درمیان ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

نسائی شریف کے الفاظ یوں ہیں، جو شخص کامل وضو کرے جیسا کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے تو اس کی نمازیں بیچ کے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں۔ (نسائی، کتاب الطہارۃ، باب ثواب من توضا، رقم ۲۲۳، ج ۱، ص ۹۰)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کا ارادہ کرتے ہوئے وضو کرنے کیلئے آتا ہے پھر اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو پہلا قطرہ پڑتے ہی اس کی ہتھیلیوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، جب وہ کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی چڑھاتا ہے اور ناک صاف کرتا ہے تو پہلا قطرہ ٹپکتے ہی اس کی زبان اور ہونٹوں کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنا منہ دھوتا ہے تو اس کی آنکھ اور کان کے تمام گناہ پہلا قطرہ پڑتے ہی جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ کہنیوں سمیت ہاتھ اور نگوں سمیت پاؤں دھوتا ہے تو ہر گناہ سے سلامتی (یعنی پاکی) حاصل کر لیتا ہے اور اس حال میں نکلتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا، پھر جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے اور اگر بیٹھ جائے تو سلامتی کے ساتھ بیٹھتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کامل طریقے سے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ دھویا اور اپنے سر کا مسح کیا اور کانوں کا مسح کیا پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اس کے قدم اس دن میں جس برائی کی طرف چلے اور اس کے ہاتھوں نے جسے پکڑا اور اس کے کانوں نے جو سنا، اس کی آنکھوں نے جو دیکھا اور جو اس نے بڑی گفتگو کی سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ پھر حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی باتیں سنی ہیں جنہیں میں شمار نہیں کر سکتا۔ (مسند احمد، حدیث امام ابی امامہ الباہلی، رقم ۲۲۳۰، ۲۲۳۵، ج ۵، ص ۲۹۸)

چمکدار نشان

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، ہیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رب العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبرستان کی طرف تشریف لائے تو فرمایا، اے مومن قوم کے گھر! تجھ پر سلامتی ہو اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا، تم میرے صحابہ ہو اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں کیسے پہچانیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس ایک سیاہ گھوڑا ہو اور اس کے سیاہ کندھوں کے درمیان ایک چمکدار نشان ہو تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو نہ پہچان سکے گا؟ عرض کیا، کیوں

نہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تو فرمایا جب یہ میرے حوض پر آئیں گے تو ان لوگوں کے اعضاء وضو کے باعث چمکتے ہوئے اور میں حوض کوثر پر ان کی پیشوائی کیلئے موجود ہوں گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استنجاء اطلۃ الغرۃ، رقم ۲۳۹، ص ۱۵۰)

(130) الرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبْتَ الْكَبَائِرَ زَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

چودھویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیان والے گناہوں کو مٹانے والے ہیں جب کہ تم کبائر سے اجتناب کرو۔

(مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة مكفرات ج ۱ ص ۱۲۲، رقم: ۵۷۲، العاریع الكبير للمباري من اسمه عمر بن اسحاق ج ۱ ص ۵۲، رقم: ۱۱۵۶، تحاف الخوارزمي للموصلي كتاب الايمان ج ۱ ص ۲۱۱، رقم: ۵۷۲، سنن الكوي للمذلي باب ذكر اليمين ان لا فرض في اليوم واللييلة من الصلوات اكثر من خمس ج ۲ ص ۲۶۶، رقم: ۴۶۲۳، سنن ترمذي باب ما جاء في فضل الصلوات الخمس ج ۱ ص ۱۱۸، رقم: ۲۱۴)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی نماز پنجگانہ روزانہ کے صغیرہ گناہ کی معافی کا ذریعہ ہے، اگر کوئی ان نمازوں کے ذریعہ گناہ نہ بخشو اس کا تو نماز جمعہ ہفتہ بھر کے گناہ صغیرہ کا کفارہ ہے، اگر کوئی جمعہ کے ذریعہ بھی گناہ نہ بخشو اس کا اسے اچھی طرح ادا نہ کیا تو رمضان سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے، لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب روزانہ کے گناہ پنجگانہ نمازوں سے معاف ہو گئے تو جمعہ اور رمضان سے کون سے گناہ معاف ہوں گے۔ خیال رہے کہ گناہ کبیرہ جیسے کفر و شرک، زنا، چوری وغیرہ یوں ہی حقوق العباد بغیر توبہ و ادائے حقوق معاف نہ ہوتے۔ (برائۃ النالج، ج ۱، ص ۵۲۹)

اس دور پر فتن میں بد امنی و بے چینی کا پورے عالم پر تسلط ہے اور انسان اپنی بد عملیوں کے باعث انتہائی کرب و پریشانی کی گرفت میں آچکا ہے۔ اس مصیبت کی بڑی اور حقیقی وجہ خوف خدا عز و جل کا فقدان اور اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی تو کوئی پیدا نہیں ہو سکتا، ہاں اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا سلسلہ جاری ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ایسے ایسے نفوس قدسیہ پیدا ہوئے جن کا وجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کامل اتباع کی بدولت ہم جیسے بد عملوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ ان اللہ والوں کے اخلاق اور ان کی سیرت کا پڑھنا، پڑھانا، سننا، سنانا اور اسے اپنانا مسلمانوں کے دین و دنیا کو سنوارنے کے لئے ایک کامیاب علاج ہے۔ ان اللہ والوں نے اپنی زندگیاں کس رنگ میں گزاریں، ان کے دن رات کیسے بسر ہوتے رہے، ان

کا ایک ایک لمحہ کس طرح گزرتا رہا، ان باتوں کا جواب دل کے کانوں سے سنا جائے اور پھر اسے اپنا دستور العمل بنالیا جائے تو یقیناً ہماری یہ جملہ پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں اور رنج و مصائب میں گھری ہوئی دنیا حقیقی مسرتوں اور سچی خوشیوں سے پھر آشنا ہو سکتی ہے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد دو ایسی چیزیں ہیں جن کا خیال رکھنا انسان کیلئے بہر حال ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک سے بھی غفلت برتنا دین و دنیا کے نقصان کا موجب ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل حقوق اللہ اور حقوق العباد ان دونوں ہی سے غفلت برتی جا رہی ہے۔ جس کا بھیانک نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ امن و چین عنقا ہے اور بد امنی و بے چینی عام ہے۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی میں ہر وقت سرگرم رہتے تھے اور ان کی مبارک زندگیوں میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں نظر آتا جو ان سے غفلت میں گزرا ہو۔

حقوق العباد سے ڈرنا

سلف صالحین کی عادات مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حقوق العباد سے بہت ڈرتے تھے خواہ معمولی سی چیز مثلاً کسی کی خلال یا سوزن ہی ہو تو اس سے بھی ڈرتے تھے۔ خصوصاً جب اپنے اعمال کو نہایت کم سمجھتے تو ان کے خوف و کرب کی کوئی نہایت نہ ہوتی تھی کہ ہمارے پاس تو کوئی ایسی نیکی نہیں جسے خصم کو اس کے حق کے بدلے قیامت کے دن دے کر راضی کیا جائے۔ بسا اوقات کسی ایک ہی مظلمہ کے عوض میں ظالم کی تمام نیکیاں لیکر بھی مظلوم خوش نہ ہوگا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ میری امت میں سے قیامت کے دن مفلس کون ہوگا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس کے پاس درہم و دینار نہ ہو وہ مفلس ہے۔ تو آپ نے فرمایا: یعنی مفلس وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ حج لے کر آئے اور اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی کا مال کھایا ہو، کسی کا خون کیا ہو، کسی کو مارا ہو (تو مدعی آجائیں اور عرض کریں کہ پروردگار اس نے مجھے گالی دی، اس نے مجھے مارا، اس نے میرا مال کھایا، اس نے میرا خون کیا) تو حق سبحانہ و تعالیٰ اس کی نیکیاں ان مدعیوں کو دے دے تو اگر نیکیاں ختم ہو جائیں کوئی نیکی باقی نہ رہے اور مدعی اگر باقی ہوں تو ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے۔ پھر اس کو دوزخ کا حکم دیا جائے گا اور وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یعنی حقیقت میں مفلس وہ شخص ہے کہ قیامت کے روز باوجود نماز روزہ حج زکوٰۃ ہونے کے پھر وہ خالی کا خان رہ جائے۔

حضرت عبداللہ بن انیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ و علم نوالہ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہ کوئی

دوزخی دوزخ میں اور کوئی جنتی جنت میں داخل نہ ہو جب تک وہ حقوق العباد کا بدلہ نہ ادا کرے۔

(تبیہ المخرین، الباب الاول، فہم مالمعبداللہ علیہم، ص 58)

پندرہویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ

(131) الْخَامِسُ عَشَرَ: عَنْهُ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَتَلَّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَالتَّيَظُّارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكَ الرِّبَاطُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ناگواریوں کے باوجود وضو مکمل کرنا مساجد کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار یہ کام تمہاری لیے رباط ہیں (یعنی جہاد میں پہرہ دینے کی فضیلت کے برابر ہیں)۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب استحباب اطالة الغرة والتعجيل في الوضوء، ج ۱ ص ۱۶۶، رقم: ۶۰۲، سنن الکبیری للبیہقی، باب اسباغ الوضوء، ج ۱ ص ۸۲، رقم: ۳۹۰، مستدرک للحاکم، کتاب الطہارۃ، ج ۱ ص ۱۸۵، رقم: ۲۵۱، سنن ابن ماجہ، باب ما جاء في اسباغ الوضوء، ج ۱ ص ۱۳۸، رقم: ۳۲۴، سنن ترمذی، باب ما جاء في اسباغ الوضوء، ج ۱ ص ۲۸، رقم: ۵۱)

شرح حدیث: جہاد اکبر

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے والا اس شہسوار کی طرح ہے جس نے اپنا گھوڑا اللہ عزوجل کی راہ میں باندھا اور یہ شخص اس گھوڑے کے پہلو سے ٹیک لگائے بیٹھا ہے اور یہ جہاد اکبر میں ہے۔ (مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، رقم: ۸۶۳۳، ج ۱ ص ۲۶۷)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے چکر، تمام نبیوں کے نرؤر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو اپنے گھر سے کسی فرض نماز کی ادائیگی کے لئے نکلا، اس کا ثواب احرام باندھنے والے حاجی کی طرح ہے اور جو چاشت کی نماز ادا کرنے کے لئے نکلا اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کی طرح ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا اس طرح انتظار کرنا کہ بیچ میں لغوبات نہ کی جائے تو اس کا نام علیین (یعنی اعلیٰ درجے والوں) میں لکھا جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطہوع، باب صلوۃ الفجر، رقم: ۱۲۸۸، ج ۲ ص ۴۱)

نماز کے لئے مسجد کی طرف چلنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے کامل وضو کیا اور نماز کے ارادے سے چلا تو جب تک اس کی نماز کی نیت باقی ہے وہ نماز ہی میں ہے اور اس کے پہلے قدم کے عوض ایک نیکی لکھی جائے گی اور دوسرے قدم کے عوض ایک گناہ مٹا دیا جائے گا۔ جب تم میں سے کوئی اقامت سے تو ہرگز تیز قدم نہ چلے اور بے شک تم سے

زیادہ ثواب والا وہ ہے جس کا گھر مسجد سے زیادہ دور ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے (راوی نے) پوچھا، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! ایسا کیوں ہے؟ فرمایا، زیادہ قدم چلنے کی وجہ سے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو اپنے گھر سے وضو کر کے اللہ عزوجل کے فرائض میں سے کسی فرض نماز کی ادائیگی کے لئے کسی مسجد کی طرف چلا تو اس کا ایک قدم چلنا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور دوسرا قدم ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔

(الموطا امام مالک، کتاب الطہارۃ، باب جامع الوضوء، رقم ۶۷، ج ۱، ص ۵۳)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قریب کچھ مکانات خالی ہوئے تو بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہو جانے کا ارادہ کیا۔ جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنو سلمہ سے فرمایا، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تو آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا، اے بنو سلمہ! اپنے ہی گھروں میں رہو کیونکہ تمہارے ہر قدم پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ بنو سلمہ کہتے ہیں (یہ فرمان سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی) کہ اگر ہم اپنے مکانات تبدیل کر لیتے تو ہمیں ہرگز ایسی خوشی حاصل نہ ہوتی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنو سلمہ سے فرمایا بے شک تمہیں ہر قدم کے عوض ایک درجہ عطا کیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع العلوم، باب فضل کثرة الخطا الی المسجد، رقم ۶۶۵، ص ۳۳۵)

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیب، منقرضہ عنین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے جایا کرتا تھا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درمیانے قدم چلا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ میں درمیانے قدم کیوں چلتا ہوں؟ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا، جب تک بندہ نماز کی طلب میں ہوتا ہے نماز ہی میں ہوتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں درمیانے قدم اس لئے چلتا ہوں تاکہ نماز کی طلب میں زیادہ قدم چل سکوں۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف لمشی الی الصلوٰۃ، رقم ۲۰۹۲، ج ۲، ص ۱۵۱)

سولہویں حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو

ٹھنڈی نمازیں پڑھیں جنت میں داخل ہوگا۔ البزدان:

دو ٹھنڈی نمازوں سے مراد فجر و عصر ہیں۔ (متفق علیہ)

(132) الشَّادِسُ عَشَرَ: عَنْ أَبِي مُوسَى

الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ

الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. الْبَرْدَانِ: الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب فضل صلاة الفجر، ج ۱، ص ۱۱۹، رقم ۵۴۳، سنن الکبیری للبیہقی، باب من قال فی

الصبح، ج ۱، ص ۲۶۱، رقم ۲۶۴۲، سنن الدارمی، باب فضل صلاة الغداة، ج ۱، ص ۲۹۹، رقم ۱۲۲۵، صحیح ابن حبان، باب فضل

الصلوات الخمس ج ۱ ص ۸۳۲ رقم: ۱۰۳۹ صحیح مسلم باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما ج ۱ ص ۱۱ رقم: ۱۲۷۰

شرح حدیث: نماز فجر وعصر کی اہمیت

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دن اور رات میں کچھ فرشتے تمہیں تلاش کرتے ہیں اور وہ نماز فجر وعصر میں اکٹھے ہوتے ہیں اور پھر جب تمہارے ساتھ رات گزارنے والے فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں تو ان کا رب عز وجل ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ تمہیں ان سے زیادہ جانتا ہے، تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم ان سے جدا ہوئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ جبکہ ابن خزیمہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ (فرشتے عرض کرتے ہیں) اے اللہ عز وجل! قیامت کے دن ان کی مغفرت فرما دینا۔ (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، رقم ۳۲۲۳، ج ۲، ص ۳۸۵)

حضرت سیدنا بکر بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، ایس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے نماز ادا کی یعنی جس نے فجر اور عصر کی نماز ادا کی وہ ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، باب فضل صلاتی الصبح والعصر الخ، رقم ۶، ص ۳۱۸)

حضرت سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، خزون جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے فجر کی نماز ادا کی وہ اللہ عز وجل کی امان میں ہے، لہذا کوئی شخص اللہ عز وجل کی امان میں خلل نہ ڈالے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کی امان میں خلل ڈالے گا، اللہ عز وجل اسے منہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دیگا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، فضل صلوۃ النساء، واضح فی جملۃ، رقم ۶۵، ص ۳۲۹)

حضرت سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ نماز یعنی نماز عصر تم سے پچھلے لوگوں پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے ضائع کر دیا لہذا جو اسے پابندی سے ادا کریگا اسے دگنا ثواب ملے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرين وقصرھا، باب الاوقات، رقم ۸۳۰، ص ۴۱۳)

(133) السَّابِعُ عَشَرَ: عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا

سترہویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ مومن مرض یا سفر میں ہوگا ہے تو اس کے لیے اقامت و صحت والا عمل لکھ دیا جاتا

ہے۔ (بخاری)

صَحِيحًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب یکتب للمسافر مثل ما کان یعمل فی الاقامة: ج ۱ ص ۱۵۷، رقم: ۲۱۱۱ سنن الکبزی للبیہقی: باب ما یلزمی لكل مسلم ان یستشعره من الصور: ج ۲ ص ۲۴۴، رقم: ۶۷۸۵ مسند امام احمد مسند ابی موسیٰ الاشعری: ج ۳ ص ۲۱۰، رقم: ۱۱۶۱۳ الزہد لابن داؤد: ج ۱ ص ۲۴۸، رقم: ۳۴۷ نصب الرایۃ للزیلعی: باب الدوافل: ج ۲ ص ۱۶)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی اگر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ تہجد وغیرہ نوافل نہ پڑھ سکے یا جماعت میں حاضر نہ ہو سکے تو اس کو ان کا ثواب مل جائے گا بشرطیکہ تندرستی میں ان چیزوں کا پابند ہو۔ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بیماری یا سفر میں فرائض معاف ہو جاتے ہیں وہ تو ادا کرنے ہی پڑیں گے اور اگر وہ رہ گئے ہوں تو ان کی قضاء واجب ہوگی۔ (برزائۃ الناجح، ج ۲ ص ۷۶۹)

بیماری نعمت ہے

حضرت سیدنا عبداللہ بن خنیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ بیمار نہ پڑو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، اللہ عزوجل کی قسم! ہم عافیت کو ضرور پسند کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس میں کیا بھلائی ہے کہ اللہ عزوجل تمہیں یاد نہ کرے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الجنائز، باب الترغیب فی المعمر، ج ۳ ص ۱۳۶)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اُس کے محافظ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ جو برائی کرے اسے نہ لکھو اور جو نیکی کرے اس کے عوض دس نیکیاں لکھو اور اس کے اُس نیک عمل کو بھی لکھو جو یہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا اگرچہ بیماری کے دوران وہ اس عمل کو نہ کر سکے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب ما یجری علی الریض، رقم ۸۱۳، ج ۳ ص ۳۳)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مومن پر تعجب ہے کہ وہ بیماری سے ڈرتا ہے، اگر وہ جان لیتا کہ بیماری میں اُس کے لئے کیا ہے؟ تو ساری زندگی بیمار رہنا پسند کرتا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور مسکرانے لگے۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر تبسم کیوں فرمایا؟ ارشاد فرمایا، میں دو فرشتوں پر حیران ہوں کہ وہ دونوں ایک بندے کو ایک مسجد میں تلاش کر رہے تھے جس میں وہ نماز پڑھا کرتا تھا، جب انہوں نے اسے نہ پایا تو لوٹ گئے اور عرض کیا، یا رب عزوجل! ہم تیرے فلاں بندے کے دن اور رات میں کئے ہوئے اعمال لکھتے

ایک اور روایت میں دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس مال کے ذریعے عزت بچائی جائے وہ بھی صدقہ ہے۔ (سنن دارقطنی، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۸۷۲، ج ۲، ص ۲۳)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سرانج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک وہ امانت دار اور مسلمان خزانچی جسے کوئی مال کہیں منتقل کرنے کا حکم دیا جائے پھر وہ پورا مال خوش دلی سے ادا کر دے اور اسے جس کے بارے میں حکم دیا گیا ہو اس تک پہنچا دے تو وہ بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک شمار ہوگا۔

(بخاری، کتاب الزکاة، باب اجر الخادم اذا تصدق الخ، رقم: ۳۳۸۱، ج ۱، ص ۳۸۳)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو پاکدامنی چاہتے ہوئے اپنے آپ پر کچھ خرچ کرے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اپنی بیوی، بچوں اور گھروالوں پر خرچ کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاة، باب فی الرجل، رقم: ۳۶۶۶، ج ۳، ص ۳۰۲)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر ایک صدقہ ہے۔ عرض کیا گیا، اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھے تو؟ فرمایا، وہ اپنے ہاتھ سے کمائے، خود کو نفع پہنچائے اور دوسروں پر صدقہ بھی کرے۔ عرض کیا گیا، اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے؟ فرمایا، کسی مظلوم حاجت مند کی مدد کرے۔ عرض کیا گیا، اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے؟ فرمایا تو وہ نیکی یا بھلائی کا حکم دے۔ عرض کیا گیا، اگر ایسا نہ کر سکے تو؟ فرمایا، شر سے بچتا رہے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان اسم الصدقہ، الخ، رقم: ۱۰۰۸، ص ۵۰۴)

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا لوگوں کو گرم جوشی سے سلام کرنا بھی صدقہ ہے۔

(جامع العلوم والحکم، ج ۱، ص ۲۳۵)

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمہارا اپنے ڈول (برتن) سے دوسرے بھائی کا ڈول (برتن) بھرنا صدقہ ہے، تمہارا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے لیے مسکراتا صدقہ ہے اور تمہارا کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا بھی صدقہ ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی مناقب العروف، رقم: ۱۹۲۳، ج ۳، ص ۳۸۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر وہ دن

جس میں سورج طلوع ہوتا ہے بندے پر ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے، اگر تم دو بندوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کراؤ یہ صدقہ ہے، اگر تم کسی کی سواری پر سوار ہونے میں مدد کرو تو یہ بھی صدقہ ہے، اگر کسی کا سامان سواری پر لدو تو یہ بھی صدقہ ہے، اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے، ہر قدم جو نماز کی طرف اٹھے صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دینے والی چیز دور کرنا بھی صدقہ ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی اللہ الاذی من طریق، ج ۳، رقم ۵، ص ۳۷۷)

(135) التَّاسِعُ عَشَرَ: عَنْهُ: قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أَكَلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا شَرَقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ الْإِنْسَانُ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا طَيْرٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا، وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ الْإِنْسَانُ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ. وَرَوَاهُ بَعْضُهُمَا مِنْ رِوَايَةِ الْأَيْسَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَوْلُهُ: يَزْرَعُ زَرْعًا يَنْقُصُ.

انیسویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان ایک درخت لگاتا ہے اس میں جتنا کھایا جائے وہ اس کے لئے صدقہ ہے جو چرایا جائے وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اس میں کوئی اور نقص واقع کرے اس کے لئے صدقہ ہے۔ (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مسلمان جو بھی درخت لگائے پھر اس سے قیامت تک کوئی انسان جانور یا پرندہ کھائے تو یہ سب اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے جو مسلمان درخت لگائے یا زراعت کرے تو اس سے انسان جانور یا کوئی چیز جو کچھ بھی کھائے وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ یزرعہ: اس کا مطلب ہے: کم کرے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب فضل الزرع والفرس اذا اكل منه، ج ۲، ص ۱۰، رقم: ۲۲۲۰، صحیح مسلم، باب فضل الزرع والفرس، ج ۲، ص ۲۲۸، رقم: ۳۰۵۵، سنن الکبیری للبیہقی، باب فضل الزرع والفرس اذا اكل منه، ج ۱، ص ۱۲۷، رقم: ۱۲۸۹، سنن الدارمی، باب فی فضل الفرس، ج ۲، ص ۳۷، رقم: ۲۶۱۰، سنن ترمذی، باب ما جاء فی فضل الفرس، ج ۱، ص ۱۶۶، رقم: ۱۲۸۲)

شرح حدیث: دمشق میں کھیتی

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں ایک جگہ کھیتی بورہا تھا کہ ایک شخص میرے قریب سے گزرا تو اس نے مجھ سے کہا کہ آپ صحابی رسول ہونے کے باوجود یہ کام کر رہے ہیں؟ تو میں نے اس سے کہا میرے بارے میں رائے قائم کرنے میں جلد بازی مت کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے، جس نے فصل بوئی تو اس فصل میں سے آدمی یا مخلوق میں سے جو بھی کھائے گلہ وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوگا۔

(مسند احمد، رقم ۲۷۵۷۶، ج ۱۰، ص ۳۲۱)

حضرت سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کھیتی بوئے گا اللہ عزوجل اس سے نکلنے والی فصل کی مقدار کے برابر اس کے لئے ثواب لکھے گا۔ (مسند احمد، رقم ۳۲۵۷ ج ۹، ص ۱۳۶)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم، نورِ مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لائے تو فرمایا، اے انصار کے گروہ! انہوں نے عرض کیا، لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے فرمایا، دو درجہ جاہلیت میں جب تم اللہ عزوجل کی عبادت نہیں کرتے تھے تو کمزوروں کا بوجھ اٹھایا کرتے تھے اور اپنے اموال سے اچھے کام کپا کرتے تھے اور مسافروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے یہاں تک کہ جب اللہ عزوجل نے اسلام اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تم پر احسان فرمایا تو تم اپنے اموال کو محفوظ کرنے لگے، سن لو! جس چیز میں سے کوئی آدمی کھاتا ہے اس میں ثواب ہے اور جس میں سے کوئی درندہ یا پرندہ کھاتا ہے اس میں بھی ثواب ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ جب واپس لوٹے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے باغ میں سے تیس تیس دروازے نکال لئے۔ (المسند رک، کتاب الاطعمۃ، باب النہی الواضح عن تحصین الحيطان الخ، رقم ۷۲۶۵، ج ۵، ص ۱۸۳)

ثواب جاریہ

محبوبِ رب العزت، محسنِ انسانیت عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: 7 عمل ایسے ہیں جو بندے کی موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں جبکہ وہ اپنی قبر میں ہوتا ہے: (۱) جس نے علم سکھایا (۲) نہر جاری کی (۳) کنواں کھدوایا (۴) درخت لگایا (۵) مسجد بنائی (۶) تر کے میں قرآن یا (۷) نیک بچہ چھوڑا جو اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب العلم، باب فیمن سن خیرا وغیرہ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۷۶۹، ج ۱، ص ۴۰۸)

بیسویں حدیث: انہی سے روایت ہے کہ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا پس یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ان کو فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو انہوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ (ﷺ)! ہمارا یہ ارادہ ہے تو آپ نے فرمایا: اے بنو سلمہ! اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے قدموں کے نشان لکھے

(136) الْعِشْرُونَ: عَنْهُ قَالَ: ارَادَهُ بَنُو سَلَمَةَ اَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمْ: اِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي اَنَّكُمْ تُرِيدُونَ اَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: وَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذَلِكَ، فَقَالَ: بَنِي سَلَمَةَ، دِيَارُكُمْ، تُكْتَبُ اَقَارُكُمْ، دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ اَقَارُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ: اِنْ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اَيْضًا مَعْتَنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. وَهُوَ
سَلَمَةُ بَكْشَرُ اللَّامِ: قَبِيلَةُ مَعْرُوفَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. وَاثَارُهُمْ: خَطَاهُمْ.
جاتے ہیں۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ یہ قدم
کے بدلے ایک درجہ ہے۔ بخاری نے اسی حدیث کا
مفہوم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ ہنو سلمہ:
لام کے کسرہ کے ساتھ انصار کا مشہور قبیلہ ہے۔ اثارہم
: ان کے قدموں کے نشان۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل كثرة الخطاء الى المساجد ج ۱ ص ۲۵۰ رقم: ۱۵۵۱ مسند امام احمد بن
حنبل: مسند جابر بن عبد اللہ ج ۳ ص ۳۳۲ رقم: ۳۶۰۶ صحیح ابن خزيمة: باب فضل المشي الى المساجد للصلاة ج ۱ ص ۲۲ رقم:
۳۵۱ تخریج احادیث الکشاف سورة نيس: الحديث الاول ج ۱ ص ۱۸ رقم: ۱۰۰۱ جامع الاصول لابن التيرثي النوع الثاني المشي الى
المساجد ج ۳ ص ۳۱۸ رقم: ۱۰۰۲)

شرح حدیث: جنت میں مہمان خانہ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دفعِ رنج و غل،
صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو مسجد کی طرف چلا۔
یا۔ مسجد سے واپس لوٹا تو اللہ عز و جل ہر آمد و رفت پر اس کے لئے جنت میں ایک مہمان خانہ بنائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوة، باب المشي الى الصلوة الخ، رقم: ۶۶۹، ص ۳۳۶)

چاندی کا لباس

حضرت سیدنا جنید بغدادی، ابو العباس بن مشرؤق، ابو احمد مغازیلی اور جریری علیہم رحمۃ اللہ الخلی فرماتے ہیں: ہم
نے حضرت سیدنا حسن مسؤجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں اکثر مسجد کے قریب ایک دیوار کے سائے تلے
آرام کیا کرتا۔ دوپہر تک نوافل وغیرہ پڑھتا اور گرمی سے بچاؤ کے لئے اسی دیوار کو آڑ بنا لیتا، یہی دیوار موسمِ سرما میں مجھے سرد
ہواؤں سے بچاتی۔

ایک دن میں گرمی کی شدت سے بے تاب ہو رہا تھا، مسجد کی صفائی اور نوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر میں دیوار کے
سائے کی جانب بڑھا گرمی نے میرا برا حال کر رکھا تھا لیکن میں نے نہ تو اپنے نوافل ترک کئے اور نہ ہی مسجد کی صفائی کرنے
میں کوتاہی کی۔ جیسے ہی میں سائے میں پہنچا مجھے نیند نے آیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد کی چھت شق ہوئی اور اس
میں سے ایک حسین و جمیل دوشیزہ ظاہر ہوئی۔ اس کے خوبصورت جسم پر باریک و نرم چاندی کی قمیص تھی۔ اس کے خوبصورت
لبے سیاہ بال دو حصوں میں تقسیم ہو کر سینے پر لٹک رہے تھے وہ میرے پاؤں کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے جلدی سے
اپنے پاؤں سمیٹ لئے۔ اس نے اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے میرے پاؤں دبانا شروع کر دیئے۔ میں نے اس سے کہا:

اے لڑکی! تو کس کے لئے ہے؟ اس نے اپنی مسحور کن آواز میں جواب دیا: اس کے لئے جو آپ کی طرح نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرے۔ (عیون الحکایات مؤلف: امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(137) الْحَادِثِي وَالْعَشْرُونَ: عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ رَأْيِ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَا تُحِطُهُ صَلَاةٌ فَقِيلَ لَهُ أَوْ فَقُلْتُ لَهُ: لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظُّلُمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَلُونِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِنْ أَرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ. الرَّمْضَاءُ: الْأَرْضُ الَّتِي أَصَابَهَا الْحَرُّ الشَّدِيدُ.

اکیسویں حدیث: حضرت ابو المنذر ابی بن کعب سے روایت ہے کہ ایک آدمی تھا اس کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا اور اس کی کوئی نماز جماعت سے نہ رہتی اس کو میں نے یا کسی اور نے کہا کہ اگر تو گدھا خرید لے تا کہ اندھیرے اور گرمی کے وقت اس پر سوار ہو کر مسجد آئے تو اس نے کہا مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرا گھر مسجد کے پڑوس میں ہو میرا ارادہ ہے کہ میرا مسجد میں آنا اور لوٹنا لکھا جائے جب میں گھر جاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ سب تمہارے لیے جمع کر دیا ہے۔ (مسلم) اور ایک روایت میں کہ جس ثواب کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ تیرے لیے ہے۔ الرَّمْضَاءُ: سخت گرمی والی زمین یا گرم موسم۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل كثرة الخطأ إلى المساجد ج ۱ ص ۲۴۷ رقم: ۱۵۴۶ سنن الکبیری: باب فضل بعد الممشی إلى المسجد ج ۱ ص ۲۳ رقم: ۱۵۴۸ سنن ابوداؤد: باب ما جاء في فضل المشی إلى الصلاة ج ۱ ص ۲۰۸ رقم: ۵۵۷۷ سنن امام احمد بن حنبل: حدیث ابی عثمان النخعی ج ۱ ص ۱۳۲ رقم: ۲۱۵۲ سنن عبد بن حمید: حدیث ابی کعب رضی اللہ عنہ ص ۳۴ رقم: ۱۶۱)

شرح حدیث: مسجد کو آباد کرنے کا ثواب

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا يَغْنُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے۔ (پ ۱۰، التوبہ: ۱۸)

ایک اور مقام میں ہے،۔۔۔۔۔

فِي بَيُوتِ آذَانَ اللَّهِ أَنْ تَرْفَعَ وَيَذْكُرَ فِيهَا اسْمُهُ * يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ * رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ * يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ

الْقُلُوبَ وَالْأَبْصَارَ ۝ لِيَجْزِيََهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَ يَتَذَكَّرُ مِنْ قَوْلِهِ ۚ وَاللَّهُ يَزِدُّكَ مِنْ نِعْمَائِهِ

بِقَدْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز پر پار کھنے اور زکوٰۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کا اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و تلال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سات افراد ایسے ہیں کہ اللہ عز و جل انہیں اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن اللہ عز و جل کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، (۱) عادل حکمران، (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ عز و جل کی عبادت میں اپنی زندگی گزار دی، (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے، (۴) وہ دو شخص جو اللہ عز و جل کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے، (۵) وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ عز و جل سے ڈرتا ہوں، (۶) وہ شخص جو صدقہ اس طرح چھپا کر دے کہ اس کے دائیں ہاتھ کے صدقہ دینے سے بائیں ہاتھ بے خبر رہے، (۷) وہ شخص جس کی آنکھوں سے اللہ عز و جل کا ذکر کرتے ہوئے آنسو بہنا شروع ہو جائیں۔ (پ ۱۸، النور: ۳۶، ۳۷، ۳۸)

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد یسمع الصلوۃ، رقم ۶۶۰، ج ۱، ص ۲۳۶)

حضرت سیدنا ابو ذر ذاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، امیر الغریبین، سرانج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد ہر پرہیزگار کا گھر ہے اور جس کا گھر مسجد ہو اللہ عز و جل اسے اپنی رحمت، رضا اور پل صراط سے با حفاظت گزار کر اپنی رضا والے گھر جنت کی ضمانت دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب لزوم المسجد، رقم ۲۰۲۶، ج ۲، ص ۱۳۴)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رب العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم کسی مسجد میں کثرت سے آمد و رفت رکھنے والے کو دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے، اَتَمُّنَا یَعْمُرُ مَسْجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ کنز الایمان: اللہ کی مسجد میں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے۔

(پ ۱۰، التوبہ: ۱۸) (سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلوۃ، رقم ۲۶۲۶، ج ۲، ص ۲۸۰)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے منزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، بے شک اللہ عزوجل کے گھروں کو آباد کرنے والے ہی اللہ والے ہیں۔ (طبرانی اوسط، رقم ۲۵۰۲، ج ۲، ص ۵۸)

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والا تیار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ عزوجل اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب لزوم الساجد، رقم ۲۰۳۱، ج ۲، ص ۱۳۵)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی بندہ ذکر و نماز کے لئے مسجد کو ٹھکانا بنالیتا ہے تو اللہ عزوجل اس سے ایسے خوش ہوتا ہے جیسے لوگ اپنے گمشدہ شخص کی اپنے ہاں آمد پر خوش ہوتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الساجد و الجماعات، باب لزوم الساجد، رقم ۸۰۰، ج ۱، ص ۲۳۸)

بائیسویں حدیث: حضرت ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چالیس عمدہ عادات میں سے بہتر بکری دودھ کیلئے دینا ہے اور کوئی عمل کرنے والا ان میں سے کسی خصلت پر ثواب کی امید اور وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے جس پر بھی عمل پیرا ہوا تو اس کو اللہ تعالیٰ اس خصلت کی وجہ سے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ (بخاری) المنيحة: دودھ والا جانور کسی کو دودھ کیلئے دینا کہ وہ اس کا دودھ پیئے پھر اسے واپس کر دے۔

(138) الثَّانِي وَالْعِشْرُونَ: عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعُونَ خَصْلَةً: أَحْلَاهَا مَنِيعَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ حَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا، رَجَاءً تَوَاقُّهَا وَتَصْدِيقًا مَوْعُودِهَا، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. الْمَنِيعَةُ: أَنْ يُعْطِيَهُ إِيَّاهَا لِتَأْكُلَ لَبَنَهَا ثُمَّ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب فضل المنيحة، ج ۲، ص ۱۲۴، رقم ۲۲۸۸) (طبع دار ابن کثیر، بیروت) سنن الکبریٰ للمیثقی، باب ما ورد فی المنيحة، ج ۲، ص ۱۸۹، رقم ۸۰۰، مستدرک للحاکم، کتاب الذبائح، ج ۲، ص ۲۱۱، رقم ۵۵۵، سنن ابوداؤد، باب فی المنيحة، ج ۱، ص ۵۲، رقم ۱۲۸۳، مستدرک امام احمد بن حنبل، مستدرک عبد اللہ بن عمرو، ج ۲، ص ۱۱۰، رقم ۱۲۸۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کسی کو دودھ کا جانور کچھ روز کے لیے عاریتہ دینا کہ وہ اس کا دودھ پی لے یا کسی حاجت مند کو کچھ روپیہ قرض دینا، ناپینا یا ناقف کو راستہ بتا دینے کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے جب قرض دینے کا یہ ثواب ہوا تو خیرات دینے

کا کتنا ہو گا خود سوچ لو۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کبھی قرض دینا صدقہ دینے سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ صدقہ تو غیر حاجت مند بھی لے لیتا ہے مگر قرض ضرورت مند ہی لیتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی معمولی نیکی کا ثواب بڑے سے بڑے کام سے بڑھ جاتا ہے، یہاں سے کو ایک گھونٹ پانی پلا کر اس کی جان بچا لینے کا ثواب سینکڑوں روپیہ خیرات کرنے سے زیادہ ہے اس لیے حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں نیکیوں کا ثواب بقدر عمل ملے گا۔ (برزائے الناجح، ج ۳، ص ۱۳۳)

قرض دینے کا ثواب

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ (ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب القرض، رقم ۲۴۳۱، ج ۳، ص ۱۵۴)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث نزول سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص جنت میں داخل ہوا تو اس نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا۔ (المعجم الکبیر، رقم ۷۹۷۶، ج ۸، ص ۲۴۹)

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو چاندی (یعنی روپیہ وغیرہ) قرض دے یا دودھ کا جانور عاریہ دے یا کسی کو راستہ بتائے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب العاریہ، باب ذکر تفضل اللہ جل وعلا، الخ، رقم ۵۰۷۴، ج ۷، ص ۲۷۸)

مجھے قرض دے دو

حضرت سیدنا ابو عبد اللہ داقدی قاضی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عید کے موقع پر ہمارے پاس خرچ وغیرہ کے لئے کچھ بھی رقم نہ تھی، بڑی تنگدستی کے دن تھے، ان دنوں بیٹی بن خالد برکی حاکم تھا، عید روز بروز قریب آرہی تھی، ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا، چنانچہ میری ایک خادمہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: عید بالکل قریب ہے اور گھر میں کچھ بھی خرچہ وغیرہ نہیں، آپ کوئی ترکیب کیجئے تاکہ گھر والے عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

خادمہ کی یہ بات سن کر میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس گیا اور اس کے سامنے اپنی حالت زار بیان کی۔ انہوں نے فوراً مجھے ایک مہر بند تھیلی دی، جس میں بارہ سو درہم تھے، میں انہیں لے کر گھر آیا اور وہ تھیلی گھر والوں کے حوالے کر دی، گھر والوں کو کچھ ڈھارس ہوئی کہ اب عید اچھی گزر جائے گی، ابھی ہم نے اس تھیلی کو کھولا بھی نہ تھا کہ میرا ایک دوست میرے پاس آیا جس کا تعلق سادات کے گھرانے سے تھا، اس نے آکر بتایا: ان دنوں ہمارے حالات بہت خراب ہیں اور عید بھی قریب آگئی ہے، گھر میں خرچہ وغیرہ بالکل نہیں، اگر ہو سکے تو مجھے کچھ رقم قرض دے دو۔ اپنے اس دوست کی بات سن

کر میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا، وہ کہنے لگی: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: ہم اس طرح کرتے ہیں کہ آدمی رقم اس سیدزادے کو قرض دے دیتے ہیں اور آدمی ہم خرچ میں لے آئیں گے، اس طرح دونوں کا گزارہ ہو جائے گا۔

یہ سن کر میری زوجہ نے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبا، وہاں کہا جس نے میرے دل میں بہت اثر کیا، وہ کہنے لگی: جب تیرے جیسا ایک عام شخص اپنے دوست کے پاس اپنی حاجت مندی کا سوال لے کر گیا تو اس نے تجھے بارہ سو درہم کی تھیلی عطا کی، اور اب جبکہ تیرے پاس دو عالم کے مختار، سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ایک شہزادہ اپنی حاجت لے کر آیا ہے تو تو اسے آدمی رقم دینا چاہتا ہے کیا تیرا عشق اس بات کو گوارا کرتا ہے؟ یہ ساری رقم اس سیدزادے کے قدموں پر نچھاور کر دے، اپنی زوجہ سے یہ محبت بھرا کلام سن کر میں نے وہ ساری رقم اٹھائی اور بخوشی اپنے دوست کو دے دی، وہ دعا کیں دیتا ہوا چلا گیا۔

میرا وہ سیدزادہ دوست جیسے ہی اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس میرا وہی تاجر دوست آیا اور اس سے کہا: میں ان دنوں بہت تنگ دستی کا شکار ہوں، مجھے کچھ رقم ادھار دے دو۔ یہ سن کر اس سیدزادے نے وہ رقم کی تھیلی میرے پاس تاجر دوست کو دے دی جو میں اسی (تاجر) سے لے کر آیا تھا، جب میرے پاس تاجر دوست نے وہ رقم کی تھیلی دیکھی تو فوراً پہچان گیا اور میرے پاس آ کر پوچھنے لگا: جو رقم تم مجھ سے لے کر آئے ہو، وہ کہاں ہے؟ میں نے اسے تمام واقعہ بتایا تو وہ کہنے لگا: اتفاق سے وہی سیدزادہ میرا بھی دوست ہے، میرے پاس صرف یہی بارہ سو درہم تھے جو میں نے آپ کو دے دیئے، آپ نے اس سیدزادے کو دیئے اور اس نے وہ مجھے دے دیئے اس طرح ہم میں سے ہر ایک نے اپنے آپ پر دوسرے کو ترجیح دی اور دوسرے کی خوشی کی خاطر اپنی خوشی قربان کر دی۔

ہمارے اس واقعے کی خبر کسی طرح حاکم وقت یحییٰ بن خالد برکی کو پہنچ گئی، اس نے فوراً اپنا قاصد بھیجا جس نے میرے پاس آ کر یحییٰ بن خالد برکی کا پیغام دیا: میں اپنی کچھ مصروفیات کی بناء پر آپ کی طرف سے غافل رہا اور مجھے آپ کے حالات کے بارے میں پتہ نہ چل سکا، اب میں غلام کے ہاتھ دس ہزار دینار بھیج رہا ہوں، ان میں سے دو ہزار آپ کے لئے، دو ہزار آپ کے تاجر دوست کے لئے اور دو ہزار اس سیدزادے کے لئے باقی چار ہزار دینار تمہاری عظیم وسعت مند بیوی کے لئے کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ غنی، افضل اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیکر ہے۔

تیسویں حدیث: حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آگ سے بچو اگرچہ نصف کھجور کے ساتھ۔ (مشق علیہ) اور صحیحین میں ایک اور روایت انہی سے روایت

(139) الثَّالِثُ وَالْعِشْرُونَ: عَنْ عَدِيِّ بْنِ

حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهَا عَنْهُ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَمِنْ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ أَشَاءَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فِي كَلِمَةٍ طَيِّبَةً.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک سے رب تعالیٰ اس طرح کلام کرے گا کہ اس کے اور اللہ درمیان میں ترجمان نہ ہوگا۔ پس وہ دائیں جانب دیکھے گا، تو اس کے اپنے بھیجے ہوئے عمل اور بائیں جانب دیکھے گا، تو اس کے اپنے بھیجے ہوئے عمل۔ آگے سامنے دیکھے گا، تو آگ ہی آگ نظر آئے گی، تو آگ سے بچو اگرچہ نصف کھجور کے ساتھ ہو جو یہ نہ پائے، تو عمدہ بات کے ساتھ۔ (اپنے آپ کو بچائے)۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب صفة الجنة والنار، ج ۲، ص ۱۱۱، رقم: ۵۱۳، صحیح مسلم، باب الحنف علی المصدقہ ولو بشق تمر، ج ۲، ص ۱۱۱، رقم: ۲۳۹۱، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عدی بن حاتم الطائی، ج ۳، ص ۲۵۶، رقم: ۱۸۲۴۹، مسند ابن الجعد، من حدیث ابی اسحاق، ص ۸۱، رقم: ۳۳۴، مسند البزار، مسند ابی بکر الصدیق، ج ۱، ص ۱۰۱، رقم: ۸۲)

شرح حدیث: اس حدیث کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر ایک کو رب کا دیدار بھی ہوگا اور ہر ایک رب کا کلام بھی سنے گا مگر صالحین کو رحمت کا دیدار و کلام ہوگا بدکاروں سے غضب، قہر کا۔ قرآن مجید میں جو ارشاد باری ہے کہ ہم ان سے کلام نہ کریں گے ہم ان کو دیکھیں گے نہیں وہاں رحمت و کرم کا دیدار و کلام مراد ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکاة الصالح، ج ۷، ص ۳۸۳)

آگ سے بچنے کا بہترین طریقہ

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ علیہ رحمۃ اللہ الاعلیٰ کا بیان ہے، حضرت سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جو بھی دنیوی مال آتا سب صدقہ کر دیتے۔ جب ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی تو ان کی اہلیہ محترمہ نے اپنے خاندان والوں سے کہا: ان حضرت سے کہیں کہ گھر والوں کے لئے بھی کچھ مال جمع کر لیں۔ چنانچہ عزیز و اقارب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب اولاد ہو گئے ہیں، اگر اپنی اولاد کے لئے کچھ مال جمع کر رکھیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ فرمایا: میں تو یہی چاہتا ہوں کہ آگ سے بچنے کے لئے اپنی ہر شے خرچ کر دوں، لہذا میں صدقہ و خیرات کرنے سے رُک نہیں سکتا۔

راوی کہتے ہیں: جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پڑوس میں زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا میراث میں چھوڑا، وہ ایسی زمین تھی کہ میں اپنی تین درہم کی چادر کے عوض بھی خریدنے پر راضی نہ تھا۔ پھر چند دن بعد پڑوسی نے وہی زمین تیس ہزار (30,000) درہم میں خرید لی۔

(میںوں الحکایات مؤلف: امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

عجیب خواب

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش
خصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و غلام، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لالِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: میں نے گذشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔
(اس حدیث میں یہ بھی ہے) میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنے چہرے کو آگ کے شعلوں سے بچانے کی
کوشش کر رہا تھا پس اس کا صدقہ آیا اور اس کے سر پر سایہ اور چہرے کے لئے ستر (یعنی رکاوٹ) بن گیا۔

(مجمع الزوائد، کتاب التعمیر، الحدیث ۱۷۴۶، ج ۷، ص ۷۱۳)

حضرت مصنف (علامہ جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی) فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل کے عرش کا سایہ پانے والوں کے متعلق مجھے حضرت ابواسحاق نے حضرت ابوالہدی بن ابوشامہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالے سے خبر دی، حضرت ابوالہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت ابوشامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ اشعار کہے:

وَقَالَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفَى إِنَّ سَبْعَةً

ظَلَمُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ بِظُلْمِهِ

مُحِبُّ عَفِيفٌ نَاشِئٌ مُتَصَدِّقٌ

وَبَاكٍ مُّصَلٍّ وَالْإِمَامُ يَعْلِيهِ

ترجمہ:۔۔۔۔۔ رسولِ مجتبیٰ، نبی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک سات قسم کے افراد کو

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

1: اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے لئے محبت کرنے والا، 2: پاکدامن شخص (یعنی جو خوفِ خدا عزَّ وَّجَلَّ کے باعث دعوتِ گناہ

چھوڑ دے) 3: اللہ عزوجل کی عبادت میں جوانی گزارنے والا، 4: چھپا کر صدقہ کرنے والا، 5: اللہ عزوجل کا ذکر کرتے

ہوئے رونے والا، 6 نماز پڑھنے والا اور 7 عادل حکمران۔

ایک لقمہ صدقہ کرنے کی برکت

حضرت سیدنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ: ایک عورت کھانا کھا رہی تھی اتنے میں سرکل نے صد الکائی:

مجھے کھانا کھلاؤ، مجھے کھانا کھلاؤ۔ عورت کے پاس صرف ایک لقمہ بچا تھا جیسے ہی اس نے منہ کھولا سائل نے دوبارہ
صدائگائی۔

ہمدردونیک عورت نے وہ لقمہ سائل کو کھلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہی عورت اپنے ننھے منے بچے کے ساتھ کہیں سفر پر جا رہی تھی کہ راستے میں ایک شیر اس کا بچہ چھین کر لے گیا۔ ابھی شیر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور شیر کی طرف بڑھا، پھر شیر کے دونوں جڑے پکڑ کے پھاڑ ڈالے اور بچہ اس کے منہ سے نکال کر عورت کے حوالے کرتے ہوئے

کہا: لقمے کے بدلے لقمہ۔ یعنی تو نے جو ایک لقمہ سائل کو کھلایا تھا اس کی برکت سے تیرا بچہ شیر کا لقمہ بننے سے بچ گیا۔

حضرت سیدنا بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کے منہ میں لقمہ تھا اتنے میں سائل نے صد اگائی اس نے وہ لقمہ سائل کو کھلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی، جب وہ کچھ بڑا ہوا تو اسے بھیڑ یا اٹھا کر لے گیا عورت اس بھیڑیے کے پیچھے بھاگتی ہوئی پکار رہی تھی میرا بیٹا، میرا بیٹا اللہ عز و جل نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ بھیڑیے سے بچہ چھین لو (اور اس کی ماں کے حوالے کر دو) اور اس سے کہو کہ اللہ عز و جل نے تم پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لقمہ لقمے کے بدلے ہے۔

(الجملة وجواب العلم، الجزء السادس والعشرون، الحدیث ۳۶۲۲، ج ۳، ص ۲۷۷)

(140) الرَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَالْأَكْلَةُ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ: وَهِيَ الْغَدَاةُ أَوْ الْعَشْوَةُ.

چوبیسویں حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے اس بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ کھانا کھائے تو اس پر اس کی حمد کرے اور پانی پیئے تو اس پر اللہ کی حمد کرے۔ (مسلم) الْأَكْلَةُ: ہمزہ کی زبر کے ساتھ صبح یا شام کا کھانا۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاكل والشرب ج ۲، ص ۱۸۷، رقم: ۶۱۸۸ سنن ترمذی: باب ما جاء في الحمد على الطعام ج ۱، ص ۶۶، رقم: ۱۸۱۶ سنن الکبیری للنسائی: باب ثواب الحمد لله ج ۲، ص ۲۰۲، رقم: ۶۸۹۹ مسند ابویعلیٰ: مسند سعید بن سنان عن انس بن مالك ج ۲، ص ۱۱۸، رقم: ۲۳۲۲ مصنف ابن ابی شیبہ: باب فی التسمية على الطعام ج ۸، ص ۱۱۹، رقم: ۲۳۹۸۷)

شرح حدیث: کھانا کھا کر کیا پڑھے

حضرت ابواہدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مُؤَدِّعٍ وَلَا مُسْتَعْفَى عَنْهُ رَبَّنَا

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما يقول اذا فرغ من الطعام، الحدیث: ۳۶۷۷، ج ۵، ص ۲۸۳)

یا کھانا کھانے کے بعد اس دعا کو پڑھے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَهَدَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ O

(ابوداؤد، کتاب الاطعم، باب ما يقول الرجل اذا طعم، الحدیث: ۳۸۳۹، ج ۳، ص ۵۱۳)

پانی پینے کی سنتیں اور آداب

پانی بیٹھ کر، اجالے میں دیکھ کر، سیدھے ہاتھ سے بسم اللہ پڑھ کر اس طرح پیئیں کہ ہر مرتبہ گلاس کو منہ سے ہٹا کر سانس لیں، پہلی اور دوسری بار ایک ایک گھونٹ پیئیں اور تیسری سانس میں جتنا چاہیں پیئیں۔ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اونٹ کی طرح ایک ہی گھونٹ میں نہ پی جایا کرو بلکہ دو یا تین بار پیا کرو اور جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھا کرو اور جب پی چکو تو الحمد للہ کہا کرو۔

(سنن ترمذی، کتاب الاثریۃ، باب ماجاء فی التنفس فی الاماء، الحدیث ۱۸۹۲، ج ۳، ص ۳۵۲)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیضِ گنجینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پینے میں تین بار سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے: اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لئے مفید و خوش گوار ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاثریۃ، باب کراۃ التنفس فی الاماء، الخ، الحدیث ۲۰۲۸، ج ۳، ص ۱۱۲۰)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عز و جل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الاثریۃ، الحدیث ۳۷۲۸، ج ۳، ص ۳۷۵)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیضِ گنجینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاثریۃ، باب کراۃ الشرب قائما، الحدیث ۲۰۲۳، ج ۳، ص ۱۱۱۹)

ساری سلطنت کی قیمت ایک گلاس پانی

حضرت سیدنا ابن سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں تشریف لے گئے۔ ایک دم ہارون رشید کو پیاس لگی اور اس نے پانی طلب کیا۔ جب خادم نے پانی کا گلاس ہارون رشید کے ہاتھ میں دیا تو آپ نے فرمایا، یا امیر المؤمنین! ذرا ٹھہر جائیے اور مجھے سوچ کر بتائیے کہ اگر شدت کی پیاس میں کہیں پانی نہ ملے اور آپ پیاس سے نہ حال ہو جائیں تو یہ ایک گلاس پانی کتنی قیمت میں خریدیں گے؟ ہارون رشید نے جواب دیا، آدھی سلطنت دے کر۔ پھر سیدنا ابن سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا، اگر یہ پانی پی لینے کے بعد آپ کا پیشاب بند ہو جائے اور یہ پانی آپ کے بدن سے نہ نکل سکے تو آپ کتنی رقم اس کے علاج پر خرچ کریں گے؟ خلیفہ نے جواب دیا، بقیہ پوری سلطنت دے کر۔

یہ سن کر سیدنا ابن سماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوتِ فکر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، اے امیر المؤمنین! وہ سلطنت جس کی قیمت ایک گلاس پانی اور اس کا پیشاب ہو، اس قابل کہاں کہ اس پر غرور کیا جائے۔ یہ کلمات سن کر ہارون رشید دھاڑیں

مار مار کر رونے لگا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۹۳)

دو دن میں ایک بار کھانے کی پسند کا اظہار

ہمارے بیٹھے بیٹھے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بھوک شریف اختیاری تھی، چنانچہ حضور اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرے رب عز وجل نے میرے لیے یہ پیش فرمایا کہ میرے واسطے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو سونے کا بنادیا جائے، مگر میں نے عرض کیا، یا اللہ عز وجل مجھے تو یہ پسند ہے کہ اگر ایک دن کھاؤں، تو دوسرے دن بھوکا رہوں، تا کہ جب بھوکا رہوں تو تیری طرف گریہ وزاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب کھاؤں تو تیرا شکر و حمد کروں۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۵۵ رقم الحدیث ۲۳۵۲)

سلام ان پر شکم بھر کر بھی کھانا نہ کھاتے تھے

سلام ان پر غم امت میں جو آنسو بہاتے تھے

دن میں ایک بار کھانا

روزانہ ایک مرتبہ کھانا سنت ہے، چنانچہ حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رحمت عالم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کھانا کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے اور اگر شام کو تناول فرما لیتے تو صبح نہ کھاتے۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۳۹ رقم الحدیث ۱۸۱۷۳)

(141) الْخَامِسُ وَالْعِشْرُونَ: عَنْ أَبِي مُوسَى

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: يَغْتَلُ بِمَنْدِيهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، قَالَ: يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ الْخَيْرِ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: يُنْسِكُ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

پچیسویں حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری

سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے کسی نے عرض کیا: خبر دیجئے کہ اگر کوئی یہ نہ پائے تو؟ آپ نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے اپنے آپ کو نفع دے اور صدقہ کر دے۔ عرض کی گئی: اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا: مجبور و محتاج کی مدد کرے عرض کی اگر وہ ایسا بھی نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا: نیکی یا بھلائی کا حکم دے۔ عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو فرمایا پھر شر سے باز رہے یہی صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب علی کل مسلم صدقہ، ج ۱ ص ۱۱۲، رقم: ۱۲۲۵، صحیح مسلم، بیان ان اسم الصدقة يقع علی کل نوع من المعروف ج ۲ ص ۱۱۱، رقم: ۲۲۸۰، الادب للہیثمی، باب فی التعاون علی البر والتقوی، ص ۵۲، رقم: ۳۳ سنن الدارمی، باب علی کل مسلم صدقہ، ج ۲ ص ۲۹۹، رقم: ۲۷۷۷، سنن الکبیری للنسائی، باب صدقة العبد، ج ۲ ص ۲۵، رقم: ۲۴۱۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

صحابہ کرام یہاں صدقہ سے مالی خیرات سمجھے تھے اس لیے انہیں یہ اشکال پیش آیا کہ بعض مسلمان مسکین مفلوک الحال ہوتے ہیں جن کے پاس اپنے کھانے کو نہیں ہوتا وہ صدقہ کہاں سے کریں۔ سرکار کے اس جواب سے معلوم ہو رہا ہے کہ مال کمانا بھی عبادت ہے کہ اس کی برکت سے انسان ہزار ہا گناہوں سے بچ جاتا ہے جیسے بھیک، چوری وغیرہ، نیز نکاح آدمی اپنا وقت گناہوں میں خرچ کرنے لگتا ہے نفس کو حلال کاموں میں لگائے رہتا کہ تمہیں حرام میں نہ پھنسا دے۔ مزید اچھی بات کا حکم کرے کہ تحت فرماتے ہیں،

کہ اس میں نہ کچھ خرچ ہوتا ہے نہ ہاتھ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور مفت میں ثواب مل جاتا ہے کیونکہ تبلیغ عبادت ہے جس کا بڑا ثواب ہے۔ اس جملہ سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو احکام شرعیہ سیکھانا چاہئیں کیونکہ بغیر جانے دوسروں کو بتانا ناممکن ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا تبلیغ صرف علماء کا ہی کام نہیں جسے جو مسئلہ یاد ہو دوسرے کو بتا دے۔ (بڑا ذخیرہ، ج ۳، ص ۱۲۱)

ہر مسلمان مبلغ ہے

سارے مسلمان مبلغ ہیں، سب پر ہی فرض ہے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ (تفسیر نعیمی ج ۲ ص ۲، وغیرہ) اس سے کچھ آگے چل کر حضرت قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر نعیمی میں بخاری شریف کی یہ حدیث پاک نقل کی ہے کہ تاجدار رسالت، مہنشاہ نبوت، خزانِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **بَلِّغُوا عَلَيَّ وَلَوْ آيَةً** یعنی میری طرف سے پہنچا دو اگر چہ ایک ہی آیت ہو۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۶۲ حدیث ۳۴۶۱)

ہر ایک اپنے اپنے منصب کے مطابق نیکی کی دعوت دے

مفسرِ فقیر، حکیم الامت، حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں: اے مسلمانو! تم سب کو ایسا گروہ ہونا چاہیے یا ایسی تنظیم بنو یا ایسی تنظیم بن کر رہو جو تمام بُرے (یعنی بگڑے ہوئے) لوگوں کو خیر (یعنی نیکی) کی دعوت دے، کافروں کو ایمان کی، فاسقوں کو تقویٰ کی، غافلوں کو بیداری کی، جاہلوں کو علم و معرفت کی، خشک مزارجوں کو لذتِ عشق کی، سونے والوں کو بیداری کی اور اچھی باتوں، اچھے عقیدوں، اچھے عملوں کا زبانی، قلمی، عملی، قوت سے، نرمی سے (اور حاکم اپنے محکوم و ماتحت کو) گرمی سے حکم دے اور بُری باتوں، بُرے عقیدے، بُرے کاموں، بُرے خیالات سے لوگوں کو (اپنے اپنے منصب کے مطابق) زبان، دل، عمل، قلم، تلوار سے روکے۔

عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا

14- بَابُ فِي الْاِقْتِصَادِ فِي الْعِبَادَةِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: طہ ہم نے آپ پر قرآن

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (طه مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ

اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔

لِتَشْفَى) (طہ: ۱)

شرح: حضرت صدر الاول فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ المحادی نحو امنی العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں:

شان نزول: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت میں بہت جہد فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر حکیم الہی عرض کیا کہ اپنے نفس پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے گفراور ان کے ایمان سے محروم رہنے پر بہت زیادہ متکشف و متحسر رہتے تھے اور خاطر مبارک پر اس سبب سے رنج و ملال رہا کرتا تھا اس آیت میں فرمایا گیا کہ آپ رنج و ملال کی کوفت نہ اٹھائیں قرآن پاک آپ کی مشقت کے لئے نازل نہیں کیا گیا ہے۔ (غزائن العرفان)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ) (البقرة: 185)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس آئے جبکہ آپ کے پاس عورت موجود تھی فرمایا یہ کون ہے عرض کیا: فلاں ہے جس کی نماز کا چہ چاہے فرمایا رہنے دو اتنے کام کو لازم پکڑو جس پر تمہیں (بیشکی کی) طاقت ہو اللہ کی قسم اللہ نہیں اکتائے گا تم خود ہی اکتا جاؤ گی اور آپ (ﷺ) کو دین کے کاموں میں سے زیادہ پیارا وہ کام تھا جس پر اسے کرنے والا بیشکی کرے۔ (متفق علیہ) مہ: بلکہ نبی ہے اور ڈانٹ کیلئے ہے لا یعمل اللہ: کا معنی ہے اللہ ثواب دینے سے نہ تھکے گا بلکہ عمل پر جزاء برابر عطا فرماتا ہے۔ نہ ہی تمہارے ساتھ تھکے ماندے جیسا سلوک کرتا ہے۔ حتیٰ کہ تم تھک کر عمل کرنا چھوڑ دو گے لہذا تمہیں چاہیے کہ اتنا کام پکڑ لو جس پر دوام کر سکو تا کہ تمہیں اس کا ثواب اور فضل ہمیشہ ملتا رہے۔

(142) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ، قَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: هَذِهِ فَلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا. قَالَ: مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تَطِيقُونَ. فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَمَهْ: كَلِمَةٌ نَهَى وَزَجَرَ. وَمَعْنَى لَا يَمَلُّ اللَّهُ: لَا يَقْطَعُ ثَوَابَهُ عَنْكُمْ وَجَزَاءُ أَعْمَالِكُمْ وَيُعَامِلُكُمْ مُعَامَلَةَ الْمَالِ حَتَّى تَمَلُّوا فَتَتَرَكُوا. فَيَنْبَغِي لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مَا تَطِيقُونَ الدَّوَامَ عَلَيْهِ لِيَدُومَ ثَوَابُهُ لَكُمْ وَفَضْلُهُ عَلَيْكُمْ.

میلانہ او استمعہم علیہ القرآن ج ۱ ص ۱۰۱۹ رقم: ۱۸۴۰ سنن الکبیری للبیہقی باب القصد فی العبادۃ والمجہد فی المداومۃ ج ۱ ص ۱۰۱۹ رقم: ۱۲۵ سنن ابن ماجہ باب المداومۃ علی العمل ج ۲ ص ۱۴۱۶ رقم: ۲۲۲۸ صحیح ابن خرمہ باب ذکر الدلیل علی أن اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما دواہم علی الرکعتین ج ۱ ص ۶۱۶ رقم: ۱۲۸۲

شرح حدیث: جب تھک جاؤ...

ایک مرتبہ ایک طالب علم علماء (رحمہم اللہ) کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ کون ہے جو مجھے ایسا عمل بتائے جسکی بدولت میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا شمار کیا جاؤں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہوں۔

اس سے کہا گیا، (یہ سوال کر کے) تم نے اپنی مراد کو پالیا ہے جاؤ جس قدر نیکی کر سکو کرو اور جب تھک جاؤ اور عمل نہ کر سکو تو کم از کم عمل کرنے کی نیت ہی کر لو کہ نیت کرنے والا بھی عمل کرنے والا ہی شمار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح بعض بزرگان دین (رحمہم اللہ) فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم پر اللہ (عزوجل) کی نعمتیں بے شمار ہیں اور تمہارے گناہ تمہیں یاد نہیں لیکن اگر تم صبح و شام توبہ کرو تو ماں باپ سے زیادہ شفقت کرنے والا رب غفور (عزوجل) درمیان والے گناہ بخش دے گا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ (علیہ السلام) نے فرمایا اس آنکھ کے لئے خوش خبری ہے جو سو جائے اور گناہ کا ارادہ نہ کرے اور پھر بے گناہی کی حالت میں بیدار ہو۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں قیامت کے دن لوگ اپنی بیٹیوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔

سیدنا فضیل بن عیاض (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب یہ آیت مبارکہ پڑھا کرتے:

وَلَتَنبَلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ تَعْلَمَ الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمْ وَالضَّابِرِينَ ۖ وَتَبْلُوَنَّكُمْ

ترجمہ کنز الایمان: اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں آزمالیں۔ (پارہ ۲۶ سورہ محمد، آیت ۳۱)

تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور اس آیت کو بار بار پڑھتے اور فرماتے اے اللہ! اگر تو نے ہماری آزمائش کی تو ہم رسوا ہو جائیں گے اور ہمارے عیب ظاہر ہو جائیں گے۔

جنت میں ہمیشگی

حضرت سیدنا حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں جنتی اپنی اچھی نیت کی وجہ سے جنت میں اور جہنمی اپنی بری نیت کی وجہ سے جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں تو رات شریف میں نکھا ہوا ہے، جس عمل سے میری رضا مطلوب ہو وہ تھوڑا بھی زیادہ ہوتا ہے اور جو میرے غیر کے لئے کیا جائے وہ اگرچہ زیادہ ہو تب بھی تھوڑا ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا بلال بن سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں مومن جب کوئی بات کرتا ہے تو اللہ (عزوجل) اسکے قول کے بارے میں فیصلہ نہیں فرماتا حتیٰ کہ اسکے عمل کو دیکھ لے اور جب بندہ مومن عمل کرتا ہے تو اللہ (عزوجل) اسکے عمل کے بارے میں فیصلہ نہیں فرماتا یہاں تک کہ اسکے تقوے کو ملاحظہ فرمائے اور اگر وہ تقویٰ اختیار کرے تو اسکے تقوے کے بارے میں فیصلہ نہیں فرماتا حتیٰ کہ اسکی نیت کو دیکھے پس اگر اسکی نیت درست ہو تو اس بات کا حق دار ہے کہ اسکے دوسرے کام بھی ٹھیک ہوں۔ (احیاء العلوم صفحہ ۱۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف نبی اکرم ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے کیلئے آئے جب ان کو بتایا گیا تو انہوں نے اس کو قلیل جانا اور کہنے لگے کہ ہم کہاں اور نبی اکرم ﷺ کہاں۔ ان کے پچھلے پہلے ہر ذنب کی مغفرت ہو چکی۔ ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور کبھی روزہ کا ناغہ نہ کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا پس رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں۔ خبردار اللہ کی قسم تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرا اور تقویٰ والا میں ہوں اور میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں ناغہ بھی کر لیتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور بیویوں سے شادی بھی کرتا ہوں سو جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ میرا نہیں۔ (متفق علیہ)

(143) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةٌ رَهْطًا إِلَى بُيُوتِ أَرْوَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَتْهُمْ تَقَالُوهَا وَقَالُوا: آيَنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَا أَنَا فَأَصِلِ اللَّيْلَ أَبَدًا. وَقَالَ الْآخَرُ: وَأَنَا أَصُومُ النَّهْرَ أَبَدًا وَلَا أَفْطِرُ. وَقَالَ الْآخَرُ: وَأَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا. فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَتَيْتُمُ الدِّينَ قُلْتُمُ كَذًا وَكَذًا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَخْشَاكُمْ إِلَهُ وَاتَّقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأَفْطِرُ، وَأَصِلُّ وَأَرْقُدُ، وَاتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: کتاب النکاح ج ۲ ص ۵۰۰، رقم: ۵۰۶۲ صحیح مسلم: باب استحباب النکاح لمن تأقت نفسه الیه ج ۲ ص ۲۲۹، رقم: ۲۲۹۹ صحیح ابن حبان: باب ما جاء فی الطاعات ج ۱ ص ۱۸۶، رقم: ۲۱۰ المعجم الکبیر للطبرانی: من

نفل روزوں کا بیان

جان لو! فضیلت والے دنوں میں روزوں کا مستحب ہونا مؤکد ہے اور فضیلت والے دنوں میں سے بعض سال میں ایک بار، بعض ہر مہینے اور بعض ہر ہفتے میں پائے جاتے ہیں۔

سال میں رمضان المبارک کے بعد عرفة (یعنی نوزوالحجہ) کا دن، اسے دسویں محرم کا دن، ذوالحجہ کے پہلے دس دن، محرم الحرام کے پہلے دس دن اور عزت والے مہینے (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب) روزوں کے لئے عمدہ دن ہیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شعبان المعظم میں بکثرت روزے رکھتے، حتیٰ کہ گمان ہونے لگتا کہ یہ رمضان ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم شعبان، الحدیث ۱۹۶۹، ص ۱۵۳، بخیر)

حدیث مبارکہ میں ہے: رمضان المبارک کے بعد افضل روزے محرم کے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث ۲۷۵۶، ص ۸۶۶)

سید المبلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے ماہ محرم کا ایک روزہ دوسرے مہینوں کے تیس روزوں سے افضل ہے اور رمضان المبارک کا ایک روزہ محرم الحرام کے تیس روزوں سے افضل ہے۔

(المعجم الصغير للطبرانی، الحدیث ۹۶۰، ج ۲، ص ۱۷، بخیر قلیل)

اور جو شخص عزت والے مہینوں میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھے، اللہ عزّ و جلّ اس کے لئے سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ فضیلت والے مہینے ذوالحجہ الحرام، محرم الحرام، رجب المرجب اور شعبان المعظم ہیں اور عزت والے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں ان میں ایک (رجب کا) مہینہ الگ ہے اور تین مسلسل ہیں۔

روزوں کے وہ دن جو مہینے میں تکرار سے آتے ہیں (یعنی ہر مہینے آتے ہیں) وہ مہینے کا پہلا، درمیانی یعنی ایام بیض اور آخری دن ہیں اور ایام بیض تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہے۔ اور ہر ہفتے میں آنے والے روزوں کے دن پیر، جمعرات اور جمعہ کے ہیں۔

صوم الدھر (یعنی عمر بھر روزے رکھنا) تمام دنوں کو شامل ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کے مکروہ ہونے میں اختلاف ہے۔ شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: بہترین روزے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ (جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم، الحدیث ۷۷۰، ص ۱۷۲۳)

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مجھ پر دنیا اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں لیکن میں نے انہیں لینے سے انکار کر دیا اور میں نے کہا میں ایک دن بھوکا رہوں گا اور ایک دن کھاؤں گا، جب میں کھاؤں گا تو تیری حمد بیان کروں گا اور جب بھوکا ہوں گا تو تیری بارگاہ میں التجا کروں گا۔

(جامع ترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء في الكفاف والصبر عليه، الحدیث ۲۳۴۷، ص ۱۸۸۵، ۱۸۸۸، منہوما)

اسلام اور سادھو کی زندگی

ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا اور قیامت کی ہولناکیوں کا اس انداز میں بیان فرمایا کہ سامعین متاثر ہو کر زار و قطار رونے لگے، اور لوگوں کے دل دہل گئے اور لوگ اس قدر خوف و ہراس سے لرزہ بر اندام ہو گئے کہ دس جلیل القدر صحابہ کرام حضرت عثمان بن مظعونؓ، عجمی کے مکان پر جمع ہوئے جن میں حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت علیؓ و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و حضرت عبداللہ بن عمروؓ و حضرت ابوذر غفاریؓ و حضرت سالمؓ و حضرت مقدادؓ و حضرت سلمان فارسیؓ و حضرت معقل بن مقرنؓ و حضرت عثمان بن مظعونؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے اور ان حضرات نے آپس میں مشورہ کر کے یہ منصوبہ بنایا کہ اب آج سے ہم لوگ سادھو بن کر زندگی بسر کریں گے، ٹاٹ وغیرہ کے موٹے کپڑے پہنیں گے اور روزانہ دن بھر روزے رکھ کر ساری رات عبادت کریں گے، بستر پر نہیں سوئیں گے اور اپنی عورتوں سے الگ رہیں گے اور گوشت چربی اور گھی وغیرہ کوئی مرغی غذا نہیں کھائیں گے نہ کوئی خوشبو لگائیں گے اور سادھو بن کر روئے زمین میں گشت کرتے پھریں گے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے اس منصوبہ کی اطلاع ملی تو آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجھے ایسی ایسی خبر معلوم ہوئی ہے تم بتاؤ کہ واقعہ کیا ہے؟ تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! حضور کو جو اطلاع ملی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس منصوبہ سے بجز نیکی اور خیر طلب کرنے کے ہمارا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال نبوت پر قدرے جلال کا ظہور ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ میں جو دین لے کر آیا ہوں اس میں ان باتوں کا حکم نہیں ہے۔ سنو! تمہارے اوپر تمہاری جانوں کا بھی حق ہے۔ لہذا کچھ دن روزہ رکھو اور کچھ دنوں میں کھاؤ پیو اور رات کے کچھ حصے میں جاگ کر عبادت کرو اور کچھ حصے میں سو رہا کرو۔ دیکھو میں اللہ کا رسول ہو کر کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی روزہ نہیں بھی رکھتا ہوں۔ اور گوشت، چربی، گھی بھی کھاتا ہوں۔ اچھے کپڑے بھی پہنتا ہوں اور اپنی بیویوں سے بھی تعلق رکھتا ہوں اور خوشبو بھی استعمال کرتا ہوں یہ میری سنت ہے اور جو مسلمان میری سنت سے منہ موڑے گا وہ میرے طریقے پر اور میرے فرماں برداروں میں سے نہیں ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرام کا ایک مجمع جمع فرما کر آپ نے نہایت ہی مؤثر وعظ بیان فرمایا جس میں آپ نے برملا ارشاد فرمایا کہ سن لو! میں تمہیں اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ تم لوگ سادھو بن کر راہبانہ زندگی بسر کرو۔ میرے دین میں گوشت وغیرہ لذیذ غذاؤں اور عورتوں کو چھوڑ کر اور تمام دنیاوی کاموں سے قطع تعلق کر کے سادھوؤں کی طرح کسی کٹی یا پہاڑ کی کھوہ میں بیٹھ رہنا یا زمین میں گشت لگاتے رہنا ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ سن لو! میری امت کی سیاحت جہاد ہے اس لئے تم لوگ بجائے زمین میں گشت کرتے رہنے کے جہاد کرو اور نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کی پابندی کرتے ہوئے خدا کی عبادت کرتے رہو اور

اپنی جانوں کو سختی میں نہ ڈالو۔ کیونکہ تم لوگوں سے پہلے اگلی امتوں میں جن لوگوں نے سادھو بن کر اپنی جانوں کو سختی میں ڈالا، تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان لوگوں پر سخت سخت احکام نازل فرما کر انہیں سختی میں مبتلا فرما دیا جن احکام کو وہ لوگ نباہ نہ سکے اور بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ موڑ کر وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔

(تفسیر جمل علی البجلائی، ج ۲، ص ۲۶۷، پ ۱۱۷، ۱۱۸: ۸۶)

(144) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: هَلَكَ أَكْرَمُ
الْمُتَنَطِعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ (مسلم)

الْمُتَنَطِعُونَ : الْمُتَعَبِّقُونَ الْمُتَشَدِّقُونَ فِي
شَكْرِ مَوْضِعِ التَّشْدِيدِ.
والا تکلف کرنے والا۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب هلك المتعطون ج ۲، ص ۷۰، رقم: ۶۹۵ سنن ابوداؤد: باب في لزوم السنة ج ۲، ص ۲۳۰، رقم: ۲۶۱۰ المعجم الكبير للطبرانی من اسماء عبدالله بن مسعود ج ۸، ص ۱۷۵، رقم: ۱۰۴۶۸ مسند امام احمد مسند عبدالله بن مسعود ج ۱، ص ۲۸۶، رقم: ۳۱۵۵ مجمع الزوائد باب ما جاء في المتعجبين والمتعطين ج ۱۰، ص ۲۲۰، رقم: ۱۷۸۴۰ (وقال رجال الصحيح)

شرح حدیث: دل اندھے ہو جائیں گے

حضرت سیدنا مولیٰ علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) فرماتے ہیں اپنے دلوں کو کچھ آرام دیا کرو کہ اگر ان پر بے جا سختی کی جائے تو وہ اندھے ہو جائیں گے۔

چنانچہ حضرت سیدنا ابودرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں میں اپنے نفس کو کچھ کھیل کر راحت پہنچاتا ہوں تو یہ کھیلنا میرے حق میں (عبادت کرنے کیلئے) مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اور یہ وہ حقائق ہیں کہ جن کا صحیح علم جید علماء ہی کو ہو سکتا ہے۔ محض ناکارہ قسم کو لوگوں کو نہیں جیسا کہ کوئی طبیب حاذق گرمی کے شکار مریض کا علاج گوشت سے کرتا ہے حالانکہ گوشت بھی گرم ہوتا ہے تو ایسا شخص جو علم طب سے بے بہرہ ہو اسے بڑا عجیب و غریب خیال کرتا ہے حالانکہ طبیب حاذق جانتا ہے کہ گوشت کھانے سے مریض کی طبیعت بحال ہو جائے گی اور وہ علاج بھد کو برداشت کرنے کے لائق ہو جائے گا۔

اسی طرح جو شخص شطرنج کا ماہر ہو وہ کبھی رخ اور گھوڑا مفت میں چھوڑا دیتا ہے تاکہ مد مقابل کی چال سے بچ سکے جبکہ شطرنج سے ناواقف شخص اس پر اظہار تعجب کرتا ہے یوں ہی جو شخص لڑائی کے فن سے واقف ہو وہ بعض اوقات اپنے دشمن سے پیٹھ پھیر کے بھاگ کھڑا ہوتا ہے (اور اسے ایسی جگہ لے آتا ہے جہاں پلٹ کر حملہ کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اسے میدان

جنگ سے فرار ہوتا دیکھ کر غیر متعلقہ شخص حیرت میں پڑ جاتا ہے۔

اللہ (عزوجل) کی طرف جانے کا طریقہ بھی کچھ اسی طرح ہے کیونکہ یہ شیطان سے لڑائی ہے اور دل کا علاج ہے چنانچہ جو شخص صاحب بصیرت ہو اور اسے توفیق الہی (عزوجل) حاصل ہو تو وہ نہایت نفیس حیلے تلاش کر لیتا ہے جنہیں کمزور اور کچے ذہن والے لوگ عقل سے بعید خیال کرتے ہیں چنانچہ مرید کیلئے مناسب نہیں کہ شیخ کی بعض باتوں پر دل میں پیدا ہونے والے امکان کو چھپائے رکھے اسی طرح طالب علم کو اپنے استاد پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے بلکہ صبر سے کام لینا چاہئے اور جہاں تک بصیرت کام کرے نبہا اور ان کی جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خود اس مقام کو حاصل کر لے جہاں ان باتوں کے اثرات اس پر خود بخود منکشف ہو جائیں۔ (ماخوذ فیضان احوال العلوم)

(145) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ إِلَّا غَلَبَةً، فَسَيِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْهَرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک دین آسان ہے جو دین میں بے جا سختی برتا ہے مغلوب ہو جاتا ہے تو تم درست اور میانہ روی سے چلو خوشخبری دو اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت کے ساتھ مدد طلب کرو۔

(بخاری)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: سَيِّدُوا وَقَارِبُوا، وَاعْبُدُوا وَرُوحُوا وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، الْقَصْدُ الْقَصْدُ تَبْلُغُوا.

بخاری کی دوسری روایت ہے درست چلو میانہ روی اختیار کرو اور صبح و شام اور تاریکی کا کچھ حصہ عبادت کر لو مقصد تک پہنچ جاؤ گے۔

قَوْلُهُ: الدِّينُ: هُوَ مَرْفُوعٌ عَلَى مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ. وَرُوِيَ مَنْصُوبًا وَرُوِيَ

ایک روایت میں منصوب ہے

لَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ. وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا غَلَبَةً: أَيْ غَلَبَةُ الدِّينِ وَعَجَزُ ذَلِكَ الْمُشَادِّ عَنْ مُقَاوَمَةِ الدِّينِ لِكثَرَةِ طَرَفِهِ. وَ الْغَدْوَةُ: سَيَرُهُ أَوَّلُ النَّهَارِ. وَالرَّوْحَةُ: آخِرُ النَّهَارِ. وَالدُّلْجَةُ: آخِرُ اللَّيْلِ.

لن يشاد الدين احد بھی روایت کیا گیا اور آپ ﷺ کے فرمان: الاغلبہ: دین کے غائب آنے سے مراد یہ ہے وہ سختی پر چلنے والا دین کے مقابلہ سے عاجز ہو جائے گا کیونکہ دین کے امور کثیر ہیں۔ غدوہ: صبح کے وقت چلنا۔ روحہ: شام کے وقت سفر کرنا مراد ہے۔ الدلجہ: رات کا آخری حصہ۔

یہ استعارہ تمثیلیہ ہے اور اس کا مطلب ہے اللہ

وَهَذَا اسْتِعَارَةٌ وَتَمَثِيلٌ وَمَعْنَاهُ: اسْتَعِينُوا

عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ - عَزَّوَجَلَّ - بِالْأَعْمَالِ فِي وَقْتِ
نَشَاطِكُمْ وَفَرَاحِ قُلُوبِكُمْ بِحَيْثُ تَسْتَلِذُّونَ
الْعِبَادَةَ وَلَا تَسَامُونَ وَتَبْلُغُونَ مَقْصُودَكُمْ كَمَا
أَنَّ الْمَسَافِرَ الْحَاضِقَ يَسِيرُ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ
وَيَسْتَرْجِحُ هُوَ وَدَائِلُهُ فِي غَيْرِهَا فَيَصِلُ الْمَقْصُودَ
بِغَيْرِ تَعَبٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

مزدجل کی اطاعت پہ مدد چاہو۔ اس طرح تم کو عبادت
کی لذت حاصل ہوگی اور تم نہ اکتاؤ گے اور اپنے مقصود
تک پہنچ جاؤ گے جیسا کہ سمجھدار مسافران اوقات میں سفر
کرتا ہے باقی اوقات وہ اور اس کی سواری آرام کرتے
ہیں۔ اور مشقت کے بغیر مقصد تک پہنچ جاتا ہے۔ اور
اللہ ہی زیادہ علم والا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب الدین یسر وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الدین الی اللہ الحدیث: ج
۱، ص ۱۰۱، رقم: ۲۰۰۲ سنن الکبیری للنسائی الدین یسر: ج ۸، ص ۱۲۹، رقم: ۵۰۳۲ سنن الکبیری للبیہقی: باب القصد فی العبادۃ والمجہد فی
المداومۃ: ج ۳، ص ۱۸، رقم: ۳۱۲۹ مسند شہاب: باب الدین یسر: ص ۳۰، رقم: ۱۱۶، صحیح ابن حبان: باب ما جاء فی الطاعات: ج
۱، ص ۱۶۲، رقم: ۲۵۱)

شرح حدیث: حکم لائمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:
یعنی اسلام آسان دین ہے اس میں یہودیت کی طرح سختیاں نہیں کہ ان کے ہاں ترک دنیا عبادت تھی ہمارے ہاں
دنیا داری بھی عبادت ہے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، رب فرماتا ہے: يُؤْتِيكَ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ۔

(برزخ النجیح، ج ۲، ص ۲۸۳)

نبوت کے اجزاء

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اعتدال پسندی، میانہ روی اور
اچھی نیت نبوت کے 24 اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی المناقی، الحدیث: ۲۰۱۰، ص ۱۸۵۳)
دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: عملِ آخرت کے علاوہ ہر چیز
میں اعتدال پسندی اچھی چیز ہے۔ (المستدرک، کتاب الایمان، باب التوکل فی کل شیء، الحدیث: ۲۲۱، ج ۱، ص ۲۳۹)
سرکارِ والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: حلم و تدبر اللہ عزوجل کی
طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ما جاء فی الرفق، الحدیث: ۲۶۵۲، ج ۸، ص ۲۳)
حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی مَنْ یَعْمَلْ سُوءًا یُجْزِیْہُ ترجمہ
کنز الایمان: جو برائی کریگا اس کا بدلہ پائے گا۔ (پ ۵، النساء: ۱۲۳) تو مسلمان غم زدہ ہو گئے۔ اس پر رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اعمال میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ مسلمان کو جو بھی پہنچتا ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مصیبت جو اسے پہنچتی ہے یا وہ کاٹنا جو اسے چبھتا ہے وہ بھی اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة، باب ثواب مومن فیما یصلہ من مرض.... الخ، رقم ۲۵۷۳-۱۳۹۲)

حضرت سیدنا امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے عقل مند آدمی پر تعجب ہے جس کی داڑھی لمبی ہے وہ اس سے کیوں نہیں کاٹتا کہ وہ دو داڑھیوں کے درمیان ہو جائے (یعنی نہ بہت چھوٹی ہو اور نہ بہت لمبی) کیونکہ ہر چیز میں میانہ روی اچھی ہے۔ (باب الاحیاء صفحہ ۵۷)

جسمانی اعضاء کی گفتگو

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے کجب بندہ رات میں عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اسکے اعضاء خوش ہو کر ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ ہمارا رفیق اللہ عزوجل کی بندگی کے لئے کھڑا ہوا ہے۔

رحمتوں کی برسات

حضرت سیدنا احمد بن ابوالحواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا تو انہیں روتے ہوئے پایا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کس چیز نے آپ کو رولایا؟ کہنے لگے: جب رات کی تاریکی اپنی چادر بچھا دیتی ہے تو اہل محبت قیام (یعنی نماز) میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے آنسو رکوع اور سجدہ کی حالت میں ان کے رخساروں پر بہہ رہے ہوتے ہیں۔ پھر جب اللہ جل جلالہ ان پر نگاہِ کرم کرتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے، اے جبرئیل (علیہ السلام)! میرے سامنے وہ کھڑا ہے جس نے میرے کلام سے لذت حاصل کی اور مجھ سے مناجات کی راحت پائی، بے شک میں اس سے باخبر ہوں اور اس کے کلام کو سن رہا ہوں اور اس کے رونے اور آہ و زاری کو دیکھ رہا ہوں، اے جبرئیل اس سے کہو: میں جو یہ تمہارا غم دیکھ رہا ہوں یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں کسی نے خبر دی ہے کہ کوئی دوست اپنے دوستوں کو آگ کا عذاب دیتا ہے یا کیا میں گوارا کروں گا کہ میں کسی قوم کو رات گزارنے کے لئے ٹھکانا فراہم کروں پھر انہیں نیند کی حالت میں جہنم میں ڈالنے کا حکم دوں۔ یہ کام تو کسی بدکار بندے کو بھی سزاوار نہیں تو کریم بادشاہ عزوجل کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! کہ میں انہیں ضرور ایک تحفہ عطا فرماؤں گا، وہ اس طرح کہ میں ان پر نظرِ رحمت فرماؤں گا اور وہ میرا دیدار کریں گے۔ (حلیۃ الاولیاء، ابوسلیمان الدارانی، رقم ۱۳۸۴، ج ۹، ص ۲۶۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ

(146) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

مسجد میں تشریف لائے آپ نے دوستوں کے درمیان

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا

حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: مَا هَذَا الْحَبْلُ؟ قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لَزِيذَتِهِ، فَإِذَا فَتَكَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُلُوهُ لِيَصِلَ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَرْقُدْ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ.

لکھی ہوئی رسی دیکھی۔ فرمایا: یہ رسی کیا ہے؟ تو صحابہ نے عرض کیا: یہ حضرت زینب کی رسی ہے جب وہ تھک جاتی ہیں تو اس سے سہارا لیتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کو کھول دو تم میں سے کوئی اسی وقت تک نماز پڑھے جب تک اس کی طبیعت میں تازگی ہو پس جب سستی آجائے

تو سو جاؤ۔ (متفق علیہ)

تخريج حديث: (صحيح بخاري، باب ما يكره من التشديد في العبادة ج ١ ص ٢٥٢، رقم: ١١٥٠، صحيح مسلم، باب امر من نكس في صلاته ج ١ ص ٦٨١، رقم: ١٨٩٤، صحيح ابن حبان، باب التوافل ج ٢ ص ٢٣٩، رقم: ٢٣٩٢، سنن ابن ماجه، باب ما جاء في البصل اذا نكس ج ١ ص ٢٣٦، رقم: ١٢٤١، مسند امام احمد، مسند انس بن مالك رضي الله عنه ج ٢ ص ١٠١، رقم: ١٢٠٠٥)

شرح حدیث: ذوق عبادت

والدین کو چاہیے کہ اوائل ہی سے اپنی اولاد کے دل میں عبادت کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کریں کبھی انہیں تلاوت قرآن کے فضائل بتائیں تو کبھی تہجد کے، کبھی روزے کی فضیلت بتائیں تو کبھی باجماعت نماز کی۔

سیدنا ابو یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید کا ذوق عبادت

حضرت سیدنا ابن ظفر علیہ رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو یزید بسطامی قدس سرہ، الثورانی کو بچپن میں جب مدرسہ داخل کیا گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ پر پہنچے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۝ قُلِ الْيَلُ إِلَّا قَلِيلًا ۝ ترجمہ کنز الایمان: اے جہرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔ (پ ۲۹، المزل ۱-۲) تو اپنے والد محترم حضرت سیدنا طیفور بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کی: یہاں اللہ عز وجل کس سے مخاطب ہے؟ تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پوچھا: اے میرے ابا جان! پھر آپ بھی حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ تو انہوں نے جواب دیا: پیارے بیٹے! یہ حکم خاص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا گیا پھر سورہ طہ میں اس میں تخفیف کر دی گئی۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سبق اس آیت مبارکہ پر پہنچا: إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَمْحَىٰ مِنْ تُكْمِي الْيَلِ وَ يَضْفَهُ وَ ثُلُثَهُ وَ طَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔ (پ ۲۹، المزل) تو پھر پوچھنے لگے: اے میرے والد محترم! میں سن رہا ہوں کہ اس میں ایک ایسے گروہ کا ذکر خیر بھی ہے جو راتوں کو قیام کرتا ہے۔ تو والد

محترم نے بتایا: جی ہاں! وہ ہمارے پیارے آقا، دو عالم کے داتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: اس چیز کو ترک کرنے میں کوئی بھلائی نہیں جو رسول اللہ عزَّ وَّجَلَّ وَّجَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیا کرتے تھے۔ چنانچہ، اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم ساری ساری رات قیام کرنے لگے۔ ایک رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے اور اپنے والد محترم سے عرض کی: مجھے بھی سکھائیے، میں بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کروں گا۔ والد صاحب فرمانے لگے: بیٹے! ابھی تم چھوٹے ہو۔ عرض کی: اے میرے ابا جان! جس دن لوگ الگ الگ اپنے رب عزَّ وَّجَلَّ کے حضور حاضر ہوں گے تاکہ اپنے اعمال دیکھیں، اور اگر میرے رب عزَّ وَّجَلَّ نے مجھ سے پوچھ لیا، اے ابو یزید! تم نے کیا کیا؟ تو میں جواب دوں گا: میں نے اپنے والد محترم سے عرض کی تھی کہ مجھے سکھائیے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھا کر دوں تو انہوں نے مجھے کہا تھا، ابھی تم چھوٹے ہو۔ یہ سن کر فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم کہنے لگے: نہیں، خدا عزَّ وَّجَلَّ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ تم ایسی بات کہو۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو والد صاحب نے نماز سکھائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رات کا اکثر حصہ نماز ادا کرتے رہتے۔

سُبْحَانَ اللہ عزَّ وَّجَلَّ! کیا شان ہے ان لوگوں کی جن کے ذوق و شوق کی سواری مقصد کے حصول کے لئے راتوں کو چلتی رہتی یہاں تک کہ وہ اپنی منزل مراد پر پہنچ جاتے اور انہیں عنایت خداوندی حاصل ہو جاتی۔

(الزُّوْضُ الْفَائِزُ لِي الْمَوْجِبِ وَالْزُّوْضُ الْمُصِيفُ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَتْمٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْكُوفِيُّ ۸۱۵ھ)

(147) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنْ أَحَدًا إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَذْهَبُ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند چلی جائے کیونکہ جب اس نے اونگھتے ہوئے نماز پڑھی تو ممکن ہے کہ وہ مغفرت طلب کرنے لگے تو اپنے آپ کو گالیاں دینے لگے۔ (متفق علیہ)

مخرج الحديث: (صحيح بخاری باب الوضوء من النوم ومن لم ير من النعسة ج ۱ ص ۱۰۹ رقم: ۲۰۱۱ صحيح مسلم باب

امر من نعس في صلاته ج ۱ ص ۱۰۹ رقم: ۱۸۴۱ سنن الكوازي للمذق باب من نعس في صلاته فليرقد ج ۲ ص ۱ رقم: ۳۹۰۰ سنن

ترمذی باب ما جاء في الصلاة عند النعاس ج ۱ ص ۱۸۶ رقم: ۲۵۵۰ مسند امام احمد بن حنبل مسند انس بن مالك ج ۲ ص ۱۳۲

رقم: ۱۲۹۹)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

مثلاً اونگھتے ہوئے بجائے اغفر لی کے اغفر لی کہہ جائے غفر کے معنی ہیں بخشا، غفر کے معنی ہیں مٹی میں ملانا، ذلیل و خوار کرنا اور بعض ساعتیں قبولیت کی ہوتی ہیں کہ جو زبان سے نکلے وہ ہو جاتا ہے اس لیے بہت احتیاط چاہیے۔ خیال رہے کہ بعض دفعہ مقتدی امام کے پیچھے اونگھ جاتے ہیں انہیں منہ دھو کر کھڑا ہونا چاہیے مگر اس اونگھ کی وجہ سے نماز باجماعت نہ چھوڑنی چاہیے، یہاں تہجد وغیرہ نوافل کے احکام بیان ہو رہے ہیں۔ (برزۃ المناجیح، ج ۲، ص ۴۸۳)

نیت عبادت کے باوجود غلبہ نیند

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و ملال، صاحب بخود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو شخص رات کو مخصوص رکعتیں پڑھنے کا عادی ہو پھر کسی رات اس پر نیند غالب آجائے تو اسے اس کی نماز کا ثواب عطا کر دیا جائے گا اور اس کی نیند اس پر صدقہ ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب من نوى القيام فنام، رقم ۱۳۱۳، ج ۲، ص ۵۱)

اپنے ورد سے محروم رہ جانے والے کا ثواب

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، امیس الغریبین، سرانج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق دامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو اپنے ورد سے محروم رہ جائے اور پھر اسے فجر یا ظہر کے بعد پڑھ لے تو اسے وہی ثواب عطا کیا جائے گا جو رات میں پڑھنے پر عطا کیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ السافرین و قصرھا، باب جامع صلوٰۃ اللیل و من نام الخ، رقم ۷۴، ص ۳۷۶)

(148) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ أَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو عبد اللہ جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نمازیں ادا کرتا تھا آپ کی نماز درمیانی ہوتی اور آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا۔

(مسلم)

قَصْدًا: اس کا مطلب ہے بسی اور چھوٹی کے

قَوْلُهُ: قَصْدًا: اَيْ بَيْنَ الطُّوْلِ وَالْقَصْرِ.

درمیان (یعنی درمیانی)۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب تخفیف الصلاة والخطبة، ج ۱، ص ۸۷، رقم ۲۴۰، سنن الکبیری للبیہقی، باب ما يستحب من القصد فی الکلام، ج ۲، ص ۲۰۷، رقم ۵۹۷۱، المعجم الکبیر للطبرانی، من اسمہ جابر بن سمرۃ السوائی، ج ۱، ص ۸۶، رقم ۲۳۹، سنن ترمذی، باب ما جاء فی قصد الخطبة، ج ۱، ص ۲۸۱، رقم ۵۰۷، مسند امام احمد بن حنبل، ومن حدیث ابی عبد الرحمن ج

شرح حدیث: نماز کو مختصر رکھے

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں فجر کی نماز فلاں شخص کی وجہ سے (جماعت کے بعد) تاخیر سے ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی قراءت کرتا ہے۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے حزن جو دو سخاوت، ہیکر عظمت و شرافت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جتنے جلال و شدت میں اس دن نصیحت کرتے ہوئے دیکھا اس سے پہلے اتنی شدت کبھی بھی نہ دیکھی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لوگوں کو متفرق کرتے ہیں، لہذا جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرے تو نماز کو مختصر رکھے کیونکہ اس کے پیچھے بچے، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب امر الائمة۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۰۴۳، ص ۵۱، بغیر تلیل)

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر آکر اپنی قوم کی امامت کرتے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء پڑھی پھر اپنی قوم میں آئے ان کے امام بنے اور سورۃ بقرہ شروع کر دی تو ایک شخص پھر گیا کہ اس نے سلام پھیر کر اکیلے نماز پڑھی اور چلا گیا لوگوں نے کہا اے فلاں کیا تو منافق ہو گیا بولا نہیں رب کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا اور آپ کو یہ خبر دوں گا پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ اونٹ والے ہیں دن بھر کام کرتے ہیں اور حضرت معاذ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر اپنی قوم میں آئے سورۃ بقرہ شروع کر دی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا اے معاذ کیا تم فتنہ گر ہو وَالشَّيْطَانُ وَخُضْعَهَا اور وَالضُّعْنَى وَالْيَلِيلُ إِذَا يَغْشَى اور سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھا کرو (مسلم، بخاری)

(149) وَعَنْ أَبِي مُخَيْفَةَ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَخْبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدُّدَاءِ فَرَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدُّدَاءِ فَرَأَى أَمْرَ الدُّدَاءِ مُتَبَدِّلَةً، فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدُّدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدُّدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ لَهُ: كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِأَكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدُّدَاءِ يَقُومُ فَقَالَ لَهُ: نَمُ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ لَهُ:

حضرت ابو مخیفہ وہب بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو درداء کے درمیان مواخات قائم فرمادی۔ اب حضرت سلمان حضرت ابو درداء کو ملنے آئے تو اُم درداء کو بالکل پریشان حال دیکھا کہا تمہیں کیا ہے؟ بولی کہ تیرا بھائی ابو درداء اس کو دنیا کی کوئی ضرورت نہیں پھر حضرت ابو درداء آئے اور کھانا تیار کر کے پیش کیا۔ انہوں نے حضرت سلمان سے کہا کہ کھائیں میرا تو روزہ ہے حضرت سلمان نے کہا: میں تو اس وقت تک نہیں

لَمْ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلَمَانُ: قُمْ
الْآنَ فَصَلِّ يَا جَمِيعًا فَقَالَ لَهُ سَلَمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ
عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلَا هَلْكَ
عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلَمَانُ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ.

کھاؤں گا جب تک آپ میرے ساتھ نہ کھائیں۔
چنانچہ انہوں نے بھی کھایا پھر جب رات ہونے لگی تو
حضرت ابو درداء عبادت کے لیے اٹھے تو حضرت سلمان
نے فرمایا: سو جاؤ وہ سو گئے پھر اٹھنے لگے تو انہوں نے
پھر کہا: سو جاؤ۔ پھر جب پچھلی رات ہوئی تو حضرت
سلمان نے کہا: اب اٹھو پھر ان دونوں نے نماز ادا کی پھر
حضرت سلمان نے ان کو کہا بے شک تیرے رب کا تجھ
پر حق ہے اور تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا
تجھ پر حق ہے ہر حق والے کو اس کا حق ادا کر پھر وہ نبی
اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر
کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا ہے۔

(بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب من اقسد علی اخیه لیفطر فی العطوع ولم یؤ علیہ قضاء، ج ۱ ص ۲۸، رقم:
۱۹۶۸ سنن ترمذی، باب ما جاء فی حفظ اللسان، ج ۱ ص ۴۰۸، رقم: ۲۲۱۴ صحیح ابن عزمہ، باب ذکر الدلیل علی ان الفطر فی صوم
العطوع، ج ۲ ص ۱۰۰، رقم: ۲۱۳۲ نصب الراية لاحادیث الهدایة للزیلعی، باب ما یوجب القضاء، ج ۲ ص ۲۲۵، تخریج احادیث
الاحیاء للعراقی، ص ۳۱، رقم: ۱۲۲۹)

شرح حدیث: حقوق العباد نہ ادا کرنا

بندوں کے حقوق کا ادا کرنا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے اور بندوں کے حقوق واجبہ نہ ادا کرنا گناہ کبیرہ ہے جو صرف توبہ
کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ یا تو حقوق ادا کر دے یا صاحبان حقوق سے
حقوق معاف کرا لے کیوں کہ جب تک بندے نہ معاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں فرمائے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ فاتوا کل ذی حق حقه یعنی ہر حق والے کا حق ادا کرو۔

آج کل بہت سے مسلمان دوسروں کے مال و سامان اور زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں اور دوسروں کا حق غصب کر لیتے
ہیں۔ بہت سے لوگ قرض لے کر اس کو ادا نہیں کرتے بعض لوگ مزدوروں کی مزدوری ملازموں کی تنخواہ دبا کر بیٹھ رہتے ہیں
یہ سب حقوق العباد ہیں۔ جو ان حقوق کو ادا نہ کریگا یا نہ معاف کرائے گا۔ آخرت میں اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔

اسی طرح مسلمان پر اس کے ماں باپ، بھائیوں بہنوں، بیوی بچوں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں وغیرہ کے حقوق ہیں

کہ سب کے ساتھ نیک سلوک کرے اگر ان لوگوں کے حقوق کو نہ ادا کریگا تو قیامت کے دن حقوق العباد میں ماخوذ اور عذاب جہنم میں گرفتار ہوگا۔

راستوں میں بیٹھنے کے حقوق

بخاری شریف میں ہے، حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) ارشاد فرمایا: تم لوگ راستوں میں بیٹھنے سے بچو! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ہم ان مجلسوں میں بیٹھ کر (ضروری) گفتگو کرتے ہیں اور یہ ہمارے لیے ضروری ہیں۔ فرمایا: جب تم مجالس میں آیا کرو تو راستے کو اس کا حق دو۔ عرض کی گئی: راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: (1) نگاہیں نیچی رکھنا (2) تکلیف دہ شے زور کرنا (3) سلام کا جواب دینا (4) نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۶۵ حدیث ۶۲۲۹)

استاد کا حق

عالم کا حق جاہل اور استاد کا حق شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی فہیت (عدم موجودگی) میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرامیۃ الباب الثلاثون لورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۷۳)

اسی میں غرائب سے ہے: آدمی کو چاہئے کہ اپنے استاد کے حقوق و آداب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بغل نہ کرے یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اس کے قبول کر لینے میں اس کا احسان اور اپنی سعادت جانے، (فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرامیۃ الباب الثلاثون فی المتفرقات لورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۷۸)

اسی میں تاتارخانیہ سے ہے یعنی استاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی طرف پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اس کی مدد سے باز رہے، اپنے استاد پر کسی کو ترجیح نہ دے، اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کی رسیوں سے ایک رتی کھول دی، استاد کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے اھ مختصر۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرامیۃ الباب الثلاثون فی المتفرقات لورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۷۸-۳۷۹)

قال الله تعالى ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون ولو انهم صبروا حتى

تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم۔ (القرآن الکریم ۴۹/ ۵۴)

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) بیشک اے حبیب! جو لوگ حجروں سے باہر کھڑے ہو کر تمہیں بلاتے ہیں ان میں سے

اکثر بیوقوف ہیں وہ صبر کرتے حتیٰ کہ تم خود بخود باہر آ جاتے تو ان کے لئے بہتر تھا اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاد علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، ہاں اگر کسی خلاف شرع بات کا حکم دے ہرگز نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۱۱، حدیث رقم ۱۶۱/۵)

مگر اس نہ ماننے پر بھی گستاخی و بے ادبی سے پیش نہ آئے فان المنکر لا یزال عنک (کیونکہ ناپسندیدہ چیز ناپسند عمل سے زائل نہیں ہوتی۔ ت) نافرمانی احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہو گیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہو مستثنیٰ کیا جائے گا بکمال عاجزی و زاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اس کی بجا آوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہو چکا اس نے اسلام کی گروہوں سے ایک گروہ کھول دی۔ علماء فرماتے ہیں جس سے اس کے استاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ ان کا لزوم اور زیادہ ہو گیا ان میں اس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے، والعیاذ باللہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(150) وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ

حضرت ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے

روایت ہے کہ نبی اکرمؐ سے میرے متعلق عرض کیا

گیا: کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم میں تاحیات روزہ

رکھوں گا اور ہر رات قیام کروں گا۔ رسول اللہؐ نے

مجھے فرمایا تم نے یہ باتیں کی ہیں میں نے عرض کیا: ہاں

یا رسول اللہؐ!) آپ پر میرے ماں باپ قربان

میں نے یہ باتیں کی ہیں فرمایا تم ان کی طاقت نہ رکھ سکو

گے اس لیے تم کبھی روزہ رکھو کبھی افطار کر لیا کرو رات کا

کچھ حصہ سو جایا کرو اور کچھ حصہ قیام کر لیا کرو اور ہر مہینہ

میں تین دن روزہ رکھا کرو کیونکہ ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے

تو یہ روزے ہمیشہ کے روزہ کی طرح ہوں گے۔ میں

نے عرض کیا: میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔

فرمایا: ایک دن روزہ رکھ اور دو دن افطار کر میں نے

عرض کیا: میں اس سے بہتر کی استطاعت رکھتا ہوں تو

آپ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن افطار کر

یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور یہ روزوں میں

الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَقُولُ: وَاللَّهِ لَا صُومَ مِنَ النَّهَارِ،

وَلَا قَوْمَ مِنَ اللَّيْلِ مَا عِشْتُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ

لَهُ: قَدْ قُلْتُه بِأَمْرِ أَنْتَ وَأَمْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ:

فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَصُمْ وَأَفِطِرْ، وَتَمِّمْ وَتَمِّمْ

وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ

أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ النَّهْرِ قُلْتُ: فَإِنِّي

أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: فَصُمْ يَوْمًا وَأَفِطِرْ

يَوْمَيْنِ قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ:

فَصُمْ يَوْمًا وَأَفِطِرْ يَوْمًا فَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَهُوَ أَغْدَلُ الصِّيَامِ.

زیادہ فضیلت والا ہے۔

ایک روایت میں ہے میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ فضیلت کی طاقت رکھتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے افضل کوئی طریقہ نہیں۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ کاش میں وہی تین دن کے روزے قبول کر لیتا جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لیے میرے اہل و عیال اور مال سے عزیز تر ہوتا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تم ہر دن روزہ رکھتے ہو اور ساری شب نفل پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: ایسا نہ کرو روزہ رکھو اور ناغہ کر سولیا کرو اور قیام کر لیا کرو کیونکہ تجھ پر تیرے جسم کا حق ہے۔ تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھو کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے تو یہ ہمیشہ کے روزے کا ثواب بنے گا میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ میں زیادہ کی قوت ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے مثل روزے رکھو اور اس پر زیادہ نہ کرو میں نے عرض کیا: وہ کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: آدھا زمانہ۔ پس حضرت عبداللہ بوڑھا ہونے کے بعد کہا کرتے کاش میں رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کر لیتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کی

وَفِي رِوَايَةٍ: هُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ: فَإِنِّي أَطِيعُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، وَلَئِنْ أَكُنْتُ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْآيَاتِ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَلَمْ أُخْبَرَ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، قُلْتُ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ؛ هُمْ وَأَقْطَرُ، وَتُمْ وَتُمْ، فَإِنِ يَحْسِبُكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنِ لَيَعَيْنِيكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنِ لَيَزُوجَكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنِ لَيَزُورَكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنِ يَحْسِبُكَ أَنْ تَصُومَ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ صِيَامُ النَّهْرِ فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدَ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: هُمْ صِيَامُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ: وَمَا كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ؟ قَالَ: يَصُفُّ النَّهْرَ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ بَعْدَهَا كَيْفَ: يَا لَيْتَنِي قَبِلْتُ رُحْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَلَمْ أُخْبَرَ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهْرَ،

وَتَفَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ، فَقُلْتُ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَمْ أَرِدْ بِذَلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَاقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَأَقْرَأَهُ فِي كُلِّ عَشْرَيْنِ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَأَقْرَأَهُ فِي كُلِّ عَشْرٍ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَأَقْرَأَهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ فَشَدَّدْتُ فَشَدَّدَ عَلَيَّ وَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَا تَدِرُ لَعَلَّكَ يَطْوُلُ بِكَ عُمْرٌ قَالَ: فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَمَّا كَبُرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبْلَكَ رُخْصَةً نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِنْ لَوْلَاكَ عَلَيْكَ حَقٌّ.

وَفِي رِوَايَةٍ: لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَكْبَدَ ثَلَاثًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى صَلَاةُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ بِصُفِّ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَقْطُرُ يَوْمًا.

مجھے یہ اطلاع نہیں دی گئی کہ تم ہر روز روزہ رکھتے ہو اور ہر رات قرآن ختم کرتے ہو میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ (ﷺ)! میرا اس سے صرف بھلائی کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: تم اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام والے روزے رکھو وہ لوگوں میں (اپنے دور میں) سب سے زیادہ عبادت گزار تھے اور قرآن پاک مہینہ بھر میں ختم کرو میں نے عرض کیا: میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیس راتوں میں پڑھ لے میں نے عرض کیا: اے اللہ! کے نبی میں اس سے افضل کی استطاعت رکھتا ہوں فرمایا: دس راتوں میں پڑھ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے افضل کی ہمت رکھتا ہوں۔ فرمایا: ہر سات دن میں پڑھ اس سے زیادہ نہ کر پس میں نے اپنے آپ پر سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی مجھے نبی اکرم (ﷺ) نے مجھے فرمایا تھا: ہو سکتا ہے کہ تمہاری عمر طویل ہو چنانچہ میں اس عمر کو پہنچ گیا جو نبی اکرم (ﷺ) نے فرمائی تھی جس میں بوڑھا ہو گیا تو میں نے جانا کہ کاش نبی اکرم (ﷺ) کی رخصت قبول کر لیتا۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ تیری اولاد کا تجھ پر حق ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تین بار فرمایا اس کا روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے بندوں میں سب سے پیارا حضرت داؤد علیہ السلام والا روزہ ہے اور نمازوں میں سب سے پیاری نماز حضرت داؤد علیہ السلام والی نماز ہے۔ آپ نصف شب

وَلَا يَلْزُمُ إِذَا لَاقَى.

سوتے ایک تہائی قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور دشمن سے سامنا ہونے کی صورت میں فرار نہ ہوتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک خاندانی عورت سے کر دیا اور وہ اپنی بہو کا خیال رکھتے تھے یعنی اپنے بیٹے کی بیوی کا اس سے اس کے خاوند کے بارے پوچھتے تو وہ کہتی کہ وہ اچھے آدمی ہیں جب سے ہم آئے ہیں اس نے ہمارے بستر کو نہیں روندنا اور ہمارے پردے کی چیز کو نہیں کریدا۔ جب یہ کافی وقت تک چلا تو میرے والد نے اس کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے کیا آپ نے فرمایا: اس کو مجھ سے ملاؤ میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کس طرح روزہ رکھتا ہے میں نے عرض کیا: ہر روز۔ آپ نے فرمایا: کیسے (قرآن) ختم کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہر رات اور پچھلی حدیث کی طرح گفتگو ذکر کی حضرت عبداللہ اپنے گھر والوں میں سے بعض کو قرآن پاک ساتواں حصہ دن کو سنالیتے تاکہ رات کے وقت اس کا پڑھنا ان پر آسان ہو اور جب قوت حاصل کرنے کا ارادہ ہوتا تو کچھ دن افطار کر لیتے اور گنتی کا خیال رکھتے پھر اس تعداد کے روزے پورے کر لیتے وہ رسول اللہ ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد کسی عمل کو چھوڑنا پسند نہ کرتے تھے۔

یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ روایات مذکورہ صحیحین میں ہیں اور بعض صحیحین میں سے صرف ایک میں ہے۔

وَبِإِذْنِهِ قَالَ: أَلَكُنِي ابْنُ امْرَأَةٍ ذَاتِ حَسَبٍ وَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَيْفَتَهُ -- أُمِّي: امْرَأَةً وَلَدِيَّةً. فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْضِهَا. فَتَقُولُ لَهُ: يَغْمُ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا، وَلَمْ يُفَيْئِسْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ. فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: الْقَبِي يَهْ فَلَقِيئُهُ بَعْدَ ذَلِكَ. فَقَالَ: كَيْفَ تَصُومُ؟ قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ. قَالَ: وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟ قُلْتُ: كُلَّ لَيْلَةٍ. وَذَكَرْتُ نَحْوَ مَا سَبَقَ. وَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ الشُّعْءَ الَّذِي يَقْرُؤُهُ، يَغْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ آخَفَ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ. وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ آيَامًا وَأَخْطَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتْرَكَ شَيْئًا فَارَقَى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

كُلُّ هَذِهِ الزَّوَايَاتِ صَوِيحَّةٌ مُعْظَمُهَا فِي

الصَّحِيحَيْنِ، وَقَلِيلٌ مِنْهَا فِي أَحَدِهِمَا.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری) باب قول اللہ تعالیٰ: "اتَّبِعُوا حَاوِلَ دُورًا" ج ۲ ص ۲۶۱ رقم: ۲۴۱۸ صحیح مسلم باب النہی

عن صوم الدهر ج ۲ ص ۲۶۲ رقم: ۲۴۸۱ سنن ابو داؤد باب فی صوم الدهر تطوعاً ج ۲ ص ۲۸۹ رقم: ۲۴۲۹ صحیح ابن حبان باب ما

جامع الطاعات ج ۱ ص ۱۶۴ رقم: ۲۵۲ مسند امام احمد مسند عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۱۸۷ رقم: ۶۷۶۰

شرح حدیث: روزے کی اقسام

روزے کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض۔

(۲) واجب۔

(۳) نفل۔

(۴) مکروہ تنزیہی۔

(۵) مکروہ تحریمی۔

فرض و واجب کی دو قسمیں ہیں: معین و غیر معین۔ فرض معین جیسے ادائے رمضان۔ فرض غیر معین جیسے قضاے رمضان اور روزہ کفارہ۔ واجب معین جیسے نذر معین۔ واجب غیر معین جیسے نذر مطلق۔

نفل دو ۲ ہیں: نفل مسنون، نفل مستحب جیسے عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرہویں، چودھویں، پندرہویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مکروہ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز و مہرگان کے دن روزہ۔ صوم دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صوم سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صوم وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔ مکروہ تحریمی جیسے عید اور ایام تشریق کے روزے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الاول، ج ۱ ص ۱۹۴) (والذکر المختار، کتاب الصوم، ج ۳ ص ۳۸۸-۳۹۲)

انبیاء علیہم السلام کا روزہ

حضرت سیدنا داود، علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ اس طرح روزے رکھنا صوم داودی کہلاتا ہے اور ہمارے لئے یہ افضل ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افضل روزہ میرے بھائی داود (علیہ السلام) کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہ رکھتے اور دشمن کے مقابلے سے فرار نہ ہوتے تھے۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۹۷ حدیث ۷۷۰)

حضرت سیدنا سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تین ۳ دن مہینے کے شروع میں، تین ۳ دن وسط میں اور تین ۳ دن آخر میں روزہ رکھا کرتے تھے اور اس طرح مہینے کے اوایل، اواسط اور آخر میں روزہ دار رہتے تھے۔

(کنز العمال ج ۸ ص ۳۰۴ حدیث ۲۴۶۲۳)

میدان جہاد سے فرار ہونا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ ارشاد فرمایا، نو (9) ہیں، ان میں سب سے بڑا گناہ کسی کو اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے اور (بقیہ گناہوں میں سے) کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا، میدان جہاد سے فرار ہونا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور بیت الحرام جو تمہارے زندوں اور مردوں کا قبلہ ہے، کو حلال سمجھنا (یعنی اس کی حرمت کو پامال کرنا) لہذا! جو شخص ان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے پھر مر جائے تو وہ جنتی محل میں محمد کا رفیق ہوگا جس کے دروازے سونے کے ہوں گے۔ (المعجم الکبیر، رقم ۱۰۱، ج ۱۵، ص ۱۷، ۳۸)

(151) وَعَنْ أَبِي رُبَيْعٍ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَسَدِيِّ الْكَاتِبِ أَحَدِ كُتَّابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَقِيتُنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ: نَأْفَقُ حَنْظَلَةُ! قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا تَقُولُ؟! قُلْتُ: نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ كَأَنَّا رَأَيْنَا الْعِلْمَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْأَرْوَاحَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَيْدًا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هَذَا، فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْتُ: نَأْفَقُ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ كَأَنَّا رَأَيْنَا الْعِلْمَ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَرْوَاحَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَيْدًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ لَوْ

حضرت ابوربیع حنظلہ بن ربیع الاسیدی ؓ جو رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں سے ہیں سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ابوبکر ؓ ملے۔ فرمایا: حنظلہ کیا حال ہے میں نے کہا حنظلہ منافق ہو گیا ہے حضرت صدیق ؓ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ہوتے ہیں۔ تو آپ جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو ہماری آنکھوں میں دیکھنے کی کیفیت ہوتی ہے پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے واپس آتے ہیں۔ بیوی بچوں اور کاروبار میں ہوتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہم سے بھی ہوتا ہے پس میں اور ابوبکر صدیق رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! حنظلہ منافق ہو گیا ہے فرمایا کیا ہوا میں نے عرض کیا: ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمارے لیے جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو آنکھوں میں دیکھنے کی کیفیت ہوتی ہے جب ہم آپ کے ہاں سے نکلتے ہیں اور بیوی بچوں اور کاروبار میں مصروف ہو

تَدْمُونَ عَلَىٰ مَا تَكُونُونَ عِنْدِي. وَفِي الذِّكْرِ،
لِصَالِحِكُمُ التَّلَاقُ عَلَىٰ فُرْشِكُمْ وَفِي طَرِيقِكُمْ.
لَكِنْ لَا حَنْظَلَةَ سَاعَةً وَسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.
رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان
ہے اگر تم ہمیشہ اسی حالت میں رہو جس حالت پر تم
میرے پاس ہوتے ہو اور ذکر میں رہو تو فرشتے تم سے
تمہارے بستروں میں اور راستوں میں مصافحہ کریں
لیکن اسے حنظلہ گھڑی گھڑی کی بات ہوتی ہے۔ آپ
نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ (بخاری)

قَوْلُهُ: يَنْعَىٰ يَكْثُرُ الرَّاءُ. وَالْأَسِيدِي بِضَمِّ
الْهَمْزَةِ وَقَفَّحَ السِّينَ وَبَعْدَهَا يَاءٌ مُّشَدَّدَةٌ مَكْسُورَةٌ
وَقَوْلُهُ: عَافَسْنَا هُوَ بِالْعَيْنِ وَالسِّينِ الْمُهْمَلَتَيْنِ
أَيُّ: عَاجَلْنَا وَلَا عَيْنًا. وَالضُّيْعَاتُ: الْمَعَاشِشُ.

یعنی: را کے کسرہ کے ساتھ اور الایدی: ہمزہ کی
پیش سین کی زیر اور اس کے بعد یا مشدودہ مکسور کے
ساتھ پڑھا گیا ہے۔ عافسنا: عین اور سین مہملہ کے
ساتھ اس کا مطلب ہے جب ہم مصروف ہو جاتے
ہیں۔ اور ضیعات: کا مطلب ہے: کاروبار۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل دواہ الذکر والفکر فی الامور الاخرۃ ج ۱ ص ۱۰۲، رقم: ۱۰۲، صحیح ابن
حبان: باب ما جاء فی الطاعات ج ۱ ص ۱۰۸، رقم: ۱۰۸، تحف الخیر المہرۃ للبوہاری: باب ما جاء فی الخوف ج ۱ ص ۲۱، رقم:
۱۰۸، مسند امام احمد بن حنبل: حدیث حنظلہ الکاتب ج ۲ ص ۱۰۸، رقم: ۱۰۸، مسند البزار: مسند ابی حمزہ عن انس بن
مالک ج ۱ ص ۳۳، رقم: ۱۰۸، ۱۰۹)

شرح حدیث: حکیم لائٹ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی حضرت حنظلہ فرماتے ہیں میری حالت منافقوں کی سی ہوئی کہ اس میں یکسانیت نہیں یہاں نفاق سے اعتقادی
نفاق مراد نہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے اور نہ اس کلام میں اپنے کفر یا نفاق کا اقرار ہے آپ کا یہ قول انتہائی
خوف خدا پر مبنی ہے، اقرار کفر تو کفر ہے، مگر اقرار گناہ جو خوف خدا سے ہو عین تقویٰ ہے حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا
تَهْلِكُ كُنُثٌ مِنَ الطَّالِبِينَ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا يَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا جِئْنَاكَ بِغُلُوبٍ كُنَّا نَكْتُمُهَا لَكُمْ وَنَكْتُمُهَا لَنَا كَبُورًا لِّمَنْ يَكْتُمُهَا لَكُمُ الْيَوْمَ فَاعْلَمُ الْكَاذِبِينَ
ایسے ہی ان صحابی کو اس کلام کی بنا پر عاصی یا منافق نہیں کہا جاسکتا لہذا یہ حدیث روافض کی دلیل نہیں بن سکتی۔

(بز: النبی، ج ۱، ص ۱۳۱)

خوف خدا عزوجل

سورہ رحمن میں خوف خدا عزوجل رکھنے والوں کے لئے دو جنتوں کی بشارت سنائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَيَمُنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

(پ ۲۷، الرحمن ۴۶)

آخرت میں کامیابی

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو آخرت میں کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے، وَالْآخِرَةُ أَغْنَىٰ عَنْكَ رَبِّكَ
لِلْمُتَّقِينَ ۝ ترجمہ کنز الایمان: اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ (پ ۲۵، الزمر ۳۵)

جنت کے باغات

اپنے پروردگار کا خوف اپنے دل میں بسانے والوں کو جنت کے باغات اور چشمے عطا کئے جائیں گے، جیسا کہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے۔ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ ترجمہ کنز الایمان: بے شک ڈروالے باغوں اور چشموں میں ہیں۔

(پ ۱۳، الحجر ۴۵)

(آخرت میں امن.....)

دنیا میں اپنے خالق و مالک عزوجل کا خوف رکھنے والے آخرت میں امن کی جگہ پائیں گے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝

ترجمہ کنز الایمان: بے شک ڈروالے امان کی جگہ میں ہیں۔ (پ ۲۵، الدخان ۵۱)

اللہ تعالیٰ کی تائید و مدد

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو اس کی تائید و مدد حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں۔

(پ ۱۳، النحل ۱۲۸)

دوسرے مقام پر ہے:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اللہ ڈروالوں کے ساتھ ہے۔ (پ ۲، البقرة ۱۹۳)

مزید ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور ڈروالوں کا دوست اللہ ہے۔ (پ ۲۵، الجاثیہ: ۱۹)

اللہ عزوجل کے پسندیدہ بندے

خوف خدا عزوجل رکھنے والے خوش نصیب اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ بننے کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ○

ترجمہ کنز الایمان: بے شک پرہیزگار، اللہ کو خوش آتے ہیں۔ (پ ۱۰، التوبہ: ۷)

(152) وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: أَبُو إِسْرَائِيلَ لَدَا أَنْ يَقُومَ فِي الشَّمْسِ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلُّ وَلَا يَتَكَلَّمُ، وَيَصُومُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُرُوءَةٌ، فَلْيَتَكَلَّمْ، وَلْيَسْتَظِلِّ، وَلْيَقْعُدْ وَلْيَيْتِمِ صَوْمَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے اس دوران کہ نبی اکرم ؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی پر نظر پڑی جو کھڑا تھا آپ نے اس کے بارے پوچھا تو صحابہ نے عرض کیا: یہ ابو اسرائیل ہے اس نے منت مانی ہے کہ دھوپ میں کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہ سائے میں آئے گا اور نہ بات کرے گا۔ اور روزہ سے رہے گا تو نبی اکرم ؐ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ بات کر لے سایہ میں آ جائے بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کر لے۔

(بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب العلو فیما لا یملك فی معصیة، ج ۲ ص ۴۲، رقم: ۲۶۸۱ سنن الکبیری للمبیہقی: باب ما یؤتی بہ من العلو، ج ۱ ص ۵، رقم: ۲۰۸۱ سنن الدارقطنی: کتاب العلو، ج ۲ ص ۲۲۵، رقم: ۳۲۹۸ سنن ابوداؤد: باب من راى علیه كفارة اذا كان فی معصیة، ج ۲ ص ۲۱۲، رقم: ۳۳۰۲ الامام باحدیث الاحکام لابن دقین العید: باب العلو، ص ۳۵۰، رقم: ۸۷۷) شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

خاموش رہنا (بالکل چپ رہنا) سایہ میں نہ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں بلکہ حرام ہے کیونکہ نماز میں قراۃ فرض ہے اور التحیات میں بیٹھنا واجب بھی ہے فرض بھی، اس طرح ہمیشہ کھڑا رہنا طاقت انسانی سے باہر ہے یہ نذر توڑ دے مگر روزہ چونکہ عبادت ہے اس لیے اسے پورا کرے۔ خیال رہے کہ ابو اسرائیل نے ہمیشہ کھڑے رہنے ہمیشہ خاموش رہنے سایہ میں نہ بیٹھنے روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نذریں توڑنے کا حکم دیا مگر روزے کی نذر پوری کرنے کی تاکید فرمائی جو کوئی ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مانے وہ سال میں پانچ حرام روزوں کے سوا تمام دن روزے رکھے اور ان پانچ دن روزے نہ رکھنے کی وجہ سے کفارہ دے، نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے، امام شافعی کے ہاں ان دونوں کی نذر

درست ہی نہیں۔

عبادت کے نو حصے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: عبادت کے دس حصے ہیں جن میں سے نو حصے خاموشی میں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں ہے۔

(مسند الفردوس، باب الصمن، ج ۳ ص ۸۶، الحدیث ۴۹۶۲، دون لفظہ وجزئی القرار من الناس)

لہذا جو شخص دنیا میں اللہ عزوجل کے لئے اپنی زبان کی حفاظت کریگا۔ اللہ عزوجل اس کی موت کے وقت کلمہ شہادت اور اللہ عزوجل سے ملاقات کے وقت اس کی زبان کو کھول دے گا اور جس نے اپنی زبان کو مسلمانوں کی عزت پامال کرنے میں ملوث کیا اور ان کی پوشیدہ باتوں کو جاننے میں لگا رہا اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو موت کے وقت کلمہ شہادت سے روک دے گا۔ (یعنی اسے کلمہ شہادت پڑھنے کی توفیق نہیں ملے گی۔)

زیادہ بولنے والے کی غلطیاں بھی زیادہ

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: جس کا کلام زیادہ ہوگا اس کی لغزشیں زیادہ ہوں گی اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوں گی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے جہنم اس کی زیادہ حقدار ہوگی۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزہد، باب ما جاء فی الصمت وحفظ اللسان، الحدیث ۱۸۱۷، ج ۱ ص ۵۳۲)

منہ میں پتھر لئے رہتے

اسی لئے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے منہ مبارک میں پتھر رکھا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعے سے اپنے آپ کو (فضول) گفتگو کرنے سے روک سکیں۔ (المعجم الاوسط من اسمہ محمد، رقم ۶۵۴۱، ج ۵ ص ۴۷)

سب سے افضل عمل

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ، شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک باہر نکال کر اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ (یعنی زبان کی حفاظت کرنا سب سے افضل کام ہے)

(ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت و آداب اللسان، باب حفظ اللسان و فضل الصمت، رقم ۸، ج ۷ ص ۳۰-۳۱)

اعمال کی نگہبانی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا اہل ایمان کیلئے وہ

15 باب فی المحافظة علی الأعمال

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ

تَجْمَعُ قُلُوبُهُمْ لِلَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلَ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ (الحديد: 16)

وقت نہیں آیا کہ ان کے دل یاد خدا اور اس سے جو حق کی طرف سے نازل کیا گیا ڈر جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جو ان سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان پر مہلت لمبی ہو گئی اور ان کے دل سخت ہو گئے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَافَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا الْبَتَاءَ رِضْوَانٍ لَدُنْ اللَّهِ فَمَنْ رَعَوْهَا حَقًّا رَغَبْنَا بِهَا) (الحديد: 27)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور ان کے پیچھے ہم نے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو بھیجا ان کو انجیل عطا کی اور ان کی پیروی کرنے والوں کے دلوں میں شفقت و رحمت اور جہاں تک رہبانیت کا تعلق ہے تو اس کو انہوں نے اپنی طرف سے شروع کیا تھا۔ ہم نے یہ ان پر فرض نہ کیا تھا۔ انہوں نے یہ اللہ کی رضا کے حصول کیلئے شروع کیا تھا پھر انہوں نے اس کا صحیح خیال نہ رکھا۔

شرح: حضرت صدرالفاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الہی مقصود ہو تو بہتر ہے، اس پر ثواب ملتا ہے، اور اس کو جاری رکھنا چاہئے ایسی بدعت کو بدعت حسنة کہتے ہیں البتہ دین میں بری بات نکالنا بدعت سیئہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعت سیئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلاف سنت ہو اس کے نکلنے سے کوئی سنت اٹھ جائے اس سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امور خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے دین کی تقویت و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَّضْتُ غَزْلَها مِنْ بَعْدِ قُوَّةِ أَنْكَاثِهَا) (النحل: 92).

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس عورت کی طرح نہ بننا جس نے اپنے کاتے ہوئے کو مضبوط ہونے کے بعد خوب ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

شرح: حضرت صدرالفاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں:

مکہ مکرمہ میں ریطہ بنت عمر و ایک عورت تھی جس کی طبیعت میں بہت وہم تھا اور عقل میں فتور، وہ دوپہر تک محنت کر کے

موت کا تا کر تی اور اپنی باندیوں سے بھی کوتاہی اور دوپہر کے وقت اس کا تے ہوئے کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی اور باندیوں سے بھی توڑ داتی، یہی اس کا معمول تھا۔ معنی یہ ہیں کہ اپنے عہد کو توڑ کر اس عورت کی طرح بے وقوف نہ ہو۔ (خزان العرفان)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ

الْيَقِينُ) (الحجر: 99)

پس احادیث میں سے حضرت عائشہ ؓ کی حدیث ہے کہ امور دین میں سے (رسول اللہ ﷺ کو) زیادہ پیارا وہ تھا جس پر عمل والا ہمیشگی کرے یہ حدیث گزشتہ باب میں گزر چکی۔

(153) وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ قَوْلَهَا: حَدِيثُ

عَائِشَةَ: وَكَانَ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَيْهَا مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ. وَقَدْ سَبَقَ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب احب الدین الی اللہ اذومہ: ج ۱ ص ۴۲، رقم: ۲۲ صحیح مسلم: باب امر من نعس فی صلاتہ: ج ۱ ص ۴۰۰، رقم: ۱۸۴۰ سنن نسائی: باب احب الدین الی اللہ عزوجل: ج ۲ ص ۱۲۲، رقم: ۵۰۳۵ سنن الکبیری للبیہقی: باب القصد الی العبادۃ والجهود فی المداومۃ: ج ۲ ص ۱۴، رقم: ۲۵۱۳ الاہمام باحادیث الاحکام لابن دقیق العین: فعل فی قیام رمضان ص ۳۵، رقم: ۶۸۲)

شرح حدیث: ابو حامد حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیتیں صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں۔

بے وقوف اور جاہل لوگوں سے بے تکلفی سے مت پیش آنا، ان کی کوئی دعوت یا ہدیہ قبول نہ کرنا اور ہر کام استقامت و ہمیشگی سے کرنا۔

ابو حامد حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی منفرد تصنیف احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: گویا سب سے پہلا مرحلہ فضول نفسانی خواہشات کو ترک کرنا ہے اس کے نتیجے میں دل ذکر کے لئے فارغ ہو جائے گا اور پھر ذکر پر دوام اختیار کرنے سے اللہ (عزوجل) سے انس پیدا ہوگا اور اس کی قدرت پر غور کرنے سے معرفت حاصل ہوگی۔ پھر یہ معرفت رفتہ رفتہ محبت میں بدل جائے گی اور جو شخص اپنے رب (عزوجل) کی محبت میں سرشار ہو کر دنیا سے جائے گا وہ اس کی ملاقات کا شرف اور اخروی سعادت مندی ضرور پائے گا۔ چنانچہ جب بندے کو ان سب باتوں کی پہچان ہو جائے اور توفیق الہی (عزوجل) ساتھ ہو تو پھر بندہ نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نیکی کا ارادہ کرتا ہے برائی سے نفرت کرتا ہے اور اسے برا جانتا ہے اس طرح عقلمند آدمی چھپنے لگوانے اور خون نکلوانے پر راضی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان کاموں میں اسکی صحت کی سلامتی ہے۔

استقامت کے ساتھ عمل ضروری ہے

بہر حال جب کسی کام کی معرفت حاصل ہو جائے اور اس کا فائدہ مند ہونا معلوم جائے تو دل اس کام کو کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے چنانچہ اب دل کے اس ارادے کو برقرار رکھنے کیلئے عمل شروع کر دینا ضروری ہے کیونکہ دل کی صفات اور ارادے کے تقاضے کے مطابق ہمیشگی عمل کے ذریعے غذا کی جگہ اختیار کرتی ہے یہاں تک کہ قلبی صفت مضبوط ہو جاتی ہے کیونکہ تجربے سے ثابت ہے کہ جو شخص علم یا کسی منصب کا خواہش مند ہو تو ابتداء میں اسکی خواہش کمزور ہوتی ہے۔

لیکن اگر وہ عملی طور پر اسے حاصل کرنے کے اقدامات کرے اور اس کیلئے مطلوبہ اعمال میں مشغول ہو جائے تو اس کا میلان مضبوط اور راسخ ہو جاتا ہے اور اب اسے اس کیفیت سے نکلنا مشکل نظر آتا ہے۔ (گویا جو شخص علم کی راہ میں عملی اقدامات کرے وہ آسمیں ترقی کرتا جاتا ہے اور دل میں مزید علم حاصل کرنے کی خواہش بڑھتی چلی جاتی ہے اسی طرح اقتدار بھی)۔

اور اگر کوئی شخص اپنے مقصود کے تقاضے کے برعکس کام کرے تو اس کی خواہش کمزور پڑ جاتی بلکہ بعض اوقات بالکل مٹ جاتی ہے۔ (یعنی جس شخص کو گناہ کرنے کی شدید خواہش ہو لیکن اگر وہ اپنے آپ کو نیک کاموں مثلاً مدنی انعامات میں مصروف کرے تو اسکی گناہ کی خواہش بلا آخر ختم ہو جائیگی)۔

اسی طرح نیکی اور عبادت کا معاملہ ہے کہ ان سے آخرت طلب کی جاتی ہے اور برائیوں سے آخرت مقصود نہیں ہوتی بلکہ دنیا کی خواہش کی جاتی ہے اور نفس کا اخروی سعادت کی طرف میلان اور اسے دنیا مقاصد سے پھیرنا دل کو ذکر و فکر کے لئے فارغ کرتا ہے نیز یہ بات اسی وقت پہنچتی ہے جب نیک کاموں پر ہمیشگی اختیار کی جائے اور اعضاء کے گناہوں کی ترک کر دیا جائے کیونکہ دل اور دیگر اعضاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں مثلاً اگر اعضاء پر کوئی زخم لگے دل تکلیف محسوس کرتا ہے اور اگر کوئی بات دل کو تکلیف دے مثلاً کسی عزیز کی موت تو اعضاء بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں بدن کا غنچہ لگتا ہے اور رنگ بدل جاتا ہے ہاں ایک فرق ضرور موجود ہے کہ دل حاکم ہے اور دیگر اعضاء خدام ہیں۔ نبی اکرم شاہ بنی آدم نور مجسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا فرمان حکمت نشان ہے۔

إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضَغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ لَهَا سَائِرُ الْجَسَدِ

ترجمہ: بلاشبہ جسم میں گوشت کا ایک ٹوٹھرا ہے کہ جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا جسم درست رہتا ہے۔

نیز امت کے غم خوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

اللَّهُمَّ أَصْلِحِ الرَّاعِيَ وَالرَّعِيَّةَ

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) نگران اور رعایا دونوں کو درست کر دے (الاسرار المفوتہ ص ۶۷، حدیث ۲۳۵)

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نگران سے مراد دل لیا۔

نیز رب کائنات کا فرمان عبرت بار ہے:

لَنْ يَنْتَالِ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنْتَالُهُ الشَّقَوَىٰ مِنْكُمْ

ترجمہ کنز الایمان: اللہ کو ہرگز نہ اس کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب

ہوتی ہے (پارہ ۷ سورہ حج: ۳۷)

اعمال کا مقصد

تقویٰ دل کی صفت ہے اور دل کیونکہ سارے جسم سے افضل ہے اس لئے اس کا عمل دیگر اعضاء کے عمل سے افضل ہونا چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ دل کے اعمال میں سب سے افضل نیت ہو کیونکہ یہ دل کا نیکی کی طرف جھکنا اور نیکی کا ارادہ کرنا ہے اور اعضاء کے ذریعے اعمال کرنے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ دل نیکی کا ارادہ کرنے کا عادی ہو جائے اور اس کا جھکاؤ بھلائی کی طرف پختہ ہو جائے تاکہ وہ دنیوی خواہشات سے فارغ ہو کر ذکر و فکر کی طرف توجہ برقرار رکھے چنانچہ غرض کے اعتبار سے نیت ضرور بہتر ہے۔

مثلاً کسی شخص کے معدے میں درد ہو تو اس کا علاج یوں کرتے ہیں اس کے سینے پر دوائی کا لیپ کیا جاتا ہے اور ایک طریقہ علاج یہ بھی ہے کہ اس کو ایسی دوائی پلائی جائے جو براہ راست معدے تک پہنچے تو دوسرا طریقہ پہلے کی نسبت زیادہ بہتر

مَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَغْتَلِهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ

ترجمہ: جو شخص نیکی کا ارادہ لیکن اسے نہ کر سکے اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم ج اول، ص ۷۸، کتاب الایمان)

کیونکہ دل کا ارادہ ہی دراصل نیکی کی طرف جھکاؤ ہے اور دنیوی محبت سے دوری کی بنیاد ہے اور یہ دوری تمام نیکیوں کی

اصل ہے اور جب بندہ عمل کر لیتا ہے تو نیکی کی تکمیل اور اسے پختہ کر لیتا ہے۔

(154) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ

كَانَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَ

مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَمَّا

قَرَأَ مِنَ اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے رات کے

کھل ورد یا جزوی ورد سے نیند کی وجہ سے محروم رہا اور فجر

وظہر کے درمیان پڑھ لیا تو اس کے لئے اسے ایسے لکھا

جاتا ہے گویا کہ اس نے رات کے وقت اپنا وظیفہ پڑھ لیا

تھا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم باب جامع الصلاة لللیل ومن نام عنه او مرض ج ص ۷۸، رقم: ۷۹، سنن الکبیری

سے رہائی کی خبر سنائی اور یہ فتویٰ دریافت کیا کہ مشرکین کی یہ بکریاں اور اونٹ ہمارے لئے حلال ہیں یا نہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی کہ وہ اونٹوں اور بکریوں کو جس طرح چاہیں استعمال کریں۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص ۱۰۰۳، پ ۲۸، اطلاق: ۲)

وَمَنْ يَشْقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

ترجمہ کنز الایمان :- اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بیشک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔ (پ 28، اطلاق: 2-3)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس آیت کو لے لیں تو یہ آیت لوگوں کو کافی ہو جائے گی۔ اور وہ آیت یہ ہے: وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ

(تفسیر صادی، ج ۶، ص ۲۱۸۲، پ ۲۸، اطلاق: ۳)

مفلسی و تنگدستی دور کرنے کا ورد

حضرت سیدنا ابن شیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن میں حضرت سیدنا مغرؤف گزنی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا، اتنے میں ایک پریشان حال، تنگدست، غریب شخص آیا اور اپنی مفلسی کی شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھے اپنی حفظ و امان میں رکھے، اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹ جا اور یہ الفاظ بار بار پڑھ: مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، (اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے جو چاہا وہی ہوا) مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ۔

حضرت سیدنا ابن شیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا۔ جب ایک پل کے قریب پہنچا تو ایک سوار بہت تیز رفتاری سے آتا دکھائی دیا۔ اس نے قریب آ کر کہا: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بندے! ٹھہر جاؤ۔ تو وہ محتاج و عیال دار شخص ٹھہر گیا، سوار نے اسے ایک تھیلی دی اور چلا گیا۔ غریب شخص نے اپنے رفیق سے کہا: دیکھو! اس تھیلی میں کیا ہے؟ جب تھیلی کھولی تو دیناروں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ بہت خوش ہوا اور اپنے رفیق سے کہا: آؤ، حضرت سیدنا مغرؤف گزنی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سناتے ہیں۔ چنانچہ، وہ دونوں حضرت سیدنا مغرؤف گزنی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں پہنچے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو دیکھتے ہی فرمایا: اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بندے! جب تیری حاجت پوری ہوگئی تو واپس آنے کی کیا ضرورت تھی؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اہل و عیال کی طرف یہ کہتے ہوئے لوٹ جاؤ: مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ۔

(عیون الحکایات مؤلف: امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(155) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ مُتَفَقِّعًا عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اے عبد اللہ فلاں کی طرح نہ بننا وہ رات کا قیام کرتا تھا اب اس نے قیام لیل کو ترک کر دیا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ ج ۱ ص ۱۵۳ رقم: ۱۵۲ صحیح مسلم باب الیمن عن صوم النہر لمن تعذر بہ او فوت بہ حقا ج ۲ ص ۱۳۲ رقم: ۲۴۹۰ سنن الکبیری للبیہقی باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل ج ۱ ص ۱۲ رقم: ۴۹۰۹ سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی قیام اللیل ج ۱ ص ۲۲۲ رقم: ۱۳۳۱ سنن الکبیری للبخاری باب المحصل فی قیام اللیل ج ۱ ص ۶۱۱ رقم: ۱۳۰۳)

شرح حدیث: بلا عذر محض سستی کی وجہ سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہجد گزار کو تہجد چھوڑنا بہت برا ہے۔ اشعہ اللہمعات میں ہے کہ عبد اللہ ابن عمرو تمام رات عبادت کرتے تھے ان کے والد اس سے منع کرتے تھے مگر نہ مانتے تھے۔ چنانچہ ان کے والد نے بارگاہ رسالت میں ان کی شکایت کی تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ تم سے یہ عبادت نبھ نہ سکے گی اور تم اصل تہجد بھی چھوڑ بیٹھو گے۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بہت تلاش کے باوجود ان صاحب کا نام نہ ملا جو یہ قیام چھوڑ بیٹھے تھے۔

محبت الہی عزوجل کے حصول کا طریقہ

شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد (علیہ السلام)! گنہگاروں کو خوشخبری دے دو اور صدیقین کو ڈر سناؤ۔ تو حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا، تو انہوں نے عرض کی: یا رب عزوجل میں گنہگاروں کو کیا خوشخبری دوں اور صدیقین کو کیا ڈر سناؤں؟

اللہ عزوجل نے فرمایا: اے داؤد (علیہ السلام)! گنہگاروں کو یہ خوشخبری سناؤ کہ کوئی گناہ میری بخشش سے بڑا نہیں اور صدیقین کو اس بات کا ڈر سناؤ کہ وہ اپنے نیک اعمال پر خوش نہ ہوں کہ میں نے جس سے بھی اپنی نعمتوں کا حساب لیا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا، اے داؤد (علیہ السلام)! اگر تو مجھ سے محبت کرنا چاہتا ہے تو دنیا کی محبت کو اپنے دل سے نکال دے کیونکہ میری اور دنیا کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں، اے داؤد (علیہ السلام)! جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ رات کو میرے حضور تہجد ادا کرتا ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، وہ تنہائی میں مجھے یاد کرتا ہے جب غافل لوگ میرے ذکر سے غفلت میں پڑے ہوتے ہیں، وہ میری نعمت پر شکر ادا کرتا ہے جبکہ بھولنے والے مجھ سے غفلت اختیار کرتے ہیں۔

(علیہ الاولیاء، عبد العزیز بن ابی رواہ، رقم: ۱۱۹۰۶، ج ۸، ص ۲۱۱۔ الی قولہ الا حلتک)

کہاں ہیں وہ لوگ؟

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، بے شک رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس کھڑی میں مسلمان بندہ جب اللہ عزوجل سے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی طلب کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتا ہے اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ السافرین و قصرھا، باب فی اللیل ساء مستجاب فیہ الدعاء، رقم ۷۵۷، ص ۳۸۰)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور پاک، صاحب نولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے لگے۔ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو غور سے دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں چھان بین کی تو جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں اور پہلی بات جو میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی وہ یہ تھی کہ اے لوگو! سلام کو عام کر دو اور محتاجوں کو کھانا کھلایا کرو اور صلبہ رحمی اختیار کرو اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھا کرو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

(سنن ترمذی، کتاب مدۃ القیامۃ، باب ۳۲، رقم ۲۳۹۳، ج ۲، ص ۲۱۹)

حضرت سیدتنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن تمام لوگ ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے پھر ایک منادی ندا کریگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے؟ پھر وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور وہ تعداد میں بہت کم ہونگے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے، پھر تمام لوگوں سے حساب شروع ہوگا۔

(الترغیب، والترہیب، کتاب النوافل، رقم ۹، ج ۱، ص ۲۳۰)

(156) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَتْهُ الصَّلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثَلَاثِينَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ کی رات کی نماز کسی تکلیف وغیرہ کی وجہ سے رہ جاتی تو آپ دن کے وقت بارہ رکعتیں ادا فرما لیتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنہ او مرض ج ۱، ص ۷۶، رقم ۱۷۷۷، سنن الکبیری للبیہقی، باب من اجاز قضاء النوافل علی الاطلاق ج ۲، ص ۲۸۸، رقم ۲۷۲۲، تحفۃ الاشراف للکبیری، من اسمہ زراۃ بن اونی ج ۱، ص ۳۰۵، رقم ۱۱۱۱۰، الاوسط لابن المنذرج جامع ابواب صلاۃ التطوع، ص ۷۷، رقم ۲۸۸۸)

شرح حدیث: چاشت کے فضائل

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شروع دن میں چاشت کی دو رکعتیں ادا کرے گا غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔ اور جو چار رکعتیں ادا کرے گا اس کا شمار عابدین میں ہوگا اور جو چھ رکعتیں ادا کرے گا وہ اس کے اس دن کے لئے کافی ہوں گی جو آٹھ رکعتیں ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قاتین یعنی قیام کرنے والوں میں لکھے گا اور جو بارہ رکعتیں ادا کرے گا اللہ عز وجل اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنائے گا اور ہر دن اور ہر رات میں اللہ عز وجل اپنے بندوں پر ایک احسان اور ایک صدقہ فرماتا ہے اور اللہ عز وجل اپنے بندوں میں کسی پر اپنے ذکر کے الہام سے افضل کوئی احسان نہیں فرماتا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، رقم ۳۴۱۹، ج ۲، ص ۴۹۳)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرکارِ دالائہا، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو چاشت کی بارہ رکعتیں ادا کریگا اللہ عز وجل اس کے لئے جنت میں سونے کا ایک محل بنائے گا۔

(ترمذی کتاب الوتر، باب ماجاء فی صلوٰۃ اُمی، رقم ۴۷۲، ج ۲، ص ۱۷)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عز وجل کی بارگاہ میں کثرت سے توبہ کرنے والے ہی نماز چاشت پابندی سے ادا کرتے ہیں اور یہ ادا بین یعنی توبہ کرنے والوں کی نماز ہے۔ (طبرانی اوسط، رقم ۳۸۶۵، ج ۳، ص ۶۶)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر کو مسجد کی جانب بھیجا وہ لشکر بہت سا مال غنیمت لے کر جلد لوٹ آیا تو لوگ لشکر کے مقام کی نزدیکی، کثرتِ مال غنیمت اور جلد لوٹ آنے کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایک ایسی قوم کے بارے میں نہ بتاؤں جو ان سے بھی قریب جہاد کرنے والی اس سے بھی زیادہ مال غنیمت حاصل کرنے والی اور جلدی لوٹنے والی ہے۔ (پھر فرمایا)، جو شخص وضو کرے پھر نماز چاشت ادا کرنے کیلئے مسجد میں حاضر ہو وہ ان لوگوں سے بھی قریب، زیادہ غنیمت لانے والا اور جلدی لوٹنے والا ہے۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم ۶۶۳۹، ج ۲، ص ۵۸۸)

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو اپنے گھر سے کسی فرض نماز کی ادائیگی کے لئے نکلا، اس کا ثواب احرام باندھنے والے حاجی کی طرح ہے اور جو چاشت کی نماز ادا کرنے کے لئے نکلا اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کی طرح ہے اور

ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا اس طرح انتظار کرنا کہ بیچ میں ثنوبات نہ کی جائے تو اس کا نام علیین (یعنی اعلیٰ درجے والوں) میں لکھا جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطہور، باب صلوٰۃ النعمی، رقم ۱۲۸۸، ج ۲، ص ۴۱)

سنت اور اس کے آداب کی

حفاظت کے حکم کا بیان

16- تَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالسُّنَّةِ وَالْحِفَاظَةِ

عَلَى السُّنَّةِ وَأَدَائِهَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ رسول جو کچھ تم کو عطا

کریں وہ لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) (الحشر: 7)۔

شرح: اس قادر و حکیم پروردگار عز و جل نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکمتوں کا بیش بہا خزانہ عطا فرمایا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جن کاموں کا حکم فرمایا ان کی بجا آوری ہم پر لازم ہے کیونکہ وہ بھی باذن پروردگار عز و جل حکیم ہیں اور حکیم جن باتوں کا حکم دے اور جن سے منع کرے تو ضرور ان میں کوئی نہ کوئی حکمت مضمون ہوتی ہے، پس جو شخص طاعات پر عمل اور گناہوں سے اجتناب کریگا اسے جنت کی ابدی دسرمدی راحتیں عطا کی جائیں گی اور جہنم سے نجات کا سامان ہو جائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: آپ (ﷺ) اپنی

خواہش سے نہیں بولتے وہ تو وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ

هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ) (النجم: 3-4)

شرح: حضرت صدر المآ فیاض سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے

تحت لکھتے ہیں

یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا ممکن و متصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وہی الہی ہوتی ہے اور اس میں حضور کے خلق عظیم اور آپ کی اعلیٰ منزلت کا بیان ہے۔ نفس کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہش ترک کر دے۔ (کبیر) اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات و افعال میں فنا کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا تحلی ربانی کا یہ استیلائے تام ہوا کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الہی ہوتی ہے۔ (روح البیان) (خزائن العرفان)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے حبیب!) فرما

دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو واللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ) (آل

عمران: 31)۔

شرح: حضرت صدر الا فاضل سیدنا مولینا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیح ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کرے

شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انہیں سجا سجا کر ان کو سجدہ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اے گروہ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے دین کے خلاف ہو گئے قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبت الہی کا دعویٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع و فرماں برداری کے بغیر قابل قبول نہیں جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے اور حضور نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور کا نافرمان اور محبت الہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے

(خزائن العرفان)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول (ﷺ کی زندگی) میں عمدہ نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ پر اور روزِ حشر پر ایمان رکھتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے حبیب!) تیرے رب کی قسم! وہ اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ آپ کو اپنے باہمی جھگڑوں اور معاملات میں حاکم تسلیم نہ کر لیں پھر آپ کے فیصلہ پر دلوں میں تنگی بھی محسوس نہ کریں اور پورے طور پر تسلیم کر لیں۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ
الْآخِرَ) (الأحزاب: 21)،

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى
يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)

(النساء: 65)

شرح: حضرت صدر الا فاضل سیدنا مولینا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں

معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدقِ دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے

شان نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آبِ رسائی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت

زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا معاملہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ باوجودیکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی چیز کے بارے میں تمہارا آپس میں جھگڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہو۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) (النساء: 59)

علماء نے فرمایا: اس کا معنی کتاب اور سنت رسول کی طرف رجوع ہے۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَاهُ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی ہی اطاعت کی۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ) (النساء: 80)

شرح: حضرت صدر المآثر فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین خاں آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں:

شان نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی اس پر آج کل کے گستاخ بد دینوں کی طرح اُس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا انصاری نے عیسیٰ بن مریم کو رب مانا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ کہہ سبے شک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، (خزائن العرفان)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے حبیب!) بل شبہ آپ سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دیتے ہیں یعنی اللہ کے راستے کی طرف۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ... صِرَاطِ اللَّهِ...) (الشوری: 52-53)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ ان (رسول اللہ ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں آزمائش یا دردناک عذاب پہنچنے سے ڈرنا چاہئے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ) (النور: 63)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے ازواج نبی) تم یاد کرو اپنے گھروں میں تلاوت ہونے والی آیات کو اور حکمت کو۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَالذُّكُورَ مَا يُثَلِّیْ فِیْ بُیُوتِکُمْ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِکْمَةِ) (الاحزاب: 34)

اس باب میں آیات بہت زیادہ ہیں۔

وَالْآيَاتِ فِی الْبَابِ کَثِیْرَةٌ۔

اور احادیث یہ ہیں:

وَأَمَّا الْآحَادِیْثُ:

پہلی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو باتیں میں تم کو بیان کرنے سے چھوڑ دوں ان میں مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور سوال نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو ان کے سوالات کی کثرت اور اپنے انبیاء سے اختلاف نے ہلاک کیا جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو اس سے رک جاؤ اور جب کسی کام کرنے کا حکم دوں تو حتی الامکان اسے انجام دیا کرو۔ (متفق علیہ)

(157) قَالَ أَوَّلُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَثْرَةُ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا تَهَيَّئْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَأَجْتَنِبُوهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ مُتَّفَقٌ

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۸۴، رقم: ۲۸۸، صحیح مسلم: باب توقیر صلی اللہ علیہ وسلم وترك اکثر سؤالہ، ج ۲، ص ۹۱، رقم: ۱۲۵۱، صحیح ابن حبان: باب الاعتصام بالسنة، ج ۱، ص ۵۶، رقم: ۱۱۰، السنن الکبریٰ للبیہقی: باب المریض یفطر ثم لم یصح حتی مات، ج ۲، ص ۲۵۲، رقم: ۸۴۶، مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی ہریرہ، ج ۲، ص ۲۵۸، رقم: ۴۹۱۲)

شرح حدیث: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: یعنی جس بات میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرما دوں تو تم پر تنگی ہو جائے۔

یہاں سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلا حرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں خدا اور رسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے۔ ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا اور رسول نے کہاں منع کیا ہے، جب حکم نہ دیا نہ منع کیا تو جواز رہا، تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ و رسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس میلاد مبارک و قیام و فاتحہ و سوم و غیرہ مسائل بدعت وہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳۰، ص ۵۲۳)

فضول سوالات سے بچو۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، داناتے محبوب، مقررہ نعمین الغیوب غرّ و جَلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ عزّ و جلّ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ عزّ و جلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، اس نے پھر عرض کی: یا رسول اللہ عزّ و جلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور اگر (ہر سال) واجب ہو جاتا تو تم استطاعت نہ رکھتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرفوع فی العمر، الحدیث ۱۳۳۷، ص ۹۰۱)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی پورا جواب تو کیا معنی، اگر ہم صرف ہاں کہہ دیتے تب بھی ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے کہ آپ کی ہاں اور نہ میں تاثیر ہے جس کے قوی دلائل موجود ہیں کیوں نہ ہو کہ آپ کا کلام وحی الہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں ملاحظہ فرمائیے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں سے اعمال اور وظیفوں میں قید یا پابندی نہ لگوانی چاہیے بلا قید عمل کرنا چاہیے۔

مزید فرماتے ہیں:

یعنی ہمارے احکام میں کیوں، کیسے اور کب کہہ کر قید نہ لگائیں ہم شرعی احکام کی تبلیغ ہی کے لیے تو بھیجے گئے ہیں ضروری چیزیں ہم خود بیان فرمادیں گے۔ (لغات)

اس طرح کہ انہوں نے زیادہ پوچھ پوچھ کر پابندیاں لگوالیں، پھر ان پابندیوں پر عمل نہ کر سکے یا انہوں نے عمل تو کیا مگر بہت مشکل سے جیسے ذبح گائے کا واقعہ ہوا۔ (بزاۃ النبی، ج ۳، ص ۱۲۱)

دوسری حدیث: حضرت ابو جح عریاض بن ساریہ

(158) الثّانی: عَنْ أَبِي جَحِيحٍ الْعَرِيبِيِّ

سَارِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَّنَا رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجَلَّتْ مِنْهَا

الْقُلُوبُ، وَخَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقُلْنَا يَا رَسُولَ

اللَّهِ، كَأَنَّهَُا مَوْعِظَةٌ مُّوَدَّعٌ فَأَوْصِنَا، قَالَ: أَوْصِيَكُمْ

بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّجْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ

عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، وَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَذَرُ

ﷺ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک تبلیغ وعظ فرمایا جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ تو اووداع کرنے والے کی نصیحت کی طرح ہے آپ ہمیں کوئی وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا: میں تم کو اللہ کے تقویٰ اور سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ تم پر

الْخِلَافَةُ كَوَيْلًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ
الرَّاشِدِينَ الْمُهَدِّدِينَ عَصُومًا عَلَيْهَا بِالنُّوَاجِدِ
وَالْأَكْثَرِ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ
صَحِيحٌ - الْتَوَاجِدُ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: الْأَنْبَاءُ
وَقِيلَ: الْأَضْرَاسُ.

جبشی غلام امیر بن جائے سوتم میں سے جو میرے بعد
زندہ رہے گا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا، تو تم میری اور
میرے خلفاء کی سنت کو لازم پکڑنا ہے ایسے خلفاء جو
ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ ہیں ان کو داڑھوں
کے ذریعہ مضبوطی سے پکڑنا اپنے آپ کو دین میں نئے
کاموں سے بچاؤ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس
حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نواجذ: ذال معجمہ کے ساتھ
داڑھوں کو کہتے ہیں اور داڑھوں کو اضراس بھی کہا گیا
ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی: باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع، ج ۲ ص ۲۲۲، رقم: ۲۶۶۱، سنن ابو داؤد:
باب فی لزوم السنة، ج ۲ ص ۲۲۲، رقم: ۳۶۰۹، سنن الکبیری للمہدی: باب ما یقضى به القاضی ویفتی به المفتی، ج ۱ ص ۱۱۳، رقم:
۲۰۸۴۵، سنن ابن ماجہ: باب اجتناب البدع والجدل، ج ۱ ص ۱۸، رقم: ۳۶، سنن الدارمی: باب اتباع السنة، ج ۱ ص ۵۵، رقم: ۱۵)
شرح حدیث: وعظ ونصیحت کے بے شمار فوائد ہیں

امام جلیل، عارف باللہ حضرت سیدنا عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے
ہیں: حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے الوداع کہنے والے کی طرح نصیحت فرمائی یعنی ایسے شخص کی
وصیت کی طرح جو اپنی قوم کو چھوڑ کر جا رہا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنے جانے سے پہلے انہیں اُن باتوں کی وصیت کر جائے کہ اس
کے بعد انہیں ان باتوں کی انتہائی ضرورت پڑے گی۔ تو وہ انہیں وصیت و نصیحت کرتا ہے، خوف دلاتا ہے اور زجر و توبیخ کرتا
ہے اور اپنی مخالفت سے ڈراتا ہے۔ اور یہ صرف ان کی بھلائی کی انتہائی چاہت کے سبب کرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے بعد گمراہ
نہ ہو جائیں۔ (مزید فرماتے ہیں) اس حدیث پاک میں یہ اشارہ بھی ہے کہ واعظ کو چاہیے کہ بوقت وعظ اپنے پاس
موجود حاضرین کو نصیحت کرنے میں پوری کوشش صرف کرے اور ایسی کوئی بھی فائدہ مند بات ترک نہ کرے جس کے متعلق
جانتا ہو کہ حاضرین اس کے لئے دوسری مجلس کے محتاج ہوں گے کیونکہ دوسری مجلس تک زندہ رہنے کا کوئی بھروسہ
نہیں۔ اور واعظ کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر کوئی مشقت اٹھائے حاضرین کی حالت کے مطابق کبھی کبھار ان کو ڈرائے اور
زجر و توبیخ کرے، البتہ! اس کی عادت نہ بنائے جیسا کہ حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک
عمل تھا کہ کبھی ڈراتے اور کبھی نہ ڈراتے۔

(المدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ الحمیدیۃ، الباب الاول فی الاعتصام بالکتاب والسنة۔۔۔ الخ، ج ۱، ص ۹۵)

وعظ ونصیحت کے سبب شمار فرمائیں، اس کے ذریعے کفار دولت اسلام سے مشرف ہوتے، مسلمانوں کے دل خوف خدا عزّ وجلّ سے لبریز اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہوتے، ایمان کو تازگی ملتی، اسلام کی محبت میں ترقی آتی، نیکیوں کا جذبہ ملتا، گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی، ثواب کی طلب میں اضافہ ہوتا، گناہ سے بچنے کا ذہن بنتا اور دین سیکھنے سکھانے کے لئے راہ خدا عزّ وجلّ میں سفر کا جذبہ ملتا ہے۔ الغرض وعظ ونصیحت ہر طرح سے فائدہ مند ہے۔ چنانچہ اللہ عزّ وجلّ ارشاد فرماتا ہے:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ يَ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (پ 27، اللہ ربّنا: 55)

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: اگر سمجھانا کسی کافر کو شرف ایمان کا فائدہ دے تو یہ مسلمان ہی کو نفع دیتا ہے کیونکہ وہ مسلمان ہو چکا ہے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ اللہ ربّنا، تحت الایۃ 55، ج 10، ص 191)

بدعت کا لغوی معنی ہے نئی چیز اور شرعی طور پر ہر وہ نئی چیز جو حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ کے بعد ایجاد ہوئی بدعت ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج 1، ص 368)

بدعت کی تعریف میں زمانہ نبوی کی قید لگائی گئی ہے، چنانچہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاکیزہ دور میں ایجاد شدہ نئے کام کو بھی بدعت ہی کہا جائے گا۔ مگر درحقیقت یہ نئے کام بھی سنت میں داخل ہیں۔ (ماخوذ از احیاء الممات، ج 1، ص 135) کیونکہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ (سنن ابن ماجہ، مقدمہ، الحدیث 42، ج 1، ص 31)

بدعت کی (اصول شرع کے اعتبار سے) دو اقسام ہیں

(1) بدعت حسنہ: ہر وہ نیا کام جو اصول شرع (یعنی قرآن و حدیث اور اجماع) کے موافق ہو مخالف نہ ہو۔

(2) بدعت منکرہ: جو نیا کام اصول شرع کے مخالف ہو۔

اس حدیث میں کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ سے مراد دوسری قسم ہے یعنی ہر وہ نیا کام جو قرآن پاک، حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع امت کے خلاف ہو وہ بدعت سیئہ اور گمراہی ہے اور جو نیا اچھا کام ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ کام مذموم نہیں ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی جماعت کے متعلق فرمایا تَمَّتِ الْبِدْعَةُ بِذِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ یعنی یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔

پھر بدعت کی مزید پانچ اقسام ہیں

(1) واجبہ (2) مستحبہ (3) مباحہ (4) مکروہہ (5) محرمہ

(1) واجبہ:

جیسے علم نحو و صرف کا سیکھنا سکھانا کہ اسی کے ذریعے آیات و احادیث کے معنی کی صحیح پہچان حاصل ہوتی ہے (اگرچہ یہ علوم مروجہ انداز میں عہد رسالت میں موجود نہ تھے)، اسی طرح دوسری بہت سی وہ چیزیں اور علوم جن پر دین و ملت کی حفاظت موقوف ہے۔ اسی طرح باطل فرقوں کا رد کہ ان کے عقائد باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے۔

(2) مستحبہ:

جیسے سرائوں (مسافر خانوں) کی تعمیر تاکہ مسافروہاں آرام سے رات بسر کر سکیں، دینی مدارس کا قیام تاکہ علم کی روشنی ہر سو پھیلے، اجتماع میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور بزرگان دین کے غرس کی محافل قائم کرنا۔ اسی طرح مسلمانوں کی خیر خواہی کا ہر وہ نیا انداز جو پہلے زمانے (یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے) میں موجود نہ تھا۔

(3) مباحہ:

جیسے کھانے پینے کی لذیذ چیزیں کثرت سے استعمال کرنا، وسیع مکان میں رہنا، اچھا لباس پہننا جبکہ یہ چیزیں حلال و جائز ذرائع سے حاصل ہوئی ہوں نیز تکبر اور ایک دوسرے پر فخر کا باعث نہ بن رہی ہوں۔ اسی طرح آنا چھان کر استعمال کرنا اگرچہ عہد رسالت میں ان چھنے آنے کی روٹی استعمال ہوتی تھی۔

(4) مکروہہ:

وہ کام جس میں اسراف ہو جیسے شافعیوں کے نزدیک قرآن پاک کی جلد اور خلاف وغیرہ کی آرائش و زیبائش اور مساجد کو نقش و نگار سے مزین کرنا۔ خفیوں کے نزدیک یہ سب کام بلا کر اہت جائز ہیں۔

(5) محرمہ:

جیسے اہل بدعت کے مذاہب باطلہ جو کہ کتاب و سنت (اور اجماع) کے مخالف ہیں۔

(ماخوذ از اشعۃ اللمعات، ج ۱ ص ۱۳۵ و مرقاۃ المفاتیح، ج ۱ ص ۳۶۸)

بعض لوگ اس حدیث کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو کام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی، یہ معنی بالکل قاسد ہیں۔ (مرآۃ النج، ج ۱ ص ۱۳۷) شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل کے مجموعے نماز کے احکام سے بدعت حسنہ کی بارہ مثالیں ملاحظہ ہوں:

(1) قرآن پاک پر نقطے اور اعراب حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں لگوائے۔ (2) اسی نے ختم آیات پر علامات کے

طور پر نقطے لگوائے۔ (3) قرآن پاک کی چھپائی (4) مسجد کے وسط میں امام کے کھڑے رہنے کیلئے طاق نما محراب پہلے نہ تھی ولید مروانی کے دور میں سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد کی، آج کوئی مسجد اس سے خالی نہیں۔ (5) چھ کلمے۔ (6) علم صرف و نحو۔ (7) علم حدیث اور احادیث کی اقسام۔ (8) درس نظامی۔ (9) زبان سے نماز کی نیت۔ (10) ہوائی جہاز کے ذریعے سفر حج۔ (11) شریعت (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) و طریقت (قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی) کے چار سلسلے۔ (12) جدید سائنسی ہتھیاروں کے ذریعے جہاد۔ (نماز کے احکام، ص ۵۴)

(159) الثَّالِثُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ أُمَّتٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ آتَى. قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ. وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ آتَى رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ.

تیسری حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سب امتی جنت میں داخل ہو جائیں گے لیکن جس نے انکار کیا عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انکار کون کرتا ہے فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب الاقصاد، مسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۸۹۰، رقم: ۲۸۰، صحیح ابن حبان، باب الاعتصام بالسنة وما يتعلق بها، نقلًا و امرًا و جہرا، ج ۱، ص ۶۶، رقم: ۱۴، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۲۶۱، رقم: ۸۶۱۳، مجمع الزوائد، باب منہ فی فضل الامۃ، ج ۱۰، ص ۶۲، رقم: ۱۶۴۶، مسند البزار، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۲۶۰، رقم: ۸۴۵۴)

شرح حدیث: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، سعادت کی علامت

وہ مسلمان جسے حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی توفیق مل جائے وہ یقیناً سعادت مند ہے کہ ایسا شخص آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے اور موت کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا شہاد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا بلغین، رحمۃ اللہ علیہ، نے ارشاد فرمایا: عظیمند وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کو کمزور کر دے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے نیک عمل کرے اور عاجز و راجز وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ عز و جل پر لمبی امیدیں رکھے۔

(شعب الایمان، باب فی الزہد و قصر الال، الحدیث: ۱۰۵۳۶، ج ۷، ص ۳۵۰)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیع امت، مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: سب سے زیادہ عظیمند و دانا وہ مومن ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور اس کے لئے احسن طریقے پر تیاری کرے، یہی (حقیقی) دانا لوگ ہیں۔ (الرجح السابق، الحدیث: ۱۰۵۳۹، ص ۳۵۱)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سودینار کے عوض ایک مہینے کے لئے ایک باندی خریدی تو میں نے حضو نبی اکرم، رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کیا تم اسامہ پر تعجب نہیں کرتے جو مہینے کا سودا کرتا ہے، یقیناً اسامہ لمبی امید والا ہے، اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! جب میں اپنی آنکھیں جھپکتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ کہیں میری پلکیں کھلنے سے پہلے ہی اللہ عزوجل میری روح قبض نہ فرمالے اور جب اپنی پلکیں اٹھاتا ہوں تو یہ گمان ہوتا ہے کہ کہیں انہیں جھکانے سے پہلے ہی موت کا وعدہ نہ آجائے اور جب کوئی لقمہ منہ میں ڈالتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ موت کا اچھو لگنے (یعنی موت آنے) سے پہلے اسے نہ نکل سکوں گا، اے لوگو! اگر تم عقل رکھتے ہو تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو، کیونکہ تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس باندی کو اپنا ہاتھ تنگ ہونے کی وجہ سے خریدا تھا (یعنی اس وقت مال موجود تھا، بعد میں نہیں خرید سکتے تھے) (المرجع السابق، الحدیث ۱۰۵۶۳، ص ۳۵۵)

سوشہیدوں کا ثواب

نبی مکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیب، منزہ عن الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ یعنی جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (جامع الترمذی، کتاب العلم، الحدیث ۲۶۸۷، ج ۴، ص ۳۰۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ایسے نازک حالات میں کہ جب دنیا بھر میں گناہوں کی یلغار، ذرائع ابلاغ میں فحاشی کی بھرمار اور فیشن پرستی کی پھٹکار مسلمانوں کی اکثریت کو بے عمل بنا چکی ہے، نیز علم دین سے بے رغبتی اور ہر خاص و عام کا رُحجان صرف دنیاوی تعلیم کی طرف ہونے کی وجہ سے اور دینی مسائل سے عدم واقفیت کی بنا پر ہر طرف جہالت کے بادل منڈلا رہے ہیں، لادینیت و بد مذہبیت کا سیلاب تباہیاں مچا رہا ہے، گلشن اسلام پر فحشاں کے بادل منڈلا رہے ہیں، ہمیں اپنی زندگی ستخوں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَمْسُوكٌ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي قَلَّةٌ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ یعنی فساد امت کے وقت جو شخص میری سنت پر عمل کریگا اسے سوشہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔

(کتاب الزهد للکبیر للإمام البیہقی، الحدیث ۲۰۷، ج ۱، ص ۱۱۸، مؤسسة الکتب الشافعیہ بیروت)

(160) الزَّائِعُ: عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ. وَقِيلَ: أَبِي

إِبَاسٍ سَلَمَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْأَكُوْعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَمَالِهِ، فَقَالَ: كُلْ يَمِينِكَ قَالَ: لَا اسْتَطِيعُ. قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكَبَرُ فَنَارَفَعَهَا إِلَيَّ فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

چوتھی حدیث: ابو مسلم اور یہ بھی کہا گیا کہ حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے رسول اللہ کی موجودگی میں بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے اس کو دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کا حکم دیا تو وہ کہنے لگا میں اس کو اٹھا نہیں سکتا آپ نے فرمایا: تو نہ اٹھا سکے۔ اس کو تکبر نے بات ماننے سے روکا ہے پھر اس کا ہاتھ منہ کی طرف کبھی نہ اٹھا۔ (مسلم)

مخرج حدیث: (صحیح مسلم: باب آداب الطعام والشراب واحکامهما ج ۲ ص ۴۰۰ رقم: ۵۲۸۴ سنن الکبیری للبیہقی: باب الاکل والشرب باليمن ج ۱ ص ۲۷۷ رقم: ۱۵۰۰۰ صحیح ابن حبان: باب المعجزات ج ۲ ص ۲۱۱ رقم: ۶۵۱۳)

شرح حدیث: سیدھے ہاتھ سے کھائیں پئیں

سیدھے ہاتھ سے کھانا پینا سنت ہے۔ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب، حبیب لبیب عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب کوئی کھانا کھائے تو سیدھے ہاتھ سے کھائے اور پانی پئے تو سیدھے ہاتھ سے پئے۔ (صحیح مسلم ص ۱۱۱۷ حدیث ۲۱۷۲)

شیطان کا طریقہ

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص نہ اُلٹے ہاتھ سے کھانا کھائے نہ پئے کہ اُلٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔ (اینا)

سیدھے ہی ہاتھ سے لیں اور دیں

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معتکرِ پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے ہر ایک سیدھے ہاتھ سے کھائے اور سیدھے ہاتھ سے پئے اور سیدھے ہاتھ سے لے اور سیدھے ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان اُلٹے ہاتھ سے کھاتا اور اُلٹے ہاتھ سے پیتا اُلٹے ہاتھ سے دیتا اور اُلٹے ہاتھ سے لیتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف ج ۳ ص ۱۲ حدیث ۳۲۶۶)

ہر کام میں الٹا ہاتھ کیوں؟

افسوس! آج کل ہم دنیا کے چکر میں اس قدر گھر چکے ہیں کہ محبوبِ باری عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری پیاری سنتوں کی طرف ہماری توجہ ہی نہیں رہتی۔ یاد رکھئے! حدیثِ مبارک میں ہے کہ آدمی کی رگوں میں شیطان خون کے ساتھ تیرتا ہے۔ (صحیح مسلم ص ۱۱۹۷ حدیث ۲۱۷۲) ظاہر ہے کہ یہ ہمیں سنتوں کی طرف کہاں جانے دے گا؟ اگرچہ

سیدھے ہاتھ سے ہی کھانا کھاتے ہیں لیکن پھر بھی اُلٹے ہاتھ سے کچھ دانے پھانک ہی لئے جاتے ہیں، کھاتے ہوئے چونکہ سیدھا ہاتھ آلودہ ہوتا ہے لہذا پانی اُلٹے ہی ہاتھ سے پی ڈالتے ہیں، چائے پیتے وقت کپ سیدھے ہاتھ میں اور رکابی اُلٹے ہاتھ میں لئے چائے پیتے ہیں، کسی کو پانی پلاتے وقت جگ سیدھے ہاتھ میں ہوتا ہے جبکہ گلاس اُلٹے میں اور اُلٹے ہاتھ سے گلاس دوسروں کو دیتے ہیں۔ حیاتِ محدثِ اعظم ص 374 پر ہے، محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سرمد راحمد قادری چشتی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، لینے اور دینے میں دائیں (یعنی سیدھے) ہاتھ کو استعمال کرو، یہ عادت ایسی پختہ ہو جائے کہ کل قیامت میں نامہ اعمال پیش ہو تو اسی عادت کے موافق دایاں (یعنی سیدھا) ہاتھ آگے بڑھ جائے تب تو کام بن جائے گا۔

تیرا چہرہ بگڑ جائے

سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ صداقت نشان کی یہ شان ہے کہ جو کچھ فرماتے وہ ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رتبہ تو یکتا عظیم ہے، غلاموں کا حال ملاحظہ ہو، چنانچہ ایک عورت مشہور صحابی حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھانکا کرتی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا اُس کو منع کیا مگر وہ باز نہ آئی۔ ایک دن اُس نے جب حسب معمول جھانکا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ کرامت نشان سے یہ الفاظ نکلے، شَاءَ وَتُجْهِکَ یعنی تیرا چہرہ بگڑ جائے۔ پس اُسی وقت اُس کا چہرہ گڈی کی طرف پھر گیا۔ (جامع کرامات اویام ج ۱ ص ۱۱۲)

محفوظ شہار کھنا سدا بے ادبوں سے اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ قبولیت نشان کی یہ تاثیر دراصل مہرِ منیر، بشیرِ نذیر، رسولِ فہمیر محبوبِ ربِّ قدیر غرّ و جَلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعاء کا ثمرہ تھا۔ جیسا کہ جامع ترمذی وغیرہ میں ہے، بیٹھے بیٹھے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ ربِّ العلیٰ میں دعاء کی، اَللّٰهُمَّ اَسْتَجِبْ سَعْدًا اِذَا دَعَا لَكَ یَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ! جب بھی سعد تجھ سے دعا کرے تو قبول فرمایا کر۔ (ترمذی شریف ج ۵ ص ۲۱۸ حدیث ۳۷۷۲) محدثِ مبین کرام زخمیہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی دعاء کرتے قبول ہو جاتی۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دعائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(جامع کرامات اویام ج ۱ ص ۱۱۳)

پانچویں حدیث: حضرت ابو عبد اللہ نعمان بن بشیر

ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا

آپ فرماتے ہیں تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ

(161) الْخَامِسُ: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ النُّعْمَانِ

بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَتَسُوْنَ صُفُوفَكُمْ.

أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وَجْهِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بَيْنَا الْقِدَاحَ حَتَّى إِذَا رَأَى أَكَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُكَيِّدَ فَرَأَى رَجُلًا بَاجِدًا صَدْرُهُ فَقَالَ: عِبَادَ اللَّهِ، لَتَسَوْنَ صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وَجْهِكُمْ.

اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔ (متفق علیہ) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرماتے جس طرح کہ تیروں کی سیدھا کرنا ہوتی کہ آپ نے خیال فرمایا کہ ہمیں آپ کی بات سمجھ آگئی ہے پھر ایک دن آپ نکلے تو دیکھا ایک آدمی صف سے سینہ نکالے کھڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ پھر اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدھا، ج ۱ ص ۱۳۵، رقم: ۱۷۰۱، صحیح مسلم، باب تسوية الصفوف وإقامتها، ج ۱ ص ۴۱۳، رقم: ۱۰۰۱، سنن الکبیری للبیہقی، باب إقامة الصفوف وتسويتها، ج ۳ ص ۱۰۰، رقم: ۵۲۸۵، سنن ابوداؤد، باب تسوية الصفوف، ج ۱ ص ۲۵۰، رقم: ۶۱۲، صحیح ابن حبان، باب فرض متابعة الامام، ج ۲ ص ۱۳۹، رقم: ۲۱۶۵، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث النعمان بن بشیر، ج ۳ ص ۲۴۱، رقم: ۱۷۳۱۲)

شرح حدیث: صف کو سیدھا نہ کرنا

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جو صف کو ملائے گا اللہ عزوجل اسے ملا دے گا اور جو صف کو قطع کرے گا اللہ عزوجل اسے قطع کر دے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب تسوية الصفوف، الحدیث ۶۶۶، ص ۱۲۷۲)

خزین جو دو سخاوت، پیکر عظمت و شرافت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے صف پوری کرنے والوں پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، الباب إقامة الصلاة، ج ۱ ص ۲۵۳، الحدیث ۹۹۵، ص ۲۵۳۵)

محبوب رب العزت، محسن انسانیت عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صفوں میں اپنے مبارک ہاتھ سے برابر کرتے اور ارشاد فرماتے تھے: الگ الگ مت رہو کہیں تمہارے دل بھی الگ نہ ہو جائیں۔ اور ارشاد فرماتے: اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اگلی صف والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب تسوية الصفوف، الحدیث ۶۶۳، ص ۱۲۷۲، بدوئانکان یومئذ فی صفوہم بیدہ یقول)

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جو صف کی کشادگی پر کرے گا اللہ

عز وجل اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الصغوف وسدا لفرج، الحدیث: ۲۵۰۲، ج ۲، ص ۲۵۰)

شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جو صف کے خلاء کو پُر کرے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۲۵۰۳، ج ۲، ص ۲۵۱)

صاحب معطر پسینہ، باعث قبول سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عز وجل اور اس کے فرشتے صفیں پوری کرنے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں اور جو بندہ صف پوری کرتا ہے اللہ عز وجل اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے اور ملائکہ اس کے پاس خیر لے آتے ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الصغوف وسدا لفرج، الحدیث: ۲۵۰۸، ج ۲، ص ۲۵۱)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: تم صفیں ضرور برابر کیا کرو ورنہ اللہ عز وجل تمہارے چہرے بدل دے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ وبعدھا، الحدیث: ۱۷۱۷، ص ۵۷)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفوں پر توجہ

حضرت سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس دن حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا گیا اس دن میں وہیں موجود تھا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر کے لئے صفیں درست کروا رہے تھے۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالکل قریب کھڑا تھا، ہمارے درمیان صرف حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حائل تھے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کے درمیان سے گزرتے اور فرماتے: اپنی صفیں درست کرلو۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ صفیں بالکل سیدھی ہو چکی ہیں، نمازیوں کے درمیان بالکل خلا نہیں رہا اور سب کے کندھے ملے ہوئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریرہ کہی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ صبح کی نماز میں اکثر سورہ یوسف اور سورہ نحل میں سے قراءت فرماتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی رکعت میں کچھ زیادہ تلاوت فرماتے تاکہ بعد میں آنے والے بھی جماعت میں شامل ہو سکیں، ابھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع ہی کی تھی کہ ایک مجوسی غلام جو پہلی صف میں چھپ کر کھڑا تھا اس نے موقع پاتے ہی ایک دودھاری تیز خنجر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنائی دی کہ مجھے کسی عٹے نے قتل کر دیا یا کاٹ لیا ہے وہ مجوسی غلام حملہ کرنے کے بعد پیچھے پلٹا اور بھاگتے ہوئے تیرہ نمازیوں پر حملہ کیا جن میں سے سات شہید ہو گئے، ایک نمازی نے آگے بڑھ کر اس پر پکڑا ڈالا اور اسے پکڑ لیا، جب اس بد بخت غلام نے دیکھا کہ اب میں پکڑا جا چکا ہوں، تو اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی، جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ہوا تو صفوں

میں دو در کھڑے اکثر نمازی اس حملہ سے بے خبر تھے جب انہوں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت نہ سنی تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز فجر پڑھائی، اکثر لوگوں کو نماز کے بعد واقعہ کا علم ہوا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہو چکے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! معلوم کرو کہ مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر گئے، کچھ دیر بعد واپس آ کر بتایا: مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام (ابولؤلؤہ فیروز) نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہی غلام جو لوہا ہارتھا؟ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ عزوجل اسے عارت کرے! میری اس سے کوئی دشمنی نہیں تھی، بلکہ میں نے تو اسے نیکی کی دعوت دی تھی، میں تو اس کے ساتھ بھلائی کا خواہاں تھا۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں زخمی نہ ہوا۔ (عیون الحکایات مؤلف: امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(162) الشَّادِسُ: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالنَّدِيمَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَأْنِهِمْ، قَالَ: إِنَّ هَذِهِ النَّارَ عَذُوبٌ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ، فَأَطْفِئُوا هَا عَنْكُمْ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ.

چھٹی حدیث: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں رات کے وقت ایک مکان مکینوں سمیت جل گیا جب ان کی بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب لا تترك النار في البيوت عند النوم، ج ۲، ص ۱۱۸، رقم: ۱۲۴۳ صحیح مسلم، باب الامر بتغطية الاناء وایک السقاء واغلاق الابواب ج ۲، ص ۶۰۴، رقم: ۵۲۴۴ مسان ابن ماجہ، باب اطفاء النار عند المبيت ج ۲، ص ۱۱، رقم: ۴۴۰۰ مسند البزار، مسند حذیفہ بن یمان ج ۱، ص ۴۹، رقم: ۲۱۶۴ صحیح ابن جہان، باب آداب النوم ج ۲، ص ۲۲۸، رقم: ۵۵۶۰)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: کیونکہ آگ ہمارے بدن ہمارے مال کی ہلاکت کا ذریعہ ہے، اگر احتیاط سے برقی جائے تو مفید ہے ورنہ ہلاکت۔ اسے دشمن فرمانا اس معنی سے ہے یعنی بے احتیاطی سے برقی جائے تو دشمن ہے لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آگ تو بڑی مفید چیز ہے۔ حد میں رہ کر ہر چیز مفید ہے حد سے بڑھ کر مضر۔ ہم بھی حد میں رہیں تو اچھے ورنہ حد سے بڑھ جائیں تو خود اپنے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ حد میں رکھے۔ (برزخ النجاشی، ج ۶، ص ۱۳۸)

آگ دشمن بھی ہے

روایت میں ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور میں ایک مرتبہ ناگہاں ایک پہاڑ کے غار سے ایک بہت ہی خطرناک آگ نمودار ہوئی جس نے آس پاس کی تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا، جب لوگوں نے دربار خلافت میں فریاد کی تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم میری یہ چادر لے کر آگ کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت حمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقدس چادر کو لے کر روانہ ہو گئے اور جیسے ہی آگ کے قریب پہنچے یا ایک وہ آگ بجھنے اور پیچھے ہٹنے لگی یہاں تک کہ وہ غار کے اندر چلی گئی اور جب یہ چادر لے کر غار کے اندر داخل ہو گئے تو وہ آگ بالکل ہی بجھ گئی اور پھر کبھی بھی ظاہر نہیں ہوئی۔

سونے، جاگنے کے 15 مَدَنی پھول

(1) سونے سے پہلے بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیجئے تاکہ کوئی نموزی کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے (2) سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیجئے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيُ تَرْتِمُ: اے اللہ عزّ و جلّ! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں) (بخاری ج ۴ ص ۱۹۶ حدیث ۶۳۲۵)

(3) عصر کے بعد نہ سوئیں عقل زائل ہونے کا خوف ہے۔ فرمانِ معصنّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔ (مسند ابی یعلیٰ حدیث ۴۸۹ ج ۴ ص ۲۷۸)

(4) دوپہر کو قیلولہ (یعنی کچھ دیر لیٹنا) مستحب ہے۔ (عائلیگیری ج ۵ ص ۳۷۶)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: غالباً یہ ان لوگوں کے لیے ہوگا جو شب بیداری کرتے ہیں، رات میں نمازین پڑھتے ذکر الہی کرتے ہیں یا کتب بینی یا مطالعے میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو مکان ہوئی قیلولے سے دفع ہو جائے گی۔ (بہار شریعت صفحہ ۱۶ ص ۷۹ مکتبہ المدینہ)

(5) دن کے ابتدائی حصے میں سونا یا مغرب و عشاء کے درمیان میں سونا مکروہ ہے۔ (عائلیگیری ج ۵ ص ۳۷۶) (6)

سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور (7) کچھ دیر سیدھی کروٹ پر سیدھے ہاتھ کو رخسار (یعنی گال) کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر (ایضاً) (8) سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سوتا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا (9) سوتے وقت یادِ خدا میں مشغول ہو تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے (یعنی لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَنَ اللّٰہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا ورد کرتا رہے) یہاں تک کہ سو جائے، کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اُسی پر اٹھتا ہے

اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اُسی پر اٹھے گا (ایضاً) (10) جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ الَّذِیْ اٰخِیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاٰتٰیہُ الشُّوْرُ۔ (بخاری ج ۴ ص ۱۹۶ حدیث ۶۳۲۵)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزّ و جلّ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر

جانا ہے۔

(11) اُسی وقت اس کا پکا ارادہ کرنے کہ پرہیزگاری و تقویٰ کریگا کسی کو ستائے گا نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۷۶)

(12) جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سُلانا چاہیے بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے

بڑے (یعنی اپنی عمر کے) لڑکوں یا (اپنے سے بڑے) مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔ (در مختار، رد المحتار ج ۹ ص ۶۲۹)

(13) میاں بیوی جب ایک چار پائی پر سوئیں تو دس برس کے بچے کو اپنے ساتھ نہ سلائیں، لڑکا جب حدِ شہوت

کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے۔ (در مختار ج ۹ ص ۶۳۰)

(14) نیند سے بیدار ہو کر مسواک کیجئے۔

(15) رات میں نیند سے بیدار ہو کر تہجد ادا کیجئے تو بڑی سعادت ہے۔ سید المصلحین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱ ص ۵۹۱ حدیث ۱۱۶۳)

(101) مذنی پھوں صفحہ ۲۹

ساتویں حدیث: انہی (حضرت موسیٰ اشعری

ؑ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس

ہدایت اور علم کی مثال جو دے کر اللہ تعالیٰ نے مجھے

مبعوث فرمایا ہے اس بارش کی طرح ہے جو زمین پر

برسے اس زمین کا کچھ حصہ تو زرخیز تھا جس نے پانی کو

جذب کر لیا اور گھاس اور بکثرت چارہ اگایا اور کچھ حصہ

بخیر تھا جس نے پانی روک لیا پھر اس پانی کے ذریعے

لوگوں کو اللہ نے فائدہ پہنچایا لوگوں نے پانی پیا جانوروں

کو پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا اور زمین کے اس حصہ کو

بھی بارش پہنچی جو چٹیل میدان تھا اس نے پانی روکا نہ

گھاس اگائی یہ مثال اس کی ہے جس نے دین میں

فقاہت حاصل کر لی اور اس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نفع

دیا پھر اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا اور دوسری

مثال اس کی ہے جس نے سر نہ اٹھایا اور اس ہدایت کو

(163) الشایخ: عثہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ

مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا

فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتْ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ

الْكَلَّا وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ

أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَتَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسُ فَشَرِبُوا مِنْهَا

وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَ طَائِفَةٌ مِنْهَا آخَرَى إِمَّا

هِيَ قَيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلًّا، فَذَلِكَ

مَثَلُ مَنْ فَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ وَتَنَفَّعَ بِمَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ

فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَزِدْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ

يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فَقَّهَ بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الْمَشْهُورِ وَقِيلَ بِكَسْرِ هَا:

أَنَّى صَارَ فَقِيهًا.

قول نہ کیا جسے میں لے کر آیا ہوں۔ (متن لے)
فقہ: قاف پر پیش کے ساتھ مشہور ہے لیکن زیر بھی
 پڑھی گئی ہے اس کا مطلب ہے وہ فقیہ بن گیا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب فضل من علم و علم ج ۱ ص ۲۴ رقم: ۲۹ صحیح مسلم: باب بیان مثل ما بعدہ
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الہدی والعلو ج ۲ ص ۸۳۳ رقم: ۶۰۳ صحیح ابن حبان: باب الاعتصام بالسنة وما يتعلق بها
 نقلًا و امرًا و زجرًا ج ۱ ص ۳۶ رقم: ۳۳ سنن الکبیری للنسائی: باب مثل من فقه فی دین اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۲۲۴ رقم: ۵۸۲ مسند
 امام احمد بن حنبل: حدیث ابی موسیٰ الاشعری ج ۳ ص ۲۶۹ رقم: ۱۹۸۸۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:
 اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ علم اور ہدایت ایک نہیں کبھی علم ہوتا ہے، ہدایت نہیں ہوتی جیسے اس امت کے بے دین
 علماء، کبھی ہدایت نصیب ہو جاتی ہے بہت سا علم نہیں ہوتا جیسے وہ غوام جو بے علم ہیں مگر ایمان دار ہیں کبھی علم اور ہدایت دونوں
 جمع ہو جاتے ہیں، جیسے علمائے دین ہیں۔ ہدایت علم سے افضل ہے، اسی لیے اس کا ذکر پہلے ہوا، علم کتابوں سے ملتا ہے
 ہدایت کسی کی نظر سے۔

یہاں سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور کے یہاں علم اور فیضان کی کمی نہیں تمام دنیا فیض لے لے تو گھٹتا نہیں کوئی نہ لے تو
 بیکار بچتا نہیں جیسے سورج کی روشنی اور بادلوں کا پانی۔
 مزید فرماتے ہیں:

اس تشبیہ سے دو فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، زمین کیسی
 اعلیٰ ہو اور کتنا ہی اچھا تخم بویا جائے، مگر بارش کی محتاج ہے، دین و دنیا کی ساری بہاریں حضور کے دم سے ہیں۔ شعر
 شکر فیض تو چمن چوں کنداے ابر بہار کہ اگر خاور گر گل ہمہ پروردہ تست

دوسرے یہ کہ تاقیامت مسلمان علماء کے حاجت مند ہیں کہ ان کی کھیتوں کو پانی انہیں تالابوں سے ملے گا حضور کی
 رحمت انہی کے ذریعہ نصیب ہوگی۔ (برزائۃ الناجح ج ۱ ص ۱۳۸)

اسی مضمون کی آیت قرآن پاک میں موجود ہے چنانچہ
 وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاتَهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرِجُ إِلَّا نَجَسًا ۚ كَذَلِكَ نَصْرَفُ الْأَلْبَتِ
 لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۝

اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل ہم
 یونہی طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں ان کے لئے جو احسان مانیں۔

حضرت صدر لک فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ثنائی العرفان میں اس کے تحت

لکھتے ہیں:

یہ مؤمن کی مثال ہے جس طرح عمدہ زمین پانی سے نفع پاتی ہے اور اس میں پھول پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جب مؤمن کے دل پر قرآنی انوار کی بارش ہوتی ہے تو وہ اس سے نفع پاتا ہے، ایمان لاتا ہے، طاعات و عبادات سے پھلتا پھولتا ہے۔ اور دوسری یہ کافر کی مثال ہے کہ جیسے خراب زمین بارش سے نفع نہیں پاتی ایسے ہی کافر قرآن پاک سے منفعہ نہیں ہوتا۔ (خزان العرفان)

آٹھویں حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو اس آگ سے ہٹاتا ہے میں تم کو آگ سے بچانے کے لئے تمہارے کمر بندوں سے پکڑتا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹے ہو۔ (مسلم)

جنادب: کڑی کی طرح جیسے پتنگے اور پروانے جو آگ میں گرتے ہیں مشہور یہی ہے اور حمزہ: حمزہ کی جمع ہے۔ اس کا مطلب ہے: شلواریا چادر باندھنے کی جگہ۔

(164) الثَّامِنُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذْهَبُ عَنْهَا، وَأَنَا أَخَذُ بِحُجُزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَأَنْتُمْ تَقْلُتُونَ مِنْ يَدِي رَوَاةٌ مُسْلِمٌ.

الْجَنَادِبُ : تَحْوُ الْجَرَادِ وَالْفَرَاشُ هَذَا هُوَ الْمَعْرُوفُ الَّذِي يَقَعُ فِي النَّارِ. وَالْحُجْزُ : مَنَعُ حُجْزَةٍ وَهِيَ مَعْقِدُ الْأَزَارِ وَالشَّرَاوِيلِ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم باب شفقتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ ومبالغته فی تحذیرہم ج ۲ ص ۱۱۱ رقم: ۱۰۸۸ مسند امام احمد بن حنبل مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۱۳۱ رقم: ۱۲۹۲۰ مسند ابو داؤد الطیالسی ماروی سعید بن میدان عن جابر رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۳۱ رقم: ۱۰۸۸۳ امثال الحدیث لابی الشیخ الاصبہانی ص ۲۱۰ رقم: ۲۲۵ جامع الاحادیث للسیوطی حرف المیم ج ۱۲ ص ۲۰۹ رقم: ۲۱۰۶۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: حضور کا اپنی امت کو نرمی گرمی سے سمجھانا بجھانا گویا ان کی کمر پکڑ کر آگ سے روکنا ہے یہ روکنا تا قیامت رہے گا، علماء مشائخ کی تبلیغیں، غازیوں کے جہاد، حضور ہی کی تبلیغ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنی دانائی یا اپنی تجویز کردہ عقلی عبادتوں کے ذریعہ دوزخ سے نہیں بچ سکتا جب تک کہ حضور کی ہدایت کو قبول نہ کرے ورنہ ہندو، سادھو اور عیسائی راہب ترک دنیا کر کے عمر بھر عبادتیں کرتے ہیں مگر دوزخی ہیں۔ (برزائے المناجیح، ج ۱، ص ۱۳۸)

اُمّتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خصوصی کرم

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور عظیم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بوقتِ وصال حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام سے استفسار فرمایا: میرے بعد میری امت کے لئے کون ہوگا؟ تو اللہ عزّ و جلّ نے حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو خوشخبری سنا دے کہ میں اسے اس کی امت کے سلسلے میں رسوا نہیں کروں گا اور اسے یہ بشارت بھی دے دے کہ جب لوگوں کو قبروں سے باہر نکالا جائے گا تو سب سے پہلے میرا حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) باہر تشریف لائے گا۔ جب لوگ جمع ہوں گے تو میرا محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی ان کا سردار ہوگا اور جب تک اس کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائے تمام امتوں پر وہ حرام رہے گی۔ (یہ سن کر) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور میرا دل خوش ہوا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعده، الباب الرابع فی دقاۃ رسول اللہ۔۔۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۲۱۷)

امت کے غم خوار آقا

محبوب پروردگار، امت کے غم خوار، بے کسوں کے مددگار، ہم غریبوں کے غم گسار، شفیع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَذِكْرُ أَعْمَالِكُمْ قَبْلَ أَنْ تُؤْذَنُوا

اس سے پہلے کہ تمہارا حساب ہو اپنا حساب خود کر لو۔ اور اپنے اعمال کا وزن کر لو قبل اس کے کہ انھیں تولا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال

ہمیر خدا مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نیک اعمال اپنا بے بغیر داخل جنت ہوگا، تو وہ جھوٹی امید و آس کا شکار ہے۔ اور جس نے یہ خیال کیا کہ نیک اعمال کی بھرپور کوشش سے ہی جنت میں داخل ہوگا، تو گویا وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مستغنی و بے پرواہ سمجھ بیٹھا ہے۔ اور حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ اعمالِ حسنہ کے بغیر جنت کی تمنا رکھنا گناہ سے کم نہیں۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا ارشاد گرامی ہے۔ حقیقتی بندگی کی علامت یہ ہے کہ بندہ عمل پر اتنا چھوڑ دے، نہ کہ عمل کرنا ہی ترک کر دے۔

سرکارِ دو عالم، نور مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ معظم ہے:

الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَبِلَ لِتَابَعْدِ النُّبُوتِ وَالْأَحْمَقُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَسْتَفِي عَلَى اللَّهِ

عقل مند اور سمجھدار وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے۔ اور

احمق و نادان وہ ہے جس نے نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ (کی رحمت سے جنت ملنے کی) امید

رکھی۔ (فتح الباری: کتاب النکاح قولہ اذا دخلت لیلہ.... الخ ج ۹ ص ۳۳۲ دار المعرفۃ بیروت)

(165) الْتَّاسِعُ: عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَعْنِ الْأَصَابِعِ وَالصَّخْفَةِ. وَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّهَا الْبَرْكَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نوویں حدیث: ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں اور پیالہ صاف کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةٌ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْكُلْهَا، فَلْيَبِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذَى، وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحَ يَدَهُ بِالْمِئْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرْكَةُ.

اور مسلم کی ہی ایک اور روایت میں ہے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گرے تو وہ اس کو اٹھالے اس کے ساتھ جو تکلیف دہ چیز لگی ہو اتار کر کھالے اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور ہاتھ کو رومال سے صاف کرنے سے قبل انگلیاں چاٹ کر صاف کر لے کہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ، حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمْ اللَّقْمَةُ فَلْيَبِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذَى، فَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ.

اور ایک روایت (مسلم ہی) میں ہے کہ شیطان تم میں سے ہر کسی کے کام کے میں حاضر ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے کھانے کے پاس حاضر ہوتا ہے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گرے تو اس کو چاہیے کہ تکلیف دہ چیز کو اس سے زائل کرے پھر اس کو کھالے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب استحباب لعق الاصابع والقصة واكل اللقمة ج ۲ ص ۲۰۴ رقم: ۲۳۳۳ مسند امام احمد بن حنبل: مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه ج ۲ ص ۲۹۲ رقم: ۱۵۲۶۱ مصنف ابن ابی شیبہ: باب فی لعق الاصابع ج ۸ ص ۱۰۸ رقم: ۲۴۹۳۲ شعب الایمان للبیہقی: باب رفع اللقمة اذا سقطت والقاء القصعة ج ۵ ص ۸۲ رقم: ۵۸۵۰ سنن ابن ماجہ: باب لعق الاصابع ج ۲ ص ۶۴ رقم: ۳۲۴۰)

شرح حدیث: لقمہ گر گیا

معتل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھا رہے تھے، ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا، انہوں نے اٹھ لیا اور صاف کر کے کھا لیا۔ یہ دیکھ کر گنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا (کہ یہ کتنی حقیر و ذلیل بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو انہوں نے کھا لیا) کسی نے ان سے کہا، خدا امیر کا بھلا کرے (معتل بن یسار وہاں امیر و سردار کی حیثیت سے تھے) یہ گنوار کنکھیوں سے

اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھالیا اور آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے۔ انھوں نے فرمایا ان عجمیوں کی وجہ سے میں اس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، ہم کو حکم تھا کہ جب لقمہ گر جائے، اسے صاف کر کے کھا جائے، شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب اللقمۃ اذا سقطت، الحدیث: ۳۲۷۸، ج ۳، ص ۱۷)

آداب طعام (یعنی کھانے کے آداب) کا بیان

شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ پڑھے اور ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ کہنا اچھا ہے تاکہ اسے کھانے کی حرص اللہ عزّ وجلّ کے ذکر سے غافل نہ کر دے، پس پہلے لقمہ کے ساتھ بسم اللہ، دوسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمن اور تیسرے لقمہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور بلند آواز سے پڑھے تاکہ دوسروں کو بھی یاد آ جائے۔ دائیں ہاتھ سے کھائے، نمک سے شروع کرے اور اسی پر ختم کرے، لقمہ چھوٹا ہو اور اسے اچھی طرح چبائے، جب تک پہلے لقمہ کو نگل نہ لے دوسرے لقمہ کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے اور کھانے میں عیب نہ نکالے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی کھانے میں عیب نہ نکالتے، اگر پسند آتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے اور اپنے سامنے سے کھاتے البتہ پھل ادھر ادھر سے کھا سکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کُلْ مِنْ ثَمَرِ بَلَدٍ لِّیَعْنٰی اَپْنٰی اَکْمَکَ۔

(صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الاکل مما یدلّی، الحدیث: ۵۳۷۷، ص ۲۶۳)

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک پھل پر ادھر ادھر گھومنے لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَیْسَ هُوَ تَوَعَّادٌ اِجْدًا یعنی یہ ایک قسم کا کھانا نہیں۔ (جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء فی التسمیۃ فی الطعام، الحدیث: ۱۸۴۸، ص ۱۸۳۹، منہجاً)

اور پیالے کے گرد سے اور کھانے کے درمیان سے نہ کھائے بلکہ روٹی کو کناروں سے کھائے، چھری کے ساتھ روٹی یا گوشت نہ کاٹے اس سے منع کیا گیا ہے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ محرو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نَهَشُوا نَهَشًا تَرْجَمَ: گوشت کو دانتوں سے نوچ کر کھاؤ۔

(جامع الترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب ما جاء [أَنَّهُ قَالَ]: نَهَشُوا نَهَشًا، الحدیث: ۱۸۳۵، ص ۱۸۳۸)

روٹی پر پیالہ یا کوئی اور چیز نہ رکھے مگر جس چیز کے ساتھ روٹی کھا رہا ہے (اسے رکھ سکتا ہے جیسے اچار وغیرہ)۔

سَيِّدُ الْمُبْلَغِينَ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عزّت نشان ہے:

اَكْبَرُوا الْخُبْرَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَهُ مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ۔

ترجمہ: روٹی کی عزت کرو کیونکہ اللہ عزّ وجلّ نے اسے آسمانی برکات سے اتارا ہے۔

وَسَلَّمَ بِمَوْعِظَةٍ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا (كُنَّا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِينُهُ وَعُدْنَا عَلَيْنَا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ) (الأنبياء: 103) أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلَا وَإِنَّهُ سَيَجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشَّمَالِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أَصْحَابِي. فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَنْدِرُنِي مَا أَحَدْتُوا بَعْدَكَ. فَأَقُولُ كُنَّا قَالِ الْعَبْدُ الصَّاحِخُ: (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ) إِلَى قَوْلِهِ: (الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) (البائدة: 117 - 118) فَيُقَالُ لِي: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُزْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ. غُرْلًا: آتَى غَيْرَ مَحْشُورِينَ.

نصیحت کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا: اے لوگو! تم اللہ کی طرف ننگے پاؤں ننگے جسم بغیر ختنے کے جمع کیے جاؤ گے (جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے ہم اسی طرح تم کو لوٹائیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے ہم اس کو ضرور پورا کریں گے۔ خبردار! مخلوق میں سب سے پہلے جس کو (خصوصی) لباس عطا ہوگا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں خبردار! عنقریب کچھ لوگ میری امت سے لائے جائیں گے ان کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا پس میں کہوں گا! اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں پس فرمایا جائے گا۔ آپ نہیں جانتے جو انہوں نے آپ کے بعد کیا پس میں اس طرح کہہ دوں گا جس طرح نیک بندے عیسیٰ کہیں گے: ”جب تک میں ان میں تھا میں ان پر گواہ تھا“۔ حق تعالیٰ کے قول عَزَّوَجَلَّ حَکِیمٌ تک تو مجھے کہا جائے یہ آپ کے بعد اپنی ایڑیوں پر پھر گئے تھے (مرتبہ ہو گئے تھے) (متن علیہ) غرلاً: اس کا مطلب ہے غیر مختون۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب کیف الحشر، ج ۲، ص ۶۰۹، رقم: ۵۸۱۶، صحیح مسلم، باب اثبات حوض لدینا صلی اللہ علیہ وسلم وصفانہ، ج ۲، ص ۶۸۹، رقم: ۶۱۱۸، مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن العباس، ج ۱، ص ۲۲۵، رقم: ۲۰۱۶، سنن ترمذی، باب ما جاء فی شأن الحشر، ج ۲، ص ۲۱۵، رقم: ۲۲۲۲، تحف الخیرۃ المہرۃ، کتاب الزکاة، ج ۲، ص ۲۲۴، رقم: ۲۶۱۵) شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ النبی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس فرمان عالی میں انکم فرما کر بتایا گیا کہ تم عوام لوگ اس حالت میں اٹھو گے ننگے بدن، ننگے پاؤں، بے ختنہ مگر تمام انبیاء کرام اپنے کفنوں میں اٹھیں گے حتیٰ کہ بعض اولیاء اللہ بھی کفن پہنے اٹھیں گے تاکہ ان کا ستر کسی اور پر ظاہر نہ ہو۔ جامع صغیر کی روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں قبر انور سے اٹھوں گا اور نوران مجھے جنتی جوڑا پہنا دیا جاوے گا لہذا یہاں اس فرمان عالی سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء، بعض اولیاء مستفی ہیں۔ (مرقات، اشعہ) اس لیے یہاں اتم فرمایا

نہیں فرمایا یہ خوب خیال رہے۔

مزید لباس پہنائے جانے کے متعلق فرماتے ہیں:

یعنی یہ لوگ میرے ساتھی ہیں انہیں میرے پاس آنے دو، حضور انور کا یہ فرمان عالی بطور عتاب ہوگا جیسے رب تعالیٰ روزِ فی کا فر سے فرمائے گا: **إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ** اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور کو اپنے پرائے کی پہچان نہ ہوگی، یہاں تو بتا رہے ہیں وہاں کیسے بھول جائیں گے، نیز قیامت میں کافر و مؤمن چہروں اور دوسری علامات سے پہچانے جائیں گے، رب فرماتا ہے: **يُعْرِفُ الْمُنْجِرُ مَوْنٌ بِسَمْنِهِمْ** نیز دوسری روایت میں ہے **اعرفهم ويعرفونہ** میں انہیں پہچانتا ہوں وہ مجھے جانتے ہیں لہذا اس فرمان عالی سے وہابی حضور کی بے علمی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

یعنی یہ لوگ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد یا منکر زکوٰۃ ہو کر یا مصلیہ کذاب کے امتی بن کر مرتد ہو گئے تھے۔ فرشتوں کا یہ عرض کرنا ان مردودوں کو رسوا کرنے کے لیے ہوگا نہ کہ حضور انور کو مطلع کرنے کے لیے، حضور کو رب نے ہر غیب پر مطلع فرمادیا۔ شعر

علی کل شیء خیر آدمی

خدا مطلع ساخت بر جملہ غیب

جو کہتے ہیں کہ یہ لوگ حضرت صدیق و فاروق ہوں گے وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر صدیق و فاروق مرتد ہیں تو ان کے ہاتھ پر بیعت کر لینے والے اہل بیت اطہار پر کیا فتویٰ ہوگا، امام حسین نے یزید فاسق کی بیعت نہ کی تو ان حضرات نے حضرت صدیق اکبر و فاروق کی کیوں کر لی۔ (بڑا المناجیح، ج ۷، ص ۷۸)

مرتد لوگ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں چند آدمی اور وفات اقدس کے بعد بہت لوگ مرتد ہونے والے تھے جن سے اسلام کی بقا کو شدید خطرہ لاحق ہونے والا تھا۔ صاحب تفسیر جمل نے کشاف کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ عرب کے گیارہ قبیلے اسلام قبول کر لینے کے بعد آگے پیچھے اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے۔ تین قبائل تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اور سات قبیلے حضرت امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور ایک قبیلہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے بعد۔ مگر یہ گیارہ قبائل اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود اسلام کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ بلکہ مجاہدین اسلام کے سرفروشانہ جہادوں کی بدولت یہ سب مرتدین تہس نہس ہو کر فنا کے گھاٹ اتر گئے اور پرچم اسلام برابر بلند سے بلند تر ہوتا ہی چلا گیا۔ اور قرآن مجید کا وعدہ اور غیب کی خبر بالکل سچ اور صحیح ثابت ہو کر رہی۔

زمانہ رسالت کے تین مرتدین :- (۱) قبیلہ بنی مدلج جس کا رئیس اسود غنسی تھا جو ذوالحمار کے لقب سے مشہور تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور یمن کے سرداروں کو فرمان بھیجا کہ مرتدین سے جہاد کریں۔ چنانچہ فیروز دیہی کے ہاتھ سے اسود غنسی قتل ہوا اور اس کی جماعت بکھر گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بستر علالت پر یہ خوشخبری سنائی

گئی کہ اسود غنسی قتل ہو گیا ہے۔ اس کے دوسرے دن ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا۔

(۲) قبیلہ بنو حنیفہ جس کا سردار مسیلہ کذاب تھا۔ جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد فرمایا اور لڑائی کے بعد حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے مسیلہ الکذاب مقتول ہوا اور اس کا گروہ کچھ قتل ہو گیا اور کچھ دوبارہ دامن اسلام میں آ گئے۔

(۳) قبیلہ بنو اسد، جس کا امیر طلحہ بن خویلد تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مقابلہ کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور جنگ کے بعد طلحہ بن خویلد شکست کھا کر ملک شام بھاگ گیا مگر پھر دوبارہ اسلام قبول کر لیا اور آخری دم تک اسلام پر ثابت قدم رہا اور اس کی فوج کچھ کٹ گئی کچھ تائب ہو کر پھر دوبارہ مسلمان ہو گئے۔

خلافت صدیق اکبر کے سات مرتد قبائل

(۱) قبیلہ فزارہ جس کا سردار عیینہ بن حصن فزاری تھا (۲) قبیلہ غطفان جس کا سردار قرہ بن سلمہ قشیری تھا (۳) قبیلہ بنو سلیم جس کا سرغنہ فجاءہ بن یلیل تھا (۴) قبیلہ بنی یربوع جس کا سربراہ مالک بن بریدہ تھا (۵) قبیلہ بنو نجیم جن کی امیر سجاح بنت منذر ایک عورت تھی جس نے مسیلہ الکذاب سے شادی کر لی تھی (۶) قبیلہ کندہ جو اشعث بن قیس کے پیروکار تھے (۷) قبیلہ بنو بکر جو خطمی بن یزید کے تابع دار تھے۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مرتد ہونے والے ساتوں قبیلوں سے مہینوں تک بڑی خوزیز جنگ فرمائی۔ چنانچہ کچھ ان میں سے مقتول ہو گئے اور کچھ توبہ کر کے پھر دامن اسلام میں آ گئے۔

دور فاروقی کا مرتد قبیلہ:۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں صرف ایک ہی قبیلہ مرتد ہوا اور یہ قبیلہ غسان تھا۔ جس کی سرداری جبلہ بن اسہم کر رہا تھا۔ مگر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرچم کے نیچے صحابہ کرام نے جہاد کر کے اس گروہ کا قلع قمع کر دیا اور پھر اس کے بعد کوئی قبیلہ بھی مرتد ہونے کے لئے سر نہیں اٹھا سکا۔

اس طرح مرتد ہونے والے ان گیارہ قبیلوں کا سارا فتنہ و فساد مجاہدین اسلام کے جہادوں کی بدولت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ (تفسیر جمل علی الجلائین، ج ۲، ص ۲۳۹، پ ۶، المائدہ: ۵۴)

(167) اَلْحَادِثِ عَشَرَ: عَنْ اَبِي سَعِيدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: تَلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَذَفِ، وَقَالَ: اِنَّهٗ لَا يَقْتُلُ الصَّيِّدَ وَلَا يَنْكُحُ الْعَدُوَّ، وَاِنَّهٗ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ الشَّنَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

گیارہویں حدیث: حضرت ابوسعید عبد اللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ شکار کو قابو کرتی ہے نہ دشمن کو نقصان پہنچاتی ہے ہاں یہ آنکھ پھوڑ دیتی ہے اور دانت توڑ دیتی ہے۔ (متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ قَرِيبًا لِابْنِ مُغْفَلٍ خَذَفَ
فَتَنَاهُ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهَى عَنِ الْخَذَفِ، وَقَالَ: إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا ثُمَّ
عَادَ، فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ، ثُمَّ عُدْتُ تَخْذِفُ! لَا أَكَلِمَكَ
أَهْدًا.

اور ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن مغفل کا ایک
رشتہ دار کنکری پھینک رہا تھا تو آپ نے اس کو منع کیا اور کہا
کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں مارنے سے منع فرمایا ہے
اور کہا کہ یہ شکار نہیں کرتی اس نے منع کرنے کے بعد پھر یہ
کام کیا تو آپ نے فرمایا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے منع
فرمانے کی حدیث سناتا ہوں اور تو پھر کنکر مار رہا ہے میں
تجھ سے کبھی بھی بات نہ کروں گا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب النہی عن الخذف ج ۲ ص ۱۶۶، رقم: ۵۸۶۶، صحیح مسلم، باب الإباحة يستعان به
على الاصطیاد والعدو ج ۲ ص ۵۱۳، رقم: ۵۱۳۳، سنن ابو داؤد، باب فی الخذف ج ۲ ص ۴۹، رقم: ۵۲۴۰، سنن الدارمی، باب تعجیل
عقوبة من بلغه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۱۲۸، رقم: ۴۴۰، مسند ابن الجعد، قاعدة عن غیر واحد ص ۳۵، رقم: ۸۲۵)

شرح حدیث: کم عمر بھتیجا

عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا ایک نو عمر بھتیجا خذف سے کھیل رہا تھا انھوں نے دیکھا اور فرمایا برادر زادہ ایسا نہ
کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس سے فائدہ کچھ نہیں نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جاسکتا
ہے اور اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے، دانت ٹوٹ جائے۔ بھتیجا کم عمر تھا اس لئے جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر
کھیلنے لگا۔ انھوں نے دیکھ لیا فرمایا کہ میں تجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سناتا ہوں کہ اس سے انہوں نے منع
فرمایا ہے اور تو پھر اس کام کو کرتا ہے خدا عز وجل کی قسم تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ ایک دوسرے قصہ میں اس کے بعد
ہے کہ خدا عز وجل کی قسم اتیرے جنازے کی نماز میں شریک نہ ہوں گا اور خدیجی عبادت کروں گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النہی، باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الخ، الحدیث ۱، ج ۱، ص ۱۹)
نوٹ: خذف یہ ہے کہ انگوٹھے پر چھوٹی سی کنکری رکھ کر انگلی سے پھینکی جائے یہ بچوں کا ایک بیکار اور اندیشہ ناک کھیل
ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بھتیجے نے ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سن لینے کے بعد بھی پابندی نہ
کی جسے صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت نہ کر سکے اور ترک کلام کی قسم کھالی۔ آج مسلمان
اپنے حالات پر غور کریں کہ احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ارشادات سرور کائنات علیہ الصلوٰات والتحیات کی
پابندی ہم میں کتنی ہے؟

بچوں کو کھیلنے کا موقع بھی دیجئے

جامع صغیر میں ہے: عرامة الصبی فی صغره زیادة فی عقله فی کبره یعنی بچے کا بچپن میں شوخی اور کھیل کود کرنا، جوانی میں

اس کے عقل مند ہونے کی علامت ہے۔ (المجامع صغیر، الحدیث ۵۴۱۳، ص ۲۳۵)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ عید کے دن کچھ حبشی بچے ڈھال اور نیزوں سے کھیل کود کر رہے تھے۔ نبی کریم روف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے حبشی بچو! کھیلتے رہو تا کہ یہود و نصاریٰ جان لیں کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔

(کنز العمال، کتاب اللغو واللعب، الحدیث ۴۰۶۱۰، ج ۱۵، ص ۹۲)

لیکن خیال رہے کہ ہر کھیل جائز نہیں ہوتا، اس لئے بچوں کو صرف جائز کھیل کھیلنے کی اجازت دی جائے، ناجائز کھیل کی طرف تو رخ بھی نہ کرنے دیا جائے۔

(168) وَعَنْ عَائِشِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ

حضرت عابس بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُقْبِلُ الْحَجَرَ - يَتَعَبَّى: الْأَسْوَدَ - وَيَقُولُ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْ لَا آتَى رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْبِلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو دیکھا کہ آپ حجرا سود کا بوسہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نفع دے سکتا ہے نہ نقصان کر سکتا ہے اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (مشق علیہ)

تخریج حدیث: (اصحیح بخاری، باب ما ذکر فی الحجر الاسود، ج ۱ ص ۴۹، رقم: ۵۴۱۳، اصحیح مسلم، باب استعجاب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف ج ۲ ص ۲۶، رقم: ۳۱۲۶، سنن الکبیری للبیہقی، باب تقبیل الحجر، ج ۵ ص ۴۲، رقم: ۱۷۸۶، سنن ابوداؤد، باب فی تقبیل الحجر، ج ۱ ص ۵۴، رقم: ۱۸۴۳، سنن ابن ماجہ، باب استلام الحجر، ج ۲ ص ۹۸، رقم: ۲۱۴۳)

شرح حدیث: جنتی پتھر

حدیث پاک میں ہے کہ حجر اسود ایک جنتی پتھر ہے۔ اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اس کی دو آنکھیں اور زبان ہوگی جس سے وہ کلام کریگا اور ہر اس شخص کی گواہی دے گا جس نے اسے حق و صداقت کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرِ ذر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کو اکثر بوسہ دیا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار اسے بوسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نقصان دیتا ہے نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ عزّ وجلّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! یہ نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔ تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے ابوالحسن! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و وجہہ الکریم نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! یہ نفع و نقصان اللہ عز و جل کے اذن سے دیتا ہے۔ تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و وجہہ الکریم نے عرض کی: وہ یوں کہ اللہ عز و جل نے جب حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے عہد لیا تو اس عہد نامہ کی ایک تحریر لکھ کر اس پتھر کو بھلا دی۔ اب یہ مومنوں کے لئے وفائے عہد کی گواہی دے گا اور کافروں کے خلاف انکار کی۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت لوگ جو کلمات پڑھتے ہیں، ان کا یہی معنی ہے (اور وہ یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ اٰمَنَّا بِكَ وَتَصَدِّقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یعنی اے اللہ عز و جل! میں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے، تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے، تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے) (اسے بوسہ دیتا ہوں)۔ (الروض الفائق لی النوایط والرقائق مصنف الفخیر فیہ خیر فیض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ النسخۃ ۸۱۵ء)

17- بَابُ فِي وَجُوبِ الْاِتِّبَاعِ لِحُكْمِ اللّٰهِ

وَمَا يَقُولُ مَنْ دَعِيَ اِلٰی ذٰلِكَ وَاَمَرَ

بِمَعْرُوفٍ اَوْ نَهٰی عَنِ الْمُنْكَرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی يَحْكُمُوْكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا) (النساء: 65)

اللہ کے حکم کی اطاعت کا بیان اور جس کو اس کی طرف بلایا جائے اور نیکی کا حکم دیا جائے یا برائی سے منع کیا جائے تو وہ کیا کہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے حبیب!) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک اہل ایمان نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہ تسلیم کریں پھر وہ آپ کے فیصلہ میں تنگی نہ محسوس کریں اور خوب تسلیم کر لیں۔

شرح: حضرت صدر الاولیٰ فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خواجہ العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدقِ دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے

شانِ نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آبِ رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا معاملہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ باوجودیکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے

اس کی قدر نہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والاعی پانی کا مستحق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزان العرفان)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (أَلَمْ يَأْنِ كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ) (النور: 51)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مومنوں کی بات یہ ہے کہ جب انہیں فیصلہ کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے کہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی ایسے لوگ ہی کامیاب ہیں۔

اس باب میں احادیث بھی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث جو اس سے پہلے باب میں گزری اور دیگر احادیث یہ ہیں۔

وَفِيهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ الْمَدَنِيِّ فِي أَوَّلِ الْبَابِ قَبْلَهُ وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ فِيهِ.

(169) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَرَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبَدُّوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفَوُةٌ بِحَاسِبِكُمْ بِهِ اللَّهُ) (البقرة: 283) أَشْتَدُّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوا عَلَى الرَّكْبِ فَقَالُوا: أَيْ رَسُولَ اللَّهِ، كَلَّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نَطِيقُ: الصَّلَاةَ وَالْجِهَادَ وَالصِّيَامَ وَالصَّدَقَةَ، وَقَدْ أَرَلْتُ عَلَيْكَ هَذِهِ الْآيَةَ وَلَا نَطِيقُهَا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا، بَلْ قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ، وَذَلِكَ بِهَا أَلَسْنَهُمْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي إِثْرِهَا: (أَمَّا الرَّسُولُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر اتری: ”اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے جو تمہارے نفسوں میں ہے تم اس کو چھپاؤ یا ظاہر کرو اس کا حساب تم سے اللہ تعالیٰ لے گا“ تو یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر گراں گزری وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دوزانو بیٹھ گئے پھر کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! ہمیں ایسے اعمال کا حکم دیا گیا تھا جس کی ہم طاقت رکھتے ہیں۔ نماز، جہاد، روزہ اور زکوٰۃ اور اب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اپنے سے پہلے دو کتاب والوں کی طرح کہنا چاہتے ہو کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی بلکہ تم کہو ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت کے طلب گار ہیں اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے جب صحابہ نے یہ پڑھا اور ان کی زبانوں پر جاری ہو گیا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ

مکہ مکرمہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً میں۔ کیا واقعی ایسا ہے؟ فرمایا: ہاں اللہ عزّ و جلّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں، جو پہلو کے بل لیٹے ہوتے ہیں اور کروٹ بدلتے ہیں تو جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ پھر کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا: کیا ہم دیکھتے نہیں کہ بادشاہ اپنے وزیروں اور مشیروں میں سے جسے زیادہ فرمانبردار، بہادر اور اچھی نیت والا دیکھتے ہیں اسے اپنے خزانوں کی چابیاں دے دیتے ہیں اور اجازت دے دیتے ہیں کہ امور مملکت میں جو چاہے کر دے، تم با اختیار ہو۔ اسی طرح بندہ جب اپنے پاک پروردگار عزّ و جلّ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہتا ہے، جن کاموں کا حکم دیا گیا نہیں بجالاتا ہے۔ جن سے منع کیا گیا ان سے باز رہتا ہے اور ہر اس کام کو بخوشی کرتا ہے جس میں اللہ عزّ و جلّ کی رضا ہو تو اللہ عزّ و جلّ اسے اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔

اے لوگو! بے شک تم غفلت کا شکار ہو۔ ارے! یہ دنیا تم سے رخصت ہونے والی اور تم اس سے گوج کرنے والے ہو۔ جلدی کرو، غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ بے شک معاملہ (آخرت) بہت قریب ہے جو کچھ کرنا ہے جلدی جلدی کر لو۔ (عیون الوکایات مؤلف: امام ابو القزح عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

حق گوئی اور سمجھداری

حضرت سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ایک مرتبہ حضرت سیدنا سہیل بن عمرو، حضرت سیدنا حارث بن ہشام، حضرت سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قریش کے دیگر بڑے بڑے سردار حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت سیدنا صہیب، حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اسی طرح کے کچھ اور بدری صحابہ کرام بھی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے، جو پہلے غلامی کی زندگی گزار چکے تھے، پھر آزاد ہو گئے اور وہ دنیاوی اعتبار سے بہت غریب تھے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے انہی غریب صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بلایا کیونکہ یہ پہلے آئے ہوئے تھے یہ دیکھ کر ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: جیسا آج ہم نے دیکھا ہے ایسا کبھی نہیں دیکھا، غریبوں کو تو بلایا گیا لیکن ہماری طرف توجہ ہی نہ کی گئی اور ہمیں دروازے سے باہر ہی ٹھہرا دیا گیا۔

یہ سن کر حضرت سیدنا سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ بہت حق گو اور سمجھدار تھے، کہنے لگے: اے لوگو! خدا عز و جل کی قسم! آج میں تمہارے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھ رہا ہوں اگر غصہ کرنا ہی ہے تو اپنے آپ پر کرو کیونکہ تمہیں اور انہیں ایک ساتھ اسلام کی دعوت دی گئی، ان خوش نصیبوں نے حق بات قبول کرنے میں جلدی کی اور تم نے سستی سے کام لیا۔ ذرا غور تو کرو، اس وقت تم کیا کرو گے جب بروز قیامت انہیں (جنت کی طرف) جلدی بلایا جائے گا اور تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔

اس کے بعد حضرت سیدنا اسمیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کپڑے جھاڑے اور وہاں سے تشریف لے گئے۔
حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: خدا عزوجل کی قسم! حضرت سیدنا اسمیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل حق فرمایا، اللہ عزوجل کبھی بھی اپنی اطاعت میں سبقت لینے والے بندے کو اس جیسا نہیں بناتا جو اس کی اطاعت میں سستی کرے۔ (عیون الحکایات مؤلف: امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

18- بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِدْعِ

وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ)

(یونس: 32)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَا فَزَّظْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ

شَيْءٍ) (الأنعام: 38)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ

فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ) (النساء: 59) أَيْ

الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا

فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ

سَبِيلِهِ) (الأنعام: 153).

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ) (آل

عمران: 31)

وَالْآيَاتِ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ جَدًّا، وَهِيَ مَشْهُورَةٌ

فَنَقْتَصِرُ عَلَى طَرَفٍ مِنْهَا:

(170) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ

بَدَعْتُوْا أَوْ (دین میں) نئے

کاموں سے روکنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: حق کے بعد گمراہی کے

سوا کچھ نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہم نے اس کتاب

میں کچھ اٹھانہ رکھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تم کسی چیز میں

باہم جھگڑو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ یعنی

کتاب و سنت کی طرف۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور یقیناً یہ سیدھا

راستہ ہے پس اس کی پیروی کرو اور کئی راستوں کی پیروی

نہ کرو کہ تمہیں اپنے راستے سے بھٹکا دے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے حبیب!) کہہ

دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم کو

محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اور اس باب میں آیات بکثرت مشہور ہیں۔

اور احادیث بہت ہی زیادہ اور مشہور ہیں ہم ان

میں سے چند احادیث بیان کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے آپ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے

أَخَذْتُ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ مُتَّفَقٌ (اس دین والے) کام میں ایسا کام کیا جو اس میں سے
عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِبُسْلَيْمٍ: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ
عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ. نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ (متفق علیہ) اور مسلم کی روایت میں
ہے جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے عمل سے نہ ہو وہ
مردود ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب اذا اصابك من صلح جور فالصلح مردود: ج ۱ ص ۲۸۲، رقم: ۲۶۹۶، صحیح مسلم: باب نقص الاحكام الباطلة ورد محدثات الامور: ج ۲ ص ۳۳۲، رقم: ۴۸۸۱، سنن الکبیری للبیہقی: باب لا یجوز حکم القاضی علی المقضی له والمقضی: ج ۱ ص ۱۰، رقم: ۲۱۰۴، سنن ابن ماجہ: باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ج ۱ ص ۱۰، رقم: ۲۱۰۴، مسند امام احمد بن حنبل: حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا: ج ۱ ص ۲۴۰، رقم: ۲۶۲۶۲)

شرح حدیث: یعنی تم لوگ اپنے کو دین میں نئے نئے کاموں سے بچائے رکھو کیونکہ ہر نئی نکالی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس سے مراد وہی بدعت ہے جو قرآن و حدیث یا اقوال و اعمال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ہو ورنہ ظاہر ہے کہ ہر نئی نکالی ہوئی چیز گمراہی کیونکر ہو سکتی ہے؟ جب کہ اوپر ذکر کی ہوئی حدیثوں میں صاف صاف تصریح موجود ہے کہ گمراہی وہی نئی نکالی ہوئی چیز ہوگی جو دین کے خلاف ہو اور اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے ناراض ہوں اور جو نئی باتیں دین کے خلاف نہیں ہیں وہ ہرگز ہرگز بھی مذموم اور گمراہی نہیں ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی ایک حدیث میں اس کی صراحت بھی موجود ہے جو مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۳ پر مذکور ہے کہ جو اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالے تو اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس اچھے طریقے پر عمل کریں گے ان کے ثوابوں کا اجر بھی اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالے تو اس پر اس کا گناہ ہے اور تمام ان لوگوں کے گناہوں کا وبال بھی اس پر ہوگا جو اس کے بعد اس برے طریقے پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ کمی ہو۔

بہر حال یہ بات سورج کی طرح روشن ہو گئی کہ دین میں ہر نئی بات جو نکالی جائے وہ گمراہی نہیں ہے بلکہ وہی نئی چیز گمراہی ہوگی جو دین کے مخالف ہو ورنہ ظاہر ہے کہ ہر نئی چیز گمراہی کس طرح ہو سکتی ہے؟ حالانکہ زمانہ نبوت کے بعد سینکڑوں چیزیں اولیائے امت و علمائے ملت نے نئی نئی ایجاد کی ہیں جو ہرگز ہرگز مذموم نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہیں۔ مثلاً قرآن مجید پر اعراب لگانا، قرآن مجید کو تیس پاروں میں تقسیم کرنا، قرآن میں اوقاف کی علامتوں کو لکھنا، رکوع کی نشانی تحریر کرنا، اسی طرح قرآن مجید کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے نحو و صرف اور معانی و بیان نیز اصول فقہ و اصول حدیث کے قواعد و ضوابط کو مدون کرنا، ان فنون میں کتابیں تصنیف کرنا، ان کی تعلیم کے لئے مدارس قائم کرنا، نصاب مقرر کرنا، اسی طرح

جمہ و عیدین کے خطبوں میں خلفائے راشدین اور حضرت فاطمہ و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام پڑھنا، مسجدوں کی عمارتوں کو پختہ اور عالی شان بنانا، مسجدوں پر مناروں اور منڈنہ کی تعمیرات وغیرہ اس قسم کی بہت سی نئی نئی چیزیں علمائے ملت نے دین میں نکالی ہیں مگر چونکہ ان میں کوئی چیز بھی دین کے مخالف نہیں اس لئے ان چیزوں کو ہرگز ہرگز مذموم اور گمراہی نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ سب بدعتِ حسنہ اور ثواب کے کام ہیں۔ اسی طرح صوفیائے کرام کے معمولات مثلاً مراقبات اور ذکر کی مساعیات اور جلسات، تسبیحات کا استعمال، ذکر کی مقدار، حلقے اور ختم خواجگان، میلاد شریف، مجالس و عطاء، فاتحہ و اعراس اولیاء، مقابر پر گل پوٹی و چادر پوٹی، بلاشبہ یہ سب دین میں نئی نئی باتیں نکالی گئی ہیں، مگر چونکہ ان میں کوئی بھی قرآن مجید و حدیث یا اقوال و اعمال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مخالف نہیں۔ لہذا ہرگز ہرگز ان چیزوں کو مذموم اور گمراہی نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ سب بدعتِ حسنہ اور سب ثواب کے کام ہیں۔ لہذا از روئے حدیث جن لوگوں نے ان اچھی اچھی باتوں کو ایجاد کیا، ان کو ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور قیامت تک جتنے لوگ ان باتوں پر عمل کر کے ثواب حاصل کرتے رہیں گے ان سب لوگوں کے ثوابوں کے برابر بھی ان کو ثواب ملتا رہے گا اور کسی کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

یہ ہے ان حدیثوں کی تشریحات جو اہل حق کا طریقہ ہے۔ خداوند کریم عز و جل سب کو اہل حق کے معمولات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ان لوگوں کو جو صرف ایک حدیث کُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ پڑھ پڑھ کر میلاد شریف اور نیاز و فاتحہ کو حرام و گمراہی بتاتے ہیں انہیں اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے اور حق کہنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق بخشے تاکہ یہ اُمت موجودہ دور کے افتراق اور جدال و شقاق کی بلاؤں سے محفوظ رہے۔ (آمین)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی چشمان مقدس سرخ ہو جاتیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور شدید غصہ کی کیفیت ہوتی محسوس ہوتا کہ آپ کسی شکر سے ڈراتے ہیں آپ فرماتے کہ صبح کو تم پر حملہ کرے یا شام کو حملہ آور ہوگا اور آپ فرماتے تھے میں اور قیامت ان دو کی طرح ہیں اور اپنی انگلیاں کو ملاتے شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی۔ اور فرماتے: اما بعد! سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور کاموں میں سب سے زیادہ برے (دن

(171) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ. يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ وَمَسَاكُمْ وَيَقُولُ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَيَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُخْتَلَاتُهَا، وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا أَوَّلُ بِكَلِّ مُؤْمِنٍ مَن تَرَكَ مَالًا فَلَا هِلَةَ، وَمَن تَرَكَ دِينًا

اَوْضِيَا عَافِيَا وَعَلَيْكَ زَوَاةٌ مُسْلِمَةٌ.

میں) نئے کام ہیں (جن کی اصل قرآن و سنت سے نہ ہو) اور ہر بدعت گمراہی ہے پھر فرمایا: میں ہر مومن کی جاں سے بھی زیادہ اس کا حق دار ہوں جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جس نے قرض چھوڑا یا کمزور مال و عیال چھوڑے وہ میری طرف اور میرے ذمہ ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب تخفیف الصلاة والخطبة ج ۲ ص ۸۱ رقم: ۲۰۳۲ السنن الکبریٰ للبیہقی: باب کیف يستحب ان تكون الخطبة ج ۲ ص ۲۳ رقم: ۲۰۱۰ المعنی لابن الجارود: باب الجمعة ص ۸۳ رقم: ۲۰۱۴ مسند ابی یعلیٰ مسند جابر بن عبد اللہ ج ۲ ص ۲۹۰ رقم: ۲۱۱۱ جامع الاصول لابن الذری الفحل الخامس فی الخطبة وما يتعلق بها ج ۲ ص ۶۶۹ رقم: ۳۹۴۲) شرح حدیث: اللہ عزوجل اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے مقدس انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا اور سب سے آخر میں اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو عرب و عجم میں بے مثل اور اصل و نسل، حسب و نسب میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہیں، عقل و فراست و دانائی اور بردباری میں فزوں تر، علم و بصیرت میں سب سے برتر، یقین محکم اور عزم راسخ میں سب سے قوی تر، رحم و کرم میں سب سے زیادہ رحیم و شفیق ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے روح و جسم کو مصطفیٰ اور عیب و نقص سے ان کو منزہ رکھا، ایسی حکمت و دانائی سے ان کو نوازا کہ جس نے اندھی آنکھوں، غافل دلوں اور بہرے کانوں کو کھول دیا الغرض آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے فضائل و محاسن اور مناقب کے ساتھ مخصوص کیا ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں۔

ان میں بعض اوصاف وہ ہیں کہ جن کی تصریح اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں فرمادی کہ آپ کو اپنی مخلوق میں علی وجہ الکمال جاہ و جلال کے ساتھ ظاہر فرمایا اور محاسن جمیلہ، اخلاق حمیدہ، مناصب کریمہ، فضائل حمیدہ سے ممتاز فرمایا، آپ کے مراتب عالیہ پر لوگوں کو خبردار کیا اور انہیں آپ کے اخلاق و آداب کی تعلیم دی اور بندوں کو ان پر اعتصام و التزام کے وجوب کی تلقین کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا، ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ کنز الایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (پ 21، الاحزاب: 21)

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الہی کی مدد کرو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑو اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔ (خزان العرفان)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے کے تابع نہ ہو جائے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام... الخ، ج ۱، ص ۵۴، الحدیث: ۱۶۷)

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے، جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام... الخ، ج ۱، ص ۵۵، الحدیث: ۱۷۵)

ان احادیث سے واضح ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی ایمان کے کامل ہونے اور جنت میں آپ کا قرب پانے کا ذریعہ ہے اور ہر مسلمان یہ خواہش کریگا کہ وہ ان نعمتوں سے سرفراز ہو لہذا اسے چاہیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، افعال، حالات اور سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ کر کے اپنی زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے گزارے۔

نبی مکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیب، منزہ عن الخیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ یعنی جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(جامع الترمذی، کتاب العلم، الحدیث: ۲۶۸۷، ج ۲، ص ۳۰۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

ایسے نازک حالات میں کہ جب دنیا بھر میں گناہوں کی یلغار، ذرائع ابلاغ میں فحاشی کی بھرمار اور فیشن پرستی کی پھلکار مسلمانوں کی اکثریت کو بے عمل بنا چکی ہے، نیز غلیم دین سے بے رغبتی اور ہر خاص و عام کا رُخ جان صرف دنیاوی تعلیم کی طرف ہونے کی وجہ سے اور دینی مسائل سے عدم واقفیت کی بنا پر ہر طرف جہالت کے بادل منڈلا رہے ہیں، لادینیت و بد مذہبیت کا سیلاب تباہیاں مچا رہا ہے، گلشن اسلام پر فحشاں کے بادل منڈلا رہے ہیں، ہمیں اپنی زندگی سنتوں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فُسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مَائَةِ شَهِيدٍ یعنی فساد امت کے وقت جو شخص میری سنت پر عمل کریگا اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔

(کتاب الزہد الکبیر للامام لیثی، الحدیث: ۳۰۷، ج ۱، ص ۱۱۸، مؤسسة الکتب الثقافیۃ بیروت)

حضرت عمر باض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث باب

(172) وَعَنِ الْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ

الحافظ علی السنہ میں گزر چکی۔

عَنْهُ حَدِيثُهُ السَّابِقُ فِي بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى

السُّنَّةُ

تخریج حدیث: (سنن ترمذی: باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتنب البدع: ج ۲ ص ۳۳۴، رقم: ۶۶۶، سنن ابو داؤد: باب فی لزوم السنة: ج ۲ ص ۳۳۹، رقم: ۳۶۰۱، سنن الکبیری للبیہقی: باب ما یقتضی به القاضی ویفتی به المفتی: ج ۱ ص ۱۱۴، رقم: ۲۰۸۳۵، سنن ابن ماجہ: باب اجتنب البدع والجدل: ج ۱ ص ۱۸، رقم: ۳۶، سنن الدارمی: باب اتباع السنة: ج ۱ ص ۵۷، رقم: ۱۵)

شرح حدیث: سیدنا عرباض بن ساریہ کی حدیث

حضرت سیدنا عراباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کر کے ایسا بیان فرمایا کہ جس سے آنسو بہہ پڑے اور دل خوف زدہ ہو گئے تو ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ عزَّ وَّجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یوں لگتا ہے کہ یہ بیان، الوداع کہنے والے کی نصیحت کی طرح ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کس چیز کی وصیت فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ عز و جل سے ڈرنے اور امیر کی بات سن کر اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ کثیر اختلافات دیکھے گا تو (اُس وقت) تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ، راہنمائی کرنے والے خلفاء کی پیروی لازم ہے، پس سنت کا دامن مضبوطی سے تھام لینا اس طرح کہ جیسے کوئی چیز داڑھوں سے پکڑتے ہو اور خود کو نئے پیدا ہونے والے کاموں سے بچا کر رکھنا کیونکہ ہر نیا (خلاف شریعت) کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، رقم الحدیث ۴۶۵۷، ج ۴، ص ۲۶۷)

امام جلیل، عارف باللہ حضرت سیدنا عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے الوداع کہنے والے کی طرح نصیحت فرمائی یعنی ایسے شخص کی وصیت کی طرح جو اپنی قوم کو چھوڑ کر جا رہا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنے جانے سے پہلے انہیں اُن باتوں کی وصیت کر جائے کہ اس کے بعد انہیں ان باتوں کی انتہائی ضرورت پڑے گی۔ تو وہ انہیں وصیت و نصیحت کرتا ہے، خوف دلاتا ہے اور زجر و توبیخ کرتا ہے اور اپنی مخالفت سے ڈراتا ہے۔ اور یہ صرف ان کی بھلائی کی انتہائی چاہت کے سبب کرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے بعد گمراہ نہ ہو جائیں۔ (مزید فرماتے ہیں) اس حدیث پاک میں یہ اشارہ بھی ہے کہ واعظ کو چاہیے کہ بوقت وعظ اپنے پاس موجود حاضرین کو نصیحت کرنے میں پوری کوشش صرف کرے اور ایسی کوئی بھی فائدہ مند بات ترک نہ کرے جس کے متعلق جانتا ہو کہ حاضرین اس کے لئے دوسری مجلس کے محتاج ہوں گے کیونکہ دوسری مجلس تک زندہ رہنے کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اور واعظ کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر کوئی مشقت اٹھائے حاضرین کی حالت کے مطابق کبھی کبھار ان کو ڈرائے اور زجر و توبیخ کرے، البتہ! اس کی عادت نہ بنائے جیسا کہ حضور نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک

عمل تھا کہ کبھی ڈراتے اور کبھی نہ ڈراتے۔

(الحمد لله العبدية شرح الطريقة المحمدية، الباب الاول في الاعتصام بالكتاب والسنة۔۔۔ الخ، ج ۱، ص ۹۵)

19- بَابُ فِيمَنْ سَنَّ سُنَّةَ

حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا) (الفرقان: 74)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَجَعَلْنَاهُمْ لِمَمَّةٍ يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا) (الأنبياء: 73)

(173) عَنْ أَبِي عَمْرٍو جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَنِبِي الرِّجَالِ أَوْ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرٍّ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرٍّ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَنَ وَأَقَامَ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَهُ فَقَالَ: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ: (إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا)، وَالْآيَةُ الْآخَرَى الَّتِي فِي آخِرِ الْحَشْرِ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مِمَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ) تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارٍ مِنْ ذَرَاهِمٍ، مِنْ ثَوْبَةٍ، مِنْ صَاعِ بُرَّةٍ، مِنْ صَاعِ تَمْرَةٍ حَتَّى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ

جس نے اچھایا بُرا

طریقہ جاری کیا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما! وہ ہمیں متقی لوگوں کا پیشوا بنا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔

حضرت ابو عمرو جریر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے ہم دن کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ پس آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک قوم آئی جو ننگے بدن دھاری دار چادریں یا کبیل ڈالے ہوئے تلواریں لٹکائے ہوئے تھے ان کی اکثریت قبیلہ مضر سے تھی بلکہ تقریباً سب اسی قبیلہ سے تھے پس رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی فقر و فاقہ کی حالت دیکھی تو آپ چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا آپ گھر گئے پھر باہر آئے حضرت بلال کو حکم فرمایا: انہوں نے اذان و تکبیر کہی تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا تو فرمایا: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا آخر آیت تک۔ بے شک! اللہ تم پر رقیب ہے اور دوسری آیت جو سورہ حشر کے آخر میں ہے تلاوت فرمائی: ”اے اہل ایمان اللہ سے ڈرو اور ہر ایک کو دیکھ لینا چاہیے جو اس

بَصْرَةٍ كَأَنَّهَا تَعْبَرُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ
تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ
وَيْسَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً
حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ
عَدُوٍّ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي
الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا، وَوِزْرُ مَنْ
عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ عَدُوٍّ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ
أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے کل کے لئے آگے بھیجا ہے۔ چنانچہ ہر آدمی نے
اپنے دینار و درہم کپڑے گندم کے ٹوپے سے صدقہ کیا
حتیٰ کہ آپ نے فرمایا اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ دے تو
انصار میں سے آدمی ایک تھیلی لایا جس کو اٹھنے سے
تھیلی عاجز ہو رہی تھی بلکہ عاجز ہو گئی۔ پھر لوگ مسلسل
لانے لگے حتیٰ کہ میں نے اناج اور کپڑوں کے دو ڈھیر
دیکھے حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کو
دیکھا کہ خوشی سے چمک رہا تھا یوں لگتا تھا کہ اس پر
سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہو (یہ تشبیہ چمک اور قدر کے
اعتبار سے تھی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے
اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اس کے لئے اپنا اور اپنے
بعد اس پر عمل پیرا ہونے والوں کا ثواب ہے اور ان کے
ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جس نے اسلام میں بُرا
طریقہ جاری کیا تو اس کے لئے اپنا اور اپنے بعد اس پر
عمل پیرا ہونے والوں کا گناہ ہے اور یہ ان کے گناہ سے
کچھ کم نہ کرے گا۔

قَوْلُهُ: مُجْتَابِي الْبِمَارِ هُوَ بِالْجَيْمِ وَبَعْدَ الْاَلِفِ
بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ، وَالْبِمَارِ يَجْمَعُ ثَمَرَةً وَهِيَ كِسَاءٌ مِنْ صُوفٍ
مُخَطَّطٌ.

مجتابی النہار: جیم کے ساتھ اور الف کے بعد
باء موحده کے ساتھ بمار: جمع ثمرہ کی ہے اس کا مطلب
دھاری دار چادر پہننے والے۔

وَمَعْنَى مُجْتَابِيهَا، أَيْ: لَا يَسْنِيهَا قَدْ خَرَقُوهَا فِي
رُؤُوسِهِمْ. وَ الْجُبُوبُ الْقَطْعُ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى:
(وَتُمَوِّدُ الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ) أَيْ تَحْتَوُهُ
وَقَطْعُوهُ. وَقَوْلُهُ: تَمَعَّرَ هُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ: أَيْ
تَغَيَّرَ. وَقَوْلُهُ: رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ يَفْتَحُ الْكَافُ
وَضَمَّتْهَا، أَيْ صُرَّتَيْنِ وَقَوْلُهُ: كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ هُوَ

مجتابیہا: کا معنی ہے۔ انہوں نے چادر میں
سوراخ کر کے سروں پر ڈالی۔ جوب: کا معنی ہے۔ کاٹنا
اس سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد و تُمَوِّدُ الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ
بالواد ہے اس کا معنی ہے تراشا کاٹنا۔ تغیر: عین مہملہ
کے ساتھ اس کا معنی ہے تبدیل ہو گیا رايت کو مبین:
کاف پر پیش اور زبر کے ساتھ اس کا معنی ہے دو ڈھیر۔

بِالذَّالِ الْمُعْجَزَةِ وَفَتَحَ الْهَاءَ وَالْبَاءَ الْمُوَحَّدَةَ قَالَهُ
الْقَاضِي عِيَّاضٌ وَغَيْرُهُ وَصَحَّحَهُ بَعْضُهُمْ. فَقَالَ:
مُدْهَنَةٌ بِدَالٍ مُهْمَلَةٍ وَظَمِ الْهَاءَ وَبِالتَّوْنِ وَكَذَا
مَبْطَأَةُ الْحُمَيْدِيِّ. وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ.
وَالْمُرَادُ بِهِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ: الصَّفَاءُ وَالْإِسْتِنَارَةُ.
کاتھ مذہبہ: ذال مجمر کے ساتھ ہا اور با مؤحدہ کے
ساتھ یہ قاضی عیاض وغیرہ کی تحقیق ہے اور بعض نے اسی
کو صحیح قرار دیا ہے۔ مدھنہ: ہاء پر پیش اور اسی طرح
نون کے ساتھ یہ حمیدی کا قول ہے لیکن صحیح پہلا قول ہے
جو قاضی عیاض وغیرہ کا ہے۔ دونوں صورتوں میں معنی
چہرہ کی چمک اور صفائی کا بیان ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب الحنف علی الصدقة ولو بشق تمرۃ او کلبۃ طیبۃ، ج ۲ ص ۱۸۶ رقم: ۲۳۱۸ سنن
الکبیری للمذہبی، باب التعریض علی الصدقة وان قلت ج ۲ ص ۱۷۹ رقم: ۷۱۱۲ سنن نسائی، باب التعریض علی الصدقة، ج ۲ ص ۷۴
رقم: ۲۵۵۲ مسند امام احمد بن حنبل، دمن حدیث جریر بن عبداللہ، ج ۳ ص ۲۵۸ رقم: ۱۱۱۹۷ جامع الاصول لابن القیوم، کتاب
الخامس فی الصدقة، ج ۳ ص ۲۵۷ رقم: ۳۶۶۳)

شرح حدیث: بدعت

بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز اصطلاح شریعت میں بدعت کہتے ہیں دین میں نیا کام جو ثواب کیلئے ایجاد کیا جائے
اگر یہ کام خلاف دین ہو تو حرام ہے اور اگر اس کے خلاف نہ ہو تو درست یہ دونوں معنی قرآن شریف میں استعمال ہوئے
ہیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

يَدِينُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وہ اللہ آسمانوں اور زمین کا ایجاد فرمانے والا ہے۔ (پ 1، البقرہ: 117)

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

فرما دو کہ میں انوکھا رسول نہیں ہوں۔ (پ 26، الاحقاف: 9)

ان دونوں آیتوں میں بدعت لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی انوکھا نبی رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوا رَافَةً وَرَحْمَةً ۖ وَرَهَابِيَّةً ۚ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا
ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ
فَاسِقُونَ ۝

اور عیسیٰ علیہ السلام کے پیروؤں کے دل میں ہم نے نرمی اور رحمت رکھی اور ترک دنیا یہ بات جو انہوں نے دین
میں اپنی طرف سے نکالی۔ ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر

اسے نہ نبایا جیسا اس کے نبانے کا حق تھا تو ان کے مومنوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے فاسق ہیں۔ (پ 27، الحمد 27)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں نے رہبانیت اور تارک الدنیا ہونا اپنی طرف سے ایجاد کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو اس کا حکم نہ دیا۔ بدعت حسنہ کے طور پر انہوں نے یہ عبادت ایجاد کی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بدعت کا ثواب دیا مگر جو اسے نباہ نہ سکے یا جو ایمان سے پھر گئے وہ عذاب کے مستحق ہو گئے معلوم ہوا کہ دین میں نئی بدعتیں ایجاد کرنا جو دین کے خلاف نہ ہوں ثواب کا باعث ہیں مگر انہیں ہمیشہ کرنا چاہیے جیسے چھ کلمے، نماز میں زبان سے نیت، قرآن کے رکوع وغیرہ، علم حدیث، محفل میلاد شریف، اور ختم بزرگان، کہ یہ دینی چیزیں اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد ایجاد ہوئیں مگر چونکہ دین کے خلاف نہیں اور ان سے دینی فائدہ ہے لہذا باعث ثواب ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے بہت ثواب ہوگا۔

(174) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَمْ يَسْ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو بھی جان ظلم سے قتل ہوتی ہے اس پر خون ناحق کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل پر ہوتا ہے کیونکہ اس طریقہ کی ابتدا اس نے کی تھی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلب البیت ببعض بکامہ اہلہ علیہ السلام ج ۳ ص ۲۸۱ رقم: ۱۲۸۲ صحیح مسلم: باب بیان اثم من سن القتل ج ۷ ص ۱۰۶ رقم: ۳۴۴۲ (طبع دار المجلد بیروت) سنن الکبیری للبیہقی: باب اصل تحریم القتل فی القرآن ج ۷ ص ۱۵ رقم: ۱۱۲۴۲ مسند امام احمد بن حنبل: مسند عبداللہ بن مسعود ج ۷ ص ۲۸۲ رقم: ۳۴۴۰ مسند الرویانی: من اسمہ شقیق بن عقبہ والولید وماہان عن الیوم ص ۳۹ رقم: ۴۲۱)

شرح حدیث: سب سے پہلا قاتل و مقتول

روئے زمین پر سب سے پہلا قاتل قابیل اور سب سے پہلا مقتول ہابیل ہے قابیل و ہابیل یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ ان دونوں کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کیا جاتا تھا۔ اس دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح لیوذا سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا۔ مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ اقلیم زیادہ خوبصورت تھی اس لئے وہ اس کا طلب گار ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو سمجھایا کہ اقلیماتیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے وہ تیری بہن ہے۔ اس کے

ساتھ تیرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ مگر قاتیل اپنی ضد پر اڑا رہا۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانیاں خداوند قدوس عزوجل کے دربار میں پیش کرو۔ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی اقلیم کا احن دار ہوگا۔ اس زمانے میں قربانی کی مقبولیت کی یہ نشانی تھی کہ آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ چنانچہ قاتیل نے گیسوں کی کچھ بالیں اور ہاتیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہاتیل کی قربانی کو کھالیا اور قاتیل کے گیسوں کو چھوڑ دیا۔ اس بات پر قاتیل کے دل میں بغض و حسد پیدا ہو گیا اور اس نے ہاتیل کو قتل کر دینے کی ٹھان لی اور ہاتیل سے کہہ دیا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ ہاتیل نے کہا کہ قربانی قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہ متقی بندوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو متقی ہوتا تو ضرور تیری قربانی قبول ہوتی۔ ساتھ ہی ہاتیل نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تو میرے قتل کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ پر اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں تیرے ہی لیے پڑیں اور تو دوزخی ہو جائے کیونکہ بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔ آخر قاتیل نے اپنے بھائی ہاتیل کو قتل کر دیا۔ بوقت قتل ہاتیل کی عمر بیس برس کی تھی اور قتل کا یہ حادثہ مکہ مکرمہ میں جبل ثور کے پاس یا جبل حرا کی گھاٹی میں ہوا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بصرہ میں جس جگہ مسجد اعظم بنی ہوئی ہے منگل کے دن یہ سانحہ ہوا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

روایت ہے کہ جب ہاتیل قتل ہو گئے تو سات دنوں تک زمین میں زلزلہ رہا۔ اور وحوش و طیور اور درندوں میں اضطراب اور بے چینی پھیل گئی اور قاتیل جو بہت ہی گورا اور خوبصورت تھا بھائی کا خون بہاتے ہی اس کا چہرہ بالکل کالا اور بد صورت ہو گیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو بے حد رنج و قلق ہوا۔ یہاں تک کہ ہاتیل کے رنج و غم میں ایک سو برس تک کبھی آپ کو ہنسی نہیں آئی۔ اور سریانی زبان میں آپ نے ہاتیل کا مرثیہ کہا جس کا عربی اشعار میں ترجمہ یہ ہے۔

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَتْهَا فَوَجْهُ الْأَرْضِ مُغْبَرٌ قَبِيحٌ،

تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي لَوْنٍ وَطَعْمٍ وَقَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الصَّبِيحِ،

ترجمہ: تمام شہروں اور اُن کے باشندوں میں تغیر پیدا ہو گیا اور زمین کا چہرہ غبار آلود اور قبیح ہو گیا۔ ہر رنگ اور مزہ والی چیز بدل گئی اور گورے چہرے کی رونق کم ہو گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے شدید غضب ناک ہو کر قاتیل کو پھٹکار کر اپنے دربار سے نکال دیا اور وہ بد نصیب اقلیم کو ساتھ لے کر یمن کی سرزمین عدن میں چلا گیا۔ وہاں ابلیس اس کے پاس آکر کہنے لگا کہ ہاتیل کی قربانی کو آگ نے اس لئے کھالیا کہ وہ آگ کی پوجا کیا کرتا تھا لہذا تو بھی ایک آگ کا مستر بنا کر آگ کی پرستش کیا کر۔ چنانچہ قاتیل پہلا وہ شخص ہے جس نے آگ کی عبادت کی۔ اور یہ روئے زمین پر پہلا شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور سب سے پہلے زمین پر خون ناحق کیا اور یہ پہلا وہ مجرم ہے جو جہنم میں سب سے پہلے ڈالا جائے گا اور حدیث شریف میں ہے کہ روئے زمین پر قیامت تک جو بھی خون ناحق ہوگا قاتیل اس میں حصہ دار ہوگا کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا دستور نکالا اور قاتیل کا

انجام یہ ہوا کہ اس کے ایک لڑکے نے جو کہ اندھا تھا اس کو ایک پتھر مار کر قتل کر دیا اور یہ بد بخت نبی زادہ ہونے کے باوجود آگ کی پرستش کرتے ہوئے کفر و شرک کی حالت میں اپنے لڑکے کے ہاتھ سے مارا گیا۔

(روح البیان، ج ۲، ص ۳۷۹، پ ۶، المائدہ: ۳۰۲۷)

درس ہدایت :- اس واقعہ سے چند ہدایتوں کے سبق ملتے ہیں:

(۱) دنیا میں سب سے پہلا جو قتل اور خون ناحق ہوا وہ ایک عورت کے معاملہ میں ہوا۔ لہذا کسی عورت کے فتنہ عشق میں مبتلا ہونے سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیے۔

(۲) قاتیل نے جذبہ حسد میں گرفتار ہو کر اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسد انسان کی کتنی بری اور خطرناک قلبی بیماری ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں

وَمِنْ شَرِّ مَا سِدَّ إِذَا حَسَدًا (پ 30، الفلق: 5)

فرما کر حکم دیا گیا کہ حسد سے خدا کی پناہ مانگتے رہو۔

(۳) خون ناحق کتنا بڑا جرم عظیم ہے کہ اس جرم کی وجہ سے ایک نبی علیہ السلام کا فرزند اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے دربار سے راندہ درگاہ ہو کر کفر و شرک میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اور قیامت تک ہونے والے ہر خون ناحق میں حصہ دار بن کر عذاب جہنم میں گرفتار رہے گا۔

(۴) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی برا طریقہ ایجاد کرے تو قیامت تک جتنے لوگ اس برے طریقے پر عمل کریں گے سب کے گناہ میں وہ برابر کا شریک اور حصہ دار بنے گا۔

(۵) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکیوں کی اولاد کا نیک ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، نیکیوں کی

اولاد بری بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام خدا کے مقدس نبی اور صفی اللہ ہیں مگر ان کا بیٹا قاتیل کتنا خراب ہوا، وہ آپ پڑھ چکے۔ ہمیشہ ہر شخص کو چاہیے کہ فرزند صالح اور نیک اولاد کی دعائیں خدا سے مانگتا رہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

20- بَابُ فِي الدَّلَالَةِ عَلَى خَيْرٍ

وَالدُّعَاءِ إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (ادْعُ إِلَى رَبِّكَ) (القصص: 87)

(87)

نیکی کی رہنمائی اور ہدایت یا

گمراہی کی طرف بلانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی طرف بلاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھے وعظ سے بلاؤ۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ) (النحل: 125)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بھلائی اور پرہیزگاری کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلا تے ہوں۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى) (المائدة: 2)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَلَتَكُن مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ) (آل عمران: 104)

(175) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرِو

الْأَنْصَارِيِّ التُّدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ زَوَاةٌ مُّسْلِمٌ۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل اعانة الغازی فی سبیل اللہ بحکوب وغیرہ ج ۱ ص ۳۱ رقم: ۵۰۰۰ سنن الکبیری للبخاری: باب ما جاء فی تجهیز الغازی واجر المجاہل ج ۱ ص ۲۸ رقم: ۱۸۲۹ صحیح ابن حبان: باب الصدق والامر ج ۱ ص ۵۱۵ رقم: ۲۸۹ (مؤسسة الرسالة: بیروت) مسند امام احمد بن حنبل: حدیث فی مسعود قبہ ج ۱ ص ۱۲ رقم: ۱۶۱۲۵ مصنف عبدالرزاق: باب النفقة فی سبیل اللہ ج ۱ ص ۱۰۰ رقم: ۲۰۰۰۲ (المکتب الاسلامی: بیروت)

شرح حدیث: نیکی کی دعوت

نیکی کی دعوت دینے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جنت الفردوس خاص اُس شخص کیلئے ہے۔ جو نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے۔ نیکی کی دعوت دینے والے کو ہر ہر بات کے بدلے میں ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (عمیہ المختارین ص ۲۹۰ دار البیضاء بیروت)

چنانچہ حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ عزوجل جو اپنے بھائی کو بلائے اسے نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اُس کی جزا کیا ہے؟ فرمایا میں اسکی ہر ہر بات پر ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہوں اور اسے جہنم کی سزا دینے میں مجھے حیا آتی ہے۔ (مکاشفة القلوب ص ۳۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ہم نیکی کی دعوت کو عام کریں گے تو بے شمار برکتیں اور فضیلتیں حاصل ہوں گی۔ ابھی ان شاء اللہ عزوجل دعا کے بعد مسجد سے باہر جا کر لوگوں کو نیکی کی دعوت پیش کی جائے گی۔ اور ان کو مسجد میں لانے کی کوشش کی جائے گی۔ ابھی اسی سلسلے میں یعنی نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے آپ بھی ہمارا ساتھ دیجئے کہ نیکی کی دعوت دینے والوں کا ساتھ دینا بھی عظیم نیکی ہے نیز حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ: جو قدم راہِ خدا عزوجل میں خاک آلود ہوں گے اُن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے

گی۔ (مسند امام احمد رقم الحدیث ۵۹۳۵ ج ۵ ص ۳۹۹ دار الکتب بیروت)

نیکی کی دعوت دینے والے خوش نصیب

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے تورات شریف میں حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ (علیہ السلام)! جس نے نیکی کا حکم دیا، برائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اطاعت کی طرف بلایا تو اسے دنیا اور قبر میں میرا قرب اور قیامت کے دن میرے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۱۶۷ ج ۱، ص ۳۶)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہدایت کی طرف بلایا اس کے لیے پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ہے۔ ان کے اجر میں کچھ کمی نہ کی جائے گی اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا اس پر اس کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہے اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ (مسلم)

(176) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ إِثْمِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ إِثْمِهِمْ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب من سنة حسنة او سيئة ومن دعا الى هدى او ضلالة، ج ۳ ص ۶۲ رقم: ۶۹۸۰ سنن ابو داؤد، باب لزوم السنة، ج ۳ ص ۳۳ رقم: ۳۶۱۱) (دار الکتب العربی، بیروت) سنن الدارمی، باب من سنة حسنة او سيئة، ج ۱ ص ۱۲۱ رقم: ۵۱۳ مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ج ۱ ص ۵۰ رقم: ۱۶۴۸ اطراف المسند المعتلیٰ، من اسامہ عبد الرحمن بن یعقوب، ج ۲ ص ۲۸۲ رقم: ۹۳۲ (دار ابن کثیر، بیروت)

شرح حدیث: لاکھوں نیکیاں اور لاکھوں گناہ

مفسر شہیر، حکیم الامت، حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجنان فرماتے ہیں: یہ حکم (عام ہے یعنی) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صدقے سے تمام صحابہ، ائمہ مجتہدین، علماء متقدمین و متأخرین سب کو شامل ہے مثلاً اگر کسی کی بھیغ سے ایک لاکھ نمازی بنیں تو اس مبلغ کو ہر وقت ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہوگا اور ان نمازیوں کو اپنی اپنی نمازوں کا ثواب، اس سے معلوم ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ثواب مخلوق کے اندازے سے وراء ہے۔ رب (عز و جل) فرماتا ہے: وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَنُوتٍ (پ ۱۹۹ قلم ۳) (ترجمہ کنز الایمان: اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے) ایسے ہی وہ مصنفین جن کی کتابوں سے لوگ ہدایت پا رہے ہیں قیامت تک لاکھوں کا ثواب انہیں پہنچتا رہے گا، یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں: لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (پ ۱۲۷، ج ۳۹) (ترجمہ)

کنز الایمان: آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش) کیونکہ یہ ثوابوں کی زیادتی اس کے عمل تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اس میں گمراہیوں کے موجد بن مُبْلِغین (یعنی گمراہی ایجاد کرنے اور گمراہی دوسروں کو پہنچانے والے) سب شامل ہیں تا قیامت ان کو ہر وقت لاکھوں گناہ پہنچتے رہیں گے۔ (براہ النہج ج ۱ ص ۱۶۰)

گناہ کی ترغیب دینے والی پرانفرادی کوشش

کچھ لوگوں نے ایک عورت کو ایک ہزار درہم کے بدلے اس بات پر تیار کیا کہ وہ حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہکائے گی۔ وہ عورت بن سنور کر آپ کے راستے میں کھڑی ہو گئی۔ جب حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد سے نکلے تو وہ عورت چہرہ کھولے آپ کے سامنے آ گئی۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا، اگر تیرے جسم پر بخار طاری ہو جائے تو تمہارا رنگ روپ غائب ہو جائے اور تمہارے چہرے کی رونق جاتی رہے یاد کرو! وہ دقت کیسا ہوگا جب ملک الموت تشریف لا کر تمہاری روح قبض کریں گے؟ یہ سن کر اس عورت پر غشی طاری ہو گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ سب برائیوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو گئی۔ (کتاب التواہین ص ۲۶۳)

حضرت ابو عباس اہل بن سعد ساعدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر کے دن فرمایا میں یہ جہنڈا کل ایسے آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمادے گا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔ لوگوں نے اس بحث میں رات گزاری کہ وہ کس کو دیا جائے گا؟ پس صبح کو سب لوگ جہنڈے کے امیدوار بن کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ پس آپ نے فرمایا: علی بن ابوطالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا: ان کو بلاؤ۔ تو ان کو لایا گیا۔ پس ان کی آنکھوں میں رسول اللہ ﷺ نے لعاب دہن لگایا اور دعا کی تو ان کو فوراً صحت ہو گئی گویا ان کو کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں جہنڈا عنایت فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ان سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ

(177) وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الشَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرٍ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، فَبَاتَ النَّاسُ يَدْرِكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَتَيْتُهُمْ يُعْطَاهَا. فَلَبَّيْنَا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَاً عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا. فَقَالَ: آتَيْنَ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هُوَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ. قَالَ: فَارْسِلُوا إِلَيْهِ فَأَتَى بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهُ فَبَرِيءَ حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا، فَقَالَ: انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَاخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ

مَنْ حَقَّ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ، قَوْلُ اللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ
رَجُلًا وَاحِدًا أَخَذَ لَكَ مِنْ خَيْرِ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہم جیسے (ایمان دار) ہو جائیں فرمایا اطمینان سے چلو حتیٰ
کہ ان کے معن میں اتر دو۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو اور
ان کو بتاؤ جو ان پر اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں اللہ کی قسم!
تیرے ذریعہ اگر ایک آدمی کو ہدایت نصیب ہو جائے تو
تیرے لیے سرخ انڈوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

قَوْلُهُ: يَنْدَكُونُ: أَيْ يَخْضَعُونَ وَيَتَخَذَلُونَ.
وَقَوْلُهُ: بِسَلِّكَ بِكُشْرِ الرِّاءِ وَيَفْتَحُ الْغَتَانِ
وَالْكَشْرُ أَفْصَحُ.

یہ دو کون: اس کا معنی ہے غور و فکر اور بحث مباحثہ
کرنا۔ و سلت: راء پر زبر اور زبردوںوں طرح پڑھا گیا
لیکن زبر زیادہ صحیح ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب فضل من اسلم علی یدیه رجل، ج ۳، ص ۶۰، رقم: ۳۰۰۹، صحیح مسلم، باب فضائل
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ج ۳، ص ۳۰، رقم: ۳۴۶۲، سنن الکبیری للبیہقی، باب دعاء من لم تملطه الدعوات من المشوکلین، ج
۱، ص ۱۰۹، رقم: ۱۸۰۰۹، حدیث مسنونہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۳، ص ۵۵، رقم: ۵۱۶، مسند البزار، مسند
ابن عباس رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۱۱۷، رقم: ۵۱۳۰)

شرح حدیث: جنگ خیر

خیر مدینہ سے آٹھ منزل کی دوری پر ایک شہر ہے۔ ایک انگریز سیاح نے لکھا ہے کہ خیر مدینہ سے تین سو بیس کلومیٹر
دور ہے۔ یہ بڑا زرخیز علاقہ تھا اور یہاں عمدہ کھجوریں بکثرت پیدا ہوتی تھیں۔ عرب میں یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز یہی
خیر تھا۔ یہاں کے یہودی عرب میں سب سے زیادہ مالدار اور جنگجو تھے اور ان کو اپنی مالی اور جنگی طاقتوں پر بڑا انازا اور گھمنڈ
بھی تھا۔ یہ لوگ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے۔ یہاں یہودیوں نے بہت سے مضبوط
قلعے بنا رکھے تھے جن میں سے بعض کے آثار اب تک موجود ہیں۔ ان میں سے آٹھ قلعے بہت مشہور ہیں۔ جن کے نام یہ
ہیں:

- (۱) کتیبہ (۲) ناعم (۳) شق (۴) قوص (۵) نظارہ (۶) صعب (۷) سلخ (۸) سلام۔
- درحقیقت یہ آٹھوں قلعے آٹھ محلوں کے مثل تھے اور انہی آٹھوں قلعوں کا مجموعہ خیر کہلاتا تھا۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب ششم، ج ۲، ص ۲۳۲)

غزوہ خیر کب ہوا؟

تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگ خیر محرم کے مہینے میں ہوئی۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ۶ھ تھا یا
۷ھ۔ غالباً اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ سن ہجری کی ابتدا محرم سے کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے نزدیک محرم میں

یہ شروع ہو گیا اور بعض لوگ من ہجری کی ابتداء رجب الاول سے کرتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت رجب الاول میں ہوئی۔ لہذا ان لوگوں کے نزدیک یہ محرم و صفر ۶ھ کے تھے۔

(المواہب اللدیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوہ خیبر، ج ۳، ص ۲۳۴ ملحقاً)

جنگ خیبر کا سبب

جنگ خندق میں جن جن کفار عرب نے مدینہ پر حملہ کیا تھا ان میں خیبر کے یہودی بھی تھے۔ بلکہ درحقیقت وہی اس حملہ کے بانی اور سب سے بڑے محرک تھے۔ چنانچہ بنو نضیر کے یہودی جب مدینہ سے جلا وطن کئے گئے تو یہودیوں کے جو رؤسا خیبر چلے گئے تھے ان میں سے جی بن اخطب اور ابورافع سلام بن ابی الحقیق نے تو مکہ جا کر کفار قریش کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ابھارا اور تمام قبائل کا دورہ کر کے کفار عرب کو جوش دلا کر براہیختہ کیا اور حملہ آوروں کی مالی امداد کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہایا۔ اور خیبر کے تمام یہودیوں کو ساتھ لے کر یہودیوں کے یہ دونوں سردار حملہ کرنے والوں میں شامل رہے۔ جی بن اخطب تو جنگ قریظہ میں قتل ہو گیا اور ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو ۶ھ میں حضرت عبداللہ بن عتیک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے محل میں داخل ہو کر قتل کر دیا۔ لیکن ان سب واقعات کے بعد بھی خیبر کے یہودی بیٹھ نہیں رہے بلکہ اور زیادہ انتقام کی آگ ان کے سینوں میں بھڑکنے لگی۔ چنانچہ یہ لوگ مدینہ پر پھر ایک دوسرا حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے اور اس مقصد کے لئے قبیلہ غطفان کو بھی آمادہ کر لیا۔ قبیلہ غطفان عرب کا ایک بہت ہی طاقتور اور جنگجو قبیلہ تھا اور اس کی آبادی خیبر سے بالکل ہی متصل تھی اور خیبر کے یہودی خود بھی عرب کے سب سے بڑے سرمایہ دار ہونے کے ساتھ بہت ہی جنگ باز اور تلوار کے دہنی تھے۔ ان دونوں کے گٹھ جوڑ سے ایک بڑی طاقتور فوج تیار ہو گئی اور ان لوگوں نے مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو تھس نہیں کر دینے کا پلان بنالیا۔

مسلمان خیبر چلے

جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کو ساتھ لے کر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ان کی اس چڑھائی کو روکنے کے لئے سولہ سو صحابہ کرام کا لشکر ساتھ لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر روانہ ہوئے۔ مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسر مقرر فرمایا اور تین جھنڈے تیار کرائے۔ ایک جھنڈا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور ایک جھنڈے کا علمبردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور خاص علم نبوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک میں عنایت فرمایا اور ازواج مطہرات میں سے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا۔ (المواہب اللدیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوہ خیبر، ج ۳، ص ۲۵۵، ۲۵۶ ملحقاً)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے وقت حدود خیبر میں اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ پہنچ گئے اور نماز فجر کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو خیبر کے یہودی اپنے اپنے ہنسیا اور ٹوکری لے کر کھیتوں اور باغوں میں کام کاج کے لئے قلعہ سے نکلے۔

جب انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور مچانے لگے اور چلا چلا کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم! لشکر کے ساتھ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر برباد ہو گیا۔ بلاشبہ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر پڑتے ہیں تو کفار کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ۴۱۹۷، ج ۳، ص ۸۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت ہی بلند آوازوں سے نعرہ بکسیر لگانے لگے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اوپر نرمی برتو۔ تم لوگ کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ اس (اللہ) کو پکار رہے ہو جو سننے والا اور قریب ہے۔ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہ کا وظیفہ پڑھ رہا تھا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا تو مجھ کو پکارا اور فرمایا کہ کیا میں تم کو ایک ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان! تو فرمایا کہ وہ کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہ ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ۴۲۰۵، ج ۳، ص ۸۳)

اسلامی لشکر کا ہیڈ کوارٹر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہلے ہی سے یہ علم تھا کہ قبیلہ غطفان والے ضرور ہی خیبر والوں کی مدد کو آئیں گے۔ اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر اور غطفان کے درمیان مقام رجب میں اپنی فوجوں کا ہیڈ کوارٹر بنایا اور خیموں، بار برداری کے سامانوں اور عورتوں کو بھی یہیں رکھا تھا اور یہیں سے نکل نکل کر یہودیوں کے قلعوں پر حملہ کرتے تھے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، باب غزوة خیبر، ج ۳، ص ۲۵۲ مختصراً)

قلعہ ناعم کے بعد دوسرے قلعے بھی بہ آسانی اور بہت جلد فتح ہو گئے لیکن قلعہ قموں چونکہ بہت ہی مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا اور یہاں یہودیوں کی فوجیں بھی بہت زیادہ تھیں اور یہودیوں کا سب سے بڑا بہادر مرحب خود اس قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اس لئے اس قلعہ کو فتح کرنے میں بڑی دشواری ہوئی۔ کئی روز تک یہ مہم سر نہ ہو سکی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قلعہ پر پہلے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں اسلامی فوجوں کو چڑھائی کے لئے بھیجا اور انہوں نے بہت ہی شجاعت اور جاں بازی کے ساتھ حملہ فرمایا مگر یہودیوں نے قلعہ کی فصیل پر سے اس زور کی تیر اندازی اور سنگ باری کی کہ مسلمان قلعہ کے پھانک تک نہ پہنچ سکے اور رات ہو گئی۔ دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبردست حملہ کیا اور مسلمان بڑی گرم جوشی کے ساتھ بڑھ بڑھ کر دن بھر قلعہ پر حملہ کرتے رہے مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ اور کیونکر فتح ہوتا؟ فاتح خیبر ہونا تو علی حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدر میں لکھا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل میں اس آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ اللہ و رسول کا محب بھی ہے اور محبوب بھی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ۴۲۱۰، ج ۳، ص ۸۵) (ودلائل النبوة للبیہقی، ما جاء فی بحث سرایا الی حصون

... الخ، ج ۳، ص ۲۱۱ ملخصاً)

راوی نے کہا کہ لوگوں نے یہ رات بڑے اضطراب میں گزاری کہ دیکھئے کل کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے؟
صبح ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس میں بڑے اشتیاق کے ساتھ یہ تمنا لے کر حاضر ہوئے کہ یہ
اعزاز و شرف ہمیں مل جائے۔ اس لئے کہ جس کو جھنڈا ملے گا اس کے لئے تین بشارتیں ہیں:

(۱) وہ اللہ و رسول کا محبوب ہے۔

(۲) وہ اللہ و رسول کا محبوب ہے۔

(۳) خیبر اس کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس روز مجھے بڑی تمنا تھی کہ کاش! آج مجھے جھنڈا عنایت ہوتا۔ وہ یہ بھی
فرماتے ہیں کہ اس موقع کے سوا مجھے کبھی بھی فوج کی سرداری اور افسری کی تمنا نہ تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان
سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس نعمت عظمیٰ کے لئے ترس رہے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی... الخ، الحدیث: ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۱۱)

لیکن صبح کو اچانک یہ صدالگوں کے کان میں آئی کہ علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب
ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قاصد بھیج کر ان کو بلایا اور ان کی دکھتی ہوئی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور دعا
فرمائی تو فوراً ہی انہیں ایسی شفا حاصل ہو گئی کہ گویا انہیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
اپنے دست مبارک سے اپنا علم نبوی جو حضرت اُم المؤمنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیاہ چادر سے تیار کیا گیا تھا۔
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں عطا فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی... الخ، الحدیث

۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۱۱) (المواہب اللدنیہ و شرح الزرقانی، باب غزوة خیبر، ج ۳، ص ۲۵۵)

اور ارشاد فرمایا کہ تم بڑے سکون کے ساتھ جاؤ اور ان یہودیوں کو اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ مسلمان ہو جانے کے
بعد تم پر فلاں فلاں اللہ کے حقوق واجب ہیں۔ خدا کی قسم! اگر ایک آدمی نے بھی تمہاری بدولت اسلام قبول کر لیا تو یہ دوست
تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ۴۲۱۰، ج ۳، ص ۸۵)

گھمسان کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ
کر قلعہ قوص کا پھاٹک اکھاڑ دیا اور کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواریں روکتے رہے۔ یہ کواڑ اتنے بڑا اور وزنی تھا کہ
بعد کو چالیس آدمی اس کو نہ اٹھا سکے۔ (المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوة خیبر، ج ۳، ص ۲۶۷ مختصراً)

جنگ جاری تھی کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال شجاعت کے ساتھ لڑتے ہوئے خیبر کو فتح کر لیا اور

حضرت صادق الوعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان صداقت کا نشان بن کر فضاؤں میں لہرانے لگا کہ کل میں اس آدمی کو جہنم ادوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محبوب بھی ہے اور اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محبوب بھی۔

بے شک حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب بھی ہیں اور محبوب بھی ہیں۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے خیر کی فتح عطا فرمائی اور قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح خیر کے معزز لقب سے سرفراز فرما دیا اور یہ وہ فتح عظیم ہے جس نے پورے جزیرۃ العرب میں یہودیوں کی جنگی طاقت کا جنازہ نکال دیا۔ فتح خیر سے قبل اسلام یہودیوں اور مشرکین کے گٹھ جوڑ سے نزع کی حالت میں تھا لیکن خیر فتح ہو جانے کے بعد اسلام اس خوفناک نزع سے نکل گیا اور آگے اسلامی فتوحات کے دروازے کھل گئے۔ چنانچہ اس کے بعد ہی مکہ بھی فتح ہو گیا۔ اس لئے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فاتح خیر کی ذات سے تمام اسلامی فتوحات کا سلسلہ وابستہ ہے۔ بہر حال خیر کا قلعہ قومیں بیس دن کے محاصرہ اور زبردست معرکہ آرائی کے بعد فتح ہو گیا۔ ان معرکوں میں ۹۳ یہودی قتل ہوئے اور ۱۵ مسلمان جام شہادت سے سیراب ہوئے۔

(المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوة خیر، ج ۳، ص ۲۵۶، ۲۶۳-۲۶۵ ملخصاً)

(178) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ فَيْحَ بْنَ أَسْلَمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْغَزَا وَلَيْسَ مَعِيَ مَا أَتَجَهَّزُ بِهِ، قَالَ: ائْتِ فُلَاكَ فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ يَجْهَزُ فَمَرَضَ فَأَتَاكَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَرِّئُكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: أَعْطَى الَّذِي تَجْهَزُ بِهِ، فَقَالَ: يَا فُلَاكَ، أَعْطَيْتُ الَّذِي تَجْهَزُ بِهِ، وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا، فَوَاللَّهِ لَا تَحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارِكَ لَكَ فِيهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو اسلم قبیلہ کے ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ارادہ جہاد کا ہے لیکن میرے پاس اس کی تیاری کا سامان نہیں فرمایا فلاں کے پاس جا اس نے تیاری کی تھی۔ وہ اب بیمار ہو گیا ہے۔ وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: مجھے اپنا جہاد کی تیاری کا سامان دے۔ انہوں نے کہا: اے فلاں! میرا تیار شدہ جہاد کا سامان اسے دے دو اور اس میں سے کچھ نہ روک رکھنا۔ اللہ کی قسم! اس نے اس میں سے کسی چیز کو تم نے روک لیا تو وہ ہمارے لیے بابرکت نہ ہوگی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل اعانة الغازی فی سبیل اللہ بمركوب وغیره ج ۲، ص ۲۱، رقم: ۵۰۱۰)

ابوداؤد: باب فیما یستحب من انفاذ الزاد فی الغزوا اذا قفل ج ۲، ص ۲۶، رقم: ۲۷۸۲)

شرح حدیث: سامان جہاد کی تیاری

حضرت سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و غلّال، صاحب جود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان مہیا کیا تو اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے غازی کے جہاد پر جانے کے بعد اس کے اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو اس نے بھی جہاد کیا۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب فضل من جہز غازیاً۔۔۔۔۔ الخ، رقم ۲۸۴۳، ج ۲، ص ۲۶۷)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان مہیا کیا یا مجاہد کے اہل خانہ کی دیکھ بھال کی تو اس کیلئے مجاہد کے ثواب کی مثل ثواب لکھا جائے گا اور مجاہد کے ثواب میں بھی کمی نہیں آئے گی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۳۶۱۱، ج ۷، ص ۷۱)

حضرت سیدنا سہل بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم المرسلین، رختہ آ لکلمین، شفیع المذنبین، امین الغریبین، سرانج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مدد کی یا مقروض کی اس کے اہل خانہ کے معاملہ میں مدد کی یا مکاتب (وہ غلام جو اپنے آقا کو مال دیکر آزاد ہونا چاہتا ہو) کو آزادی میں مدد دی تو اللہ عز و جل اس دن اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (مسند احمد، حدیث سہل بن حنفیہ عن ابیہ، رقم ۱۵۹۸۶، ج ۵، ص ۴۱۲)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے مجاہد کے سر پر سایہ کیا اللہ عز و جل اسے قیامت کے دن ہسایہ عطا فرمائے گا، اور جس نے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی مدد کی اس کے لئے مجاہد کے اجر کی مثل ثواب ہے، اور جس نے ایسی مسجد بنائی جس میں اللہ عز و جل کا ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۳۶۰۹، ج ۷، ص ۸۰)

ایک روایت میں ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان مہیا کیا اور وہ اس پر قدرت بھی رکھتا ہو تو اس کے لئے اس مجاہد کے شہید ہو جانے یا لوٹنے تک اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس مجاہد کا ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب من جہز غازیاً، رقم ۲۷۵۸، ج ۳، ص ۳۳۸)

جہاد چونکہ اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ ہے اس لیے جہاد بہت بڑا عمل صالح اور اعلیٰ درجے کی عبادت ہے اور چونکہ سامان جہاد کی تیاری مثلاً میدان جہاد تک پہنچنے کے لیے سوار یوں کا انتظام، آلات جنگ مثلاً تیر و تلواریں کا بنانا، خریدنا، تیر اندازی، شمشیر زنی، بندوق چلانے کی مشق کرنا، چونکہ یہ سب سامان جہاد کی تیاری ہے۔ لہذا جہاد کا وسیلہ ہونے کے سبب سے یہ سب

کام بھی عمل صالح اور عبادت بن گئے۔

21- بَابُ فِي التَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى) (المائدة: 2)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَالْعَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَكَوَاَصُوا بِالْحَقِّ وَكَوَاَصُوا بِالصَّبْرِ) (العصر: 2-1)

نیک اور تقویٰ پر تعاون کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بھلائی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے زمانہ (محبوب) کی۔ بلاشبہ انسان خسارہ میں ہے، لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

اس بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: حاصل یہ ہے اس سورت میں غور کرنے سے اکثر لوگ غافل ہیں۔

قَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - كَلَامًا مَعْنَاهُ: إِنَّ النَّاسَ أَوْ أَكْثَرَهُمْ فِي غَفْلَةٍ عَنْ تَدْبِيرِ هَذِهِ السُّورَةِ
شرح: عقل مند کون؟

بصیرت کی آنکھ اور فراست کے نور سے دیکھو! اللہ عزوجل نے ہر انسان پر خسارے کا حکم لگایا کیونکہ انہیں انفس لامعومہ اور استغراق کے لئے ہے اور اس کی دلیل استثناء ہے کہ ہر انسان خسارے میں ہے مگر جو ان چار باتوں کا جامع ہوگا وہ ہلاکت میں ڈالنے والے خسارے سے نجات یافتہ ہوگا، وہ چار باتیں یہ ہیں: (۱) ایمان (۲) نیک عمل (۳) حق کی اس طرح وصیت کرنا کہ وہ لوگ کتاب و سنت سے ثابت شدہ اخلاق و آداب، احکام و اقوال اور مذہبی و باطنی تمام افعال کی شرائط پر عمل کریں تاکہ ان میں سے کوئی شے اخلاص کے بغیر نہ پائی جائے اور وہ اس سے صرف اللہ عزوجل کی رضا چاہیں اور (۴) انہیں صبر کی تلقین کریں کہ وہ اطاعت کرنے، ناپسندیدہ امور، آزمائشوں، گناہ چھوڑنے اور اپنی خواہشات و لذات ترک کرنے پر صبر کریں، ہماری بیان کردہ یہ چار شرائط جس میں پائی جائیں وہ اللہ عزوجل کی طرف سے ایک بڑی امید یعنی خسارے، عار اور تباہی و بربادی سے سلامتی کی راہ پر ہوگا اور اسے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وصول کے مرتبہ سے مشاہدہ کا بلند مرتبہ حاصل ہوگا اور حال و مال یعنی دنیا و آخرت میں اس کی رضا حاصل ہوگی۔ اللہ عزوجل اپنے احسان اور کرم سے ہم میں ان شرائط پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا فرمائے۔ آمین

ایک عقل مند کے لئے یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی پکڑ اور اس کے انتقام سے بے خوف رہے، حالانکہ اس کا دل رحمن عزوجل کی قدرت کی دوا انگلیوں کے درمیان ہے یعنی ایک قوم کے لئے خوش بختی اور دوسری کے

لئے بدبختی کے ارادے کے درمیان ہے، دل کو قلب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پھرنے، بدلنے میں کھولنے والی ہانڈی سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔

(179) وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ

الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ يَخِيرُ فَقَدْ غَزَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو عبد الرحمن زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو تیاری کا سامان دیا تو یقیناً اس نے خود جہاد کیا اور جو جہاد کرنے والے کے پیچھے اس کے گھر والوں میں بھلائی سے رہا تو اس نے یقیناً جہاد کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب فضل من جہز غازیاً او خلفہ بخیر، ج ۲، ص ۲۱۴، رقم: ۲۸۴۲، صحیح مسلم، باب فضل اعانة الغازی فی سبیل اللہ بمروکوب وغیرہ و خلافتہ فی اہلہ بخیر، ج ۲، ص ۲۲، رقم: ۵۰۱۱، المعانی لابن الجارود، باب ما یجزی من اللزو ومن جہز غازیاً، ص ۲۰۹، رقم: ۱۰۳۴، سنن الکبیری للبیہقی، باب ما جاء فی تجهیز الغازی واجر الجماع، ج ۱، ص ۲۸، رقم: ۱۸۲۴، تحف الخیرۃ البھرۃ للبو صیری، کتاب الامارۃ، ج ۵، ص ۱۰۹، رقم: ۲۲۰۰)

شرح حدیث: عرش کے سائے میں

حضرت سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتم المرسلین، رخصۃ العلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سرانج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مدد کی یا مقروض کی اس کے اہل خانہ کے معاملہ میں مدد کی یا مکاتب (وہ غلام جو اپنے آقا کو مال دیکر آزاد ہونا چاہتا ہو) کو آزادی میں مدد دی تو اللہ عزوجل اس دن اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (مسند احمد، حدیث سہل بن حنیف من ابیہ، رقم: ۱۵۹۸۶، ج ۵، ص ۳۱۲)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان مہیا کیا یا مجاہد کے اہل خانہ کی دیکھ بھال کی تو اس کیلئے مجاہد کے ثواب کی مثل ثواب لکھا جائے گا اور مجاہد کے ثواب میں بھی کمی نہیں آئے گی۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم: ۳۶۱۰، ج ۷، ص ۷۱)

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جوہر و سخاوت، ہیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے مجاہد کے سر پر سایہ کیا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن سایہ عطا فرمائے گا، اور جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی مدد کی اس کے لئے مجاہد کے اجر کی مثل ثواب ہے، اور جس نے ایسی مسجد بنائی جس میں اللہ عزوجل کا ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کے

لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۳۶۰۹، ج ۷، ص ۸۰)

ایک روایت میں ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو سامان مہیا کیا اور وہ اس پر قدرت بھی رکھتا ہو تو اس کے لئے اس مجاہد کے شہید ہو جانے یا لوٹنے تک اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس مجاہد کا ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب من تھز فازیہ، رقم ۴۵۸، ج ۲، ص ۳۳۸)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی لحيان کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ ہر دو مردوں میں سے ایک جہاد کے لئے نکلے، پھر جہاد سے رہ جانے والوں سے فرمایا، تم میں سے جو مجاہدین کے اہل خانہ کی خبر گیری کرے اس کے لئے مجاہد کی مثل ثواب ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعایۃ الغازی فی سبیل اللہ، رقم ۱۸۹۶، ص ۱۰۵۱)

حضرت سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل کی راہ کے مجاہد کو رخصت کرنا اور اسے صبح یا شام میں سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب تشیع الفزاد و داعم، رقم ۲۸۲۳، ج ۳، ص ۳۷۲)

مسلمان بھائی کی حاجت روائی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان رغبت نشان ہے، جس نے کسی مومن سے تکلیف و مصیبت کو دور کیا، اللہ تبارک و تعالیٰ اسکے لیے پل صراط پر نور کے دو ایسے شعلے بنائے گا جس سے اتنا عالم چمکے گا کہ مخلوق اس کی چمک کی تاب نہ لاسکے گی۔

(الترغیب والترہیب، الترغیب فی التفسیر علی المعسر، ج ۲، رقم ۱۰، ص ۲۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب، بیمار دلوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کوئی مسلمان کی دنیوی مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اسکی مصیبت کو دور کریگا، جو مسلمان کے عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ اسکے دنیا و آخرت کے عیوب چھپائے گا، اللہ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر، رقم ۲۶۹۹، ص ۱۳۴)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کی وہ ایسا ہے جیسے اُس نے ساری عمر اللہ عزوجل کی عبادت کی۔

(کنز العمال، کتاب الزکوۃ، باب قضاء الخوارج من الکمال، ج ۶، رقم ۱۶۳۵۳، ص ۱۸۹)

(180) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا إِلَى بَنِي لُحْيَانَ مِنْ هَذِيلٍ فَقَالَ: لِيَنْبَغِيَّ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا وَالْآخَرُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحيان قبیلہ کی شاخ بنو ہذیل کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا کہ گھر کے دو آدمیوں میں سے ایک جائے تو ثواب دونوں پائیں گے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضل اعانة الغاری فی سبیل اللہ عمرکوب وغیرہ وخلافته فی اہلہ بخیر: ج ۲ ص ۲۲۲ رقم: ۵۰۱۳ سنن الکبیری للمدینی: باب الامام یغزی من اهل دار من المسلمین: ج ۱ ص ۲۰ رقم: ۱۸۲۸ صحیح ابن حبان: باب الخروج وکلیمة الجهاد: ج ۲ ص ۵۱۳ رقم: ۴۷۹۹ مسند ابی یعل: مسند ابی سعید الخدری: ج ۱ ص ۳۲۴ رقم: ۱۲۸۲ مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی سعید الخدری: ج ۳ ص ۲۲ رقم: ۱۳۱۱)

شرح حدیث: عمروں میں برکت کا سبب

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے دین میں باطل چیزوں کی آمیزش کر دی تو ایک گروہ اُن سے جدا ہو گیا، انہوں نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ وہ ان کو دین میں باطل چیزوں کی ملاوٹ کرنے والوں سے دور کر دے۔ چنانچہ زمین کے نیچے ایک سوراخ ظاہر ہوا، اس میں چلتے ہوئے انہوں نے ایک کشادہ اور وسیع میدان دیکھا، تو انہوں نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ اُن کے بیٹے اور سب نسلیں مستقل طور پر وہیں قیام پذیر ہو گئیں، یہاں تک کہ حضرت سیدنا ذوالقرنین ایک دن سیر کرتے ہوئے جب وہاں پہنچے، تو انہوں نے دیکھا کہ یہاں لوگوں کی عمریں دراز ہیں، کوئی فقیر نہیں، قبریں گھر کے دروازوں کے قریب اور عبادت گاہیں گھروں سے دور ہیں۔ گھروں پر دروازے بھی نہیں ہیں، نہ اُن پر کوئی حاکم ہے، نہ اُن کا کوئی امیر ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ان سب باتوں کا راز کیا ہے؟ تو عرض کی گئی: اے بادشاہ! ہماری عمروں میں برکت کا سبب ہمارا ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ ہم میں سے جب کوئی محتاج ہو جاتا ہے تو ہم مل کر اس کی محتاجی دور کرتے ہیں، اس طرح ہم سب اغنیاء ہیں، اور ہماری قبروں کے گھر سے قریب ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہم نے اپنے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ قبر زندوں کو موت کی یاد دلاتی ہے، اور عبادت گاہوں کے دور ہونے کا سبب ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ ان کی طرف قدموں کی کثرت سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، اور ہمارے گھروں کے دروازے اس لئے نہیں کہ ہم کسی کی چوری نہیں کرتے، تو ہمیں دروازوں کی حاجت نہیں ہوتی، اور ہم پر کوئی حاکم یا امیر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے، بلکہ ہم باہم عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں تو ہمیں پھر امیر و حاکم کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ حضرت سیدنا ذوالقرنین نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہاری مثل کوئی قوم نہیں دیکھی، اور اگر میں نے کسی شہر کو وطن

بنانے کا ارادہ کیا، تو تمہارے حسن معاشرت اور اخلاق جمیلہ کی وجہ سے اس شہر کو وطن بناؤں گا۔

(میں انکایات مؤلف: امام ابوالمرتج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ نقوی)

(181) وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام روحا پر ایک قافلہ سے ملے فرمایا کون لوگ ہو۔ انہوں نے جواب دیا مسلمان ہیں اب انہوں نے پوچھا آپ کون ہو؟ تو فرمایا اللہ کے رسول تو ایک عورت نے آپ کی طرف اپنا بچہ پیش کیا۔ اور کہنے لگی کیا اس کا حج ہے؟ فرمایا ہاں اور اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔

(مسلم)

تخریج حدیث: (صیح مسلم: باب صیحة حج الصبی واجر من حج به، ج ۲ ص ۲۰۰، رقم: ۲۲۱۴ اخبار مکة للفاکھی ذکر الحج بالصبيان العفار، ج ۱ ص ۲۴۱، رقم: ۴۸، سنن الکبزی للہیثمی: باب حج الصبی، ج ۱ ص ۱۵۵، رقم: ۱۸۲، سنن ابن ماجہ: باب حج الصبی، ج ۱ ص ۱۴۰، رقم: ۲۹۱۰، دار الفکر بیروت) سنن ترمذی: باب حج الصبی، ج ۱ ص ۲۸۸، رقم: ۱۲۲

شرح حدیث: رب تعالیٰ کا انعام عظیم

نیک اولاد اللہ تبارک و تعالیٰ کا عظیم انعام ہے۔ اولاد صالح کے لئے اللہ عزوجل کے پیارے نبی حضرت سیدنا زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دعا مانگی۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستمری اولاد بیشک تو ہی ہے دعا سننے والا۔

(پ ۳، ل عمران: ۳۸)

اور خلیل اللہ حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آنے والی نسلوں کو نیک بنانے کی یوں دعا مانگی:

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔ (پ ۱۳، ابراہیم: ۴۰)

یہی وہ نیک اولاد ہے جو دنیا میں اپنے والدین کے لئے راحتِ جان اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بنتی ہے۔ بچپن میں ان کے دل کا سرور، جوانی میں آنکھوں کا نور اور والدین کے بوڑھے ہو جانے پر ان کی خدمت کر کے ان کا سہارا بنتی ہے۔ پھر جب یہ والدین دنیا سے گزر جاتے ہیں تو یہ سعادت مند اولاد اپنے والدین کے لئے بخشش کا سامان بنتی ہے

جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلبِ وسینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باعفیٰ نُزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے کہ ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے:

(۱) صدقہ جاریہ۔۔۔۔۔

(۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔۔۔۔۔

(۳) نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان، الحدیث ۱۶۳۱ ص ۸۸۶)

ایک اور مقام پر حضور پاک، صاحبِ نولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں آدمی کا درجہ بڑھا دیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرے حق میں یہ کس طرح ہوا؟ تو جواب ملتا ہے اس لیے کہ تمہارا بیٹا تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالدین، الحدیث ۳۶۶۰ ج ۴ ص ۱۸۵)

بسم اللہ شریف پڑھنے کی برکت

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر گزرے تو عذاب ہو رہا تھا۔ کچھ وقفہ کے بعد پھر گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ نور ہی نور ہے اور وہاں رحمتِ الہی عزوجل کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ علیہ السلام بہت حیران ہوئے اور بارگاہِ الہی عزوجل میں عرض کی کہ مجھے اس کا بھید بتایا جائے۔ ارشاد ہوا: اے عیسیٰ! یہ سخت گنہگار اور بدکار تھا، اس وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا لیکن اس نے بیوی حاملہ چھوڑی تھی۔ اس کے لڑکا پیدا ہوا اور آج اس کو مکتب بھیجا گیا، اسٹاف نے اسے بسم اللہ پڑھائی، مجھے حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس شخص کو عذاب دوں جس کا بچہ زمین پر میرا نام لے رہا ہے۔

(التفسیر الکبیر، الباب الحادی عشر، ج ۱ ص ۱۵۵ ملخصاً)

روزانہ ایک قرآن پاک کا ایصالِ ثواب

ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ قبرستان کے تمام مردے اپنی قبروں سے باہر نکل کر جلدی جلدی زمین پر سے کوئی چیز سمیٹ رہے ہیں، لیکن مردوں میں سے ایک شخص فارغ بیٹھا ہوا ہے، وہ کچھ نہیں چنتا۔ اس شخص نے اس سے جا کر پوچھا کہ یہ لوگ کیا چن رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: زندہ لوگ جو کچھ صدقہ.. یا.. دعا.. یا.. تلاوتِ قرآن وغیرہ اس قبرستان والوں کو بھیجتے ہیں، اس کی برکات سمیٹ رہے ہیں۔ اس نے کہا تم کیوں نہیں چنتے؟ جواب دیا مجھے اس وجہ سے فراغت ہے کہ میرا ایک بیٹا حافظِ قرآن ہے جو فلاں بازار میں حلوہ بیچتا ہے، وہ روزانہ ایک قرآن پاک پڑھ کر مجھے بخشتا ہے۔

یہ شخص صبح اسی بازار میں گیا، دیکھا کہ ایک نوجوان حلوہ بیچ رہا ہے اور اس کے ہونٹ مل رہے ہیں اس نے نوجوان سے پوچھا تم کیا پڑھ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں روزانہ ایک قرآن پاک پڑھ کر اپنے والدین کو بخشا ہوں، اسی کی

حدوت کر رہا ہوں۔ کچھ عرصے بعد اس نے خواب میں دوبارہ اسی قبرستان کے مردوں کو کچھ چنتے ہوئے دیکھا، اس مرتبہ وہ شخص بھی چنتے میں معروف تھا کہ جس کا بیٹا اسے قرآن پاک پڑھ کر بخشا کرتا تھا، اس کو دیکھ کر اسے بہت تعجب ہوا، اتنے میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ صبح اٹھ کر اسی بازار میں گیا اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حلوہ بیچنے والے نو جوان کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔

(روض الریاض، الفصل الثانی الحکایۃ السابغة والنسب، ص ۱۷۷)

(182) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْأَمِينُ الَّذِي يُنْفِقُ مَا أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا مُؤَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَنْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ، أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: الَّذِي يُعْطَى مَا أُمِرَ بِهِ وَضَبَطُوا الْمُتَصَدِّقِينَ بِفَتْحِ الْقَافِ مَعَ كَسْرِ التَّوْنِ عَلَى الثُّنْنِيَّةِ، وَعَكْسِهِ عَلَى الْجَمْعِ وَكِلَاهُمَا صَوِّحٌ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان امانت دار خزانچی جو حکم بجالائے اور پورا پورا خوش دلی سے دے جس کو دینے کا حکم ہوا تو وہ بھی دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ (متفق علیہ) اور ایک روایت میں ہے کہ اسے جو حکم دیا گیا ہے وہ ادا کرتا ہے اور الْمُتَصَدِّقِينَ: قاف پر زبر ثنیہ میں نون پر زبر اور جمع میں اس کے برعکس دونوں طرح صحیح ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غیر مفصل ج ۱ ص ۶۱۲، رقم: ۱۳۳۸ صحیح مسلم، باب اجر الخازن الامین والبرأة اذا تصدقت من بیت زوجها، ج ۲ ص ۱۸۰، رقم: ۲۴۱۰ صحیح ابن حبان، باب صدقة التطوع، ج ۲ ص ۲۰۹، رقم: ۳۳۵۱ جمع الجوامع، حرف الخاء، ج ۱ ص ۱۰۱، رقم: ۱۱۱۶۷ جامع الاصول لابن الیوم، الکتاب الثالث فی الامانة، ج ۱ ص ۲۱۹، رقم: ۱۰۹)

شرح حدیث: امانت دار عامل زکوٰۃ اور خزانچی کا ثواب

حضرت سید تارفع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان محمد بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، اللہ عزوجل کی رضا کے لئے حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنے گھر لوٹنے تک اللہ عزوجل کی راہ کے غازی کی طرح ہے۔ (مسند احمد، مسند الحکیم، رقم: ۱۵۸۲۶، ج ۵، ص ۳۶۶)

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافع رنج و غل، صاحبِ مجود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب کسی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کیا جائے پھر وہ دیانتداری کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرے اور اسے حقدار تک پہنچائے تو وہ اپنے گھر لوٹنے تک اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاة، باب اعمال علی الصدقة، رقم: ۴۴۵۰، ج ۲، ص ۲۳۶)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللہ علیہ، شفیع المذنبین، امیر الغریبین، سرانج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک وہ امانت دار اور مسلمان خزانچی جسے کوئی مال کہیں منتقل کرنے کا حکم دیا جائے پھر وہ پورا مال خوش دلی سے ادا کر دے اور اسے جس کے بارے میں حکم دیا گیا ہو اس تک پہنچا دے تو وہ بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک شمار ہوگا۔

(بخاری، کتاب الزکاة، باب اجر الخادم اذا تصدق الخ، رقم: ۱۳۳۸، ج ۱، ص ۳۸۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بہترین کمائی عامل (یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والے) کی کمائی ہے جبکہ وہ خیر خواہ ہو۔ (مسند احمد، رقم: ۸۳۲۰، ج ۳، ص ۲۳۲)

خیر خواہی

22- بَابُ فِي النَّصِيحَةِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ایمان دار تو بھائی بھائی ہیں۔

قَالَ تَعَالَى: (الْمَنَ الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ) (الحجرات: 10)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: نوح (علیہ السلام) نے قوم سے کہا: ”میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔“
اور ہود علیہ السلام نے کہا: ”میں تمہارے لیے خیر خواہ امانت دار ہوں۔“

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِخْبَارًا عَنْ نُوحٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَأَنْصَحُ لَكُمْ) (الأعراف: 62)
وَعَنْ هُودٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ) (الأعراف: 68)

پہلی حدیث یہ ہیں: حضرت ابو رقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا دین خیر خواہی ہے ہم نے عرض کیا: کس کے لئے فرمایا اللہ کے لئے اس کی کتاب کے لئے اس کے رسول کے لئے اور مسلمان حکمرانوں اور عوام کیلئے۔ (مسلم)

(183) وَأَمَّا الْأَخَادِيثُ: فَأَلَاؤُلُ: عَنْ أَبِي رُقَيْةٍ تَمِيمِ بْنِ أَوْسٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَيِّمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب بیان ان الدین النصیحة، ج ۱، ص ۵۲، رقم: ۲۰۰۵ سنن الدارمی باب الدین النصیحة، ج ۲، ص ۲۰۲، رقم: ۲۴۵۲ سنن ابوداؤد: باب فی النصیحة، ج ۲، ص ۲۴۱، رقم: ۴۷۳۱ الادب النبوی: باب ما یحب علی المسلم، ص ۱۱۰، رقم: ۱۸۸۸ تحف الخیر المہرۃ: کتاب الایمان: باب ما جاء فی النصیح، ج ۱، ص ۱۵۵، رقم: ۱۱۵۷)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

نصیحت بنا ہے صبح سے بمعنی خالص ہونا عرب کہتے ہیں نصیحت الغسل عن الشئ میں نے شہد کو موم سے خالص کر لیا۔ اصطلاح میں کسی کی خالص خیر خواہی کرنا جس میں بدخواہی کا شائبہ نہ ہو یا خلوص دل سے کسی کا بھلا چاہنا نصیحت ہے، یہ بھی جامع کلمات میں سے ہے کہ اس ایک لفظ میں لاکھوں چیزیں شامل ہیں حتیٰ کہ اعتقاد کو کفر سے خالص کرنا، عبادات کو ریائے پاک و صاف کرنا، معاملات کو خرابیوں سے بچانا سب ہی نصیحت میں داخل ہیں اور اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق خالص اسلامی عقیدہ رکھنا، خلوص دل سے اس کی عبادت کرنا، اس کے محبوبوں سے محبت دشمنوں سے عداوت رکھنا، اس کے متعلق اپنے عقیدے خالص رکھنا اس کی شرح بہت وسیع ہے۔ (مرقات)

مزید فرماتے ہیں: کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کی نصیحت یہ ہے کہ اس کے کتاب اللہ ہونے پر ایمان رکھنا اس کی تلاوت کرنا، اس میں بقدر طاقت غور کرنا، اس پر صحیح عمل کرنا، اس پر سے مخالفین کے اعتراضات دفع کرنا غلط تاویلوں تحریفوں کی تردید کرنا، اور اللہ کے رسول یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یہ ہے کہ انہیں تمام نبیوں کا سردار ماننا ان کے تمام صفات کا اعتراف کرنا جان و مال و اولاد سے زیادہ انہیں پیارا رکھنا انکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ان کا ذکر بلند کرنا، اور اماموں سے مراد یا تو اسلامی بادشاہ اسلامی حکام ہیں یا علماء دین مجتہدین کا ملین اولیاء و اصلیین ہیں۔ ان کی نصیحت یہ ہے کہ انکے ہر جائز حکم کی بقدر طاقت تعمیل کرنا، لوگوں کو ان کی اطاعت جائزہ کی طرف رغبت دینا، آئمہ مجتہدین کی تقلید کرنا، ان کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔ (مرقات) علماء کا ادب کرنا۔ اور عام مسلمانوں کی نصیحت یہ ہے کہ بقدر طاقت ان کی خدمت کرنا، ان سے دینی و دنیا مصیبتیں دور کرنا، ان سے محبت کرنا، ان میں علم دین پھیلانا، اعمال نیک کی رغبت دینا، جو چیز اپنے لیے پسند نہ کرے ان کے لیے پسند نہ کرنا یہ حدیث بہت ہی جامع ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۶، ص ۷۶)

(184) الثانی: عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالتَّصَحُّحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

دوسری حدیث: حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب البیعة علی اقام الصلوة، ج ۱، ص ۱۱۱، رقم: ۱۲۲۰ صحیح مسلم، باب بیان ان الدین النصیحة، ج ۱، ص ۲۳، رقم: ۲۰۸ سنن الدارمی، باب فی النصیحة، ج ۲، ص ۲۲۲، رقم: ۲۲۲۰ المتعلی لابن الجارود، باب اول، کتاب الزکاة، ص ۹۱، رقم: ۲۲۲ المعجم الکبیر للطبرانی من اسمہ جریر بن عبد اللہ المجلی، ج ۲، ص ۲۷، رقم: ۲۲۲۵)

شرح حدیث: مسلمان کی خیر خواہی

مسلمان کا حق یہ ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے سے ملاقات کرے تو اسے سلام کرے، جب وہ بلائے تو اس

کو جواب دے، اس کے چھینکنے پر رزحمتک اللہ ہے، بیمار ہو تو عیادت کرے، فوت ہو جائے تو جنازہ میں شریک ہو، جب کوئی قسم اٹھائے تو اس کی قسم کو پورا کرے، جب وہ خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرے، غائب ہو تو غیر موجودگی میں اس کی حفاظت کرے، اس کے لئے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور اس کے لئے بھی وہی ناپسند جانے جسے اپنے لئے ناپسند سمجھتا ہے۔

حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے ناجور، محبوب رب اکبر عز وجلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اُلفت نشان ہے: تم پر مسلمانوں کے چار حقوق لازم ہیں: نیکی کرنے والے کی مدد کرو، ان کے گناہ گاروں کے لئے بخشش مانگو، پیڑھ پھیرنے والے کے لئے دعا مانگو، اور توبہ کرنے والے سے محبت کرو۔

(فردوس الاخبار للہ یلمی، باب الالف، الحدیث ۱۵۰۲، ج ۱، ص ۲۱۵)

اور مسلمان کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ تو کسی مسلمان کو اپنے قول اور فعل سے تکلیف نہ پہنچائے۔
شہنشاہِ مدینہ، قمر اربعہ و سینہ، باعث نزول سکینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے:
الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَدَنِهِ۔

ترجمہ: (کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و بدنه، الحدیث ۱۰، ص ۳)

نبی رحمت، شفیع اُمت، قاسمِ نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:
الْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ الْمُؤْمِنُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ۔

ترجمہ: (کامل) مؤمن وہ ہے جس سے اہل ایمان اپنے نفسوں اور مالوں کو محفوظ و مامون سمجھیں۔

(السند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث ۶۹۳۲، ج ۲، ص ۶۵۳)

نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ والا شان ہے:
الْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الشُّوْءَ وَاجْتَنَبَهُ۔

ترجمہ: مہاجر وہ ہے جو برائی چھوڑ دے اور اس سے اجتناب کرے۔

(السند للامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث ۶۹۳۲، ج ۲، ص ۶۵۳)

مسلمان کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہر مسلمان کے لئے تواضع کرے کسی پر تکبر نہ کرے، کیونکہ اللہ عز وجلّ کسی اکڑنے والے متکبر کو پسند نہیں فرماتا اور اگر کوئی دوسرا اس پر تکبر سے پیش آئے تو برداشت کرے۔ اللہ عز وجلّ نے ارشاد فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

(پ 9، الاعراف: 199)

ان حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نہ اپنے بارے میں لوگوں کی شکایات سنے، نہ کسی دوسرے کے بارے میں اور نہ خود ایسا کرے۔

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ، سلطانِ باقرینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ

ترجمہ: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ من النمیمۃ، الحدیث ۶۰۵۶، ص ۵۱۲)

ان حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس آدمی کو پہچانتا ہو اس سے تین دن سے زیادہ ترکِ تعلق نہ کرے اور کسی کے پاس اس کی اجازت کے بغیر نہ جائے اور تمام لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آئے اور مشائخ کی عزت کرے، بچوں پر رحم کرے، تمام لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملے اور کسی مسلمان سے ایسا وعدہ نہ کرے جسے پورا نہ کر سکے۔

ان حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کوئی صورتِ بنتی ہو تو مسلمانوں کے درمیان صلح کرائے۔

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ سے افضل چیز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپس میں صلح کروانا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین، الحدیث ۴۹۱۹، ص ۱۵۸۴)

اور وہ مسلمانوں کے عیبوں کو چھپائے۔ ان حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تہمت کی جگہوں سے بچے اور ہر حاجت مند مسلمان کے لئے اس شخص کے پاس سفارش کرے جو اس کی عزت کرتا ہے اور گفتگو کرنے سے پہلے سلام کرے، جہاں تک ممکن ہو مسلمان بھائی کی عزت اور مال کو دوسرے کے ظلم سے بچائے۔

ان حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی شریعت سے واسطہ پڑے تو اسے برداشت کرے اور اس سے بچے اور ان حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرے اور ان کے مردوں کے لئے دعا مانگے۔

(185) الْقَالِبُ: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يُؤْمِنُ
أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ.

تیسری حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک صاحبِ ایمان نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہ نہ پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

مخرج حدیث: (صحیح بخاری، باب من الایمان ان یحب لایحبه ما یحب لنفسه ج ۱ ص ۱۲ رقم: ۱۲ صحیح مسلم باب

الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لایحیہ المسلم: ج ۱ ص ۲۹ رقم: ۱۰۱ سنن الدارمی: باب لا یؤمن احدکم حتی یحب لایحیہ ما یحب لنفسه: ج ۲ ص ۲۹ رقم: ۲۴۴۰ الاصاب للبیہقی: باب لا یؤمن احدکم حتی یحب لایحیہ ما یحب لنفسه: ص ۲۳ رقم: ۱۱۰ مسند ابی یعلی: مسند انس بن مالک: ج ۲ ص ۲۴۲ رقم: ۳۱۵۱

شرح حدیث: تو لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرے

حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ و جَلَّ وَجَلَّ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو اللہ عزَّ و جَلَّ کے رسول ہیں اور میں معاذ ہوں، (مجھے) کیسے نجات حاصل ہوگی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! میری اتباع کرو اگرچہ تمہارے عمل میں کمی ہو، اے معاذ! اپنے قرآن پڑھنے والے بھائیوں کے بارے میں کچھ کہنے سے اپنی زبان روک کر رکھو، اپنے گناہوں کو اپنے اوپر ڈالو، دوسروں کے ذمہ نہ لگاؤ، ان کو برا بھلا کہہ کر اپنی پاکیزگی کا اظہار نہ کرو، اپنے آپ کو ان پر بلند نہ سمجھو، دنیوی عمل کو آخرت کے عمل میں داخل نہ کرو، اپنی مجلس میں تکبر نہ کرو تا کہ لوگ تیرے برے اخلاق سے بچے رہیں، تیسرے آدمی کی موجودگی میں کسی سے سرگوشی نہ کرو، لوگوں پر اپنی عظمت کا اظہار نہ کرو ورنہ تم دنیاوی بجلائی سے محروم ہو جاؤ گے اور لوگوں کی بے عزتی نہ کرو ورنہ بروز قیامت جہنم میں اس کے کتے تمہیں چیر پھاڑ دیں گے۔ اللہ عزَّ و جَلَّ کا فرمان حقیقت نشان ہے:

وَالشَّيْطَانُ

ترجمہ کنز الایمان: اور نرمی سے بند کھولیں۔ (پ 30، ہزیمت: 2)

اے معاذ! کیا تم جانتے ہو، وہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ و جَلَّ وَجَلَّ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جہنم کے کتے ہیں جو گوشت اور ہڈیوں کو دانتوں سے نوچیں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ و جَلَّ وَجَلَّ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کون ان خصائل کی طاقت رکھ سکتا اور ان کتوں سے بچ سکتا ہے؟ تو آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! یہ چیز ہر اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ عزَّ و جَلَّ آسان فرمادے، تیرے لئے یہی کافی ہے کہ تو لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے بھی وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے کسی کو حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے نہیں دیکھا، وہ اس حدیث کے ڈر سے ایسا کرتے تھے۔

(الترغیب والترہیب، المقدمة، باب الترہیب من الریاء، الخ، الحدیث ۵۹، ج ۱ ص ۵۱۳۸)

اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجتیں پوری کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قراقرظ و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث

نُزول سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے قید کرتا ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی حاجت پوری فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی ایک پریشانی دور کرے گا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، رقم ۲۵۸۰، ج ۲، ص ۱۳۹۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی ایک دنیوی پریشانی دور کرے گا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو تنگدست کے لئے آسانی مہیا کرے گا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ عزوجل بھی اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی البستر علی المسلم، رقم ۱۹۳۷، ج ۳، ص ۳۷۳)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلے اس کا یہ عمل اس کے لیے دس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرے اللہ عزوجل اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرمادیتا ہے اور ان میں سے دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ مشرق و مغرب کے فاصلے سے زیادہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے چلے تو یہ عمل میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں دو مہینے اعتکاف کرنے سے افضل ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی قضاء حوائج المسلمین، رقم ۸، ج ۳، ص ۲۶۳)

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب تک اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے اللہ عزوجل اس کی حاجت پوری فرماتا رہتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب فضل قضاء الحوائج، رقم ۳۷۲۳، ج ۸، ص ۳۵۳)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل نے کچھ قوموں کو بعض نعمتیں عطا کی ہیں جنہیں وہ اس وقت تک ان کے پاس رکھتا ہے جب تک وہ مسلمانوں کی حاجت روائی کرتے رہتے ہیں اور جب وہ انہیں مسلمانوں پر خرچ نہیں کرتے تو اللہ عزوجل وہ

لہذا دوسروں کی طرف منتقل فرما دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب فضل قضاء الحوائج، رقم ۱۳۷۱۳، ج ۸، ص ۳۵۱)

23- بَابُ فِي الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ

وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کے حکم دینے اور برائی سے

منع کرنے کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ

إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ) (آل عمران: 104)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلانے اور برائی سے منع کرنے والی ہو ایسے لوگ ہی کامیاب ہیں۔

شرح: حضرت صدر الراۃ فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت سے امر معروف و نہی منکر کی فرضیت اور اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ) (آل عمران: 110)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم سب سے اچھی امت ہو جسے لوگوں کے بھلے کیلئے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

شرح: حضرت صدر الراۃ فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شان نزول: یہودیوں میں سے مالک بن صیف اور وہب بن یہودا نے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ترمذی کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست رحمت جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہو اور زخ میں گیا۔

(خزائن العرفان)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اے نبی!) معاف کرنے کا طریقہ اپناؤ اور جاہلوں سے روگردانی کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ

وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ) (الأعراف: 199)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ) (التوبة: 71)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ)

(المائدة: 78)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کے کفار حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) کی زبانوں پر لعنت کیے گئے اس کا سبب ان کا نافرمانی کرنا حد سے بڑھے وہ اور ایک دوسرے کو ان برائیوں سے نہ روکتے تھے جس کے خود مرتکب ہوتے جو وہ کرتے بہت برا تھا۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ) (الكهف: 29)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فرما دیجئے یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ) (الحجر: 94)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو حکم ہے بے حجاب کہہ دیں۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَأَنهَيْتُمُ الَّذِينَ يَنهَوْنَ عَنِ الشُّؤْءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعِقَابٍ بَيِّنٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ) (الأعراف: 165)

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَغْلُومَةٌ وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ:

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہم نے برائی سے روکنے والوں کو نجات دی اور ظلم کرنے والوں کو برے عذاب سے پکڑا اس کا سبب ان کا فسق و فجور تھا۔ اس باب میں آیات بکثرت معلوم ہیں۔ اور احادیث یہ ہیں:

(186) قَالَ أُولُو الْأَرْوَاحِ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پہلی حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو برائی دیکھے اسے اپنے قوت بازو سے روکے اگر اس کی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان ج ۱ ص ۲۰۰ رقم: ۱۸۹ سنن الکبیری للبیہقی باب نصر المظلوم والاحل علی ید الظالم عند الامکان ج ۱ ص ۲۰۲ رقم: ۱۸۳۴ صحیح ابن حبان باب الصدق والامر ج ۱ ص ۲۰۲ رقم: ۲۰۲۱ مسند ابی سعید الخدری ج ۱ ص ۲۰۲ رقم: ۱۰۰۰ مسند امام احمد مسند ابی سعید الخدری ج ۱ ص ۲۰۲ رقم: ۲۰۲۱)

حصہ ۲۰ رقم: ۱۱۵۲۲

شرح حدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احتساب کے مختلف مراتب ہیں۔

آخری شرط: وہ محتسب فیہ ہے اور یہ دو برابر کن ہے ہر وہ برائی جو اجتہاد کے بغیر معلوم ہو ائمہ معتبرین کے نزدیک اس میں اختلاف کا محل نہیں پس کوئی شافعی اس حنفی کو منع نہیں کرتا جو ایسی نبیذ پے جس سے نشہ نہیں ہوتا اور کوئی حنفی کسی شافعی کو نہیں روکتا جو گواہ اور بھوکھا رہتا ہے۔

اور آخری رکن محتسب علیہ ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ انسان ہو کیونکہ بچے کو بھی شراب پینے سے روکا جائے گا، ہاں بعض افعال مجنون اور بچے کے حق میں منکر نہیں ہوتے (جیسے نماز وغیرہ) اور نہ ہی ان کو اس سے روکا جائے گا۔

محتسب کے آداب کا بیان

محتسب کو چاہے کہ وہ عالم، متقی، حسن اخلاق کا پیکر، نرم طبیعت کا مالک ہونا چاہئے اور وہ سختی سے پیش آنے والا نہ ہو۔ جہاں تک علم کا تعلق ہے تو محتسب کو احتساب کی حدود کا علم ہونا چاہئے۔ پرہیزگاری یہ ہے کہ وہ احتساب میں اس حد تک رہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ حسن اخلاق کے ساتھ نرمی اختیار کرے، سختی نہ کرے تاکہ وہ حد شرع سے تجاوز نہ کر جائے پس اس کا فساد اس کی اصلاح پر حاوی نہ ہو اور احتساب کے معاملے میں شفقت کو مد نظر رکھے یہاں تک کہ جب اُسے کوئی شخص کسی چیز سے منع کرے یا اُسے ناپسندیدہ چیز کا سامنا ہو تو شریعت کی حد سے تجاوز نہ کرے کہ اگر وہ احتساب کو بھول جائے اور نفس احتساب کے معاملے میں برائی کا مرتکب ہو۔

حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم کا احتساب

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم حضرت ابوصالح سید موسیٰ جنگلی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، آپ کا اسم گرامی سید موسیٰ کنیت ابوصالح اور لقب جنگلی دوست تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیلان شریف کے اکابر مشائخ کرام رحمہم اللہ میں سے تھے۔

جنگلی دوست لقب کی وجہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب جنگلی دوست اس لئے ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خالصۃ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے نفس کشی اور ریاضت شرعی میں یکتائے زمانہ تھے، نیکی کے کاموں کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے لئے مشہور تھے، اس معاملہ میں اپنی جان تک کی بھی پروا نہ کرتے تھے، چنانچہ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد کو جا رہے تھے کہ خلیفہ وقت کے چند ملازم شراب کے مشکے نہایت ہی احتیاط سے سبروں پر اٹھائے جا رہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب ان کی طرف دیکھا تو جلال میں آگئے اور ان مشکوں کو توڑ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رعب اور بزرگی کے سامنے کسی ملازم کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی تو انہوں نے خلیفہ وقت کے سامنے واقعہ کا اظہار کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

خلاف خلیفہ کو ابھارا، تو خلیفہ نے کہا: سید موسیٰ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو فوراً میرے دربار میں پیش کرو۔ چنانچہ حضرت سید موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دربار میں تشریف لے آئے خلیفہ اس وقت غیظ و غضب سے کرسی پر بیٹھا تھا، خلیفہ نے لٹکار کر کہا: آپ کون تھے جنہوں نے میرے ملازمین کی محنت کو رایگاں کر دیا؟ حضرت سید موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں محتسب ہوں اور میں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے۔ خلیفہ نے کہا: آپ کس کے حکم سے محتسب مقرر کئے گئے ہیں؟ حضرت سید موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رعب دار لہجہ میں جواب دیا: جس کے حکم سے تم حکومت کر رہے ہو۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد پر خلیفہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ سر بزا نو ہو گیا (یعنی گھٹنوں پر سر رکھ کر بیٹھ گیا) اور تھوڑی دیر کے بعد سر کو اٹھا کر عرض کیا: حضور والا! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے علاوہ مشکوں کو توڑنے میں کیا حکمت ہے؟ حضرت سید موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: تمہارے حال پر شفقت کرتے ہوئے نیز تجھ کو دنیا اور آخرت کی رسوائی اور ذلت سے بچانے کی خاطر۔ خلیفہ پر آپ کی اس حکمت بھری گفتگو کا بہت اثر ہوا اور متاثر ہو کر آپ کی خدمت اقدس میں عرض گزار ہوا: عالیجاہ! آپ میری طرف سے بھی محتسب کے عہدہ پر مامور ہیں۔

حضرت سید موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے متوکلانہ انداز میں فرمایا: جب میں حق تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں تو پھر مجھے خلق کی طرف سے مامور ہونے کی کیا حاجت ہے۔ اسی دن سے آپ جنگی دوست کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

(سیرت غوث الثقلین، ص ۵۲)

دوسری حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قبل جتنے نبی معبود فرمائے ہر ایک کیلئے اس کی امت میں سے کچھ اہل اخلاص اور کچھ خاص احباب ہوتے تھے جو اس کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے پھر ان کے بعد نالائق لوگ آ گئے جو کہتے اسے کرتے نہ تھے اور وہ وہ کرتے جس کا انہیں حکم نہ ہوتا پس جو ان سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ ایمان دار ہے اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ بھی ایمان دار ہے اور جو اپنی زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے وہ بھی ایمان دار ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (مسلم)

(187) الثَّانِي: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ خَوَارِثُونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِبَيْتِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْقَلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب بیان کون النبی عن المنکر من الایمان ج ۱ ص ۵۰ رقم: ۱۸۸ اسان الکبریٰ للہدلی: باب ما یستدل به علی ان الفضل وسائر الاعمال الولاء ج ۱ ص ۱۰۰ رقم: ۲۰۶۴۲ الایمان لابن مندہ ذکر خبر یدل علی ان الایمان ینقص ص ۱۱۲ رقم: ۱۸۲ مشکوٰۃ المصابیح: باب الاعتصام بالکتاب ج ۱ ص ۱۳۳ رقم: ۱۵۴ مسند ابو عوانہ: بیان نفی الایمان عن الذی یحرم هذه الاخلاق ج ۱ ص ۲۲ رقم: ۱۰۰)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ یہاں شریعت اور تبلیغ والے نبی مراد ہیں جن کی باقاعدہ امتیں تھیں اور یہ اصحاب حواریوں کے علاوہ جماعت ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر صاحب شریعت پیغمبر کو اللہ نے عام صحابی بھی بخشے اور خاص صاحب اسرار بھی ایسے ہی ہمارے حضور کے صحابہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں بعض خاص صاحب اسرار ہیں، جیسے خلفائے راشدین وغیرہم۔ لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض نبی وہ بھی ہیں جن کی بات کسی نے نہ مانی اور بعض وہ جن کی ایک دو آدمیوں نے ہی اطاعت کی۔

مزید فرماتے ہیں:

یعنی ان صحابہ کے بعد ایسے بد عقیدہ اور بد عمل لوگ پیدا ہوتے تھے، ایسے ہی میرے صحابہ کے بعد بھی ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بفضلہ تعالیٰ حضور کے صحابہ بد عملی اور بد عقیدگی سے پاک رہے۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

یعنی ایسے بد عقیدہ اور بد عمل لوگوں کی اصلاح تین جماعتیں تین طرح کریں: حکام طاقت سے کہ مجرموں کو سزائیں دیں، اہل علم زبان سے کہ انہیں وعظ کریں، عوام مؤمن دل سے کہ ان سے نفرت کریں اور دور رہیں تا قیامت یہ احکام جاری رہیں۔ (بزائۃ المناجیح، ج ۱ ص ۱۵۵)

اپنے مسلمان بھائی کو نصیحت کرنا

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الْمَوْعِظَةُ فَهِيَ الْكَلَامُ الَّذِي يُغْنِيكَ الرَّجُلَ عَمَّا لَا يَنْبَغِي فِي طَرِيقِ الدِّينِ

یعنی نصیحت وہ کلام ہے جو راہ دین میں ناروا اور نامناسب باتوں سے روکے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ ال عمران، تحت الآیہ ۱۳۸، ج ۳ ص ۳۷۰)

وعظ و نصیحت کی اہمیت و افادیت ایک مسلمہ (مُ - سَل - لَم - ہ) حقیقت ہے۔ ہر دور میں اس کی ضرورت پیش آئی۔

اس کے فوائد و ثمرات بے شمار و بے حساب ہیں۔ خود اللہ عزَّ وَّجَلَّ نے قرآن مجید فرقان حمید کا ایک نام موعظت یعنی نصیحت رکھا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَهَذَا بَيِّنَاتٍ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے۔ (پ 4، ال عمران: 138)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّبَنِي النَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ (پ 11، یونس: 57)

مفسر شہیر، صدر الافاضل، فخر الامثل حضرت علامہ مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت مبارکہ کے تحت نحو ابن الجوزی میں ارشاد فرماتے ہیں: اس آیت میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے موعظت (نو۔ ع۔ ظلت: یعنی نصیحت) و شفا و ہدایت و رحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ابن فوارید عظیمہ کی جامع ہے۔ موعظت کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے، اور خطرے سے بچائے ظلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔ (خزانة العرفان، سورۃ یونس، تحت الایۃ ۵۷)

(188) الثَّالِثُ: عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ عِبَادَةَ بْنِ

الضَّمَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّنْعِ وَالظَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَةِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَعَلَى أَنْ لَا تُدَارِعَ الْأَمْرَ أَهْلُهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فِيهِ بَوَاحٌ، وَعَلَى أَنْ تَقُولَ بِالْحَقِّ إِنَّمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْ مَوَّةَ لَاثِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تیسری حدیث: حضرت ابو الولید عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی، آسانی، خوشی اور ناپسندیدہ حالات میں سننے اور ماننے پر بیعت کی اور اس بات پر کہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیں گے اور یہ کہ حکمرانوں سے اقتدار پر جھگڑانہ کریں گے ہاں اگر کھلا کفر دیکھو جس میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل ہو اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔

(متفق علیہ)

منشط والمكره: دونوں کی میم پر زبر ہے ان کا مطلب ہے نرمی اور سختی، اثارۃ: مشترک بات جس میں کسی کو ترجیح دی جائے اس کا بیان گزر چکا ہے۔ بواحا: باموحدہ پر زبر اور اس کے بعد واؤ پھر الف پھر حاء مہملہ

الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَةِ يَفْتَحُ مِيمَتَيْهَا: أَيْ فِي السَّهْلِ وَالصَّعْبِ. وَ الْأَثَرَةُ: الْاِخْتِصَاصُ بِالْمُشْتَرَكِ وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهَا. بَوَاحًا يَفْتَحُ الْبَاءَ الْمُوَحَّدَةَ وَبَعْدَهَا وَأَوْ ثُمَّ الْفُ ثُمَّ حَاءٌ مُهْمَلَةٌ: أَيْ

ظاہراً لا یختبئ ثاویداً۔

ہے اس کا مطلب ایسی وضاحت ہے۔ جس کے بعد
تاویل نہ ہو۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب کیف ینایع الامام العاص ج ۲ ص ۲۷۷، رقم: ۱۱۱، صحیح مسلم باب وجوب طاعة ج ۲ ص ۲۵۲، رقم: ۲۸۵۴، سنن الکبزی للبیہقی باب کیفیۃ البیعة ج ۸ ص ۳۵، رقم: ۱۶۹۱۲، سنن ابن ماجہ باب البیعة ج ۱ ص ۱۵۷، رقم: ۲۸۹۹، (دار الفکر بیروت) سنن الکبزی للنسائی باب البیعة علی القول بالحق ج ۳ ص ۲۲۲، رقم: ۷۷۷۳)

شرح حدیث: لڑائی جھگڑا کرنا

یعنی انسان کا دوسرے سے جھگڑنا قابل مذمت ہے۔ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ، صاحب معطر پینہ، باعث ثورل سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَبْقِضُ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْكَذَّ الْخَصَمُ

ترجمہ: اللہ عز و جل کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو بہت زیادہ جھگڑا لہو۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب قول اللہ تعالیٰ: وَبُذِّلَ الْخَصَمُ، الحدیث ۲۲۵۷، ص ۱۹۳)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَادَلَ فِيْ خُصُومَةٍ يَغْتَرِعِلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخِطِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْزِعَ۔

ترجمہ: جو شخص بے جا جھگڑتا ہے، وہ ہمیشہ اللہ عز و جل کی ناراضگی میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔

(موسوعة لابن ابی الدنیا، کتاب الغنم و آداب اللسان، باب ذم الخصومات، الحدیث ۱۵۳، ج ۷، ص ۱۱۱)

جھگڑا ترک کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزون جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو غلطی پر ہوتے ہوئے جھگڑنا چھوڑ دے اس کے لئے جنت کے کنارے پر ایک گھر بنایا جائے گا اور جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑنا چھوڑ دے گا اس کے لئے جنت کے وسط میں ایک گھر بنایا جائے گا اور جس کا اخلاق اچھا ہوگا اس کے لئے جنت کے اعلیٰ مقام میں ایک گھر بنایا جائے گا۔ (سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی المراء، رقم: ۲۰۰۰، ج ۳، ص ۴۰۰)

حضرت سیدنا ابوذر ذاء، ابوامامہ اور وائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات کا خلاصہ ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سزور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جھگڑنا چھوڑ دو، میں حق پر ہوتے

ہوئے جھگڑا چھوڑنے والے کو جنت کے کنارے، وسط اور اعلیٰ درجے میں تین گھروں کی ضمانت دیتا ہوں، جھگڑم چھوڑ دو، بے شک میرے رب عزوجل نے مجھے بتوں کی پڑ جاسے منع کرنے کے بعد سب سے پہلے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۷۶۵۹، ج ۸، ص ۱۵۲)

(189) الرَّابِعُ: عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَثَلُ الْقَائِمِ فِي حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهْمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، وَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ تَرَكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَّوْا وَنَجَّوْا جَمِيعًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

چوتھی حدیث: حضرت ثعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور ان کی بے حرمتی کرنے والے کی مثال یوں ہے جیسے کہ ایک قوم ہو جنہوں نے کشتی کے بارے قرعہ اندازی کی کچھ اوپر والے حصہ پر اور کچھ نچلی منزل میں ٹھہر گئے۔ نچلی منزل والے پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے پاس سے گزرتے پھر انہوں نے کہا کہ اوپر جا کر تکلیف دینے کے بجائے ہم اپنے حصہ میں سوراخ کر لیں اگر اوپر والوں نے ان کو ان کے ارادہ پر چھوڑا تو سب ہلاک ہوں گے اور اگر ان کے ہاتھوں کو روک لیا تو وہ اور سب لوگ نجات پا جائیں گے۔ (بخاری)

الْقَائِمُ فِي حُدُودِ اللَّهِ تَعَالَى مَعْنَاةُ: الْمُرُؤُكَرَ لَهَا، الْقَائِمُ فِي دَفْعِهَا وَازَالَتِهَا، وَالْمُرَادُ بِالْحُدُودِ: مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ. اسْتَهْمُوا: اقْتَرَعُوا.

القائم في حدود الله تعالى: اس کا مطلب ہے اس کے منکر حدود شرعیہ کی تدبیر کرنے والا اور ان کے ازالہ کی کوشش کرنے والا۔ مراد حدود ہے وہ جرائم جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ استهموا: (اس کا معنی ہے) ان لوگوں نے قرعہ اندازی کی۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب هل یقرع فی القسبة والاستہام فیہ، ج ۲، ص ۲۳۰، رقم: ۲۴۱۳ سنن الکبیری للبیہقی، باب اثبات استعمال القرع، ج ۱۰، ص ۲۸۸، رقم: ۲۱۹۳۲ سنن ترمذی، باب ما جاء فی فضل الجہاد، ج ۱، ص ۱۶، رقم: ۱۶۱۹ صحیح ابن حبان، باب الصدق والامرو، ج ۱، ص ۵۲۲، رقم: ۲۴۰۰ (مؤسسة الرسالة، بیروت) جامع الاصول لابن الیوم، الباب السابع فی اقامة الحدود واحکامها، ج ۱، ص ۵۱۱، رقم: ۱۱۲۵)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس حدیث شریف میں ایک مثال کے ذریعہ برائی سے روکنے اور نیکی کا حکم دینے کی اہمیت کو واضح کیا گیا

اور بتایا گیا کہ اگر یہ سمجھ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کر دیا جائے کہ برائی کرنے والا خود نقصان اٹھائے گا ہمارا کیا نقصان ہے تو یہ سوچ غلط ہے اس لیے کہ اس کے گناہ کے اثرات تمام معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور جس طرح کشتی توڑنے والا اکیلا ہی نہیں ڈوبتا بلکہ وہ سب لوگ ڈوبتے ہیں جو کشتی میں سوار ہیں اسی طرح برائی کرنے والے چند افراد کا یہ جرم تمام معاشرے میں ناسور بن کر پھیلتا ہے۔

(پڑھا: المناجیح، ج ۱، ص ۱۵۵)

اجتماعی طور پر پیش آنے والے نقصانات

کثیر گناہ ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے براہ راست دوسروں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص چوری کا گناہ کریگا تو اس شخص کا نقصان ہوگا جس کی چیز چرائی جائے گی بالکل یہی معاملہ ڈاکہ ڈالنے، امانت میں خیانت، گالی دینے، تہمت لگانے، غیبت کرنے، چغلی کھانے، کسی کے عیب اچھالنے، کسی کا مال ناحق کھانے، خون بہانے، کسی کو بلا اجازت شرعی تکلیف دینے، قرض دہا لینے، کسی کی چیز اسے ناگوار گزرنے کے باوجود بلا اجازت استعمال کرنے، ماں باپ کو ستانے اور بد لگا ہی کرنے کا ہے۔

اب اگر ہر ایک کو ان گناہوں کے ارتکاب کی کھلی چھوٹ دے دی جائے تو نہ تو کسی کا مال سلامت رہے گا اور نہ ہی عزت۔۔۔۔۔۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہمارا معاشرہ درندوں کے جنگل کا منظر پیش کرنے لگے گا۔

ان نقصانات سے بچنے کا طریقہ

ان نقصانات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش میں لگ جائیں بلکہ اس کے لئے باقاعدہ طور پر کوئی ایسی تنظیم ہونی چاہئے جو ساری دنیا میں نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ قرآن کریم میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، چنانچہ سورہ مال عمران میں ارشاد ہوتا ہے،

ترجمہ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں

اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (پ ۴ سورہ آل عمران: ۱۰۴)

پانچویں حدیث: اُمّ المؤمنین حضرت اُم سلمہ ہند بنت امیہ حدیفہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر کچھ حکمران مقرر ہوں گے ان میں بعض کام تمہارے لیے مانوس اور بعض کام نامانوس ہوں گے جس نے ناپسند کیا بری ہو گیا جس نے انکار کر دیا۔ وہ سلامت رہا، لیکن جس نے راضی ہو کر پیروی کی صحابہ

(190) الْخَامِسُ: عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ سَلَمَةَ هِنْدِ بِنْتِ أَبِي أُمَيَّةَ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرَأَ، وَمَنْ أَتَكَرَّ فَقَدْ سَلِمَ، وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا نَقَاتِلُهُمْ؟

قَالَ: لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلَاةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کرام ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں فرمایا کہ نہیں جب تک تم میں نماز قائم کریں۔ (مسلم)

مَعْنَاهُ: مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ وَلَمْ يَسْتَطِعْ انْكَارًا بَيِّنًا وَلَا لِسَانٍ فَقَدْ بَرَّيَ مِنَ الْإِثْمِ، وَأَذَى وَظِيْفَتَهُ، وَمَنْ أَكْثَرَ بِحَسَبِ طَاقَتِهِ فَقَدْ سَلِمَ مِنْ هَذِهِ الْمَعْصِيَةِ وَمَنْ رَضِيَ بِفِعْلِهِمْ وَتَابَعَهُمْ فَهُوَ الْعَاصِي.

گروہ کا معنی ہے جو دل سے ناپسند کرے اور اسے ہاتھ سے یا زبان سے روکنے کی قدرت نہ ہو اس صورت میں وہ گناہ سے بری اور ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوا جس نے اپنے مقدور بھرا انکار کیا وہ اس گناہ سے سلامت رہا جس نے ان کے کام پر رضامندی اور پیروی کی وہ نافرمان ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم باب وجوب الانکار علیا لامراء فیما یخالف الشرع وترك قتالہم ج ۲ ص ۲۲۲ رقم: ۳۹۰۶ مسند ابو عوانہ ذکر خطر قتال الوالی الفاجر بفجورہ وتعدیہ ج ۱ ص ۲۱۸ رقم: ۵۵۲ جامع الاصول لابن الیبر الفصل الخامس فی وجوب طاعة الامام والامیر ج ۲ ص ۲۰۸ رقم: ۲۰۵۱ مسند ابو داؤد الطیالسی باب ما روت أم سلمة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۲۲ رقم: ۱۵۹۵)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجنان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

انکار سے مراد زبان سے انکار کر دینا ہے اور بری ہونے سے مراد نفاق اور مدہانت یعنی پلپلا پن ہے، کرہ سے مراد دل سے ناپسندیدگی ہے سلامتی ہے مراد گناہ اور وبال فسق سے محفوظ رہنا ہے یعنی ایسے بادشاہوں کے برے اعمال کو زبان سے برا کہہ دینے والا پختہ مسلمان ہے اور ان کے اعمال کو صرف دل سے برا سمجھنے والا زبان سے خاموش رہنے والا پہلے کی طرح پختہ تو نہ ہوگا مگر گناہ سے وہ بھی بچ جائے گا۔

مزید فرماتے ہیں:

یعنی جو شخص ان فاسق حکام کے برے کاموں سے دل سے راضی ہوا اور عمل میں ان کے ساتھ شریک ہو گیا کہ وہ بھی ان کے سے کام کرنے لگا تو وہ بھی گناہ فسق و فجور وبال میں انکے ساتھ شریک ہو گیا۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

یعنی ان بادشاہوں حاکموں کو ہاتھ سے اور بذریعہ قوت و طاقت گناہوں سے نہ روکیں جو کہ تبلیغ کی اعلیٰ قسم ہے اور نمازی رہنے سے مراد ہے مسلمان رہنا کیونکہ نماز ہی کفر و اسلام میں فارق ہے لہذا یہ مطلب نہیں کہ بے نمازی بادشاہ حکام کی بغاوت درست ہے دوسرے گناہوں کی طرح ترک نماز بھی ایک گناہ ہے۔ قرآن کریم دوزخی کفار کا ایک قول نقل

فرماتا ہے جو وہ فرشتوں سے کہیں گے لَمْ تَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ہم نمازیوں میں سے نہ تھے یعنی مسلمان نہ تھے۔ خیال رہے کہ سلطان کی بغاوت بڑے فتنوں، خون ریزیوں، ملک کی تباہیوں کا باعث ہے اس لیے بڑے اہتمام کے ساتھ اس سے روکا گیا۔ (مزاۃ المناجیح، ج ۱، ص ۱۵۵)

بادشاہوں کو نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا

احتساب کے درجات: جاننا چاہیے! احتساب کے چار درجے ہیں: (۱) برائی سے آگاہ کرنا (۲) وعظ کرنا (۳) سخت بات کہنا اور (۴) سختی سے روکنا۔

امراء و سلاطین کو آگاہ کرنا اور وعظ و نصیحت کرنا ہے کیونکہ ان سے سخت بات کرنا یا سختی سے روکنا فتنہ برپا ہونے کا سبب ہے جس کی وجہ سے ایسی شرانگیزی ہوگی جو ان کی اپنائی ہوئی برائی سے بھی زیادہ بری ہوگی۔ ہاں! اگر معلوم ہو کہ سخت گفتگو فائدہ مند ہوگی اور شرانگیزی کا باعث نہ ہوگی تو پھر کوئی حرج نہیں اور وہ انہی میں سے ہے جو ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتا اس پر تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جوہ و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے:

حَيْذُ الشَّهَدَاءِ حَزْرَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ، ثُمَّ رَجُلٌ قَائِمٌ إِلَى إِمَامٍ فَأَمَرَهُ، وَنَهَاهُ، فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
فَقَبْلَهُ عَلَى ذَلِكَ۔

ترجمہ: شہداء میں سب سے افضل حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر وہ شخص ہے جس نے حاکم کو اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور اس کی نافرمانی سے منع کیا پس اس وجہ سے حاکم نے اسے قتل کر دیا۔ (تاریخ بغداد، الرقم ۳۰۷۸۔ ابراہیم بن جابر بن عیینی ابوالاسحاق غطریفی، ج ۶، ص ۵۰، مختصر ۱)

اللہ کے محبوب، دانائے محبوب، منترہ معین الثیوب عزَّ وَّجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے: أَفْضَلُ اگر کلمہ حق کہنے والا اس وجہ سے قتل کر دیا جائے تو شہید ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں مروی ہے۔

حضرت سیدنا ضبہ بن حصین غزیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ میں ہمارے امیر تھے۔ جب بھی وہ خطبہ دیتے تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی حمد و ثناء اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے، اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا کرتے۔ اس پر مجھے بہت غصہ آیا، میں نے ان کے پاس جا کر کہا: آپ ان کے رفیق (یعنی حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو چھوڑ کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر فضیلت دیتے ہو؟ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میری شکایت لکھ بھیجی اور لکھا: ضبہ بن حصین میرے خطبہ میں دخل اندازی کرتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں لکھا کہ اسے میری طرف بھیج دیں۔ آپ فرماتے ہیں:

انہوں نے مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا میں آپ کے پاس گیا، دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ تشریف لائے اور پوچھا: کون؟ میں نے عرض کی: میں ضہ بن محسن عتزی ہوں۔

آپ نے فرمایا: تمہارے لئے مرحبا نہیں۔ میں نے عرض کی: مرحبا تو خدا عزّ و جلّ کی طرف سے ہے اور جہاں تک اہل کا تعلق ہے تو میرے پاس نہ اہل ہے نہ مال۔ لیکن اے عمر! آپ بتائیں کہ آپ نے مجھے کیوں کسی غلطی اور قصور کے بغیر بصرہ سے بلایا؟ آپ نے فرمایا: میرے عامل اور تیرے درمیان کیا جھگڑا ہے؟ آپ فرماتے ہیں، میں نے کہا: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب وہ خطبہ دیتے ہیں تو اللہ عزّ و جلّ کی حمد و ثناء اور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں پھر آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مجھے اس پر غصہ آیا، میں نے اٹھ کر پوچھا: آپ نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے رفیق (امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر فضیلت کیوں دی ہے؟ انہوں نے چند جملے ایسا ہی کیا، پھر آپ کے پاس میری شکایت لکھ بھیجی۔

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور فرمانے لگے: اللہ عزّ و جلّ کی قسم! اتم اس کی نسبت زیادہ توفیق دیئے گئے اور زیادہ ہدایت یافتہ ہو، کیا تم میرا قصور معاف کر سکتے ہو؟ اللہ عزّ و جلّ تمہاری مغفرت فرمائے۔ انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ عزّ و جلّ آپ کی مغفرت فرمائے۔ ضہ بن محسن بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا: اللہ عزّ و جلّ کی قسم! امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک رات اور ایک دن عمر فاروق اور اس کی آل سے بہتر ہے۔ (الباب فی اخیار منہ ۷۷۷)

(191) الشّادِس: عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ

الْحَكَمِ زَيْنَبِ بِنْتِ بَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فِرْعَاءَ، يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيَلُوعَرِبُ مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ، فَبَتَحَ الْيَوْمَ مِنْ رَذَمٍ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجٍ مِثْلَ هَذِهِ، وَخَلَقَ بِأَصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالْبَيْتِ تَلِيهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

چھٹی حدیث: اُمّ المؤمنین اُمّ الحکم حضرت زینب بنت بحش سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ گھبراہٹ کی حالت میں ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ فرما رہے تھے: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“۔ بربادی ہے عرب کے لیے اس شر سے جو قریب آ پہنچی ہے آج یا جوج ماجوج کی دیوار کو اتنا کھول دیا گیا۔ آپ نے اپنی انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا (آپ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! جب فسق زیادہ ہو جائے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویل للعرب من شر قد اقترب ج ۲ ص ۲۸ رقم: ۵۱، صحیح مسلم، باب اقتراب الفتن وفتح روم یا جوج وما جوج ج ۲ ص ۱۶۵ رقم: ۴۱۱، موطا امام مالک روایۃ یحییٰ اللمیعی: باب ما جاء فی عذاب العامة ص ۹۱ رقم: ۱۴۸، سنن ابن ماجہ: باب ما یكون من الفتن ج ۲ ص ۱۲ رقم: ۳۹۴، سنن ترمذی: باب ما جاء فی الخسف ج ۲ ص ۹۸ رقم: ۲۱۸۵)

شرح حدیث: ذوالقرنین اور یاجوج و ماجوج

یاجوج و ماجوج:- یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک فساد کی گروہ ہے۔ اور ان لوگوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے۔ یہ لوگ بلا کے جنگجو خونخوار اور بالکل ہی وحشی اور جنگلی ہیں جو بالکل جانوروں کی طرح رہتے ہیں۔ موسم ربیع میں یہ لوگ اپنے غاروں سے نکل کر تمام کھیتیاں اور سبزیاں کھا جاتے تھے۔ اور خشک چیزوں کو لاد کر لے جاتے تھے۔ آدمیوں اور جنگلی جانوروں یہاں تک کہ سانپ، بچھو، گرگٹ اور ہر چھوٹے بڑے جانور کو کھا جاتے تھے۔

سید سکندری: حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے فریاد کی کہ آپ ہمیں یاجوج و ماجوج کے شر اور ان کی ایذا اور سانیوں سے بچائیے اور ان لوگوں نے ان کے عوض کچھ مال دینے کی بھی پیش کش کی تو حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ دیا ہے۔ بس تم لوگ جسمانی محنت سے میری مدد کرو۔ چنانچہ آپ نے دونوں پہاڑوں کے درمیان بنیاد کھدوائی۔ جب پانی نکل آیا تو اس پر پگھلائے تانبے کے گارے بے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے نیچے اوپر چن کر ان کے درمیان میں لکڑی اور کوئلہ بھر دیا۔ اور اس میں آگ لگوا دی۔ اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی۔ پھر پگھلایا ہوا تانبا دیوار میں پلا دیا گیا جو سب مل کر بہت ہی مضبوط اور نہایت مستحکم دیوار بن گئی۔ (خزان العرقان، ص ۵۳۵-۵۳۷، باب ۱۶، الکلیف: ۹۸۲۸۶)

سید سکندری کب ٹوٹے گی؟

حدیث شریف میں ہے کہ یاجوج و ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر جب محنت کرتے کرتے اس کو توڑنے کے قریب ہو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو باقی کو کل توڑ ڈالیں گے۔ دوسرے دن جب وہ لوگ آتے ہیں تو خدا کے حکم سے وہ دیوار پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ جب اس دیوار کے ٹوٹنے کا وقت آئے گا تو ان میں سے کوئی کہے گا کہ اب چلو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کل اس دیوار کو توڑ ڈالیں گے۔ ان لوگوں کے ان شاء اللہ تعالیٰ کہنے کی برکت اور اس کلمہ کا یہ ثمرہ ہوگا کہ دوسرے دن دیوار ٹوٹ جائے گی۔ یہ قیامت قریب ہونے کا وقت ہوگا۔ دیوار ٹوٹنے کے بعد یاجوج و ماجوج نکل پڑیں گے اور زمین میں ہر طرف فتنہ و فساد اور قتل و غارت کریں گے۔ چشموں اور تالابوں کا پانی پی ڈالیں گے اور جانوروں اور درختوں کو کھا ڈالیں گے۔ زمین پر ہر جگہوں میں پھیل جائیں گے۔ مگر مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ و بیت المقدس ان تینوں شہروں میں یہ داخل نہ ہو سکیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان لوگوں کی گردنوں میں کیڑے

پیدا ہو جائیں گے اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ قرآن مجید میں ہے:

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوتُ وَمَأْجُوتُ وَهُمَا مِن كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان:- یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یا جوت و ما جوت اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں

گے۔ (پ 17، الانبیاء: 96)

نہریں اٹھالی جائیں گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نہروں کو جنت سے جاری فرمایا ہے۔ (۱) جیحون

(۲) یحون (۳) دجلہ (۴) فرات (۵) نیل۔

یہ پانچوں ندیاں ایک ہی چشمہ سے جاری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ جنت کے اس چشمہ کو پہاڑوں کے اندر امانت رکھ دیا ہے اور پہاڑوں سے ان نہروں کو زمین پر جاری فرما دیا ہے۔ جس سے لوگ طرح طرح کے فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ جب یا جوت و ما جوت کے نکلنے کا وقت ہوگا تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو زمین پر بھیجے گا اور وہ چھ چیزوں کو زمین سے اٹھالے جائیں گے۔

(۱) قرآن مجید (۲) تمام علوم (۳) حجر اسود (۴) مقام ابراہیم (۵) موسیٰ علیہ السلام کا تابوت (۶) مذکورہ بالا پانچوں

نہریں اور جب یہ چھ چیزیں زمین سے اٹھالی جائیں گی تو دین و دنیا کی برکتیں روئے زمین سے اٹھ جائیں گی اور لوگ ان برکتوں سے بالکل محروم ہو جائیں گے۔ (تفسیر صادی، ج ۲، ص ۱۳۶۰، پ ۱۸، المومنون: ۱۸)

(192) الشَّابِعُ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ: إِنَّا كُنْهُ وَالْجُلُوسُ فِي الطَّرَقَاتِ! فَقَالُوا: يَا

رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَنَا مِنْ نَحْوِ إِسْنَادٍ لَّنْه نَتَحَدَّثُ فِيهَا.

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا

أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ. قَالُوا:

وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ،

وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ،

وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ساتویں حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کو

راستوں میں بیٹھنے سے بچاؤ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول

اللہ! اس کے بغیر گزارا مشکل ہے ہم وہاں بیٹھ کر باتیں

کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر بیٹھنا ہی ہے

تو راہ کو اس کا حق دو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

راہ کا حق کیا ہے فرمایا: آنکھ کو روکنا تکلیف دہ چیز کو دور

کرنا سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع

کرنا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب افنیۃ الدور والجلوس فیہا والجلوس علی الصدقات ج ۲ ص ۸۴۰، رقم: ۲۲۲۲ صحیح

مسلم، باب النہی عن الجلوس فی الطرقات ج ۲ ص ۴۱۵، رقم: ۵۱۸۵ صحیح ابن حبان، باب الجلوس علی الطريق ج ۱ ص ۲۵۱، رقم:

۱۰۰ مسند امام احمد مسند ابی سعید الخدری ج ۲ ص ۳۶ رقم: ۱۱۲۱۴ مسند عبد بن حمید من مسند ابی سعید الخدری ص ۲۹۷ رقم: ۵۸ (مکتبة السنة قاهرة)

شرح حدیث: ابو حامد حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ والوالی ابی منفر تصنیف الکاتب فی الذین میں فرماتے ہیں:

راستے میں بیٹھنے کے آداب

(راستے میں بیٹھنے والے کو چاہیے کہ) نگاہیں جھکا کر بیٹھے، مظلوم کی مدد کرے، ستم رسیدہ و حسرت زدہ کی فریادری کرے، ضعیف و کمزور کی مدد کرے، راستہ بھولے ہوئے کی راہنمائی کرے، سلام کا جواب دے، سوال کرنے والے کو کچھ نہ کچھ عطا کرے، ادھر ادھر متوجہ نہ ہو، لطافت و شفقت کے ساتھ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے، اگر کسی کو گناہوں پر اصرار کرنے والا پائے تو اسے ڈرائے اور اس پر سختی کرے (یعنی بقدر استطاعت اسے روکنے کی کوشش کرے)، بغیر دلیل کے کسی چغل خور کی باتوں پر دھیان دے نہ کسی کی ٹوہ میں پڑے اور لوگوں کے بارے میں اچھا گمان رکھے۔

(الکاتب فی الذین صفحہ ۴۹)

نگاہیں نیچی رکھنا

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ، بدن گاہی شیطان کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، جو اسے (یعنی بدن گاہی کو) میرے خوف سے چھوڑ دے گا میں اسے ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں محسوس کریگا۔ (پ 18، النور: 30، 31) (المجم الکبیر مسند عبد اللہ بن مسعود، رقم ۱۳۶۲، ج ۱۰، ص ۱۷۳)

حضرت سیدنا ابوالامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس مسلمان کی نظر کسی عورت کے حسن پر جا پڑے اور وہ اپنی نگاہ جھکا لے تو اللہ عزوجل اس کے دل میں عبادت کی لذت عطا فرمائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل مسند ابوالامامہ، رقم ۲۲۳۴، ج ۸، ص ۲۹۹)

تکلیف دہ شے دُور کرنا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کسی راستے سے گزر رہا تھا، اس نے اس راستے پر ایک کانٹے دار شاخ کو پایا تو اسے راستے سے ہٹا دیا، اللہ عزوجل کو اس شخص کا یہ عمل پسند آیا اور اس بندے کی مغفرت فرمادی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص راستے کے بیچ میں پڑی ہوئی درخت کی شاخ کے قریب سے گزرا تو اس نے کہا، خدا کی قسم! میں مسلمانوں کے راستے سے اسے ضرور ہٹا دوں گا تا کہ وہ انہیں تکلیف نہ پہنچائے۔ تو اسے جنت میں داخل

کرو یا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے ایک شخص کو جنت میں ایک درخت میں تعارف کرتے ہوئے دیکھا جسے اس نے راستے کے بچے سے اس لئے کاٹ دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو ایذا دے رہا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل اذلتہ... الخ، رقم ۱۹۱۴، ج ۴، ص ۱۴۱۰)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا راستے سے کانٹے دار شاخ کو ہٹا دیا یا وہ کسی درخت کی شاخ تھی تو اس نے اسے کاٹ دیا یا پھر وہ راستے میں پڑی ہوئی تھی اور اس نے اسے راستے سے ہٹا دیا تو اللہ عزوجل کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اس کی مغفرت فرمادی۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی المخلۃ الاذی عن الطريق، رقم ۵۲۳۵، ج ۴، ص ۴۶۲)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ راستے میں پڑا ہوا ایک درخت لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔ ایک شخص نے اسے لوگوں کے راستے سے ہٹا دیا تو رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اسے جنت میں اس درخت کے سائے میں لیٹے ہوئے دیکھا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، رقم ۱۲۵۷۲، ج ۴، ص ۳۰۹)

سلام کے مسائل

مسئلہ: سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب المحظر والاباحہ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۸۳، ۶۸۷)

مسئلہ: سلام کرنے والے کے لئے چاہے کہ سلام کرتے وقت دل میں یہ نیت کرے کہ اس شخص کی جان، اس کا مال اس کی عزت و آبرو، سب کچھ میری حفاظت میں ہے اور میں ان میں سے کسی چیز میں دخل اندازی کرنا حرام جانتا ہوں۔

(رد المحتار، کتاب المحظر والاباحہ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۸۲)

مسئلہ: سلام کا جواب فوراً ہی دینا واجب ہے بلا عذر تاخیر کی تو گنہ گار ہوا اور یہ گناہ سلام کا جواب دے دینے سے دفع نہیں ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (رد المحتار، کتاب المحظر والاباحہ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۶۸۳)

مسئلہ: ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور ان میں سے کسی ایک نے بھی سلام نہ کیا تو سب سنت چھوڑنے کے الزام کی گرفت میں آگئے اور اگر ان میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر لیا تو سب بری ہو گئے لیکن افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں یوں ہی اگر جماعت میں سے کسی نے بھی سلام کا جواب نہ دیا تو واجب چھوڑنے کی وجہ سے سب گنہ گار ہوئے اور اگر ایک شخص نے بھی سلام کا جواب دے دیا تو پوری جماعت الزام سے بری ہو گئی مگر افضل یہی ہے کہ

سب سلام کا جواب دیں۔ (فتاویٰ المعصیۃ، کتاب الکرمیۃ، الباب السالغ فی السلام... الخ، ج ۵، ص ۲۲۵)

مسئلہ: ایک شخص شہر سے آرہا ہے اور دوسرا شخص دیہات سے آرہا ہے دونوں میں سے کون کس کو سلام کرے بعض

نے کہا کہ شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض کا قول ہے کہ دیہاتی شہری کو سلام کرے اور اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے، چھوٹا بڑے کو سلام کرے، سوار پیدل کو سلام کرے، تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں، ایک شخص پیچھے سے آیا یہ آگے والے کو سلام کرے۔

(الفتاویٰ الہدیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی السلام۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۳۲۵)

مسئلہ:- کافر کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے اور اگر ایسی جگہ گزرتا ہو جس جگہ مسلمان اور کفار دونوں جمع ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کرنے کی نیت کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے ملے جلے مجمع کو السلام علی من اتبع الهدی کہہ کر سلام کرے۔

(الفتاویٰ الہدیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی السلام۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۳۲۵)

مسئلہ:- علانیہ فسق و فجور کرنے والوں کو سلام نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہوں اور یہ اگر ان سے سختی برتا ہے تو وہ اس کو پریشان کرتے ہوں اور ایذا دیتے ہوں اور اگر یہ ان سے سلام و کلام جاری رکھتا ہے تو وہ اس کو ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہوں تو ایسی صورت میں ظاہری طور پر ان فساق کے ساتھ سلام و کلام کے ساتھ میل جول رکھنے میں یہ شخص معذور سمجھا جائے گا۔ (الفتاویٰ الہدیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی السلام۔۔۔ الخ، ج ۵، ص ۳۲۶)

مسئلہ:- انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا منع ہے۔ (بہار شریعت، ج ۳، ج ۱۶، ص ۹۲)

حدیث شریف میں ہے کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنے کے سلام کرنا یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الاستئذان والآداب، باب ما جاء فی کرہیۃ۔۔۔ الخ، رقم ۲۷۰۳، ج ۴، ص ۳۱۹)

مسئلہ:- بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں بلکہ بعض تو فقط آنکھوں کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا کرتے ہیں یوں سلام کا جواب نہیں ہوا زبان سے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

(بہار شریعت، ج ۳، ج ۱۶، ص ۹۲)

مسئلہ:- سلام محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ تم مومن بن جاؤ اور تم لوگ مومن نہیں بنو گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو لہذا میں تم لوگوں کو ایک ایسے کام کی رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم لوگ وہ کام کرنے لگو گے تو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے وہ کام یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام کا چہ چاکرو۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی افشاء السلام، رقم ۵۱۹۳، ج ۴، ص ۴۴۸)

دین کا قطب اعظم

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوابی فرماتے ہیں: نیکی کا حکم دینا اور بُرائی

سے روکنادین کا قُطبِ اعظم ہے، (یعنی ایسا اہم رکن ہے کہ اس سے دین کی تمام چیزیں وابستہ ہیں) اسی اہم کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا (یعنی بھیجا)۔ (احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۷۷)

عرش کا سایہ ملے گا

میدانِ محشر کے ہولناک ماحول میں کہ جس دن عرشِ الہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، اُس دن اللہ تعالیٰ اپنے جن مُطہِّع و فرماں بردار خاص بندوں کو عرشِ عظیم کے سائے میں جگہ اور جنت الفردوس میں داخلہ عطا فرمائے گا اُن خوش نصیبوں میں نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کا بھی فُتْمُول ہوگا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جس نے بھلائی کا حکم دیا اور بُرائی سے منع کیا اور لوگوں کو میری اطاعت (یعنی فرمانبرداری) کی طرف بلایا، قیامت کے دن میرے عرش کے سائے میں ہوگا۔ (جلید الاولیاء ج ۶ ص ۶۳۶ سورۃ ۷۷)

آٹھویں حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کسی مرد کے ہاتھ میں دیکھی تو آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا تم میں سے کوئی آگ کے انگارے کا ارادہ کر کے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی کو کہا گیا اپنی انگوٹھی کو لے لو اس سے نفع اٹھا لو اس نے انکار کیا اور کہا اللہ کی قسم جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے میں اس کو کبھی نہ لوں گا۔ (مسلم)

(193) الثَّامِنُ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فطرحه، وَقَالَ: يَعْبُدُ أَحَدُكُمْ إِلَى بَحْرَةٍ مِنْ تَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ! فَيَقِيلُ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِخْ بِهِ. قَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا اخُذْلُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فی طرح خاتم الذهب ج ۲ ص ۴۲۹ رقم: ۵۵۱۳ سنن الکبیری للبیہقی: باب تہی الرجال عن لبس الذهب ج ۲ ص ۴۲۴ رقم: ۳۲۸۵ مسند البزار: مسند ابن عباس رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۰۶ رقم: ۵۱۲۸ صحیح ابن حبان: باب الاعتصام بالسنة وما يتعلق بها نقلًا وأمرًا وزجرًا ج ۱ ص ۱۳۶ رقم: ۱۵ المعجم الکبیر للطبرانی: احادیث عبد اللہ بن عباس ج ۱ ص ۴۱۳ رقم: ۱۲۱۷۵)

شرح حدیث: سونے کی انگوٹھی مرد کو حرام ہے

شہزادہ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلسنت، حضورِ مفتی اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اس طرح کے معاملات میں بہت زیادہ متحرک (مُتحرک۔ خر۔ رک۔ ACTIVE) تھے چنانچہ مفتی اعظم کی استقامت و کرامت صَفْحہ 146 پر رئیسِ القلم حضرت

علامہ ارشد القادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے نقل ہے: ان (یعنی سرکار مفتی اعظم ہند) کے لیے سب سے زیادہ تکلیف وہ وہ منظر ہوتا تھا جب وہ کسی مسلمان کو اسلامی شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاتے تھے۔۔۔ امرٌ بالتعزوف و نہی عن المنکر (یعنی نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے) کا فرض ادا کرتے وقت وہ چھوٹے بڑے، امیر و غریب اور حاکم و محکوم کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کرتے تھے۔ ان کے دربار کا عام معمول تھا کہ کوئی بڑے سے بڑا رئیس ہو یا اونچے سے اونچے منصب کا افسر، اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت اگر اُس کی اُنکلی میں سونے کی انگوٹھی ہوتی تو وہ فوراً اُتر وادیتے اور نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ انہیں تلقین فرماتے کہ از روئے شریعت محمدی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) مردوں کے لیے (کئی صورتوں میں) سونے کا استعمال حرام ہے۔ پھر دل کا کشور (یعنی دل کا ملک) فتح کر لینے والے لہجے میں ارشاد فرماتے: کوئی گناہ لمحے دو لمحے یا گھنٹے دو گھنٹے کا ہوتا ہے لیکن سونے کی انگوٹھی کا گناہ ایسا گناہ ہے کہ جب تک پہنے رہو مسلسل گناہ ہی گناہ ہے۔ (نیکی کی دعوت صفحہ ۵۹۶)

سونے کی انگوٹھی پہننے والے پر انفرادی کوشش

نچادہ نشیں سرکار کلاں مار ہرہ شریف حضرت مہدی حسن میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں جب بریلی شریف آتا تو اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ ایک مرتبہ میں نے سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہنے ہوئے تھے، حسب دستور جب ہاتھ دھلوانے لگے تو فرمایا: شہزادہ حضور! یہ انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے! میں نے اُتار کر دے دیے اور بمبئی چلا گیا۔ بمبئی سے مار ہرہ شریف واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا: ابا حضور! بریلی شریف کے مولانا صاحب (یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلے انگوٹھی اور ایک خط تھا جس میں یہ لکھا تھا: شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں (کیونکہ مردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں)۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۰۵)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں: محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموال غنیمت غلام و متاع حاضر تھے حضور تقسیم فرما رہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہ گئی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا پہن لے جو کچھ تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ السبب ان سرکی بروعد ۳ ۲۰۴۴)

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جسے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیکن لے جو کچھ اللہ و رسول نے پہنایا، جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

(194) الثَّاسِعُ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدَّاسِيِّ

الْبَصْرِيِّ: أَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْخَطْمَةَ فَإِنَّكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ فَإِنَّمَا أَتَتْ مِنْ نَحَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نَحَالَةُ إِمَامٍ كَانَتْ النُّحَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِي غَيْرِهِمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نویں حدیث: حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ (بدبخت) کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: حکمرانوں میں سے برے بدخلق ہیں تو اپنے آپ کو ان میں سے ہونے سے بچا اس نے کہا بیٹھ جا تم تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے چھان (بھوسہ) میں سے ہو فرمایا کیا ان میں بھی چھان تھا چھان تو ان کے بعد ہو دوسروں میں ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب فضیلة الامام العادل و عقوبة المجرم و الحمد على الرقي بالكرمية ج ۱ ص ۲۰۴) سنن الکبیری للبیہقی: باب ما على السلطان من القيام فيما اول بالقسط والنصح للرعية ج ۲ ص ۳۰۲ رقم: ۳۰۴۴ صحیح ابن حبان: باب في الخلافة والامارة ج ۲ ص ۳۰۴ رقم: ۳۰۴۴ الاموال ابن ذہبیه: باب ما يجب على الامام من النصيحة لرعيته ج ۱ ص ۳۰۴ رقم: ۳۰۴۴ مسند الرویانی مسند عائذ بن عمرو ج ۱ ص ۳۰۴ رقم: ۳۰۴۴

شرح حدیث: جرأت مند مبلغ اور ظالم حکمران

حضرت سیدنا مالک بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ساری قوموں میں عقیب نامی ایک بزرگ لوگوں سے الگ تھلگ ایک پہاڑی پر اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں خبر ملی کہ قریبی شہر میں ایک ظالم و جابر بادشاہ ہے جو لوگوں پر بہت ظلم کرتا ہے۔ اور بلا وجہ ان کے ہاتھ پر دکل اور ناک، کان وغیرہ کاٹ ڈالتا ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندر امر بالمعروف و نہی عن المنکر (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے) کا عظیم جذبہ شدت سے بھر پور اپنے آپ سے کہنے لگے: مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اس ظالم کو اللہ عزوجل سے ڈرنے کی تلقین کروں اور اسے عذاب الہی عزوجل سے ڈراؤں۔ چنانچہ آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عظیم جذبہ کے تحت پہاڑ سے اترے اور اس ظالم حکمران کے پاس پہنچ کر اس سے بڑے ہی جرأت مندانہ انداز میں فرمایا: تو اللہ عزوجل سے ڈر۔ و بدبخت و ظالم

بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور بڑے متکبرانہ انداز میں گستاخانہ جملے بکتے ہوئے اس بزرگ سے کہنے لگا: اے کتے! تیرے جیسا حقیر شخص مجھے اللہ عزوجل سے ڈرنے کا حکم دے رہا ہے، میں تجھے اس گستاخی کی ضرور سزا دوں گا اور تجھے ایسی سزا دوں گا کہ آج تک دنیا میں ایسی سزا کسی کو نہیں دی گئی ہوگی۔

پھر اس ظالم نے حکم دیا کہ اس کے قدموں سے اس کی کھال اتارنا شروع کرو اور سر تک اس کی کھال اتار لو تا کہ یہ درد ناک عذاب میں مبتلا ہو اور اس کی روح تڑپ تڑپ کرتی رہے۔ حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے۔ اس عظیم مبلغ کو پکڑ کر زمین پر لٹایا اور اس کے قدموں سے کھال اتارنا شروع کر دی۔ وہ صبر و شکر کا پیکر بنے رہے، زبان سے اُف تک نہ کہا۔ لیکن جب ان کی کھال پیٹ تک اُتار لی گئی تو درد کی شدت سے ان کے منہ سے درد بھری آہ نکلی۔ انہیں فوراً حکم الہی عزوجل پہنچا: اے عقیب! صبر سے کام لو، ہم تجھے غم و حزن کے گھر سے نکال کر راحت و آرام کے گھر (یعنی جنت) میں داخل کریں گے اور اس تنگ و تاریک دنیا سے نکال کر وسیع و عریض جنت میں داخل کریں گے۔ حکم الہی عزوجل پا کر وہ عظیم مبلغ خاموش ہو گئے اور اس درد ناک تکلیف کو صبر سے برداشت کرتے رہے۔

جب ظالموں نے ان کی کھال چہرے تک اُتار لی تو شدت درد سے دوبارہ ان کے منہ سے بے اختیار درد بھری آہ نکلی۔ انہیں پھر حکم الہی عزوجل پہنچا: اے عقیب! تیری اس مصیبت پر دنیا اور آسمان کی مخلوق رورہی ہے، تمہاری اس تکلیف نے فرشتوں کی توجہ تمہاری طرف کرا دی ہے۔ اگر تو نے تیسری مرتبہ بھی ایسی ہی پُر درد آہ بھری تو میں اس ظالم قوم پر درد ناک عذاب بھیجوں گا۔ اور انہیں شدید عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔

یہ حکم الہی عزوجل پا کر وہ خاموش ہو گئے۔ اور پھر بالکل بھی منہ سے آواز نہ نکالی، اس خوف سے کہ کہیں میری آہ و زاری سے اللہ عزوجل میری اس قوم کو عذاب میں مبتلا نہ کر دے، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی عذاب میں مبتلا ہو، بالآخر اس مرد مجاہد کی تمام کھال اُتار لی گئی لیکن اس نے دوبارہ سسکی تک نہ لی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

(آفرین، اے عظیم بہادر مبلغ! آفرین؛ تیرے جذبہ تبلیغ اور امت سے خیر خواہی کے جذبہ پر لاکھوں سلام۔ تو نے نیکی کی دعوت کی خاطر کتنی شدید تکالیف برداشت کیں، اور ظالم و جابر حاکم کا ظلم و جبر تجھے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عظیم مقصد سے نہ روک سکا۔ اور تو نے اس کے سامنے حق بات کہہ کر جہاد اکبر کیا پھر امت کی خیر خواہی کی خاطر شدید تکالیف کے باوجود اُف تک نہ کہا اور جان دے دی۔ اے مرد مجاہد! تیری ان پاکیزہ خصلتوں پر ہماری ہزاروں جانیں قربان ہوں، اللہ عزوجل تجھے ہماری طرف سے اچھی جزاء عطا فرمائے، اور تیرے صدقے ہمیں بھی نیکی کی دعوت عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خیر خواہی امت کا عظیم جذبہ ہمیں بھی عطا فرمائے، اور ہر وقت سنتوں کی تبلیغ کی سعادت عطا فرمائے۔)

(عیون الحکایات مؤلف: امام ابوالمعز ج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(195) الْعَاثِرُ: عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُؤْثِرَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ رَوَاهُ الْإِسْمَاعِيلِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

دوسری حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم نیکی کا حکم ضرور دو گے اور برائی سے ضرور روکو گے یا پھر امکان ہے کہ اللہ رب العزت تم پر اپنا عذاب بھیجے پھر تم اس سے دعا کرو اور تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی: باب ما جاء في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر ج ۲ ص ۱۸۸، رقم: ۲۱۹۱، سنن الکبیری لمسلم: باب ما يستدل به على ان القضاء وسائر الاعمال الولا ج ۱ ص ۱۰۲، رقم: ۲۰۶۳، مسند امام احمد بن حنبل: حدیث حذیفہ بن الیمان ج ۱ ص ۲۸۸، رقم: ۲۲۲۶)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سے پہلو تہی کتاب بڑا جرم ہے۔ اس حدیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ اس کا بیان کیا گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا تو تمہیں یہ فریضہ انجام دینا ہو گا یا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے بعد اگر دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔ یہ نہایت سخت قسم کی وعید ہے یعنی جب تک تم اپنی کوتاہی کا ازالہ نہیں کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے معافی نہیں مانگو گے تمہاری کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ اس حدیث میں امر بالمعروف کا ذکر بھی قسم اور تاکید صیغوں کے ساتھ ہوا اور عذاب کے ذکر کے لیے بھی تاکید صیغہ استعمال کیا گیا جو اس کی اہمیت اور عدم بجا آوری کی صورت میں عذاب کے یقینی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (بزۃ النایب، ج ۲، ص ۹۶)

دل کی دعا بھی مقبول

حضرت سیدنا ابو عثمان نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم چند رفقاء اپنے استاد محترم حضرت سیدنا ابو حفص نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ نیشاپور سے دور ایک شہر کی طرف سفر پر روانہ ہوئے۔ ایک جگہ ہم نے قیام کیا تو ہمارے استاد محترم ہمیں وعظ و نصیحت فرمانے لگے، ان کی خلصانہ اور حکمت بھری باتیں سن کر ہمیں دلی سکون حاصل ہوا اور نیک اعمال کی طرف ہماری رغبت بڑھ گئی، استاد محترم ہمیں نصیحت فرما رہے تھے کہ اسی دوران سامنے موجود پہاڑ سے ایک فربہ ہرنی اُتری اور ہمارے استاد حضرت سیدنا ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ ہرنی کو دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ سکون حاصل ہوا اور آپ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کی: اے ہمارے محترم

استارا آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہمیں کتنا پیارا درس دے رہے تھے اور ہمارے دلوں میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی باتوں سے رقت اور سوز و گداز پیدا ہو رہا تھا لیکن جب یہ ہرئی سامنے آئی تو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے زار و قطار رونما شروع کر دیا، آخر اس ہرئی کو دیکھ کر رونے میں کیا حکمت ہے؟

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ہاں! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کیوں رویا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم سب مسافر ہیں اور ہمارے پاس زادِ راہ بھی وافر مقدار میں نہیں۔ جب میں تمہیں درس دے رہا تھا تو اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اے کاش! میرے پاس کوئی بکری ہوتی جسے ذبح کر کے میں تمہاری دعوت کرتا۔ ابھی یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ فوراً میرے سامنے یہ ہرئی آگئی۔

اسے دیکھ کر میرے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اللہ عز و جل مجھے میرے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے رہا ہو اور کہیں میرا رب عز و جل مجھ سے ناراض تو نہیں؟ کیونکہ جس سے اللہ عز و جل ناراض ہوتا ہے اسے دنیا ہی میں اس کے اچھے عمل کا بدلہ دے دیتا ہے جیسا کہ فرعون اللہ عز و جل کا دشمن تھا لیکن جب اس نے اللہ عز و جل سے دعا کی کہ دریائے نیل جاری ہو جائے تو اللہ عز و جل نے اس کی دعا قبول کر لی اور دریائے نیل جاری فرما دیا حالانکہ وہ اللہ عز و جل کا دشمن تھا لیکن پھر بھی اس کی خواہش دنیا میں پوری کر دی گئی، آخرت میں ایسے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں۔ مجھے بھی یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ مجھے میرے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دیا جا رہا ہو اور آخرت میں میرے لئے کچھ بھی نہ بچے اور میں وہاں مفلس رہ جاؤں، بس اسی خیال نے مجھے زلا دیا۔

(عیون الحکایات مؤلف: امام ابو القزح عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

گیارہویں حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: زیادہ فضیلت ولا جہاد ظالم حکمران کے روبرو انصاف کی بات کہنا ہے۔ اسے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(196) التَّحَادِي عَشْر: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

بِالتَّحَادِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

تخریج حدیث: (سنن ترمذی) باب ما جاء افضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر ج ۲ ص ۱۴۱ رقم: ۲۱۴۳ سنن

ابن ماجہ باب الامر ج ۲ ص ۱۳۲ رقم: ۱۱۰۳ سنن ابو داؤد باب الامر والنهي ج ۳ ص ۲۱۴ رقم: ۳۲۲۶ (دار الكتاب العربي بيروت) مسند عبد بن حميد مسند ابی سعید الخدری ص ۲۴۲ رقم: ۸۶۴ مسند الشهاب باب افضل الجهاد كلمة حق عند امير جائر ج

شرح حدیث: جرأت مند حاجی

حضرت سیدنا علی بن زید علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے منقول ہے، حضرت سیدنا طاہر دس علیہ رحمۃ اللہ اللہ دس نے فرمایا: ایک مرتبہ موسم حج میں حجاج بن یوسف مکہ مکرمہ (زَادَ مَا لَكَ شَرًّا وَتَعْطِينَا) آیا تو مجھے اپنے پاس بلوایا۔ میں گیا تو مجھے اپنے برابر بٹھایا اور ٹیک لگانے کے لئے تکیہ دیا، ہم ابھی بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ کسی طواف کرنے والے کی صدا انہما میں بلند ہوئی:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْعَمَدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ عز و جل! میں حاضر ہوں (ہاں) میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام خوبیاں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور تیرا ہی ملک ہے، (میرے مولیٰ) تیرا کوئی شریک نہیں۔

حجاج بن یوسف نے جب یہ آواز سنی تو خادم کو حکم دیا کہ اس حاجی کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ خادم ایک باوقار شخص کو ساتھ لے آیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا: تو کن لوگوں میں سے ہے؟ کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ! میں مسلمان ہوں۔ حجاج نے کہا: میں تجھ سے اسلام کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔ کہا: پھر کس کے متعلق پوچھ رہا ہے؟ کہا: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تیرا تعلق کس ملک سے ہے۔ کہا: میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ حجاج نے کہا: میرا بھائی محمد بن یوسف کیسا ہے؟ کہا: بہت اچھے لباس والا، بہت اچھے جسم کا مالک اور خوب گھومنے پھرنے والا سوار ہے۔ حجاج نے کہا: میں ان چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔ کہا: تو پھر کس چیز کے متعلق پوچھ رہا ہے؟ کہا: میں تو اس کی سیرت و کردار کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ یہ سن کر اس مردِ قلندر، جرأت مند حاجی نے بڑی بے خوفی سے کہا: وہ انتہائی ظالم و سرکش ہے، مخلوق کا پیروکار اور خالص لُہِ یَزَل کا نافرمان ہے۔ حجاج نے اپنے بھائی کے خلاف یہ باتیں سنیں تو غصے سے تڑپ کر بولا: تجھے اس طرح کا کلام کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟ کیا تو جانتا نہیں کہ وہ میرا بھائی ہے اور اس کا مرتبہ میرے نزدیک کتنا بلند ہے؟ جرأت مند حاجی نے بڑی دلیری سے کہا: تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیرا بھائی تیری نظر میں مقام و مرتبہ والا ہے تو کیا اس وجہ سے میں اسے اللہ عز و جل کا مقرب جان لوں گا؟ ہرگز نہیں، بلکہ عظیم و بلند تو وہی ہے جو اللہ عز و جل کی بارگاہ میں مقرب ہے اور میں تیرے ظالم و سرکش بھائی کو مُعْظَم و مُتْرَم کیوں سمجھوں؟ حالانکہ میں تو اللہ عز و جل کے گھر کا قصد کر کے آیا ہوں، میں تو اس کے دین کو سمجھنے والا، اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والا اور ان کی تصدیق کرنے والا ہوں۔

دلیر و جرأت مند حاجی کی باتیں سن کر حجاج بن یوسف خاموش رہا، اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ پھر بلند ہمت، جرأت مند حاجی کھڑا ہوا اور اجازت لئے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ حضرت سیدنا طاہر دس علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں بھی اس مردِ قلندر کے پیچھے ہولیا، میں نے کہا: یہ شخص بہت حکیم و دانا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا غلاف

پکڑے بارگاہِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ میں اس طرح التجائیں کر رہا ہے: اے میرے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ! مجھے اپنے فضل و کرم سے پریشانی اور مصیبت سے نجات عطا فرما، ہر معاملے میں بخیلوں کے شر سے محفوظ رکھ اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرما۔
(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو۔۔ اور۔۔ اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)
(ظالم و جابر حاکم کے سامنے حق بات کہنا عظیم جہاد ہے۔ اس مردِ قلندر نے ایک انتہائی سفاک و ظالم حکمران کے سامنے اس کے بھائی کی حقیقت کا علی الاعلان اظہار کیا۔ نجاج بن یوسف کا رعب و دبدبہ اس مردِ مجاہد کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہ بن سکا۔ اسے خوف تھا تو بس خدائے بزرگ و برتر کا اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرتا ہے وہ مخلوق سے نہیں ڈرتا بلکہ مخلوق اس سے ڈرتی ہے۔ ہر معاملہ میں اخلاص شرط ہے، جو مخلص ہے وہ کامیاب و کامران ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں بھی حق بات کہنے، سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ حق پر عمل کرنے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(میدون الحکایات مؤلف: امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

بارہویں حدیث: حضرت ابو عبد اللہ طارق بن شہاب بکلی الاحسی ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ؐ سے افضل جہاد کی بابت سوال کیا اس وقت رسول اللہ ؐ نے رکاب میں پاؤں رکھ لیا تھا فرمایا ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔ اس حدیث کو امام نسائی نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

الغرز: غنیمت معمر زبروالے کے ساتھ پھر راء پھر زبر ساکنہ کے ساتھ اونٹ کے کجاوے کی رکاب کا چڑے یا لکڑی سے ہونا اور بعض کے نزدیک جس چیز سے بھی رکاب (پائے دان) ہو وہ غرز ہے۔

(197) الثَّانِي عَشَرَ: عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ تَارِقِ

بْنِ شِهَابِ الْبَجَلِيِّ الْأَحْمَسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرَزِ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

الْغَرَزُ بِغَيْنٍ مُعْجَنَةٍ مُفْتَوَّحَةٍ ثُمَّ رَاءَ سَاكِنَةٍ ثُمَّ رَايَ: وَهُوَ رِكَابُ كَوْرِ الْجَمَلِ إِذَا كَانَ مِنْ جِلْدٍ أَوْ خَشَبٍ وَقِيلَ: لَا يَخْتَصُّ بِجِلْدٍ وَخَشَبٍ.

تخریج حدیث: (سان الکبزی للنسائی باب فضل من تكلم بالحق عند امام جائر ج ص ۲۲۵ رقم:

۴۸۲۲ المستدرک کتاب الفتن والملاحم ج ص ۵۱ رقم: ۲۵۲۳ (دارالکتب العلمیہ بیروت) المعجم الصغیر من اسمہ احمد

ص ۱۰۴ رقم: ۱۵۱ مسند ابویعلی من مسند ابی سعید الخدری ج ۱ ص ۲۵۲ رقم: ۱۱۰۱ مسند امام احمد بن حنبل مسند ابی سعید

الخدری ج ۱ ص ۱۱۱ رقم: ۱۱۱۵۹)

شرح حدیث: بادشاہ کے بیٹے کی توبہ

ایک روز حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ الرحمۃ بصرہ کی گلیوں میں سے گزر رہے تھے۔ آپ نے ایک جگہ ایک محل نما عمارت دیکھی جس کی دیواریں نقش و نگار سے مزین تھیں اور اس کے اندر خدام و حشم کا ایک ہجوم تھا جو ادھر ادھر بھاگ دوڑ کر مختلف کاموں کو سرانجام دینے میں مصروف تھا۔ اس میں بے شمار خیمے بھی لگے ہوئے تھے اور محل کے دروازے پر دربان بالکل اسی طرح سے بیٹھے تھے جس طرح بادشاہ کے محل کے باہر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس محل نما عمارت کے منقل دیوان خانے میں سونے چاندی کا جڑا ہوا تخت رکھا ہوا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ایک انتہائی خوبصورت نوجوان کو اس پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کے گرد نوکر اور خدام ہاتھ باندھے کسی اشارے کے منتظر تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس محل نما خوبصورت عمارت میں داخل ہونا چاہا تو دربانوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور اندر داخل ہونے سے منع کر دیا۔ میں نے سوچا کہ اس وقت یہ نوجوان دنیا کا بادشاہ بنا بیٹھا ہے لیکن اسے بھی موت تو آنی ہے جب موت آئے گی تو اس کی بناوٹی بادشاہی کا خاتمہ ہو جائے گا جو کچھ اس کے پاس کل تک تھا وہ اگلے دن تک نہیں رہے گا لہذا مجھے ڈرنا نہیں چاہیے اور اسکے پاس جا کر حق بات کی نصیحت کرنی چاہیے شاید اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ چنانچہ میں موقع کی تلاش میں رہا جو نہی دربان ذرا مشغول ہوئے میں آکھ بچا کر اندر داخل ہو گیا میں نے دیکھا کہ اس نوجوان نے کسی عورت کو پکارا۔ اے نسواں! اس کے بلانے پر ایک کیزر حاضر ہو گئی۔

مجھے یوں لگا جیسے اچانک دن چڑھ آیا ہو۔ اس کے ساتھ اور بھی بہت سی کیزریں تھیں جن کے ہاتھوں میں خوشبودار مشروب سے بھرے ہوئے برتن تھے۔ اس مشروب کے ساتھ اس نوجوان کے دوستوں کی خدمت کی گئی۔ مشروب سے لطف اندوز ہونے کے بعد اس کے تمام احباب یکے بعد دیگرے اس کو سلام کر کے رخصت ہونے لگے۔ جب وہ دروازے تک پہنچے تو انہوں نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے خوف زدہ ہونے کے بجائے پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ بادشاہ کا بیٹا ہے۔ میں یہ سن کر تیزی سے اس نوجوان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا کر رک گیا۔ جب بادشاہ کے بیٹے نے مجھ جیسے فقیر کو بالکل اپنے سامنے کھڑا پایا تو سخت غصے میں آ گیا اور کہنے لگا: ارے پاگل! تو کون ہے؟ تجھے کس نے اندر داخل ہونے دیا؟ اور تو میری اجازت کے بغیر یہاں کیسے آیا؟

میں نے کہا: اے شہزادے! ذرا ٹھہر جائیے اور میری لاعلمی کو اپنے حلم اور میری خطا کو اپنے کرم سے درگزر کیجئے، میں ایک طبیب ہوں۔ میرے اتنا کہنے سے اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اور کہنے لگا: ٹھیک ہے، ذرا ہمیں بھی بتائیے کہ آپ کیسے طبیب ہیں؟ میں نے کہا: میں گناہوں کے درد اور نافرمانیوں کے زخموں کا علاج کرتا ہوں۔ اس نے کہا: اپنا علاج بیان کرو۔ میں نے کہا: اے شہزادے! تو اپنے گھر میں آرام سے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور لہو و لعب میں مصروف جبکہ تیرے کارندے باہر لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، کیا تجھے اللہ سے خوف نہیں آتا اس کے دردناک عذاب کا تجھے

کوئی ڈر نہیں؟ تجھے اس دن کا کوئی لحاظ نہیں جس دن تمام بادشاہوں اور حکمرانوں کو ان کی بادشاہیوں اور حکمرانیوں سے معزول کر دیا جائے گا اور تمام سرکش ظالموں کے ہاتھ باندھ دیے جائیں گے، یاد کر اس اندھیری رات کو جو یوم قیامت کے بعد آنے والی ہے اور جہنم کی وہ آگ جو غصے کی وجہ سے پھٹنے والی ہے اور غیظ و غضب سے چنگھاڑ رہی ہے، سب لوگ اس کے خوف سے حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ عقل مند آدمی کو دنیا کی فانی نعمتوں، چھن جانے والی حکومتوں اور عورتوں کے ان خوبصورت بدنوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے جو مرنے کے بعد صرف تین دن میں خون پیپ اور بدبودار لوتھڑوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں بلکہ عقل مند آدمی تو جنت کی ان عورتوں (یعنی حوروں) کا طالب ہوتا ہے جن کا خمیر کستوری عنبر اور کانور سے اٹھایا گیا ہے، جو اتنی حسین و جمیل ہیں کہ آج تک کسی نے ان جیسی حسین و جمیل عورت نہ دیکھی ہے اور نہ ہی سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے متعلق فرمایا ہے:

فِيهِنَّ قِصَصٌ لِّلْطَرَفِ ۚ لَمْ يَغْطِشْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَنِ ۝ كَانَهُنَّ
الْيَاقُوتُ وَالسَّوْجَانُ ۝

ترجمہ کنز الایمان: ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے، گو یادہ لعل اور یاقوت اور مونگا ہیں۔

(پ ۲۷، الرحمن: ۵۶-۵۸)

لہذا ادا نا وہی ہے جو جنت کی نعمتوں کی خواہش رکھے اور عذاب جہنم سے بچنے کی کوشش کرے۔

میری یہ باتیں سن کر بادشاہ کے پیٹے نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا: اے طیب! تو نے تو کسی اسلحے کے بغیر ہی مجھے قتل کر ڈالا ہے، مجھے بتاؤ کیا ہمارا رب عزوجل اپنے نافرمان بھگوڑے بندوں کو قبول کر لیتا ہے کیا وہ مجھے جیسے گنہگار کی توبہ قبول فرمائے گا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! وہ بڑا غفور و رحیم اور کریم ہے۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے اپنی قیمتی عباد چاک کر ڈالی اور محل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ چند سالوں بعد جب میں حج کے لئے بیت اللہ شریف گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک نوجوان طواف کعبہ میں مصروف ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہنے لگا: آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں وہی بادشاہ کا بیٹا ہوں جس نے آپ کی باتیں سن کر توبہ کی تھی۔ (حکایات الصالحین، ص ۷۲)

(198) الثَّالِثُ عَشَرَ: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّفْسُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ، فَيَقُولُ: يَا هَذَا، اتَّقِ اللَّهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ

تیرہویں حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل میں خرابی اس طرح شروع ہوئی کہ ایک آدمی دوسرے کو ملتا تو کہتا کہ اے خبردار! اللہ سے ڈر اور اپنا برا کام چھوڑ۔ یہ تیرے لیے حلال نہیں۔ بعد میں پھر اس کو ملتا تو وہ اسی

يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدْرِ وَهُوَ عَلَىٰ حَالِهِ، فَلَا يَمْتَنِعُهُ ذَلِكَ أَنْ
يَكُونَ أَكْبَلَهُ وَشَرِيئَهُ وَقَعِيدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ
ضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ثُمَّ قَالَ: (لُعِنَ
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُدَ
وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ
كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا
كَانُوا يَفْعَلُونَ تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ) - إِلَى
قَوْلِهِ - (فَاسْقُونِ) (البائدة: 78-81) ثُمَّ قَالَ:
كَلَّا، وَاللَّهِ لَسَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَسَنَهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ، وَلَسَنَأْخُذَنَّ عَلَىٰ يَدِ الظَّالِمِ، وَلَسَنَاطِرُّهُ عَلَى
الْحَقِّ أَظْرًا، وَلَسَنَقْضِرُّهُ عَلَىٰ الْحَقِّ قَصْرًا، أَوْ لَيَضْرِبَنَّ
اللَّهُ بِقُلُوبِ بَعْضِكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ
كَمَا لَعَنَهُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ:
حَدِيثٌ حَسَنٌ.

حال پر ہوتا اور وہ اس کے ساتھ مل کر کھانے پینے بیٹھنے کی
وجہ سے منع نہ کرتا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ
نے بعض کے قلوب کی وجہ سے بعض پر مہر لگا دی۔ پھر
آپ (ﷺ) نے آیت پڑھی کہ ”بنی اسرائیل کے کفار
حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کی زبان پر لعنت
کیے گئے۔ اس کا سبب ان کی نافرمانی اور حد سے تجاوز
تھا۔ اور اس برے کام سے جسے وہ کرتے تھے ایک
دوسرے کو منع نہ کرتے۔ یقیناً ان کا یہ کام بہت برا تھا۔“
تم ان میں سے بہت سوں کو دیکھو گے کہ کفار سے دوستی
قائم کرتے ہیں جو اپنے لیے آگے بھیجتے ہیں کیا ہی برا
ہے ”فاسقون“ تک تلاوت فرمائی پھر فرمایا: اللہ کی قسم!
تم نیکی کا حکم ضرور دو گے اور برائی سے ضرور منع کرو گے۔
ظالم کے ہاتھ کو (روکنے کے لئے) پکڑو گے۔ اس کو حق
پر موڑو گے اور حق پر مجبور کرو گے۔ یا اللہ تم میں سے
بعض کے دلوں کی وجہ سے دوسرے بعض کے دلوں پر
مہر لگا دے گا۔ پھر تم پر لعنت کرے گا۔ جس طرح ان
(بنی اسرائیل) پر لعنت کی گئی۔ ابوداؤد اور ترمذی نے
اس حدیث کو روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
ہے۔

یہ ابوداؤد کے لفظ تھے۔ ترمذی کی عبارت یہ ہے
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں
میں واقع ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں روکا تو وہ نہ
رکے پھر ان کے علماء ان کی مجلس میں مل کر بیٹھتے مل کر
کھاتے اور مل کر پیتے تو اللہ تعالیٰ نے بعض کے دلوں کی
وجہ سے بعض کے دلوں پر مہر لگا دی اور ان پر حضرت

هَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ، وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ، قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا وَقَعَتْ بَنُو
إِسْرَائِيلَ فِي الْمَعَاصِي نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ
يَنْتَهُوْا، فَجَالَسُوهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ، وَوَاكَلُوهُمْ
وَشَارَبُوهُمْ، فَضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ،
وَلَعَنَهُمْ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ

بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ فَمَنْ لَّسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَكِبًا، فَقَالَ: لَا، وَاللَّهِ
نَفْسِي بِسَبِيحَةٍ حَتَّى تَأْطِرُوهُمْ عَلَى الْحَقِّ أَكْثَرًا.

داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کی زبانوں کے
ذریعے لعنت فرمائی اس کا سبب ان کی نافرمانیاں اور حد
سے تجاوز تھا یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے
حالانکہ آپ تکبیر لگا کر بیٹھے تھے پھر فرمایا اس کی قسم جس
کے قبضہ میں میری جان ہے تم نجات نہ پاؤ گے یہاں
تک کہ تم ان کو حق پر مجبور کرو گے۔

قَوْلُهُ: تَأْطِرُوهُمْ: آتَى تَعْطِفُوهُمْ.
وَلْتَقْصُرُنَّهُ: آتَى لِيَتَحَبَّسُنَّهُ.

تأطروہم اس کا معنی ہے: موڑ ڈال کر مجبور
کرو۔ لتقصرنہ اس کا معنی ہے: اس کو ضرور روکو گے۔
تخریج حدیث: (سنن ترمذی: باب ومن سورة المائدة ج ۱ ص ۲۵۲ رقم: ۲۰۲۴) (دار احیاء التراث العربی) سنن
ابوداؤد: باب الامر والنہی ج ۳ ص ۲۱۲ رقم: ۲۲۲۸ (دار الکتاب العربی: بیروت) سنن الکبیری للبیہقی باب ما یستدل بہ علی ان
القضاء وسائر الولاة ج ۱ ص ۹۳ رقم: ۲۰۶۹۱ جامع الاصول لابن الزہر: کتاب الرابع فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر ج
۱ ص ۲۲۴ رقم: ۱۰۹۱ مسند امام احمد: مسند عبد اللہ بن مسعود ج ۱ ص ۲۹۱ رقم: ۲۴۱۱۳

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

لما السوہم ان کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہو گئے اکلہم، جالسوہم، شارہوہم تمام صیغے باب مفاعلہ سے جمع مذکر
غائب ماضی کے صیغے ہیں اور ہم ضمیر مضرب متصل مفعول بہ ہے۔ باب مفاعلہ فعل میں شراکت کا تقاضا کرتا ہے گویا ان کا
کھانے پینے اور مجلس میں اشتراک تھا، اطریا طرباب ضرب اور نصر دونوں سے آتا ہے۔ کسی چیز کو توڑ دینا ہے اور دوہرا
کرنا۔ اس حدیث شریف میں بنی اسرائیل کے علماء کا کردار ذکر کرنے کے بعد اس راستے پر چلنے سے روکا گیا بتایا گیا کہ بنی
اسرائیل کے علماء نے اپنی قوم کو برائی سے منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو بجائے اس کے کہ وہ ان کا بایکٹ کر کے ان کو برائی
چھوڑنے پر مجبور کرتے خود ان کے ہم مجلس اور ہم پیالہ وہم نوالہ ہو گئے اور ان کے دل ایک جیسے ہو گئے جس کی بنیاد پر وہ
لعنت کے مستحق ہوئے۔

مزید فرماتے ہیں:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ارباب اختیار اور علماء کو متنبہ کیا کہ تمہیں اس طریقہ کار سے بچنا ہوگا
اور برائی کا ارتکاب کرنے والوں کا ہاتھ روکنا ہوگا، منافقت و ممانعت سے کام لینے کے بجائے غیرت ایمانی کا مظاہرہ
کرنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے متعلق اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا ہوگا ظالم کا ہاتھ روک کر اسے راہِ حق پر لانا ہوگا ورنہ
تم بھی بنی اسرائیل کی طرح لعنت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ (بزاۃ الناجح، ج ۲، ص ۳۱)

زبان لٹک کر سینے پر آگئی

بلعم بن باعوراء: یہ شخص اپنے دور کا بہت بڑا عالم اور عابد و زاہد تھا۔ اور اس کو اسم اعظم کا بھی علم تھا۔ یہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنی روحانیت سے عرش اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ اور بہت ہی مستجاب الدعوات تھا کہ اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں۔ اس کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، مشہور یہ ہے کہ اس کی درسگاہ میں طالب علموں کی دو اتمیں بارہ ہزار تھیں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم جبارین سے جہاد کرنے کے لئے بنی اسرائیل کے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے تو بلعم بن باعوراء کی قوم اس کے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت ہی بڑا اور نہایت ہی طاقتور لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہماری زمینوں سے نکال کر یہ زمین اپنی قوم بنی اسرائیل کو دے دیں۔ اس لئے آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایسی بددعا کر دیجئے کہ وہ شکست کھا کر واپس چلے جائیں۔ آپ چونکہ مستجاب الدعوات ہیں اس لئے آپ کی دعا ضرور مقبول ہو جائے گی۔ یہ سن کر بلعم بن باعوراء کانپ اٹھا۔ اور کہنے لگا کہ تمہارا برا ہو۔ خدا کی پناہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ اور ان کے لشکر میں مومنوں اور فرشتوں کی جماعت ہے ان پر بھلائی کیسے اور کس طرح بددعا کر سکتا ہوں؟ لیکن اس کی قوم نے رو رو کر اور گڑ گڑا کر اس طرح اصرار کیا کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ استخارہ کر لینے کے بعد اگر مجھے اجازت مل گئی تو بددعا کر دوں گا۔ مگر استخارہ کے بعد جب اس کو بددعا کی اجازت نہیں ملی تو اس نے صاف صاف جواب دے دیا کہ اگر میں بددعا کروں گا تو میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔

اس کے بعد اس کی قوم نے بہت سے گراں قدر ہدایا اور تحائف اس کی خدمت میں پیش کر کے بے پناہ اصرار کیا۔ یہاں تک کہ بلعم بن باعوراء پر حرص اور لالچ کا بھوت سوار ہو گیا، اور وہ مال کے جال میں پھنس گیا۔ اور اپنی گدھی پر سوار ہو کر بددعا کے لئے چل پڑا۔ راستہ میں بار بار اس کی گدھی ٹھہر جاتی اور منہ موڑ کر بھاگ جانا چاہتی تھی۔ مگر یہ اس کو مار مار کر آگے بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ گدھی کو اللہ تعالیٰ نے گویائی کی طاقت عطا فرمائی۔ اور اس نے کہا کہ افسوس! اے بلعم بن باعوراء تو کہاں اور کدھر جا رہا ہے؟ دیکھ! میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روکتے اور میرا منہ موڑ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اے بلعم! تیرا برا ہو کیا تو اللہ کے نبی اور مومنین کی جماعت پر بددعا کریگا؟ گدھی کی تقریر سن کر بھی بلعم بن باعوراء واپس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ حساب نامی پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور بلندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکروں کو بغور دیکھا اور مال و دولت کے لالچ میں اس نے بددعا شروع کر دی۔ لیکن خدا عزوجل کی شان کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بددعا کرتا تھا۔ مگر اس کی زبان پر اس کی قوم کے لئے بددعا جاری ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے ٹوکا کہ اے بلعم! تم تو اپنی بددعا کر رہے ہو۔ تو اس نے کہا کہ اے میری قوم! میں کیا کروں میں بولتا کچھ اور ہوں اور میری زبان سے کچھ اور ہی

کلتا ہے۔ پھر اچانک اس پر یہ غضب الہی نازل ہو گیا کہ ناگہاں اس کی زبان لٹک کر اس کے سینے پر آگئی۔ اس وقت بلعم بن باعوراء نے اپنی قوم سے رو کر کہا کہ افسوس میری دنیا و آخرت دونوں برباد و غارت ہو گئیں۔ میرا ایمان جاتا رہا اور میں قبر تیار و غضب جبار میں گرفتار ہو گیا۔ اب میری کوئی دعا قبول نہیں ہو سکتی۔

بلعم بن باعوراء پہاڑ سے اتر کر مردود بارگاہ الہی ہو گیا۔ آخری دم تک اس کی زبان اس کے سینے پر لٹکتی رہی اور وہ بے ایمان ہو کر مر گیا۔ (تفسیر الصاوی، ج ۲، ص ۷۲۷، پ ۹، الاعراف، ۱۷۵)

اس سے اُن عالموں اور لیڈروں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو مالداروں یا حکومتوں سے رقیس لے کر خلاف شریعت باتیں کرتے ہیں اور جان بوجھ کر اپنے دین و ایمان کا سودا کرتے ہیں۔ دیکھ لو بلعم بن باعوراء کیا تھا اور کیا ہو گیا؟ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے اور صرف اس لئے کہ وہ مال و دولت کے لالچ میں گرفتار ہو گیا اور دانستہ اللہ عزوجل کے نبی پر بددعا کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ تو اس کا اس پر یہ وبال پڑا کہ دنیا و آخرت میں ملعون ہو کر اس طرح مردود و مطرود ہو گیا کہ عمر بھر کتے کی طرح لٹکتی ہوئی زبان لئے پھرا اور آخرت میں جہنم کی بھڑکتی اور شعلہ بار آگ کا ایندھن بن گیا۔ لہذا ہر مسلمان خصوصاً علماء و مشائخ کو مال و دولت کے حرص اور لالچ کے جال سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے اور ہرگز کبھی بھی مال کی طمع میں دین کے اندر مدھمت نہیں کرنی چاہیے۔ ورنہ خوب سمجھ لو کہ قبر الہی عزوجل کی تلوار لٹک رہی ہے۔ (والعیاذ باللہ منہ)

چودھویں حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو کہ اے ایمان والو! اپنی جان کا خیال کرو گمراہ ہونے والے تمہیں نقصان نہ دیں گے اگر تم ہدایت پر ہو۔ (یہ آیت تم کو مغالطہ میں نہ ڈالے) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: لوگ جب ظالم کو دیکھیں پھر اس کے ہاتھوں کو گرفت میں لے کر نہ روکیں تو قریب ہے اللہ تعالیٰ ان پر عام عذاب بھیج دے۔ اس حدیث کو ابو داؤد ترمذی اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(199) الرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَتَقْرُؤُونَ هَذِهِ الْآيَةَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ) (المائدة: 105) وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعْتَهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ قَيْنَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ بِأَسَانِيدٍ صَحِيحَةٍ.

ہے۔

تخریج حدیث: (سنن ترمذی، باب ما جاء فی نزول العذاب اذا لم یغیر المعکر، ج ۳، ص ۲۶۷، رقم: ۲۶۸، سنن ابو داؤد، باب الامر والنہی، ج ۳، ص ۲۱۳، رقم: ۲۲۰، (دارالکتب العربی، بیروت) سنن الکبیری للنسائی، باب ومن سورة المائدة، ج ۱، ص ۲۴، رقم: ۱۱۱۵۲، (دارالکتب العلمیہ، بیروت) سنن الکبیری للبیہقی، باب ما یستدیک بہ علی ان القضاء وسائر اعمال الولاة،

ج ۱۰ ص ۱۱ رقم: ۲۰۶۸۲ مسند امام احمد مسند ابی بکر الصدیق ج ۱ ص ۲۰ رقم: ۳۰ (مؤسسة قرطبة القاهرة)

شرح حدیث: حکیم لائٹ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

دوسری روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس تبدیلی کا تعلق طاقت سے ہے یعنی برائی کو بدلنے والے لوگ اس بات کی طاقت رکھنے کے باوجود نہ بدلیں تو وہ بھی عذاب کے مستحق ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت عام اور مطلق نہیں بلکہ مقید اور خاص ہے یعنی جب لوگ تمہاری بات نہ سنیں تو آپ اپنی اصلاح میں مصروف ہو جاؤ اس صورت میں ان کے گناہ کا تم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات ہمارے دور سے متعلق نہیں اس وقت لوگ نیکی کی بات سنتے اور قبول کرتے ہیں یہ زمانہ بعد میں آئے گا، بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب تم ہدایت پر ہو کا مطلب یہ ہے کہ تم برائی سے روکو اور وہ نہ مانیں تو اب عذاب عام نہیں ہوگا بلکہ صرف برائی کے مرتکب لوگوں کو ہوگا۔ (بزائۃ المناجیح، ج ۶، ص ۹۶۳)

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے امر بالمعروف کے چار ارکان ہیں: (۱) محاسب (یعنی احتساب کرنے والا) (۲) محاسب علیہ (جس کا احتساب کیا جائے) (۳) محاسب فیہ (جس میں احتساب ہو) (۴) نفس احتساب۔

(۱) محاسب: اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، مکلف ہو۔ پس رعایا میں سے ہر ایک اس میں داخل ہے اس میں ولایت اور اجازت کا ہونا شرط نہیں۔

عدالت (یعنی عادل ہونے) کی شرط میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اللہ عز و جل کے اس فرمان کی وجہ سے عدالت کی شرط لگاتے ہیں:

لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ○

ترجمہ کنزالایمان: کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ (پ 28، القف: 2)

اور اللہ عز و جل کا فرمان عالیشان ہے:

أَتَاْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ

ترجمہ کنزالایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔ (پ 1، البقرة: 44)

اس کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس میں عدالت کی شرط نہیں، اور یہی بات حق ہے کیونکہ بالاجماع احتساب میں تمام گناہوں سے معصوم ہونا شرط نہیں جب علماء کرام کا انبیاء کرام علیہم السلام کے صغیرہ گناہوں سے معصوم ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ تو دوسروں کے معصوم ہونے کی کیسے امید رکھی جاسکتی ہے، پھر جب یہ شرط نہ پائی جائے گی تو یہ

چیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کرنے کا سبب بنے گی پس اس میں کتنی دوری ہے کہ وہ خود شراب نوشی کرتا ہو اور دوسروں کو اس سے منع کرے اور کہے: مجھ پر دو باتیں لازم ہیں پہلی رکنا اور دوسری روکنا اور میں ان میں سے ایک تو کر رہا ہوں اس امید پر کہ مجھے دوسری کے ترک کی توفیق مل جائے۔ اور کافر کو اس کام سے روکا گیا ہے کیونکہ کافر کا مسلمان کو منع کرنا مسلمانوں پر مسلط ہے کیونکہ اللہ عزّ وجلّ کافر بان ہے:

وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔ (پ 5، النساء: 141)

اور مسلمان یہ کر سکتا ہے پس وہ لوگوں کو دھمکی دینے، ڈرانے اور مارنے وغیرہ میں سے جو چیز بھی اس کے لائق ہو اس کے ساتھ منع کرے یا حکم بادشاہ یا امام وغیرہ کے لئے مختلف نہیں پس ہر وہ شخص جو غیر مناسب فعل کا مرتکب ہو اسے روکا جائے گا اس پر دلیل یہ روایت ہے کہ مروان بن حکم نے نماز عید سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے کہا: خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ مروان نے کہا: اے فلاں! یہ کام چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے اپنا فرض پورا کیا ہے، رسول عزّ وجلّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ اَقْلِيَّتَكُمْ فَيَدْعُ قِيَادًا لَمْ يَسْتِطِعْ فَيَلْسَانِهِ فَاِنْ لَمْ يَسْتِطِعْ فَيَقْلِبْهُ وَذَلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔

ترجمہ: جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث ۱۱۸۷۶، ج ۴، ص ۱۸۳، وغیرہ)

جونیکی کا حکم کرے یا برائی سے روکے

اور اس کا قول اس کے فعل سے

متصادم ہو اس کی سزا کی سختی

24- بَابُ تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ

أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ وَخَالَفَ قَوْلَهُ فِعْلُهُ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگوں کو بھلائی کا

حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلاتے ہو اور تم کتاب اللہ

کی تلاوت کرتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (اتَّامُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ

وَتَنَسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا

تَعْقِلُونَ) (البقرة: 44)

شرح: حضرت صدرالفاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے

تحت لکھتے ہیں: شان نزول: علماء یہود سے ان کے مسلمان رشتہ داروں نے دین اسلام کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے

کہا تم اس دین پر قائم رہو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین حق اور کلام سچا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ایک قول یہ ہے کہ آیت ان یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مشرکین عرب کو حضور کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی اور حضور کے اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی پھر جب حضور مبعوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے حسد سے خود کافر ہو گئے اس پر انہیں توبیخ کی گئی۔ (غازن و مدارک) (خزائن العرفان)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَإِنَّمَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ) (البقرة: 2-3)
اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے اہل ایمان! وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے کیسی سخت ہے اللہ کے لیے وہ بات جو تم کہو اور اس پر عمل نہ کرو۔

شرح: حضرت صدر الاولیٰ فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: شان نزول: صحابہ کرام کی ایک جماعت گفتگو میں کر رہی تھی یہ وہ وقت تھا جب تک کہ حکم جہاد نازل نہیں ہوا تھا اس جماعت میں یہ تذکرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کیا عمل پیارا ہے ہمیں معلوم ہوتا تو ہم وہی کرتے چاہے اس میں ہمارے مال اور ہماری جانیں کام آجاتیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کی شان نزول میں اور بھی کئی قول ہیں مجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو مسلمانوں سے مدد کا مجھوتا وعدہ کرتے تھے۔

(خزائن العرفان)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْءًا أَن يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ) (البقرة: 255)
اور اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کا خلاف کرنے لگیں۔

شرح: حضرت صدر الاولیٰ فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے حلیم و رشید ہونے کا اعتراف کیا تھا اور ان کا یہ کلام استہزاء نہ تھا بلکہ مدح عاید تھا آپ باوجود حلم و کمال عقل کے ہم کو اپنے مال میں اپنے حسب مرضی تصرف کرنے سے کیوں منع فرماتے ہیں؟ اس کا جواب جو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ جب تم میرے کمال عقل کے معترف ہو تو تمہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ میں نے اپنے لئے جو بات پسند کی ہے وہ وہی ہوگی جو سب سے بہتر ہو اور وہ خدا کی توحید اور ناپ تول میں ترک خیانت ہے، میں اس کا پابندی سے عامل ہوں تو تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ یہی طریقہ بہتر ہے۔ (خزائن العرفان)

حضرت ابواسامہ بن زید بن حارثہ سے

(200) وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ

حَارَّةٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْفَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ فِي الرَّحَى، فَيَجْتَنِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ، فَيَقُولُونَ: يَا فُلَانُ مَا لَكَ، أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، كُنْتُ أَمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا أَتِيهِ، وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَتِيهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اس کے پیٹ کی آنتیں باہر آ جائیں گی اور وہ یوں گھومے گا جیسے گدھا چکی میں گھومتا ہے۔ اس پر دیگر دوزخی اکٹھے ہو جائیں گے۔ پس وہ (اس سے) کہیں گے کہ اے فلاں تجھے کیا ہوا؟ کیا تو نیکی کا حکم نہ کرتا تھا اور کیا برائی سے نہ روکتا تھا وہ کہے گا ہاں میں نیکی کا حکم کرتا تھا لیکن خود نیکی نہ کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا لیکن خود کرتا تھا۔ (متفق علیہ)

قَوْلُهُ: تَنْدَلِقُ هُوَ بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ، وَمَعْنَاهُ تَخْرُجُ. وَالْأَقْتَابُ: الْأَمْعَاءُ وَاحِدُهَا قَيْشٌ

تندلق: دال مہملہ کے ساتھ اس کا معنی ہے نکل آئیں گے۔ اقتاب: اس کا واحد قسب ہے اور اس کا معنی ہے انتڑیاں۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب صفة النار وانها مخلوقة، ج ۳، ص ۱۲۱، رقم: ۲۲۶۴، صحیح مسلم، باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر، ج ۸، ص ۲۲۴، رقم: ۶۷۴، (دارالاحلیل بیروت) مسند امام احمد بن حنبل، حدیث اسامة بن زيد، ج ۵، ص ۲۰۴، رقم: ۲۱۸۲۸، مصنف ابن ابی شیبہ، مارواہ اسامة بن زید رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم، ج ۱، ص ۵۵، رقم: ۱۵۲)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث شریف میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والا خود بھی باعمل ہو اور اگر وہ خود اچھے اعمال نہیں کرتا اور برائی سے اجتناب نہیں کرتا تو سزا کا مستحق ہوگا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ باعمل آدمی کی تبلیغ سے انکار کی گنجائش نہیں ہوتی اور یوں اس کا اپنا عمل دوسروں کے عمل کے لیے ترغیب و تحریر کا کام دیتا ہے لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اگر کوئی ایسا یا لا پرواہی کی وجہ سے مبلغ اعمال صالحہ سے کنارہ کشی رکھتا ہے یا نفس و شیطان کے دھوکے میں آ کر برائی کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے سے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہیے بلکہ ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔ (بڑا ڈالنا، ج ۶، ص ۹۶۰)

حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: شریعت کا عالم اگر باعمل بھی ہو تو چاند ہے کہ خود ٹھنڈا اور دوسروں کو روشنی دینے والا اور اگر باعمل نہ ہو تو شمع کی طرح

ہے کہ خود جسے مگر دوسروں کو روشنی دے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے اور خود کو بھلائے ہوئے ہے اس فلیتے (چراغ کی جی) کی طرح ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے (بزار طبرانی) نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص قرآن پڑھ لے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں خوب یاد کر لے اور اس کے ساتھ طبیعت سلیقہ دار رکھتا ہو تو وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نائبوں میں سے ایک ہے دیکھو یہاں وارث تو وارث، اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ الانبیاء ہونے کے لئے صرف تین شرطیں مقرر فرمائیں کہ قرآن و حدیث جانے اور ان کی سمجھ رکھتا ہو۔ خلیفہ وارث میں فرق ظاہر ہے آدمی کی تمام اولاد اس کی وارث ہے مگر جانشین ہونے کی لیاقت ہر ایک میں نہیں۔ (مقال عرفاء عن از شرع و علامہ صفحہ ۱۵)

25- بَابُ الْأَمْرِ بِإِذَاءِ الْأَمَانَةِ

امانت کی ادائیگی کا حکم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مال کی طرف ادا کرو۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا) (النساء: 58)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ہم نے امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ انہوں نے اٹھانے سے انکار کیا اور ڈر گئے۔ اور انسان نے اس کو اٹھالیا یقیناً وہ بڑا ظالم بڑا مانا سمجھ ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا) (الأحزاب: 72)

شرح: حضرت صدر الا فاضل سیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی خزائن العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد طاعت و فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پیش کیا، انہیں کو آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں پر پیش کیا تھا کہ اگر وہ انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیئے جائیں گے نہ ادا کریں گے تو عذاب کئے جائیں گے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امانت نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، خانہ کعبہ کا حج، حج بولنا، ناپ اور تول میں اور لوگوں کی ودیعتوں میں عدل کرنا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ امانت سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا کہ تمام اعضاء کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سب امانت ہیں اس کا ایمان ہی کیا جو امانت دار نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ امانت سے مراد لوگوں کی ودیعتیں اور عہدوں کا پورا کرنا ہے تو ہر مومن پر فرض ہے کہ نہ کسی مومن کی خیانت کرے نہ کافر معاہدہ کی، نہ قلیل میں نہ کثیر میں، اللہ تعالیٰ نے یہ امانت اعیان سلطوت و ارض و جبال پر پیش فرمائی پھر ان سے فرمایا کیا تم ان امانتوں کو مع اس کی ذمہ داری کے اٹھاؤ گے؟ انہوں نے عرض کیا ذمہ داری کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اگر تم انہیں اچھی طرح ادا کرو تو تمہیں جزا دی جائے گی اور اگر نافرمانی کرو تو تمہیں عذاب کیا جائے گا، انہوں نے عرض کیا نہیں

اے رب ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب چاہیں نہ عذاب اور ان کا یہ عرض کرنا براہ خوف و خشیت تھا اور امانت بطور تحنیر پیش کی گئی تھی یعنی انہیں اختیار دیا گیا تھا کہ اپنے میں قوت و ہمت پائیں تو اٹھائیں ورنہ معذرت کر دیں، اس کا اٹھانا لازم نہیں کیا گیا تھا اور اگر لازم کیا جاتا تو وہ انکار نہ کرتے۔ (خرائن العرقان)

(201) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب ائمن بنایا جائے تو خیانت کرے۔ (متفق علیہ) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب علامات المنافق، ج ۱، ص ۱۶، رقم: ۲۲، صحیح مسلم، باب بیان غصال المنافق، ج ۱، ص ۱۰۹، رقم: ۲۱۹، (دار الجلیل، بیروت) سنن ترمذی، باب ما جاء في علامة المنافق، ج ۵، ص ۱۹، رقم: ۲۶۲۱، تحف الخيرة المهرة للوصیری، کتاب الايمان، باب علامات النفاق، ج ۱، ص ۱۶، رقم: ۱۴، سنن الکبیری للمہدی، باب ما جاء في الترغيب في ادالامانات، ج ۱، ص ۲۸، رقم: ۱۳۰۶۲)

شرح حدیث: شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل کی لکھتی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اسی وجہ سے ہمارے اسلاف اس معاملہ میں بہت زیادہ ڈرتے تھے بلکہ ان میں سے بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا: اگر مجھے پتہ چل جائے کہ میں نفاق سے بری ہوں تو یہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسند ہوگا جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: نفاق والے خشوع سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگا کر۔ آپ سے عرض کی گئی: نفاق والا خشوع کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جسم تو خاشع نظر آئے مگر دل فاسق و فاجر ہو۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تم لوگ کچھ ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے زیادہ باریک ہیں جبکہ ہم صاحب معطر پینہ، باعث قبول سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں انہیں ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال شمار کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ما یجلی من محقرات الذنوب، الحدیث: ۶۳۹۲، ص ۵۲۵)

(۵۲۵) (الکوفہ عن ابن کثیر، کتاب مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل لکھتی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی السخوی ۹۷۷ھ)۔

امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی بحوالہ مؤرخ میں لکھتے ہیں:

آگ کے دو پہاڑ

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں اپنے ایک پڑوسی سے ملنے گیا جو گندم بیچا کرتا تھا، جب میں اس کے سرہانے بیٹھا تو اسے بار بار یہ کہتے سنا: آگ کے دو پہاڑ، آگ کے دو پہاڑ۔ جب میں نے اس کی بیوی سے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ بولی: اس کے پاس دو پیانے تھے جب یہ کسی سے گندم خریدتا تو اسے بڑے پیانے سے ناپتا اور جب کسی کو بیچتا تو چھوٹے پیانے سے ناپ کر بیچتا تھا۔ تب میں سمجھا کہ وہی دو برتن اسے آگ کے پہاڑوں کی صورت میں نظر آ رہے ہیں۔

پانی کے چند قطروں کا وبال

کسی گاؤں میں ایک دودھ فروش رہا کرتا تھا، وہ دودھ میں پانی ملایا کرتا تھا، ایک مرتبہ سیلاب آیا اور اس کے مویشی بہا کر لے گیا تو وہ روتے ہوئے کہنے لگا کہ سب قطرے مل کر سیلاب بن گئے جبکہ قضاء اسے ندادے رہی تھی:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْت يَدَكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعٰبِدِۖ۝۱۰

ترجمہ کنز الایمان: یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

(پ 17، الحج: 10)

یاد رکھو! چوری اور خیانت ہلاکت میں ڈالنے والے اور دین کے لئے شدید ضرر رساں گناہ ہیں۔

(202) وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَ اَنَا اَتَنَظَّرُ الْاٰخَرَ: حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جُذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ، فَقَالَ: يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقَبِّضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ اَثَرَهَا مِثْلَ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقَبِّضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ اَثَرَهَا مِثْلَ اَثَرِ الْهَجَلِ، كَجَبْرِ دَخَرَجْتَهُ عَلَى رَجُلِكَ فَتَنِيْطُ، فَتَرَاهُ مُسْتَبْرَاً وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَخَرَجَهُ عَلَى رَجْلِهِ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَّبَاعِيْعُوْنَ، فَلَا يَكَاذُ

حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں بیان کیں میں نے ایک کو دیکھ لیا ہے۔ دوسری کے انتظار میں ہوں آپ نے فرمایا: امانت لوگوں کے دلوں کے مرکز میں اتری پھر قرآن اتراپس انہوں نے قرآن و حدیث کا علم حاصل کر لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے امانت اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا کہ کوئی آدمی ایک بار سوئے گا امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر آبلہ کی طرح رہ جائے گا جیسا کہ تو انگارے کو پاؤں پر لڑھکا دے اور وہ پھول جائے۔ سو وہ دیکھنے میں ابھرا ہوا ہے، لیکن اندر سے خالی ہے پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری پکڑی اور اپنے پاؤں پر لڑھکا دی پھر لوگ اس طرح ہو جائیں گے کہ

أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ: إِنَّ فِي بَيْتِي فُلَانٌ رَجُلًا أَمِينًا، حَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ: مَا أَجَلَدَهُ! مَا أَظْلَمَهُ! مَا أَعْقَلَهُ! وَمَا فِي قَلْبِهِ مِنْ قَالٍ حَبِيَّةٍ مِنْ خَرَقٍ مِنْ إِيْمَانٍ. وَلَقَدْ آتَى عَلَى زَمَانٍ وَمَا أُبَاهِي أَيْكُمُ بَايَعْتُ: لَنْ كَانَ مُسْلِمًا لِيُؤَدِّيَهُ عَلَى دِينِهِ، وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُودِيًّا لِيُؤَدِّيَهُ عَلَى سَاعِيهِ، وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپس میں خرید و فروخت کرتے ہوں مگر لیکن امانت کی ادائیگی کے قریب بھی کوئی نہ ہوگا یہاں تک کہ کسی آدمی کے بارے میں کہا جائے گا کہ فلاں بڑا امانت دار ہے حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ وہ کتنا طاقتور ہے کتنا سمجھدار ہے کتنا عقلمند ہے اور حال یہ ہوگا کہ اس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان بھی نہ ہوگا۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں قسم ہے مجھ پر ایک زمانہ گزرا کہ مجھے بیچ کرتے وقت یہ پروانہ ہوتی کہ کس سے بیچ کرتا ہوں کہ اگر وہ نصرانی یا یہودی ہے تو اس کو قانون والے مجبور کر لیں مگر اگر مسلمان ہے تو اس کا دین اس کو ادائیگی پر مجبور کرے گا۔ لیکن آج میں تم میں صرف فلاں اور فلاں سے خرید و فروخت کروں گا۔ (متفق علیہ)

قَوْلُهُ: جَدُّ يَفْتَحُ الْجَيْمَ وَاشْكَاكَ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ أَضَلُّ الشَّيْءِ وَالْوَكْتُ بِالنَّاءِ الْمُتَنَاءِ مِنْ قَوِيٍّ: الْأَكْثَرُ الْيَسِيرُ. وَالْمَجْلُ يَفْتَحُ الْيَمِيمَ وَاشْكَاكَ الْجَيْمِ: وَهُوَ تَنْقُطُ فِي الْيَدِ وَتَحْوَاهَا مِنْ أَكْثَرِ عَمَلٍ وَغَيْرِهِ. قَوْلُهُ: مُنْتَبِهًا: مُرْتَفِعًا. قَوْلُهُ: سَاعِيهِ: الْوَالِي عَلَيْهِ.

جَدُّ: جیم پر زبر اور ذال مجھ پر سکون کے ساتھ اس کا معنی ہے۔ مرکز اصل۔

وَكْتُ: ناء اوپر کے نقطوں کے ساتھ معمولی نشان کو کہتے ہیں۔ مجل: میم پر زبر اور جیم ساکن کے ساتھ کام کاج سے جو ہاتھ پر نشان پڑ جائے۔ آبلہ یا چھالہ منقہ: اس کا معنی ابھرا ہوا۔ ساعیہ: اس کا معنی اس کا نگران۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب رفع الامانة، ج ۸ ص ۱۰۴، رقم: ۱۲۹۷) (دار طوق النجاة) صحیح مسلم، باب رفع الامانة والایمان من بعض القلوب وعرض الفتن، ج ۱ ص ۲۸۸، رقم: ۲۸۲۲ مسند امام احمد بن حنبل، حدیث حذیفہ بن الیمان، ج ۵ ص ۲۸۲، رقم: ۲۲۲۰۲ سنن ترمذی، باب ما جاء في رفع الامانة، ج ۲ ص ۲۷۲، رقم: ۲۷۷۱ سنن ابن ماجہ، باب ذهاب القرآن والعلم، ج ۱ ص ۱۳۶، رقم: ۳۰۵۳)

شرح حدیث: سب سے مشکل

سید المبلغین، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: مؤمن ہر عادت اپنا سکتا ہے مگر

جھوٹا اور خائن (یعنی خیانت کرنے والا) نہیں ہو سکتا۔

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، باب الاکمال من الجامع الکبیر، الحدیث: ۲۸۵۸۵، ج ۹، ص ۳۰۱)
 شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے لوگوں
 سے امانت اٹھائی جائے گی، آخر میں نماز باقی رہ جائے گی اور بہت سے نمازی ایسے ہوں گے جن میں کوئی بھلائی نہ ہوگی۔

(مجمع الزوائد، کتاب الختن، باب رفع الامانة والحياء، الحدیث: ۱۲۳۲۷، ج ۷، ص ۶۲۲)
 شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا: جو امانت دار نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور
 جس کا وٹھو نہیں اس کی کوئی نماز نہیں۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۲۹۲، ج ۱، ص ۶۲۶)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ہم سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر تھے کہ مدینے کے بالائی حصے کی بستی کے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی نیا
 رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اس دین کی سب سے مشکل اور سب سے آسان چیز کے بارے میں
 بتائیے؟ تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی آسان ترین چیز یہ ہے کہ
 اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عز وجل کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ عز وجل کے
 بندے اور رسول ہیں، اور اے بالائی بستی والے! اس کی مشکل ترین چیز امانت ہے، بے شک جو امانت ادا نہیں کرتا اس کا
 نہ کوئی دین ہے، نہ نماز اور نہ ہی زکوٰۃ۔ (المعجم الزاد، بسمہ البزار، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۸۱۹، ج ۳، ص ۶۱)

دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ
 ہے، پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوں گے، پھر وہ جو ان سے ملے ہوں گے، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی
 دیں گے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، خیانت کریں گے اور امانت دار نہیں ہوں گے، نذریں مانگیں گے اور پوری
 نہیں کریں گے اور ان میں موٹا پاٹا ظاہر ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة، الحدیث: ۶۴۷۵، ج ۱، ص ۱۱۲۲)
 حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: راہِ خدا عز وجل میں شہید ہونا امانت (میں خیانت)
 کے علاوہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا اگرچہ اسے راہِ خدا
 عز وجل میں شہید کر دیا گیا ہو، پھر اس سے کہا جائے گا: امانت ادا کرو۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب عز وجل! کیسے ادا
 کروں دنیا تو ختم ہو گئی۔ تو کہا جائے گا: اسے خداویہ کی طرف لے جاؤ۔ تو امانت اس کے سامنے اس ہیئت میں آ جائے گی
 جس میں اس کے سپرد کی گئی تھی، وہ اسے دیکھ کر پہچان لے گا تو اسے پانے کے لئے اس کے پیچھے جائے گا، اور پھر اسے
 اپنے کندھے پر اٹھا لے گا، جب اسے یہ گمان ہوگا کہ وہ جہنم سے نکل آیا ہے تو وہ امانت اس کے کندھے سے پھسل کر پھر جہنم

میں جاگرے گی، اور وہ ہمیشہ اس کے پیچھے جاتا رہے گا۔ پھر فرمایا: نماز امانت ہے، وضو امانت ہے، اور ناپ تول امانت ہے۔ اور بہت سی چیزوں کو شمار کر کے فرمایا: ان سب میں سخت تر وہ اشیاء ہیں جو تمہارے پاس حفاظت کے لئے رکھی جاتی ہیں۔

حضرت سیدنا زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا زید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر ان سے کہا: کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرما رہے ہیں؟ انہوں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ تو حضرت سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے، کیا تم نے اللہ عز و جل کا یہ فرمان نہیں سنا؟

ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔ (پ 5، النساء: 58)

(شعب الایمان، باب فی الامانات ووجوب... الخ، الحدیث: ۵۲۶۶، ج ۴، ص ۳۶۳ زید بن عامر بدہیراء بن عازب)

حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا پھر ایماندار کھڑے ہوں گے۔ حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کھلوائیں۔ وہ فرمائیں گے تم کو جنت سے تمہارے باپ کی غلطی نے ہی نکلوایا تھا یہ کام میرا نہیں میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے یہ کام میرا نہیں میں پیچھے خلیل تھا (یہ منصب میرا نہیں) تم موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ کرو جس کو اللہ نے شرف ہم کلامی نصیب فرمایا۔ پس لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر عرض پرداز ہوں گے وہ بھی معذرت کر دیں گے کہیں گے یہ میرا کام نہیں تم نجات کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ

(203) وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَأْتُونَ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ، فَيَقُولُونَ: يَا أَبَانَا اسْتَفْتِخْ لَنَا الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: وَهَلْ أَخْرَجَكُم مِّنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيئَتُهُ أَبَيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، اذْهَبُوا إِلَى ابْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ. قَالَ: فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلًا مِّنْ وَرَاءَ وَرَاءَ، اعْمُدُوا إِلَى مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكْلِيمًا. فَيَأْتُونَ مُوسَى، فَيَقُولُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلَّمَهُ اللَّهُ وَرُوحَهُ، فَيَقُولُ عِيسَى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ، فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُومُ فَيُؤَذِّنُ لَهُ، وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحْمُ فَيَقُومَانِ جَنْبَتَي الصِّرَاطِ يَمِينًا وَشِمَالًا فَيَمُرُّ أَوَّلُكُمْ

کَالْبَرْقِ

کَلِیم اللہ اور روح اللہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ) فرمائیں گے یہ کام میرا نہیں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ سو آپ کھڑے ہوں گے۔ آپ کو اجازت دی جائے گی پھر امانت اور صلہ رحمی کو چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ پل صراط کے دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی پھر تم میں سے پہلا گروہ بجلی کی طرح گزر جائے گا۔

میں نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں بجلی کی طرح گزرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ پلک جھپکنے میں کس طرح آتی اور جاتی ہے پھر دوسرا گروہ ہوا کی طرح گزرے گا پھر پرندے کی طرح اور طاقتور مردوں کو ان کے اعمال دوڑا کر لے جائیں گے اور تمہارے نبی علیہ السلام پل پر کھڑے اپنے رب سے اپنی امت کی سلامتی کی دعا کر رہے ہوں گے حتیٰ کہ بندوں کے اعمال عاجز ہو جائیں گے حتیٰ کہ کوئی آدمی آئے گا جو چلنے کی طاقت نہ رکھے گا اور گھٹنوں کے بل ریگ ریگ کر چلے گا اور پل کے دونوں طرف کانٹے ہوں گے جنہیں کچھ لوگوں کو پکڑنے کا حکم ہوگا کوئی زخمی ہو کر نجات پانے والا ہوگا اور کوئی جہنم میں اُلٹنے والا ہوگا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ جہنم کی گہرائی ستر برس (کا فاصلہ) ہے۔ (مسلم)

وراء وراء: دونوں میں زبر ہے اور پیش بھی کہا گیا ہے توین کے بغیر اس کا معنی ہے میں اُس بلند مقام کے قابل نہیں۔ یہ کلمہ عاجزی کے اظہار کیلئے ہے۔ امام نووی کہتے ہیں میں نے شرح مسلم میں اس معنی کی تفصیل لکھ

قُلْتُ: يَا أَبِی وَآمِی، اَتِیْ شَیْءٌ کَثَرُ الْبَرْقِ، قَالَ: اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ یَمُرُّ وَیَزْجَعُ فِی طَرْفَةِ عَیْنٍ ثُمَّ کَثَرُ الرِّیْحِ، ثُمَّ کَثَرُ الظِّلِّ، وَشَدَّ الرِّجَالُ تَحْمَرِیْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ، وَتَبَیُّکُمْ قَائِمٌ عَلَی الصِّرَاطِ، یَقُولُ: رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ، حَتّٰی تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰی یَجِیءَ الرَّجُلُ لَا یَسْتَطِیْعُ السَّیْرَ اِلَّا رَحْفًا، وَفِی حَاقِی الصِّرَاطِ کَلَّا لَیْسَ مُعَلَّقَةً مَّا مَوْرَةٌ بِأَخْلٍ مِنْ اَمْرِتْ بِہِ، فَمَتَّخِدُوْش تَاجٍ وَمُکْرَدَسٌ فِی النَّارِ وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِیَدِیْہِ، اِنْ قَعَرَ جَہَنَّمُ لَسَمِعُوْنَ خَرِیْفًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: وَرَاءَ وَرَاءَ هُوَ بِالْفَتْحِ فِيهِمَا. وَقِيلَ: بِالضَّمِّ بِلَا تَنْوِينٍ وَمَعْنَاهُ: لَسْتُ بِتِلْكَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ، وَهِيَ كَلِمَةٌ تُذَكِّرُ عَلَى سَبِيلِ التَّوَاضُّعِ. وَقَدْ بَسَطْتُ مَعْنَاهَا فِي شَرْحِ صَوِيحِ مُسْلِمٍ، وَاللَّهُ

أَعْلَمُ۔ دی ہے۔ اور اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب ادلی اهل الجنة ملائكة قوبها، ج ۱ ص ۱۲۹، رقم: ۵۰۳ جامع الاصول لابن التبر: الفصل الخامس في الشفاعة، ج ۱ ص ۲۸۸، رقم: ۸۰۱۴، مسند ابی حنبلہ: باب الخوض، ج ۲ ص ۲۱۹، رقم: ۶۱۰۸) (المکتب الاسلامی: بیروت)
شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:
حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ بات مؤمنین کی اس عرض کے جواب میں فرمائیں گے کہ آپ تو اللہ کے خلیل ہیں، فرمائیں گے کہ خلیل کہتے ہیں باہر کے دوست کو یہ شفاعت کبریٰ باہر کا دوست نہیں کر سکتا یہ تو اندرونی دوست جسے کہتے ہیں حبیب اللہ وہی کر سکتے ہیں۔ شعر

تم مغز اور پوست اور ہیں باہر کے دوست تم ہو درون سراقم پہ کروڑوں درود

خیال رہے کہ ہم کو دوستوں سے بھی محبت ہوتی ہے، اپنے عزیز و قرابت داروں سے بھی، اپنے بچوں سے بھی، اپنی بیوی سے بھی، دوست یا ریشہک میں ملتے ہیں یہ ہیں بیرونی دوست، عزیز و اقارب دار عام حالات میں گھر میں آکر ملتے ہیں یہ ہیں درون خانہ کے دوست مگر گھر کے اندر رہنے سہنے والے اپنے بال بچے ہوتے ہیں یہ ہیں اندرونی دوست۔ خلوت صرف بیوی سے ہوتی ہے یہ ہے خاص الخاص محبوبہ راز دار دوست، سارے انبیاء کرام اللہ کے پیارے ہیں مگر حضور خلوت خاص کے راز دار محبوب ہیں اس لیے موسیٰ علیہ السلام سے رب تعالیٰ نے دادی سینا میں جو کلام کیا سب کچھ محبوب کو بتا دیا وَمَا تِلْكَ بِسَيِّئِكَ يَمْوَسَّىٰ الْاِخْم مگر جو کلام معراج کے خلوت خانہ میں اپنے اندرونی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا وہ کسی کو نہ بتایا فَاَوْسَّ اِلَىٰ عَنِيْدِهِ مَا اَوْسَىٰ و ہاں اپنے بندہ کو جو وحی کی وہ کی، یہ ہے اندرون خانہ کی محبت اللہ صلی علی سیدنا محمد والہ و اسحابہ وسلم۔ (بڑاۃ السانج، ج ۷، ص ۲۳۳)

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حق شفاعت اور (بغیر حساب) میری نصف امت کے جنت میں داخل کئے جانے کا اختیار دیا گیا؟ پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ یہ زیادہ عام اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے، تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ متقین کے لئے ہے؟ نہیں! بلکہ وہ تو گناہگاروں، خطاکاروں اور معصیت میں آلودہ لوگوں کے لئے ہے۔ (ابن ماجہ شریف 2/1441، رقم: 4311)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حق شفاعت اور (بغیر حساب) میری نصف امت کے جنت میں داخل ہونے کے درمیان اختیار دیا گیا؟ پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ یہ زیادہ عام اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے، تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ متقین کے لئے ہے؟ نہیں! بلکہ وہ تو معصیت میں آلودہ لوگوں اور خطاکاروں کے لئے ہے۔ (بدایۃ والہایۃ 455/10 مجمع الزوائد 378/10)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عبدالواحد نصری روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی نے بیان کیا کہ میں تمہارے دادا عبدالواحد بن عبداللہ بن بسر کے پاس سے گزرا جبکہ وہ ان دنوں قمص کے امیر تھے تو انہوں نے مجھے فرمایا: اے ابو عمرو! میں تجھے ایسی حدیث بیان نہ کروں جس سے تو خوش ہو؟ اللہ کی قسم! اکثر اوقات حاکموں نے اسے چھپایا ہے، میں نے کہا: کیوں نہیں! بیان فرمائیں، انہوں نے فرمایا: مجھ سے میرے والد عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے محن میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس (خوشی سے) چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ تشریف لائے تو ہم (ادباً و تعظیماً) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے رخ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے، آپ کے دیکھتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر ہمیں خوشی ہو رہی ہے۔ پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جبریل نے ابھی مجھے خوشخبری سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاعت کا حق عطا کیا ہے، یہ میری امت کے گناہگاروں اور گناہ سے بوجھل افراد کے لئے ہے۔

(مجمع الزوائد 10 / 377 اصابت فی تہذیب الصحابة، 4 / 24 الرقم: 4568 معجم الاوسط، 5 / 304 الرقم: 5382)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی امت کے برے لوگوں کے لئے سب سے بہتر آدمی میں ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! امت کے اچھے لوگوں کے لئے آپ کیسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے گناہگار لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا، جبکہ میری امت کے اچھے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد، 10 / 377، 8 / 97، الرقم: 7483)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سنا: درختوں اور پتھروں کی مقدار سے زیادہ، ہم نے (بغیر سمجھے تائید کرتے ہوئے) عرض کیا: جی ہاں! (ایسے ہی ہے تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بے شک میری شفاعت پتھروں اور درختوں کی مقدار سے بھی زیادہ ہوگی۔

(کشف الخفاء، 2 / 462 الرقم: 2965، مجمع الزوائد، 10 / 379)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کے دوران راستہ میں قیام کیا، رات کا ایک حصہ گزرنے پر میری آنکھوں سے نیند غائب ہو گئی جس کے باعث میں سو نہ سکا تو اٹھ کھڑا ہوا، اس وقت لشکر میں کوئی بھی ایسا جانور نہ تھا جو سو نہ گیا ہو، کجاوہ کے پچھلے حصہ کی جانب سے (کچھ گڑ بڑ ہونے کا) میرے ذہن میں خاں آیا تو میں نے اپنے آپ سے کہا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وسلم کے پاس جاؤں گا تاکہ ان کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے سکوں یہاں تک کہ صبح ہو جائے، پس میں کجاووں کے درمیان سے گزرتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کجاوے تک پہنچا تو آپ اپنے کجاوے پر موجود نہ تھے۔ لہذا میں کجاووں کو عبور کرتا ہوا لشکر سے باہر نکل گیا تو اچانک میں نے کسی چیز کا سایہ دیکھا، میں نے اس کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تو وہ ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل تھے، انہوں نے مجھ سے کہا: کس چیز نے تمہیں (اس وقت لشکر سے) نکالا ہے؟ میں نے کہا: جس نے تمہیں نکالا ہے، ہم سے تھوڑا ہی دور ایک باغ تھا، ہم اس باغ کی طرف بڑھنے لگے، اس دوران ہم نے اس میں مکھیوں کے بھنبھانے یا ہلکی سی ہوا چلنے جیسی آواز سنی، پس (ہمیں اس میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنائی دی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا یہاں ابو عبیدہ بن جراح ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور معاذ بن جبل بھی ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: عوف بن مالک بھی ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں موجود ہے، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف تشریف لے آئے تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے نہ ہم نے آپ سے کچھ عرض کیا اور نہ آپ نے ہمیں کچھ ارشاد فرمایا، یہاں تک کہ آپ اپنی سواری کی طرف لوٹ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ میرے رب نے ابھی مجھے کیا اختیار دیا ہے؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں ایا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میری تہائی امت بغیر حساب کتاب اور عذاب کے جنت میں داخل ہو جائے یا میں شفاعت کروں؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے کیا اختیار فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا، ہم تمام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں آپ کی شفاعت میں شامل فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: بے شک میری شفاعت ہر مسلمان کے لئے ہے۔

(ترغیب والترہیب، 4/234، الرقم: 5501 الجامع، 11/413، معمر بن راشد مجمع الزوائد، 10/369)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل نے رات کو میرے پاس حاضر ہو کر مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاعت کا حق عطا کیا ہے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ بنی ہاشم کے لئے خاص ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ ہم نے عرض کیا: کیا یہ قریش میں ہی عام ہے؟ فرمایا: نہیں۔ ہم نے عرض کیا: کیا یہ آپ کی ساری امت کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا: یہ میری امت کے گناہگاروں اور گناہ سے بوجھل افراد کے لئے ہے۔

(احادیث المختارہ، 9/78، الرقم: 60، مقدی تاریخ دمشق الکبیر، 27/163، ابن عساکر)

(204) وَعَنْ أَبِي خُبَيْبٍ . بِضَمِّ الْخَاءِ
الْمُحَجَّجَةِ . عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا .
حضرت ابو خبیب خاء معجمہ پر پیش کے ساتھ عبد اللہ
بن زبیر سے روایت ہے کہ جنگ جمل والے دن

قَالَ: لَمَّا وَقَفَ الرَّبِيرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَايَ فَقُمْتُ
إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، إِنَّهُ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا
ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ، وَإِنِّي لَا أَرَاهُ إِلَّا سَاقُتِلَ الْيَوْمَ
مَظْلُومًا، وَإِنَّ مِنْ أَكْثَرِ هَمِي لَدَيْهِ، أَفْتَرَى دَيْنَنَا
يُبْعَى مِنْ مَالِنَا شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّ، بَعِ مَا لَنَا
وَأَقِضْ دَيْنِي، وَأَوْصِ بِالثَّلَثِ وَثُلُثِهِ لِبَنِيهِ، يَعْنِي
لِبَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيرِ ثُلُثُ الثَّلَثِ. قَالَ: فَإِنْ
فَضَّلَ مِنْ مَالِنَا بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ
لِبَنِيكَ. قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ
وَارَى بَعْضَ بَنِي الرَّبِيرِ حُصَيْبٌ وَعَبَّادٌ، وَلَهُ يَوْمَ مِئَةِ
تِسْعَةِ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَجَعَلَ
يُوصِي بِدَيْنِهِ وَيَقُولُ: يَا بُنَيَّ، إِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَيْءٍ
مِنْهُ فَاسْتَعِزْ عَلَيْهِ بِمَوْلَايَ. قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا
كَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ: يَا أَبَتِ مَنْ مَوْلَاكَ؟
قَالَ: اللَّهُ. قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ
دَيْنِهِ إِلَّا قُلْتُ: يَا مَوْلَى الرَّبِيرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ
لِيَقْضِيَهُ. قَالَ: فَقُتِلَ الرَّبِيرُ وَلَمْ يَدَعْ دِينَارًا
وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرْضَيْنِ، مِنْهَا الْغَابَةُ وَآخِلَى عَشْرَةِ
دَارًا بِالْمَدِينَةِ، وَدَارَتَيْنِ بِالبَصْرَةِ وَدَارًا بِالكُوفَةِ،
وَدَارًا بِمِصْرَ. قَالَ: وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ
أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالنَّالِ، فَيَسْتَوْدِعُهُ إِلَاهَهُ
فَيَقُولُ الرَّبِيرُ: لَا، وَلَكِنْ هُوَ سَلَفٌ إِلَيَّ أَخْطَى
عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ. وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جَبَايَةَ وَلَا
خَرَاجًا وَلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوٍ مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

جب حضرت زبیرؓ کھڑے ہوئے مجھے بلایا میں
آکر ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا فرمایا آج لوگ قتل ہوں
گے عالم یا مظلوم اور میرا اپنے متعلق گمان ہے کہ مظلوم
کے طور پر قتل کیا جاؤں گا مجھے زیادہ فکر اپنے قرضہ کے
متعلق ہے کیا خیال ہے کہ ہمارا قرضہ کچھ مال چھوڑے گا
پھر فرمایا: اے بیٹا! ہمارے مال کو بیچ کر قرض ادا کر دینا
اور ترکہ کے ثلث کی وصیت کی اور ثلث کی وصیت اپنے
بیٹوں یعنی عبداللہ بن زبیر کے بیٹوں کے لیے کر دی پھر
فرمایا اگر قرضوں کی ادائیگی کے بعد ہمارے مال میں
سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تیرے بیٹوں کے
لئے ہے ہشام کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کے کچھ بیٹے
حضرت زبیر کے بیٹوں خباب اور عباد کے ہم عمر تھے
(یعنی ان چچا کے برابر عمر کے تھے) اس وقت حضرت
زبیر کے نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھے حضرت عبداللہ کہتے ہیں
کہ وہ اپنے قرض کے بارے وصیت کرنے لگے اور
فرمانے لگے: اے بیٹے! اگر اس میں سے کچھ ادا کرنا
مشکل ہو تو اس پر میرے مولا سے مدد طلب کر لینا اللہ کی
قسم! میں آپ کی مراد نہ سمجھا چنانچہ میں نے پوچھا کہ
آپ کا مولا کون ہے فرمایا: اللہ عبداللہ کہتے ہیں کہ اللہ
کی قسم! جب کبھی ان کے قرض کے سلسلے میں مجھے مشکل
پیش آئی تو میں کہتا اے زبیر کے مولیٰ زبیر کا قرضہ ادا کر
وہ اس کو ادا کر دیتا۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں پس حضرت
زبیر شہید ہو گئے انہوں نے درہم و دینار کچھ نقد نہ چھوڑا
سوائے غابہ کی کچھ زمینوں کے ان میں مدینہ منورہ میں
گیارہ مکانات بصرہ میں دو مکان کوفہ میں ایک مکان

وَعُمَّانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَسِبْتُ مَا
كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّنِّ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِئَتِي
أَلْفٍ! فَلَقِيَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ.
فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّنِّ؟
فَكَتَبْتُهُ وَقُلْتُ: مِئَةُ أَلْفٍ. فَقَالَ حَكِيمٌ: وَاللَّهِ مَا
أَرَى أَمْوَالَكُمْ تَسْعُ هَذِهِ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَرَأَيْتَكَ
إِنْ كَانَتْ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِئَتِي أَلْفٍ؟ قَالَ: مَا أَرَاكُمْ
تُطِيقُونَ هَذَا، فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ
فَاسْتَعِينُوا بِهِ. قَالَ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ قَدْ اشْتَرَى
الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِئَةَ أَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِأَلْفٍ
وَسِتِّ مِئَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ
عَلَى الزُّبَيْرِ شَيْءٌ فَلْيُؤَاظِمْنَا بِالْغَابَةِ، فَأَتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ جَعْفَرٍ، وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعِ مِئَةِ أَلْفٍ فَقَالَ
لِعَبْدِ اللَّهِ: إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْنَاهَا لَكُمْ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:
لَا، قَالَ: فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْنَاهَا قِيمًا تَوْجِرُونَ إِنْ
إِخْرَجْتُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا، قَالَ: فَاقْطَعُوا لِي
قِطْعَةً، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَكَ مِنْ هَاهُنَا إِلَى هَاهُنَا.
فَبَاعَ عَبْدُ اللَّهِ مِنْهَا فَقَطِي عَنهُ دِينَهُ وَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ
مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُمٍ وَنِصْفُ فَقِيرٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ
وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ
زَمْعَةَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: كَمْ قُومَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ:
كُلُّ سَهْمٍ مِئَةُ أَلْفٍ قَالَ: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ:
أَرْبَعَةُ أَشْهُمٍ وَنِصْفُ فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ
أَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا مِئَةَ أَلْفٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ
عُثْمَانَ: قَدْ أَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا مِئَةَ أَلْفٍ وَقَالَ

اور مصر میں ایک مکان تھا حضرت عبداللہ ان پر قرض کی
صورت بتاتے ہیں کہ کوئی آدمی اپنا مال آپ کے پاس
امانت رکھنے کے لئے لاتا اور حوالے کر دیتا آپ فرماتے
یہ امانت نہیں قرض ہے مجھے اس کے ضائع ہونے کا خطرہ
ہے (امانت غلطی کے بغیر ہلاک ہو تو تاوان لازم نہیں اور
قرض میں لازم ہے) آپ کسی عہدہ پر کبھی مقرر نہ
ہوئے نہ آپ نے ٹیکس یا کسی اور وصولی کی ذمہ داری
قبول کی ہاں رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ
حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ غزوات میں
شامل ہوئے عبداللہ کہتے ہیں میں نے ان پر قرض کا
حساب لگایا تو وہ بائیس لاکھ بنا پھر حضرت حکیم بن حزام
حضرت عبداللہ بن زبیر کو ملے اور فرمایا بھتیجے میرے
بھائی پر کتنا قرض ہے میں قرض نے چھپایا اور ایک لاکھ
کہا حضرت حکیم نے کہا اللہ کی قسم میرے خیال میں
تمہارے مال اس کی گنجائش نہیں رکھتے حضرت عبداللہ
نے کہا بائیس لاکھ ہوں گے کہنے لگے میں نہیں دیکھتا کہ تم
یہ ادا کر لو گے تو اگر قرض کی مقدار ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ
تو مجھ سے مدد لے لینا حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ
حضرت زبیر نے غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں
خریدی تھی حضرت عبداللہ نے وہ سولہ لاکھ میں بیچ دی پھر
کھڑے ہو کر اعلان کیا جس کے لئے زبیر کے ذمہ کچھ
ہو وہ ہمیں غابہ میں ملے ان کے پاس عبداللہ بن جعفر
آئے ان کا قرض حضرت زبیر کے ذمے چار لاکھ تھا
انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو کہا کہ اگر تم چاہو تو
میں یہ معاف کر دیتا ہوں حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا

ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِثْلِ أَلْفٍ. فَقَالَ
مُعَاوِيَةُ: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ: سَهْمٌ وَلِصْفِ
سَهْمٍ. قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِثْلَةِ أَلْفٍ. قَالَ:
وَبَاعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ
بِسِتِّ مِثْلَةِ أَلْفٍ. فَلَمَّا قَرَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ
دَيْنِهِ، قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ: اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا.
قَالَ: وَاللَّهِ لَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أَتَادِي بِالنَّوْصِ
أَرْبَعَ سِنِينَ: أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ
فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ. فَجَعَلَ كُلُّ سَنَةٍ يُتَادَى فِي
النَّوْصِ، فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ سِنِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ وَكَفَعَ
الثُّلُثَ. وَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، فَأَصَابَ كُلُّ امْرَأَةٍ
أَلْفَ أَلْفٍ وَمِثْلًا أَلْفٍ، فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ
أَلْفٍ وَمِثْلًا أَلْفٍ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

نہیں حضرت ابن جعفر نے کہا اس کو اگر مؤخر کرنا چاہو تو
پھر کر لو حضرت ابن زبیر نے کہا نہیں حضرت عبداللہ ابن
جعفر کہنے لگے پھر تم مجھے زمین کا ایک پلاٹ دے دو پھر
حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس سے کچھ اور زمینیں
فروخت کی اور حضرت زبیر کے باقی قرضے ادا
کر دیے۔ اور اس سے چار حصے اور ایک آدھا بچ
گیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت معاویہ کے
پاس آئے وہاں حضرت عمرو بن عثمان حضرت منذر بن
زبیر اور حضرت ابن زمعہ موجود تھے۔ حضرت معاویہ
نے پوچھا غابہ کی کیا قیمت لگی حضرت عبداللہ بن زبیر نے
کہا ہر حصہ ایک لاکھ کا پوچھا کتنے حصے باقی ہیں بتایا
ساڑھے چار تو حضرت منذر بن زبیر نے کہا ایک حصہ
میں نے لاکھ میں لیا اور عمرو بن عثمان نے کہا ایک لاکھ
میں ایک حصہ میں لیتا ہوں حضرت ابن زمعہ نے کہا ایک
لاکھ میں ایک حصہ میں نے خریدا اب حضرت معاویہ نے
پوچھا باقی کتنے حصے ہیں کہا ڈیڑھ تو حضرت معاویہ نے
کہا وہ میں نے ڈیڑھ لاکھ میں لیا۔ حضرت عبداللہ کہتے
ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر نے اپنا خریدا ہوا حصہ
حضرت معاویہ کو چھ لاکھ میں بیچ دیا جب حضرت عبداللہ
بن زبیر ان کے قرضوں کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو
حضرت زبیر کے دوسرے بیٹوں نے کہا ہمارا میراث
ہم میں تقسیم کرو حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا: اللہ کی
قسم! نہیں میں چار سال تک حج کے موقع پر اعلان کروں
گا کہ کسی کا حضرت زبیر کے ذمہ کچھ قرض ہو تو لے
جائے۔ اس کے بعد وراثت تقسیم کروں گا پھر چار سال

تک حضرت عبداللہ حج کے موقعہ پر اعلان کرتے رہے۔
 بعد ازاں جب چار سال گزر گئے تو پھر ان کے درمیان
 وراثت تقسیم کر دی گئی۔ اور ایک تہائی وصیت کے مطابق
 ادا کر دیا۔ حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں ہر ایک کو بارہ
 بارہ لاکھ حصہ ملا حضرت زبیر کا کل ترکہ پانچ کروڑ دو لاکھ
 درہم بنا۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب بركة الغازی فی ماله صیاد میثم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۳ ص ۸۴ رقم: ۲۱۱۸ جامع الاصول لابن اثیر باب المراثی الامانة ج ۱ ص ۱۱۰ رقم: ۱۱۰۱)
 شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ امتحان اسلامی زندگی میں لکھتے ہیں:

میراث

اسلامی قانون میں مسلمانوں کی ساری اولاد یعنی لڑکے لڑکیاں اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد اس کے مال سے
 میراث لیتے ہیں۔ لڑکے کو لڑکی سے دو گنا حصہ ملتا ہے مگر ہندوؤں آریوں کے دھرم میں لڑکی باپ کے مال سے محروم ہوتی
 ہے۔ اور سب مال لڑکا ہی لیتا ہے یہ صاف ظلم ہے۔ جب دونوں ایک ہی باپ کی اولاد ہیں تو ایک کو میراث دینا اور ایک کو نہ
 دینا اس کے کیا معنی؟ لیکن کاٹھیاواڑ اور پنجاب کے مسلمانوں نے اپنے لیے یہ ہندووانی قانون قبول کیا ہے۔ اور حکومت کو لکھ
 کر دے دیا ہے کہ ہم کو ہندووانی قانون منظور ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم زندگی میں تو مسلمان ہیں اور مرنے کے بعد
 نعوذ باللہ ہندو۔ یاد رکھو قیامت میں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

اگر اسلام کے اس قانون سے ناراضی ہے تو کفر ہے اور اگر اس کو حق جان کر اس پر عمل نہ کیا تو حق تلفی اور ظلم ہے۔ لڑکے
 تم کو کیا بخش دیتے ہیں اور لڑکیاں کیا چھین لیتی ہیں؟ جب تم مرے گئے تو اب تمہارا مال کوئی بھی لے تم کو کیا؟ تم بیٹے کی محبت
 میں اپنی آخرت کیوں تباہ کرتے ہو؟ تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کہ لڑکی تمہارا مال برباد کر دے گی۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ
 اپنے باپ کی چیز کا درد جتنا لڑکی کو ہوتا ہے اتنا لڑکے کو نہیں ہوتا۔ ایک جگہ لڑکوں نے اپنے باپ کا مکان فروخت کیا لڑکے تو
 خوشی سے فروخت کر رہے تھے مگر لڑکی بہت روتی چلاتی تھی کہ یہ میرے عرے باپ کی نشانی ہے۔ اس کو دیکھ کر اپنے باپ کو
 یاد کر لیتی ہوں میں اپنا حصہ فروخت نہ کروں گی۔ اس کے رونے سے دیکھنے والے بھی رونے لگے اور بڑھاپے میں جتنی ماں
 باپ کی خدمت لڑکی کرتی ہے اتنی خدمت لڑکا نہیں کرتا۔ پھر اس غریب کو کیوں محروم کرتے ہو؟ لڑکے تو مرنے کے بعد قبر پر
 فاتحہ کو بھی نہیں آتے لہذا ضروری ہے کہ لڑکی اور لڑکے کو پورا حصہ دو۔ کاٹھیاواڑ میں ایک قوم ہے جو آغا خوانی خوجہ۔ اگر ان
 کے دو بیٹے ہوں تو ایک کا نام قاسم بھائی اور دوسرے کا نام رام لعل یا مول جی اور کہتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں

کی بخشش ہوئی تو قاسم بھائی بخشوا لے گا اور اگر ہندوؤں کی نجات ہوئی تو رام لعل ہاتھ پکڑے گا۔ کیا یہ ہی ہم نے بھی سمجھ رکھا ہے کہ زندگی میں اسلامی کام کریں اور میراث میں ہندوؤں کے قانون اختیار کریں تاکہ دونوں قومیں خوش رہیں؟

اگر مسلمانوں کو یہی فکر ہے کہ ہماری اولاد ہمارا مال برباد کر دے گی تو چاہیے کہ اپنی جائیداد مکانات دوکانیں وغیرہ اپنی اولاد پر وقف کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بعد ہماری اولاد ہماری جائیداد اور مکانات سے ہر طرح نفع اٹھائے اور اس میں رہے۔ اس کا کرایہ کھائے اور حصہ رسد کرایہ کو آپس میں تقسیم کرے مگر اس کو رہن (گروی) نہ کر سکے۔ اس کو بیچ نہ سکے۔ اس سے ان شاء اللہ عزوجل! تمہاری جائیداد اور مکانات محفوظ ہو جائیں گے کسی کے ہاتھ فروخت نہ ہو سکیں گے اور تم گناہ سے بھی بچ جاؤ گے۔ اگر مسلمان اس قانون پر عمل کرتے تو آج ان کی جائیدادیں، ہندوؤں کے پاس نہ پہنچ جاتیں۔ وقف علی الاولاد کرنے کا طریقہ کسی عالم سے پوچھ لینا چاہیے اور میراث کے لیے ہم نے ایک کتاب اردو زبان میں لکھ دی ہے جس کا نام ہے علم المیراث اس کا مطالعہ کرو۔ (اسلامی زندگی صفحہ ۱۲۵)

26- کتاب تحریم الظلم

ظلم کی حرمت اور ظلم سے چھینی ہوئی

چیزوں کی واپسی کا حکم

وَالْأَمْرِ بِرَدِّ الظَّالِمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَنِيمٍ وَلَا

شَفِيعٍ يَنْفَعُ) (غافر: 18)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ظالموں کے لیے گہرا دوست ہوگا نہ ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے گی۔

شرح: ایک امیر نوجوان کی توبہ

حضرت سیدنا صالح مری ایک محفل میں وعظ فرما رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے بیٹھنے والے ایک نوجوان کو کہا، کوئی آیت پڑھو۔ تو اس نے یہ آیت پڑھ دی، یہ آیت سن کر آپ نے فرمایا، کوئی کیسے ظالم کا دوست یا مددگار ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا۔ بے شک تم سرکشی کرنے والے گنہگاروں کو دیکھو گے کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا اور وہ برہنہ پاؤں ہوں گے، ان کے جسم بو جھل، چہرے سیاہ اور آنکھیں خوف سے نیلی ہوں گی۔ وہ پکار کر کہیں گے، ہم ہلاک ہو گئے! ہم برباد ہو گئے! ہمیں کیوں جکڑا گیا ہے، ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ فرشتے انہیں آگ کے کوزوں سے ہانکیں گے، کبھی وہ منہ کے بل گریں گے اور کبھی انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا۔ جب رو رو کر ان کے آنسو خشک ہو جائیں گے تو خون کے آنسو رونا شروع کر دیں گے، ان کے دل دہل جائیں گے اور حیران و پریشان ہوں گے۔ اگر کوئی انہیں دیکھ لے تو ان پر نگاہ نہ جما سکے گا، نہ دل کو سنبھال سکے گا اور یہ ہولناک منظر دیکھنے والے کے بدن پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔

یہ کہنے کے بعد حضرت سیدنا صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت روئے اور آہ بھر کر کہنے لگے، افسوس! کیسا خوفناک منظر ہوگا۔ یہ کہہ کر پھر رونے لگے اور ان کو روتا دیکھ کر لوگ بھی رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور کہنے

لگا، حضور اکرمؐ یہ سارا منظر بروز قیامت ہوگا؟ آپؐ نے جواب دیا، ہاں اور یہ منظر زیادہ طویل نہیں ہوگا کیونکہ جب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو ان کی آوازیں آنا بند ہو جائیں گی۔ یہ سن کر نو جوان نے ایک بچی ماری اور کہا، افسوس! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزار دی، افسوس! میں اپنے پروردگار عزوجل کی اطاعت میں سستی کرتا رہا، آہ! میں نے اپنی زندگی ضائع کر دی۔ اور رونے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ کہنے لگا، اے میرے رب عزوجل! میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، مجھے تیرے سوا کسی سے غرض نہیں، مجھ میں جو برائیاں ہیں انہیں معاف فرما کر مجھے قبول کر لے، میرے گناہ معاف کر دے، مجھ سمیت تمام حاضرین پر اپنا کرم و فضل فرما اور ہمیں اپنی سخاوت سے مالا مال کر دے، یا ارحم الراحمین! میں نے گناہوں کی گٹھڑی تیرے سامنے رکھ دی ہے اور صدقہ دل سے تیرے سامنے حاضر ہوں، اگر تو مجھے قبول نہیں کریگا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ اتنا کہہ کر وہ نو جوان غش کھا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اور چند دن بستر علالت پر گزار کر انتقال کر گیا۔

اس کے جنازے میں کثیر لوگ شامل ہوئے اور رورو کر اس کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حضرت سیدنا صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اس کا ذکر اپنے وعظ میں کیا کرتے۔ ایک دن کسی نے اس نو جوان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو اس نے جواب دیا، مجھے حضرت صالح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل سے برکتیں ملیں اور مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا۔ (کتاب التوابین، توبہ فی سنن الاذکار، ج ۱، ص ۲۵۰-۲۵۲)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَا يُلْظَلِمُونَ مِنْ نَصِيبٍ)
اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ (الحج: ۷۱)

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَمِنْهَا: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمُتَقَدِّمُ فِي الْخِزْرِ بَابِ الْمُجَاهِدَةِ.
احادیث میں حضرت ابی ذرؓ والی حدیث باب المجاہدہ کے آخر میں گزر چکی۔

(205) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ. وَاتَّقُوا الشَّعْ، فَإِنَّ الشَّعْ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَائِهِمْ، وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ظلم سے بچو کہ ظلم روز قیامت تاریکیوں کا سبب ہوگا اور بخل سے بچو کہ بخل نے تم سے پہلوں کو ہلاک کر دیا ان کو اس بخل ہی نے ہلاک کیا کہ انہوں نے خون بہائے اور حرام کو حلال جاننے لگے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب تحریم الظلم، ج ۸، ص ۱۸، رقم: ۱۷۸۱) (دارالجمیل بیروت) الادب المفرد للبخاری، باب الظلم ظلمات ص ۱۰۰، رقم: ۸۸۳ سنن الکبیری للبیہقی، باب تحریم الغصب واخل اموال الناس، ج ۱، ص ۱۰۲، رقم: ۱۰۲

المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمه معاذ، ج ۸ ص ۲۵۶، رقم: ۸۸۶۱ (دار الحرمین القاہرہ) مسند البزار مسند ابی ہریرۃ ج ۲ ص ۲۲۸، رقم: ۸۸۸۱

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ظلم کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو بے موقعہ استعمال کرنا اور کسی کا حق مارنا۔ اس کی بہت قسمیں ہیں: گناہ کرنا اپنی جان پر ظلم ہے، قرابت داروں یا قرض خواہوں کا حق نہ دینا ان پر ظلم، کسی کو ستانا ایذا دینا اس پر ظلم، یہ حدیث سب کو شامل ہے اور حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے یعنی ظالم پلصراط پر اندھیروں میں گھرا ہوگا، یہ ظلم اندھیری بن کر اس کے سامنے ہوگا جیسے کہ مؤمن کا ایمان اور اس کی نیک اعمال روشنی بن کر اس کے آگے چلیں گے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: یَسْئَلُكَ ذُرِّيَّتُكَ لِيُدِيَنَهُمُ الظَّالِمُ دُنْيَا مِمَّنْ حَقُّ نَاقٍ مِّنْ فَرْقٍ نَّكَرَ سَا اس لیے اندھیرے میں رہا۔ مزید فرماتے ہیں:

عربی میں شح بخل سے بدتر ہے، بخل اپنا مال کسی کو نہ دینا ہے اور شح اپنا مال نہ دینا اور دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا ہے۔ غرضکہ شح بخل، حرص اور ظلم کا مجموعہ ہے اسی لیے یہ فتنوں، فساد، خون ریزی و قطع رحمی کی جڑ ہے، جب کوئی دوسروں کا حق ادا نہ کرے بلکہ ان کے حق اور چھیننا چاہے تو خواہ مخواہ فساد ہوگا۔ (بیراۃ النانیج، ج ۳ ص ۹۱)

ظالم کو مہلت ملتی ہے

حضرت سیدنا شیخ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ رحمۃ الباری صحیح بخاری میں نقل کرتے ہیں: حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ مدینہ منورہ، سرکارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ عز و جل ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو اپنی پکڑ میں لیتا ہے تو پھر اس کو نہیں چھوڑتا۔ یہ فرما کر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پارہ 12 سورہ ہود کی آیت 102 تلاوت فرمائی:

وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخْذَ الْقُرْآنَ وَهُوَ ظَالِمٌ لَّنَا إِنَّا أَخْذُكَ أَلَيْنَا شَدِيدٌ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب (عز و جل) کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر۔ بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی ہے۔

دہشت گردوں، لیٹروں، قتل و غارتگری کا بازار گرم کرنے والوں کو بیان کردہ حکایت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے، انہیں اپنے انجام سے بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ جب دنیا میں بھی قہر کی بجلی گرتی ہے تو اس طرح کے ظالم لوگ ممتے کی موت مارے جاتے ہیں اور ان پر دو آنسو بہانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا اور آہ! آخرت کی سزا کون برداشت کر سکتا ہے! یقیناً لوگوں پر ظلم کرنا گناہ، دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب اور عذاب جہنم کا باعث ہے۔ اس میں اللہ و رسول عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی بھی ہے اور بندوں کی حق تلفی بھی۔ حضرت جرجانی قدس سرہ الثورانی اپنی کتاب الشریفات میں ظلم

کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کسی چیز کو اس کی جگہ کے علاوہ کہیں اور رکھنا۔ (التعلیقات للبحر ج ۱ ص ۱۰۲) شریعت میں ظلم سے مراد یہ ہے کہ کسی کا حق مارنا، کسی کو غیر محل میں خرچ کرنا، کسی کو بغیر قصور کے سزا دینا۔ (مرآۃ ج ۶ ص ۶۶۹) جس خوفناک ڈاکو کا ابھی آپ نے تذکرہ سماعت فرمایا، وہ لوٹ مار کی خاطر قتلِ ناحق بھی کرتا تھا، دُتیا ہی میں اس نے ظلم کا انجام دیکھ لیا۔ نہ جانے اب اس کی قبر میں کیا ہو رہا ہوگا! نیز قیامت کا معاملہ ابھی باقی ہے۔ آج بھی ڈاکو غمو مال کے لالچ میں قتل بھی کر ڈالتے ہیں۔ یاد رکھئے! قتلِ ناحق انتہائی بھیانک جرم ہے۔

اوندھے منہ جہنم میں

حضرت سیدنا محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے مشہور مجموعہ احادیث ترمذی میں حضرت ابوسعد خدری و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں: اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مسلمان کا خون کھانے میں شریک ہو جائیں تو اللہ عزَّ وَّجلَّ ان سبھوں کو منہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔
(سنن الترمذی ج ۲ ص ۱۰۰ حدیث ۱۴۰۳ دار الفکر بیروت)

آگ کی پیڑیاں

لوگوں کا مال ناحق دبا لینے والوں، ڈکیتیاں کرنے والوں، چٹھیاں بھیج کر رقوں کا مطالبہ کرنے والوں کو خوب غور کر لینا چاہئے کہ آج جو مال حرام آسانی گلے سے نیچے اترتا ہوا محسوس ہو رہا ہے وہ بروئے قیامت کہیں سخت مصیبت میں نہ ڈال دے۔ سنو! سنو! حضرت سیدنا فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ القوی قرۃ العیون میں نقل کرتے ہیں: بے شک پُلصراط (پُل۔ صراط) پر آگ کی پیڑیاں ہیں، جس نے حرام کا ایک درہم بھی لیا اُس کے پاؤں میں آگ کی پیڑیاں ڈالی جائیں گی، جس کے سبب اسے پُلصراط پر گزرنا دشوار ہو جائیگا، یہاں تک کہ اُس درہم کا مالک اس کی نیکیوں میں سے اس کا بدلہ نہ لے لے اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو وہ اُس کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائے گا اور جہنم میں گر پڑیگا۔
(قرۃ العیون ومعدن الروض القلبي ص ۳۹۲ کوئٹہ)

کنجوسی کا انجام

حضرت سیدنا یزید بن میسرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ہم سے پہلی امتوں میں ایک شخص تھا جس نے بہت زیادہ مال و متاع جمع کیا ہوا تھا، اور اس کی اولاد بھی کافی تھی، طرح طرح کی نعمتیں اسے میسر تھیں، کثیر مال ہونے کے باوجود وہ انتہائی کنجوس تھا۔ اللہ عز و جل کی راہ میں کچھ بھی خرچ نہ کرتا، ہر وقت اسی کوشش میں رہتا کہ کسی طرح میری دولت میں اضافہ ہو جائے۔ جب وہ بہت زیادہ مال جمع کر چکا تو اپنے آپ سے کہنے لگا: اب تو میں خوب عیش و عشرت کی زندگی گزاروں گا۔ چنانچہ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوب عیش و عشرت سے رہنے لگا۔

بہت سے خدام ہر وقت ہاتھ باندھے اس کے حکم کے منتظر رہتے، الغرض! وہ ان دنیاوی آسائشوں میں ایسا مگن ہوا کہ اپنی موت کو بالکل بھول گیا۔ ایک دن ملک الموت حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام ایک فقیر کی صورت میں اس کے گھر آئے، اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ غلام فوراً دروازے کی طرف دوڑے، اور جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے ایک فقیر کو پایا، اُس سے پوچھا: تو یہاں کس لئے آیا ہے؟ ملک الموت علیہ السلام نے جواب دیا: جاؤ، اپنے مالک کو باہر بھیجو مجھے اُسی سے کام ہے۔ خدموں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: وہ تو تیرے ہی جیسے کسی فقیر کی مدد کرنے باہر گئے ہیں۔ حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام یہ سن کر وہاں سے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، غلام باہر آئے تو ان سے کہا: جاؤ، اور اپنے آقا سے کہو: میں ملک الموت علیہ السلام ہوں۔

جب اس مالدار شخص نے یہ بات سنی تو بہت خوف زدہ ہوا اور اپنے غلاموں سے کہا: جاؤ، اور ان سے بہت نرمی سے گفتگو کرو۔ خدام باہر آئے اور حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام سے کہنے لگے: آپ ہمارے آقا کے بدلے کسی اور کی روح قبض کر لیں اور اسے چھوڑ دیں، اللہ عزوجل آپ کو برکتیں عطا فرمائے۔

حضرت سیدنا ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر ملک الموت علیہ السلام اندر تشریف لے گئے، اور اس مالدار شخص سے کہا: تجھے جو وصیت کرنی ہے کر لے، میں تیری روح قبض کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ یہ سن کر سب گھروالے چیخ اٹھے، اور رونا دھونا شروع کر دیا، اس شخص نے اپنے گھر والوں اور غلاموں سے کہا: سونے چاندی سے بھرے ہوئے صندوق اور تابوت کھول دو، اور میری تمام دولت میرے سامنے لے آؤ۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی، اور سارا خزانہ اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیا گیا۔ وہ شخص سونے چاندی کے ڈھیر کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ذلیل و بدتر بن مال! تجھ پر لعنت ہو، تو نے ہی مجھے پروردگار عزوجل کے ذکر سے غافل رکھا، تو نے ہی مجھے آخرت کی تیاری سے روک رکھا۔

یہ سن کر وہ مال اس سے کہنے لگا: تو مجھے ملامت نہ کر، کیا تو وہی نہیں کہ دنیا داروں کی نظروں میں حقیر تھا؟ میں نے تیری عزت بڑھائی۔ میری ہی وجہ سے تیری رسائی بادشاہوں کے دربار تک ہوئی ورنہ غریب و نیک لوگ تو وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے، میری ہی وجہ سے تیرا نکاح شہزادیوں اور امیرزادیوں سے ہوا۔ ورنہ غریب لوگ ان سے کہاں شادی کر سکتے ہیں۔ اب یہ تو تیری بد بختی ہے کہ تو نے مجھے شیطانی کاموں میں خرچ کیا۔ اگر تو مجھے اللہ عزوجل کے کاموں میں خرچ کرتا تو یہ ذلت و رسوائی تیرا مقدر نہ بنتی۔ کیا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ تو مجھے نیک کاموں میں خرچ نہ کر؟ آج کے دن میں نہیں بلکہ تو زیادہ ملامت و لعنت کا مستحق ہے۔

اے ابن آدم! بے شک میں اور تُو دونوں ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ پس بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نیکی کی راہ پر گامزن ہیں اور بہت سے گناہوں میں مستغرق ہیں۔ (امام ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:) گویا مال ہر شخص

سے اسی طرح کہتا ہے، لہذا مال کی برائیوں سے بچ کر رہو اور اسے نیک کاموں میں خرچ کرو۔

اجل مے نہ کسری ہی چھوڑا نہ دارا
ہراک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
اسی سے سکندر سافاتح بھی ہارا
پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

(عمیون الحکایات مؤلف: امام ابوالمزج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(206) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَتَوُكِّنَ الْحَقُّوْقُ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْعَاءُ مِنَ الشَّاةِ الْقَرِيَاءِ رَوَاةٌ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن یقیناً اہل حقوق کے حقوق ادا کر دائے جائیں گے حتیٰ کہ سینگ والی بکری کے لئے بغیر سینگ والی بکری سے بدلہ دلوا دیا جائے۔

(مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب تحریم الظلم، ج ۸ ص ۱۸، رقم: ۶۴۵) (دار الجیل، بیروت) (الادب المفرد للبخاری، باب قصاص العبد ص ۴، رقم: ۱۸۳، سنن الکبیری للبخاری، باب تحریم الغصب و اہل اموال الناس، ج ۱ ص ۱۲، رقم: ۱۸۳۱، سنن ترمذی، باب ما جاء فی شان الحساب والقصاص، ج ۲ ص ۱۲، رقم: ۲۴۲۰)

شرح حدیث: ظالم سے مظلوم کا پورا پورا بدلہ

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، خزنِ جود و سخاوت، بیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ اس جان کو قتل کرنا ہے جس کے قتل ناحق کو اللہ عزوجل نے حرام فرما دیا ہے اور کسی جان کو ناحق اذیت دینا حلال نہیں (پھر مثال بیان فرمائی) اگرچہ چڑیا ہی ہو کہ اگر کوئی شخص اس سے کھیلا یہاں تک کہ وہ مرگئی اور اسے بغیر حاجت کے ذبح بھی نہ کیا تو وہ قیامت کے دن کانوں کو پھاڑ دینے والی کڑک کی مثل آواز سے بارگاہ الہی عزوجل میں عرض گزار ہوگی:

اے میرے اللہ عزوجل! اس سے پوچھ کہ اس نے بلا وجہ مجھے اذیت کیوں دی اور مجھے قتل کیوں کیا تھا؟ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں تیرا حق ضرور دلاؤں گا اور سن لو! کوئی ظالم مجھ سے نہ بچ سکے گا، میں ہر اس شخص کو عذاب دوں گا جس نے ناحق کسی جان کو اذیت دی ہوگی اور اگر میں کسی ظالم سے مظلوم کا پورا پورا بدلہ نہ دوں تو میں خود بے جا کرنے والا ٹھہروں گا۔

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: میں ہی بدلہ دینے والا بادشاہ ہوں۔ میری عزت و جلال کی قسم! آج کے دن کسی پر ظلم نہ کروں گا اور آج کے دن کوئی ظالم مجھ سے نہ بچ سکے گا اگرچہ ایک طمانچہ ہو یا ہاتھ کی مار ہو یا ہاتھ کو مروڑا ہو اور میں سینگ

والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کو بھی بدلہ دلاؤں گا اور لکڑی سے ضرور پوچھوں گا کہ تُو نے لکڑی کو خراش کیوں لگائی؟ اور پتھر سے ضرور پوچھوں گا کہ تُو نے پتھر کو تکلیف کیوں دی؟ اور وہ شخص کہ جس پر مظلوم کا حق ہے اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ اپنی نیکیوں سے اس کا حق ادا نہ کر دے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہوں کا بوجھ اس کے سر ڈال کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(قُرْآنُ الْعَزِيزِ وَمُفَرِّحُ الْقُلُوبِ الْحَوْزِ مِنْ مَوَاقِفِ فَتَا الْإِسْلَامِ لِمَوْلَانَا شَيْخِ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدٍ سَمُوقِي رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ص ۳۷۳)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۶۱ پر فرماتے ہیں:

حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یعنی دفتر تین ہیں، ایک دفتر میں اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں اور ایک دفتر میں اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا، وہ دفتر جس میں اصلاً معافی کی جگہ نہیں وہ تو کفر ہے کہ کسی طرح نہ بخشا جائے گا اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پروا نہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں کہ کسی دن کاروزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کر دے اور درگزر فرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے (امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں ام المومنین سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی روایت فرمائی۔ ت) (مسند احمد بن حنبل حدیث ۲۵۵۰۰ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۴۲/۷) (المستدرک للحاکم کتاب الاحوال باب جعل اللہ القصاص بین الدواب المکتب الاسلامی بیروت ۴۶/۲-۴۷)

یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک روز قیامت تمہیں اہل حقوق کو ان کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ منڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے (ائمہ کرام نے اس کو روایت کیا مثلاً امام احمد نے مسند میں، امام مسلم نے صحیح مسلم میں، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور امام ترمذی نے جامع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔) (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب نصر الاغ خالما ومظلوما قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۰/۲) (مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۰۱/۲)

ایک روایت میں فرمایا یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیا جائے گا۔ (اسے امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔) (مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۶۳/۲)

پھر وہاں روپے اشرفیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضہ حق میں دی جائیں طریقہ ادائیہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہو گیا غنیمت ورنہ اس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو۔ احادیث کثیرہ اس مضمون میں وارد ہیں۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس زر و مال نہ ہو۔ فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے کہ اسے گالی دی اسے زنا کی تہمت لگائی اس کا مال کھایا اس کا خون گرایا اسے مارا تو اس کی نیکیاں اسے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ختم ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈالے گئے پھر جہنم میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ پاک اور بلند و برتر ذات کی پناہ۔ (ت) (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۲۰)

غرض حقوق العباد بے ان کی معافی کے معاف نہ ہوں گے ولہذا مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الغیبة اشد من الزنا غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ کسی نے عرض کی: یہ کیونکر؟ فرمایا: زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے (ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبة (غیبت کی برائی میں) میں اور امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوسعید خدری سے اور امام بیہقی نے ان دونوں کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کی روایت فرمائی۔ ت)

(المجم الاوسط حدیث ۶۵۸۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/۳۰۶)

پھر یہاں معاف کر لینا سہل ہے قیامت کے دن اس کی امید مشکل کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار نیکیوں کا طلبگار برائیوں سے بیزار ہوگا پرانی نیکیاں اپنے ہاتھ آتے اپنی برائیاں اس کے سر جاتے کسے بری معلوم ہوتی ہیں، یہاں تک کہ حدیث میں آیا ہے کہ ماں باپ کا بیٹے پر کچھ دین آتا ہوگا اسے روز قیامت پیشیں گے کہ ہمارا دین دے وہ کہے گا میں تمہارا بچہ ہوں، یعنی شاید رحم کریں وہ تمنا کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ہم حجۃ الوداع

کے متعلق باتیں کر رہے تھے اور نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور ہمیں یہ علم نہ تھا کہ حجۃ الوداع کا مطلب کیا ہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر دجال کا ذکر کیا اور تفصیل سے ذکر کیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے دجال کے بارے اپنی امت کو ڈرایا اس سے نوح علیہ السلام اور بعد کے نبیوں نے ڈرایا اور وہ اگر تم میں نکل آئے تو تم پر وہ مخفی نہ رہے گا تم پر یہ بات واضح ہے کہ تمہارا رب کا نام نہیں اور وہ دائیں آنکھ سے کان ہو گا اس کی آنکھ

(207) وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَلَا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ حَتَّى حَمَدَ اللَّهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ فَأُظْنِبَ فِي ذِكْرِهِ، وَقَالَ: مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أُنْذِرَهُ أُمَّتَهُ أُنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِنَّهُ إِنْ يَخْرُجُ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ إِنْ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى، كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَةً طَافِيَةً. إِلَّا إِنْ

اللّٰهُ حَزَمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَحَزَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي نَفْسِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، أَلَا هَلْ يَلْتَفِتُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ لَنَاكَ وَنَيْلَكُمْ - أَوْ وَيَحْتَكُمْ - انْظُرُوا: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ رَوَاهُ الْمُخَارِئِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ بَعْضَهُ.

ابھرے ہوئے انگوڑ کی طرح ہوگی خبردار اللہ نے تم پر تمہارے خون اور مال حرام کر دیے ہیں جس طرح تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے کی اس دن کی حرمت ہے۔ خبردار کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہاں آپ نے تین بار کہا: اے اللہ! گواہ ہو جا۔ پھر فرمایا: تم پر افسوس ہے دیکھنا میرے بعد کافر بن کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنا۔ (بخاری) اس کے بعد کا حصہ مسلم نے روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب حجة الوداع، ج ۵ ص ۱۶۶، رقم: ۲۲۰۲) (دار طوق النجاة) صحیح مسلم، باب ذکر ابن صیاد، ج ۸ ص ۱۱۳، رقم: ۵۲۰، مسند ابی یعلیٰ، مسند عبداللہ بن مسعود، ج ۱ ص ۲۳۳، رقم: ۵۸۶) (دار البیاض للتراث دمشق) مسند امام احمد، مسند عبداللہ بن عمر، ج ۲ ص ۱۳۵، رقم: ۶۱۸۵

شرح حدیث: مسلمان کا قتل

مسلمان کا خون ناحق کرنا یہ بھی جہنم میں لے جانے والا گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کا ہلاک ہو جانا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلکا ہے۔ (تفسیر خازن العرقان، پ ۵، النساء: ۹۳)

قرآن مجید میں ہے کہ

وَمَنْ يُّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَبِدًا قَدْ أَذًى جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَتْهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کیلئے تیار رکھا بڑا عذاب۔ (پ ۵، النساء: 93)

دوسری آیت میں یہ ارشاد فرمایا کہ

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔ (پ 8، الانعام: 151)

اور ایک دوسری آیت میں یہ بھی فرمایا کہ

وَإِذَا النُّفُودَةُ سُئِلَتْ ۖ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور جب زندہ دبا کی ہوئی سے پوچھا جائے کس خطا پر ماری گئی۔ (پ 30، اٹکویر: 9، 8)
اب اس مضمون کے بارے میں چند حدیثیں بھی پڑھ لیجئے جو بہت رقت انگیز و عبرت خیز ہیں۔

حضرت ابوسعید و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اگر تمام آسمان و زمین والے ایک مسلمان کا خون کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن سب کو منہ کے بل اوندھا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب الدیات، باب الحكم فی الدماء، الحدیث ۱۳۰۳، ج ۳، ص ۱۰۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) مقتول کی رگوں سے خون بہتا ہوگا اور وہ اپنے قاتل کے سر کا اگلا حصہ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے خدا عزوجل کے حضور حاضر ہوگا، اے میرے پروردگار! اس نے مجھ کو قتل کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ کر خدا عزوجل کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کریگا۔ (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ النساء، الحدیث ۳۰۴۰، ج ۳، ص ۲۳)

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔ (پ 5، النساء: 29)

ایک دوسری آیت میں ہے کہ

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ

ترجمہ کنز الایمان: اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔

(پ 5، انشاء: 29)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گناہ کے بارے میں اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ لیکن جو شرک کی حالت میں مر گیا اور جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دیا اُن دونوں کو نہیں بخشے گا۔ (مشکوۃ البصائر، کتاب القصاص، الفصل الثانی، الحدیث ۳۳۶۸، ج ۲، ص ۲۸۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب فی تعظیم قتل المؤمن، الحدیث ۴۲۷۰، ج ۴، ص ۱۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک مسلمان کے قتل میں مدد کرے اگرچہ وہ ایک لفظ بول کر بھی مدد کرے تو وہ اس حال میں (قیامت کے دن) اللہ عزوجل کے دربار میں حاضر ہوگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا کہ یہ اللہ عزوجل کی رحمت سے یوں ہو جانے والا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، باب التغلیظ فی قتل (مسلم) ظلماء، الحدیث ۲۶۲۰، ج ۳، ص ۲۶۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرنا بہت ہی سخت گناہ کبیرہ ہے۔ پھر اگر مسلمان کا قتل اس کے ایمان کی عداوت سے ہو یا قاتل مسلمان کے قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر ہوگا اور قاتل کافر ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلتا رہے گا۔ اور اگر

صرف دنیوی عداوت کی بنا پر مسلمان کو قتل کر دے اور اس قتل کو حلال نہ جانے جب بھی آخرت میں اس کی یہ سزا ہے کہ وہ مدتِ دراز تک جہنم میں رہے گا۔

دنیا میں مقتول کے وارثوں کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہیں تو قاتل کو قتل کر کے قصاص لے لیں۔ اور اگر چاہیں تو ایک سو اونٹ یا اس کی قیمت قاتل سے بطور خون بہا کے لے لیں۔ اور اگر چاہیں تو قاتل کو معاف کر دیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(208) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ ظَلَمَ قَبِيلًا بِشَيْءٍ مِنَ الْأَرْضِ، طَوَّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ ۷ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ۷ نے فرمایا: جس نے ایک بالشت کی مقدار ظلم کرتے ہوئے کسی کی زمین دہالی تو اس کو سات زمینوں سے اس کا طوق پہنایا جائے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب اللہ من ظلم شیئاً فی الارض، ج ۳، ص ۱۳۰، رقم: ۱۲۵۲، صحیح مسلم، باب تحریم الظلم، ج ۵، ص ۹، رقم: ۳۱۲۲، سنن الکبیری للہیثمی، باب التشدید فی غصب الاراضی، ج ۱، ص ۱۸، رقم: ۱۸۹۶، مسند امام احمد، حدیث السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا، ج ۱، ص ۹، رقم: ۲۲۵۲۸)

شرح حدیث: شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل کی المعتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی آلہ و آلہ عنہما اکثر اہل الکبار میں لکھتے ہیں:

ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے: اسے تکلیف کا طوق پہنایا جائے گا نہ کہ 7 زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا بلکہ قیامت کے دن اس کی گردن پر ان کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ جبکہ اصح قول وہی ہے جو سیدنا امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا تو زمین کا وہ حصہ اس کی گردن میں طوق کی طرح پھنس جائے گا۔

آئندہ آنے والی روایات بھی اسی قول کی تائید کرتی ہیں:

کسی کی زمین ناحق لینا

نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی کی زمین ناحق لی اسے اس زمین کی مٹی اٹھا کر میدانِ محشر میں لانے کا پابند بنایا جائے گا۔

(السند للإمام احمد بن حنبل، حدیث یحییٰ بن مرۃ الثقفی، الحدیث: ۱۷۵۸، ج ۶، ص ۱۷۹)

سید المبلغین، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے ظلم کسی کی ایک بالشت زمین دہالی اسے پانی تک پہنچ جانے تک کھدائی کرنے پھر اس مٹی کو اٹھا کر میدانِ محشر میں لانے کا پابند بنایا جائے گا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۹۵، ج ۲۲، ص ۲۷۱)

شفیع المدین، امین الغریبین، سرانج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو زمین کے کسی ٹکڑے پر ناحق قابض ہوا اسے 7 زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ۷۴۰، ج ۱، ص ۳۱۵)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی تیا رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! سب سے بڑا ظلم کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین کا وہ ایک گز جسے کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے حق میں سے کم کر دے، پس اس زمین کی ایک کنکری جو اس نے چھینی ہوگی اسے زمین کی تہہ تک اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا اور اس کی تہہ کو اللہ عز وجل ہی جانتا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ (المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۷۳۷، ج ۲، ص ۵۳)

محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عز وجل کے نزدیک سب سے بڑا دھوکا زمین کا وہ ٹکڑا ہے جو تم زمین یا گھر کے 2 پڑوسیوں کے درمیان پاتے ہو، پھر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے حصے میں سے ایک گز زمین کم کر دیتا ہے تو اگر وہ اسے کم کر لے گا تو اسے 7 زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا۔

(المسند للإمام احمد بن حنبل، حدیث ابی مالک الاشبھی، الحدیث: ۲۵۵، ج ۱، ص ۱۱۰)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے تو جب اچانک پکڑتا ہے تو اس کو موقعہ نہیں دیتا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: اور اسی طرح تیرے رب کی گرفت ہے جب وہ شہروں کو پکڑے اور وہ (اہل شہر) ظالم ہوں۔ بلاشبہ اس کی پکڑ دردناک سخت ہے۔

(209) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيُنْهِي لِلظَّالِمِ، فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ، ثُمَّ قَرَأَ: (وَكُلِّدَكَ أَخَذَ رَبُّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ) (هود: 102) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب تفسیر سورۃ ہود، ج ۲، ص ۱۷۶، رقم: ۴۴۰۹) (دار ابن کثیر، بیروت) صحیح مسلم، باب تحریم الظلم، ج ۸، ص ۱۸، رقم: ۱۷۴۳، سنن الکبیری للمدینی، باب تحریم الغصب واخذ اموال الناس بغیر حق، ج ۱، ص ۷، رقم: ۱۱۲۸۷، مسند ابی یعلیٰ، حدیث میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱۲، ص ۲۵۱، رقم: ۴۴۲۲، مسند البزار، مسند حذیفہ بن یمان، ج ۱، ص ۲۷۸، رقم: ۴۱۸۳)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یہاں ظالم میں تین احتمال ہیں: یا اس سے مراد لوگوں کے حقوق مارنے والا ہے یا مراد مطلقاً گنہگار یا کافر، پہلے معنی

زیادہ قوی ہیں۔ وہ بندہ خوش نصیب ہے جو پہلے گناہ پر ہی پکڑا جائے، وہ بہت ہی بد نصیب ہے جس کو گناہ پر نعمتیں ملتی رہیں۔ گناہ پر جلدی پکڑ نہ ہو تا رب تعالیٰ کا غضب ہے کہ انسان اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔

تو مشو مغرور بر علم خدا
دیر گیر دخت گیر مر ترا

مزید فرماتے ہیں:

اس آیت کریمہ میں بسیجوں سے مراد ان کفار کی بستیاں ہیں جن پر عذاب الہی آیا کہ وہاں کے باشندوں کو اولاً بہت ڈھیل دی گئی۔ پھر ہلاک کر دیئے گئے۔ (بزائۃ السانج، ج ۶، ص ۹۳۵)

عارضی عیش و عشرت

محمد بن جعفر بن یحییٰ بن خالد بن بزمک سے منقول ہے کہ جب میرا دادا یحییٰ بن خالد بن برمک قید میں تھا تو میرے والد نے اس سے پوچھا: ابا جان! ہمیں حکومت و شان و شوکت ملی، ہمارے احکامات پر عمل کیا جاتا رہا، ہماری بڑی ٹھاٹھ باٹھ تھی، اب زمانے نے ہمیں قید کر دیا اور اونی کپڑے پہننے تک نوبت آگئی، اس کی کیا وجہ ہے؟ میرے دادا نے کہا: اے میرے بیٹے! مظلوم کی پکار رات کے اند میرے میں بلند ہوتی رہی اور ہم اس سے غافل رہے، لیکن علیم و خیر پروردگار عَزَّ وَجَلَّ اس سے غافل نہیں، پھر چند اشعار پڑھے۔ جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے: کتنی ہی ایسی قومیں ہیں کہ ان کے صبح و شام نعمتوں اور آسائشوں میں گزر رہے اور زمانہ ان پر عیش و عشرت کی خوب بارشیں برساتا رہا، زمانہ ان سے خاموش رہا پھر جب بولا تو انہیں خون کے آنسوؤں لانے لگا۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، ظالموں سے ہماری حفاظت فرمائے اور مظلوموں کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(انسان کو ہر دم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ گناہوں میں ہر وقت مستغرق رہنے کے باوجود اگر ہمیں ڈھیل دی جاتی رہے تو اس ڈھیل سے خوش نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی پکڑ سے ہر دم لرزاں و ترساں رہنا چاہیے۔ بے شک اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ طاقت و دولت کے نشے میں آکر کسی غریب و مظلوم کی بددعا نہیں لینی چاہیے، کسی بے گناہ پر ظلم و ستم کے تیر چلانے والا ظالم و سخت دل شخص جب عذاب الہی عَزَّ وَجَلَّ میں گرفتار ہوتا ہے تو اس کی سب اکڑ نکل جاتی ہے اور مظلوم کی دعا بہت جلد مقبول ہوتی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ ظلم و ستم اور تمام برے افعال سے اجتناب کرے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بے نیازی سے ہر دم ڈرتا رہے کہ نہ جانے ہمارے بارے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی خفیہ تدبیر کیا ہے؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخير فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول

(210) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِنُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلِنُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاءِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَإِيَّاكَ وَكَوَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَآتِي دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللہ ﷻ نے (میں) بھیجا تو فرمایا تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں تو ان کو دعوت دو کہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں پس اگر مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ہر رات اور دن میں پانچ نماز فرض کی ہیں تو اگر وہ مان جائیں تو ان کو بتاؤ کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء میں لوٹا دی جائے گی اگر وہ یہ مان لیں تو (وصول کے وقت) ان کے عمدہ مال لینے سے بچنا اور مظلوم کی بدعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب نہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب وجوب الزکاة، ج ۲، ص ۱۰۲، رقم: ۱۳۱۵، صحیح مسلم، باب الدعاء الی الشہادتین وشرائع الاسلام، ج ۱، ص ۲۷، رقم: ۱۳۰، سنن الکبیری للبیہقی، باب من قال لا یمخرج صدقة قوم منهم من بلدهم، ج ۱، ص ۸، رقم: ۱۳۱۲، سنن ابوداؤد، باب فی زکاة السائمة، ج ۲، ص ۱۶، رقم: ۱۵۸۶، سنن ترمذی، باب ما جاء فی کراهیة اخذ خیار المال فی الصدقة، ج ۱، ص ۱۱۲، رقم: ۶۲۵)

شرح حدیث: سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم لوگوں پر تنقید کرو گے تو وہ بھی تمہیں تنقید کا نشانہ بنائیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ بھی دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ لہذا عقلمند وہی ہے جو تنگدستی کے دن کے لئے اپنی زندگی اور عزت کو وقف کر دے اور مؤمن کے غصہ پی لینے سے بڑھ کر کوئی گھونٹ اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں، اس لئے عفو و درگزر سے کام لیا کرو اللہ عزوجل تمہیں عزت عطا فرمادے گا اور یتیم کی آہ اور مظلوم کی بدعا سے بچتے رہو کیونکہ یہ (دونوں) راتوں رات عرش تک پہنچ جاتی ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ (بخاری مؤرخ مولف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

دشمن صحابہ کا انجام

ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے الفاظ کہنے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی اس خبیث حرکت سے باز رہو ورنہ میں تمہارے

لئے بددعا کروں گا۔ اس گستاخ و بے باک نے کہہ دیا کہ مجھے آپ کی بددعا کی کوئی پروا نہیں۔ آپ کی بددعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ یہ سن کر آپ کو جلال آگیا اور آپ نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اگر اس شخص نے تیرے پیارے نبی کے پیارے صحابیوں کی توہین کی ہے تو آج ہی اس کو اپنے قہر و غضب کی نشانی دکھا دے تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ اس دعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا تو بالکل ہی اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو دانتوں سے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس کو اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑ دوڑ کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دینے لگے کہ آپ کی دعا مقبول ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دشمن ہلاک ہو گیا۔

(دلائل النبوة للسیوطی، باب ماجاء فی دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص... الخ، ج ۶، ص ۱۹۰)

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے انصاری ہیں اور قبیلہ انصار میں خاندان اوس کے بہت ہی نامی گرامی فرزند ہیں۔ بہت ہی پر جوش اور جانباز صحابی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے انکو بے پناہ والہانہ عشق تھا۔ جنگ بدر میں دل کھول کر انتہائی بہادری کے ساتھ کفار سے لڑے۔ جنگ احد میں بھی آپ کے مجاہدانہ کارنامے شجاعت کے شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ۳ھ میں عسفان و مکہ مکرمہ کے درمیان مقام زبجیم میں یہ کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ چونکہ انہوں نے جنگ بدر میں کفار مکہ کے ایک مشہور سردار حارث بن عامر کو قتل کر دیا تھا اس لئے ان کے بیٹوں نے ان کو خرید لیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کو اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا۔ پھر مکہ مکرمہ سے باہر مقام یثعیم میں لے جا کر ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا۔ اسلام میں یہ پہلے خوش نصیب صحابی ہیں جن کو کفار نے سولی پر چڑھا کر شہید کیا۔

ایک سال میں تمام قاتل ہلاک

روایت ہے کہ سولی پر چڑھائے جانے کے وقت حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاتلوں کے مجمع کی طرف دیکھ کر یہ دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اَخْصِيْهِمْ عَذَابًا وَّاقْتُلْهُمْ بِنَدَا وَّلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا۔ (یعنی اے اللہ! عزوجل تو میرے ان تمام قاتلوں کو گن کر شمار کر لے اور ان سب کو ہلاک فرما دے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ رکھ۔) ایک کافر کا بیان ہے کہ میں نے جب خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بددعا کرتے ہوئے سنا تو میں زمین پر لیٹ گیا تاکہ خبیب کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک سال پورا ہوتے ہوتے تمام وہ لوگ جو آپ کے قتل میں شریک و راضی تھے سب کے سب ہلاک و برباد ہو گئے۔ فقط تنہا میں بچ گیا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمة فی اثبات کرامات الاولیاء... الخ، المصعب الثالث فی ذکر جملة جملة... الخ، ص ۶۱۸) (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۱۰، الحدیث: ۳۹۸۹، ج ۳، ص ۱۵) (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب

الغازی، باب غزوة الزنج... الخ، تحت الحدیث: ۸۶۰، ج ۷، ص ۳۲۷

ولی کے گستاخ کا عبرتناک انجام

ابن سقا جو کہ بغداد کا مشہور فاضل اور ذکی شخص تھا، اللہ عزوجل کے ایک ولی کی گستاخی کا مرتکب ہوا، ان کی ولایت کا انکار کیا تو انہوں نے اسے بدو عادی، یہ قسطنطنیہ منتقل ہوا، وہاں ایک عورت کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گیا، پھر اس کی وجہ سے نصرانی ہو گیا، اس کے بعد کسی موذی مرض میں مبتلا ہوا تو اسے سڑک پر پھینک دیا گیا، تو وہ بھیک مانگنے لگا، وہاں سے اس کا کوئی جاننے والا گزرا، اس نے اس سے واقعہ دریافت کیا تو اس نے اپنی آزمائش کا حال سنا دیا اور بتایا: میں نصرانی ہو گیا ہوں اور اب قرآن پاک کا کوئی ایک حرف یاد کرنے پر بھی قدرت نہیں پاتا اور نہ ہی میرے دل میں اس کا خیال آتا ہے۔ اس شخص کا بیان ہے پھر میں تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہاں سے گزرا تو میں نے اسے نزع کے عالم میں پایا، اس کا چہرہ شرق کی طرف تھا میں جب بھی اسے قبلہ کی طرف پھیرتا تو وہ پھر مشرق کی طرف پھر جاتا اور روح نکلنے تک ایسے ہی رہا۔

(الذوالرحمن اثر ابن الکلباء مؤلف فیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل الحنفی الثانی علیہ رحمۃ اللہ القوی السنوئی ۱۰۷۳ھ)

(211) وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ

بِالسَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ اللَّحْيَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ، قَالَ: هَذَا لَكُمْ، وَهَذَا أُهْدِيَ إِلَيَّ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي اسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مَعًا وَلَا لِي بِاللَّهِ، فَيَأْتِي فَيَقُولُ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ إِلَيَّ، أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ أُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا، وَاللَّهُ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَعَنَ اللَّهُ تَعَالَى، يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، فَلَا أَعْرِفُ أَحَدًا مِنْكُمْ لَعَنَ اللَّهُ يَحْمِلُ بَعِيدًا لَهُ رُغَامٌ أَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خَوَارٌ، أَوْ شَاةٌ تُبْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَوَى بَيَاضُ إِبْطِئِهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ ثَلَاثًا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ.

حضرت ابو حمید عبد الرحمن بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے از قبیلہ کے ایک آدمی کو زکوٰۃ کی وصولی پر عامل بنایا۔ اس کا نام ابن لحبیہ تھا۔ جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا یہ تمہارے لیے ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: اما بعد! میں تم میں سے کسی کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں جو ایسے امور سے ہے جن پر مجھے اللہ تعالیٰ نے حاکم بنایا ہے وہ واپس آ کر کہتا ہے یہ تمہارے لیے اور یہ میرے لیے وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا کہ اس کا ہدیہ اس کے پاس آتا اگر سچا ہوتا۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی جو چیز ناحق لے گا وہ روز حشر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت اس کو اٹھائے ہوئے ہوگا میں کسی کو اس طرح نہ دیکھوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت بلبلاتے ہوئے اونٹ کی آواز نکالتا ہوا میاں پاتی ہوئی گائے یا بکری کو اٹھائے

ہوئے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھادیے حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ نے تین بار کہا: اے اللہ! کیا میں نے بات پہنچا دی ہے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب احتیال العامل لہدیٰ لہ، ج ۱ ص ۲۵۵، رقم: ۲۵۴۸، صحیح مسلم، باب تحریم مہدایا العمال، ج ۱ ص ۱۱، رقم: ۲۵۴۸، صحیح ابن حزم، باب صفة اتيان الساعي يوم القيامة، ج ۲ ص ۵۲، رقم: ۲۳۲۰، جامع الاصول لابن اثیر، الباب الرابع في عامل الزكوة وما يجب له وعليه، ج ۲ ص ۱۳۶، رقم: ۱۲۴۶)

شرح حدیث: جہنم میں پھینکا جائے گا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، اللہ کے محبوب، دانائے غیب، مقرر و عنین الغیب عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: جو شخص دس افراد کا حاکم بنا پھر ان کے درمیان فیصلے کرتا رہا، لوگوں نے اس کے فیصلے پسند کئے ہوں یا ناپسند۔ قیامت کے دن اُسے اس حال میں پیش کیا جائے گا کہ اُس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے۔ اب اگر (دنیا میں) اللہ عز و جل کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ کیا ہوگا اور رشوت بھی نہ لی ہوگی اور نہ ہی ظلم کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو آزاد فرمادے گا اور اگر اللہ عز و جل کے نازل فرمودہ احکام کے خلاف فیصلہ کیا ہوگا، رشوت بھی لی ہوگی اور نا انصافی کی ہوگی تو اس کا بایاں ہاتھ داکین ہاتھ کے ساتھ باندھا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو یہ جہنم کی بہ تک پانچ سو سال میں بھی نہ پہنچ سکے گا۔

(المعجم للحاکم ج ۵ ص ۱۳۰ حدیث ۱۵۱ دار المعرفۃ بیروت)

مال حرام کے شرعی احکام

حرام مال کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک وہ حرام مال جو چوری، رشوت، غصب اور انہیں جیسے دیگر ذرائع سے ملا ہو اس کو حاصل کرنے والا اس کا اصل یعنی بالکل مالک ہی نہیں بننا اور اس مال کے لئے شرعاً فرض ہے کہ جس کا ہے اُسی کو لوٹا دیا جائے وہ نہ رہا ہو تو واریثوں کو دے اور ان کا بھی پتا نہ چلے تو پلانیتِ ثواب فقیر پر خیرات کر دے (۲) دوسرا وہ حرام مال جس میں قبضہ کر لینے سے ملکِ خبیث حاصل ہو جاتی ہے اور یہ وہ مال ہے جو کسی عقد فاسد کے ذریعہ حاصل ہوا ہو جیسے سود یا داڑھی مونڈنے یا خشکی کرنے کی اجرت وغیرہ۔ اس کا بھی وہی حکم ہے مگر فرق یہ ہے کہ اس کو مالک یا اس کے ورثاء کو لوٹنا فرض نہیں اولاً فقیر کو بھی پلانیتِ ثواب خیرات میں دے سکتا ہے۔ البتہ افضل یہی ہے کہ مالک یا ورثاء کو لوٹا دے۔

(ماخوذ از: فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۵۱، ۵۵۲ وغیرہ)

ہدیہ قبول کرنے سے اجتناب

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبزی سے سحری اور افطاری کرتے۔ اکثر اوقات روٹی کو نمک سے ملا کر تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک پلیٹ بطور ہدیہ پیش کی، اس میں سیب اور مختلف پھل رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے کچھ کھا لئے بغیر واپس لوٹا دیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی: کیا نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرِ ذر، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں، لیکن رسول اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا ہوا ہدیہ، ہدیہ تھا جبکہ ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے رشوت ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۲۷۷، ج ۵، ص ۳۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جس کے ذمہ اپنے بھائی پر کیا ہوا ظلم اس کی عزت یا کسی اور چیز کے سلسلہ میں موجود ہو تو وہ اس سے آج معاف کرا لے اس سے پہلے کہ دینار ہوں گے نہ درہم۔ اگر اس کا عمل اچھا ہوگا تو مقدار ظلم کے ساتھ وہ عمل ضائع کیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے ساتھی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری)

(212) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ، مِنْ عَرَضٍ أَوْ مِنْ شَيْءٍ، فَلْيَتَعَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتٍ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب القصاص يوم القيامة، ج ۵ ص ۲۲۹، رقم: ۶۶۶۶ سنن الکبریٰ لسیہقی: باب ما ینبیٰ لکل مسلم ان یتعطلہ من قصر الامل، ج ۲ ص ۲۶۹، رقم: ۶۷۴۸ سنن ترمذی: باب ما جاء فی شان الحساب والقصاص، ج ۲ ص ۶۱۲، رقم: ۲۴۱۹ مسند الشامیین للطبرانی: من اسمہ خالد بن حمید المہری، ج ۲ ص ۲۷۳، رقم: ۱۳۲۶ مسند الزوار، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ج ۲ ص ۲۴۸، رقم: ۸۴۱۷)

شرح حدیث: شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الاعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب جنتی زیور میں لکھتے ہیں:

حقوق کو ادا کرو یا معاف کرا لو!

اگر کسی کا تمہارے اوپر کوئی حق تھا اور تم اس کو کسی وجہ سے ادا نہیں کر سکے تو اگر وہ حق ادا کرنے کے قابل کوئی چیز ہو مثلاً کسی کا تمہارے اوپر قرض رہ گیا تھا تو اس کو ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں یا تو خود حق والے کو اس کا حق دے دو۔ یعنی جس سے قرض لیا تھا اسی کو قرض ادا کرو یا اس سے قرض معاف کرا لو اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کو اس کا حق یعنی

قرض ادا کر دو۔ اور اگر وہ حق ادا کرنے کی چیز نہ ہو بلکہ معاف کرانے کے قابل ہو مثلاً کسی کی غیبت کی ہو یا کسی پر تہمت لگائی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے اس کو معاف کرالو۔ اور اگر کسی وجہ سے حق داروں سے نہ ان کے حقوق کو معاف کر اسکا نہ ادا کر سکا۔ مثلاً صاحبان حق مرچکے ہوں تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا رہے تو امید ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صاحبان حق کو بہت زیادہ اجر و ثواب دے کر اس بات کے لئے راضی کر دے گا کہ وہ اپنے حقوق کو معاف کر دیں۔ اور اگر تمہارا کوئی حق دوسروں پر ہو۔ اور اس حق کے ملنے کی امید ہو تو نرمی کے ساتھ تقاضا کرتے رہو۔ اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنے حق کو معاف کر دو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بدلے میں بہت بڑا اور بہت زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

عام طور پر لوگ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ بندوں کے حقوق کا معاملہ بہت ہی اہم نہایت ہی سنگین اور بے حد خوفناک ہے۔ بلکہ ایک حیثیت سے دیکھا جائے تو حقوق اللہ (اللہ کے حقوق) سے زیادہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہے وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر رحم فرما کر اپنے حقوق معاف فرما دے گا مگر بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں معاف فرمائے گا۔ جب تک بندے اپنے حقوق کو نہ معاف کر دیں۔ لہذا بندوں کے حقوق کو ادا کرنا یا معاف کرالینا بے حد ضروری ہے ورنہ قیامت میں بڑی مشکلوں کا سامنا ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس درہم اور دوسرے مال و سامان نہ ہوں وہی مفلس ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت میں اعلیٰ درجے کا مفلس وہ شخص ہے کہ وہ قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی نیکیوں کو لے کر میدان حشر میں آئے گا مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر تہمت لگائی ہوگی۔ کسی کا مال کھالیا ہوگا۔ کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا تو یہ سب حقوق والے اپنے اپنے حقوق کو طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں سے تمام حقوق والوں کو ان کے حقوق کے برابر نیکیاں دلائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں سے تمام حقوق والوں کے حقوق نہ ادا ہو سکے بلکہ نیکیاں ختم ہو گئیں اور حقوق باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ تمام حقوق والوں کے گناہ اس کے سر پر لا دو۔ چنانچہ سب حق والوں کے گناہوں کو یہ سر پر اٹھائے گا پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو یہ شخص سب سے بڑا مفلس ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم النظم، رقم ۲۵۸۱، ص ۱۳۹۳)

اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ یا تو حقوق کو ادا کر دو۔ یا معاف کرالو۔ ورنہ قیامت کے دن حقوق والے تمہاری سب نیکیوں کو چھین لیں گے اور ان کے گناہوں کا بوجھ تم اپنے سر پر لے کر جہنم میں جاؤ گے۔ خدا کے لئے سوچو کہ تمہاری بے بسی اور مفلسی کا قیامت میں کیا حال ہوگا۔ (جنی زیور صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۵)

(213) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں کو چھوڑ دے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ج ۱ ص ۱۱۱ رقم: ۱۰۱۱ صحیح مسلم: باب بيان تفضل الاسلام وای امور افضل ج ۱ ص ۱۲۸ رقم: ۱۰۱۱ الاذکار للمصنف: باب فضيلة الصمت وحفظ اللسان ص ۱۰۰ رقم: ۲۷۸ المستند للعالم: کتاب الایمان ج ۱ ص ۵۲ رقم: ۲۲ سنن ترمذی: باب ما جاء في ان المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ج ۱ ص ۱۰۱ رقم: ۲۶۲۴)

شرح حدیث: وہ کیسے سلامتی پاسکتا ہے؟

حضرت سیّدنا ہارون بن سعید بن یثیم اہلی علیہ رحمۃ اللہ الولی نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت سیّدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی جیسا کوئی نہ دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہر میں ہمارے پاس تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: ایک قریشی فقیہ ہمارے پاس آئے ہیں۔ پس ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ خوبصورت چہرے والا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ ہم انتظار کرتے رہے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا کر لی تو گفتگو کا آغاز فرمایا۔ ہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا کلام کرنے والا بھی کوئی نہ دیکھا۔

حضرت سیّدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی عام طور پر حقیقت، دنیا سے بے رغبتی اور دلوں کے بھیدوں کے متعلق کلام فرمایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: وہ شخص دنیا سے کیسے بے رغبت ہو سکتا ہے جو آخرت کی معرفت نہیں رکھتا؟ وہ کیسے دنیا سے خلاصی پاسکتا ہے جو خود کو جھوٹی طمع سے خالی نہ کرے؟ وہ کیسے سلامتی پاسکتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ نہ ہوں؟ وہ کیسے حکمت پاسکتا ہے جس کا کلام رضائے الہی عزّ و جلّ کے لئے نہ ہو؟

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود والمذموم واتساعهما واحکامهما، ج ۱ ص ۴۶)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظلم، تم ۲۵۸۰، ص ۱۳۹۲)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان فرد واحد کی طرح ہیں جب اس کے سر میں تکلیف ہو تو بخار اور بے آرامی میں سارا جسم اس کا شریک ہو جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المؤمنین.... الخ، رقم: ۲۵۸۶، ج ۱ ص ۱۳۹۶)

مسلمان، مومن اور مہاجر کی تعریف

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، پیکر جود و سخاوت، سراپا رحمت، محبوب رب العزت عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیمۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: کیا تمہیں مومن کے بارے میں خبر نہ دوں؟ پھر ارشاد فرمایا: مومن وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان اپنی جان اور اپنے اموال سے بے خوف ہوں اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مجاہد وہ ہے جس نے اطاعت خداوندی عز وجل کے معاملے میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا اور مہاجر وہ ہے جس نے خطا اور گناہوں سے عیبہ کی اختیار کی۔ (المسجد رک للمحکم ج ۱ ص ۱۵۸)

(214) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عَلَى قَلْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةٌ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَوَجَدُوا عَبَاثَةً قَدْ غَلَّهَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامان پر ایک آدمی کی ڈیوٹی تھی اس کو کر کرہ کہا جاتا تھا وہ فوت ہو گیا رسول ﷺ نے فرمایا: وہ آگ میں ہے صحابہ اس کو دیکھنے لگے تو انہیں خیانت کی ہوئی چادر ملی۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب القلیل من الغلول، ج ۲ ص ۱۱۹، رقم: ۲۹۰۹، السنن الصغریٰ للبیہقی، باب تحریر الغلول فی الغنیمۃ، ج ۲ ص ۱۰۲، رقم: ۳۸۶۱، جامع الاصول لابن اثیر، الفرع الخامس فی الغلول، ج ۱ ص ۱۱، رقم: ۱۲۱۵، مشکوٰۃ البصایح، باب قسۃ الغنائم، ج ۲ ص ۴۰۸، رقم: ۲۷۸۸)

شرح حدیث: خیانت کی تعریف: الخیانة هو التصرف فی الأمانة علی خلاف الشرع.

یعنی: اجازت شرعیہ کے بغیر کسی کی امانت میں تصرف کرنا خیانت ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الایمان، باب علامات النفاق، ج ۱ ص ۳۲۸)

بدعہد، غدار، خائن اور دھوکے باز کی مذمت

حضور پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: قیامت کے دن ہر خیانت کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الغدر، الحدیث: ۶۸۶، ج ۳ ص ۲۰۷)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر خائن کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا: سن لو! یہ فلاں بن فلاں کی خیانت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر، الحدیث: ۴۵۳، ص ۹۸۶)

نبی مکرم، ثور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: بد عہدی کرنے والے ہر شخص کے لئے قیامت کے دن اس کی بد عہدی کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد، باب البیعت، الحدیث: ۲۸۷۳، ص ۲۶۵۰)

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ہر خائن کے لئے قیامت کے دن ایک علم ہوگا جسے اس کی خیانت کے مطابق بلند کیا جائے گا، سن لو! حکمران سے بڑا خیانت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر، الحدیث: ۴۵۳۸، ص ۹۸۶)

مالی مظالم سے توبہ

جاننا چاہیے! جو شخص توبہ کرے اور اس کے قبضہ میں مخلوط (یعنی ملا جلا) مال ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ حرام کو الگ کر دے اور دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ اس نکالے ہوئے مال کو خرچ کر دے۔

پہلی ذمہ داری: تمیز کرنے اور حرام مال کو الگ کرنے کے بارے میں ہے اگر وہ مال معلوم ہے، جو کسی سے چھینا ہے یا امانت وغیرہ کا مال ہے تو اس کا معاملہ آسان ہے، اگر وہ ملا ہوا ہے مثلاً اسے معلوم ہے کہ اس میں نصف مال حرام ہے یا ایسی تجارت سے کمایا ہے جس میں جھوٹ بولا اور خیانت کی تو اس پر اتنی مقدار الگ کر دینا لازم ہے اور اگر مقدار معلوم نہ ہو تو احتیاط، ظن غالب اور یقین سے اسے الگ کر دے۔

دوسری ذمہ داری: مال کو خرچ کرنے کے بارے میں ہے، جب وہ حرام مال الگ کر دے تو اگر اس مال کا کوئی معین مالک ہو تو اسے لوٹا دے اور اگر مالک نہ ہو تو در ثناء کی طرف لوٹا دے اور اگر غائب ہو تو اس کے آنے کا انتظار کرے یا جس جگہ وہ ہے وہاں پہنچانے کی مشقت اٹھائے اور اگر اس مال کا کوئی معین مالک نہ ہو تو اسے صدقہ کر دے یا مسلمانوں کے مصالح مثلاً سرائیں، مساجد اور پل وغیرہ بنانے پر خرچ کر دے، بہتر یہ ہے کہ کسی ایما عمار قاضی کے سپرد کر دے، بددیانت قاضی کے سپرد کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہوگا اور اس حرام مال کو صدقہ کرنے اور مسلمانوں کے مصالح پر خرچ کرنے کے جواز پر بہت سی احادیث اور اقوال دلالت کرتے ہیں۔

(215) وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ: إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ

اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ: السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا،

مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثٌ مَثَوَالِييَاتٍ: ذُو الْقَعْدَةِ،

حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زمانہ گھوم گیا ہے جس

طرح زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت اس کی حالت

تھی۔ سال میں بارہ ماہ ہیں۔ ان میں سے چار حرمت

و عزت والے ہیں۔ تین لگاتار ذوالقعدة، ذوالحجہ اور محرم

وَهُوَ الْحِجَّةُ، وَالْمَحْرَمُ، وَرَجَبٌ مُطَهَّرٌ الَّذِي بَيْنَ
جُمَادَى وَشَعْبَانَ، أَيْ شَهْرٌ هَذَا، قُلْنَا: اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَيِّئُهُ
بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلَى.
قَالَ: فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.
فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَيِّئُهُ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ:
أَلَيْسَ الْبُلْدَةُ؟ قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟
قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ
سَيُسَيِّئُهُ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟
قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ
وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا
فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ
فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي
كَفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ بِقَابِ بَعْضٍ، أَلَا لِيَبْلَغَ
الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضٌ مِّنْ يُّبْلَغُهُ أَنْ يَكُونَ
أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ مِّنْ سَمْعِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِلَّا هَلْ
بَلَّغْتُ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: اللَّهُمَّ
اشْهَدْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

اور مضر قبیلے کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے
درمیان ہے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور
اس کا رسول جانے پس آپ خاموش ہو گئے۔ یہاں
تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھ
دیں گے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہم نے کہا: جی ہاں!
فرمایا: یہ کون سا شہر ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول
زیادہ جانیں آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ
آپ اس کا نام کچھ اور رکھ دیں گے پھر فرمایا: کیا یہ خاص
شہر نہیں ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں فرمایا یہ کون سا دن
ہے ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانیں
آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس کا
کچھ اور نام رکھ دیں گے۔ پھر فرمایا کیا یہ یوم نحر نہیں؟ ہم
نے عرض کیا: کیوں نہیں فرمایا بے شک تمہارے خون،
تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں
جس طرح تمہارے اس ماہ میں اس شہر میں اس دن کی
حرمت ہے عنقریب تم اپنے رب کو ملو گے وہ تم سے
تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ خبردار
میرے بعد کفار نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں
مارنے لگو۔ خبردار حاضر غیر حاضر کو پہنچا دے ہو سکتا ہے
جس تک بات پہنچائی جائے وہ سننے والوں میں سے
بعض کی نسبت زیادہ سمجھ والا ہو۔ پھر آپ نے اس کے
بعد کہا خبردار کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔ خبردار کیا میں نے
پہنچا دیا ہے ہم نے عرض کیا: ہاں آپ نے فرمایا: اے
اللہ! گواہ ہو جا۔ (متفق علیہ)

تحریر الدعاء والاعراض والاموال ج ۱ ص ۱۰۷ رقم: ۱۰۷۷ سنن الکبیری للبیہقی باب من کره ان یقال للمعمر صغیر ج ۱ ص ۱۱۵ رقم: ۱۰۷۸ سنن ابوداؤد باب الاشهر الحرم ج ۱ ص ۱۲۰ رقم: ۱۲۱ صحیح ابن حبان باب الجنایات ج ۱ ص ۲۱۲ رقم: ۲۱۳ (مؤسسة الرسالة بیروت)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اہل عرب زمانہ جاہلیت میں دو حرکتیں کرتے تھے ایک تو کبھی سال کو تیرہ ماہ کا بنا دیتا۔ دوسرے مہینوں کی تبدیلی اگر ان کی جنگ کے زمانہ میں ماہ حرم مثلاً رجب آجاتا اور ابھی جنگ باقی ہوتی تو اسے کوئی اور مہینہ قرار دے لیتے تاکہ جنگ جاری رکھ سکیں، پھر جنگ ختم ہونے کے بعد کسی اور مہینے کو رجب مان لیتے، یوں ہی بقرعید میں تبدیلی کر لیتے تھے تاکہ حج جس موقع پر آسان ہو اس پر کر لیں۔ چنانچہ جس سال جناب آمنہ خاتون حاملہ ہوتی ہیں اسی سال رجب کو بقرعید مان کر حج کیا گیا تھا اسی لیے روایات میں آتا ہے کہ جناب آمنہ کا حاملہ ہونا ایام منی میں ہوا، جس سال حضور انور نے حج کیا اسی سال حسن اتفاق سے سال بارہ ماہ کا ہوا اور ہر مہینہ اپنے اصل پر منایا گیا۔ اس فرمان عالی میں یہ ہی ارشاد ہے کہ اس سال ہر مہینہ اس وقت ہوا ہے جس وقت رب نے اسے مقرر کیا تھا مہینے گھومتے پھرتے ہوئے اس سال اپنے صحیح وقت پر گزرے۔ ہماری اس تقریر سے وہ اعتراض اٹھ گیا کہ جب استقرار حمل شریف ایام حج میں ہوا اور ربیع الاول میں ولادت مبارک ہوئی تو نو ماہ کیسے پورے ہوئے۔ معلوم ہو گیا کہ وہ ماہ رجب تھا جسے بقرعید بنا کر حج کیا گیا تھا۔

مزید فرماتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں یہ چار ماہ بڑی حرمت والے تھے جن میں جنگ حرام تھی، اسلام میں ان مہینوں کی حرمت تو برقرار رکھی کہ ان میں گناہ کو سخت جرم قرار دیا جیسے بحالت احرام حرم شریف میں گناہ سخت جرم ہے مگر جنگ کی حرمت کو منسوخ فرمادیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف شوال میں اور غزوہ حنین ذی قعدہ میں کیا، حضور انور کے بعد صحابہ کرام ہر مہینہ میں جہاد کرتے رہے۔ مضر ایک قبیلہ کے مورث اعلیٰ کا نام ہے جس کے نام سے یہ قبیلہ مضر کہلاتا ہے، چونکہ وہ شخص لسی بہت پسند کرتا تھا اور اس کا رنگ بھی لسی کی طرح سفید تھا اس لیے اسے مضر کہتے تھے، مضر کے معنی ہیں مٹھایا لسی، چونکہ یہ قبیلہ ماہ رجب کا بہت ہی ادب و احترام کرتا تھا اس لیے رجب اس قبیلہ کی طرف منسوب فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ مکہ معظمہ ۸ھ میں فتح ہوا، اس سال حضور انور نے امیر الحج عتاب ابن اسید کو مقرر کیا اور ۹ھ کے حج کا امیر ابو بکر صدیق کو اور ۱۰ھ میں خود حج فرمایا تو یقیناً ۹ھ و ۱۰ھ میں بھی ہر مہینے اپنے موقع پر تھا اور حج صحیح وقت پر ادا ہوا تھا ورنہ سرکار کبھی غلط وقت پر حج کی اجازت نہ دیتے لہذا اس جملہ شریف کے یہ معنی نہیں کہ صرف اس سال ہی سال درست گزرا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس سال صحیح حج ہوا گزشتہ سالوں کی طرح اور اب تم مہینے اس حساب سے گزارنا۔ (مرآت و فتح الباری) خیال رہے کہ قبیلہ مضر نے ماہ رجب میں کبھی تبدیلی نہ کی تھی اس لیے رجب کو انہیں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اور

انہیں کے رجب سے حساب لگتا تھا۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

یہ صیہ کرام کا ادب بارگاہ رسالت ہے کہ باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ آج حج ہے، بقرعید کا مہینہ ہے، دسویں ذی الحجہ ہے مگر جواب نہ دیا کیونکہ رب نے فرمایا: لَا تَقْعِدُوا يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ خاموش رہنا اہتمام کے لیے تھا کہ جو چیز انتظار کے بعد معلوم ہو وہ یاد خوب رہتی ہے، اس جواب سے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ رسول جانیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر رب کے ساتھ کرنا شرک نہیں عین ایمان ہے، اللہ رسول کے ملائے کا نام ایمان ہے الگ کرنے کا نام کفر، رب تعالیٰ فرماتا ہے: يُؤَيِّدُزَنَ أَنْ يُغْفِرُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ اور فرماتا ہے: أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا۔

حدود حرم کے فضائل پر ارشاد فرماتے ہیں:

عام علماء فرماتے ہیں کہ حدود حرم میں جیسے نیکی ایک کی ایک لاکھ بن جاتی ہے ویسے ہی گناہ بھی ایک کا لکھ ہے اس لیے حضور نے ارشاد فرمایا جیسے یہاں کا گناہ دوسرے مقامات کے گناہ سے سخت تر ہے ایسے ہی مسلمان کے خون مال آبرو ظلمنا برباد کرنا سخت تر ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُؤْذِ فِيهِ بِالْحَاكِ بِظُلْمٍ يُذِثُّهُ مِنْ عَذَابِ إِلِيمٍ۔ محققین علماء فرماتے ہیں کہ یہ زیادتی کیفیت میں ہے نہ کہ مقدار میں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ جَاءَ بِالسَّبِيَّةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلُهَا اور قیامت میں رب تعالیٰ تمہارے ہر چھوٹے بڑے جانی مالی اعمال کا حساب فرمائے گا ابھی سے اس حساب کا خیال رکھو حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں حاسبوا قبل ان تحاسبوا حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود لیتے رہو۔

آخر میں اہم ترین نکتہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہاں ضلال فرمایا گیا ضال کی جمع، بعض روایات میں کفار ہے یعنی میرے بعد تم لوگ گمراہ یا کفار جیسے ظالم نہ بن جانا کہ بعض مسلمان بعض کو ظلمنا قتل کرنے لگیں، یہ خطاب صرف صحابہ کرام سے نہیں بلکہ تاقیامت ساری امت سے ہے۔ خیال رہے کہ آخری خلافت عثمانیہ اور خلافت مرتضویہ میں جو صحابہ کرام میں لڑائیاں ہوئیں وہ غلط فہمی یا خطاء اجتہادی کی بنا پر تھیں نہ کہ نفسانیت و ظلم سے جیسے حضرت خالد نے خود حضور انور کے زمانہ میں ایک قوم کو جنہوں نے صبا کہا تھا کافر سمجھ کر قتل کر دیا اور حضور انور نے حضرت خالد کو نہ قاسق قرار دیا نہ ظالم یا کافر بلکہ انہیں توبہ کا بھی حکم نہ دیا۔ یہاں ظالم قتل کو کافر یا گمراہ فرمانا عمل کے لحاظ سے ہے نہ کہ عقیدے کے اعتبار سے یعنی یہ قتل و خون ریزی کفار کا طریقہ ہے، جیسے قرآن کریم فرماتا ہے: وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ تم لوگ نماز قائم کرو مشرکوں سے نہ ہو جاؤ حالانکہ نماز نہ پڑھنا شرک نہیں لہذا اس حدیث سے ردائض یہ نہیں کہہ سکتے کہ صحابہ حضور کے بعد آپس کی جنگوں کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تین چیزیں فرمائیں: اپنی تبلیغ پر تمام کو گواہ بنایا، اب بھی حجاج روضہ اقدس پر

عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے پوری تبلیغ فرمادی یہ عرض اس سوال کا جواب ہے۔ دوسرے تمام صحابہ کو احادیث کی تبلیغ کا حکم دیا علماء کو چاہیے کہ دین چھپائیں نہیں، یہ حضور کی امانت ہے امت کے حوالہ کر دیں۔ تیسرے یہ کہ رحمت الہی کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا مچن اسلام میں پھول کھلتے رہیں گے میرے بعد بعض علماء آج کل کے بعض صحابہ سے زیادہ ذہین و نکتہ رس ہوں گے، رب نے اپنے حبیب کی اس بات کو کیسا سچا کیا۔ سبحان اللہ! چاروں امام مجتہدین دیگر فقہاء صوفیاء بعد میں پیدا ہوئے جنہوں نے ان ہی احادیث سے قیمیک موتی نکالے دین کو واضح کر دیا۔ (بزائۃ المناجیح، ج ۳، ص ۲۷۱)

(216) وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ أَيَّاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ
الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ
بِتَبَيُّنِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ
الْجَنَّةَ لَقَالَ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يُسَيِّرُنَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ، فَقَالَ: وَإِنْ قَضَيْتَ مِنْ أَرَاكَ رَوَاكُمُ مُسْلِمًا۔

حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی ؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی
مسلمان آدمی کا حق چھوٹی قسم کے ساتھ کاٹا اللہ نے اس
کے لیے آگ کو لازم کر دیا اور جنت کو حرام کر دیا ایک
آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ معمولی چیز ہو۔
فرمایا: اگرچہ پیلو کی لکڑی کا ٹکڑا ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب وعید من اقتطع حق مسلم، ج ۱، ص ۸۵، رقم: ۳۶۰، المعجم الاوسط للطبرانی، من
اسمہ مفضل، ج ۱، ص ۱۰، رقم: ۱۲۱۹، سنن الدارمی، باب فیمن اقتطع مال امری، مسلم بیہیجہ، ج ۲، ص ۳۳۵، رقم: ۲۶۰۲، سنن
الکبیری للنسائی، باب القضاء فی قلیل الماء وکثیرہ، ج ۳، ص ۲۸۱، رقم: ۵۹۸۰)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:
وہ مارا ہوا حق مال ہو یا کوئی اور چیز جیسے حق قذف (تہمت) بیوی کی باری کا حق یا مردار کی کھال یا وہ نجاستیں جو مال
نہیں مگر ان کا استعمال جائز ہے، یہ حدیث ان سب حقوق کو شامل ہے۔ (مرقات) پھر حق حقیر ہو یا عظیم۔ مسلمان کی قید
اہتمام ظاہر کرنے کے لیے ہے ورنہ ذمی اور مستامن کافر کا حق مار لینے کی بھی یہ ہی سزا ہے لہذا حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا
کہ ذمی کافر کا حق مار لینا جائز ہے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدماہم کدماہمنا واماہم کاماہمنا ان
کافروں کے خون اور مال مسلمانوں کے خون و مال کی طرح محترم ہیں اس لیے اگر مسلمان ذمی کافر کا مال چوری کرے تو اس
کا ہاتھ کٹے گا۔

مزید فرماتے ہیں:

عرب میں پیلو (وان) بہت معمولی درخت ہے، پھر اس کی شاخ جس کی مسواک ہوتی ہے وہ تو بہت ہی حقیر چیز ہے
اس لیے معمولی چیز کو اس سے تشبیہ دے دیتے ہیں۔ (بزائۃ المناجیح، ج ۵، ص ۶۵۶)
جھوٹی قسم کھانے والے کی حشر میں ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے

ایک حضری (یعنی ملک یمن کے شہر حضر موت کے باشندے) اور ایک کندی (یعنی قبیلہ رکنذہ سے وابستہ ایک شخص) نے مدینہ کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ انور میں یمن کی ایک زمین کے متعلق اپنا جھگڑا پیش کیا، حضری نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! میری زمین اس کے باپ نے چھین لی تھی، اب وہ اس کے قبضے میں ہے۔ تو میں ملزم، ٹور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی گواہی ہے؟ عرض کی: نہیں، لیکن میں اس سے قسم لوں گا کہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ میری زمین ہے جو اس کے باپ نے غصب کر لی تھی۔ کندی قسم کھانے کے لئے تیار ہو گیا تو رسول اکرم، شہنشاہ آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو (جھوٹی) قسم کھا کر کسی کا مال دبائے گا وہ بارگاہ الہی عزوجل میں اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے۔ یہ سن کر کندی نے کہہ دیا کہ یہ زمین اسی (یعنی حضری) کی ہے۔

(مشکوٰۃ ابوداؤد ج ۳ ص ۲۹۸ حدیث ۳۲۳۳)

مفسرِ ظہیر، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: سئل اللہ! یہ ہے اثر اُس زبان فیضِ ترجمان کا کہ دو کلمات میں اُس (کندی) کے دل کا حال بدل گیا اور سچی بات کہہ کر زمین سے لا دعویٰ ہو گیا۔ (مرآۃ المناجیح ج ۵ ص ۴۰۳)

جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر چھوڑتی ہے

جھوٹی قسم کے نقصانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر چھوڑتی ہے (فتاویٰ رضویہ خرداد ج ۶ ص ۶۰۲) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: جھوٹی قسم گوشتہ بات پر دانستہ (یعنی جان بوجھ کر کھانے والے پر اگرچہ) اس کا کوئی کفارہ نہیں، (مگر) اس کی سزا یہ ہے کہ جہنم کے گھولتے دریا میں غوطے دیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۶۱۱) ذرا غور کیجیے کہ اللہ عزوجل جس نے ہمیں پیدا کیا، پوری کائنات کو تخلیق کیا (یعنی بنایا)، جس پر ہر بات ظاہر ہے، کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں، حتیٰ کہ دلوں کے بھید بھی وہ خوب جانتا ہے، جو زمین و زمین بھی ہے اور قہار و جبار بھی ہے، اُس رب الامام کا نام لے کر جھوٹی قسم کھانا کتنی بڑی نادانی کی بات ہے اور وہ بھی دنیا کے کسی عارضی (وقتی) فائدے یا چند سبکوں کے لئے!

حضرت عدی بن عمیرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کو ہم نے کسی کام پر لگایا اس نے ہم سے سوئی یا اس سے بڑھ کر کوئی چیز چھپائی تو وہ خیانت ہے اس کو روز قیامت لے کر آئے گا تو ایک سیاہ رنگ کا انصاری آدمی کھڑا ہوا

(217) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ اسْتَعْمَلَنَا مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَكَتَمْنَا مَخِيطًا فَمَا فَوْقَهُ، كَانَ غُلُولًا يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ أَسْوَدٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَأَنِّي أَنْظُرُ

إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اقْبَلْ عَلَيَّ عَمَلَكَ، قَالَ: وَمَا لَكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذًا وَكَذًا، قَالَ: وَإِنَّا أَقُولُهُ الْآنَ: مَنْ اسْتَعْمَلَنَا عَلَى عَمَلٍ فَلْيَجِئْ بِقَلْبِيهِ وَكَفِيلِهِ فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا نُهِى عَنْهُ انْتَهَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھ سے اپنا کام واپس لینا قبول فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: کس لیے کہنے لگا میں نے اس بارے آپ سے ایسے ایسے سنا آپ نے فرمایا: اور میں اب بھی کہتا ہوں جس کو ہم کسی کام پر عامل بنائیں اسے سب تھوڑا اور زیادہ لانا چاہئے جو اس کو (ہماری طرف سے) دیا جائے وہ قبول کرے اور جس سے اسے روکا جائے رک جائے۔ (مسلم)

مخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب تحریم ہدایا العمال، ج ۱، ص ۱۲، رقم: ۲۸۴۸ الاحادیث والبیانات، من اسمہ عدی بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۲۸۲، رقم: ۲۴۲۴ السلن الکبزی، باب غلول الصدقة، ج ۲، ص ۱۸۸، رقم: ۴۱۱۲ المعجم الکبیر للطبرانی، من اسمہ عدی بن عمرو الکندی، ج ۱۲، ص ۱۰۴، رقم: ۱۳۳۸ مسند امام احمد، مسند عدی بن عمرو رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۱۱۲، رقم: ۱۶۴۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس طرح (آئے گا) کہ خیانت کا مال اس کے سر پر ہوگا اور قیامت کے دن رسوا ہوگا جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال خود مالک پر سوار ہوگا جس سے اسے تکلیف بھی ہوگی اور رسوائی بھی، یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ رب تعالیٰ قیامت میں اس امت کے چھپے ہوئے گناہ چھپائے گا، علانیہ گناہ اور بعض دوسرے گناہ جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے ظاہر فرمادے گا لہذا یہ حدیث ان پردہ پوشی کی احادیث کے خلاف نہیں۔ مزید فرماتے ہیں:

ان انصاری کا نام معلوم نہ ہو سکا، یہ کسی جگہ عامل مقرر ہو کر جا رہے تھے یہ وعید سن کر اپنے میں اتنی احتیاط کی قوت نہ دیکھی انہوں نے استغفیٰ پیش کیا۔ (بزاء المنان، ج ۵، ص ۶۵۰)

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عامل

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کسی عامل (یعنی صدقات جمع کرنے والے) کی طرف مکتوب بھیجا (جس میں لکھا تھا): ابا بعد! جب اللہ عزوجل تمہیں بندوں پر ظلم کرنے کی قدرت دے تو اس بات کو یاد رکھنا کہ اللہ عزوجل کو تم پر کتنی قدرت ہے اور جان لو کہ تم ان پر جو بھی ظلم کرو گے وہ ظلم ان کی موت کے بعد ان سے دور ہو جائے گا جب کہ اس کی شرمندگی اور آخرت میں جہنم کی آگ تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہے گی اور یہ بھی جان لو کہ اللہ عزوجل ظالم

سے مظلوم کا حق ضرور دلائے گا اور باز آ جاؤ اور ایسے لوگوں پر ظلم کرنے سے بچتے رہو جن کا تمہارے مقابلہ میں اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی مددگار نہیں کیونکہ اللہ عزوجل جب اپنی جانب بندے کی سچی التجاء اور اضطراب دیکھتا ہے تو فوراً اس کی مدد فرماتا ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

ترجمہ کنز الایمان: یادہ جولا چار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی۔ (پ 20، النمل: 62)

(التَّوَالِجُ عَنْ أَقْبَرِ الْأَكْبَرِ مُؤَلَّفِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ شَهَابِ الدِّينِ إِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَبْرٍ الْهَيْتَمِيِّ الشَّافِعِيِّ عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِيُّ الْخَوَلِيُّ ٥٩٤٣ هـ)

(218) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: فَلَانٌ شَهِيدٌ، وَفُلَانٌ شَهِيدٌ، حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ، فَقَالُوا: فَلَانٌ شَهِيدٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا، إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عِبَاءَةٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ جب خیر کا دن تھا تو نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک جماعت متوجہ ہوئی اور کہنے لگی: فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو کہا فلاں شہید ہے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں میں نے اسے ایک چادر کی خیانت کی وجہ سے جہنم میں دیکھا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب غلظ تحریم الغلول وانہ لا یدخل الجنة الا المؤمنون، ج ۱ ص ۵۵، رقم: ۲۲۲ صحیح ابن حبان، باب الغلول، ج ۱ ص ۱۱۶، رقم: ۲۸۵۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت) مسند امام احمد مسند عمر بن الخطاب ج ۱ ص ۲۰، رقم: ۲۰۴ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوة خیبر، ج ۱ ص ۲۱۶، رقم: ۲۸۵۰ جامع الاصول لابن الذریع الفرع الخامس فی الغلول، ج ۱ ص ۲۲۲، رقم: ۱۲۱۹

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: معلوم ہوتا ہے کہ خیبر میں چند حضرات شہید ہوئے تھے ہم نے خیبر میں سترہ شہداء خیبر کے مزارات کی زیارت کی جو تبوک سڑک پر واقع ہیں جن میں سے حضرت سلمہ ابن اکوع اور براء ابن بشر کے نام معلوم ہو سکے، باقی کے نام ہمارے مزدور کو بھی معلوم نہ تھے۔ واللہ اعلم! ان بزرگوں کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ شہید ہیں اور فوراً جنت میں پہنچ گئے کیونکہ شہید کی روح مرتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہے اس لیے اسے شہید کہتے ہیں یعنی جنت میں حاضر ہو جانے والا۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۵، ص ۱۵۰)

شیطان کی مکاری

حضرت سیدنا سبزوہ بن فاکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید المبلغین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک شیطان آدمی کے اسلام کی راہ میں بیٹھتا ہے اور کہتا ہے، تو اسلام قبول کر رہا ہے اور اپنا اور اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ رہا ہے؟ پھر اگر وہ آدمی شیطان کی بات نہ مانے اور مسلمان ہو جائے تو اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ پھر شیطان اس کی ہجرت میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے، تو ہجرت کر رہا ہے اور اپنے گھر بار، اپنی چھت اور سرزمین کو چھوڑ رہا ہے؟ پھر اگر وہ شیطان کی بات نہ مانے اور ہجرت کر لے تو شیطان بندے کے جہاد میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے، تو جہاد کر رہا ہے حالانکہ جہاد تو جان اور مال کے لئے ہوتا ہے کہ تو جہاد کر کے کسی عورت سے نکاح کر لیا اور مال غنیمت حاصل کر لیا۔ پھر اگر وہ اس کی بات نہ مانے اور جہاد کرے تو جو ایسا کر لیا اللہ عز و جل پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اسے اسکی سواری گرا کر مار دے اور اللہ عز و جل پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجہاد، رقم ۴۵۷۴، ج ۷، ص ۵۷)

شہداء کا مقام

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ عز و جل کی راہ میں جہاد اور اللہ عز و جل کے کلمات کی تصدیق کی غرض سے نکلے اللہ عز و جل اسے اپنی جنت میں داخل کرنے یا ثواب یا غنیمت کے ساتھ واپس گھر پہنچانے کی ضمانت دیتا ہے۔ (پ 17، الحج: 58، 59) (بخاری، کتاب التوحید، رقم ۷۴۶۳، ج ۴، ص ۵۶۳)

حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے کر ایک درخت کے اوپر چڑھ گئے اور مجھے ایک بہت خوبصورت اور فضیلت والے گھر میں داخل کر دیا، میں نے اس جیسا گھر کبھی نہیں دیکھا پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۱، ج ۲، ص ۲۵۱)

حضرت ابو قتادہ حارث بن ربیع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان کھڑے ہوئے ان سے ذکر کیا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد اور اللہ پر ایمان سب اعمال سے افضل ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ارشاد فرمائیں اگر میں اللہ کی راہ

(219) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رَبِيعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ، فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي

سَبِيلِ اللَّهِ، تُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُخْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَتُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُخْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الذَّنْبَ فَإِنَّ جَبْرِيْلَ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - قَالَ فِي ذَلِكَ رَوَاكَ مُسْلِمٌ.

میں شہید ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہاں اگر تو اللہ کی راہ میں قتل ہو جبکہ تو صبر کرنے والا، ثواب سمجھنے والا، متوجہ ہونے والا ہو۔ پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے کیسے کہا: اس نے عرض کیا: اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں کیا میرے گناہ مجھ سے مٹا دیے جائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہاں اگر (میدان جنگ میں) تو صبر کرنے والا، ثواب کا امیدوار بڑھ کر حملہ کرنے والا پیٹھ پھیرنے والا نہیں ہو گا۔ سوائے قرض کے کیونکہ مجھے جبریل نے یہی کہا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب من قتل فی سبیل اللہ کفر خطایاہ الا الذنن ج ۶ ص ۲۷۷، رقم: ۳۸۸۸ سنن الکبیری للبیہقی، باب ما جاء من التشدید فی الذنن ج ۶ ص ۲۵۵، رقم: ۱۱۲۸۱ موطا امام مالک، باب الشہداء فی سبیل اللہ ج ۲ ص ۲۶۱، رقم: ۵۹۶ (خارحیاء الترافہ مصر) سنن ترمذی، باب ما جاء فیمن یتشہد وعلیہ ذنن ج ۲ ص ۲۱۲، رقم: ۱۴۱۲ سنن الکبیری للبخاری، باب من قتل فی سبیل اللہ وعلیہ ذنن ج ۲ ص ۲۲، رقم: ۴۳۱۲)

شرح حدیث: قرض بہت ہی بڑا بوجھ ہے

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک آدمی فوت ہو گیا، ہم نے اسے غسل اور کفن دیا اور خوشبو لگائی، پھر ہم اسے سرکار اید قرار، شافع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر حاضر ہوئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا جنازہ پڑھائیں، ہم نے عرض کی: اس کا جنازہ پڑھائیے۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک قدم چلے پھر در یافت فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ ہم نے عرض کی: اس کے ذمہ 2 دینار ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس چلے گئے، حضرت سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ذمہ داری لے لی تو ہم دوبارہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: 2 دینار میرے ذمہ ہیں۔ تو شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تحقیق قرض خواہ کا حق پورا کر دیا گیا ہے اور اب میت اس سے بری ہے۔ حضرت سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر اس کے بعد ایک دن استفسار فرمایا: ان 2 دیناروں کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کی: وہ

فخص توکل فوت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آنے والے کل اسے (یعنی قرض خواہ کو) لوٹا دینا۔ حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں نے وہ ادا کر دیے ہیں۔ تو رسول انور، صاحب کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب اس کا جسم عذاب سے بری ہو گیا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، المحدث: ۱۳۵۴، ج ۵، ص ۸۳)
حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، وہ شخص جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں جان دی ہے (یعنی شہید ہوا ہے) اس کا ہر گناہ معاف ہو جائے گا سوائے قرض کے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ، المحدث: ۱۸۸۶، ص ۱۰۴۶)
سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے۔ جو لوگوں کا مال بطور قرض لے اور وہ نیت اس کے ادا کرنے کی رکھتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف سے ادا کر دے گا۔ اور جس شخص نے مال بطور قرض لیا اور نیت ادا کرنے کی نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس کی وجہ سے تباہ کر دے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض،، باب من اخذ اموال الناس، المحدث: ۲۳۸۷، ج ۲، ص ۱۰۵)
دیکھا آپ نے جس شخص نے اپنی جان تک اللہ عزوجل کی راہ میں قربان کر دی اس پر بھی اگر کسی کا قرض نہ ہے اور وہ ادا کر کے نہیں آیا ہے تو وہ معاف نہ ہوگا کیونکہ یہ بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے۔ جب تک قرض خواہ معاف نہ کرے اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کریگا۔

اے ہمارے پیارے اللہ! عزوجل ہمیں فراخ دلی کے ساتھ بہ نیت ثواب حاجتمندوں کو قرض دینے اور قرضدار کے ساتھ نرمی کرنے اور اپنے اوپر آتا ہوا قرض دیا ننداری سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا حق دار ہے؟

اس نے کہا: کیوں نہیں، اور کون شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عادل ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کی بنا جو، محبوب رب اکبر عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، پھر ارشاد فرمایا: اس نے سچ کہا، مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا حق دار ہے، اللہ عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے اپنا حق پریشان ہوئے بغیر وصول نہیں کر سکتا۔ پھر ارشاد فرمایا: اے خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! شمار کرو اور اسے پورا ادا کرو، جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں، نیز جو بندہ قدرت کے باوجود اپنے قرض دینے والے سے ٹال مٹول کرتا ہے تو اللہ عزوجل ہر دن اور رات اس کا گناہ لکھتا ہے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۰۲۹، ج ۳، ص ۱۰)

(220) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مِنَ الْفُلُسِ؟ قَالُوا: الْفُلُسُ فِينَا مَنْ لَا يَزْهَمُ لَهُ وَلَا مَتَاع، فَقَالَ: إِنَّ الْفُلُسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِي وَقَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَبِيتَ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْطَعَ مَا عَلَيْهِ، أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم میں سے مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہوں نہ سامان آپ (ﷺ) نے فرمایا: نہیں میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو روزِ حشر نماز روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس کا حال یہ ہوگا کہ اس نے گالی دی ہوگی کسی پر الزام لگایا ہوگا کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا پس ان کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی۔ ان کے حقوق پورے ہونے سے قبل اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اٹھا کر اس پر ڈال دیے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب تحریم الظلم: ج ۸ ص ۱۸، رقم: ۱۷۴۳، سنن الکبیری للبیہقی: باب تحریم النصب والحد اموال الناس بغیر حق: ج ۱ ص ۳۰، رقم: ۱۱۸۳۸، صحیح ابن حبان: باب الزنا وحده: ج ۱۰ ص ۲۵۹، رقم: ۳۴۱۱، مسند ابی یعلیٰ: مسند ابی ہریرہ: ج ۱۲ ص ۳۰۲، رقم: ۱۷۴۱، (دار المأمون للتراث دمشق) المعجم الاوسط للطبرانی: باب من اسماہ ابراہیم: ج ۳ ص ۱۵۶، رقم: ۲۶۶۸)

شرح حدیث: حقوق العباد سے ڈرنا

سلف صالحین کی عاداتِ مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حقوق العباد سے بہت ڈرتے تھے خواہ معمولی سی چیز مثلاً کسی کی خلال یا سوزن ہی ہو تو اس سے بھی ڈرتے تھے۔ خصوصاً جب اپنے اعمال کو نہایت کم سمجھتے تو ان کے خوف و کرب کی کوئی نہایت نہ ہوتی تھی کہ ہمارے پاس تو کوئی ایسی نیکی نہیں جسے خصم کو اس کے حق کے بدلے قیامت کے دن دے کر راضی کیا جائے۔ بسا اوقات کسی ایک ہی مظلمہ کے عوض میں عالم کی تمام نیکیاں لیکر بھی مظلوم خوش نہ ہوگا۔

حقوق العباد نہ ادا کرنا

بندوں کے حقوق کا ادا کرنا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے اور بندوں کے حقوق واجبہ نہ ادا کرنا گناہِ کبیرہ ہے جو صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ یا تو حقوق ادا کر دے یا صاحبانِ حقوق سے

حقوق معاف کرائے کیوں کہ جب تک بندے نہ معاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں فرمائے گا۔
حدیث شریف میں ہے کہ فاتوا کل ذی حق حقه یعنی ہر حق والے کا حق ادا کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من اقسم علی اخیہ... الخ، الحدیث: ۱۹۶۸، ج ۱، ص ۶۳)

آج کل بہت سے مسلمان دوسروں کے مال و سامان اور زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں اور دوسروں کا حق غصب کر لیتے ہیں۔ بہت سے لوگ قرض لے کر اس کو ادا نہیں کرتے بعض لوگ مزدوروں کی مزدوری ملازموں کی تنخواہ دبا کر بیٹھ رہتے ہیں یہ سب حقوق العباد ہیں۔ جو ان حقوق کو ادا نہ کریگا یا نہ معاف کرائے گا۔ آخرت میں اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔
اسی طرح مسلمان پر اس کے ماں باپ، بھائیوں بہنوں، بیوی بچوں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں وغیرہ کے حقوق ہیں کہ سب کے ساتھ نیک سلوک کرے اگر ان لوگوں کے حقوق کو نہ ادا کریگا تو قیامت کے دن حقوق العباد میں ماخوذ اور عذاب جہنم میں گرفتار ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بشر ہوں تم میری طرف جھگڑالے کر آتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے موقف کو بہتر انداز سے پیش کرے تو سننے کے مطابق میں اس کے لیے فیصلہ کر دوں۔ تو جس کے لیے میں اس کے بھائی کے حق میں کسی چیز کا فیصلہ اس کی بات سن کر کر دوں تو میں اس کے لیے جہنم کا ٹکڑا کاٹ رہا ہوتا ہوں۔ (شفق علیہ) الحن: یعنی زیادہ سمجھ والا

(221) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضُكُمْ أَنْ يَكُونَ أُنْحَنَ مِنْ جَنْبِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِي لَهُ بِمَنْحِهِ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فِيمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، أُنْحَنَ أُمِّي: أَعْلَمُ۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب موعظة الامام للخصوم، ج ۱، ص ۶۹، رقم: ۱۱۹، صحیح مسلم، باب الحكم بالظاهر واللعن بالحجة، ج ۵، ص ۱۱۸، رقم: ۹۵۴۰، سنن الکبیری للبیہقی، باب من قال لیس للقاضی ان یقضی بعلمه، ج ۱۰، ص ۱۳۳، رقم: ۲۱۰۰۶، موطأ امام مالک، باب الترغیب فی القضاء بالحق، ج ۲، ص ۱۱۹، رقم: ۱۳۹۹، سنن ابوداؤد، باب فی قضاء القاضی اذا اخطأ، ج ۲، ص ۲۲۸، رقم: ۲۵۸۵)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:
یعنی خدا یا خدا کا جزء یا فرشتہ یا جن نہیں ہوں خالص انسان ہوں، یہ حصر اضافی ہے لہذا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں صرف بشر ہوں نہ نبی ہوں نہ رسول، نہ نور نہ رحمۃ اللعالمین وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو لاکھوں صفات بخشی ہیں مگر حضور ہیں جنس بشر سے جیسے اَلْهَکُمُ اللّٰهُ وَحْدُ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی الہ ہے دو باتیں نہیں یہ مطلب کہ وہ الوہیت

اور وحدانیت کے سوا کسی صفت سے موصوف نہیں نہ کریم ہے نہ غفار نہ ستار نہ مالک الملک وغیرہ۔ اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ ہم ہیں بشر اور بشر سے بھول، خطا اجتہادی غلطی بھی ہو سکتی ہے اور وہ دھوکا بھی دیا جاسکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض جھوٹے مدعی اپنے کو سچا ظاہر کریں، ہم ان کی گواہی پر اعتماد کر کے اسے سچا مان لیں۔ خیال رہے کہ حضرات انبیاء کرام گناہ بدعتیگی اور ان کے ارادوں سے معصوم ہیں، خطا اجتہادی غلطی سے معصوم نہیں لہذا حدیث واضح ہے اور عصمت انبیاء کے خلاف نہیں۔

خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر و بیشتر فیصلے ظاہر پر ہوتے تھے نہ کہ حقیقت پر تا کہ قیامت تک امت کے حکام فیصلوں میں حضور کی اس سنت پر عمل کریں کہ امت کے پاس وحی، الہام شرعی، غیب پر اطلاع نہیں، اگر حضور انور کے فیصلے سارے الہام وغیرہ پر ہوتے تو امت کیسے عمل کرتی اور بعض فیصلے کشف والہام وحی پر بھی فرماتے تھے جیسے طحہ ابن ابیرق کی چوری کا مقدمہ حضور نے اپنے کشف پر فرمایا رب نے فرمایا: **إِنَّا كُنَّا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ** لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں وہاں **عَا رَاكَ اللَّهُ** میں وحی کشف والہام سب داخل ہیں کہ خدا جو آپ کو دکھائے اس پر فیصلہ فرمادیں لہذا حدیث واضح ہے۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ خضر علیہ السلام نے ایک چھوٹے بچے کو قتل کر دیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ بچہ بڑا ہو کر ماں باپ کو کافر کر دیتا یہ ہے حقیقت پر فیصلہ کہ ابھی چھوٹا ہے کوئی قصور نہیں کیا مگر خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا، رب تعالیٰ قیامت میں گواہیوں تحریروں پر فیصلہ فرمائے گا یہ ہے ظاہری قانون۔

مزید فرماتے ہیں:

یعنی میرا جو فیصلہ گواہی یا اقرار یا قسم سے انکار پر ہو گا وہ ظاہر پر ہو گا اگر واقعہ اس فیصلہ کے خلاف ہو اور فریق دوم کو معلوم ہو تو اس کے لیے اس فیصلہ سے وہ چیز حلال نہ ہو جائے گی، حکم حاکم حرام کو حلال نہیں کر سکتا لہذا اگر حاکم جھوٹی گواہی پر مال یا خون یا طلاق کا غلط فیصلہ کر دے تو مدعی اپنے مقابل کا نہ مال لے نہ قصاص، نہ طلاق کی جھوٹی گواہی پر اس کی عورت سے نکاح کرے۔ خیال رہے کہ جھوٹی گواہی وغیرہ سے جو فیصلہ ہو گا وہ فیصلہ حق ہو گا مگر اس فیصلہ میں حاکم گنہگار نہ ہو گا فریقین اور گواہ گنہگار ہوں گے لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرات انبیاء کرام خطا اجتہادی پر قائم نہیں رہتے رب تعالیٰ انہیں مطلع فرمادیتا ہے تو اس غلط فیصلہ پر حضور قائم کیوں رہتے تھے بذریعہ وحی مطلع کیوں نہ کیے جاتے تھے کیونکہ خطا اجتہادی فیصلہ ہی غلط ہوتا ہے اگرچہ اس غلطی پر گناہ نہیں اور یہاں فیصلہ حق ہے کیونکہ دلیل پر مبنی ہے، یہ فرق ضرور خیال میں رہے۔ (مرقات)

نوٹ ضروری: جن چیزوں میں حاکم و سلطان ولی ہو اپنے حکم سے نافذ کر سکتا ہو وہاں حاکم کا ایسا فیصلہ اسے حلال کر دے گا لہذا اگر کنواری لڑکی کے نکاح کے جھوٹے گواہ قائم کر دیئے گئے اور حاکم نے نکاح کا فیصلہ کر دیا تو احناف کے

نزدیک یہ فیصلہ ہی نکاح مانا جائے گا اور اس شخص کو صحبت حلال ہوگی کیونکہ حاکم لڑکی کا ولی ہے وہ نکاح اس کا کر سکتا ہے، یہ فیصلہ باطن پر ہوگا۔ چنانچہ خلافت حیدری میں ایک ایسا ہی مقدمہ نکاح کا پیش ہوا مرد نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے انکار کیا، مرد نے دو گواہ قائم کر دیئے جناب علی نے نکاح کا فیصلہ فرما دیا عورت نے عرض کیا کہ حضور اب آپ میرا نکاح اس شخص سے ہی پڑھا دیجئے تاکہ حرام سے بچوں، جناب علی نے فرمایا کہ میرا یہ فیصلہ ہی تیرا نکاح ہے۔ (حواشی بخاری کتاب النکاح، ہدایہ، یعنی وغیرہ) یہاں مال، خون، طلاق کے فیصلوں کا ذکر ہے جن میں حاکم ولی نہیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب نعیم الباری علی البخاری میں ملاحظہ کیجئے جس میں دلائل سے یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے۔ (برزائہ الناجح، ج ۵، ص ۶۵۷)

(222) وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ يُزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا فرامی: ایمان دار اپنے دین کی وجہ سے ہمیشہ
فراخی میں رہتا ہے۔ جب تک حرام خون کی بے حرمتی نہ کرے۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، کتاب الدیات ج ۵ ص ۲۰۲، رقم: ۶۸۶۲ سنن الکبیری للبیہقی، باب تحریم القتل من السنة ج ۸ ص ۲۱، رقم: ۱۶۶۷۷ مستدرک للحاکم، کتاب الحدود ج ۶ ص ۲۸۴، رقم: ۸۰۲۹ سنن ابوداؤد، باب فی تعظیم قتل المؤمن ج ۳ ص ۱۶۷، رقم: ۲۲۶۲ مسند امام احمد مسند عبداللہ بن عمر ج ۲ ص ۳۰۳، رقم: ۵۶۸۱)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں یعنی مسلمان آدمی کینسا ہی گنہگار ہو مگر وہ اسلام کی گنجائش رحمت الہی کی وسعت میں رہتا ہے اللہ سے ناامید نہیں ہوتا مگر قاتل ظالم اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں رہتا، کل قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا آئیں من رحمت اللہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو قتل مؤمن میں آدمی بات سے بھی مدد کرے وہ بھی رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے، بعض نے فرمایا کہ ظالم قاتل کو دنیا میں نیک اعمال کی توفیق نہیں ملتی۔ (برزائہ الناجح، ج ۵، ص ۶۵۷)

قتل ناحق کی مذمت پر احادیث مبارکہ

شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ مجود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: سب گناہوں سے بڑا گناہ کسی کو ناحق قتل کرنا ہے۔ جس نے چھری سے خودکشی کی ملائکہ جہنم کی دادیوں میں اس کو ہمیشہ ہمیشہ وہ چھری گھونپتے رہیں گے، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور میری شفاعت سے مایوس رہے گا اور اگر اس نے بلند جگہ سے اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کی ہوگی تو فرشتے بھی ہمیشہ ہمیشہ اس کو جہنم کی دادیوں میں بلند چوٹی سے گراتے رہیں گے اور قتل کرنے والوں کو آگ کے کنوؤں میں قید کیا جائے گا اور اگر رسی سے لٹک کر خودکشی کی ہوگی تو ہمیشہ کے لئے اللہ عز و جل کی رحمت سے مایوس آگ کی شاخوں میں لٹکا رہے گا۔ اگر کوئی کسی جان کو ناحق قتل کرے تو یہ کھلی

گمراہی ہے فرشتے اس کو آگ کی چھریوں سے ذبح کرتے رہیں گے جب بھی وہ اس کو ذبح کریں گے تو اس کے حلق سے تارکول سے بھی زیادہ سیاہ خون بہے گا پھر وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے گا پھر ذبح کیا جائے گا، یہ سزا اس کو ہمیشہ ہمیشہ دی جائے گی اور قاتلوں کو آگ کے کنوؤں میں قید کیا جائے گا وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

(قُرْآنُ الْعَزِيزِ وَمُفَرِّحُ الْقُلُوبِ الْحِزْنِ مؤلف فقیر ابوالیث نعیم بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۷۶)

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ اس جان کو قتل کرنا ہے جس کے قتلِ ناحق کو اللہ عزوجل نے حرام فرما دیا ہے اور کسی جان کو ناحق اذیت دینا حلال نہیں (پھر مثال بیان فرمائی) اگرچہ چیز یا ہی ہو کہ اگر کوئی شخص اس سے کھیلا یہاں تک کہ وہ مر گئی اور اسے بغیر حاجت کے ذبح بھی نہ کیا تو وہ قیامت کے دن کانوں کو پھاڑ دینے والی کڑک کی مثل آواز سے بارگاہِ الہی عزوجل میں عرض گزار ہوگی:

اے میرے اللہ عزوجل! اس سے پوچھ کہ اس نے بلا وجہ مجھے اذیت کیوں دی اور مجھے قتل کیوں کیا تھا؟ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں تیرا حق ضرور دلاؤں گا اور سن لو! کوئی ظالم مجھ سے نہ بچ سکے گا، میں ہر اس شخص کو عذاب دوں گا جس نے ناحق کسی جان کو اذیت دی ہوگی اور اگر میں کسی ظالم سے مظلوم کا پورا پورا بدلہ نہ دلاؤں تو میں خود بے جا کرنے والا ٹھہروں گا۔

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: میں ہی بدلہ دینے والا بادشاہ ہوں۔ میری عزت و جلال کی قسم! آج کے دن کسی پر ظلم نہ کروں گا اور آج کے دن کوئی ظالم مجھ سے نہ بچ سکے گا اگرچہ ایک طمانچہ ہو یا ہاتھ کی مار ہو یا ہاتھ کو مردوا ہو اور میں سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کو بھی بدلہ دلاؤں گا اور لکڑی سے ضرور پوچھوں گا کہ تُو نے لکڑی کو خراش کیوں لگائی؟ اور پتھر سے ضرور پوچھوں گا کہ تُو نے پتھر کو تکلیف کیوں دی؟ اور وہ شخص کہ جس پر مظلوم کا حق ہے اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ اپنی نیکیوں سے اس کا حق ادا نہ کر دے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہوں کا بوجھ اس کے سر ڈال کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(قُرْآنُ الْعَزِيزِ وَمُفَرِّحُ الْقُلُوبِ الْحِزْنِ مؤلف فقیر ابوالیث نعیم بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۷۸ ۷۹)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت خولہ بنت عامر

انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

کو فرماتے ہوئے سنا: کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناحق

تصرف کرتے ہیں۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کے

لیے آگ ہے۔ (بخاری)

(223) وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ عَامِرِ الْأَنْصَارِيَّةِ.

وَهِيَ امْرَأَةٌ حَمَزَةٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْهَا، قَالَتْ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:

إِنَّ رَجُلًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمْ

النَّارُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج حدیث: (مصباح بخاری باب قول الله تعالى فان لله خمسة وللرسول ج ۲ ص ۸۸ رقم: ۲۱۱۹ مسند امام احمد
حدیث بخولہ بنت نامر ج ۱ ص ۲۱۰ رقم: ۲۴۲۵۱ جامع الاصول حرف الكاف الفصل الاول فی المحرمات والاحتساب المحرمات
ج ۲ ص ۵۱۱ رقم: ۸۱۲۲ مشکوٰۃ المصابیح باب نسبة الغنائم ج ۲ ص ۲۰۸ رقم: ۲۱۱۵)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الثانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں
خوض کے لغوی معنی پانی میں گھس جانا، اصطلاح میں کسی باطل کام میں مشغول ہو جانے کو خوض کہتے ہیں، رب تعالیٰ
فرماتا ہے: ذُرُّهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ باب تفعیل میں آکر مبالغہ پیدا ہو گیا۔ اللہ کے مال سے مراد بیت المال کا مال
ہے، زکوٰۃ، خراج، جزیہ، غنیمت وغیرہ۔ حق سے مراد ہے یا استحقاق یا سلطان اسلام کی اجازت یعنی بیت المال میں ان کا حق
نہیں اور وہ لے لیتے ہیں یا حق کم ہے وہ زیادہ لے لیتے ہیں۔ (بزاة السانج، ج ۵ ص ۱۳۴)

نیک سیرت داماد

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر کے دوران کسی راستے سے گزر رہا تھا۔ میں روزے سے تھا
میں نے ایک بہتی نہر کو دیکھا تو اس میں غسل کے لئے غوطہ لگا دیا۔ اچانک میں نے پانی کی سطح پر ایک ہی دانہ (ایک پھل)
تیرتے ہوئے دیکھا تو اسے افطار کے لئے اٹھا لیا۔ جب میں نے اس سے افطاری کر لی تو بہت ندامت ہوئی کہ میں نے غیر
کے مال سے افطاری کر لی۔ جب صبح ہوئی تو میں اس باغ کے دروازے پر پہنچ گیا جہاں سے نہر نکل رہی تھی۔ میں نے
دروازے پر دستک دی تو ایک عمر رسیدہ بزرگ باہر نکلے میں نے ان سے کہا: کل آپ کے اس باغ سے ایک ہی دانہ
دریا میں بہتا ہوا گیا تھا میں نے اسے اٹھا کر کھا لیا اور اب میں اس پر بہت نادم ہوں مجھے امید ہے کہ آپ اس کا کوئی حل
نکالیں گے۔ وہ بزرگ بولے: میں تو خود اس باغ میں مزدور ہوں، مجھے یہاں کام کرتے ہوئے چالیس سال ہو گئے مگر میں
نے اس کا ایک پھل بھی نہیں کھایا اور اس باغ میں میرا کوئی حصہ نہیں۔ میں نے پوچھا: پھر یہ باغ کس کا ہے؟ انہوں نے کہا
کہ یہ باغ دو بھائیوں کا ہے جو فلاں جگہ رہتے ہیں۔

میں اس جگہ پہنچ گیا، وہاں مجھے ایک ہی بھائی مل سکا۔ میں نے اسے سارا ماجرا بتایا تو وہ کہنے لگا: نصف باغ تو میرا ہے
لہذا میں آدھا حصہ معاف کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا: میں تمہارے بھائی کو کہاں ڈھونڈوں؟ اس نے کہا: فلاں فلاں جگہ
چلے جاؤ۔ تو میں اس طرف چل دیا اور اسے جا کر سارا قصہ سنایا تو اس نے کہا کہ خدا عزوجل کی قسم! میں ایک شرط پر اپنا حق
معاف کروں گا۔ میں نے پوچھا کہ وہ شرط کیا ہے؟ وہ بولا کہ میں تم سے اپنی بیٹی کا نکاح کروں گا اور تمہیں سودینا دوں گا۔
میں نے کہا: افسوس کہ مجھے اس کی بالکل حاجت نہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ اس ایک پھل کی وجہ سے مجھے کتنی پریشانی ہوئی
ہے لہذا میرے لئے کوئی اور حل تلاش کریں۔ انہوں نے کہا کہ خدا عزوجل کی قسم! میں اس شرط کے بغیر ایسے نہیں کروں گا۔
جب میں نے ان کا اصرار دیکھا تو ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور کہا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے مجھے سودینا دیئے اور کہا: اس

میں سے جتنے چاہو میری بیٹی کے مہر کے طور پر دے دو۔ میں نے سارے دینار واپس کر دیئے۔ مگر انہوں نے کہا کہ سارے نہیں کچھ دینا دے دو۔ پھر جب انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیا تو لوگوں نے اسے اس بات پر ملامت کی کہ جب ارباب اختیار اور بڑے لوگوں نے تمہاری بیٹی کے لئے پیغام بھیجا تھا تو تم نے انہیں اپنی بیٹی نہیں دی، تو اس فقیر کو کیوں دے دی جس کے پاس بالکل مال نہیں ہے؟ تو انہوں نے لوگوں سے کہا: اے لوگو! میں نے پرہیزگاری اور تقویٰ کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ شخص اللہ عزوجل کے نیک بندوں میں سے ہے۔

(بخاری مؤلف امام ابو القریح عبد الرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی ص ۱۱۳ تا ۱۱۴)

مسلمان کی حرمتوں کی تعظیم ان کے

حقوق اور ان پر شفقت و

رحمت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اللہ کی عزت والی چیز کی تعظیم کرے اس کے لیے رب کی بارگاہ میں بہتری ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اللہ کے نشانات کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اپنے پہلو کو ایمان داروں کے لیے جھکا رکھیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی جان کو قتل کیا کسی نفس کے قتل یا زمین میں فساد کے بغیر تو گویا کہ اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک کو زندگی بخشی گویا کہ اس نے سب لوگوں کو جان بخشی۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک ایمان دار دوسرے ایمان دار کے لیے عمارت کی طرح ہے اس کا بعض دوسرے کو مضبوط

27- بَابُ تَعْظِيمِ حُرْمَاتِ الْمُسْلِمِينَ

وَبَيَانِ حُقُوقِهِمْ وَالشَّفَقَةَ

عَلَيْهِمْ وَرَحْمَتَهُمْ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَنْ يُعْظِمِ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ) (الحج: 30)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ) (الحج: 32)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ) (الحجر: 88)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا) (البقرة: 32)

(224) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ

بَلْنَ اَصَابِعِهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
کرتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو آپس میں
پوست کر لیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب تشبیه الاصابع فی المسجد وغیرہ ج ۱ ص ۱۰۲ رقم: ۲۸۱ صحیح مسلم: باب تراحم
المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدہم ج ۲ ص ۲۰ رقم: ۱۶۷۰ الادب للبرہقی: باب فی التعاون علی البر والتعاون ص ۳۹ رقم: ۸۸ سنن
ترمذی: باب ما جاء فی شفقة المسلم علی المسلم ج ۲ ص ۲۲۸ رقم: ۲۲۸ سنن نسائی: باب اجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه ج
۲ ص ۱۶۱ رقم: ۲۵۶۰)

شرح حدیث: اخوت و محبت کے حقوق

سیدنا امام غزالی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اخوت و محبت کے حقوق کی سلسلے میں کچھ اس طرح رقم طراز ہیں۔
بھائی چارہ دو آدمیوں کے درمیان ایک رابطہ ہوتا ہے جیسے نکاح میاں بیوی کے درمیان ایک رابطے کا نام ہے اور
جس طرح عقد نکاح کچھ حقوق کا تقاضا کرتا ہے۔ جن کو پورا کرنا حق نکاح قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے ٹھیک اسی طرح
عقد اخوت کا بھی یہی حال ہے۔ تو تمہارے اسلامی بھائی کا تمہارے مال اور تمہاری ذات میں حق ہے اسی طرح زبان او
ردل میں بھی کہ تم اس کو معاف کرو، اس کے لئے دعا کرو، اخلاص و وفا سے پیش آؤ، اس پر آسانی برتو اور تکلیف و تکلف کو
چھوڑ دو۔

پہلا حق

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حق مال سے متعلق ہے جیسا کہ نبی اکرم شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو
آدمیوں کی مثال دو ہاتھوں جیسی ہے کہ ان میں سے ایک ہاتھ، دوسرے کو دھوتا ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب جلد ۳ حدیث ۶۳۶۱)

تو آپ ا نے انہیں دو ہاتھوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کے ساتھ نہیں کیونکہ یہ دونوں ایک غرض
پر ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں۔ تو جس طرح دو بھائیوں کا بھائی چارہ اس وقت مکمل ہوتا ہے جب وہ ایک مقصد میں
ایک دوسرے کے رفیق بنیں تو یہ دونوں ایک اعتبار سے ایک ذات کی طرح ہیں۔ اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خوشی اور
تکلیف دونوں حالتوں میں ایک دوسرے کے حصے دار ہوں اور حال و مستقبل میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں اور
دونوں میں سے کسی ایک کو خصوصیت اور ترجیح نہ رہے۔ بہر حال اخوت کے ساتھ مالی طور پر غمخواری کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) سب سے ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے غلام یا خادم کی طرح سمجھو اور جب اسے کوئی حاجت درپیش ہو تو اپنے زائد
مال سے اس کی ضرورت کو پورا کرو اور اگر تمہارے پاس ضرورت سے زیادہ مال ہو تو تم خود اسے دے دو اور اسے
سوال کرنے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اگر تم اسے مانگنے پر مجبور کرو گے تو یہ حق اخوت میں انتہائی درجہ کی کوتاہی ہے۔

(۲) دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اسے اپنی طرح سمجھو اور اسے اپنے مال میں شریک کرنے اور اسے اپنی طرح سمجھنے پر راضی رہو حتیٰ کہ تم اسے نصف مال دینا گوارہ کر لو چنانچہ حضرت سیدنا حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ اسلاف کی آپس میں اخوت کا یہ عالم تھا کہ ایک اسلامی بھائی اپنی چادر اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان تقسیم کرنے کے لئے پھاڑ دیتا تھا۔

(۳) تیسرا درجہ جو سب سے بلند ہے وہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے اوپر ترجیح دو اور اس کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کر دے صدیقین کا رتبہ ہے اور باہم محبت کرنے والوں کے درجات کی انتہاء ہے۔ اس رتبہ کے نتائج میں سے ایک بات یہ ہے کہ انسان اس پر اپنے نفس کو بھی قربان کرنے پر تیار ہو جائے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ صوفیاء رحمہم اللہ کی ایک جماعت کو کسی بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا۔ ان میں حضرت سیدنا ابوالحسن نوری بھی تھے وہ جلدی جلدی جلاد کے سامنے ہو گئے تاکہ سب سے پہلے انہیں قتل کیا جائے ان سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو انہوں نے میں چاہتا ہوں کہ اس وقت دوسرے بھائیوں کی زندگی کو ترجیح دوں۔ یہ ایک طویل واقعہ ہے۔ اور ان کا یہ قول ان تمام کی نجات کا باعث بنا۔ اور اگر تم اپنے مسلمان بھائی کو ان مراتب میں سے کسی رتبے میں بھی نہیں سمجھتے تو جان لو کہ عقیدہ اخوت ابھی تک دل میں منعقد نہیں ہوا۔ اور تمہارے درمیان محض رسمی میل جول جاری ہے جس کی عقل اور دین میں کوئی وقعت نہیں ہے۔

حضرت سیدنا میمون بن مہران (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کو فضیلت دینے پر راضی نہیں اسے اہل قبور سے بھائی چارہ قائم کرنا چاہئے۔ اور جہاں تک سب سے کم درجے کا تعلق ہے تو دیندار لوگوں کے نزدیک یہ بھی پسندیدہ نہیں ہے۔

حضرت سیدنا ابو حازم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں:

جب تمہارا کوئی دینی بھائی ہو تو اس سے دنیاوی امور کا معاملہ نہ کرو۔ تو ان کی مراد یہ ہے کہ جو اس ادنیٰ درجہ میں ہو جبکہ جہاں تک سب سے بلند درجے کا تعلق ہے تو اللہ (عزوجل) نے مومنوں کو اس کے ساتھ موصوف شمار کیا۔

چنانچہ ارشاد خداوندی (عزوجل) ہے:

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۖ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں

خرچ کرتے ہیں (پارہ نمبر ۲۵ سورہ شوریٰ آیت ۳۸)

بعض اسلاف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپس میں کچھ اس طرح کا معاملہ کرتے تھے کہ ان کے مال ملے جلے ہوتے تھے اور وہ اپنے مال کو (یہ میرا مال ہے) کہہ کر دوسرے کے سامان سے الگ الگ نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ اگر ان میں کوئی کہتا

کہ یہ میرا جوتا ہے تو باقی لوگ اسے چھوڑ دیا کرتے تھے کیونکہ اُس نے اس چیز کو اپنی ذات سے منسوب کیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا فتح موصلی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے ایک اسلامی بھائی کے گھر آئے تو وہ موجود نہ تھا آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کی بیوی کو حکم دیا تو وہ صندوق لے آئیں۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُس میں سے ضرورت کی اشیاء لیں (اور چل دیئے) لونڈی نے اپنے مالک کو خبر دی تو اُس نے خوش ہو کر کہا اگر تو نے سچ کہا ہے تو ثواب اللہ (عزوجل) کی خاطر آزاد ہے۔

گویا انہوں نے اس عمل پر خوشی ہو کر یہ کام کیا۔

ایک شخص حضرت سیدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اللہ (عزوجل) کے لئے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا بھائی بنانا چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا تم جانتے ہو بھائی چارے کا حق کیا ہے؟ اس نے عرض کیا آپ بتا دیجئے۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ تو اپنے دینار اور درہم کا مجھ سے زیادہ حق دار نہ ہوگا۔ اس نے عرض کی میں ابھی تک اس مقام تک نہیں پہنچا۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا پھر چلے جاؤ۔

اسی طرح حضرت سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے ایک شخص سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایک اپنا ہاتھ اپنے بھائی کی آستین یا جیب میں ڈال کر جو کچھ لینا چاہے اس کی اجازت کے بغیر لے سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں اس پر انہوں نے فرمایا پھر تم ایک دوسرے کے بھائی نہیں ہو۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا میں بھی آپ علیہ الرحمۃ کی رفاقت اختیار کرنا چاہتا ہوں حضرت سیدنا ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اس شرط پر کہ میں تمہاری چیز کا تم سے زیادہ مالک ہوں گا۔ اس نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا مجھے تمہاری سچائی پر تعجب ہوا ہے۔ (احیاء العلوم)

(225) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا، أَوْ أَسْوَاقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْهُ، أَوْ لِيَقْبِضْ عَلَى بَصَالِهَا بِكَفِّهِ، أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا شَيْءٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی تیرے گھر ہماری مسجدوں یا بازاروں میں سے گزرے اس کو چاہیے کہ ان کے لوہے والے حصے کو ہاتھ سے روکے یا پکڑے تاکہ کسی مسلمان کو اس میں سے کچھ لگ نہ جائے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حمل علینا السلاح فلیس منا: ج ۱ ص ۲۰۰ رقم: ۵۰۵۰، صحیح مسلم: باب امر من مر بسلاح فی مسجد او سوق او غیرہما: ج ۲ ص ۲۲ رقم: ۱۸۴۱ سنن ابوداؤد: باب فی النبل یدخل فی المسجد: ج ۲ ص ۲۳۱ رقم: ۲۵۸۱ مسند ابی یحییٰ: حدیث ابی موسیٰ الاشعری: ج ۱ ص ۲۲۹ رقم: ۷۲۹۱)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں
یعنی مسلمانوں کے بازار یا مسجد سے گزرے جہاں مسلمانوں کا مجمع ہو، مسلمانوں کا ذکر یا تواضع کے لیے ہے یا
کفار حربی کے بازاروں کو نکالنے کے لیے کہ حربی کفار کو زخمی کر دینا جائز بلکہ ثواب ہے۔ خیال رہے کہ حربی کفار کا اور حکم ہے
اور ذمی مستامن کفار کا حکم کچھ اور ہے، یہاں بازار و مسجد کا ذکر ہے مگر مراد تمام اجتماعات ہیں جیسے منی، عرفات، مزدلفہ، عرس
اور میلے وغیرہ۔

مزید فرماتے ہیں:

ان یصیب میں ان کے بعد لا پوشیدہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رفاہ عام کی چیزوں میں مسلمانوں کو نفع
پہنچانے یا مسلمانوں کو نقصان سے بچانے کی نیت کرے اگرچہ دوسری قوم میں بھی فائدہ اٹھالیں لہذا مسافر خانہ، ہسپتال،
سایہ دار درخت، کنواں وغیرہ ان سب میں یہ ہی نیت ہونی چاہیے گواں سے نفع سب اٹھائیں۔ (بڑاۃ المناجیح، ج ۵، ص ۴۲۶)
امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا سونا بھی مسلمانوں کے نفع کے لئے ہے

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بہت زیادہ عزت
کرتے تھے۔ کثرت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کرتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے۔ حضرت سیدنا
امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیک سیرت بیٹی تھی جو رات شب بیداری میں اور دن روز بے میں گزارتی۔ وہ صالحین کے
واقعات کو بہت پسند کرتی تھی اور حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کو دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ ان کے والد محترم امام
احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت زیادہ عظمت و شان بیان کرتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ
اللہ الکافی نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رات گزاری۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بہت
خوش ہوئی۔ اُسے اُمید تھی کہ آج امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افعال یعنی ان کی عبادت، اور کلام کو دیکھنے اور سننے کا خوب
موقع ملے گا۔ جب رات ہوئی تو حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز اور یاد الہی عز و جل کے لئے کھڑے
ہو گئے جبکہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی چت لیٹے رہے۔ بچی فجر تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی حالت میں
دیکھتی رہی اور صبح اپنے باپ سے عرض کی: میں نے دیکھا کہ آپ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بہت تعظیم
کرتے ہیں لیکن میں نے تو ان کو آج رات نماز، ذکر یادِ یکر اور ادو وظائف میں مشغول نہیں پایا۔ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی
کہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی تشریف لے آئے۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: رات کیسی گزری؟ ارشاد فرمایا: اس سے زیادہ برکت و نفع والی اور اچھی رات میں نے
پہلے کبھی نہ دیکھی۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو فرمانے لگے: وہ یوں کہ میں نے
آج رات پیٹھ کے بل لیٹے لیٹے سو مسائل اخذ کئے، جو تمام کے تمام مسلمانوں کے نفع کے لئے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے رخصت لی اور تشریف لے گئے۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: یہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا آج رات کا عمل تھا۔ وہ سوئے ہوئے اس سے افضل عمل کر رہے تھے جو میں نے کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہوئے کیا۔

اے میرے اسلامی بھائی! ان برگزیدہ بندوں کی حرکات و سکنات اللہ عزّ و جلّ کے لئے تھیں۔ ان کے افعال و احوال اسی کے لئے تھے۔ ان کا ذکر و فکر بھی اللہ عزّ و جلّ ہی کے لئے تھا۔ ان کا قیام اطاعتِ الہی عزّ و جلّ تھا۔ ان کی نیند صدقہ تھی۔ ان کا ذکر رب عزّ و جلّ کی تسبیح کرنا تھا۔ ان کا سکوت فکرِ آخرت تھا۔ ان کا علم امت کے لئے شفا اور رحمت تھا۔ بلاشبہ اللہ عزّ و جلّ نے انہیں بہت کچھ عطا فرمایا، ان کی تعریف و توصیف فرمائی اور انہیں اسلام کا امام اور لوگوں کا پیشوا بنایا۔

منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی علمی معاملات اور ذکرِ الہی عزّ و جلّ میں رات گزارتے، حقائق و اسرار کی سرزمین میں گھومتے اور فکرِ آخرت کے پاکیزہ باغات میں سیر و سیاحت کرتے۔ جب سحری کی ہلکی ہلکی ہوا کے جھونکے محسوس ہوتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے چین ہو جاتے، رنگ متغیر ہو جاتا اور محبت کی آگ بھڑک اٹھتی اور ایسی حالت طاری ہو جاتی جسے اربابِ احوال (یعنی اہل معرفت) کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: اگر سحری کے وقت تم پر وہ باتیں ظاہر ہوں جو مجھ پر ہوتی ہیں تو دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اور آخرت کی تیاری پر کمر بستہ ہو جاؤ۔

(الروضة النافقة في التواضع والرفق مع الخلق، الشيخ شعيب بن عيينه رخصته عليه السلام في الحديث ٨١٠، ص ٢٠٤)

(226) وَعَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَاضُعِهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالشَّهْرِ وَالْحُمَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہم شفقت و محبت و رحمت میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی ہے۔ جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے پورا جسم بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب رحمة الناس والبهائم، ج ۲، ص ۱۱، رقم: ۱۰۱۱، صحیح مسلم، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم، ج ۲، ص ۲۰، رقم: ۱۰۵۱، مسان الکبیری للبیہقی، باب استسقا امام الناصیة المخصبة لاهل الناجیة، ج ۲، ص ۲۵۲، رقم: ۱۶۶۰، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث الثعمان بن بشیر، ج ۲، ص ۲۴۰، رقم: ۱۸۳۰۴، مسند الشامیون للطبرانی، من اسمه ثور عن محمد بن سعید، ج ۱، ص ۲۳، رقم: ۵۱۲)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی کامل مسلمان ایمان اسلامی رشتہ کی وجہ سے ایسے ہیں جیسے ایک جسم کے اعضاء جن کے نام بھی مختلف ہیں کام اور فعل و صورت بھی جداگانہ مگر چونکہ ان سب کی روح ایک ہے اس لیے ایک عضو کی تکلیف تمام اعضاء کو بے قرار کر دیتی ہے، یوں ہی مختلف ممالک کے مسلمانوں کے نام، کام، زبان، غذا، دنیاوی رہن سہن مختلف ہیں مگر ان سب کا نبی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں لہذا ایک کی تکلیف سارے مسلمانوں کو بے قرار کر دیتی ہے مگر یہ کیفیت زندہ مسلمانوں کی ہے جو مردہ یا بے حس ہو گئے وہ مردہ جسم یا سوکھے ہوئے اعضاء کی طرح ہیں کہ ایک کو چوٹ لگاؤ دوسرے کو خبر نہ ہو۔

مزید فرماتے ہیں:

یعنی ایک عضو کو بیماری ہو تو سارے اعضاء بے قرار ہو کر اس کی تکلیف دفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب تک اسے آرام نہ ہو جاوے یہ چین سے نہیں رہتے، یوں ہی ایک مسلمان کی تکلیف کو ساری قوم مل کر دفع کرتی ہے اس کے بغیر چین سے نہیں بیٹھتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب سے وابستگی نصیب کرے اور ہمارے قوم کا یہ حال ہو جاوے اب تو یہ حال ہے۔ مصرع! سوئی ہوئی قومیں جھاگ اٹھیں بیدار مسلمان ہوتا ہے۔ (بزاز النانج، ج ۲، ص ۷۸۳)

مسلمان دوسرے مسلمان سے محبت کرنے والا ہوتا ہے

رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: تم میں پچھلی امتوں کی بیماری ضرور پھیلے گی اور وہ بغض و حسد ہے جو کما سترے کی طرح ہے لیکن یہ اُسترا (یعنی بغض و حسد) دین کو کاٹتا ہے نہ کہ بالوں کو، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مؤمن نہ ہو جاؤ اور اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ (وہ چیز یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو عام کرو۔ (المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی یوسف، الحدیث: ۱۴۱۲، ج ۱، ص ۳۳۸)

رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: اللہ عز و جل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے کہاں ہیں؟ آج کے دن میں انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جبکہ میرے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الحب فی اللہ۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۶۵۳۸، ص ۱۱۲)

حضور نبی پاک، صاحب کوناک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا: میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن نور کے ایسے منبر ہوں گے کہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے (یعنی ان سے خوش ہوں گے)۔

(جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء فی الحب فی اللہ، الحدیث: ۲۳۹۰، ص ۱۸۹۲)

(227) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنْ لِي عَشْرَةٌ مِنْ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا. فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ لَا يُزَكِّمُ لَا يُزَكِّمُ! مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اور اقربع بن جابس آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ اقربع بن جابس نے کہا میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب رحمة الناس والبهائم، ج ۳، ص ۱۰، رقم: ۶۰۱۳، صحیح مسلم، باب رحمة صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال وتواضعه، ج ۳، ص ۷۷، رقم: ۶۱۶۰، الادب اللطیف، باب فی رحمة الاولاد وتقبلہم والاحسان الیہم، ص ۱۱، رقم: ۱۱۲، المستدرک للحاکم، ذکر عبد اللہ بن عباس، ج ۵، ص ۲۶۸، رقم: ۶۸۲۵، المعجم الصغیر، من اسمہ محمود، ج ۲، ص ۲۲۲، رقم: ۱۰۹۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی میں نے ساری عمر اپنے کسی بچہ کو نہ چوما آپ بچوں کو کیوں بوسہ دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ بوسہ پانچ قسم کے ہیں: بوسہ مؤدت جیسے ماں باپ کے ہاتھ پاؤں چومنا، بوسہ رحمت جیسے اپنے بچوں کو چومنا، بوسہ شہوت جیسے اپنی بیوی کو چومنا، بوسہ تجتہ جیسے مسلمانوں کا ایک دوسرے کو چومنا، بوسہ عبادت جیسے سنگ اسود یا قرآن مجید کو چومنا۔ (از اشعہ) حضور کا یہ بوسہ بوسہ رحمت تھا۔

مزید فرماتے ہیں:

بچوں کو چومنا بوسہ رحمت ہے جس کے دل میں رحم نہیں اس پر خدا تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے ننھے بچوں کو کبھی کبھی چومنا واجب ہے۔ (مرقات) (برزاة المناجیح، ج ۶، ص ۵۱۵)

بچوں سے محبت کیجئے

بچوں کی دیر پا تعلیم و تربیت کے لئے ان سے ابتداء ہی سے شفقت و محبت کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ یوں جب ماں کی ممتا اور شفقتِ پدری کی شیرینی گھول کر تعلیمات اسلام کا مشروب ان کے حلق میں انڈیلا جائے گا تو وہ فوراً اسے ہضم کر لیں گے۔

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سرانج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے

شک جنت میں ایک گھر ہے جسے الفرح کہا جاتا ہے۔ اس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جو بچوں کو خوش کرتے ہیں۔

(جامع صغیر، الحدیث ۲۳۲۱، ص ۱۳۰)
حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العالمین، جناب صادق دامن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دن کے کسی پہر نکلے نہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کچھ فرمایا اور نہ میں نے کچھ عرض کی حتیٰ کہ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچے (وہاں سے واپس ہوئے) اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو ابھی چھوٹے تھے اُن) کے بارے میں دریافت فرمایا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں تھوڑی دیر روکے رکھا، میں نے سمجھا شاید انہیں ہار پہنا رہی ہیں یا پہلا رہی ہیں اتنے میں وہ (یعنی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں گلے لگایا چوما اور کہا اے اللہ عزوجل! اس سے محبت کر اور اُس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ (صحیح البخاری، کتاب التیمیغ، باب ما ذکر فی الاسواق، الحدیث ۲۱۲۲، ج ۲، ص ۲۵)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی مکرم، نبی مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک بار خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سرخ رنگ کی (دھاریوں والی) قمیص پہنے ہوئے چلتے ہوئے آئے (چونکہ بچے تھے صحیح طریقے سے چل نہیں سکتے تھے اس لیے کبھی گرتے تھے)۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو منبراقدس سے اترے اور ان دونوں کو اٹھ کر اپنے سامنے بٹھالیا۔ (جامع الترمذی، کتاب المناقب، ابی محمد بن علی بن ابی طالب، الحدیث ۷۹۹، ج ۳، ص ۴۲۹)

حضرت سیدنا ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی ایک ران پر مجھے اور ایک ران پر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھاتے اور دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے اور دعا کرتے: اے اللہ عزوجل! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب وضع الصبی علی الخد، الحدیث ۶۰۰۳، ج ۳، ص ۱۰۱)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ دیہاتی لوگ آئے کہنے لگے کیا تم بچوں کے بوسے لیتے ہو۔ آپ نے فرمایا: ہاں وہ بولے: لیکن اللہ کی قسم! ہم تو بوسہ نہیں لیتے۔ فرمایا: اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں رحمت و شفقت کو نکال لیا ہو تو میں کیا کروں۔ (متفق علیہ)

(228) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: اتَّقِبِلُونْ صِبْيَانَكُمْ، فَقَالَ: نَعَمْ قَالُوا: لَكِنَّا وَاللَّهِ مَا نَقْبِلُ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ أَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللَّهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوبِكُمُ الرَّحْمَةَ! مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته: ج ۵ ص ۲۳۸، رقم: ۵۱۸۲، صحیح مسلم: باب رحمة صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال وتواضعه: ج ۴ ص ۴۴، رقم: ۶۱۶۹، سنن ابن ماجہ: باب بر الوالد والاحسان الی البنات: ج ۲ ص ۱۲۰، رقم: ۲۶۶۵، مسند عائشة للسجستانی: ص ۴۲، رقم: ۵۰، (مطبوعہ: مکتبۃ الاقضية الکویت))

شرح حدیث: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی بیٹی پر شفقت

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی غزوہ سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے میں ان کے ساتھ ان کے گھر گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی صاحبزادی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بخار میں مبتلا ہیں اور لیٹی ہوئی ہیں چنانچہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ میری بیٹی اطمینت کیسی ہے؟ اور (ازراہ شفقت) ان کے رخسار پر بوسہ دیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلة اللہ، الحدیث ۵۲۲۲، ج ۳ ص ۴۵۵)

ایثار کرنے والی ماں

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دی۔ پھر جس کھجور کو وہ خود کھانا چاہتی تھی، اس کے دو ٹکڑے کر کے وہ کھجور بھی ان کو کھلا دی۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا، میں نے نبی مکرمؐ، نور مجسمؐ، رسول اکرمؐ، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اس عورت کے ایثار کا بیان کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس (ایثار) کی وجہ سے اس عورت کے لئے جنت کو واجب کر دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث ۲۶۳۰، ص ۱۴۱۵)

(229) وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَا يُؤَيِّمُ النَّاسَ لَا يُؤَيِّمُهُ اللَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب قول الله تعالى "قل ادعوا الى الله او ادعوا الرحمن اياما تدعوا" ج ۵ ص ۱۱۵، رقم: ۴۷۱، صحیح مسلم: باب رحمة صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال وتواضعه: ج ۴ ص ۴۴، رقم: ۶۱۶۲، الادب للبيهقي: باب فی تراحم الخلق: ص ۱۸، رقم: ۲۵، المعجم الاوسط للطبرانی: من اسمه جعفر: ج ۳ ص ۳۴، رقم: ۲۳۲۹، سنن ترمذی: باب ما جاء فی الریاء والسبحة: ج ۲ ص ۵۹۱، رقم: ۲۳۸۱)

شرح حدیث: زمین والوں پر رحم کرو

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحم

عز وجل رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والوں پر رحم فرمائے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمۃ المسلمین، رقم ۱۹۳۱، ج ۲، ص ۱۳۱، اختصار)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کیا کرو تم پر رحم کیا جائے گا اور معاف کر دیا کرو تمہاری مغفرت کر دی جائے گی اور نصیحت سن کر سنی ان سنی کر دینے والے کے لئے ہلاکت ہے اور جان بوجھ کر اپنے فعل (یعنی گناہ) پر اصرار کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔

(المستدلل امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، رقم ۶۵۵۲، ج ۲، ص ۵۶۵)

حضرت سیدنا بلکیر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو میں ہر ایک کو نہیں بتاتا، بے شک ایک مرتبہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کے دروازے میں کھڑے تھے جبکہ ہم اسکے اندر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ائمہ قریش سے ہونگے بے شک میرا تم پر ایک حق ہے اور قریش کا بھی تم پر ایک ایسا ہی حق ہے، جب ان سے رحم طلب کیا جائے تو رحم کریں اور وعدہ کریں تو اسے پورا کریں اور جب فیصلہ کریں تو انصاف کریں اور جو ایسا نہ کرے تو اس پر اللہ عز وجل، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (المستدلل امام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، رقم ۱۲۳۰، ج ۲، ص ۲۵۹)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ مدینہ، قرا قلب وسینہ، صاحب معطر پسینہ، باعہ نول سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب تک ایک دوسرے پر رحم نہ کرو گے کامل مومن نہیں ہو سکتے۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک رحم دل ہے۔ فرمایا اپنے دوست پر رحم کرنا کافی نہیں بلکہ عام لوگوں پر بھی رحم کرو۔ (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب رحمۃ الناس، رقم ۱۳۶۷، ج ۸، ص ۳۴۰)

(230) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيَتَخَفَفْ فَإِنَّ لِيْهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: وَذَا الْحَاجَّةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس کو تخفیف سے نماز پڑھانی چاہئے کیونکہ ان میں کمزور اور بیمار اور بوڑھے ہوتے ہیں۔ اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔ (متفق علیہ) ایک روایت میں حاجت والے کا بھی ذکر ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب تخریج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاة الیل والنوافل ج ۱، ص ۱۰۰، رقم: ۱۰۰۰)

۱۱۲۸ صحیح مسلم: باب استحباب صلاة الضعی: ج ۲ ص ۱۵۶ رقم: ۱۶۹۵ سنن ابوداؤد: باب صلاة الضعی: ج ۱ ص ۲۹۸ رقم: ۱۶۹۵ مسند امام احمد بن حنبل: حذیف السیدة عائشة رضی اللہ عنہا: ج ۱ ص ۱۷۸ رقم: ۲۸۴۱ مسند الشامیین: من اسمہ عبد الرحمن بن عمر: ج ۲ ص ۱۲۵ رقم: ۲۹۰۴

شرح حدیث: نماز میں طویل قیام کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار والا تنہا ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی نماز سب سے افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، طویل قیام والی نماز۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوۃ السافرین، قصر عا، باب فضل الصلوۃ طول الوقت، رقم ۷۵۶، ص ۳۸۰)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا، طویل قیام۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطلوع، باب افتتاح صلوۃ اللیل برکتین، رقم ۱۳۲۵، ج ۲، ص ۵۳)

سجدے کثرت سے کرنا بھی افضل ہے

بعض علماء کا کہنا ہے کہ دن کے وقت سجدے کثرت سے کرنا افضل ہیں جبکہ رات کے وقت طویل قیام کرنا افضل ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے طریقہ سے متعلق روایات میں آیا ہے۔ اس طرح دونوں طرح کی روایات میں تطبیق یعنی مطابقت بھی ہو جاتی ہے مگر یہ تمام احکام تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے اور کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں بیٹھا ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز مختصر کر کے اس کی طرف متوجہ ہوتے اور پوچھتے کیا تمہیں کوئی کام ہے؟ پھر جب اس کے کام سے فارغ ہوتے تو باقی نماز پڑھتے۔

(الشفاء للقاضی عیاض، الباب الثانی فی تکمیل محاسنہ، فصل داما حسن عشرتہ، ج ۱، ص ۱۲۲)

(231) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:
 إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْعُ
 الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ، خَشْيَةً أَنْ يَعْمَلَ بِهِ
 النَّاسُ فَيُفَرِّضَ عَلَيْهِمْ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ
 فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی کام کو پسند کرنے کے
 باوجود ترک کر دیتے اس ڈر سے کہ لوگ اس پر باقاعدہ
 عمل پیرا ہو جائیں گے تو یہ فرض ہو جائے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاة الیل: ج ۱ ص ۲۹۱ رقم: ۱۱۲۶ صحیح
 مسلم: باب استحباب صلاة الضعی: ج ۲ ص ۱۵۶ رقم: ۱۶۹۵ موطا امام مالک: باب صلاة الضعی: ص ۵۲ رقم: ۲۵۴ سنن ابوداؤد

باب صلاة الضحی ج ۱ ص ۱۰۰ رقم ۱۲۹۵ مسند امام احمد حنبل السیوطی عائشہ رضی اللہ عنہا ج ۱ ص ۳۳ رقم ۱۲۹۵

شرح حدیث: اُمت پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی ہدایت و اصلاح اور ان کی صلاح و فلاح کے لئے جیسی جیسی تکلیفیں برداشت فرمائیں اور اس راہ میں آپ کو جو جو مشکلات درپیش ہوئیں ان کا کچھ حال آپ اس کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔ پھر آپ کو اپنی امت سے جو بے پناہ محبت اور اسکی نجات و مغفرت کی فکر اور ایک ایک امتی پر آپ کی شفقت و رحمت کی جو کیفیت ہے اس پر قرآن میں خداوند قدوس کا فرمان گواہ ہے کہ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

(پ ۱۱، التوبہ: ۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گرا ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر بہت ہی نہایت ہی رحم فرمانے والے ہیں۔ (سورہ توبہ)

پوری پوری راتیں جاگ کر عبادت میں مصروف رہتے اور امت کی مغفرت کے لئے دربار باری میں انتہائی بے قراری کے ساتھ گریہ و زاری فرماتے رہتے۔ یہاں تک کہ کھڑے کھڑے اکثر آپ کے پائے مبارک پر درم آجاتا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تَوَلَّوْا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتٍ لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السَّوَاكَ اگر میں اپنی امت پر مسواک کرنے کی پابندی باعث مشقت نہ جانتا تو میں مسواک کرنے کو واجب کر دیتا۔ جب حج فرض ہونے کی آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے تو ایک صحابی حضرت عکاشہ بن محسن یا سراقہ بن مالک نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ یہ سوال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر گراں گزرا فرمایا خدا کی قسم اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے گا۔ اسی طرح نماز تہجد صرف آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر واجب تھی امت پر واجب نہیں ہے، روزہ بھی سال میں ایک ہی ماہ کا فرض کیا گیا۔ ان آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول رحمت علیہ السلام مسلمانوں کو آسانیاں عطا فرماتے ہیں اسی کی روشنی میں فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ مشقت آسانیاں لاتی ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بالاشباہ والنظائر میں عبادات وغیرہا میں سات قسم کے اسباب تخفیف بیان فرمائے ہیں۔ صاحب نور الانوار نے اس کی دو قسمیں کی ہیں اور اٹھارہ اسباب بیان فرمائے ہیں۔

(232) وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:

نَهَاهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ، فَقَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: إِيَّيْ لَسْتُ

انہی سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو صوم وصال (مسلل روزے) سے منع فرمایا۔ ان پر مہربانی کرتے ہوئے صحابہ نے عرض

كَهَيْتِكُمْ، إِلَىٰ آبْنِكَ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي
مُتَّقِي عَلَيْهِ. مَعْنَاهُ: يَجْعَلُ فِيَّ قُوَّةً مِّنْ أَكْلِ
وَشَرْبٍ.
کیا: (یا رسول اللہ ﷺ)! آپ خود تو صوم وصال رکھتے
ہیں فرمایا: میں تمہارے جیسا نہیں میں اس طرح رات
گزارتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے اور پلاتا
ہے۔ (متن علیہ) اس کا مطلب ہے کہ مجھ میں کھانے پانی
والی قوت پیدا فرمادیتا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام: ج ۲ ص ۲۰۱ رقم: ۱۹۶۳، صحیح مسلم: باب
الدہی عن الوصال فی الصوم: ج ۲ ص ۱۳۲ رقم: ۲۶۲۴، سنن الکبیری للبیہقی: باب النہی عن الوصال فی الصوم: ج ۲ ص ۲۸۲ رقم:
۸۹۲۴، موطا امام مالک: باب النہی عن الوصال فی الصیام: ص ۲۰۰ رقم: ۶۶۴، سنن ابوداؤد: باب فی الوصال: ج ۲ ص ۲۴۹ رقم: ۲۳۶۳)
شرح حدیث: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
جب صبح کھانا کھاتے، تو شام کو نہ کھاتے اور شام کو تناول فرماتے تو صبح نہ کھاتے۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الطعام والشارب، فصل فی ذم کثرة الاکل، الحدیث ۵۶۳۳، ج ۵ ص ۲۷)
حضور نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكَ وَالْإِسْرَافَ فَإِنَّ أَكْثَرَيْنِ فِي يَوْمٍ مِنَ الشَّرَافِ۔

ترجمہ: اسراف سے بچو، دن میں دو بار کھانا اسراف ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الطعام والشارب، فصل فی ذم کثرة الاکل، الحدیث ۵۶۳۰، ج ۵ ص ۲۶، بغیر قلیل)
جان لو! وہ بھوک قابل تعریف ہے، جو اللہ عز و جل کی یاد سے غافل نہ کرے، کیونکہ جب یہ حد سے تجاوز کرتی ہے، تو
اللہ عز و جل کی یاد سے غفل کر دیتی ہے، مگر جس شخص پر شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو، تو وہ ان شہوتوں کو ختم کرنے کے لئے ایسا
کر سکتا ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اعتدال کی راہ سب سے بہتر ہے۔

پھر اس خواہش کو چھوڑنے میں دو آفتیں ہیں، جن سے بچنا بہت ضروری ہے:

(۱) بعض اوقات انسان اکیلے میں تو کھاتا ہے، لیکن لوگوں کے مجمع میں نہیں کھاتا، تو یہ شرک خفی ہے اور اکثر یہ انسان کو
یفاق تک لے جاتا ہے۔

(۲) انسان پسند کرتا ہے کہ اسے کم کھانا کھانے والا اور پاک دامن سمجھا جائے، تو اس صورت میں وہ چھوٹی آفت کو چھوڑ کر
اس سے بڑی چیز، یعنی جاہ و شہرت کی خواہش کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوسلیمان علیہ رحمۃ اللہ المثنان فرماتے ہیں کہ: جب تمہیں کوئی خواہش ہو اور تم اسے چھوڑنا چاہتے ہو، تو

اس میں سے تھوڑا سا لے لو، نفس کی مرضی کے مطابق نہ کھاؤ، تو گویا تم نے اپنے آپ کو خواہش سے دور کر دیا اور نفس کی خواہش کو پورا نہ کر کے اسے بھی نہیں پہنچائی، پس یہ نفس کی شہوت کو ترک کرنا اور نفس کی اطاعت نہ کرنا ہے۔

حضرت سیدنا امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: جب مجھے کوئی خواہش ہوتی ہے، تو میں اپنے نفس پر نگاہ ڈالتا ہوں، اگر ظاہر میں اس کی تمنا پاتا ہوں، تو اسے کھلا دیتا ہوں، کیونکہ اس کے روکنے سے یہ افضل ہے اور اگر خواہش پوشیدہ ہو اور ظاہر میں ترک کرنا چاہتا ہے، تو اسے چھوڑنے کے ذریعے سزا دیتا ہوں اور اس میں سے کچھ نہیں کھاتا، تو اس پوشیدہ خواہش پر نفس کو سزا دینے کا یہ طریقہ ہے۔

جان لو! جو کھانے کی خواہش ترک کر دیتا ہے، لیکن ریاکاری میں پڑتا ہے، تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو بچھو سے بھاگ کر سانپ کے پاس چلا جائے۔ (باب فیما یوسف ۱۳۳)

حضرت ابو قتادہ حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ نماز طویل کرنے کا ہوتا ہے پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں، تو نماز مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو نا پسند کرتے ہوئے کہ اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالوں۔ (بخاری)

(233) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رَبِيعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَا قُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأُرِيدُ أَنْ أَطْوِلَ فِيهَا، فَاسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَجْهُزُ فِي صَلَاتِي كَوَاهِمِهِ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج حدیث: (مصحح بخاری باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغسل ج ۱ ص ۱۸۲ رقم: ۸۸ سنن الکبیری للبیہقی باب تخفیف الصلاة للامر بمحدث ج ۱ ص ۱۱۸ رقم: ۳۸۹ سنن ابوداؤد باب تخفیف الصلاة للامر بمحدث ج ۱ ص ۱۸۸ رقم: ۸۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نمازی کا باہر کی آواز سن لینا اور اس کا لحاظ کرنا خشوع نماز کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز میں غیر معین مقتدی کی رعایت کرنا درست ہے جیسے بعض صورتوں میں مقتدیوں کی وجہ سے نماز ہلکی کی جاسکتی ہے، ایسے ہی رکوع میں ملنے والوں یا وضو کرنے والوں کی وجہ سے نماز دراز کی جاسکتی ہے، کسی معین شخص کی نماز میں رعایت کرنا حرام بلکہ شرک خفی ہے۔ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ صدیق اکبر بحالت نماز آپ کو دیکھ کر مقتدی بن جاتے تھے۔ (مراۃ المناجیح ج ۲ ص ۳۵۴)

ادب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صحیح بخاری میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلہ

بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تاکہ میں اقامت کہوں، فرمایا: ہاں! اور انھوں نے امامت کی، اس عرصہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صف میں قیام فرمایا، جب نمازیوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو تصفیق کی (بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں اس طرح مارنا کہ آواز پیدا ہو، تصفیق کہلاتا ہے۔) اس غرض سے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبردار ہو جائیں کیونکہ ان کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف توجہ نہ کرتے تھے جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصفیق کی آواز سنی تو گوشہ چشم سے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں، لہذا پیچھے ہٹنے کا قصد کیا اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس نوازش پر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے امامت کا حکم فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابوبکر! جب میں خود تمہیں حکم کر چکا تھا تو تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون سی چیز مانع تھی عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ابو قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من دخل لیوم الناس... الخ، الحدیث ۶۸۳، ج ۱، ص ۲۴۴)

(234) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا يَطْلُبُ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكُهُ، ثُمَّ يَكْتَبُهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز صبح ادا کر لی وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے اپنی ذمہ داری میں سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے گا کیونکہ جس سے مطالبہ کرے گا اس کو پکڑے گا اور منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة، ج ۲، ص ۱۱۵، رقم: ۱۵۱۵، سنن الکبریٰ للبیہقی، باب من قال فی الصبح، ج ۱، ص ۴۱۴، رقم: ۲۲۹۱، المعجم الکبیر للطبرانی، من اسمہ جندب بن عبد اللہ، ج ۲، ص ۱۵۰، رقم: ۱۶۱۰، مسند الرویالی، حدیث جندب بن عبد اللہ بن سفیان البجلی، ص ۲۸۵، رقم: ۴۳۱، مستخرج ابوعوانہ، باب الدلیل علی ان من صلی المکتوبة، ج ۲، ص ۱۸، رقم: ۱۰۰۱)

شرح حدیث: فجر ادا کرنے کا ثواب

اللہ عز وجل نے ارشاد فرمایا:

وَقَدْ اَنَّ الْقَجْرَ اِنَّ قَدْ اَنَّ الْقَجْرَ كَانَ مَشْهُودًا

ترجمہ کنز الایمان: اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

(پ 15، بنی اسرائیل: 78)

مفسرین کرام فرماتے ہیں اس آیت مبارکہ میں فجر سے مراد صبح کی نماز ہے کہ اس میں دن اور رات کے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الساجد وموضع الصلوة، باب فضل صلوة العشاء، رقم ۶۵۶، ج ۱، ص ۳۲۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، منافقین پر سب نمازوں سے بھاری فجر اور عشاء کی نماز ہے، اگر جان لیتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسٹتے ہوئے آتے، اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی شخص کو نماز پڑھانے پر مقرر کروں پھر کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کیلئے کہوں جو لکڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں پھر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعۃ، رقم ۶۵۷، ج ۱، ص ۲۳۵)

امام طبرانی ایک شخص کا نام لئے بغیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابو ذر ذاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ، باصطِ نُزولِ سکینہ، فیضِ منجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث سنا تا ہوں، (پھر فرمایا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عز و جل کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تم میں جو فجر اور عشاء کی نماز میں حاضر ہو سکے اگرچہ گھسٹتے ہوئے تو اسے چاہیے کہ وہ ضرور حاضر ہو۔

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوة، باب فی صلوة العشاء الاخرۃ والصبح فی الجماعۃ، رقم ۲۱۳۹، ج ۲، ص ۱۶۵)

حضرت سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابی بن کعب، رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے وہ اللہ عز و جل کی امان میں ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب القن، باب المسلمون فی ذمۃ اللہ عز و جل، رقم ۳۹۴۶، ج ۳، ص ۳۲۵)

حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ عزوجل کے محبوب، داناتے غیوب، منزہ عن الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو صبح کو فجر کی نماز کے لئے چلا وہ ایمان کا جھنڈا لئے چلا اور صبح کو بازار کی طرف چلا تو شیطان کا جھنڈا لے کر چلا۔

حضرت سیدنا ابو بکر بن سلیمان بن ابو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فجر کی نماز میں میرے والد سلیمان بن ابو حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا تو بازار کی طرف چلے کیونکہ حضرت سیدنا سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہائشگاہ مسجد اور بازار کے بیچ میں تھی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفاء ام سلمہ کے قریب سے گزرے تو ان سے کہا کہ، میں نے فجر کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا، وہ ساری رات عبادت کرتے رہے صبح کو ان کی آنکھ لگ گئی۔ یہ سن کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا میرے نزدیک ہماری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب الطہارات، باب الاسواق ودخولھا، رقم ۲۲۳۴، ج ۳، ص ۵۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو بے مدد چھوڑتا ہے جو اپنے بھائی کی حاجت میں ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں ہوتا ہے جو کسی مسلمان سے تکلیف کو دور کرے۔ حق تعالیٰ قیامت کے دن کی تکلیف کو اس سے دور کر دے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی قیامت کے دن اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (متفق علیہ)

(235) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُظْلَمُهُ. مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه، ج ۲، ص ۸۹۲، رقم: ۲۲۱۰، صحیح مسلم، باب تحریم ظلم المسلم وخذله واقتصاره ودمه وعرضه، ج ۸، ص ۱۰، رقم: ۱۶۰۶، الادب للمہدی، باب الاعراض عن الوقوع فی اعراض المسلمین، ص ۶۸، رقم: ۱۱۲۰، تحائف الخیرة المہرۃ للہو صیری، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۲۴۴، رقم: ۱۱۲۰، سنن ابوداؤد، باب المؤاخاة، ج ۲، ص ۲۲۲، رقم: ۴۸۹۵)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: مسلمان مسلمان کا دینی و اسلامی بھائی ہے یا مسلمان مسلمان کے لیے سگے بھائی کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی اہم کہ نبی بھائی کو، باپ نے بھائی بنایا ہے اور مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی بنایا، حضور سے رشتہ غلامی قوی ہے

ماں باپ سے رشتہ نسبی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے بھائی نہیں حضور تو مثل والد کے ہیں اس لیے حضور کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں بھانج نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ مؤمن و مسلم ہم معنی ہیں کہ قرآن کریم نے مؤمنوں کو بھائی قرار دیا اِنَّهَا السُّؤْمِنُونَ اِخْوَانٌ اور حضور نے یہاں مسلمانوں کو۔ (ازمرقات) خیال رہے کہ یہاں بھائی ہونا رحمت و شفقت کے لحاظ سے ہے نہ کہ احکام کے اعتبار سے۔

مزید فرماتے ہیں:

سبحان اللہ! کیسا پیارا وعدہ ہے مسلمان بھائی کی تم مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا، مسلمان کی حاجت روائی تم کرو اللہ تمہاری حاجت روائی کرے گا۔ معلوم ہوا کہ بندہ بندہ کی حاجت روائی کر سکتا ہے یہ شرک نہیں بندہ بندہ کا حاجت روا مشکل کشا ہے اور اگر کوئی حیا دار آدمی ناشائستہ حرکت خفیہ کر بیٹھے پھر پچھتائے تو تم اسے خفیہ سمجھا دو کہ اس کی اصلاح ہو جائے اسے بدنام نہ کرو اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہارے گناہوں کا حساب خفیہ ہی لے لے گا تمہیں رسوا نہ کرے گا، ہاں جو کسی کی ایذا کی خفیہ تدبیریں کر رہا ہو یا خفیہ حرکتوں کا عادی ہو چکا ہو اس کا اظہار ضرور کر دو تا کہ وہ شخص ایذا سے بچ جاوے یا یہ تو بہ کرے یہ قیدیں ضرور خیال میں رہیں۔ غرض کہ صرف بدنامی سے کسی کو بچانا اچھا ہے مگر اس کے خفیہ ظلم سے دوسرے کو بچانا یا اس کی اصلاح کرنا بھی اچھا ہے یہ فرق خیال میں رہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ جو مسلمان کی ایک عیب پوشی کرے رب تعالیٰ اس کی سات سو عیب پوشیاں کرے گا لہذا اکوہۃ کی تئوین تعظیمی ہے اور ستورۃ اللہ میں ستر مطلق بمعنی کامل ہے رب تعالیٰ کی عطائیں ہمارے خیالات سے وراہ ہیں۔ (برزائۃ النافع، ج ۶، ص ۷۸۸)

اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجتیں پوری کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرّم، ثور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی ایک دنیوی پریشانی دور کریگا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو تنگدست کے لئے آسانی مہیا کریگا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اسکے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ عزوجل بھی اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی السترۃ علی المسلم، رقم ۱۹۳۷، ج ۳، ص ۷۳)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعث نزول سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے قید کرتا ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی حاجت پوری فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی ایک پریشانی دور کرے گا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی

پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم النظم، رقم ۲۵۸۰، ج ۳، ص ۱۳۹۴)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلے اس کا یہ عمل اس کے لیے دس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرے اللہ عزوجل اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتا ہے اور ان میں سے دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ مشرق و مغرب کے فاصلے سے زیادہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے چلے تو یہ عمل میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی شریف علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام) میں دو مہینے اعتکاف کرنے سے افضل ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب البر والصلة، باب الترغیب فی قضاء الحاجات المسلمین، رقم ۸، ج ۳، ص ۲۶۳)

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب تک اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے اللہ عزوجل اس کی حاجت پوری فرما تا رہتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب فضل قضاء الحاجات، رقم ۱۳، ج ۸، ص ۳۵۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ اہلبغین، رخصۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل نے کچھ قوموں کو بعض نعمتیں عطا کی ہیں جنہیں وہ اس وقت تک ان کے پاس رکھتا ہے جب تک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل کی کچھ ایسی قومیں ہیں جنہیں اس نے بندوں کے فائدے کے لئے بعض نعمتوں کے ساتھ مختص فرما دیا ہے وہ انہیں اس حال پر اس وقت تک برقرار رکھتا ہے جب تک وہ ان نعمتوں کو لوگوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں پھر جب وہ ان نعمتوں کو لوگوں سے روک لیتے ہیں تو اللہ عزوجل وہ نعمتیں ان سے موقوف فرما کر دوسروں کو دے دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب فضل قضاء الحاجات، رقم ۱۳، ج ۸، ص ۳۵۱)

حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و ملال، صاحب مجود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی کی حاجت پوری ہونے تک حاجت روائی کرتا رہے اللہ عزوجل پچھتر ہزار (75000) ملائکہ کے ذریعے اس پر سایہ فرماتا ہے وہ اسکے لئے استغفار اور دعا کرتے ہیں، اگر صبح کو حاجت روائی کی تو شام تک اور اگر شام کو حاجت روائی کی تو صبح تک اور وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے اللہ عزوجل اس کا ایک گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب البر والصلة، رقم ۹، ج ۳، ص ۲۶۳)

(236) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُ
أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَخُونُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَخْلُلُهُ كُلُّ
الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عَرَضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ
الْتَقَوَى هَاهُنَا، بِحَسَبِ أَمْرِ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ
أَخَاهُ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ الْبُزْجِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ
حَسَنٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان دوسرے
مسلمان کا بھائی ہے اس سے خیانت کرنا ہے نہ جھوٹ
بولنا ہے اور نہ ہی اسے رسوا کرتا ہے۔ ہر مسلمان کی
مسلمان پر حرام ہے اس کی عزت مال اور خون، تقویٰ
اس جگہ ہے (دل کی طرف اشارہ فرمایا) آدمی کیسے اتنا
شرکافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ امام
ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث
حسن ہے۔

تخریج حدیث: (سانن ترمذی، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم، ج ۲ ص ۲۶۵، رقم: ۱۹۲۴، سنن ابو داؤد، باب في
الغيبة، ج ۲ ص ۲۲۲، رقم: ۴۸۸۳، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ج ۲ ص ۲۶۵، رقم: ۴۶۱۳، مسند البزار
مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ج ۲ ص ۳۳۳، رقم: ۸۷۷۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:
یعنی مسلمان کو نہ تو دل میں حقیر جانو نہ اسے حقارت کے الفاظ سے پکارو یا برے لقب سے یاد کرو نہ اس کا مذاق بناؤ
آج ہم میں یہ عیب بہت ہے۔ پیشوں، نسبوں، یا غربت و افلاس کی وجہ سے مسلمان بھائی کو حقیر جانتے ہیں حتیٰ کہ صوبہ بھارت
تعبہ ہم میں بہت ہو گیا کہ وہ پنجابی ہے، وہ بنگالی، وہ سندھی، وہ سرحدی، اسلام نے یہ سارے فرق مٹا دیے۔ شہد کی مکھی
مختلف پھولوں کے رس چوس لیتی ہے تو ان کا نام شہد ہو جاتا ہے، مختلف لکڑیوں کو آگ جلا دے تو اس کا نام راکھ ہو جاتا
ہے، آم، جامن، ببول کا فرق مٹ جاتا ہے یوں ہی جب حضور کا دامن پکڑ لیا تو سب مسلمان ایک ہو گئے حبشی ہو یا
روی۔ مولانا جانی فرماتے ہیں شعر۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جانی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست
یعنی اسلام میں عزت تقویٰ و پرہیزگاری سے ہے اور تقویٰ کا اصلی ٹھکانہ دل ہے۔ تمہیں کیا خبر کہ جس مسکین مسلمان کو
تم حقیر سمجھتے ہو اس کا دل تقویٰ کی شمع سے روشن ہو اور وہ اللہ کا پیارا ہو تم سے اچھا ہو شعر۔

خاکساران جہاں را حقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں راہ سوارے باشد
صوفیاء کرام اس جملہ کے معنی یہ کرتے ہیں کہ حضور نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ و پرہیزگاری
یہاں ہے یعنی تقویٰ کی کان پرہیزگاری کا مرکز میرا سینہ ہے، میرے سینہ سے تمام اولیاء و علماء کے دلوں کی طرف تقویٰ کے

دریا بہتے ہیں ان سینوں سے عوام کے سینوں کی طرف تقویٰ کی نہریں نکلیں۔ (مرقات) حضور کا سینہ کشف غیوب کا آئینہ ہے کونین میں حضور کی عطا کیے جاتی ہیں۔ (مرقات) (برزائے الناجح، ج ۶، ص ۷۸۸)

تکبر کسے کہتے ہیں

اپنے سے کسی کو حقیر جانا تکبر کہلاتا ہے، تکبر ایک تو خود حرام ہے مزید اس کی وجہ سے غیبت کا گناہ بھی سرزد ہوتا ہے۔ مغرور آدمی جس کو حقیر جانتا ہے اُس کی ہنسی اڑاتا ہے اللہ عز و جل فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا يَسَاءَ عَسَىٰ أَن يَكُونَ خَيْرًا مِّنْهُمْ (پ 26 المجنات 11)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں، عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

کسی کو حقارت سے مت دیکھو

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل غفرلہ علیہ رحمۃ اللہ القوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: بخیر یہ سے مراد یہ ہے کہ جس کی ہنسی اڑائی جائے، اُس کی طرف حقارت سے دیکھنا۔ اس حکم خداوندی عز و جل کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو حقیر نہ سمجھو، ہو سکتا ہے وہ اللہ عز و جل کے نزدیک تم سے بہتر، افضل اور زیادہ مقرب ہو۔ چنانچہ سرکار ابد قرار، شافع روز شمار، پاؤں پروردگار دو عالم کے مالک و مختار عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان خوشبودار ہے: کتنے ہی پریشان حال، پُر اگندہ بالوں اور پھٹے پرانے کپڑوں والے ایسے ہیں کہ جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا لیکن اگر وہ اللہ عز و جل پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ ضرور اسے پورا فرمادے۔ (مسکن ترمذی ج ۵ ص ۲۵۹ حدیث ۳۸۸۰) ابلیس لعین نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر فتنہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیر جانا تو اللہ عز و جل نے اسے ہمیشہ کیلئے خسار بے (یعنی نقصان) میں مبتلا کر دیا اور حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ وسلم پر فتنہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ کی عزت کے ساتھ کامیاب ہو گئے، ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ یہاں اس معنی کا بھی احتمال (امکان) ہے کہ کسی دوسرے کو حقیر نہ جان کیونکہ ممکن ہے کہ وہ عزیز (یعنی عزت والا) ہو جائے اور ثواب ذلیل ہو جائے پھر وہ تجھ سے انتقام لے۔

لَا تُكِبُّ يَوْمًا وَالدَّهْرُ قَدْ رَفَعَهُ

لَا يُهْدِنُ الْفَقِيرَ عَلَيْكَ أَنْ

یعنی: فقیر (یعنی غریب آدمی) کی توہین نہ کر شاید تو کسی دن فقیر (یعنی غریب) ہو جائے اور زمانے کا مالک

عز و جل اسے امیر کر دے۔ (الذواجر عن آثار ابیہا ج ۲ ص ۱۱)

اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(237) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ: لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، وَلَا تَحْذُلُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا وَيشير إلى صدره ثلاث مرّات - بحسب امرئ من الشرّ أن يحقر أخاه المسلم، كلُّ المسلم على المسلم حرام، دمه وماله وعرضه رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرمایا: ایک دوسرے سے حسد کرو نہ ایک دوسرے پر دھوکہ کیلئے بھاؤ نہ بڑھاؤ ایک دوسرے سے بغض نہ کرو نہ ایک دوسرے کو پٹھیں کرو تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو حقیر جانتا ہے نہ اسے رسوا کرتا ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ آپ نے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ تین بار کہا: آدمی کیلئے اتنا شر کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر جائے مسلمان پر مسلمان کا خون مال اور عزت حرام ہے۔ (مسلم)

التَّجَشُّسُ : أَنْ يُزِيدَ فِي ثَمَنِ سَلْعَةٍ يُنَادِي عَلَيْهَا فِي السُّوقِ وَتُحْوَى وَلَا رَغْبَةَ لَهُ فِي شَرَائِهَا بَلْ يَقْصِدُ أَنْ يَغْرِ عَيْرَهُ، وَهَذَا حَرَامٌ.

التجسس: بازار میں بڑھا کر بولی لگانا جب کہ مقصد خریدنا نہ ہو بلکہ دھوکہ دینا اور تنگ کرنا ہو تو یہ حرام ہے۔

وَالْتَدَابُرُ : أَنْ يُعْرَضَ عَنِ الْإِنْسَانِ وَيَهْجُرَهُ وَيَجْعَلُهُ كَالشَّيْءِ الَّذِي رَأَى الظُّهْرَ وَالذُّبُرَ.

تدابیر: مسلمان کا مسلمان سے بے رخی کرنا اور اسے ایسی حالت میں چھوڑنا جس طرح کوئی چیز پیٹھ پیچھے ہوتی ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب تحریم ظلم المسلم وغلله والتصارة ودمه وعرضه ج ۸ ص ۱۰۰ رقم: ۱۶۰۹ الادب للمہدی باب اجتناب الظن السوء والتجسس ص ۱۶۵ رقم: ۱۶۱۴ موطأ امام مالک باب ما جاء فی المهاجرة ص ۹۰ رقم: ۱۶۱۶ سنن ابو داؤد باب فیمن ینہج احاء المسلم ج ۳ ص ۲۲۰ رقم: ۴۱۱۲ سنن ابن ماجہ باب الدعاء بالعفو والعافية ج ۲ ص ۱۲۶ رقم: ۳۸۴۹)

شرح حدیث: بیع نجش مکروہ ہے

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: نجش مکروہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ نجش یہ ہے کہ بیع (یعنی بیچی جانے والی چیز) کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے کا ہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خرید لے اور یہ حقیقت خریدار کو دھوکا دینا ہے۔ جیسا کہ بعض دکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں، گا ہک کو دیکھ کر چیز کے

خریدار بن کر دام بڑھا دیا کرتے ہیں اور ان کی اس حرکت سے گاہک دھوکا کھا جاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے بیع کی تعریف کرنا اور اس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو نہ ہوں تاکہ خریدار دھوکا کھا جائے، یہ بھی بخش ہے۔

(بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۳-۷۴)

حسد کی بیماری

بلاشبہ حسد دل کے بڑے امراض میں سے ہے اور چونکہ دل کی باطنی بیماریوں کا علاج علم ہی کے ذریعے ہو سکتا ہے لہذا حسد کے مرض کے لئے نفع بخش علم یہ ہے کہ تم یہ بات جان لو کہ حسد تمہارے دین اور دنیا دونوں کے لئے نقصان دہ ہے جبکہ محسود کے دین و دنیا کے لئے ہرگز مضر نہیں، کیونکہ حسد سے کبھی کوئی نعمت زائل نہیں ہوئی، ورنہ تو اللہ عز و جل کی کسی پر کوئی نعمت باقی ہی نہ رہتی یہاں تک کہ کسی کے پاس ایمان کی دولت بھی باقی نہ رہتی، کیونکہ کفار کی تو ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ کسی بھی طرح اہل ایمان سے ایمان کی دولت چھین جائے، البتہ محسود کو دینی اعتبار سے تمہارے حسد کی وجہ سے فائدہ ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ تمہاری جانب سے مظلوم ہوتا ہے خصوصاً جب تم غیبت اور اس کی بے عزتی یا کسی اور ذریعے سے اس کو تکلیف پہنچا کر اپنے حسد کو ظاہر کرتے ہو تو ایسی صورت میں تم خود اپنی جانب سے اس کی خدمت میں اپنی نیکیوں کو بطور تحفہ و ہدیہ پیش کر رہے ہوتے ہو حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ عز و جل سے اس حالت میں ملاقات کرو گے کہ تم اس شخص کی طرح مفلس ہو گے جو اس وقت بھی ان نعمتوں سے اسی طرح محروم ہو گا کہ جس طرح دنیا میں محروم تھا، اور تم جس شخص سے حسد کرتے رہے وہ تمہارے دکھ درد وغیرہ سے بے پرواہ اور محفوظ ہو گا، لہذا جب تمہاری بصیرت کا پردہ اور دل کا زنگ چھٹ چکا ہے اور تم نے اس بارے میں غور و فکر بھی کر لیا ہے نیز تم خود اپنی جان کے دشمن بھی نہیں اور نہ ہی اپنے دشمن کے دوست ہو تو پھر ایک عظیم خطرے میں مبتلا ہو جانے کے ڈر سے اس موذی حسد سے منہ پھیر لو، اور وہ خطرہ یہ ہے کہ کہیں تم اللہ عز و جل کے فیصلے پر ناراض ہو کر اس کی تقسیم اور عدل کو ناپسند کرو جو کہ گناہ ہے یعنی ایسا گناہ گویا اللہ عز و جل کی توحید پر جرات کرنا ہے اور دین کی بربادی کے لئے یہی جرات کافی ہے۔

ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ تم نے اپنے اس عمل سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاء کرام اور باعمل علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس گروہ سے جدائی اختیار کر لی جو اللہ عز و جل کے بندوں کو خیر پہنچانا پسند کرتے ہیں اور ابلیس و شیاطین کے اس گروہ میں شرکت کر لی ہے جو مؤمنین کے لئے مصیبتوں اور نعمتوں کے زوال کو پسند کرتے ہیں؟ دل کی یہ گندگی تمہاری نیکیوں کو اس طرح کھا جائے گی جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ حسد تمہارے دنیوی ضرر یعنی رنج و غم میں بھی اضافہ کرتا ہے وہ ایسے کہ جب تم محسود کو دیکھتے ہو کہ اس کی نعمتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور تمہاری نعمتوں میں کمی ہو رہی ہے تو تم غمگین ہو جاتے ہو، پس یہ تمہارے حسد ہی کی آفت ہے کہ تم ہمیشہ انتہائی غمگین، رنجیدہ خاطر، تنگ دل اور شکستہ رہتے ہو، پس اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ تم آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور حساب و کتاب کو نہیں مانتے تب بھی

حسد کو چھوڑ دینا ہی مناسب ہے تاکہ تم آخری عذاب سے پہلے ان دنیوی سزاؤں سے بچ سکو۔ اس ساری گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم خود ہی اپنے دشمن اور اپنے دشمن کے دوست ہو کیونکہ تم ایک ایسی چیز کے عادی ہو جو دنیا و آخرت میں تمہارے لئے تو نقصان دہ ہے جبکہ تمہارے دشمن کے لئے نفع مند ہے اور یوں تم دنیا و آخرت میں خالق عز و جل اور مخلوق دونوں کے نزدیک قابل مذمت اور بد بخت ہو جاؤ گے۔

حسد کے مراتب

حسد کی حقیقت اور اس کے احکام جان لینے کے بعد اب اس کے مراتب بیان کئے جاتے ہیں۔
حسد کے چار مراتب ہیں:

(۱) کسی کی نعمت کے زوال کی اس طرح تمنا کرنا کہ خود کو اس نعمت کے حصول کی خواہش نہ ہو یہ حسد کا انتہائی درجہ ہے
(۲-۳) غیر کی نعمت کے زوال کے ساتھ ساتھ بعینہ اسی نعمت یا اس جیسی دوسری نعمت کے حصول کی تمنا کرنا، اگر محسود (یعنی جس سے حسد ہو اس) کی نعمت یا اس جیسی نعمت حاسد کو حاصل نہ ہو تو محض اس سے نعمت کے زوال کی تمنا اس لئے کرنا کہ وہ اس سے ممتاز نہ ہو سکے اور (۴) غیر سے نعمت کے زائل ہونے کی خواہش تو نہ ہو مگر آدمی یہ پسند کرے کہ وہ اس سے ممتاز بھی نہ ہو۔ یہ آخری صورت اگر دنیا کے بارے میں ہو تو حسد کی معاف شدہ صورت ہے اور اگر دین کے معاملہ میں ہو تو مطلوب ہے۔ (الرواہ عن ابن کثیر ابن المبارک مؤلف فتح الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حنبل الحنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی صفحہ ۲۱۵)

(238) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لَا يَخِيَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان دار نہیں یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے اسی چیز کو پسند نہ کرے جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب من الایمان ان يحب لاخيه ما يحب لنفسه ج ۱ ص ۱۴ رقم: ۱۴ صحیح مسلم: باب الدلیل علی ان من حصل الایمان ان يحب لاخيه المسلم ج ۱ ص ۴۹ رقم: ۱۴۱ سنن الدارمی: باب لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه ج ۲ ص ۲۹۴ رقم: ۲۴۳۰ سنن ابن ماجہ: باب فی الایمان ج ۱ ص ۲۹ رقم: ۱۶۱۱ مسند امام احمد: مسند انس بن مالک ج ۳ ص ۲۸ رقم: ۱۳۹۹)

شرح حدیث: جو وہ اپنے لیے پسند کرتا؟

مؤمن اپنے اسلامی بھائی کو ہمیشہ اپنے مہمان اور پڑوسی کی عزت کرنے کا ہی حکم دے گا اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ بات کریگا تو صرف بھلائی کی، ورنہ خاموش رہے گا۔
نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی مؤمن کو پر وقار انداز میں خاموشی کا پیکر

پاؤ تو اس کی قربت حاصل کیا کرو کیونکہ وہ (جب بھی بولے گا تو) صرف حکمت آموز باتیں ہی کہے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ریاضۃ النفس و تہذیب الاخلاق، بیان علامات حسن الخلق، ج ۳، ص ۸۵، معلق پر لکھن)

حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف ایسی نگاہ سے اشارہ کرے جو اسے اذیت دینے والی ہو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب الکلمۃ، ج ۲، ص ۲۳۳)

نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ڈرائے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب من بدأ خذ الشیء من مزاج، الحدیث: ۵۰۰۴، ص ۱۵۸۹)

نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: شرکاء مجلس اللہ عزوجل کے امین ہوتے ہیں تو ان میں سے کسی کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی وہ بات ظاہر کرے جس کا ظاہر کرنا اسے ناپسند ہو۔

(الزہد لابن السبارک، باب ما جاء فی الخ، الحدیث: ۶۹۱، ص ۲۳۰، اخیر بدیع حب)

(239) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُومًا. أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ: تَحْجُزُهُ أَوْ مَنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مظلوم ہو تو مدد کرو (یہ تو سمجھ میں آتا ہے) اگر ظالم ہو تو کیسے مدد کروں (یہ بات قرین قیاس نہیں) فرمایا اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مدد ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب عن أخاك ظالما أو مظلوما، ج ۲، ص ۱۲۸، رقم: ۲۴۴۲، صحیح ابن حبان، کتاب الغصب، ج ۱۱، ص ۴۰، رقم: ۱۰۱۶۶، الادب للہیثمی، باب فی التعاون علی البر، ص ۴۴، رقم: ۱۰۱۶۶، تحف الخیرۃ المہرۃ للہیثمی، کتاب الفتن، ج ۸، ص ۲۰، رقم: ۱۰۱۶۶، سنن الدارمی، باب انصر أخاک ظالما أو مظلوما)

شرح حدیث: ظالم کو ظلم سے روکنے کی فضیلت

حضرت سیدنا قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگو! تم یہ آیت مبارکہ پڑھتے ہو یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہو جبکہ تم راہ پر ہو۔ (لما کہ آیت ۱۰۵)

(پھر فرمایا) میں نے حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ان سب پر عذاب کرے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱، رقم: ۱۶)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم دیکھو کہ میری امت ظالم کی تائید کر رہی ہے تو تیرا ظالم کو ظالم کہنا تجھے اُن سے جدا کر دے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲، رقم ۶۷۹۸، ص ۶۴۱)

مظلوم کی مدد کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی کراہیۃ لبس الصغیر للرجال والقیسی، ج ۳، رقم ۲۸۱۸، ص ۳۶۹)

دریائے نیل کے نام ایک خط

حضرت سیدنا قیس بن الحجاج علیہما رحمۃ اللہ الوحاب سے مروی ہے: جب مصر فتح ہوا تو وہاں کے کچھ لوگ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس غمی مہینوں میں سے کسی مہینے کی تاریخ کو آئے (اس وقت حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کے گورنر تھے)، ان لوگوں نے عرض کی: اے ہمارے محترم امیر! ہمارے اس دریائے نیل کی ایک پرانی رسم ہے جب تک وہ رسم ادا نہ کی جائے اس وقت تک یہ جاری نہیں ہوتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ کون سی رسم ہے جس کے ادا کئے بغیر یہ دریا جاری نہیں ہوتا؟ لوگوں نے عرض کی: اس ماہ کی بارہ تاریخ ہم کسی نوجوان خوبصورت لڑکی کے والدین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں اس بات پر راضی کرتے ہیں کہ وہ اپنی خوبصورت دوشیزہ کو دریائے نیل میں ڈالنے کے لئے ہمارے حوالے کر دیں تاکہ یہ دریا جاری ہو اور ہم سب سیراب ہو سکیں پھر ہم اس نوجوان خوبصورت لڑکی کو عمدہ کپڑے پہنا کر زیورات سے آراستہ کرتے ہیں پھر اسے دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح ہر سال ہم اپنی ایک جوان لڑکی کی قربانی دیتے ہیں تب دریائے نیل جاری ہوتا ہے۔ ان لوگوں کی یہ عجیب و غریب بات سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اسلام میں ایسی کوئی بے ہودہ رسم جائز نہیں، بے شک اسلام نے ایسی تمام باطل رسمیں مٹا دی ہیں، تم اس مرتبہ اس رسم پر ہرگز عمل نہ کرنا۔

لوگ آپ کی بات سن کر واپس چلے گئے اور انہوں نے اس مرتبہ کسی بھی لڑکی کو دریا میں نہ پھینکا، دریائے نیل خشک رہا اور اس مرتبہ اس میں بالکل بھی پانی نہ آیا۔ لوگ بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ ہم یہ ملک چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں۔

جب حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب خط لکھا اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا، جب حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ملا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً لکھا کہ بھیجا: تم نے بالکل سچ کہا کہ اسلام بے ہودہ پرانی رسموں کو مٹا دیتا ہے۔ میں تمہاری طرف مکتوب میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں

جب تمہارے پاس میرا یہ مکتوب اور رقعہ پہنچے تو تم اس رقعے کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک مکتوب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا تو اس میں ایک چھوٹا سا رقعہ بھی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ لیا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ اس مبارک رقعے میں درج الفاظ کا مفہوم یہ ہے:

اللہ عزوجل کے بندے امیر المؤمنین (حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مصر کے دریائے نیل کی طرف!

اما بعد! اے دریائے نیل! اگر تُو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو جاری مت ہو (ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں) اور اگر تجھے اللہ عزوجل واحد و قہار جاری فرماتا ہے تو ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔

حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رقعہ پڑھا اور دریائے نیل میں ڈال دیا جس وقت یہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا اس وقت دریا بالکل خشک تھا اور لوگوں نے اس ملک کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن جب لوگ صبح دریائے نیل پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں اللہ عزوجل نے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رقعہ کی برکت سے) دریا میں سولہ گز پانی جاری فرمادیا اور اللہ عزوجل نے وہ رسم باطل منادی اور آج تک یہ رسم ختم ہے۔ (دریائے نیل اس کے بعد آج تک خشک نہیں ہوا)

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا ٹیٹھے ٹیٹھے اسلامی بھائیو! سبحان اللہ عزوجل! اسلام کتنا عظیم ہے کہ اس نے آکر مظلوموں کو ظلم سے نجات دلوائی، بے سہاروں کو سہارا دیا اور دین اسلام ایسے عظیم احکام کا مجموعہ ہے کہ جن میں لوگوں کی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اللہ عزوجل کا ہو جاتا ہے ہر چیز اس کے تابع کر دی جاتی ہے جو اپنے گلے میں نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا پٹہ ڈال لیتا ہے وہ درحقیقت جہاں کا سردار بن جاتا ہے:

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد ﷺ کے غلام اکثر

(عمدون الحکایات مؤلف: امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی صفحہ ۲۲۸)

(240) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْيِيتُ الْعَاطِسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا مریض کی بیمار پرسی کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا، چھینکنے والے کو جواب دینا (یعنی یوحنا اللہ کہنا)۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں جب تم اس کو طو تو سلام کرو جب تم کو دعوت دے تو دعوت قبول کرو۔ جب خیر خواہی طلب کرے تو اس کیلئے خیر خواہی کرو اور جب چھینک کر اللہ کی حمد بجالائے تو اس کو جواب دے (یوحک اللہ کہہ کر) جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلو۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ: إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَأَنْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمْدُ اللَّهِ فَشَبِّهْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدَّهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب الامر بالتباع الجنائز: ج ۲، ص ۱۰۴، رقم: ۱۲۴۰ صحیح مسلم: باب من حق المسلم للمسلم رد السلام: ج ۲، ص ۲۰۳، رقم: ۵۷۷۹ سنن الکبیری للبیہقی: باب وجوب العمل فی الجنائز من الغسل: ج ۳، ص ۲۸۹، رقم: ۶۸۵۵ سنن الکبیری للنسائی: باب ما یقول اذا عطس: ج ۱، ص ۱۶۲، رقم: ۱۰۰۴۹ مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی ہریرۃ: ج ۲، ص ۲۰۰، رقم: ۱۰۰۹۱) جبکہ کچھ تبدیلی متن کے ساتھ یہ روایت صحیح مسلم میں مندرجہ ذیل مقام پر موجود ہے: (صحیح مسلم: باب من احق المسلم للمسلم رد السلام: ج ۲، ص ۲۰۳، رقم: ۵۷۷۸)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یہ پانچ کی تعداد حصر کے لیے نہیں بلکہ اہتمام کے لیے ہے یعنی پانچ حق بہت شاندار اور ضروری ہیں کیونکہ یہ قریباً سارے فرض کفایہ اور کبھی فرض عین ہیں لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں زیادہ حقوق بیان ہوئے۔ خیال رہے کہ یہ اسلامی حقوق ہیں۔ مسلمان فاسق ہو یا متقی سب کے ساتھ یہ برتاوے کیے جائیں، کافروں کا ان میں سے کوئی کوئی حق نہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

بیمار کی عیادت اور خدمت یوں ہی جنازے کے ساتھ جانا عام حالات میں سنت ہے لیکن جب کوئی یہ کام نہ کرے تو فرض ہے، کبھی فرض کفایہ، کبھی فرض عین، یوں ہی دعوت میں شرکت کھانے کے لیے یا وہاں انتظام و کام و کاج کے لیے سنت ہے، کبھی فرض لیکن اگر خاص دسترخوان پر ناجائز کام ہوں جیسے شراب کا دور یا ناچ گانا تو شرکت ناجائز ہے، چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے سب یا ایک جواب میں کہیں یَزِجْ حَمْلُكَ اللَّهُ پھر چھینکنے والا کہے يَهْدِيْكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بِأَلْسِنَتِهِمْ اور اگر وہ حمد نہ کرے یا اسے زکام ہے کہ بار بار چھینکتا ہے تو وہ پھر جواب ضروری نہیں۔ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا فرض مگر ثواب سلام کا زیادہ ہے، یہ ان سنتوں میں سے ہے جس کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔ (شامی و مرقاۃ وغیرہ)

(بزائۃ النبی، ج ۲، ص ۷۴۹)

سلام کا جواب دینے کی سنتیں اور آداب

پیارے اسلامی بھائیو!

سلام کرنا ہمارے پیارے آقا، تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ہی پیاری سنت ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ۱۲، ص ۸۸)

بدقسمتی سے آج کل یہ سنت بھی ختم ہوتی نظر آرہی ہے۔ اسلامی بھائی جب آپس میں ملتے ہیں تو اَلْسَلَامُ عَلَیْکُمْ سے ابتدا کرنے کے بجائے آداب عرض کیا حال ہے؟ مزاج شریف صبح بخیر، شام بخیر وغیرہ وغیرہ عجیب و غریب کلمات سے ابتداء کرتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے۔ رخصت ہوتے وقت بھی خدا حافظ گڈ بائی ٹاٹا وغیرہ کہنے کے بجائے سلام کرنا چاہیے۔ ہاں رخصت ہوتے ہوئے اَلْسَلَامُ عَلَیْکُمْ کے بعد اگر خدا حافظ کہہ دیں تو حرج نہیں۔

(۱) سلام کے بہترین الفاظ یہ ہیں اَلْسَلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ یعنی تم پر سلامتی ہو اور اللہ عزوجل کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۲۲)

(۲) سلام کرنے والے کو اس سے بہتر جواب دینا چاہیے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا حُتِّبْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا

ترجمہ کنز الایمان: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ

دو۔ (پ ۵، النسا: ۸۶)

سلام کے جواب کے بہترین الفاظ یہ ہیں:

وَعَلَیْکُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ یعنی اور تم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ عزوجل کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل

ہوں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۹، ص ۲۲)

جب کوئی کسی کا سلام لائے تو اس طرح جواب دیں عَلَیْکَ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ یعنی تجھ پر بھی اور اس پر بھی سلام ہو۔ حضرت غالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی نے بتایا کہ میرے والد ماجد نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو میرا سلام عرض کر۔ اس نے کہا، میں آپ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو گیا اور میں نے عرض کی، سرکار! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے والد صاحب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کرتے ہیں۔ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یعنی تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یقول فلان یرحمک السلام، الحدیث ۵۲۳۱، ج ۴، ص ۵۸)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۹ پر فرماتے

ہیں: کم از کم السلام علیکم اور اس سے بہتر وَرَحْمَةُ اللَّهِ مَلَانَا اور سب سے بہتر وَبَرَکَاتُہ شامل کرنا اور اس پر زیادت نہیں۔ پھر سلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اعادہ تو ضرور ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے۔ اس نے السلام علیکم کہا تو یہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے۔ اور اگر اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو یہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبارکاتہ کہے اور اگر اس نے وبارکاتہ، تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زیادت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سلام کا فوراً جواب دینا واجب ہے۔ اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ گار ہوگا اور صرف جواب دینے سے گناہ معاف نہیں ہوگا، توبہ بھی کرنا ہوگی۔ (رد المحتار مع در مختار، ج ۹، ص ۶۸۳)

جواب اتنی آواز سے دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا سن لے۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۲)
غیر مسلم کو سلام نہ کریں وہ اگر سلام کرے تو اس کا جواب واجب نہیں، جواب میں فقط وعلیکم کہہ دیں۔

(بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)

بڑھیا کا جواب آواز سے دیں اور جوان عورت کے سلام کا جواب اتنا آہستہ دیں کہ وہ نہ سنے۔ البتہ اتنی آواز لازمی ہے کہ جواب دینے والا خود سن لے۔ (بہار شریعت، سلام کا بیان، حصہ ۱۶، ص ۹۰)
اگر کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے۔

اگر سلام لانے والا اور بھیجنے والا دونوں مرد ہوں تو یوں کہیں: عَلَیْکَ وَعَلِیْہِ السَّلَام اگر دونوں عورتیں ہوں تو کہیں عَلَیْکَ وَعَلِیْہَا السَّلَام۔

اگر پہنچانے والا مرد اور بھیجنے والی عورت ہو عَلَیْکَ وَعَلِیْہَا السَّلَام۔

اگر پہنچنے والی عورت ہو اور بھیجنے والا مرد ہو عَلَیْکَ وَعَلِیْہِ السَّلَام۔

(ان سب کا ترجمہ یہی ہے: تجھ پر بھی سلام ہو اور اس پر بھی)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ کے فضائل

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا؟ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے۔ پھر فرمایا، تم میں سے آج مسکین کو کس نے کھانا کھلایا؟ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق نے عرض کیا میں نے۔ پھر فرمایا، تم میں سے آج مریض کی عیادت کس نے کی؟ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں نے۔ پھر فرمایا، آج تم میں سے جنازے کے ساتھ کون گیا؟ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، میں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں یہ چار خصلتیں جمع ہو جائیں وہ جنت میں

داخل ہوگا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصیام، رقم ۳۹۳۶، ج ۳، ص ۳۸۳)

(241) وَعَنْ أَبِي عَمَّارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَكَشْفِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِزَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَاجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمٍ أَوْ تَخَشُّمٍ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ شُرْبِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحَرِيرِ، وَعَنِ الْقَيْتِي، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالذِّيَبَاجِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَلِي رِوَايَةٌ: وَإِنْشَادُ الضَّالَّةِ فِي السَّبْعِ الْأُولِ.

حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے سات کام کرنے کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع کیا۔ ہمیں بیمار پرسی کرنے، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینک والے کو جواب دینے، قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت قبول کرنے اور سلام پھیلانے کا حکم دیا، اور ہمیں سونے کی انگوٹھیاں پہننے، چاندی کے برتن میں پینے، سرخ گدیوں پر بیٹھنے، قس کے کپڑے پہننے، حریر استبرق اور ذیباج پہننے سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے پہلی سات چیزوں میں (جن کی اجازت ہے) گم شدہ چیز کا اعلان بھی شامل ہے۔

میاثر: الف سے پہلے یا ء مثلاً اور ثاء مثلاً اس کے بعد میثراً کی جمع ہے اس کا مطلب ایسی چیز ہے کہ ریشم سے بنا کر اس میں روئی وغیرہ بھر دیتے اس کو گھوڑے کی زین اور اونٹ کے کجاوہ میں رکھتے اس پر سوار بیٹھتا القسی: یہ کپڑے سوت و ریشم کو ملا کر بناتے تھے، انشاد الضالة: گم شدہ چیز کا اعلان کرنا۔

الْمَيَاثِرُ بَيَاءٌ مُشَدَّدَةٌ قَبْلَ الْأَلِفِ، وَثَاءٌ مُثَلَّثَةٌ بَعْدَهَا: وَهِيَ بَجَمْعٍ مِثْلُهَا، وَهِيَ شَيْءٌ يُتَّخَذُ مِنْ حَرِيرٍ وَيُخْشَى قُطْنًا أَوْ غَيْرَهُ، وَيُجْعَلُ فِي الشُّرُجِ وَكُورِ الْبَعِيرِ يَجْلِسُ عَلَيْهِ الرَّايِبُ. وَالْقَيْتِيُّ بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ الْقَيْنِ الْمُهْمَلَةِ الْمُشَدَّدَةِ: وَهِيَ ثِيَابٌ تُنْسَجُ مِنْ حَرِيرٍ وَكَثَّانٍ مُخْتَلَتَيْنِ. وَإِنْشَادُ الضَّالَّةِ: تَعْرِيفُهَا.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب انیة الفضة، ج ۷، ص ۱۱۲، رقم: ۵۶۲۵، صحیح مسلم، باب تحریم استعمال انا الذهب والفضة علی الرجال، ج ۱، ص ۱۲۵، رقم: ۵۵۱۰، الادب للبيهقي، باب ما یجب علی المسلم من حق الخیه فی الاسلام، ص ۱۰۸، رقم: ۱۸۴، سنن الکبیری للسنائی، باب الامر باتباع الجنائز، ج ۱، ص ۶۳، رقم: ۲۰۶۶، مسند امام احمد، مسند البراء بن عازب رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۲۹۹، رقم: ۱۸۶۶۴)

شرح حدیث: اس حدیث میں بالاختصار سات مثبت اور سات منفی کل چودہ باتیں ہیں جو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی

میں بہت دور رس اثرات کی حامل ہیں۔ ہر ایک کی الگ تفصیل و تشریح کے لیے صفحات درکار ہوں گے جن کی یہاں گنجائش نہیں۔ تاہم اختصار کے ساتھ ان کی اجتماعی اہمیت پر قدرے روشنی ڈالی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ قاری حضرات غور سے پڑھیں گے۔ بنی نوع انسان میں حیات و موت کا ایک تسلسل جاری ہے۔ آج کسی کی باری ہے تو کل کسی اور کی۔ جب کسی مسلمان کو موت کا سامنا ہوتا ہے تو مختلف افکار اسے گھیرے رہتے ہیں۔ اور کبھی وہ منٹ منٹ پر دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے، لیکن اس حیثیت کی رو سے جب ایک مسلمان اپنے اس پیارے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو اس کی مجرد آمد ہی اسے اس بیمار بھائی کے دل میں ایک معنوی تازگی ابھر آتی ہے جسے وہ اس موت و حیات کی کشمکش کے وقت محسوس کرتا ہے کہ سوسائٹی میں اس کے کچھ پرسان حال موجود ہیں اور خوشی سے وہ اپنی بیماری میں تخفیف محسوس کرنے لگتا ہے، پھر عیادت کرنے والے کے دعاویہ کلمات سے وہ ایک نوع سکون محسوس کرتا ہے اور اسے تھوڑی امید بندھ جاتی ہے کہ شاید اب اللہ اسے شفا نصیب فرمادے۔ بیمار شخص کے ان احساسات کے ساتھ ساتھ بیمار پرسی کرنے والے بھی رحمت خداوندی سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی رحمت و نعمت سے نوازا جاتا ہے۔ اور یہ صرف مسلم سوسائٹی ہی کی خصوصیت ہے، یہ خصوصیت دنیا کے کسی دیگر سوسائٹی میں نہیں پائی جاتی۔ (فالحمد للہ علی ذلک) اس حدیث کی رو سے جب کوئی مسلم کسی دنیوی غرض سے نہیں بلکہ اللہ کے واسطے اپنے مسلم بھائی کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نکلتے ہیں اور عیادت کو جانے والے اس شخص کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کے لیے جنت میں ایک باغ بھی مخصوص ہو جاتا ہے۔ (صحیح ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی فضل العیادۃ) اگر کسی مسلم بھائی کی وفات ہو جاتی ہے تو دیگر مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا ہے (جسے فرض کفایہ کہا جاتا ہے) کہ وہ اس حدیث کی رو سے اس کی تجہیز و تکفین اور دفن میں شریک ہوں، اس کے جنازہ کے ساتھ جا کر اسے اپنے آخری منزل تک پہنچا کر اس کی ثابت قدمی و جنت نصیبی کے لیے دعا کر کے لوٹیں۔ ایک مسلم اپنی خوشی سے اپنے کسی مسلم بھائی کو دعوت دیتا ہے تو اسے بلا عذر ٹھکرا دینے سے اس مسلم بھائی کی دل شکنی ہوگی۔ لہذا اسلامی شریعت نے بلا وجہ اسے نہ ٹھکرانے اور اسے قبول کرنے کی ترغیب دی ہے تاکہ اپنے مسلم بھائی کی دل شکنی نہ ہو۔ اسلام کو اپنی مسلم سوسائٹی میں کسی فرد پر ظلم ہونا برداشت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اپنے مظلوم بھائی کی مدد کے ذریعہ اس کے اوپر ہونے والا ظلم روک دیا جائے تاکہ یہ قتل و خوں ریزی کی نوبت تک نہ پہنچے۔ ایک ناحق قتل کو اسلام پوری انسانیت کے قتل سے تعبیر کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم بلا شک و شبہ انسانیت کے قتل کی روک تھام کی ایک پیشگی تدبیر ہے۔ اسی طرح مذکورہ دیگر احکام کی بہت ساری خوبیاں ہیں جو فرد و مجتمع سے جڑی ہوئی ہیں۔ دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے افراد کو ان تمام باتوں سے منع فرمایا ہے جن سے کسی کے اندر تکبر و غرور پیدا ہو، اور دوسرے دیکھنے والے بھائیوں کے اندر محرومی اور کمتری کا احسان پیدا ہو۔ چنانچہ چاندی کے برتن، سونے کا بیجا استعمال نیز مختلف قسم کے فاخرانہ ریشمی کپڑے سے مسلمان مرد کو روک دیا گیا تاکہ افراد امت میں لباس و دیگر استعمال کی چیزوں میں

ہم آہنگی و توازن برقرار رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ادا و نواہی کے اتباع کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے، آمین۔ حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو ایمان آفروز نصیحتیں اور جب کہ لقمان (علیہ السلام) نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ ہم نے انہی کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آتا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو، تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کر دوں گا۔ پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ (بھی) خواہی کسی چٹان میں، آسمانوں میں یا زمین میں ہو اسے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا، اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا، (یقین مان) کہ یہ بڑے تاکدنی کاموں میں سے ہے۔ لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا، اور زمین پر اتر کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز پست کر، یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔ (سورہ لقمان آیات: 13 تا 19)

28- بَابُ سِتْرِ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ

وَالنَّهْيُ عَنْ إِشَاعَتِهَا لِغَيْرِ ضُرُورَةٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (لَا الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ) (النور: 19).

(242) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کا حکم اور

ضرورت کے بغیر اس کی اشاعت کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ جو اہل

ایمان میں سے بے حیائی کا کام پھیلانا پسند کرتے ہیں ان

کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بندہ دوسرے بندے کی دنیا

میں پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی

پردہ پوشی فرمائے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب بشارۃ من ستر اللہ عیبه فی الدنیا ج ۸ ص ۲۱۰ رقم: ۶۶۶۰ المستدرک للحاکم

کتاب الحدود ج ۱ ص ۲۲۴ رقم: ۸۱۶۰ مسند امام احمد مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۸۸ رقم: ۶۰۴۴ مسند الشہاب

باب لا یستر عبد عبدًا فی الدنیا الا سترہ اللہ یوم القیامۃ ص ۳۱۶ رقم: ۴۰۵)

شرح حدیث: اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی صفات سے متصف

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے! وہ شخص اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے ہاں پسندیدہ ہے، جو اللہ عزَّ وَّجَلَّ کی صفات سے متصف ہو کیونکہ وہ عیبوں پر پردہ ڈالنے والا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ یاد رکھو! آدمی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اس کی پردہ پوشی کرے، اس کی لغزشوں کو معاف کرے اور اس کے رازوں کو چھپائے۔

کہا جاتا ہے کہ آزاد لوگوں کے سینے رازوں کی قبریں ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیوقوف کا دل اس کے منہ میں ہوتا ہے اور عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔ ابنِ معنر کا شعر ہے:

وَمُسْتَوْذَعِي سِرِّ أَتَهَوَّاتُ كَشَّه

فَأَوْدَعَتْهُ، حَذِرِي فَصَارَ لَه قَبْرًا

ترجمہ: میرے پاس اپنا راز رکھوانے والے! میں نے تیرے راز کو اپنے سینے میں رکھ دیا اور وہ اس لئے قبر بن گیا۔ (باب الاحیاء صفحہ ۱۵۸)

اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرنے کا ثواب

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا ابیہ بن کعب، رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عز و جل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے بھائی کے راز کھولے گا اللہ عز و جل اس کا راز ظاہر کر دے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر ہی میں رسوا ہو جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الستر علی المؤمن، رقم ۲۵۴۶، ج ۳، ص ۲۱۹)

حضرت سیدنا دُحَیْن ابوالحسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عقیبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے کچھ پڑوسی شراب پیتے ہیں لہذا! میں سپاہیوں کو بلانے جا رہا ہوں تاکہ وہ انہیں پکڑ کر لے جائیں۔ تو انہوں نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ انہیں نصیحت کرو اور اللہ عز و جل کے عذاب سے ڈراؤ۔ میں نے جواب دیا، میں انہیں شراب پینے سے منع کر چکا ہوں مگر وہ باز نہیں آتے، اسی لئے اب میں سپاہیوں کو بلانے جا رہا ہوں تاکہ وہ انہیں پکڑ کر لے جائیں۔ تو حضرت سیدنا عقیبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے کسی کی پردہ پوشی کی گویا اس نے زندہ دفن کی گئی بچی کو زندہ کر دیا۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والصلة، باب الجار، رقم ۵۱۸، ج ۱، ص ۳۶۷)

حضرت سیدنا مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عقیبہ بن عامر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے دربان کے ساتھ ان کی تکرار ہو گئی۔ حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ

نے انکی آواز سن لی اور انہیں اندر بلوایا۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری ملاقات کے لئے نہیں آیا بلکہ ضرورت کے تحت آیا ہوں کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو اپنے بھائی کے کسی عیب پر مطلع ہو کر اسکی پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ سیدنا مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یاد ہے۔ تو حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اسی لئے آیا تھا۔

(المعجم الکبیر، مسند محمد بن سیرین، رقم ۹۶۲، ج ۱، ص ۳۳۹، بغیر ما)

انہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میرے ہر امتی کو معافی مل جائے سوائے گناہ کا اعلان کرنے والے کے (وہ محروم ہوں گے)۔ اعلان گناہ میں سے ہے کہ کہ ایک آدمی رات کو گناہ کرنے پھر صبح کرے حالانکہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی اب کہے: اے فلاں گزشتہ رات میں نے یہ کیا حالانکہ اس نے رات گزاری کہ اس پر اس کے رب نے پردہ ڈالا اور اس نے صبح کی کہ اس نے اللہ کے اس پردہ کو چاک کر دیا۔ (متفق علیہ)

(243) وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ أُمَّتِي مُعَافٍ إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنْ مِنَ الْمُجَاهِرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتَ الْبَارِعَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُكَ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب ستر المؤمن علی نفسه، ج ۸، ص ۲۰، رقم: ۶۰۶۶، صحیح مسلم، باب الیمن عن ہتک الانسان ستر نفسه، ج ۸، ص ۲۱۲، رقم: ۶۶۶۱، السنن الصغری للبیہقی، باب الاستتار بستر اللہ، ج ۲، ص ۲۵، رقم: ۴۶۲۲، المعجم الصغیر للطبرانی، من اسمہ عبد اللہ، ج ۱، ص ۲۴۸، رقم: ۳۳۲، مسند الزار، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۴۰۹، رقم: ۸۰۹۶)

شرح حدیث: ایک آنکھ والا آدمی

حضرت سیدنا کعب اللہ حبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑا، لوگوں نے آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درخواست کی، یا کلیم اللہ! دعا فرمائیے تاکہ بارش ہو۔ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔ سب لوگ ساتھ چل پڑے تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا: میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ یہ سن کر سارے لوگ واپس چلے گئے صرف ایک آنکھ والا ایک آدمی ساتھ چلتا رہا۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے میری بات نہیں سنی؟ عرض کی: سنی ہے۔ فرمایا: کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟ عرض کی: یا کلیم اللہ! مجھے اپنا اور کوئی جرم تو یاد نہیں، البتہ ایک بات کا تذکرہ کرتا ہوں، فرمایا: وہ کیا؟ عرض کی:

ایک دن میں نے گزرگاہ پر کسی کی قیام گاہ میں ایک آنکھ سے جھانکا تو کوئی کھڑا تھا۔ کسی کے گھر میں اس طرح جھانکنے کا مجھے بہت قلق (یعنی صدمہ) ہوا میں خوف خدا عزوجل سے لرز اٹھا، مجھ پر ندامت غالب آئی اور جس آنکھ نے جھانکا تھا اُس کو نکال کر پھینک دیا! ارشاد فرمائیے! اگر میرا وہ عمل گناہ ہے تو میں بھی چلا جاتا ہوں۔ حضرت سیدنا موسیٰ کسیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو ساتھ لے لیا۔ پھر پہاڑ پر پہنچ کر آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس شخص سے ارشاد فرمایا: اللہ سے بارش کی دعا کرو! اُس نے یوں دعا مانگی: یا قُدُّوسِ عزوجل! یا قُدُّوسِ عزوجل! تیرا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور بخل تیری صفت نہیں، اپنے فضل و کرم سے ہم پر پانی برسا دے۔ فوراً بارش ہو گئی اور دونوں حضرات بھیگتے ہوئے پہاڑ سے واپس تشریف لے آئے۔ (روضہ الزیاحین ص ۲۹۵)

معلوم ہوا کہ گناہ پر ندامت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے: اَللّٰهُمَّ تَوْبَةٌ لِّعَنِي شَرُّ مَنَدَاقٍ تَوْبَةٍ۔ (ابن ماجہ ج ۴ ص ۴۹۲ حدیث ۲۵۲) آہ! ہم دن میں بیسیوں، سینکڑوں، ہزاروں گناہ کرتے ہیں مگر ندامت تو لجا ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

معرفت کی باتیں

حضرت سیدنا محمد بن محمود سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رازی علیہ رحمۃ اللہ الباری کو یہ فرماتے ہوئے سنا: غربت اور تنگدستی زاہدین کے دیار ہیں۔ بندہ مؤمن جب کوئی عمل کرتا ہے یا تو اس کا وہ عمل نیک ہوتا ہے یا بد۔ اس کا نیک عمل تو نیک ہی ہے لیکن اس کے برے عمل کے ساتھ بھی بسا اوقات نیکیاں شامل ہو جاتی ہیں وہ اس طرح کہ جب کسی نیک انسان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اس پر خوف خداوندی عزوجل طاری ہو جاتا ہے اور اللہ عزوجل سے ڈرنا نیکی ہے، اس کے بعد وہ اپنے رب عزوجل سے اُمید رکھتا ہے کہ وہ پاک پروردگار عزوجل اس کا گناہ بخش دے گا تو اس کی یہ اُمید بھی نیکی ہی ہے۔ پس مؤمن کا گناہ ایسا ہے جیسے دو شیروں کے درمیان لومڑی۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ حکمت کے سرچشمے ہیں، ان کی مجالس بابرکت ہوتی ہیں گویا یہ لوگ عمدہ باغات اور اپنی پسندیدہ جگہوں میں ہیں، ان کی مجالس میں خیر ہی خیر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے: اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

ترجمہ کنز الایمان: اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی

مانگو۔ (پ 26، محمد: 19)

اس آیت کریمہ میں خود خدائے بزرگ و برتر حکم فرما رہا ہے: اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کو خود کسی کام کا حکم

فرمائے اور پھر اس کی بجا آوری پر انہیں اجر نہ دے، یا جو اس نے وعدہ کیا ہے اسے پورا نہ کرے؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ پاک پروردگار عزوجل تو وعدوں کو پورا کرنے والا ہے جو اس سے امید رکھتا ہے وہ کبھی بھی مایوس نہیں ہوتا۔ جب کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور اسے اپنے گناہ پر شرمندگی بھی ہو پھر نبی مکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں اور جس ذات کی نافرمانی اس گناہ کار شخص سے ہوئی وہ ذات بھی ایسی کریم کہ بڑے بڑے گناہوں کو محض اپنے لطف و کرم سے بخش دے اور جو اس کے سامنے صدق دل سے تائب ہو جائے اور دو قطرے آنسوؤں کے بہا لے تو زمین و آسمان کے برابر گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔ کیا وہ پاک پروردگار عزوجل ہمارے گناہوں کو معاف نہیں فرمائے گا؟ ضرور فرمائے گا ہمیں اس کی پاک ذات پر کامل یقین ہے۔

(عمود الحکایات مؤلف: امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی)

(244) وَعَنْهُ، عَنِ الثَّوْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا زَلَّتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زَنَاهَا فَلْيَجْلِدْنَهَا الْحَدَّ وَلَا يُتْرَبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَلَّتِ الْغَائِبَةُ فَلْيَجْلِدْنَهَا الْحَدَّ، وَلَا يُتْرَبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَلَّتِ الْغَائِلَةُ فَلْيَبِغْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. التَّوْبِيُّ: التَّوْبِيُّ: عَمُوسٌ - (متن علیہ) التَّوْبِيُّ: اس کا مطلب ہے ڈانٹ، شدید ملامت۔

انہی سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب باندی زنا کرے پھر اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو مالک کو چاہیے کہ وہ اس پر حد جاری کرے (کروائے) اور اسے ملامت نہ کرے۔ اگر وہ پھر دوبارہ زنا کرے تو پھر اس کو حد لگائے اور اسے ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری بار وہ زنا کرے تو اس کو بیچ دے اگرچہ بالوں کے رسی کے عوض۔ (متن علیہ) التَّوْبِيُّ: اس کا مطلب ہے ڈانٹ، شدید ملامت۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب بیع المذکور، ج ۲ ص ۸۴، رقم: ۲۲۲۲، صحیح مسلم، باب رجم اليهود اهل الذمه في الزنا، ج ۵ ص ۱۲۲، رقم: ۲۵۲۲، مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، ج ۲ ص ۲۴۳، رقم: ۱۰۱۰، مصنف عبد الرزاق، باب زنا الامه، ج ۲ ص ۲۹۲، رقم: ۱۲۵۹۹) (المکتب الاسلامی بیروت)

شرح حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک لَا تُتْرَبُ عَلَيْكَ الْيَوْمَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہونے لگے تو آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور آپ ایک سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ اور بخاری میں ہے کہ آپ کے سر پر مغفر تھا۔ آپ کے ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے چاروں طرف جوش میں بھرا ہوا ہتھیاروں میں ڈوبا ہوا لشکر تھا جس کے درمیان کوکبہ نبوی تھا۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ و جلال کے باوجود شہنشاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو اضع کا یہ عالم تھا کہ آپ سورہ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے

ہوئے تھے کہ آپ کا سراوٹنی کے پالان سے لگ لگ جاتا تھا۔ آپ کی یہ کیفیت تو اضع خداوند قدوس کا شکر ادا کرنے اور اس کی بارگاہ عظمت میں اپنی عجز و نیاز مندی کا اظہار کرنے کے لئے تھی۔ (ذرقانی، ج ۲، ص ۳۲۰-۳۲۱)

بیت اللہ میں داخلہ: پھر آپ اپنی اوٹنی پر سوار ہو کر اور حضرت اسامہ بن زید کو اوٹنی کے پیچھے بٹھا کر مسجد حرام کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ جمی رضی اللہ عنہ کعبہ کے کلید بردار بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے مسجد حرام میں اپنی اوٹنی کو بٹھایا اور کعبہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔

(بخاری شریف، کتاب الغازی، باب دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اعلیٰ مکہ، رقم الحدیث ۳۲۸۹، ج ۵، ص ۱۳۸-۱۳۹)

کعبہ کے اندرون حصار تین سو ساٹھ بتوں کی قطار تھی۔ آپ خود بہ نفس نفیس ایک چھڑی لے کر کھڑے ہوئے اور ان بتوں کو چھڑی کی ٹوک سے ٹھونکے مار مار کر گراتے جاتے تھے۔ اور جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ کی آیت تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔

(بخاری شریف، کتاب الغازی، باب این رکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الراية يوم الفتح، رقم الحدیث ۳۲۸۷، ج ۵، ص ۱۳۸)

پھر ان بتوں کو جو عین کعبہ کے اندر تھے آپ نے ان سب کو نکالنے کا حکم فرمایا۔ جب تمام بتوں سے کعبہ پاک ہو گیا تو آپ اپنے ساتھ اسامہ بن زید اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ جمی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور تمام گوشوں پر تکبیر پڑھی اور دو رکعت نماز بھی پڑھی۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۱۸ و بخاری، ج ۲، ص ۶۱۳)

کعبہ مقدسہ کے اندر سے جب آپ باہر نکلے تو حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی ان کے ہاتھ میں عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ خُذُوهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ إِلَّا بَطْلٌ (ذرقانی، ج ۲، ص ۲۳۹)

شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دربار عام: اس کے بعد حرم الہی میں آپ نے سب سے پہلا دربار عام منعقد فرمایا جس میں انواع اسلام کے علاوہ ہزاروں کفار و مشرکین کے عوام و خواص کا ایک زبردست اثر و حام تھا۔ اس دربار میں آپ نے ایک خطبہ دیا اور پھر اہل مکہ کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا کہ بولو، تم کو معلوم ہے کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔

اس دہشت انگیز اور خوفناک سوال سے تمام مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اٹھے، لیکن حسین رحمت کے پیغمبرانہ تیور کو دیکھ کر سب یک زبان ہو کر بولے اَخْ كَرِيْمٌ وَالْبَنُ اَبْحُ كَرِيْمٌ یعنی آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔ یہ سن کر فاتح مکہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ:

لَا تَشْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ فَادْهَبُوا اَنْتُمْ الطَّلَقَاءُ

آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (شرح الزرقانی، باب غزوة الفتح، ج ۳، ص ۴۴۹)

بالکل غیر متوقع طور پر ایک دم اچانک یہ فرمان رحمت سن کر سب مجرموں کی آنکھیں فرط ندامت سے اشکبار ہو گئیں۔

اور کفار کی زبانوں پر لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کے نعروں سے حرم کعبہ کے در و دیوار پر بارشِ انوار ہونے لگی۔ مجرموں کی نظر میں ناگہاں ایک عجیب انقلاب برپا ہو گیا کہ سماں ہی بدل گیا۔ فضا ہی پلٹ گئی۔ اور ایک دم ایسا محسوس ہونے لگا کہ

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا

کوئی پردے سے کیا نکلا گھر گھرا جالا تھا

(تخفیف القرآن صفحہ ۲۲۶)

اور انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا: اس کو مارو پیٹو۔ پس ہم میں سے کوئی اس کو ہاتھ سے مارنے والا تھا اور کوئی جوتے سے مارنے والا اور کوئی کپڑے سے جب وہ پھراتو کسی نے کہا اللہ تجھے رسوا کرے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کہو اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ (بخاری)

(245) وَعَنْهُ قَالَ: أَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ خَمْرًا، قَالَ: اطْبِقُوا عَلَيْهِ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَوْمًا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِتَغْلِيلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللَّهُ، قَالَ: لَا تَقُولُوا هَكَذَا، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ زَوَاةَ الْبُخَارِيِّ.

تخریج حدیث: (سان بخاری: باب الحرب بالمجرید والنعال ج ۸ ص ۱۵۸ رقم: ۵۷۷۷ سنن ابو داؤد: باب الحد فی الخمر ج ۲ ص ۱۷۷ رقم: ۳۲۶۱ مسند امام احمد بن حنبل: مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۹۹ رقم: ۵۷۷۲ جامع الاصول: الفصل العالی فی الرد فی الخمر ج ۲ ص ۱۵۸ رقم: ۱۸۲۲)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اسے زبان سے برا بھلا کہو یہ حکم استحبانی ہے اور پہلا حکم ضربہ و جوبی تھا کیونکہ شرابی کو مار کی سزا دینا واجب ہے زبان سے ملامت کرنا مستحب۔ سبحان اللہ! خود برا نہیں کہتے لوگوں کو اس کا حکم دیتے ہیں، خود تو معافی کی دعائیں دیتے ہیں ہم جیسے مجرم بھی ان کے کرم میں ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

کیونکہ تمہاری اس بددعا کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ بار بار شراب پیا کرے اور سزا پایا کرے شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تم تو شیطان کی آرزو پوری ہونے کی دعا کر رہے ہو بلکہ یوں کہو کہ الہی اس کی گزشتہ شراب نوشی وغیرہ کو معاف فرما اور آئندہ گناہوں سے بچنے نیک اعمال کرنے کے توفیق دے اس پر رحم فرما۔ یا ارحم الراحمین اس صحابی کا صدقہ کہ مجھ سیاہ کار بدکردار احمد یار پر بھی رحمت فرما میری گزشتہ بدکاریوں کو بخش آئندہ نیکیوں کی توفیق دے۔ آمین! (بزاة المناجیح، ج ۵، ص ۵۲۲)

سواری کے جانور پر بھی لعنت مت کرو

ایک شخص نے اپنی سواری کے جانور پر لعنت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے اتر جاؤ ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر نہ چلو، اپنے اوپر اور اپنی اولاد و اموال پر بددعا نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اس ساعت میں ہو جس میں جو دعا خدا (عز و جل) سے کی جائے قبول ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم ص ۱۰۶۳ حدیث ۳۰۰۹)

29- بَابُ فِي قَضَاءِ حَوَائِجِ الْمُسْلِمِينَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) (الحج: 77)

مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اچھا کام کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(246) وَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ. مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ. وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كَرْبٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرتا ہے نہ اس کو بے مدد چھوڑتا ہے جو اپنے بھائی کے کام میں ہو اللہ اس کے کام میں ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان سے تکلیف کو دور کرے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے بدلے) قیامت کے دن کی تکالیف میں سے بڑی تکلیف اس سے دور فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ ج ۲ ص ۸۶۲ رقم: ۲۲۱۰ صحیح مسلم: باب تعزیر ظلم المسلم وخطئه واقتصارة ودمه وعرضه ج ۸ ص ۱۰ رقم: ۶۷۰۹ الادب للمہتمی: باب الاعراض عن الوقوع فی اعراض المسلمین ص ۶۸ رقم: ۱۲۰ اتھاف الخیرة المہرۃ للموصیری: کتاب النکاح ج ۲ ص ۲۴۴ رقم: ۱۲۰ سنن ابوداؤد: باب المؤاخاة ج ۲ ص ۲۲۲ رقم: ۴۸۱۵)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: مسلمان مسلمان کا دینی و اسلامی بھائی ہے یا مسلمان مسلمان کے لیے سگے بھائی کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی اہم کہ نبی بھائی کو ماں باپ نے بھائی بنایا ہے اور مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی بنایا، حضور سے رشتہ غلامی قوی ہے ماں باپ سے رشتہ نبی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے بھائی نہیں حضور تو مثل والد کے ہیں اس لیے حضور کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں بھانج نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ مؤمن و مسلم ہم معنی ہیں کہ قرآن کریم نے مؤمنوں کو بھائی

قرار دیا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ اور حضور نے یہاں مسلمانوں کو۔ (ازمرقات) خیال رہے کہ یہاں بھائی ہونا رحمت و شفقت کے لحاظ سے ہے نہ کہ احکام کے اعتبار سے۔

اپنے بھائی کی حاجت روائی کرنے سے متعلق لکھتے ہیں:

سبحان اللہ! کیسا پیارا وعدہ ہے مسلمان بھائی کی تم مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا، مسلمان کی حاجت روائی تم کرو اللہ تمہاری حاجت روائی کرے گا۔ معلوم ہوا کہ بندہ بندہ کی حاجت روائی کر سکتا ہے یہ شرک نہیں بندہ بندہ کا حاجت روا مشکل کشا ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

اگر کوئی حیا دار آدمی ناشائستہ حرکت خفیہ کر بیٹھے پھر پچھتائے تو تم اسے خفیہ سمجھا دو کہ اس کی اصلاح ہو جائے اسے بدنام نہ کرو اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہارے گناہوں کا حساب خفیہ ہی لے لے گا تمہیں رسوا نہ کرے گا، ہاں جو کسی کی ایذا کی خفیہ تدبیریں کر رہا ہو یا خفیہ حرکتوں کا عادی ہو چکا ہو اس کا اظہار ضرور کر دیتا کہ وہ شخص ایذا سے بچ جاوے یا یہ توبہ کرے یہ قیدیں ضرور خیال میں رہیں۔ غرض کہ صرف بدنامی سے کسی کو بچانا اچھا ہے مگر اس کے خفیہ ظلم سے دوسرے کو بچانا یا اس کی اصلاح کرنا بھی اچھا ہے یہ فرق خیال میں رہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ جو مسلمان کی ایک عیب پوشی کرے رب تعالیٰ اس کی سات سو عیب پوشیاں کرے گا لہذا کربہ کی تنوین تعظیمی ہے اور سترہ اللہ میں ستر مطلق بمعنی کامل ہے رب تعالیٰ کی عطائیں ہمارے خیالات سے وراء ہیں۔ (برزۃ المناجیح، ج ۶، ص ۷۸۸)

جنت کی وادیوں میں

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی: یا رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! جنت کی وادیوں میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے جوار رحمت (یعنی قرب) میں کون ہوگا؟ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار عَزَّ وَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میری سنت کو زندہ کرے اور میرے پریشان امتی کی تکلیف دور کریگا۔ (حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۷۰۶، ج ۴، ص ۳۸)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان سے دنیا کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تکلیف میں سے بڑی تکلیف دور فرمائے گا۔ اور جس نے تنگ دستی والے پر آسانی کی اللہ اس پر دنیا

(247) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَقَسَّ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا، تَقَسَّ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ، وَمَنْ يَشْرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَشْرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ

مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الذُّنُوبِ وَالْأَخْيَارِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَمِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ تَعَالَى يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَذَكَّرُونَ سُنَّةَ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَخَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

آخرت میں آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی دنیا و آخرت میں فرمائے گا اور اللہ اپنے بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے اور جو کسی راستے پر علم کی طلب کیلئے چلے تو اللہ اس پر جنت کی طرف راستہ آسان کر دے گا اور جو اللہ کے گھروں میں کسی گھر میں لوگ جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور آپس میں اس کی درس و تدریس کریں تو ان پر سکون نازل ہوتا ہے۔ ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ان کا ذکر اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فرماتا ہے جو اس کے پاس ہیں اور جس کے عمل نے اس کو ست کیا اس کا نسب اس کو آگے نہ بڑھائے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب تحریم الظلم: ج ۸ ص ۱۸ رقم: ۱۸۷۲ الادب للہدی: باب من احب اللہ عزوجل واحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ج ۲ ص ۲۵ رقم: ۸۵۵ المستدرک للحاکم: کتاب الحدود: ج ۱ ص ۲۲۴ رقم: ۸۱۵۹ سنن ابوداؤد: باب فی البعۃ للسلیم: ج ۳ ص ۲۲۲ رقم: ۳۳۸ سنن ترمذی: باب ما جاء فی السرقة علی المسلم: ج ۲ ص ۳۲۶ رقم: ۱۱۳۰)

شرح حدیث: عیب پوشی کے متعلق 3 فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عیب پوشی کے حوالے سے 3 فرامین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ ہوں: (1) جو اپنے مسلمان بھائی کی عیب پوشی کرے اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی عیب پوشی فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب ظاہر کرے اللہ عزوجل اُس کا عیب ظاہر فرمائے گا یہاں تک کہ اُسے اُس کے گھر میں رسوا کر دے گا (ابن ماجہ ج ۳ ص ۲۱۹ حدیث ۲۵۳۶) (2) جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ عزوجل قیامت کی تکلیفوں میں سے اُس کی تکلیف دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے تو خدا نے ستار عزوجل قیامت کے روز اس کی عیب پوشی فرمائے (مسلم حدیث ۲۵۸۰ ص ۱۳۹۳) (3) جو شخص اپنے بھائی کا عیب دیکھ کر اس کی پردہ پوشی کر دے تو وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

(مسند عبد بن حمید ص ۲۷۹ حدیث ۸۸۵)

تکلیف دور کرنے کا ثواب

حضور اکرم، نور مجسم، شاہ بنی آدم، رسول مستقیم، شافعِ اہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک

ہوگا جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تاکہ وہ قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ پالے یا اپنا قرض معاف کر دیا اور کہا کہ میرا مال تم پر اللہ عزوجل کی رضا کے لئے صدقہ ہے اور اس قرض کی رسید کو پھاڑ دے۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج من معسر، رقم ۶۶۷۰، ج ۴، ص ۲۳۱):

ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرض کی ادائیگی کے وقت سے پہلے تنگ دست کو مہلت دی اسے روزانہ اتنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے وقت ادائیگی کے بعد مہلت دی اسے روزانہ اس سے ڈگنا مال صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج من معسر، رقم ۶۶۷۱، ج ۴، ص ۲۳۲)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے نژاد، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی دعائیں قبول ہوں اور پریشیاں دور ہوں تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دیا کرے۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج من معسر، رقم ۶۶۶۲، ج ۴، ص ۲۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال، دافع رنج و غل، صاحب بخود و نوال، رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے، جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کے قرض میں کمی کی اللہ عزوجل اسے جہنم کی گرمی سے بچائے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج من معسر، رقم ۶۶۶۶، جلد ۴، ص ۲۳۰)

حضرت سیدنا خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ الہی عزوجل میں ایک ایسے بندے کو پیش کیا جائے گا جسے (دنیا میں) کثیر مال سے نوازا گیا تھا۔ اللہ عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا

ترجمہ کنز الایمان: اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔ (پ ۵، النساء: 42)

(پھر فرمایا)، تو وہ عرض کریگا، اے میرے رب عزوجل! تو نے دنیا میں مجھے مال عطا فرمایا تھا اور میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا، لوگوں سے نرمی برتنا میری عادت تھی لہذا میں مالدار کے لئے آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں اس بات (یعنی نرمی) کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں۔ پھر فرشتوں سے فرمائے گا، میرے اس بندے سے چشم پوشی کرو۔ حضرت سیدنا عقبہ بن عامر اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن اقدس سے اسی طرح سنا ہے۔ (مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انکار المعسر، رقم ۱۵۶۰، ص ۸۴۴)

سفارش کا بیان

30- باب الشَّفَاعَةِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو اچھی سفارش کرے گا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً

يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا) (النساء: 85)

اس کیلئے اس میں سے حصہ ہوگا۔

(248) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ

نبی اکرم ﷺ کے پاس جب کوئی حاجت مند آتا۔

طَالِبٌ حَاجَةً أَقْبَلَ عَلَى جُلَسَائِهِ فَقَالَ: اشْفَعُوا

آپ ﷺ حاضرین مجلس سے فرماتے سفارش کرو تمہیں

تُؤَجِّرُوا، وَيَقْضِي اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا أَحَبَّ

ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو پسند فرمائے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: مَا شَاءَ.

گافیصلہ فرمادے گا۔ (متفق علیہ) اور ایک روایت میں

ہے: جو چاہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب التعريض على الصدقة والشفاعة فيها، ج ۲، ص ۱۱۲، رقم: ۱۳۲۲، صحیح مسلم، باب

استعجاب الشفاعة فيما ليس بحرام، ج ۸، ص ۲۴، رقم: ۶۸۸۸، سنن ابوداؤد، باب في الشفاعة، ج ۳، ص ۲۹۴، رقم: ۵۱۳۲، (دارالکتاب

العربی، بیروت) سنن نسائی، باب الشفاعة في الصدقة، ج ۵، ص ۸، رقم: ۲۵۵۴، (مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب) مسند

امام احمد حدیث ابی موسیٰ الاشعری، ج ۳، ص ۲۰۰، رقم: ۱۱۹۸۲)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی اس سائل یا حاجت مند کی حاجت روائی کے لیے ہم سے سفارش کرو تم کو سفارش کرنے کا ثواب ملے گا۔ معلوم ہوا کہ حاکم سے حق اور اہل حق کی سفارش کرنا ثواب ہے کہ نیکی کرنا، نیکی کرانا، نیکی کا مشورہ دینا سب ہی ثواب ہے باطل کی سفارش گناہ ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ شرعی حدود میں سفارش حرام ہے اور تعزیرات میں سفارش جائز۔ (اشعری) مزید فرماتے ہیں:

اگر ہم تمہاری سفارش کے مطابق فیصلہ کریں تو تمہاری سفارش کی وجہ سے نہ کریں گے بلکہ بہ حکم الہی اور اگر سفارش قبول نہ کریں اس کے خلاف فیصلہ کریں تو بھی تمہاری سفارش کی مخالفت سے نہیں بلکہ یہ دونوں عمل بہ حکم الہی ہوں گے کیونکہ ہماری زبان پر رب تعالیٰ کلام فرماتا ہے ہمارے کام رب کے کام ہیں، ہاں تم کو بہر حال ثواب مل جاوے گا خواہ سفارش قبول ہو یا نہ ہو لہذا تم سفارش قبول نہ ہونے پر ملول نہ ہو اور آئندہ سفارش چھوڑ نہ دو۔ (بزاز النج، ج ۶، ص ۷۸۸)

مسلمان بھائی کی سفارش کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سب سے افضل صدقہ زبان کا صدقہ ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! زبان کا صدقہ کیا ہے؟ فرمایا، تمہاری وہ سفارش جس سے کسی قیدی کو رہائی دلا دو، کسی کا خون گرنے سے بچا لو اور کوئی بھائی اپنے بھائی کی طرف بڑھا دو اور اس سے کوئی مصیبت دور کر دو۔

(شعب الایمان، باب فی تعاون علی البر والیتوی، ج ۶، رقم ۷۶۸۳-۷۶۸۴، ص ۱۲۳)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کوئی اپنے مسلمان بھائی اور کسی صاحب حیثیت کے درمیان بھلائی پہنچنے یا تنگی کے آسان ہونے میں مددگار بناتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ پہلے صراط پر اسکی مدد فرمائے گا جس دلہ قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب فضل قضاء الحاج، ج ۸، رقم ۷۰۹، ص ۳۳۹)

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ (ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء بفضل الجمان، ج ۴، رقم ۲۱۸۱، ص ۷۲)

(249) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي

قِصَّةِ بَرِيرَةَ وَزَوْجِهَا، قَالَ: قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ رَاجَعْتِهِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَأْمُرُنِي، قَالَ: إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے ان کے شوہر کے قصہ میں روایت ہے (جب وہ آزاد ہوئی تو اختیار دی گئی چاہے تو پہلے شوہر (مغیث) کے ساتھ رہے اور چاہے تو علیحدہ ہو جائے وہ اس سے شدید محبت رکھتا تھا اور یہ اس سے نفرت وہ بہت روتا کہ وہ اس سے علیحدہ نہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ان (بریرہ) کو فرمایا اگر تو اسی کی طرف رجوع کر لے (علیحدگی اختیار نہ کرے تو بہتر ہے) اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کا حکم ہے فرمایا نہیں میں تو صرف سفارش کر رہا ہوں کہنے لگیں: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ (بخاری)

- تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی زوج بریرہ، ج ۵، ص ۲۰۲، رقم: ۵۷۷۷، مسنن ابن ماجہ، باب غیار الامۃ اذا اعتصم، ج ۱، ص ۱۶۷، رقم: ۲۰۷۷، سنن الدارمی، باب فی تخیر الامۃ لکون تحت العبد فتعتق، ج ۲، ص ۲۲۲، رقم: ۲۲۱۲)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

معلوم ہوتا ہے کہ بریرہ کا یہ واقعہ ۹ھ یا ۱۰ھ میں ہوا کیونکہ حضرت ابن عباس اپنے والد عباس کے ساتھ مکہ معظمہ سے آ کر مدینہ منورہ میں بے اور جناب عباس غزوہ طائف کے بعد مدینہ منورہ میں بسے ہیں اور حضرت ابن عباس یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو بہت کا واقعہ اس سے کہیں پہلے ہے اور اس موقع پر حضور نے بریرہ سے دریافت حال کیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ بریرہ حضرت عائشہ کی خدمت پہلے بھی کیا کرتی تھیں اور آپ

کے پاس رہتی تھیں خریداری بعد میں ہوئی ہے۔ (مرقات)

مزید فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش فرمائی کہ تمہارے لیے ثواب اور دین و دنیا کی بہتری اس میں ہے کہ تم نکاح فسخ نہ کرو اور اپنا حق فسخ استعمال نہ کرو۔

مزید فرماتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتی کی شفاعت امتی سے کر سکتے ہیں، دوسرے یہ کہ حضور کے حکم اور سفارش میں فرق ہے، تیسرے یہ کہ حکم رسول ماننا لازم ہے سفارش رسول ماننا واجب نہیں بلکہ امتی کو اختیار ہے جیسے نبی کی رائے کہ اس کا بھی یہی حکم ہے۔

اطاعت رسول

یہ بھی ہر امتی پر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق ہے کہ ہر امتی ہر حال میں آپ کے ہر حکم کی اطاعت کرے اور آپ جس بات کا حکم دے دیں بال کے کروڑوں حصہ کے برابر بھی اس کی خلاف ورزی کا تصور بھی نہ کرے کیونکہ آپ کی اطاعت اور آپ کے احکام کے آگے تسلیم خم کر دینا ہر امتی پر فرض عین ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ

(1) أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (پ ۵، النساء: ۵۹)

(2) مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (پ ۵، النساء: ۸۰)

(3) وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الصَّالِحِينَ

وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۖ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور

صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (نساء)

قرآن مجید کی یہ مقدس آیات اعلان کر رہی ہیں کہ اطاعت رسول کے بغیر اسلام کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور اطاعت رسول کرنے والوں ہی کے لئے ایسے ایسے بلند درجات ہیں کہ وہ حضرات انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کے ساتھ رہیں گے لیکن توجہ رہے کہ حکم اور مشورے میں بہت فرق ہے۔

لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا بیان

31- بَابُ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ان کے بہت سے

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ

إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ
النَّاسِ (النساء: 114)

مشوروں میں بھلائی کا حکم بالکل نہیں سوائے اس کے جو
صدقہ کا حکم دے یا بھلائی کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح
کا حکم دے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَالصُّلْحُ خَيْرٌ) (البسماء: 128)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور صلح بہتر ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ
بَيْنِكُمْ) (الأنفال: 1)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے
ڈرو اور آپس میں اصلاح کرلو۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ
فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ) (الحجرات: 10)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ایمان والے آپس
میں بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں کے درمیان درستی کرو۔

(250) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ
سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ
فِيهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ. وَتُعِينُ
الرَّجُلَ فِي ذَاتِهِ فَتَحْبِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا
مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكَلِمَةٍ
حَسَنَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمْسِكُ الْأَذَى
عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَمَعْنَى تَعْدِلُ
بَيْنَهُمَا: تُصْلِحُ بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ کرنا (لازم)
ہے ہر دن کہ سورج طلوع ہو دو آدمیوں کے درمیان تیرا
عدل کرنا صدقہ ہے اور کسی آدمی کی سواری پر سوار
ہو یہیں اس کی مدد کرنا کہ اس کو اس پر سوار کرنا یا سامان
اس پر اٹھادینا صدقہ ہے اور پاکیزہ بات صدقہ ہے اور
ہر قدم جو چل کر تم نماز کے لیے چلو صدقہ ہے تیرا تکلیف
وہ چیز کو راستہ سے دور کرنا صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)
تعديل بينهما کا مطلب ہے ان کے درمیان انصاف
کے ساتھ صلح کر دو۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب فضل الاصلاح بین الناس والعدل بینہم ج ۲ ص ۱۸۷ رقم: ۲۷۰۷ صحیح مسلم
باب بیان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف ج ۲ ص ۸۲ رقم: ۲۲۸۲ سنن الکبیری للمہدق باب وجوه الصدقة وما
على كل سلامی من الناس منها كل يوم ج ۲ ص ۱۸۷ رقم: ۸۰۷۲ صحیح ابن حبان باب صدقة التطوع ج ۸ ص ۱۷۴ رقم:
۲۲۸۱ (مؤسسة الرسالة بیروت) مسند امام احمد مسند ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۱۶ رقم: ۸۱۶۸)

شرح حدیث: عدل کی تعریف

العدل عبارة عن الأمر المتوسط بين طرفي الإفراط والتفريط، وقيل: العدل مصدر بمعنى

العَدَالَةُ، وَهُوَ الْإِعْتِدَالُ وَالْإِسْتِقَامَةُ، وَهُوَ الْمِيلُ إِلَى الْحَقِّ. يَعْنِي: إِفْرَاطٌ وَتَفْرِيطٌ سَيَبْتَغِي هَوْنٌ دَرْمِيَانِي رَاسْتَهٗ
اختیار کرنا، عدل کہلاتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: عدل مصدر ہے جس کے معنی عدالت کے ہیں چنانچہ عدل درحقیقت
اعتدال و استقامت ہے یعنی حق کی طرف مائل ہونے کو عدل کہتے ہیں۔ (التعریقات للبحر جانی، ص ۱۰۶)

انصاف کے ساتھ صلح کرو

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت
و شرافت، محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک تجارت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا، جب لوگ
جھگڑا کریں تو ان کے درمیان صلح کروادیا کرو، جب وہ ایک دوسرے سے دوری اختیار کریں تو انہیں قریب کر دیا کرو۔

ایک روایت میں ہے حضرت سیدنا ابویوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جسے اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہیں،
جب لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہو کر روٹھ جائیں تو ان میں صلح کرادیا کرو۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۷، ۸، ۹، ج ۳، ص ۳۲۱)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے
تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرائے گا اللہ عزوجل اس کا معاملہ
درست فرمادے گا اور اسے ہر کلمہ بولنے پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا اور وہ جب لوٹے گا تو اپنے بچھلے
گناہوں سے مغفرت یافتہ ہو کر لوٹے گا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۷، ۸، ۹، ج ۳، ص ۳۲۱)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال، دلیع
رج و نلال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے
افضل صدقہ روٹھے ہوئے لوگوں میں صلح کرادینا ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۶، ج ۳، ص ۳۲۱)

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط کی بیٹی سے
روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو
فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے
درمیان اصلاح کرنے کے لئے اچھی بات بڑھائے یا
اچھی بات کہہ لے۔ (متفق علیہ)

(251) وَعَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ بِنْتِ عَقْبَةَ بْنِ أَبِي
مُعَيْطٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ الْكَذَّابُ
الَّذِي يُضْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَتِيمٌ خَيْرًا، أَوْ يَقُولُ
خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ زِيَادَةٌ. قَالَتْ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُؤَخِّصْ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُهُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ. تَعْنِي: الْحَرْبَ، وَالْإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثَ الرَّجُلِ أَمْرَاتِهِ، وَحَدِيثَ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا.

مسلم شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو لوگوں کو کسی جھوٹ کی اجازت دیتے نہیں دیکھا، تین قسم کے سوا جنگ میں لوگوں کے درمیان صلح میں مرد کی بیوی سے اور بیوی سے مرد کی گفتگو میں۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب ليس الكذب الذي يصلح بين الناس ج ۳ ص ۱۸۲ رقم: ۲۱۹۲ صحیح مسلم باب تعريض الكذب وبيان ما يباح منه ج ۸ ص ۲۸ رقم: ۱۶۹۹ الاحاد والمثاني من اسمه أم كلثوم بنت عقبة رضي الله عنها ج ۵ ص ۲۴۸ رقم: ۲۱۴۲ سنن الكوزي للنسائي باب الرخصة في الكذب في الحرب ج ۵ ص ۱۸۳ رقم: ۸۱۶۲ مسند امام احمد مسند أم كلثوم بنت عقبة ج ۱ ص ۲۰۳ رقم: ۲۶۳۱۳)

شرح حدیث: حکیم لائٹ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں بلکہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابومعیط ہیں، مکہ معظمہ میں اسلام لائیں اور وہاں سے پیدل مدینہ منورہ پہنچیں، حضرت زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں، جب غزوہ موتہ میں جناب زید شہید ہو گئے تو ان سے زبیر ابن عوام نے نکاح کر لیا انہوں نے طلاق دے دی تو ان سے عبدالرحمن ابن عوف نے نکاح کر لیا، ان سے دو بیٹے ہوئے ابراہیم اور حمید پھر عبدالرحمن کی وفات کے بعد عمرو ابن عامر کے نکاح میں آئیں اور اس نکاح سے ایک ماہ بعد وفات پا گئی، حضرت عثمان غنی کی انخیانی بہن ہیں، آپ سے آپ کے صاحبزادہ حمید نے احادیث روایت کیں۔ (مرقات)

صلح کرادینے سے متعلق مزید فرماتے ہیں:

یعنی جن مسلمانوں میں آپس میں لڑائی ہو ان میں جھوٹ بول کر صلح کرادے کہ ہر ایک تک دوسرے کی دل خوش کن بات گھڑ کر سنا دے کہ وہ تمہاری بڑی تعریف کرتا تھا تم سے مل جانے کا خواہش مند ہے وغیرہ وغیرہ پہلی بات سے مراد دل خوش کن اور دل پسند بات ہے۔ بھلی فرما کر اشارہ بتایا کہ جھوٹ ہے مگر برا نہیں بلکہ اچھا ہے اس پر ثواب ہے۔ خیال رہے کہ بعض سچ کفر ہو جاتے ہیں اور بعض جھوٹ ایمان و عرفان کا رکن بن جاتے ہیں بے گناہ کا اپنے آپ کو گنہگار کہنا ہے تو جھوٹ مگر رب کو مقبول ہے پسند ہے، شیطان نے سچ ہی کہا تھا کہ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَ مِنْ طِينٍ مگر اس سچ پر ہی مردود ہوا۔ بہر حال یہ حدیث بہت ہی جامع ہے، جھوٹ سے مراد ہے خلاف واقعہ (بات ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین موقع پر خلاف واقعہ بات کہہ دینے کی اجازت دی کہ ان کا انجام بہت اچھا ہے۔

اسی طرح جہاد میں اگر مسلمان کمزور ہوں کفار قوی پھر مسلمان کہیں کہ ہم بڑے طاقتور ہیں تم کو فنا کر دیں گے ہمارے

پاس سامان جنگ بہت ہے جس سے کفار کا حوصلہ پست ہو بالکل جائز ہے کہ یہ اگرچہ ہے تو جھوٹ مگر ہے جنگی تدبیر اور اسی طرح کہ زوجین میں سے کوئی دوسرے سے اپنی بہت محبت ظاہر کرے حالانکہ اسے اتنی محبت نہ ہو یا اپنی بیوی سے زیور کا وعدہ کرے مگر بنوانہ سکے یہ سب اگرچہ ہے جھوٹ مگر ہے جائز کہ اس میں معاشرے کی اصلاح ہے۔ یعنی مصائب میں وہ حدیث یہاں تھی ہم نے مناسبت کا خیال کرتے ہوئے اس جگہ بیان کر دی ہے۔ (بڑاۃ المناجیح، ج ۶، ص ۶۶۰)

لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا ثواب

اس بارے میں آیات کریمہ:

(1) لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنَ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ * وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے تو اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔ (پ 5، النساء: 114)

(2) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ * وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو۔ (پ 9، الانفال: 1)

(3) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ * وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

ترجمہ کنز الایمان: مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔ (پ 26، الحجرات: 10)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، خزانہ جو دو سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک تجارت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا، جب لوگ جھگڑا کریں تو ان کے درمیان صلح کروادیا کرو، جب وہ ایک دوسرے سے دوری اختیار کریں تو انہیں قریب کر دیا کرو۔

ایک روایت میں ہے حضرت سیدنا ابویوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جسے اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے ہیں، جب لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہو کر روٹھ جائیں تو ان میں صلح کرادیا کرو۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۹۰۸، ج ۳، ص ۳۲۱)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہوں کے

تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرائے گا اللہ عزوجل اس کا نامادہ درست فرمادے گا اور اسے ہر کلمہ بولنے پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا اور وہ جب بولے گا تو اپنے پیچھے گناہوں سے مغفرت یافتہ ہو کر لوٹے گا۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب اصلاح بین الناس، رقم ۹، ج ۳، ص ۳۲۱)

جھوٹ سے متعلق مسائل

مسئلہ: تور یہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ تور یہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لیے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا۔ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب السابع عشر فی المفہام، ج ۵، ص ۳۵۲)

مسئلہ: احیائے حق کے لیے تور یہ جائز ہے مثلاً شفیع کورات میں جائداد مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا اور اس وقت لوگوں کو گواہ نہ بنا سکتا ہو تو بیع کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے بیع کا اس وقت علم ہوا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کورات کو حیض آیا اور اس نے خیار بلوغ کے طور پر اپنے نفس کو اختیار کیا مگر گواہ کوئی نہیں ہے تو بیع کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اس وقت خون دیکھا۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، کتاب النکاح، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۷۰۳)

مسئلہ: جس اچھے مقصد کو بیع بول کر بھی حاصل کیا جاسکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کر سکتا ہو، اس کے حاصل کرنے کے لیے جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ سے حاصل کر سکتا ہو، بیع بولنے میں حاصل نہ ہو سکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے، جیسے کسی بے گناہ کو ظالم شخص قتل کرنا چاہتا ہے یا ایذا دینا چاہتا ہے وہ ڈر سے چھپا ہوا ہے، ظالم نے کسی سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ یہ کہہ سکتا ہے مجھے معلوم نہیں اگرچہ جانتا ہو یا کسی کی امانت اس کے پاس ہے کوئی اسے چھیننا چاہتا ہے پوچھتا ہے کہ امانت کہاں ہے؟ یہ انکار کر سکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اس کی امانت نہیں۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، کتاب النکاح، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۷۰۵)

مسئلہ: کسی نے چھپ کر بے حیائی کا کام کیا ہے، اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا؟ وہ انکار کر سکتا ہے کیونکہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا یہ دوسرا گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے بھید پر مطلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے بھی انکار کر سکتا ہے۔ (رد المحتار، کتاب النکاح، کتاب النکاح، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۷۰۵)

مسئلہ: اگر بیچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ بیچ بولنے میں فساد ہوگا یا جھوٹ بولنے میں، جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے۔

(رد المحتار، کتاب النکاح، کتاب النکاح، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۷۰۵)

مسئلہ: جس قسم کے مبالغہ کا عادی رواج ہے لوگ اسے مبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اس کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے وہ

جھوٹ میں داخل نہیں، مثلاً یہ کہا کہ میں تمہارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے، یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔ (رد المحتار، کتاب الخطر والاباحہ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۷۰۵)

مسئلہ: تعریض کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح مقصود ہو جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جنت میں بڑھیا نہیں جائے گی۔ یا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ (انظر: سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی المزاح، الحدیث: ۱۹۹۱، ج ۳، ص ۳۹۹) (رد المحتار، کتاب الخطر والاباحہ، فصل فی البیع، ج ۹، ص ۷۰۶)

(252) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوفٍ بِأَبْوَابٍ عَالِيَةٍ أَصَوَاتُهُمْ، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيُّنَا الْمُسَائِي عَلَى اللَّهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَلَهُ أَتَى ذَلِكَ أَحَبُّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو جھگڑا کرنے والوں کی بلند آوازیں سنیں ان میں سے ایک دوسرے سے قرضہ میں کمی اور نرمی کا تقاضا کر رہا تھا اور دوسرا کہتا تھا اللہ کی قسم میں نہ کروں گا تو رسول اللہ ﷺ ان پر باہر نکلے اور فرمایا کون اللہ کی قسم کا ذکر کر رہا ہے کہ نیکی نہ کرے گا عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں اور اس کے لیے وہ ہے جو یہ چاہتا ہے قرض میں کمی یا نرمی جو چاہے اس کو اختیار ہے۔ (متفق علیہ)

مَعْنَى يَسْتَوْضِعُهُ: يَسْأَلُهُ أَنْ يَضَعَ عَنْهُ بَعْضَ دَيْنِهِ. وَيَسْتَرْفِقُهُ: يَسْأَلُهُ الرِّفْقَ. وَالْمُسَائِي: الْخَالِفُ.

یستوضعه کا معنی ہے کہ قرضہ جزوی طور پر معاف کرنے کا تقاضا کرنا۔ یسترفقہ نرمی طلب کر رہا تھا۔ معالی: قسم کھانے والا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب هل يشير الامام بالصلح، ج ۲، ص ۱۸۷، رقم: ۲۷۰۵، صحیح مسلم، باب استحباب الوضع من الدين، ج ۵، ص ۲۰، رقم: ۳۰۶۶، سنن الکبزی للبیہقی، باب من قال لا تواضع الجماعة ج ۵، ص ۲۰۵، رقم: ۱۰۹۳۲، مسند ابوعوانہ، بیان الاباحہ للمدلون ان يستوضع صاحب المال، ج ۲، ص ۳۳، رقم: ۵۱۱۴)

شرح حدیث: حدیث سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جس نے کسی تنگ دست قرضدار کو مہلت دی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عرش کے سائے میں رکھے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فی من فرج عن معسر... الخ، الحدیث ۶۶۷۴، ج ۳، ص ۲۴۱)

حدیث سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا ابوقنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، بیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رب العزت عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی قرضدار کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا تو قیامت کے دن وہ عرش کے سائے میں ہوگا۔ (مسند احمد منیل، حدیث ابی نذرة الانصاری، الحدیث ۲۲۶۴۲، ج ۸، ص ۳۶۷)

قرض بہت ہی بڑا بوجھ ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نماز پڑھانے کے لئے جنازہ لایا گیا۔ تو حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، اس مرنے والے پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟ عرض کیا گیا، ہاں اس پر قرض ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، اس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے کہ جس سے یہ قرض ادا کیا جاسکے، عرض کیا گیا، نہیں، تو حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو، (میں نہیں پڑھوں گا)۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر عرض کیا۔۔۔۔۔ اے اللہ عز و جل کے رسول! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اس کے قرض کو ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا، اے علی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ اور تیری جاں بخشی ہو جیسے کہ تو نے اپنے اس مسلمان بھائی کے قرض کی ذمہ داری لے کر اس کی جان چھڑائی۔ کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رہائی بخشے گا۔

(اسنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصمان، باب وجوب الحق بالصمان، الحدیث ۱۱۳۹۸، ج ۶، ص ۱۲۱)

حضرت ابو عباس اہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع پہنچی کہ بنو عمرو بن عوف میں باہم جھگڑا ہے تو رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان صلح کے لیے کچھ آدمیوں کے ساتھ نکلے رسول اللہ ﷺ وہاں روک لئے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف آئے اور عرض کی: اے ابوبکر! رسول اللہ ﷺ روک لیے گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے تو کیا آپ لوگوں کی

(253) وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهُ أَنَّ بَيْنِي عَمْرٍو بَيْنَ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَرٌّ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أَكَايِسَ مَعَهُ، فَحَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاتِبَ الصَّلَاةِ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَبَسَ

وَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تُوَمِّرَ النَّاسَ؟ قَالَ:
نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ بِلَالُ الصَّلَاةِ وَتَقَدَّمَ أَبُو
بَكْرٍ فَكَثَرُوا وَكَثُرَ النَّاسُ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي
الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيكِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَكْثَرَ
النَّاسُ فِي التَّصْفِيكِ التَّفَتَّ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدَهُ فَحَبَدَ
اللَّهُ، وَرَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَأَاهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ
فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى
لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: أَيُّهَا
النَّاسُ، مَا لَكُمْ حِينَ تَأْتِيكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ
أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيكِ؟ أَلَمَّْا التَّصْفِيكِ لِلنِّسَاءِ
مَنْ تَأْتِي شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَا
يَسْمَعُهُ أَحَدٌ حِينَ يَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ إِلَّا أَلْفَتْ بِهَا
أَبَا بَكْرٍ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ حِينَ أَشْرُتَ
إِلَيْكَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي
قُحَافَةٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ.

امامت فرمائیں گے صدیق اکبر نے فرمایا: ہاں اگر تو
چاہے۔ حضرت بلال ؓ نے نماز کی تکبیر کہی۔ حضرت
ابوبکر آگے بڑھے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہہ
دی اور رسول اللہ ﷺ صفوں میں چلتے ہوئے تشریف
لائے حتیٰ کہ صف میں کھڑی ہو گئے لوگوں نے تصفیق
(ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارنا) کی حضرت
ابوبکر نماز میں کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے جب تالیاں
شدید ہو گئیں تو حضرت ابوبکر متوجہ ہوئے تو رسول اللہ
ﷺ کھڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کی
طرف (اپنی جگہ کھڑے رہنے کا) اشارہ کیا۔ حضرت
ابوبکر ؓ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور
اٹنے قدم پلٹے یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہو گئے پس
رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔
پس جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں پر متوجہ ہوئے اور
فرمایا: اے لوگو! تمہیں کیا ہوا کہ اگر تمہیں کوئی نماز میں
واقعہ پیش آ جاتا ہے تو تصفیق شروع کر دیتے ہو۔ تصفیق
تو خواتین کے لیے ہے مرد کو نماز میں کچھ پیش آئے تو
اس کو کہنا چاہیے سبحان اللہ کیونکہ جب کوئی سبحان اللہ کہتا
سنے گا تو توجہ کرے گا۔ اے ابوبکر! تجھے لوگوں کی نماز
پڑھانے سے کس نے روکا ہے جبکہ میں نے تمہیں
اشارہ بھی کیا تھا تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا: (یا رسول
اللہ ﷺ)! ابوقحافہ کے بیٹے کے لائق نہ تھا کہ رسول
اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھاتا۔ (متفق علیہ)

حبس: اس کا مطلب ہے انہوں نے آپ کو روک لیا
تا کہ وہ آپ پر تنگی کرے۔

مَعْلَى حُبْسٍ: أَمْسَكُوهُ لِيُضَيِّقُوهُ

تخریج حدیث: (صحیح بخاری: باب رفع الایدی فی الصلاة لامر یلول به: ج ۱ ص ۲۶۶ رقم: ۱۲۱۸ صحیح مسلم: باب تقدیم الجماعة من یصل بهما اذا تأخر الامام: ج ۲ ص ۲۵ رقم: ۱۴۶ سنن نسائی: باب اذا تقدم الرجل من الرعية ثم جاء الوالی هل یتأخر: ج ۱ ص ۲۱۲ رقم: ۴۴۳ مسند الرویانی: من اسعه یعقوب بن عبدالرحمن الزهری: ص ۵۴۳ رقم: ۱۰۱۵ سنن ابوداؤد: باب التصفیق فی الصلاة: ج ۱ ص ۲۵۲ رقم: ۹۴۱)

شرح حدیث: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام

حضرت سیدنا ابو عمر و بن عکلاء اور حضرت سیدنا سفیان بن عکلاء رحمہما اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا احنف بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: آپ نے حلم و بردباری کہاں سے سیکھی؟ فرمایا: حضرت سیدنا قیس بن عاصم منقری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے۔ وہ حلم و بردباری میں یگانہ روزگار تھے۔ ہم حلم و بردباری کے حصول کی خاطر ان کی بارگاہ میں اس طرح حاضر رہتے جیسا کہ ایک فقہ کا طالب کسی فقیہ کے پاس حاضر رہتا ہے۔ ایک مرتبہ ہم حضرت سیدنا قیس بن عاصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، وہ اپنی چادر سے اختباء کئے (یعنی گھٹنے کھڑے کر کے چادر سے باندھ کر سرین پر) بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کچھ لوگ آئے، انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: حضور! آپ کے بیٹے کو آپ کے چچا زاد بھائی نے قتل کر دیا ہے، یہ دیکھیں آپ کے بیٹے کی لاش اور یہ آپ کا چچا زاد بھائی ہے، ہم اسے رسیوں سے باندھ کر آپ کے پاس لے آئے ہیں۔

راوی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ غم ناک خبر سن کر بالکل چیخ و پکار نہ کی بلکہ لوگوں کی پوری بات توجہ سے سنی پھر گھٹنوں پر بندھی ہوئی چادر کھولی اور مسجد کی طرف چل دیے۔ وہاں پہنچ کر اپنے بڑے بیٹے سے کہا: جاؤ، میرے چچا زاد بھائی کو آزاد کرو اور اپنے بھائی کی جھیز و تکفین کرو۔ اور میرے چچا زاد بھائی کی والدہ کے لئے سواونٹ ہدیہ لے جاؤ، وہ بیچاری انتہائی غریب و تنگ دست ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

- ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔ میں ایسا مرد ہوں کہ جس کی خاندانی شرافت کو کسی بھی گندگی و عیب نے داغ دار نہیں کیا۔
(۲)۔۔۔۔۔ میں منقر قبیلے کے انتہائی معزز گھرانے کا معزز فرد ہوں اور ٹہنیوں کے گرد ٹہنیاں ہی نکلتی ہیں۔
(۳)۔۔۔۔۔ اور میں ان فصحاء میں سے ہوں کہ جب ان میں سے کوئی کلام کرتا ہے تو بہترین چہرے والا اور فصیح

زبان والا ہوتا ہے۔

- (۴)۔۔۔۔۔ وہ پڑوسیوں کے عیبوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا جانتے ہیں۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو کسی شاعر نے آپ کی شان میں یہ اشعار کہے:

- ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔ اے قیس بن عاصم! تجھ پر اللہ عز و جل کی طرف سے سلامتی ہو اور اس کی رحمت ہو جب تک

وہ رحم کرنا چاہے۔

- (۲)۔۔۔۔۔ مبارک ہو اُسے جس نے غضب و ناراضی اور شدید غصہ دلانے والا کام کیا لیکن پھر بھی تجھ سے نعمتیں

شان نزول: سرداران کفار کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمیں مکر، ہمارا اور فکرتہ حالوں کے ساتھ بیٹھتے شرم آتی ہے اگر آپ ہمیں انھیں محبت سے جدا کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں اور ہمارے اسلام لے آنے سے خلق کثیر اسلام لے آئے گی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزان العرفان)

(254) وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت حارثہ بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تم کو اہل جنت کی اطلاع نہ دوں ہر کمزور جس کا کمزور ہونا معلوم ہوا اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دے تو اللہ اس کی قسم کو ضرور پورا کرے کیا میں تم کو دوزخی لوگوں کی اطلاع نہ دوں ہر بد خلق، سخت دل، متکبر۔ (متفق علیہ)

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا يَهْرُكُهُ إِلَّا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عَثَلٍ جَوَاطٍ مُسْتَكْبِرٍ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ.

الْعَثَلُ: الْغَلِيظُ الْجَائِفُ. ((وَالْجَوَاطُ: يَفْتَحُ الْجَنِيمَ وَتَشْدِيدُ التَّوَابِ وَالظَّاءُ الْمُعْجَنَةُ: وَهُوَ الْجَبُوعُ الْمَنُوعُ وَقِيلَ: الضَّعْمُ الْمُعْتَالُ فِي مَشِيَّتِهِ، وَقِيلَ: الْقَصِيرُ الْبَطِينُ.

عتل: سخت مزاج، بد خلق۔ جَوَاطُ: جیم پر زبر واد مشدد اور ظالم جمع کے ساتھ خوب جمع کرنے والا بہت بخیل کہا گیا ہے کہ موٹا تکبر سے چلنے والا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پست قدم بڑے پیٹ والا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب قول الله تعالى "عتل بعد ذلك زعيم" ج ۶ ص ۱۵۹، رقم: ۴۹۱۸، صحیح مسلم، باب الدار يدخلها المهارون والجنة يدخلها الضعفاء ج ۸ ص ۱۵۳، رقم: ۳۶۶، سنن الکبیری للبیہقی، باب بیان مکارم الاخلاق ومعاليها، ج ۱۰ ص ۱۵۳، رقم: ۲۰۵۳، سنن ترمذی، باب ما جاء ان اكثر اهل النار النساء ج ۲ ص ۱۷، رقم: ۲۶۰۵، سنن الکبیری للبیہقی، من سورة القلم ج ۶ ص ۴۹، رقم: ۱۱۶۱۵)

شرح حدیث: اے فقراء کے گروہ!

حضور نبی پاک، صاحب نواک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے فقراء کے گروہ! صبر کرو یہاں تک کہ تم حوض (کوثر) پر مجھ سے ملو اور بے شک تم سب سے پہلے میرے پاس آؤ گے۔

(فضائل الصحابة لابن حنبل، الحدیث ۱۳۴۹، الجزء ۲، ص ۸۰۵، بدوینا بشر الفقراء)

پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمہیں خوشی و مسرت اور کمال عطا فرمایا! تم سے محبت کی اور تمہیں فقر اختیار کرنے کی ترغیب دی اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ محرو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ عالیشان کے ساتھ تمہیں اس کے مانگنے کا حکم فرمایا کہ میری امت کے فقراء، امیروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور وہ (نصف دن) پانچ سو سال کا ہوگا، وہ کھائیں گے، پیئیں گے، نعمتیں لوٹیں گے، اور لوگ حساب کے غم میں ہوں گے۔ (السند لابن احمد بن حنبل، مسند ابی حریرة، الحدیث ۱۰۷۳۵، ج ۳، ص ۶۰۵) (جامع الترمذی، ابواب الزهد، باب ما جاء

ان فقراء۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث ۲۳۵۳ ص ۱۸۸۸

پاک ہے وہ ذات جس نے فقراء کے مقام کو بلند کیا! ان کے ذکر کو عام کیا، صبر عطا کیا، ان کے لئے اجر و ثواب دگنا کر دیا۔ اور کیا ہی اچھا کلام ہے جو ان کے غلام حریفیش (رحمہ، اللہ تعالیٰ) نے ان کی شان میں کہا ہے:

هُمْ الْفُقَرَاءُ أَهْلُ اللَّهِ حَقًّا
هُمْ الْفُقَرَاءُ قَدْ صَبَرُوا وَأَوْفُوا
هُمْ الْفُقَرَاءُ وَالسَّادَاتِ حَقًّا
هُمْ الْفُقَرَاءُ عَنْهُمْ فَارَ وَذِكْرًا
فَكَمْ صَبَرُوا عَلَى ضَمِيمِ اللَّيَالِي
وَقَدْ زَارُوا الْحَبِيبَ وَشَاهَدُوهُ
وَقَدْ حَازُوا بِضِيعِي الْفَقِيرِ فَقْرًا
فَعَوَّضَهُمْ بِذَلِكَ الصَّبْرِ أَجْرًا
وَمِنْهُمْ تَكْتَبِي الْأَكْوَانُ عِظْرًا
وَحَدَّثَ عَنْهُمْ سِرًّا وَجَهْرًا
فَعَوَّضَهُمْ بِذَلِكَ الْكُفْرِ جَهْرًا
وَقَدْ سَجَدُوا لَهُ تَحَمُّدًا وَشُكْرًا

ترجمہ: (۱)۔۔۔۔۔ یقیناً فقراء ہی اللہ والے ہیں، تحقیق فقر کی تنگی کے بدلے انہوں نے فقر (یعنی بلند مقام) کو پا

لیا۔

(۲)۔۔۔۔۔ انہوں نے صبر کیا اور اذیتیں ٹھیلیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس صبر پر اجر عطا فرمایا۔

(۳)۔۔۔۔۔ یہی لوگ حقیقی فقراء اور سردار ہیں اور انہی کی بدولت کائنات خوشبو میں لپیٹی ہوئی ہے۔

(۴)۔۔۔۔۔ یہی فقراء ہیں کہ جن سے خوشبو پھیلی اور یہ لوگ سرا و جہرا (یعنی آہستہ اور بلند آواز سے) ذکر الہی

عز و جلّ میں مشغول رہتے ہیں۔

(۵)۔۔۔۔۔ کتنی ہی بار انہوں نے زمانے کی سختیوں پر صبر کیا لہذا اللہ عز و جلّ نے اس صبر کے عوض ان کو درستی عطا

فرمادی۔

(۶)۔۔۔۔۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور دیدار کیا اور اس کی حمد اور شکر بجالاتے ہوئے اس کی بارگاہ میں

سجدہ ریز ہو گئے۔ (الروض الفائق فی النواہی والذکائر مضمّن الشّیخ شعیب حرّیفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ ۲۳)

حضرت ابو عباس سہل بن سعد ساعدی ؓ سے

روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا

آپ نے پاس بیٹھے کسی آدمی کو فرمایا اس کے بارے میں

تیری کیا رائے ہے۔ اس نے عرض کیا: (یار رسول

اللہ ﷺ)! یہ آدمی لوگوں کے سرداروں میں سے ہے اللہ

کی قسم اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس کا

(255) وَعَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٌ:

مَا رَأَيْكَ فِي هَذَا، فَقَالَ: رَجُلٌ مِّنْ أَشْرَافِ

النَّاسِ، هَذَا وَاللَّهِ حَرِيٌّ إِنْ خُطِبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ

شَفَعَ أَنْ يُشَفَعَ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! کیا تم مال کی کثرت کو تو نگری وغناء خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر آپ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ مال کی کمی کا نام فقر و مفلسی ہے؟ میں عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ تو حضور نبی رحمت وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لیکن معاملہ ایسے نہیں، بے شک حقیقی تو نگری دل کا تو نگر ہونا اور حقیقی فقر (یعنی مفلس ہونا) دل کا فقر ہے۔

پھر حضور نبی اکرم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے قریش کے ایک شخص کے بارے استفسار فرمایا: اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کی: جب وہ کچھ طلب کرتا ہے عطا کیا جاتا ہے اور جب حاضر ہوتا ہے تو عزت کے ساتھ بٹھایا جاتا ہے۔

پھر آپ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اہل صفہ کے ایک آدمی کے بارے استفسار فرمایا: کیا تم فلاں شخص کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کی: نہیں! یا رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ پس حضور وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے اوصاف بیان کرتے رہے اور اس کی تعریف کرتے رہے یہاں تک کہ میں اسے پہچان گیا۔ تو میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ ارشاد فرمایا: اُس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کی: اہل مسجد (یعنی اہل صفہ) کے ایک مسکین و غریب شخص ہیں۔ حضور وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ اُس دوسرے جیسے زمین بھر سے افضل ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا دوسرے کو عطا کی جانے والی (خوبیوں وغیرہ) میں سے کچھ بھی اس کو نہ دیا جائے؟ ارشاد فرمایا: اگر اسے دیا جائے تو وہ اس کا اہل ہے اور اگر اسے نہ دیا جائے تو اس کے لئے نیکی ہے۔ (المصدر للحاکم، کتاب الرقاق، باب فضائل اولیاء اللہ، الحدیث: ۷۹۹۹، ج ۵، ص ۴۶۵)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے حبیب، حبیب لبیب عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ محبت نشان ہے: فقراء سے محبت کرو اور ان کے پاس بیٹھا کرو اور (خوش عقیدہ) اہل عرب کو دل سے محبوب رکھو اور لوگوں کے جن عیوب سے تم واقف ہو ان سے چشم پوشی کیا کرو۔

(المصدر للحاکم، کتاب الرقاق، باب فی بحر تہنم..... الحدیث: ۸۰۱۷، ج ۵، ص ۴۷۲)

اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنت نشان ہے: بروزِ قیامت مسلمان فقراء مالداروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ نصف دن پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء ان فقراء..... الحدیث: ۵۴-۵۳، ص ۲۳۵۳، ۱۸۸۸)

جنت میں فقراء زیادہ ہوں گے

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مردار مکہ مکرمہ، سلطان مدینہ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: میں نے جنت کے اندر جہانکا تو اہل جنت میں فقراء (یعنی غریبوں) کو زیادہ دیکھا اور دوزخ کے اندر جہانکا تو اہل دوزخ میں اغنیاء (یعنی مالداروں) اور غورتوں کو زیادہ دیکھا۔

(المستدرک احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۶۲۲، ج ۲، ص ۵۸۲)

ایک ہزار پیاسے اونٹ

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مردور ذیشان، رحمت عالمیان، نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان غیب نشان ہے: دو مومن جنت کے دروازے پر ملاقات کریں گے، جن میں سے ایک دنیا میں غنی (یعنی مالدار) تھا اور دوسرا فقیر (یعنی غریب)۔ فقیر کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور غنی کو جب تک اللہ عزوجل چاہے گا روک دیا جائے گا۔ پھر اُسے بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ جب فقیر اس سے ملے گا تو پوچھے گا: اے بھائی! کس چیز نے تجھے (اتنی دیر تک) روک دیا، اللہ عزوجل کی قسم! تجھے اتنی دیر تک روکا گیا حتیٰ کہ میں تیرے بارے میں خوف کرنے لگا۔ غنی جواب دے گا: اے میرے بھائی! تمہارے بعد مجھے انتہائی تکلیف دہ اور ناپسندیدہ رکاوٹ کا سامنا تھا اور تم تک پہنچتے پہنچتے (روکے جانے کے سبب) میرا اتنا پسینہ نکلا کہ اگر اُس کو نمکین اور کڑوی بوٹی چرنے والے ایک ہزار پیاسے اونٹ پینے کے لئے اترتے تو سیراب ہو جاتے۔ (المستدرک احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۷۷۱، ج ۲، ص ۶۵۲)

(256) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اُحْتَجَبَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: فِي الْجَبَّارُونَ وَالْمُسَكِّرُونَ. وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: فِي ضُعَفَاءِ النَّاسِ وَمَسَاكِينِهِمْ، فَقَطَعَى اللَّهُ بَيْنَهُمَا: إِنَّكَ الْجَنَّةُ رَحِمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مِنْ أَشَاءُ، وَإِنَّكَ النَّارُ عَذَابِي أَعَذِّبُ بِكَ مِنْ أَشَاءُ، وَلِكَلِيكُمَا عَلَى مِلْؤِهَا رِوَاةٌ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت اور جہنم نے باہم بحث کی آگ بولی مجھ میں سرکش اور متکبر لوگ ہوں گے۔ جنت نے کہا مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ ہوں گے تو ان کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ اے جنت تو میری رحمت ہے۔ میں تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور اے آگ تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو پر کرنا

میرے ذمہ ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء ج ۸ ص ۱۵۰، رقم: ۲۵۸۱، سنن

ترمذی باب ما جاء في احتجاج الجنة والنار ج ۲ ص ۶۶۳، رقم: ۲۵۸۱، مسند ابی یعلیٰ مسند ابی سعید الخدری ج ۲ ص ۲۹۷، رقم:

۱۱۷۲ مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری ج ۲ ص ۹۹، رقم: ۱۱۷۲

شرح حدیث: ظالم اور متکبر لوگ

سرکار والا ستار، بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: متکبرین کو قیامت کے دن چیونٹیاں بنا کر انسانی شکلوں میں اٹھایا جائے گا کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز ان پر غالب آجائے گی پھر انہیں جہنم کے ایک قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا جسے ٹوئس کہا جاتا ہے، وہاں آگوں کی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی، انہیں طیئۃ الثہال یعنی جہنیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔ (المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، الحدیث: ۶۶۸۹، ج ۲، ص ۵۹۶، بغیر تفسیل) شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار ہاؤن پروردگار عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ظالم اور متکبر لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے، لوگ انہیں اللہ عزوجل کے معاملے کو ہلکا جاننے کی وجہ سے اپنے قدموں تلے روندتے ہوں گے۔ (تخریج احادیث الاحیاء، باب ۳۴۲، ج ۲، ص ۴۲)

حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: کبریائی میری رداء ہے، لہذا جو میری رداء کے معاملے میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے پاش پاش کر دوں گا۔ (المستدرک، کتاب الایمان، باب اصل الجنۃ المغلوبون۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۱۰، ج ۱، ص ۲۳۵)

نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: کبریائی میری۔ رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے عزت میرا ازار اور کبریائی میری رداء ہے، لہذا جو ان دونوں کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے عذاب میں مبتلا کروں گا۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۳۸۰، ج ۲، ص ۳۰۸)

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: کبریائی میری رداء اور عظمت میرا ازار ہے، لہذا جو ان دونوں میں سے کسی ایک کے معاملہ میں مجھ سے لڑے گا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب البراءۃ من الکبر والتواضع، الحدیث: ۴۱۷۴، ص ۲۷۳)

اللہ کے محبوب، داناتے غیوب، مژدہ عن الغیوب عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور چلنے میں اتراتا ہے، وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ عزوجل اس پر غضب فرمائے گا۔ (المستدرک، کتاب الایمان، باب من دعا ظم فی نفسه۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۰۸، ج ۱، ص ۲۳۵)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول

(257) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ

اللہ ؓ نے فرمایا: روزِ حشر کوئی بڑا اور موٹا آدمی آئے گا

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّهُ لَيَأْتِي

لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی قدرِ مچھر کے برابر بھی

الرَّجُلُ الشَّيْئَانِ الْعَظِيمُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يَزُونُ عِنْدَ

نہ ہوگی۔ (متفق علیہ)

اللَّهُ جَنَاحُ بِعُوضَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

تخریج حدیث: (صحیح بخاری سورۃ الکہف باب ۱۰ اولمک اللہن کلروا ہلماہ ربہم ولعائہ ج ص ۲۲ رقم ۲۱۹ صحیح مسلم باب صفۃ القیامۃ والجمۃ والعار ج ۸ ص ۱۲۸ رقم ۲۱۲ جامع الاصول لابن الیوم سورۃ الکہف ج ۱ ص ۲۲ رقم ۱۱۲ مشکوٰۃ المصابیح باب المصیر ج ۳ ص ۲۰۵ رقم ۵۵۲)

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

عظیم سے مراد ہے دنیا میں درجہ کا بڑا، سمین سے مراد ہے جسم کا موٹا تازہ فرہ یعنی وہ دنیا میں سردار مالدار بھی تھا اور تندرست و توانا بھی مگر تھا منافق یا کافر یعنی وہ کافر و منافق اور اس کے اعمال چھڑ کے برابر بھی وزن نہ دیں گے کیونکہ ان میں ایمان نہیں، وزن ایمان و اخلاص کا ہوتا ہے۔ (بزاۃ الناجح، ج ۶، ص ۶۶۰)

مفسر شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر مؤمن و کافر کو روز قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے تو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا۔ محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اور مؤمن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی۔

کافر کی نیکی

سرکارِ والاخبار، بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عز وجل مؤمن کو دنیا میں نیکی کی توفیق دینے اور آخرت میں اس کا ثواب دینے میں ظلم نہیں کریگا جبکہ کافر کی نیکیوں کا بدلہ اُسے دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں آئے گا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کی وجہ سے اسے کوئی بھلائی دی جائے۔ (السند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۲۲۳۹، ج ۳، ص ۲۳۷)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں نے خواب دیکھا گویا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے سر ہانے اور میکائیل علیہ السلام میرے قدموں میں کھڑے ہیں، ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے: ان کے لئے کوئی مثال پیش کرو۔ تو وہ عرض کرتا ہے: یا رسول اللہ عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! توجہ سے سنیں اور غور فرمائیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی مثال (بلا تشبیہ) اس بادشاہ کی سی ہے جس نے ایک محل بنایا، پھر اس میں ایک مکان بنا کر ایک منادی کو لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کے لئے بھیجا، تو کچھ لوگوں نے اس منادی کی بات مان لی اور کچھ

نے نہ مانی، تو جان لیں کہ وہ بادشاہ اللہ عزوجل ہے، وہ محل اسلام ہے اور وہ مکان جنت ہے، یا رسول اللہ عزوجل وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منادی ہیں، جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کی وہ اسلام میں داخل ہوا اور جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہوا اور جو جنت میں داخل ہوا وہی اس کے انواع و اقسام کے کھانے کھائے گا۔ (جامع الترمذی، ابواب الامثال، باب ما جاء من اللہ عزوجل بحجۃ، الحدیث: ۲۸۶۰، ص ۱۹۳۸)

مخزن جو دو سخاوت، بیکر عظمت و شرافت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ہلاکت و بربادی ہے ان کے لئے جو نیکی کی بات سن کر اسے جھٹلا دیتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے، اور ہلاکت و بربادی ہے ان کے لئے جو جان بوجھ کر گناہوں پر ڈٹے رہتے ہیں۔

(المسند للإمام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۷۰۶۲، ج ۲، ص ۶۸۲) بدو المذین۔۔۔ الی۔۔۔ (ہ)

(258) وَعَنْهُ: أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُومُ الْمَسْجِدَ أَوْ شَاتًا، فَقَدَّتْهَا، أَوْ فَقَدَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ عَنْهَا، أَوْ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَاتَ. قَالَ: أَلَا كُنْتُمْ أَذْنُتُمْوَنِي فَكَانَتْهُمْ صَغُرُوا أَمْرَهَا، أَوْ أَمْرَهُ، فَقَالَ: دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ، فَدَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلُمَةً عَلَى أَهْلِهَا، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

انہی سے روایت ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا ایک نو جوان اس کو رسول اللہ ﷺ نے نہ پایا تو اس کے بارے دریافت کیا صحابہ نے اس کو موت کی خبر دی۔ آپ فرمایا: تم نے مجھے اس کے بارے کیوں نہیں بتایا محسوس ایسے ہوتا تھا کہ صحابہ نے اس کو معمولی اور حقیر خیال کیا فرمایا مجھے اس کی قبر بتا دو صحابہ نے آپ کو قبر کے متعلق بتایا تو آپ ﷺ نے اس پر جنازہ کی نماز پڑھنی پھر فرمایا یہ قبریں اپنے باسیوں کے لئے تاریکیوں سے پُر ہوتی ہیں میرے نماز پڑھنے (یا دعائے تگنے) کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان قبروں کو ان کے باسیوں کے لیے پر نور کر دیا ہے۔ (متفق علیہ)

قَوْلُهُ: تَقُمُّ هُوَ يَفْتَحُ النَّاءَ وَهِيَ الْقَافُ: أَيْ تَكْنُسُ. وَالْقِمَامَةُ: الْكُنَاسَةُ.

تَقُمُّ: تَپَرِّزُ بَرَّاءُ قَافُ پَرِوِش یعنی جھاڑو پھیرتی تھی قِمَامَةُ: جھاڑو پھیرنے والی عورت۔

وَأَذْنُتُمْوَنِي بِمَدِّ الْهَمْزَةِ: أَيْ: أَعْلَمْتُكُمْوَنِي.

أَذْنُتُمْوَنِي: ہمزہ پر مد کے ساتھ اس کا معنی ہے تم مجھے خبر دے دیتے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری، باب کس المسجد والعقائد الخرق والقذی والعیدان، ج ۱، ص ۱۰، رقم: ۵۸، صحیح

مسلم، باب الصلاة عن القبر، ج ۲، ص ۵۶، رقم: ۲۲۵۹، سنن الکبیری، باب الصلاة علی القبر بعد ما یدفن المیت، ج ۲، ص ۴۶،

رقم: ۲۶۲ سنن ابوداؤد باب الصلاة على الطير ج ۲ ص ۷۷ رقم: ۲۱۰۰ مسند امام احمد مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۸۲ رقم: ۸۶۱۸

شرح حدیث: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

سبحان اللہ! اس شہنشاہ کی نظر کرم اپنے ہر گدا پر ہے۔ شعر

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو

تم ایسے رحمۃ اللعالمین ہو

مرقات نے فرمایا کہ جواب عرض کرنے والے ابو بکر صدیق تھے اور اس شخص کا نام اسود تھا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مزید فرماتے ہیں کہ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ مسجد کی خدمت بیکار نہیں جاتی۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ جو خانہ دل کی صفائی چاہتا ہے وہ خانہ خدا کی صفائی کیا کرے۔ دوسرے یہ کہ اسلام میں کوئی حقیر نہیں، لوگوں نے غریب جان کر اس کی موت کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی مگر غنوار امت نے اسکی قبر پر پہنچ کر اس کی خبر لی، امیر خسرو فرماتے ہیں۔ شعر

کشتے کہ عشق دارد نگذاردت بزیں سال

بجنازہ گرنہ آئی ہزار خواہی آمد

تیسرے یہ کہ بذات خود ساری قبریں اندھیری ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نور ہیں، آپ کی نماز اور آپ کی دعا بھی نور ہے۔ جس کی قبر روشن ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہوگی۔ جو احتمال روشنی قبر کا سبب ہیں جیسے مسجد میں روشنی کرنا وغیرہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں اپنی امت کے لیے تاقیامت باقی ہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ساری قبریں اندھیری رہتی ہیں۔ اشعة الممعات نے یہاں فرمایا کہ یہاں صلوٰۃ بمعنی دعا ہے اسی لیے یہاں نہ بگیروں کا ذکر ہے نہ صفیں بنانے کا، بعض لوگ ان احادیث کی بنا پر کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کئی بار ہو سکتی ہے مگر یہ غلط ہے، ورنہ تاقیامت ہمیشہ زائرین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر پہنچ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھا کرتے۔ دلی کے نماز پڑھ لینے کے بعد اور کسی کو جنازہ پڑھنے کا حق نہیں دیکھو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دروز تک مسلسل نمازیں ہوتی رہیں مگر جب صدیق اکبر نے جو خلیفۃ المسلمین اور ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ پر نماز پڑھ لی پھر کسی نے نہ پڑھی۔ (بزاۃ المناجیح ج ۲ ص ۸۸۲)

روشن چہرہ

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک حبشی صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ آقاؐ مظہر، سرور معصوم، حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک بد بودار اور بد صورت حبشی ہوں اور میرے پاس مال بالکل نہیں، اگر میں قتل ہونے تک ان مشرکین کے خلاف جنگ کروں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، جنت میں۔ تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ شہید ہونے تک

شرکین کے ساتھ قتال کرتے رہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی میت پر تشریف لائے اور فرمایا، اللہ عزوجل نے تیرا چہرہ روشن کر دیا اور تیری بو کو پاکیزہ فرما کر تیرے مال میں اضافہ فرما دیا۔ پھر انہی یا کسی اور کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میں نے حور عین میں سے اس کی بیوی کو اس کے اون کے جیبہ کو کھینچ کر اسکے اور جبہ کے درمیان داخل ہوتے دیکھا۔ (المحرک، کتاب الجہاد، باب من رضی باللہ رباً وبالاسلام ویتلوا، رقم ۲۵۰۸، ج ۲، ص ۲۱۷)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مرنے تک جہاد کرتا رہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خیال میں کیا میرا رب عزوجل مجھے جنت میں داخل فرما دے گا؟ اور کیا وہ مجھے کمتر نہ جانے گا؟ فرمایا، ہاں۔ اس نے عرض کیا، پھر میں جہاد کیوں نہ کروں جبکہ مجھ جیسا بد بودار، سیاہ رنگ اور خاندان کا کم ترین فرد بھی جنت میں داخل ہوگا۔ پھر وہ چلا گیا اور قتال کرتے کرتے شہید ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب سے گزرے تو فرمایا، اے جہال! اب اللہ عزوجل نے تیری بو کو پاکیزہ کر دیا اور تیرا چہرہ روشن کر دیا۔ (المحرک، باب ثواب العمل الصالح، صفحہ ۳۸۳)

(259) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُبُّ أَشْعَفَ أَغْبَرٍ مَذْفُوعٍ بِالْأَكْبَابِ. لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ رَوَاةٌ مُسْلِمٌ. انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے پراگندہ بالوں والے گرد آلود دروازوں سے دھکے دیے گئے اگر اللہ پر قسم ڈال دیں تو اللہ ان کی بات پوری کر دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: (صحیح مسلم، باب فضل الضعفاء والماملین، ج ۸، ص ۳۰، رقم: ۱۸۳۸، مستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، ج ۱، ص ۲۵۱، رقم: ۱۱۲۱، صحیح ابن حبان، باب المعجزات، ج ۱۲، ص ۴۰۳، رقم: ۱۶۸۳، جامع الاصول، کتاب الغالی فی الزهد والفقر، الفصل الاول فی مدحہا، ج ۲، ص ۱۷۷، رقم: ۲۷۸۲، مسند الذہبی، مسند ابی حمزہ عن انس بن مالک، ج ۲، ص ۲۸۸، رقم: ۱۲۵۱، مسند عبد بن حمید، مسند انس بن مالک، ص ۳۷، رقم: ۱۲۳۱)

شرح حدیث: حکیم ثناءت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس فرمان عالی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں وہاں سے نکالے جاتے ہیں وہ تورب کے دروازے کے سوا کسی کے دروازے پر نہیں جاتے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی حقیقت سے دنیا غافل ہے، اگر وہ کسی کے پاس جاتے تو وہ ان سے ملنا گوارہ نہ کرتا، رب نے انہیں دنیا والوں سے ایسا چھپایا ہوا ہے جیسے لعل پہاڑ میں یا موتی سمندر میں تاکہ لوگ ان کا وقت ضائع نہ کریں۔

قسم سے متعلق فرماتے ہیں کہ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: کہ ایک یہ کہ وہ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کو قسم دے

کر کوئی چیز مانگے کہ خدایا تجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی یہ کر دے تو رب تعالیٰ ضرور کر دے یہ ہے بندہ کی ضد اپنے رب پر۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ بندہ خدا کے کام پر قسم کھا کر لوگوں کو خبر دے دے تو خدا اس کی قسم پوری کر دے مثلاً وہ کہہ دے کہ خدا کی قسم تیرے بیٹا ہوگا یا رب کی قسم آج بارش ہوگی تو رب تعالیٰ ان کی زبان سچی کرنے کے لیے یہ کر دے، بعض لوگ بزرگوں کی زبان سے کچھ کہلواتے ہیں حضور کہہ دو کہ تیرے بیٹا ہوگا، کہہ دو کہ تو مقدمہ میں کامیاب ہوگا اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ (اشعۃ اللمعات) حضرت غوث بہاؤ الحق ملتانی اور بوڑھی عورت کا واقعہ اس کا ثبوت ہے کہ عورت نے کہا بہاء الحق واپس آجاؤ اللہ کی قسم آج بارش ہو جائے گی میں بارش کرادوں گی، حضرت یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی سیف زبانی تو قرآن کریم میں مذکور ہے، اس کی تحقیق ہماری کتاب فہرست القرآن میں دیکھو۔ (میزان الناجح، ج ۷، ص ۷۵)

بوسیدہ کپڑوں والے

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت، شفیع اُمت، قاسم نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: دو بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس کئی لوگ ایسے ہیں جن کی طرف توجہ نہیں دی جاتی، اگر وہ اللہ عزَّ وَّجَلَّ پر قسم کھالیں تو وہ اسے پورا فرماتا ہے، اگر وہ یوں کہہ دے: اے اللہ عزَّ وَّجَلَّ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں تو اللہ عزَّ وَّجَلَّ اسے جنت عطا فرماتا ہے لیکن اسے دنیا میں سے کچھ نہیں دیتا۔ (فردوس الاخبار للذہبی، باب الراء، الحدیث ۳۰۶۶، ج ۱، ص ۴۱۲) (البحر الزخار بسند البزار، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث ۲۰۳۵، ج ۵، ص ۴۰۳-۴۰۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی پاک، صاحب نولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عزت نشان ہے: بے شک پرانگندہ بالوں، گرد آلود چہروں اور دو بوسیدہ کپڑوں والے لوگ جنتی ہیں، جنہیں لوگ حقیر سمجھتے ہیں، جب وہ امراء کے پاس جانے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو ان کو اجازت نہیں دی جاتی، جب عورتوں کو نکاح کا پیغام دیتے ہیں تو ان سے نکاح نہیں کیا جاتا، جب وہ بات کرتے ہیں تو ان (کی بات سننے) کے لئے خاموشی اختیار نہیں کی جاتی، ان کی ضروریات ان کے سینوں میں حرکت کرتی ہیں، اگر بروز قیامت ان کا نور لوگوں میں تقسیم کیا گیا تو تمام لوگوں کو کافی ہو جائے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزہد و تعزیر اہل اللہ، الحدیث ۱۰۳۸۶، ج ۷، ص ۳۳۳)

مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس روتے ہوئے دیکھا، پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عزَّ وَّجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تھوڑا سا دکھاوا بھی شرک ہے، بے شک اللہ عزَّ وَّجَلَّ متقی پوشیدہ رہنے والے لوگوں کو پسند فرماتا ہے، جب وہ غائب ہوں تو لوگ انہیں تلاش نہیں کرتے اور جب کہیں آئیں تو ان کو کوئی پہچانتا نہیں، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، وہ ہر گرد آلود اندھیرے مقام سے نجات پاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب القن، باب من تری فی السامۃ من القن، الحدیث ۳۹۸۹، ص ۲۷۱۶، بخون: بدلہ: بخرجون)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: (اے لوگو!) علم کے چشمے اور ہدایت کے چراغ بنو، گھروں کو (چنائی کی طرح) لازم پکڑو، رات کے چراغ بنو اور تازہ دل رہو، تمہارے کپڑے پرانے ہوں تو اہل آسمان تمہیں پہچانیں گے اگرچہ تم اہل زمین کے نزدیک کمتر سمجھے جاؤ۔ (الباب فی الخفاء صفحہ ۲۷۲)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے کی اکثریت مساکین کی ہے اور مالوں والے روکے ہوئے ہیں ہاں دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہو چکا ہے اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں جانے والوں کی اکثریت خواتین کی ہیں۔ (متفق علیہ)

(260) وَعَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ وَأَصْحَابُ الْحُجْدِ مَحْبُوسُونَ عَذَرًا أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرُوا بِهِمْ إِلَى النَّارِ. وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الحُجْد: جیم کے زبر کے ساتھ اس کا معنی ہے مال محبوسون: روکے گئے۔ یعنی ان کو ابھی تک جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملی۔

وَالْحُجْدُ: بِفَتْحِ الْحِيمِ: الْحُظُّ وَالْغُلَى. وَقَوْلُهُ: مَحْبُوسُونَ أَيْ: لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ بَعْدَ دُخُولِ الْجَنَّةِ.

تخریج حدیث: (صحیح مسلم: باب لا تأخذ المرأة فی بیت زوجها لاحد الا باذنہ، ج ۷، ص ۲۰، رقم: ۱۱۶، صحیح مسلم:

باب اکثر اہل الجنة الفقراء واکثر اہل النار النساء، ج ۸، ص ۸۷، رقم: ۱۱۳، المعجم الکبیر للطبرانی، من اسمہ اسامۃ بن زید بن

حارثہ، ج ۱، ص ۱۰، رقم: ۲۲، صحیح ابن حبان، باب الفقر والزهد، ج ۱، ص ۲۵، رقم: ۶۵، مسند امام احمد، حدیث اسامۃ بن زید

ج ۷، ص ۲۰، رقم: ۲۱۸۳۰)

شرح حدیث: موتیوں کی کرسیاں

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیب، منزہ عن غیب، عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: بروزِ قیامت لوگ جمع ہوں گے، تو کہا جائے گا: اس امت کے فقراء اور مساکین کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے پوچھا جائے گا: تم نے کیا عمل کئے؟ وہ عرض کریں گے: اے اللہ عز وجل! تو نے ہمیں آزمائش میں مبتلا کیا تو ہم نے صبر کیا اور حکمرانی و سلطنت کا والی ہمارے علاوہ دوسروں کو بنا دیا۔ اللہ عز وجل ارشاد فرمائے گا: تم نے سچ کہا۔ یا اسی کی مثل ارشاد فرمائے گا: (یہ راوی کا شک ہے) پھر وہ دوسرے لوگوں سے بہت پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے اور حساب کی سختیاں حکمرانوں اور صاحبِ سلطنت لوگوں پر باقی رہ جائیں گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: اس دن مؤمنین کہاں ہوں گے؟ حضور نبی کریم پر، وہ رب ربیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے لئے نور کے منبر رکھے جائیں گے اور ان پر بادلوں سے سایہ کیا جائے گا۔

(صحیح ابن حبان، باب وصف الجنة والحلما، الحدیث ۷۶۷، ج ۹، ص ۲۵۲)

اغنیاء سے چالیس سال پہلے

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، فخر بن جود و سخاوت، پیکر عظمت و شرافت، محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک مہاجرین فقراء قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال آگے ہوں گے۔ (مسلم، کتاب الزہد والرقائق، رقم ۲۹۷۷، ج ۹، ص ۱۵۹)

ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے فقراء اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ان کا حلیہ بیان فرمائیے۔ فرمایا کہ ان کے کپڑے بوسیدہ اور سر پر گندہ ہوں گے اور انہیں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی اور نہ ہی وہ خوبصورت عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں، ان ہی کے صدقے مشرق و مغرب والوں کو رزق دیا جاتا ہے، ان پر اگر کسی کا حق ہو تو وہ پورا ادا کرتے ہیں جبکہ ان کے حقوق پورے ادا نہیں کئے جاتے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب التوبۃ والزہد، الترغیب فی الفقر، رقم ۱۲، ج ۴، ص ۷۳)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجدار، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اَخِيْنِيْ مِنْ سَكِيْنَةٍ وَّ اَمِيْنِيْ مِنْ سَكِيْنَةٍ وَّ اَحْسِنِيْ فِيْ رُمُوْةِ الْمَسَاكِيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ: اے اللہ! مجھے مسکینی کی زندگی اور مسکینی کی موت عطا فرما اور قیامت کے دن مسکینوں کے ساتھ اٹھا۔ تو ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، ایسا کیوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا، کیونکہ یہ لوگ اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اے عائشہ! مسکین کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ اگرچہ ایک کھجور ہی دے دیا کرو، اے عائشہ! مساکین سے محبت کرو اور ان کی قربت اختیار کرو تا کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن تمہیں اپنی قربت عطا فرمائے۔ (ترمذی، کتاب الزہد، رقم ۲۳۵۹، ج ۴، ص ۱۵۷)

حضرت سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار والاخبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان فقراء اس طرح دوڑتے ہوئے آئیں گے جیسے کبوتر اڑتا ہے۔ جب ان سے کہا جائے گا کہ حساب کے لئے رک جاؤ تو وہ کہیں گے، خدا کی قسم! ہمیں کوئی ایسی چیز نہیں دی گئی جس کا ہم سے حساب لیا جائے۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا، میرے بندے سچ کہتے ہیں۔ پھر وہ دیگر لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (طبرانی کبیر، رقم ۵۵۰۸، ج ۶، ص ۵۸)

حضرت سیدنا ابو صدیق ناجی رضی اللہ عنہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کرتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرور

معصوم، سن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان فقراء اغنیاء سے چار سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ مالدار مومن کہے گا، کاش! میں دنیا میں فقیر ہوتا۔ کسی نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ان کے اوصاف بیان فرمائیے۔ تو ارشاد فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی ناپسندیدہ کام ہو تو انہیں بھیجا جائے اور جب کوئی پسندیدہ کام ہو تو دوسروں کو بھیجا جائے اور یہ وہ لوگ ہیں جو دروازے میں داخل ہونے سے راک دے جاتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند صحابی، رقم ۲۳۱۶۳، ج ۹، ص ۴۲)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء مسلمان اغنیاء سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور دو پانچ سو سال کا ہوگا۔ (ترمذی، کتاب الزہد، باب ان فقراء المهاجرین الخ، رقم ۲۳۱۶۱، ج ۴، ص ۱۵۸)

وضاحت: حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ستر سال کا تذکرہ ہے جبکہ اس حدیث میں پانچ سو سال کا تذکرہ ہے، ان احادیث میں کوئی اختلاف نہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ فقر و رضا کے درجات میں فرق اور بزرگی کے مراتب میں تفاوت (فرق) کی وجہ سے ان کے جنت میں جلدی جانے کی مدت میں تفاوت ہے۔ اور اس میں کئی وجوہ کا احتمال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صرف تین بچوں نے پنکھوڑے میں کلام (بات) کی ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام جرجہ کا ساتھی۔ جرجہ ایک عبادت گزار شخص تھا اس نے عبادت خانہ بنایا وہ اس میں (مصرف عبادت) تھا۔ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اس کو آواز دی اے جرجہ! بولا: اے میرے رب! میری ماں اور میری نماز تو وہ نماز پر متوجہ رہا۔ وہ چلی گئی اگلے دن وہ پھر اس کی نماز کے دوران آئی اور اس کو آواز دی اے جرجہ! اس نے کہا: اے میرے رب! میری ماں اور میری نماز تو وہ نماز پر متوجہ رہا۔ وہ پھر گئی اگلے دن وہ پھر اس کی نماز کے دوران آئی اور اس کو آواز دی اے جرجہ! اس نے کہا: اے میرے رب! میری ماں اور میری نماز تو وہ نماز پر متوجہ رہا۔ تو اس کی اگلی صبح اب وہ پھر اس کی نماز

(261) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ: عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَصَاحِبُ جُرْجِجٍ، وَكَانَ جُرْجِجٌ رَجُلًا عَابِدًا، فَأَتَخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيهَا، فَأَتَتْهُ أُمُّهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: يَا جُرْجِجُ، فَقَالَ: يَا رَبِّ أَتَيْتُ وَصَلَّيْتُ عَلَى صَلَاتِهِ فَأَنْصَرَفْتُ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: يَا جُرْجِجُ، فَقَالَ: أَتَيْتُ وَصَلَّيْتُ فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: يَا جُرْجِجُ، فَقَالَ: أَتَيْتُ وَصَلَّيْتُ فَأَقْبَلَ عَلَى صَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تُؤْمِنَهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى وُجُوهِ الْمُؤْمِنَاتِ. فَتَدَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ جُرْجِجًا وَعِبَادَتَهُ، وَكَانَتْ امْرَأَةً يَنْعَى يَتِمُّنَ لِحُسْنِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ شِئْتُمْ لَا أَفْتِنَنَّه.

فَتَعَرَّضْتُ لَهُ، فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا، فَأَتَتْ رَاعِيًا كَانَ
يَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ، فَأَمَكَّتْهُ مِنْ تَفْسِهَا فَوَقَعَ
عَلَيْهَا، فَحَمَلَتْ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، قَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرْجِجٍ.
فَأَتَوْهُ فَاسْتَزَلُّوهُ وَهَدَمُوا صَوْمَعَتَهُ، وَجَعَلُوا
يَضْرِبُونَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: زَنَيْتَ بِهَذِهِ
الْبَيْعِ فَوَلَدْتَ مِنْكَ. قَالَ: أَيْنَ الصَّبِيِّ؟ فَجَاؤُوا بِهِ
فَقَالَ: دَعُونِي حَتَّى أَصِلَّ، فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى
الصَّبِيِّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ، وَقَالَ: يَا غُلَامُ مَنْ أَبُوكَ؟
قَالَ: فَلَانُ الرَّاعِي، فَأَقْبَلُوا عَلَى جُرْجِجٍ يُقْبِلُونَهُ
وَيَتَسَحَّوْنَ بِهِ، وَقَالُوا: كَبِيئُ لَكَ صَوْمَعَتُكَ مِنْ
ذَنْبٍ. قَالَ: لَا، أَعَمِدُونَهَا مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ.
فَفَعَلُوا. وَبَيْنَمَا صَبِيٌّ يَرْتَضِعُ مِنْ أُمِّهِ فَمَرَّ رَجُلٌ
رَاكِبٌ عَلَى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَشَارَةِ حَسَنَةٍ، فَقَالَتْ
أُمُّهُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذَا، فَتَرَكَ الشَّدَى
وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلَنِي
مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهِ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ، فَكَانَ
أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يَحْكِي ارْتِضَاعَهُ بِأَصْبَعِهِ السَّبَابَةِ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ
يَمُضُّهَا، قَالَ: وَمَرُّوا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا،
وَيَقُولُونَ: زَنَيْتَ سَرَقْتَ، وَهِيَ تَقُولُ: حَسْبِيَ اللَّهُ
وَيَعْمَ الْوَكِيلُ. فَقَالَتْ أُمُّهُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنِي
مِثْلَهَا، فَتَرَكَ الرِّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ
اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَهُنَالِكَ تَرَا جَعَا الْحَدِيثِ، فَقَالَتْ:
مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي
مِثْلَهُ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلَنِي مِثْلَهُ، وَمَرُّوا بِهَذِهِ

کے دوران آئی اور آواز دی اے جرتج۔ کہا: اے
میرے رب میری ماں اور میری نماز پھر نماز پر متوجہ رہا
ماں نے کہا: اے اللہ! اس کو نہ مار یہاں تک فاحشہ
عورتوں کے چہرے دیکھ لے۔ بنو اسرائیل میں جرتج کی
عبادت کا چرچہ ہوا تو ایک زنا کار مشہور حسینہ نے کہا: اگر تم
چاہو تو میں اس کو آزمائش میں ڈال دوں وہ عورت اپنے
آپ کو جرتج پر پیش کرنے لگی لیکن یہ اس کی طرف متوجہ
نہ ہوا وہ کسی چرواہے کے پاس آئی وہ اس کی عبادت گاہ
میں آتا رہتا تھا اس نے اس چرواہے کو اپنے آپ پر
قدرت دی اس نے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ جب اس
نے بچہ جنم دیا تو بولی یہ جرتج کا ہے لوگ آئے اور جرتج
کو باہر نکال کر اس کا عبادت خانہ گرا دیا اور اس کو مارنے
لگے۔ پوچھا کہ تم کو کیا ہوا تو کہنے لگے تو نے اس فاحشہ
عورت سے زنا کیا اور اس نے مجھ سے بچہ جنم دیا
ہے۔ جرتج نے کہا: بچہ کہاں ہے؟ لوگ بچے کو لائے
کہا: مجھے کچھ نماز پڑھنے کا موقعہ دو پس جب نماز پڑھ کر
پھر اتو بچہ کے پاس آیا اس کے پیٹ میں انگلی چھو کر کہا:
اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بولا: فلاں چرواہا۔ اب
سب لوگ جرتج کی طرف متوجہ ہو گئے اس کے ہاتھ
چومنے لگے اور برکت کیلئے ہاتھ لگانے لگے اور کہنے لگے
ہم تیرے عبادت خانہ کو سونے سے تعمیر کر دیتے ہیں کہا
نہیں جیسا گارے سے تھا ویسا ہی تعمیر کر دو تو انہوں نے
ایسا کر دیا۔ (تیسرا بچہ جس نے پنگھوڑے میں کلام کیا)
اس دوران کہ ایک بچہ ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک
آدی نہایت عمدہ اور خوبصورت گھوڑے پر سوار گزرا

الْأَمَةِ وَهُمْ يَصْرُبُونَهَا وَيَقُولُونَ: زَكَّيْتُ سَرَقَتِ،
فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِي مِثْلَهَا، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ
اجْعَلْ لِي مِثْلَهَا! قَالَ: إِنَّ ذَلِكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا،
فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِي مِثْلَهُ، وَإِنَّ هَذِهِ يَقُولُونَ:
زَكَّيْتُ، وَلَمْ تَزِنْ وَسَرَقْتَ وَلَمْ تَسْرِقْ، فَقُلْتُ:
اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي مِثْلَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ماں بولی یا اللہ! میرے بیٹے کو اس کی مثل بنا، بچہ نے
پستان چھوڑ کر اس کی طرف دیکھا اور کہا: یا اللہ مجھے اس
جیسا نہ بنا اور پھر دودھ پینے لگا۔ راوی کہتے ہیں: مجھے
اب بھی وہ منظر یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ شہادت کی انگلی
منہ میں ڈال کر اس بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بیان
کر رہے تھے اور انگلی چوس رہے تھے پھر فرمایا: اے
لوگو! کچھ لوگ ایک باندی کو لے کر گزرے لوگ اس کو
کچھ کے مارتے اور کہتے تھے تو نے زنا کیا، تو نے چوری کی یہ
کہتی تھی کہ اللہ مجھے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے بچے
کی ماں بولی: یا اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا، بچے
نے پھر پستان چھوڑا اس کی طرف دیکھا اور کہا: اے
اللہ! مجھے اس جیسا بنا، اس وقت ماں بیٹا آپس میں تکرار
کرنے لگے۔ ماں نے کہا اچھی حالت والا آدمی گزرا۔
میں نے کہا: اے اللہ! اس کو اس جیسا بنا تم نے کہا: اے
اللہ! مجھ کو اس جیسا نہ بنا اور لوگ باندی کو لے کر گزرے
اس کو مارتے تھے۔ اس کو کہتے تھے تو نے زنا کیا۔ تو نے
چوری کی میں نے کہا یا اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا
تم نے کہا: یا اللہ! مجھ کو اس جیسا بنا اس (بچے) نے کہا وہ
آدمی جابر متکبر تھا میں نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ
بنا اور یہ لوگ جو اس باندی کو کہتے تھے تو نے زنا کیا تو
نے چوری کی حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا تھا نہ اس نے
چوری کی تھی تو میں نے کہہ دیا یا اللہ مجھے اس جیسا بنا
دے۔ (متفق علیہ)

مُؤْمِسَاتٌ: پہلی میم پر پیش واؤ ساکن اور دوسری
میم پر زیر ہے اور سین مہملہ ہے اس سے مراد زنا کار

وَالْمُؤْمِسَاتُ بِضَمِّ الْمِيمِ الْأُولَى، وَاسْكَانِ
الْوَاوِ وَكَسْرِ الْمِيمِ الثَّانِيَةِ وَبِالسَّكَنِ الْمُهِمْلَةِ؛

وَهُنَّ الزَّوَانِي. وَالْمُؤَمِّسَةُ: الزَّانِيَةُ. وَقَوْلُهُ: دَابَّةٌ فَارِهَةٌ: فَارِهَةٌ فَارِهَةٌ بِالْفَاءِ: أَيْ حَادِقَةٌ نَفِيسَةٌ. وَالشَّارَةُ بِالشَّيْنِ الْمُعْجَنَةُ وَتَخْفِيفُ الرَّاءِ: وَهِيَ الْجَمَالُ الظَّاهِرُ فِي الْهَيْئَةِ وَالْمَلْبَسِ. وَمَعْنَى تَرَاجَعَا الْحَدِيثَ أَيْ: هُوَ تَرَاجَعَا الْحَدِيثَ هَذَا كَمَا مَطْلَبُ هِيَ: مَا بِيْطُ نِي دَوْبَارَهُ آفِسُ مِثْلُ كُفْتُكَوْكِ۔ اور اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری باب قول اللہ ﷻ وا کر فی الکتاب مریم۔ ج ۲ ص ۱۶۵ رقم: ۲۲۲۶ صحیح مسلم باب تقدیم بر الوالدین علی التطوع بالصلاة وغیرہا۔ ج ۸ ص ۲۰۲ رقم: ۱۶۴۳ صحیح ابن حبان باب المعجزات ج ۱۴ ص ۴۱۱ رقم: ۶۲۸۹ الادب للبیہقی باب فی فضل الصبر ج ۱ ص ۳۶۹ رقم: ۶۳۳ مسند امام احمد مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۰۴ رقم: ۸۰۵۶)

شرح حدیث: مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم لوگوں پر تنقید کرو گے تو وہ بھی تمہیں تنقید کا نشانہ بنائیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ بھی دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ لہذا عقلمند وہی ہے جو تنگدستی کے دن کے لئے اپنی زندگی اور عزت کو وقف کر دے اور مؤمن کے غصہ پی لینے سے بڑھ کر کوئی گھونٹ اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں، اس لئے عفو و درگزر سے کام لیا کر اللہ عزوجل تمہیں عزت عطا فرمادے گا اور یتیم کی آہ اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کیونکہ یہ (دونوں) راتوں رات عرش تک پہنچ جاتی ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ (بخاری مؤرخ) (مؤلف امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی صفحہ ۲۷۲)

محافظت حقوق کی فضیلت

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے اپنی زبان سے حق کی حفاظت کی تو اس کا اجر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ اُسے اُسکا ثواب عطا کرے گا۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ج ۳، رقم: ۱۳۸۰۵، ص ۵۲۹)

مظلوم کی مدد کرنے کی فضیلت

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی کرہیۃ لبس المعصر للرجال والقیس، ج ۳، رقم: ۲۸۱۸ ص ۳۶۹)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ میں نے عرض کیا، میں مظلوم کی مدد تو کروں لیکن ظالم کی مدد کیسے کروں؟ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم اُسے ظلم سے روک دو۔ (سنن الترمذی، کتاب النتن، باب ۶۸، ج ۳، رقم: ۲۲۶۲ ص ۱۱۲)

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

[https://archive.org/details/](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

[@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زوہیب حسن عطاری